دیوانِ حافظ

رحمۃ اللہ علیہ

مترجمہ

مولانا قاضی سجاد حسین صاحب

پروگریسو بکس

http://www.muftbooks.blogspot.com/

دیوانِ حافظ

رحمۃ اللہ علیہ

مترجم:

مولانا قاضی سجاد حسین صاحب

پروگریسو بکس

۴۰۔ بی اردو بازار، لاہور

http://www.muftbooks.blogspot.com/

حافظ اور کلامِ حافظ

از

جناب کرم چاند پوری

سرزمین ایران اپنی تاریخ، تہذیب اور ثقافت کے لحاظ سے ہمیشہ ممتاز رہی ہے، اور پاکستان سے اس کے روابط تاریخی حیثیت رکھتے ہیں۔ دونوں ملکوں کے درمیان ثقافتی اور تہذیبی تعلقات کی قدامت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا۔ ایران کے باشندے علم، ادب، فنون لطیفہ سے گہری دلچسپی رکھتے ہیں۔ فنون لطیفہ سے انہیں بڑی مناسبت ہے۔ اس علمی سرزمین نے بہت سے عالم، فلسفی، شاعر، صوفی اور آرٹسٹ پیدا کئے جن کو اپنی انفرادی خصوصیات کے لحاظ سے صفحاتِ تاریخ پر نمایاں مقام حاصل ہے۔ ایران کے عظیم شعرا میں فردوسی، خیام، سعدی اور حافظ کو جو قبول عام ملا ہے وہ ان کے باکمال ہونے کی ایک روشن دلیل ہے۔ ایران کے یہ چاروں فنکار دنیا کی تاریخ شاعری میں ہمیشہ کے لئے اپنی جگہ محفوظ کر چکے ہیں۔ شاعرانہ نکتہ سنجیوں، قدرتِ کلام اور اصنافِ شعر کی مہارت اور گرفت کے اعتبار سے ایران کے یہ شاعر ہر دور میں مقبول اور ہر دلعزیز رہے ہیں۔ ان کے کلام کے تراجم نہ صرف اردو، بنگالی، انگریزی، فرانسیسی، جرمنی اور ترکی زبانوں میں بھی ہو چکے ہیں۔ پاکستان میں گلستان بوستاں اب تک پڑھائی جاتی ہے۔ فردوسی کا شاہنامہ اور دیوان حافظ بھی ارباب علم و تحقیق کی توجہ کا مرکز رہے ہیں۔ اسی طرح رباعیات خیام کی مقبولیت سے انکار ممکن نہیں ہے۔ فردوسی شاعر رزم و بزم کی عکاسی کی بنا پر زندۂ جاوید ہے۔ خیام کی رندی و سرمستی اس کی رباعیات کے آئینوں سے جھلکتی رہیگی۔ سعدی کی اخلاقی شاعری خراج تحسین حاصل کرتی رہیگی۔ اس کے ساتھ ان کی غزل کے اشعار دلوں کی دھڑکن میں اضافہ کرتے رہیں گے اور حافظ اپنی غنائی شاعری اور اس سے زیادہ بقول میر تقی اپنے جذبۂ عشق و رعنائی کی بدولت ہمیشہ قوم میں مقبول رہیں گے۔ یہ کہنا کسی بے انصافی پر مبنی نہیں کہ حافظ ایران کے تمام شاعروں سے زیادہ شہرت اور مقبولیت کے مالک ہیں۔ یہ شہرت جغرافیائی حدود کی پابند نہیں بلکہ نسیم صبح کی مانند ایران سے چل کر بغداد، روم، بنگال اور دکن تک جا پہنچی اس کے بعد اس نے فرانس، جرمنی، انگلینڈ اور ترکی کو بھی اپنی بادِ مراد اور خنک لہروں سے سرشار کیا۔ حافظ کا شمار ان خوش نصیب شعرا میں ہے جن کا کلام ان کی زندگی ہی میں قبول عام کے درجے تک پہنچ گیا۔ ان کے اشعار سیہ چشمانِ کشمیر اور ترکانِ سمرقند بھی جھوم جھوم کر گاتے تھے اور انہیں سن کر وجد کرنے لگتے تھے ۔

بہ شعر حافظ شیراز می گویند و می رقصند
سیہ چشمان کشمیری و ترکان سمرقندی

عراق، عرب اور برصغیر منقسم ہندوستان کے فرمانرواؤں نے خواجہ کے کلام کو جو پذیرائی بخشی [illegible]

---

۱ دیوان حافظ، مرتبہ [illegible]   ۲ دیوان حافظ [illegible]

http://www.muftbooks.blogspot.com/

فقر اور قناعت کی وجہ سے ہمیشہ پسند کیا اور آرزو کی کہ وہ
ان کے دربار میں آئیں لیکن خواجہ دنیا کی تمام لذتوں، مسرتوں اور عیش
و عشرت کو جنت الماویٰ کی فرحت افزا ہواؤں اور آب رکناباد کی دلفریب
لہروں پر نثار کر دینے کی جرأت رندانہ رکھتے تھے اور جس فیاضی کے ساتھ خال ہندو پر
سمرقند و بخارا کو لٹا سکتے تھے اسی دریا دلی کے ساتھ تمام دولت اور بلندی کو نسیم خاک مصلیٰ اور آب رکناباد
پر قربان کر دینے کی جرأت رکھتے تھے ؎

نمی دہند اجازت مرا بہ سیر و سفر
نسیم خاک مصلیٰ و آب رکناباد[۱]

لیکن جس طرح ارباب فضل و کمال میں ایک خاص قسم کی نازک مزاجی کی جھلک پائی جاتی ہے حافظ میں بھی تھی چنانچہ وہ آزردہ اور بیزار ہو کر کبھی کبھی شیراز سے نکل جانے کی تمنا بھی کرنے لگتے تھے جو عام طور پر اہل شیراز کی بے توجہی اور ناقدر شناسی کی بنا پر پیدا ہوا کرتا تھا ؎

سخن‌دانی و خوش‌خوانی نمی‌ورزند در شیراز
بیا حافظ کہ تا خود را بہ ملک دیگر اندازیم[۲]

انہیں یہ شکوہ بھی تھا کہ وطن میں رہ کر ان سربلندیوں تک نہیں پہنچ سکے جن کو وہ اپنی منزل مقصود خیال کرتے تھے۔

رہ نبردیم بہ مقصود خود اندر شیراز
خرم آں روز کہ حافظ رہ بغداد کند[۳]

یہ جذبہ بیزاری بالکل لمحاتی اور ہنگامی ہوتا تھا جو بلبلے کی طرح آتا اور گزر جاتا تھا ورنہ ان کی اپنی قومی جوش اور حب الوطنی کے لحاظ سے ہر دور میں ناقابل شکست ہے جب [illegible] کے عہد میں انہیں خوب سہارا ملا لیکن جب موقع ملا ہے وہ دامن جھاڑ کر فکر آخرت سے اٹھے، اور اورنگ سلطنت پر جا بیٹھے، ان کی یہ خصوصیت تاریخ میں نمایاں حیثیت رکھتی ہے حافظ کے احساس میں جس وقت وطن کی محبت کروٹ لینے لگتی تھی بیزاری کا وہ لمحاتی جذبہ ختم کر دیا جاتا تھا اور وہ اپنے سنگلاخ کے گن گانے لگتے تھے ؎

خوشا شیراز و وضع بے مثالش
خداوندا نگہ دار از زوالش[۴]

عجیب اتفاق ہے کہ حافظ اپنی مقبولیت اور بے مثال ہر دلعزیزی کے باوجود حیات ہی میں [illegible] تذکرہ نگاروں اور مورخین نے ان کے حالات زندگی سے زیادہ اعتنا نہیں کیا جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ان کے واردات حیات تلاش کے بعد بھی مکمل طور پر دستیاب نہیں ہوتے علامہ شبلی نے شعراء فارس کے کلام پر پہلی مرتبہ تنقید کرنے کے ساتھ ہی ان کی زندگی پر روشنی ڈالنے کی بھی سعی کی ہے لیکن حافظ کے صحیح کوائف و حالات نہیں مل سکے البتہ [illegible] عبد النبی، تاریخ فرشتہ، حبیب السیر اور چند دوسری تاریخوں میں مذکور ہیں

۱؎ دیوان حافظ ص [illegible] ۲؎ دیوان حافظ ص [illegible] ۳؎ دیوان حافظ ص [illegible]
۴؎ دیوان حافظ ص [illegible]

http://www.muftbooks.blogspot.com/

اور جن سے حافظ کا صرف زمانۂ حیات ہی متعین کیا جا سکتا ہے
یا چند اور اسی قسم کے وہ افسانے مل جاتے ہیں جن کو خواب و خیال کی باتوں
سے زیادہ اہمیت نہیں دی جا سکتی۔ مسٹر براؤن نے شبلی سے زیادہ داد تحقیق
نہیں دی مگر مقالات پر مبنی شعر العجم کو ماخذ بنا کر پیش کر دیتے ہیں ایران جدید کے بعض محققین
نے بھی اس میدان میں کام کیا ہے ان میں میر محمد قزوینی اور ڈاکٹر محمود بلاذری قابل ذکر ہیں میر محمد قزوینی صرف اس لئے کہ انہوں نے
حافظ کا سنِ ولادت ۷۲۶ھ متعین کر دیا ہے اور سال وفات باتفاق ۷۹۱ھ ہے ان سنین کے پیش نظر سالی سے کہا جا سکتا
ہے کہ حافظ نے پینسٹھ سال کی عمر پائی اس عرصے میں وہ مختلف مراحل سے گزرے سلطنت کی تبدیلی کے مناظر بھی دیکھے
سلطانوں کو قتل ہوتے دیکھا، محتسبوں کی چیرہ دستیوں کے تماشے دیکھے، دوسری طرف، رندانِ مست و خوار کو پوری آزادی
اور بے باکی کے ساتھ جام شراب منہ سے لگاتے دیکھا، شراب خانوں میں ان کے جھگڑوں کو ملاحظہ کیا اور اکثر اصناف سخن میں
طبع آزمائی کی مخمس، رباعی، قطعہ، مثنوی، قصیدہ، غرض سب ہی کچھ کہا میخانہ کے مصنف نے ان کے ساقی نامہ کو بے نظیر کہا ہے
لیکن حافظ دراصل غزل کے لئے پیدا ہوئے تھے وہ جس جوش، صداقت، جذبات اور برجستگی سے اپنی داخلی و خارجی کیفیات کو
غزل میں پیش کرتے ہیں وہ انہیں کے ساتھ خاص ہے ایران کی غزل پر سب سے زیادہ رنگین اور حسین نقوش جس
شاعر نے بنائے وہ حافظ ہی ہیں۔

میخانۂ عبد النبی میں جو حالات قلمبند کئے گئے ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ حافظ کا نام شمس الدین محمد ان کے باپ
بہاء الدین اصفہانی تھے اور اتابکوں کے عہد حکومت میں شیراز گئے تھے یہیں توطن اختیار کر لیا تھا حافظ کی والدہ
کازرون کی تھیں بہاء الدین شیراز میں تجارت کرنے لگے تھے حافظ اپنے تین بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے
باپ کی وفات کے بعد جب مال و اسباب باقی نہ رہا تو دو بڑے بھائی شیراز چھوڑ کر کہیں چلے گئے حافظ ماں کے
زیر سایہ رہے ماں نے افلاس سے مجبور ہو کر انہیں محلہ کے ایک شخص کے سپرد کر دیا حافظ کو اس کے طور و طریقے پسند
نہ آئے اور وہ خمیر گری کا پیشہ کرنے لگے۔ قریب ہی مکتب تھا بڑی محنت اور سرگرمی سے اپنا کام ختم کرنے کے بعد
حافظ وہاں پڑھنے بھی چلے جاتے تھے خمیر گری کی آمدنی وہ چار حصوں میں تقسیم کر دیا کرتے تھے ایک حصہ والدہ کو
دیتے دوسرا استاد کی خدمت میں پیش کرتے تیسرا خیرات کر دیا کرتے تھے اس کے بعد جو کچھ بچ رہتا تھا وہ اپنی ذات
پر صرف کرتے تھے، آہستہ آہستہ انہوں نے قرآن حفظ کر لیا اور کچھ حرف شناس بھی ہو گئے اس کے بعد انہوں نے
عربی اور فارسی میں پوری دسترس بہم پہنچائی میر محمد قزوینی لکھتے ہیں کہ حافظ کو بیس برس کی عمر میں شعر گوئی کا اتنا سلیقہ آ گیا
تھا کہ اپنے اشعار سلاطین اور امرائے وقت کے سامنے پیش کر کے ان کی توجہ مبذول کر سکیں حافظ اپنی رندی و آزاد مشربی
کے باوجود ازدواجی زندگی کے دور سے گزر چکے ہیں ان کے دو بیٹے بھی تھے ایک کا نام شاہ نعمان تھا انہوں نے سفر ہند
میں داعی اجل کو لبیک کہا علامہ شبلی کی روایت کے مطابق ان کا مزار قلعہ اسیر و برہان پور کے پاس ہے شاہ نعمان نے
عالم جوانی میں دکن سے دہلی جاتے ہوئے وفات پائی دوسرا لڑکا شیراز ہی میں انتقال کر گیا تھا حافظ نے اس حادثہ سے
متاثر ہو کر مرثیہ کے طور پر یہ اشعار قلمبند کئے تھے ؎

۱؎ تذکرہ میخانہ از ملا عبد النبی۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

دلا دیدی کہ آں فرزانہ فرزند
چہ دید اندر خم ایں طاق رنگیں
بجائے لوح سیمیں در کنارش
فلک بر سر نہادش لوح سنگیں

پیر محمد کا خیال ہے کہ شاہ شجاع نے باپ کی زندگی میں جام فنا نوش کر لیا تھا حافظ نے دونوں بیٹوں کی موت کے متعلق اپنے اشعار میں اشارات کئے ہیں۔ حافظ کا زمانۂ حیات بڑی افراتفری کا تھا حافظ کے دیکھتے ہی دیکھتے خاص شیراز میں بیسیوں ایسے ہنگامے ہوئے جن کو حرب و پیکار سے موسوم کیا جا سکتا ہے حافظ اس عہد کے ممتاز ترین فن کار تھے وہ ان سیاسی مناقشات سے دامن نہیں بچا سکتے تھے انہیں مجبوراً مدّاحی اور قصیدہ گوئی کا سہارا لینا پڑا اس کے باوجود وہ خطرات سے دوچار ہوئے بغیر نہ رہ سکے، جن ممدوحین یا معاصرین کے نام حافظ کے اشعار میں ملتے ہیں ان میں یہ حضرات شامل ہیں۔ شاہ ابو اسحٰق امیر مبارز الدین۔ شاہ شجاع۔ شاہ نصرت الدین یحییٰ خواجہ قوام الدین، حاجی قوام حسن شاہ منصور، شاہ قطب الدین محمود۔ عماد ابن محمود۔ خواجہ عماد الدین محمود ان کے علاوہ بھی کچھ لوگ ہیں جن کا ذکر دیوان حافظ میں ملتا ہے۔

؎ حافظ کے زمانہ میں دہلی کے تخت پر فیروز شاہ تغلق جلوہ افروز تھا۔ دکن کا حکمران محمود شاہ بہمنی ابن علاء الدین بہمنی تھا جس کا وزیر اعظم فیض اللہ تھا اور بنگال کا حکمران غیاث الدین تھا۔

ایران میں طوائف الملوکی تھی مختلف حصوں پر مختلف حکمران تھے جن کو شاہ سے مخاطب کیا جاتا تھا ان میں باہمی جنگ و جدال رہتی تھی بالآخر آل مظفر کو کامیابی ہوئی اور ان کی سلطنت وسیع تر ہو گئی۔

اس خاندان کا مورث اعلیٰ غیاث الدین احمد حاجی خراسانی تھا اس کے تین لڑکے ابوبکر۔ محمد۔ منصور تھے ابوبکر اور محمد نے ہلاکو خاں کی رفاقت اختیار کر لی۔ ابوبکر مصر پر حملے کے وقت مارا گیا اور چند دن بعد محمد بھی اس دنیا سے رخصت ہوا۔ منصور باپ کی خدمت میں رہا۔ منصور کے تین بیٹے محمد۔ علی اور مظفر تھے۔ مظفر اگرچہ تمام بھائیوں میں سب سے چھوٹا تھا لیکن شجاعت اور اولوالعزمی میں سب سے بڑھا ہوا تھا۔

ہلاکو خان کی اولاد ایران پر قابض ہو چکی تھی۔ مظفر کو عروج شروع ہو گیا تھا۔ ہلاکو خان کی نسل میں شاہ غازان خان مظفر پر بہت مہربان تھا پھر اس کے بھائی سلطان اولجایتو کے دور سلطنت میں مظفر امیر بنا۔ ہرات اور مرو وغیرہ کی صوبیداری اس کے سپرد کر دی گئی اور یہاں امیر مظفر ہی آل مظفر کی سلطنت کا بانی بنا۔ امیر مظفر کے بعد اس کا لڑکا امیر مبارز الدین محمد اس کا جانشین ہوا جو حافظ کا ہمعصر تھا۔

سلطان اولجایتو کے بعد ہلاکو خان کی آٹھویں پشت میں سلطان ابو سعید بہادر خاں برائے نام ایران کا بادشاہ تھا۔ صوبوں میں امراء نے علم بغاوت بلند کر رکھا تھا امیر شیخ ابو اسحاق کا باپ امیر محمود عراق کے ایک حصہ کا والی تھا امیر مبارز الدین محمد یزد کا حاکم تھا اور امیر حسین شیراز پر حکومت کرتا تھا۔ امیر پیک اشرف کو شیراز پر حکومت کرنے کا لالچ پیدا ہوا تو وہ عراق پہنچ کر ابو اسحاق سے ملا اور پھر دونوں نے مل کر شیراز پر حملہ کر دیا ابو اسحاق نے پیک اشرف کو دھوکا دے کر خود شیراز پر قبضہ

؎ دیوان حافظ ص ۳۴۲ یہ عبارت اس جگہ حضرت شمس کرنیل صاحب کی نہیں ہے۔ (ناشر)

http://www.muftbooks.blogspot.com/

کر لیا اور اپنی بادشاہت کا اعلان کر دیا۔ اب ابو اسحاق کو اپنی سلطنت وسیع تر کر دینے کا خیال دامن گیر ہوا تو اس نے ۷۵۳ھ میں مبارز الدین محمد کو شکست دینے کے لئے یزد پر حملہ کر دیا اس حملے میں اسکو سخت ناکامی ہوئی اور اس کے نتیجے میں مبارز الدین محمد نے ابو اسحاق کے خلاف شیراز پر حملہ کا ارادہ کر دیا۔ ابو اسحاق نے قاضی عضد الدین عبدالرحمان کو صلح کا پیغام دیکر یزد بھیجا مگر قاضی صاحب بھی اپنے مقصد میں ناکام رہے۔ یہی قاضی عضد الدین ہیں جن کے بارے میں خواجہ صاحب نے اپنے اور ابو اسحاق کے دور کی پانچ شخصیتوں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

دگر شہنشہ دانش عضد کہ در تصنیف

بنائے کار مواقف بنام شاہ نہاد

اب وہ وقت آ چکا تھا کہ ابو اسحاق کا ستارہ گردش میں تھا اور قسمت بھی اس سے منہ پھیر چکی تھی اس کے معتمد و مشیر کار دنیا سے رخصت ہو چکے تھے اور اس کے دور کی پانچوں شخصیتیں رفتہ رفتہ ختم ہو رہی تھیں شیخ مجد الدین کا وصال ہو چکا تھا شیخ امین الدین بھی عالم آخرت کو سدھار گئے تھے۔

امیر مبارز الدین محمد نے ۷۵۴ھ میں شیراز پر حملہ کر دیا ابو اسحاق کے وزیر اعظم خاص قوام الدین حسن بھی اسی محاصرے کے دوران انتقال کر گئے۔ اس حملے کے نتیجے میں مبارز الدین محمد کا شیراز پر قبضہ ہو گیا اور ابو اسحاق نے شیراز سے فرار اختیار کی تین سال تک مارا مارا پھرتا رہا اور بالآخر گرفتار ہوا اور مبارز الدین کے حکم سے قتل کر دیا گیا۔

مبارز الدین محمد نے شیراز پر قبضہ کے بعد عراق کا رخ کیا اور اپنے بیٹے جلال الدین شجاع کو شیراز میں اپنا قائم مقام بنایا اس دوران میں خواجہ عماد الدین محمود نے جو ابو اسحاق کا وفادار وزیر تھا شجاع کے خلاف ایک ناکام بغاوت کی اور مارا گیا خواجہ عماد الدین محمود بھی خواجہ صاحب کا ممدوح رہا ہے۔

ابو اسحاق پر فتح پانے کے بعد مبارز الدین محمد بادشاہ تو بن گیا لیکن برابر خانہ جنگیوں میں مصروف رہا تبریز، اصفہان اور عراق اس کی جولانگاہ تھے۔

مبارز الدین محمد کے پانچ لڑکے تھے۔ شجاع۔ شرف الدین مظفر، قطب الدین محمود، سلطان احمد اور سلطان ابو یزید۔ شرف الدین مظفر کا تو مبارز الدین محمد کی زندگی میں انتقال ہو گیا۔ شجاع برابر باپ کا ساتھ دیتا رہا لیکن آخر عمر میں مبارز الدین بدمزاج اور تند خو ہو گیا تھا بڑے بیٹوں کے ساتھ ترش روئی سے پیش آتا تھا۔ اور صرف سلطان ابو یزید سے محبت کرتا تھا۔

شجاع اور قطب الدین کو یہ خیال پیدا ہوا کہ مبارز الدین محمد ان کو محروم کر کے ان کے چھوٹے بھائی سلطان ابو یزید کو تخت و تاج کا مالک بنا دینا چاہتا ہے۔ چنانچہ ان دونوں نے اور شاہ سلطان نے جو ان کا بھتیجا اور اصفہان کا گورنر تھا مل کر سازش کی اور مبارز الدین محمد کو گرفتار کر کے اس کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھروا کر اندھا کر ڈالا مبارز الدین محمد کا اسی حالت میں ۷۶۵ھ کو انتقال ہو گیا۔

اس انقلاب میں شاہ شجاع اورنگ سلطنت پر قابض ہو گیا اور اس نے اپنے بھائیوں اور بھتیجوں نصرت الدین یحییٰ اور منصور کو مختلف علاقے سپرد کر دئے

ل دیوانِ حافظ صفحہ ۳۶۵

http://www.muftbooks.blogspot.com/

لیکن تھوڑے ہی عرصہ میں باہمی نفاق پیدا ہو گیا
اور قطب الدین محمود نے شیراز پر چڑھائی کر دی اور سلطان اویس کی
ابن امیر شیخ حسن ایلکانی حاکم عراق کی مدد سے شیراز پر قبضہ کر لیا عماد ابن محمود
اپنی قطب الدین کا وزیر تھا جو حافظ کا ممدوح ہے جس کو اکثر غزلوں میں آصف دوراں
کہا گیا ہے شاہ شجاع شیراز سے نکل کر خواجہ جلال الدین توران شاہ کے پاس پناہ گزیں ہوا اور کچھ دن بعد شاہ شجاع نے توران شاہ کی مدد سے کرمان وغیرہ پر قبضہ کر لیا نصرت الدین یحییٰ بھی اس کا فرماں بردار بن گیا کچھ عرصہ کے بعد شاہ شجاع نے شیراز کا رخ کیا اور قطب الدین محمود کو شکست دے کر شیراز پر قبضہ کر لیا۔

اب شاہ شجاع کا اقتدار پھر واپس آ گیا۔ اور خواجہ جلال الدین توران شاہ وزیر اعظم مقرر ہوا جو بہت ہر دلعزیز تھا اس سے قبل خواجہ قوام الدین محمد اور کمال الدین شاہ شجاع کے وزیر اعظم رہ چکے تھے جو حاسدوں کے الزام میں قتل کر دئے گئے۔ شاہ شجاع کے یہ تینوں وزراء بھی خواجہ حافظ کے ممدوح رہے ہیں۔

شاہ شجاع کی وفات ۷۸۶ھ میں ہوئی اس کے بعد اس کا بیٹا سلطان زین العابدین تخت نشین ہوا مگر شاہ شجاع کے بھتیجے منصور اور نصرت الدین یحییٰ باغی ہو گئے اور شاہ شجاع کے بھائی سلطان احمد نے بھی علم بغاوت بلند کیا اور ملک فارس پھر خانہ جنگی کا شکار ہو گیا نتیجہ میں منصور کامیاب ہوا اور اس نے اپنے ملک میں اپنی سلطنت قائم کی کچھ ہی عرصہ گذرا تھا کہ فارس پر تیمور کے حملے شروع ہو گئے اور منصور تیمور کے ہاتھوں قتل ہوا اور فارس سے آل مظفر کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

حافظ شیراز چھوڑنا ناپسند کرتے تھے انہوں نے عمر میں صرف تین سفر کئے پہلا شاہ نصرت الدین کی خواہش پر اس سلطنت میں وہ شیراز سے یزد گئے دوسرا سفر محمود شاہ بہمنی شاہ دکن کے اصرار پر شیراز سے جزیرہ ہرمز تک کیا گیا۔ ارادہ دکن جانے کا تھا اسی ارادے سے ہرمز آئے تھے مگر سمندر کی طوفانی لہروں کو دیکھ کر دل دہل گیا اور ارادہ فسخ کر دیا میر فضل اللہ کو جن کے توسط سے شاہ محمود نے انہیں زادِ راہ بھیج کر بلایا تھا یہ غزل لکھ کر بھیج دی۔ جس کا مطلع ہے

دمے با غم بسر بردن جہاں یکسر نمی ارزد
بمے بفروش دلق ما کزیں بہتر نمی ارزد

تیسری مرتبہ حافظ آخری ایام عمر میں اصفہان گئے یہ شاہ منصور کا زمانہ تھا۔

حافظ کا کلام ان کی وفات کے بعد ۸۱۳ھ میں محمد گل اندام نے مرتب کیا۔ براؤن محمد گل اندام کے حوالے سے لکھتے ہیں دیوان کی ترتیب اس زمانہ کے ممتاز عالم قوام الدین عبداللہ کی خواہش پر شروع کی گئی تھی۔

. . : The writer of these lines, this least of men, Muhammad Gulandam, when he was attending the lectures of our Master, that most eminent teacher Qiwamu'd-Din 'Abdu'llah, used constantly and repeatedly to urge, in the course of conversation, that he (Hafiz) should gather together all these rare gems in one concatenation and assemble all these lustrous

---

** دیوان حافظ صفحہ ۱۵

http://www.muftbooks.blogspot.com/

pearls on one string, so that they might become a necklace of greatprice for his contemporaries or a girdle for the brides of his time. With this request, however, he was unable to comply? alleging lack of appreciation on the part of his contemporaries as an excuse, until he bade farewell to this life ...in A.H. 791" (A.D. 1389).

-A Literary History of Persia
Volume III, page 272

(مشہور مستشرق براؤن لکھتا ہے کہ ہم عصر محمد گلندام کے حوالے سے بیان کرتا ہے کہ وہ حافظ سے اپنے بے مثل جواہر کو ایک لڑی میں جمع کرنے کی درخواست کیا کرتا تھا تاکہ ایک ہار بن جائے جو ان کے ہم عصروں کے لئے بیش قیمت ہو اور ان کے زمانے کی دولہنوں کے لئے گلوبند ہو بہرحال حافظ اس کی اس درخواست پر عمل کرنے کے لئے تیار نہ ہوتے اور وہ ہمیشہ اپنے ہم عصروں کی قدر ناشناسی کا گلہ کرتے رہے حتیٰ کہ ۷۹۱ھ بمطابق ۱۳۸۹ء میں انہوں نے اس دنیوی زندگی کو خیرباد کہہ دیا!)

انگریزی زبان میں لٹریری ہسٹری آف پرشیا کے علاوہ حافظ کے متعلق کچھ اور سرمایہ بھی موجود ہے سر گور اوزلے (Sir Gore Ouseley) کے جغرافیائی نوٹس جو انہوں نے فارسی شعراء پر لکھے ہیں حافظ کے کلام کے متعلق کافی اس پر روشنی ڈالتے ہیں لیکن حافظ کے غزلیات اور ان کے کلام پر سب سے اچھی اور قابل قدر معلومات —— Miss Gertrude Lowthian Bell (مس گرٹروڈ لوتھین بیل) —— نے اپنے تعارف میں مہیا کی ہیں۔ براؤن نے اس سلسلہ میں مولانا شبلی نعمانی کی بھی تعریف کی ہے۔

حافظ پر بہت سی کتابیں لکھی جا چکی ہیں اور ان میں سے اکثر میں زیادہ تر زور قلم اس بات پر صرف کیا گیا ہے کہ حافظ لسان الغیب ہیں ان کے اشعار میں ایک ایسا اخلاقی جذبہ موجود ہے جو آئندہ واقعات کی خبر دیتا ہے ان کی شراب جس کا وہ بہت زیادہ شد و مد سے ذکر کرتے ہیں معرفت کی شراب ہے اسی طرح ان کا محبوب بھی اس دنیا کا باشندہ نہیں وہ ایک ایسا اخلاقی وجود ہے جس کو پیغمبرانہ صلاحیتیں ودیعت کی گئی ہیں کچھ ایسے ارباب علم بھی ہیں جو حافظ کو رند لم یزل سمجھتے ہیں مولانا شبلی نے تسلیم کیا ہے کہ حافظ پر مے پرستی و سرمستی کا جذبہ غالب تھا جس کو وہ نہایت جوش و خروش کے ساتھ ظاہر کرتے تھے لیکن ان کے شاہد و شراب کے متعلق وہ بھی کوئی واضح فیصلہ صادر نہیں کرتے وہ ان کی مستی پر بھی اپنے اظہار خیال کی بنیاد رکھتے ہیں جو شراب معرفت اور شراب انگور سے یکساں عبارت ہو سکتی ہے لیکن شاعر اگر داخلی واردات کے ساتھ خارجی واقعات اور سماجی تقاضوں کی عکاسی بھی کرتا ہے تو ماننا پڑے گا کہ حافظ کے ان اشعار میں جو عہد شباب کی یادگار ہیں مستی سرخوشی اور سرشاری ملتی ہے جو اس وقت پیدا ہو سکتی ہے جب شاعر گل و شیریں کی لطافت سے گزر رہا ہو حسن کی جو خصوصیات ان کے یہاں ملتی ہیں وہ اخلاقی حسن سے زیادہ اس جہان آب و گل کے جمال و رعنائی کی تصویر کشی کرتی ہیں حافظ کے اشعار [illegible] [illegible] کرنے کی کوشش کرتے ہیں [illegible] یہ شاعر سے صرف شاعرانہ بلند خیالی کی توقع کی جا سکتی ہے اس میں پیغمبرانہ اوصاف کا جستجو تیز نظر نہیں ہو سکتی۔ حافظ کا ایک مشہور شعر ہے ؎

مے دو سالہ و محبوب چہاردہ سالہ
ہمیں بس است مرا صحبت صغیر و کبیر

[illegible]

http://www.muftbooks.blogspot.com/

ظاہر ہے کہ شعر میں جو الفاظ استعمال ہوئے ہیں وہ اپنے
صحیح معانی پر دلالت کر رہے ہیں مئے دو سالہ سے وہ شراب قدیم مراد
ہے جسے اس کے نشہ اور تاثرات کے لحاظ سے زیادہ پسند کیا جاتا ہے اور
محبوب چہاردہ سالہ کا مخاطب کسی ایسے نوخیز امرد سے ہے جس پر ایرانی شعراء ہمیشہ
سے ہوش و حواس نثار کرتے آئے ہیں ۔ فارسی شاعری میں اکثر ایسی مثالیں ملتی ہیں شاہ طہماسپ کے دربار میں جلال الدین بحیثیت طبیب ملازم تھا جو حسن و جمال کے اعتبار سے بہت جاذب نظر تھا ایک مرتبہ وہ شاہ کی مجلس میں پہنچا تو شاہ طہماسپ نے اسے دیکھتے ہی بے اختیار کہا

خوش طبیبے است بیاتا ہمہ بیمار شویم

اس مصرعہ سے شاہ کا ذوقِ شہوانی اس شدت سے نمایاں ہے کہ اسے کسی تاویل کے پردے میں نہیں چھپایا جا سکتا بیرم خان ترکمان زبردست فاتح سپہ سالار اور بڑے دبدبے کا وزیر تھا لیکن اس کے دیوان میں ایسے قصائد ملتے ہیں جو اس عہد کے حسین و جمیل امردوں کی تعریف میں لکھے گئے ہیں شہنشاہ بابر کی کیفیت بھی یہی ہے یہی بیماری اُردو کے بہت سے شاعروں کو فارسی کی طرف سے ورثے میں ملی ہے حافظ سے پہلے شیخ سعدی کے کلام میں بھی اس لت کی پرچھائیاں ملتی ہیں ۔ حافظ بہرحال انسان تھے انہوں نے ایران ایسے ملک میں آنکھ کھولی تھی جہاں شراب و شاہد اپنی اصل صورت اور معانی میں تسکین ذوق کے لئے کام میں لائے جاتے تھے اگر انہوں نے ایسا کیا تو یہ کوئی سماجی جرم نہیں جسے چھپانے کی کوشش کی جائے انسان اپنے سماج ہی کا پروردہ ہوتا ہے وہ اس کی بہت سی خصوصیات اپنے اندر جذب کرتا ہے یہی دنیا کا اصول ہے لیکن ان عقیدت کیشوں پر حیرت ہوتی ہے جو کہتے ہیں کہ مئے دو سالہ سے قرآن مراد ہے اور محبوب چہاردہ سالہ سے رسول اکرم کی ذات مبارک ۔ اس قسم کی تاویلات نہ صرف بے اثر اور بے کیف ہیں بلکہ ان سے شاعر کے وہ اصل تصورات بھی پامال ہوتے ہیں جو اپنے سماج کے متعلق اس کے ذہن میں موجود ہیں ۔ شعر کی لطافت اور بلاغت پر ان باتوں کا جو اثر ہوتا ہے وہ صاحبانِ ذوق سے مخفی نہیں ہے ڈاکٹر محمود ہامادو حافظ شناسی میں لکھتے ہیں کہ آقا محمد رضا مرحوم قمشے سے اس شعر کے متعلق استفسار کیا گیا تھا انہوں نے اس کا نہایت معقول جواب دیا تھا ۔

البتہ انتظار دارید کہ بگویم مراد از مئے دو سالہ قرآن است و از محبوب چہاردہ سالہ انسانیکہ بحد جمال و کمال رسیدہ باشد و چوں دنیا این کمال بکمال ساقی دست میدہد بیں مقصود از انجم رسول اکرم است لکن حق بیان خبر اینکہ مقصود حافظ دریں شعر ہماں معانی ظاہری و لغوی است[۲]

حافظ کے علم و فضل اور ان کے اس عرفان سے انکار نہیں کیا جا سکتا جو آگے چل کر انہیں حاصل ہوا لیکن ادبی تحقیق اور تنقیدی مباحث میں ایسا غلو جذباتیت کی تعریف میں آتا ہے اور جذباتی و اشراقی اظہار خیال میں کوئی وزن نہیں ہوتا حقیقت پسندانہ اسلوب بیان ہی قابل اعتماد ہوتا ہے ایک حقیقی

---

۱ تزک جہانگیری صفحہ [illegible] والٰہی مہر منیر ڈاکٹر [illegible] صفحہ [illegible]

۲ حافظ شناسی جلد [illegible] صفحہ [illegible]

http://www.muftbooks.blogspot.com/

شاعر جس میں ذرا سا ذوقِ جمال بھی موجود ہے وہ حسن سے
متاثر ہونے کی ویسی صلاحیت رکھتا ہے جو بارود میں آگ پکڑنے کی ہوتی
ہے اور یہ حسن حقیقت و معرفت کی شراب سے مدہوش اور سرشار ہونے کے
باوجود اس میں زندہ رہتی ہے زندگی بجائے خود تغیر پذیر ہے وہ مختلف ادوار اور
مراحل سے گزرتی ہے اور ان سے گزرتے وقت جو اثرات مرتب ہوتے ہیں ان کا اظہار ضرور کسی نہ کسی طرح ہوتا ہے۔ زندگی کے ادوار اور مراحل میں عمر کے وہ سنگِ میل شامل ہیں جن سے ان کو تقسیم کر دیا گیا ہے مثلاً بچپن، جوانی اور بڑھاپا۔ بچپن کے عادات و خصائل شباب اور بڑھاپے کے اطوار سے بالکل مختلف ہوتے ہیں۔ حافظ عمر کے ان منازل سے گزرے ہیں انہوں نے ان کی نہایت کامیاب ترجمانی اور عکاسی اپنے اشعار میں کی ہے اور یہ آپ کی ایک بلند پایہ شاعری کی خصوصیت ہے دیوانِ حافظ کے مطلع کو دیکھ کر یہ نہیں سمجھ لینا چاہئے کہ شاعری کے آغاز ہی میں انہیں پیرِ طریقت اور ہادیٔ معرفت کا منصبِ جلیل مل گیا تھا۔ دیوان کا یہ پہلا شعر یقیناً حقائق و معرفت کا ترجمان ہے۔

اَلَا یَا اَیُّهَا السَّاقِی اَدِرْ کَاْساً وَّنَاوِلْهَا
کہ عشق آساں نمود اول ولے افتاد مشکلہا

لیکن یہ بات کسی طرح قرینِ قیاس نہیں کہ دیوانِ حافظ جس ترتیب سے مدون ہو کر شائع ہوا ہے اسی ترتیب سے شاعر نے نظم بھی کیا ہے۔ شیخ عبدالنبی کا بیان ہے کہ حافظ کم عمری میں شعر کہنے لگے تھے شروع میں وہ موزوں اشعار نہیں کہہ سکتے تھے چنانچہ بے تکے اور غیر موزوں اشعار نے انہیں لوگوں کے مذاق کا ایک دلچسپ ذریعہ بنا دیا تھا آہستہ آہستہ ان کا ذوقِ شعر گوئی نکھر گیا آخر کار وہ اس مرتبہ تک پہونچ گئے کہ ان کے کلام پر جذبۂ خدائی کا گمان ہونے لگا۔
دیوانِ حافظ کے صفحاتی پر بھی یہی لکھتے ہیں

از اول جوانی بطبع آزمائی در شعری پرداخت

لیکن کمالِ شعر گوئی کی منزل تک پہونچنے میں بہت دیر لگی اسی طرح سلوک و طریقت کا ادراک بھی چالیس سال سے قبل نہ ہو سکا اس عرصہ میں وہ ناکامی و یاس کو نا امیدی اور رنج و درد کے بے شمار پیچ و خم سے گزرے دکتور بادلو لکھتے ہیں۔
شاید در چہل سالگی بمراد رسیدہ است کہ فرمودہ۔

چہل سال رنج و غصہ کشیدیم و عاقبت
تدبیر ما بدست شراب دو سالہ بود
عمر و غصے کہ بچہل سال ولم گرد آورد
ترسم آن نرگس مستانہ بیکجا ببرد

حافظ نے ایک اور شعر میں بھی اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ انہیں چالیس سال کی عمر ہی میں تصوف کا ادراک نصیب ہوا۔

کز اے صوفی شراب آنگہ شود صاف
کہ در شیشہ بماند اربعینے

۱؎ دیوانِ حافظ ص۳۹ — ۲؎ دیوانِ حافظ ص۱۵۱
۳؎ دیوانِ حافظ ص۲۱ — ۴؎ دیوانِ حافظ ص۳۰

http://www.muftbooks.blogspot.com/

اس کے بعد انہیں سلوک و طریقت میں وہ مرتبہ میسر ہوا جس کو فضل و کمال اور صدق و صفا کا آئینہ کہا جا سکتا ہے اس کے ساتھ معرفت و طریقت کا منصب بھی مل گیا ہو تو بعید نہیں جیسا کہ وہ خود کہتے ہیں۔

سحرم ہاتف میخانہ بدولت خواہی
گفت باز آی کہ دیرینہ ایں درگاہی
یا مثِ راہ نشیں خیز و سوئے میکدہ آی
تا ببینی کہ دراں حلقہ چہ صاحب جاہی

حافظ کے اشعار میں جو تناقض اور تضاد نظر آتا ہے وہ غزل کے متفرق اور منتشر اشعار میں عام طور پر پایا جاتا ہے۔ غزل کا شاعر مشکل ہی سے کوئی ایسا سالم نظریہ پیش کر سکتا ہے جس کو فلسفہ کا نام دیا جا سکے جس طرح آج غزل کی اس خصوصیت پر اعتراض کیا جاتا ہے حافظ کے عہد میں بھی ذہنوں میں اس قسم کے تصورات موجود تھے چنانچہ شاہ شجاع نے حافظ پر بھی اعتراض کیا تھا۔ تذکرۂ دولت شاہ سمرقندی کا بیان ہے کہ شاہ شجاع نے ان سے یہ سوال کیا تھا۔

ابیات غزلہائے شما از قرار تناسب باہم ندارد یک بیت در وصال است و یک بیت در فراق و دوری و چند بیت زہد و ریا و مقامات و دمشق و محبت بر یاد و اختصار رندی و تیز دوری حکایت میکنی باز دم از بے نیازی و استغنا زدہ در عین حال بمدح می پردازی یعنی از شاخ بشاخ می پردازی مناسب در پیش گفتن ذہنی غنودہ و مشوش خواہد شد و در فہم کلام از یں ہی رو تک ایں خود بر خلاف فصاحت است۔[1]

یہ اعتراض حافظ پر نہیں درحقیقت غزل پر ہے جس میں کوئی مضمون تسلسل کے ساتھ بیان نہیں کیا جاتا۔ اس کا ہر شعر ایک واحدہ کی حیثیت رکھتا ہے شاہ شجاع کے اس سوال سے پتہ چلتا ہے کہ وہ شعر کا کتنا اچھا ذوق رکھتا تھا اور کتنی عمدہ تنقید کر سکتا تھا اس وقت کا ذہن بھی نظم یا مسلسل غزل کا طالب تھا جس میں کسی موضوع پر ربط و تسلسل کے ساتھ خیالات کا اظہار کیا جاتا ہے فردوسی کی مثال سامنے تھی جس نے ایران کی پوری تاریخ شاہنامہ میں بیان کر دی ہے عمر خیام رباعی میں ایک سالم نظریہ پیش کر دیا کرتے تھے اس اعتبار سے ان کا شمار فلسفی شعراء میں ہوتا ہے۔ حافظ اور خسرو میں یہ بات مشترک ہے کہ دونوں نے متعدد سلاطین کا زمانہ دیکھا خسرو نے حافظ سے زیادہ بادشاہوں کے درباروں کا نظارہ کیا حافظ نے صرف چار سلاطین ہی کے عہد حکومت کی تبدیلیاں دیکھیں یعنی ابو اسحٰق، مبارز الدین محمد شاہ شجاع اور شاہ منصور جو شاہ شجاع کا بھتیجا تھا ان چاروں بادشاہوں کا زمانہ حالات کے لحاظ سے بالکل مختلف تھا شیخ ابو اسحٰق جن کو جمال الدین شاہ ابو اسحٰق بھی لکھا جاتا ہے۔ ابتداً فارس کے گورنر مقرر ہوئے اور ۷۴۲ھ میں تخت حکومت پر رونق افروز ہوئے یہ سب سے پہلے بادشاہ تھے جنہوں نے حافظ کے جوہر ذاتی کو پہچانا۔ حکیم غلام مہدی ایم۔ اے اپنے انگریزی دیباچہ میں لکھتے ہیں۔[2]

Shah Jamaluddin Abu Ishaq was the first great ruler who came to the throne in 742 A.H. He was a wise and just king and for the first time discovered the genius of our great poet.

۱۔ بیان حافظ صفحہ ۔ ۲۔ دیوان حافظ صفحہ

(شاہ جمال الدین ابواسحٰق جیسا عظیم حکمران
تھا جو ۷۴۲ھ میں تخت نشین ہوا۔ وہ ایک عاقل اور انصاف پسند
بادشاہ تھا۔ اور اُس نے ہی پہلی بار حافظ سے اس عظیم شاعر کی صلاحیت
کو دریافت کیا تھا۔)

ابواسحٰق شاعر بھی تھا اور شاعر دوست بھی یہ دوسرے شعراء کی عزت کرتا تھا لیکن عیش پرست تھا اور امورِ مملکت پر کوئی توجہ نہ کرتا تھا آخر کار اسی عیش پرستی کی بدولت سلطنت اس کے ہاتھ سے نکل گئی اس واقعہ کو علامہ شبلی نے بھی لکھا ہے اور براؤن نے بھی۔ براؤن لکھتا ہے:

This Abu Ishaq was a poet and friend of poets, heedless, pleasure-loving, and so negligent of the affairs of state that when he was at last induced by his favourite Shaykh Aminu'd-Din to fix his attention on the Muzaffari hosts who were investing the capital, he merely remarked that his enemy must be a fool to waste the delicious season of Spring in such fashion, and concluded by reciting the verse:

بیا تا یک امشب تماشا کنیم
چو فردا شود فکرِ فردا کنیم

(یعنی ابواسحٰق ایک شاعر تھا، وہ شاعروں کا دوست، لاپرواہ اور عیش پسند تھا اور ملک کے معاملات سے اتنا بے پرواہ تھا کہ جب آخر کار اس کے وزیر صاحب شیخ امین الدین نے اس کی توجہ ان مظفری سپاہ کی طرف دلائی جو اس کے دارالسلطنت پر یلغار کر رہے تھے تو اس نے سرسری طور پر جواب دیا کہ اس کا دشمن بیوقوف ہے جو موسم بہار کے اس خوشگوار وقت کو اس طرح ضائع کر رہا ہے اور اپنی بات مندرجہ ذیل شعر کہہ کر ختم کر دی۔)

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مبارز الدین محمد نے شیراز فتح کر لیا اور ابواسحٰق کو تہ تیغ کر دیا گیا اس اندوہناک سانحہ پر حافظ بے حد رنجیدہ ہوئے انہوں نے اس تاثر میں ایک قطعہ نظم کیا جس میں اس عہد کے تمام ارباب علم کا ذکر ہے۔

بعہدِ سلطنتِ شاہ شیخ ابواسحٰق
بپنج شخص عجب ملکِ فارس بود آباد

شاہ ابواسحٰق کو حافظ بھول نہ سکے ان کی یاد ہمیشہ ان کے دل و دماغ سے لگی رہی غزلوں میں کہیں ان کا نام حافظ کے لبوں پر آ جاتا ہے۔

راستی خاتمِ فیروزۂ بواسحاقی
خوش درخشید ولے دولتِ مستعجل بود

ابواسحٰق کا دورِ فرمانروائی اس اعتبار سے نہایت مبارک تھا کہ شیراز میں بڑے بڑے صوفی، محقق اور دانشور جمع ہو گئے تھے۔

ابواسحٰق کے بعد مبارز الدین محمد شیراز اور فارس کا فرمانروا ہوا یہی بادشاہ

۱۔ لٹریری ہسٹری آف پرشیا جلد سوم [illegible] ۲۔ دیوانِ حافظ [illegible]
۳۔ دیوانِ حافظ [illegible] ۴۔ دیوانِ حافظ [illegible]

http://www.muftbooks.blogspot.com/

آل مظفر کی حکومت کا بانی امیر مبارز الدین محمد
نہایت مذہبی قسم کا فرمانروا تھا اس نے شراب خانے بند کرا دیئے اور ہر طرف
محتسب مقرر کر دیئے۔ حافظ اس وقت جوان تھے لیکن اپنے اشعار میں
سماجی کیفیات کی تصویر کشی کا جذبہ اچھا شعور ان میں پیدا ہو چکا تھا چنانچہ اس عہد
پرہیزگاری پر انہوں نے نہایت کامیاب طنز کئے ہیں۔

در مے خانہ ببستند خدایا مپسند
کہ در خانۂ تزویر و ریا بکشایند

محتسبوں کی چیرہ دستیوں سے حافظ تنگ تھے ان کے خوف سے نہایت احتیاط سے شراب نوشی کی تلقین کرتے ہیں

اگرچہ بادہ فرح بخش و باد گل بیز است
ببانگ چنگ مخور مے کہ محتسب تیز است

مبارز الدین محمد کے بعد اس کی جگہ اس کے نامور فرزند شاہ شجاع کو ملی یہ بھی ان لوگوں میں تھا جن کو شراب بندی سے اذیت
پہونچی تھی چنانچہ باپ کے زمانے ہی میں اس نے بھی ایک رباعی لکھی تھی۔

در مجلس دہر ساز مستی پست است
نہ چنگ بقانون و نہ دف بر دست است
رنداں ہمہ ترک مے پرستی کردند
جز محتسب شہر کہ بے مے مست است

شاہ شجاع نہایت علم دوست اور وسیع النظر تھا اس نے وہ تمام پابندیاں اٹھا دیں جو اس کے باپ نے عائد کر دی تھیں
اب مے و جام پر کوئی قدغن نہ رہی میخانے آباد ہو گئے رندان بلا نوش بے خطرہ آتش سیال سے کھیلنے لگے اور محتسب بیچاروں
کے طنز کا نشانہ ہو گئے حافظ سیاسی آزادی کے اس اعلان کو سن کر باغ باغ ہو گئے اسی عالم مسرت میں جھوم اٹھا

سحر ز ہاتف غیبم رسید مژدہ بگوش
کہ دور شاہ شجاع است مے دلیر بنوش

حافظ آلام حیات سے نجات پانے کی غرض سے "شراب تلخ" کا سہارا ڈھونڈنے لگے

شراب تلخ میخواہم کہ مرد افگن بود زورش
کہ تا یکدم بیاسایم ز دنیا و شر و شورش

شراب لعل می نوشم من از جام زمرد گوں
کہ زاہد افعی وقت است میسازم بدین کورش

اس لطیفے کے پیش نظر زاہد کو افعی وقت قرار دینا جو اس سے عوام کو پہنچ رہی تھیں جو قابل تعریف تشبیہ ہے علاوہ
زمرد سے سانپ کے اندھا ہو جانے کا عقیدہ تجربات سے درست ثابت نہیں ہوا۔

---

۱ دیوان حافظ ص ۲۳۳ ۲ دیوان حافظ ص ۱۵ ۳ شعر العجم ص ۱۹۳/۲
۴ دیوان حافظ ص ۲۳۳ ۵ دیوان حافظ ص ۲۹۰

http://www.muftbooks.blogspot.com/

شراب و شاہد سے پابندیاں اٹھ گئیں تو حافظ تنہا نہ رہے وہ سارے
ہی کو قیمِ زندگی کا حریف نہیں بناتے ہیں بلکہ اس پیراہن پر تو وہ دستار کو بھی
نثار کر ڈالنے کو تیار رہتے ہیں مذاق رکھتے ہیں جو کسی محبوب کے عشق میں چاک کر ڈالا گیا ہو۔

فدائے پیرہن چاک ماہرویان باد
ہزار جامۂ تقویٰ و خرقۂ پرہیز

وہ شراب و نگاری کو فروغِ مجلس کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔

بہیچ زیب نباشد فروغِ مجلس انس
مگر بروئے نگار و شراب انگوری

ان تمام اشعار میں حافظ نے اپنے مخصوص پُرجوش بیان سے اس مسرت کا اظہار کیا ہے جو شراب اور دوسرے لوازمِ عیش و نشاط پر سے پابندیاں ہٹ جانے کے باعث انہیں حاصل ہوئی تھیں۔ شراب کے پرہیز میں کوئی کشش باقی نہیں رہتی زاہد رہ گیا ہے دونوں سے ایک ہی بزم میں پوری آزادی کے ساتھ لطف اٹھایا جا سکتا ہے۔

اسی بنا پر حافظ بیحد مسرور ہیں اور جوشِ انبساط میں وجد کرتے نظر آرہے ہیں اپنی ذاتی کیفیات کے ساتھ ہی حافظ اس سماج کی عکاسی بھی کرتے جارہے ہیں جس میں وہ زندگی گذار رہے ہیں انہیں جامِ زمردگون بھی گردش کرتا نظر آرہا ہے ماہرویوں پر چاک پیرہن بھی میلی نظر ہیں اور ان خرابات میں بھی شمعیں جھلملاتی دکھائی دے رہی ہیں جہاں کل تک تاریکی سوگواری اور سناٹے کے علاوہ کچھ نہ تھا یہ ساری باتیں ہماری آپ کی دنیا سے متعلق ہیں ان میں اس کائنات کا جلوہ نہیں دیکھا جا سکتا جس کو حقیقت اور معرفت کا عالم کہتے ہیں اسی عالمِ انبساط میں حافظ نے شاہ شجاع کی مدح میں غزل کہی

عیدست و آخر گل و یاران در انتظار
ساقی بروئے شاہ ببین ماہ و مے بیار

حافظ شراب نوشی کے آداب اور لوازم سے پوری طرح باخبر تھا۔ وہ جانتے ہیں کہ تنہا پینے میں کوئی لطف نہیں اور شراب کی کمی کے متعلق وہ اس نقطۂ نظر کے حامل ہیں جو بعد کو غالب نے اپنایا یعنی

غم کھانے میں بودا دلِ ناکام بہت ہے
یہ رنج کہ کم ہے مئے گلفام بہت ہے

حافظ اس وقت تک شراب پینا پسند نہیں کرتے جب تک شرابِ قدیم ان کے سامنے نہ ہو۔

دو یار زیرک و از بادۂ کہن دو منے
فراغتے و کتابے و گوشۂ چمنے

وہ شاہدانِ سیمین رخسار کی زلفوں کو چہرے سے منتشر دیکھ کر کہتے ہیں۔

دی شد میان زلف، بپیچید نگار | برجستہ کہ ابر محیطِ قمر شود
گفتم کہ ابتدا کنم از بوسہ گفت نے | بگذار تا کہ ماہ ز عقرب بدر شود

۱؎ دیوان حافظ ص ۲۳۹ ۲؎ دیوان حافظ ص ۲۹۱ ۳؎ دیوان حافظ ص ۲۳۱
۴؎ دیوان حافظ ص ۲۹۹ ۵؎ دیوان حافظ ص ۲۰۰

http://www.muftbooks.blogspot.com/

ان اشعار کو طریقت و معرفت کا جامہ نہیں پہنایا جا سکتا۔ یہ حافظ کی ایسی واردات ہیں جو خارجی اثرات کی ترجمانی بھی کرتی ہیں اور داخلی کیفیات کو بھی نمایاں کرتی ہیں یہی وجہ ہے کہ وہ دورِ شباب کی عذرخواہی ضروری سمجھتے ہیں مگر یہ کہہ کر کہ یہ سب چیزیں تو عہدِ شباب کے مظاہر ہیں۔

حافظا چہ شد ار عاشق و رند است و نظرباز
بس طورِ عجب لازمِ ایامِ شباب است

حافظ عالمِ مستی میں بھی لعلِ بتاں کے ساتھ بادۂ خوشگوار کو ضروری سمجھتے ہیں وہ ان میں سے کسی کی برائی پر آمادہ نہیں۔

ما عیبِ کس بہ رندی و مستی نمی کنیم
لعلِ بتان خوش است و مے خوشگوار ہم

جوانی کا دور اپنی تمام سرمستیوں کے ساتھ گذر گیا اور اس کے بعد رہ زادہ شروع ہوا جب وہ اسرارِ سلوک سے واقف ہوئے اس وقت بھی انہوں نے نقطۂ نظر کی تبدیلی کے ساتھ ان کیفیات کا اظہار کیا جو اس نئی دنیا میں قدم رکھنے کے بعد پیدا ہوئی تھیں۔

بہ سرِ جامِ جم آنگہ نظر توانی کرد
کہ خاکِ میکدہ کحلِ بصر توانی کرد

اس غزل میں حافظ کی قلبِ ماہیت ہو گئی ہے وہ بالکل بدلے ہوئے نظر آ رہے ہیں انہوں نے رندی و سرمستی کی قبا ـــ تنزیہ و قلندری ہے اور سالک کا سپید لباس پہن لیا ہے یہاں سے ان کی زندگی کا وہ دور شروع ہوتا ہے جس میں وہ رندانہ حیثیت سے گامزن نہیں بلکہ سالکِ شیرِ طریقت کے روپ میں آہستہ آہستہ جبل قدمی کر رہے ہیں اس تبدیلی کے باوجود حافظ اپنی دنیوی فلاح اور طلبِ معاش سے غافل نہیں ہوتے وہ آخر عمر تک سلاطین کی مدح کر کے صلات حاصل کرتے رہے۔ لیکن ان کی قصیدہ سرائی کی سطح انوری۔ ظہیر فاریابی۔ اور سلمان ساوجی وغیرہ سے بہت بلند تھی انہیں قصائد کا صلہ ملتا تو ہلکا سا شکوہ تو ضرور کرتے لیکن مذمت اور ہجو سے ان کا دامن کبھی داغدار نہ ہوتا بلکہ وہ حسنِ طلب کے طور پر نہایت لطیف اشارہ کر کے خاموش ہو جاتے اس قطعہ سے ان کے حسنِ طلب کا [illegible]

بہ سمعِ خواجہ رساں اے رفیقِ وقت شناس
بخلوتے کہ درآں اجنبی صبا باشد

حافظ کا عہدِ شباب رندی و سرمستی میں ضرور بسر ہوا ہے لیکن ان کی اس منزل کی خصوصیت کو کسی عالم میں نظرانداز نہیں کیا جا سکتا کہ ان کا میلان ابتدا ہی سے معرفت و حقیقت کی طرف رہا ہے ان کے دل میں کوئی ایسی چنگاری دبی ہوئی تھی جو کسی وقت بھی اس کا [illegible] یہی وجہ ہے کہ ان کے کلام میں ابہام اس سے کہ وہ ظاہری بادہ و دوست [illegible] تھا اس جو سلاطین اور امرا کی مدح میں ہو اس میں عرفان کا ایک تڑپتا ہوا جذبہ ضرور مل جاتا ہے۔ اسی منزل کا اثر تھا کہ آخر کار حافظ اس منزل پر پہنچے جہاں انہیں لسان الغیب [illegible]

---

۱ دیوان حافظ ص [illegible] ۲ دیوان حافظ ص ۳۰۰ ۳ دیوان حافظ ص ۱۳۱
۴ دیوان حافظ ص ۲۵۰

http://www.muftbooks.blogspot.com/

تصوف ہو گیا۔ حافظ شیرازی بھی اس خصوصیت سے خالی نہیں

چنانچہ ان دو اشعار کو دیکھئے جو شیخ ابو اسحٰق کے ساتھ افسوسناک حادثہ پر ایک غزل میں کہے گئے ہیں۔

یاد باد آنکہ سر کوئے توام منزل بود
دیدہ را روشنی از خاک درت حاصل بود

در دلم بود کہ بے دوست نباشم ہرگز
چہ توان کرد کہ سعی من و دل باطل بود

جن اشعار میں حافظ اپنی ذاتی واردات کی تصویر کشی کرتے تھے وہ اس قسم کے اشعار سے بالکل مختلف معلوم ہوتے تھے۔ یہ بظاہر ایک قسم کا تضاد ضرور ہے لیکن واقعہ یہ ہے کہ جب اس فطری جوہر کی چنگاری کو ہوا ملتی تھی وہ زیادہ تر اسی قسم کی تخلیقات پیش کرتے تھے جن میں ان کی ذات نمایاں رہتی تھی۔

جلال الدین توران شاہ، عہد شاہ شجاع کا نہایت ممتاز امیر تھا جو وزارت کے عہدے پر بھی فائز ہو گیا تھا اس کا عہد وزارت کافی طویل ہوا حافظ کی اکثر غزلوں میں توران شاہ کا ذکر ملتا ہے اور اس انداز سے ملتا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ توران شاہ بھی عالم عرفان کی دلچسپیوں کا ذوق رکھتا تھا ایک مقام پر حافظ نے اس کے متعلق اشعار بھی کہا ہے

من حشمت نظر آصف عہد م کرد
صحبت خواجہ و ... دولت یافت

توران شاہ سے متعلق مدحیہ اشعار میں عرفانی کیفیات کی جھلک بھی پائی جاتی ہے۔

حافظ زاہد اور محتسب کی ریاکاری کو قطعی پسند نہ کرتے تھے ان پر طنز کرنا ضروری سمجھتے تھے جب اس کا موقع آتا تو وہ مصلحت اندیشی کے پابند نہ رہتے تھے اور نہایت بیباکی کے ساتھ اپنا فرض ادا کر دیتے تھے۔ شاہ شجاع کے زمانے میں خواجہ عماد ایک مشہور فقیہ تھے شاہ شجاع کو ان سے عقیدت تھی خواجہ عماد نے ایک بلی پال رکھی تھی جس وقت خواجہ نماز پڑھتے بلی بھی اسی انداز سے جھکتی اور پھر سر اٹھاتی تھی عام طور پر مشہور ہو گیا تھا کہ خواجہ کی بلی نماز پڑھتی ہے اس زمانہ میں حافظ نے ایک غزل کہی جس میں یہ دو شعر بھی تھے۔

صوفی نہاد دام و سر حقہ باز کرد
بنیاد مکر با فلک حقہ باز کرد

اے کبک خوش خرام کہ خوش می روی بناز
غرہ مشو کہ گربہ عابد نماز کرد

ان اشعار میں طنز بھی ہے اور ظرافت کی چاشنی بھی شاہ شجاع کو یہ بات ناگوار ہوئی کیونکہ اس نے حافظ کے اسلوب غزل پر وہ اعتراضات کئے جو پہلے لکھے جا چکے ہیں ان کا جواب حافظ نے نہایت معقول دیا تھا انہوں نے کہا تھا کہ ان تمام نقائص کے باوجود میری غزلیں دور دور تک مشہور ہو جاتی ہیں

۱؎ دیوان حافظ ص [illegible] ۲؎ دیوان حافظ ص [illegible]

۳؎ دیوان حافظ ص [illegible]

http://www.muftbooks.blogspot.com/

بلکہ دوسرے شعرا کا کلام شہر کی چار دیواری سے نکل کر لوٹ آتا ہے۔ اسی دوران میں حافظ نے ایک اور غزل کہی جس کا یہ شعر

گر مسلمانی ہمین است کہ حافظ دارد
وائے گر در پس امروز بود فردائے

معرض بحث میں آ گیا شاہ شجاع پہلے ہی سے کبیدہ خاطر تھا اس نے اس شعر میں قیامت کے انکار کا پہلو نکال لیا۔ حافظ نے نزاکت وقت کا احساس کرتے ہوئے مولانا زین الدین ابو بکر کی رائے سے مقطع سے قبل اس شعر کا اضافہ کر دیا اس طرح وہ دوسرے شخص کا مقولہ بن گیا۔

این حدیثم چہ خوش آمد کہ سحرگہ می گفت
بر در میکدہ با دف و نے ترسائے

۷۸۶ھ میں شاہ شجاع نے شاہ منصور بن محمد بن مظفر کے لیے جگہ خالی کر دی۔ خواجہ صاحب نے اس کی تخت نشینی پر بھی غزل کی صورت میں تہنیت پیش کی۔

بیا کہ رایت منصور پادشاہ رسید
نوید فتح و ظفر تا بہ مہر و ماہ رسید

منصور کے دور فرمانروائی میں تیمور نے شیراز پر حملہ کر دیا اور منصور اس لڑائی کے دوران میں قتل ہو گیا۔
تیمور ۷۹۵ھ میں شیراز میں داخل ہوا۔ حافظ اور تیمور کی جس ملاقات کا حال تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے وہ غالباً اسی سن میں ہوئی۔ دولت شاہ سمرقندی نے ملاقات کا صحیح وقت نہیں لکھا وہ ۷۸۹ھ اور ۷۹۵ھ میں اس ملاقات کا ہونا ظاہر کرتا ہے اس وقت تیمور دوبارہ شیراز میں وارد ہوا ہے لیکن حافظ اس سے پہلے یعنی ۷۹۱ھ میں انتقال کر چکے تھے۔ ایسی صورت میں ۷۸۹ھ میں ابو الوفا کی ملاقات کا کوئی امکان نہیں۔ تذکرہ نگاروں کی روایت کے مطابق تیمور نہایت التفات سے پیش آیا تھا۔ اس نے حافظ سے کہا تھا کہ میں نے سمرقند اور بخارا کو آباد کرنے کی کوشش میں دنیا کے کتنے ممالک کو ویران کر ڈالا اور آپ ایک خال ہندو کے بدلے شہروں کو جو میرا وطن ہیں نثار کیے ڈالتے ہیں اور پکار کر کہتے ہیں

اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دل ما را
بخال ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را

خواجہ نہایت بلند لہجہ اور حاضر جواب تھے متانت کے ساتھ فرمایا کہ انہیں فضول خرچیوں کا نتیجہ ہے کہ فقر و فاقہ کی زندگی بسر کر رہا ہوں۔

۷۹۱ھ میں حافظ کا انتقال ہو گیا۔ خاک مصلیٰ سے تاریخ وفات برآمد ہوتی ہے۔ علامہ شبلی کا یہ ارشاد درست نہیں کہ اس میں ایک سال کی کمی ہے۔ مصلیٰ جس کو زندگی بھر سراہتے رہے تھے ان کا مدفن ہے۔ سلطان بابر بہادر کے عہد سلطنت میں محمد قاسم نے جو سلطنت کے عہدے پر مامور تھا کافی روپیہ صرف کر کے مقبرہ تعمیر کرا دیا جس کو حافظیہ سے موسوم کیا گیا ہے۔ حافظیہ مرجع انام ہے۔ ہفتہ میں ایک روز

۱؎ دیوان حافظ ص ۲۹۹ ۲؎ دیوان حافظ ص ۲۹۹ ۳؎ دیوان حافظ ص ۱۲۹
۴؎ دیوان حافظ ص ۳۰

اُن سے بیعت کر جاتے ہیں کھانے پکتے ہیں چائے نوشی ہوتی
ہے۔ بعض نوش حضرات شراب بھی پیتے ہیں اور حافظ کے نام کی شراب زمین پر
گرا دیتے ہیں۔

حافظ کی غزل کا انداز بالکل انفرادی ہے بیاب و لہجہ انہیں کے لئے مخصوص ہے ان کے اشعار ایک خاص کیفیت کے آئینہ دار ہوتے ہیں ان کے کلام میں ایک ایسی سحر آفرین تاثیر پائی جاتی ہے جو دلوں کو اپنی گرفت میں لے لیتی ہے انہیں خصوصیات کی بنا پر کلام حافظ ہر جگہ مقبول ہے۔ برصغیر ہند و پاکستان میں جب تک فارسی کا ذوق عام رہا دیوان حافظ کو بغیر ترجمہ کے پڑھا اور سمجھا جاتا رہا جب یہ مذاق کم ہو گیا تو حافظ کو پڑھنے اور سمجھنے کی غرض سے تراجم کی ضرورت ہونے لگی۔ ماضی قریب میں بعض حضرات نے وقت کے تقاضوں کا خیال کرتے ہوئے دیوان حافظ کے متعدد تراجم شائع کئے لیکن جس انداز سے ان کی اشاعت ہوئی اس میں وہ حسن اور معیار نہ تھا جس سے حسن ذوق کی تسکین ہوتی۔ مکتبہ میں سب سے پہلے مولانا سجاد حسین صاحب صدر مدرسہ فتحپوری دہلی نے عوام کے ذوق کی بلندی کا احترام کرتے ہوئے دیوان حافظ مترجم کا ایک معیاری نسخہ بازار میں پیش کیا ترجمہ میں زبان کی سلاست روانی اور اختصار کا بطور خاص لحاظ رکھا گیا ہے اور زائد و غیر ضروری الفاظ کے استعمال سے احتراز کیا گیا ہے کوشش کی گئی ہے کہ اصل شعر کی روح ان کی رواں دواں اور آسان نثر میں منتقل ہو جائے مولانا عربی و فارسی کے نہایت ممتاز عالم ہیں اور درس و تدریس کا طویل تجربہ رکھتے ہیں انہیں فارسی اور اردو پر پوری قدرت حاصل ہے مشرقی علوم کی روشنی بچپن ہی سے ان کے ذہن و دماغ کو منور کرتی رہی ہے وہ کرتپور ضلع بجنور کے ایک ایسے علمی اور تاریخی خانوادے سے تعلق رکھتے ہیں جس کو قدیم زمانے سے منصب قضا حاصل رہا ہے ان کے والد حکیم قاضی ارشاد حسین صاحب مرحوم نے مولانا کی تعلیم و تربیت پر غیر معمولی توجہ فرمائی مولانا [illegible] کو پیدا ہوئے تاریخی نام قاضی خلیل الرحمن اور قاضی [illegible] حسین رکھا گیا عربی اور فارسی کی ابتدائی تعلیم کرتپور ہی میں ہوئی [illegible] میں انہیں دارالعلوم دیوبند میں داخل کیا گیا [illegible] تک وہاں تعلیم پاتے رہے۔ سند فراغت حاصل کرنے کے بعد [illegible] سے مدرسہ فتحپوری دہلی میں درس کی خدمات انجام دینا شروع کیں اور [illegible] میں صدر مدرس کے منصب پر پہنچ گئے۔ اگرچہ مولانا عربی علوم میں پوری مہارت حاصل کر چکے تھے لیکن علم کی پیاس ابھی بجھی نہ تھی چنانچہ انہوں نے پڑھانے کے ساتھ پڑھنے کا سلسلہ جاری رکھا اور [illegible] میں الہ آباد بورڈ سے فاضل ادب کا امتحان دیگر تمام بورڈ [illegible] درجہ اول میں کامیابی حاصل کی پھر [illegible] میں پنجاب یونیورسٹی سے آنرز ان عربک (مولوی فاضل) پاس کیا جس میں تمام یونیورسٹی میں اول آئے اور نقرئی میڈل حاصل کیا۔ اس کے علاوہ منشی فاضل درجہ اول میں پاس کیا اور عربی و فارسی کے دوسرے امتحانات بھی دیئے۔ تصنیف اور ترجمہ کے مشاغل سے فطری دلچسپی تھی ان کی کتاب المتممات جو عربی کی شہرہ آفاق کتاب سبعہ معلقات کی شرح ہے پاکستان و ہند کے علمی حلقوں میں کافی مقبول ہے۔ انہوں نے گلستان، بوستان اور اخلاق محسنی کے تراجم بھی کئے ہیں۔ اس وجہ سے دیوان حافظ کے ترجمہ میں ان خصوصیات کی موجودگی جن کا ابھی ذکر کیا جا چکا ہے تعجب خیز نہیں۔ بحالت موجودہ مولانا [illegible] میں معاون مترجم کے فرائض بھی انجام دے رہے ہیں۔

مولانا سجاد حسین صاحب کے دیوان حافظ مترجم کا پہلا اور دوسرا ایڈیشن
ملک میں بہت زیادہ مقبول ہوا ہے۔ اس قبول عام کے پیش نظر
ناشروں نے ایک قدم اور آگے بڑھایا [illegible]

http://www.muftbooks.blogspot.com/

حافظ پر نظرثانی کر کے تیسرا ایڈیشن عکسی آفسیٹ پر چھپوانے
کا اہتمام کیا یہ کام بڑی جرأت مردانہ کا طالب تھا۔ اسی نسبت سے معاوضہ
کا بار بڑھ رہا تھا۔ مولانا نے عشق نبرد پیشہ کے اس چیلنج کو قبول کیا اور اس
ایڈیشن میں انہوں نے ایرانی مصنفین کی ان تحقیقات کے حسن اور معیار کو پیش نظر رکھا
ہے جو ایران میں حافظ کے متعلق معتبر اور غیر معتبر شائع ہو چکی ہیں۔ یوں مولانا بھی ذاتی طور پر آرٹ سے دلچسپی
رکھتے ہیں شاید یہی وجہ ہے کہ انہوں نے ترجمہ کے لئے دیوان حافظ کا انتخاب کیا جو ایران کا بہت بڑا حسن دوست
اور غنائی شاعر ہے وہ مناظر قدرت پر جان چھڑکنے کا خوگر ہے رکناباد کی حسین لہروں سے دل کی دھڑکنوں میں اضافہ
کرتا ہے اور مصلیٰ کی عطر بیز ہواؤں سے دماغ کو معطر کرتا ہے حافظ کی غزلیہ شاعری کا محور ہی حسن و شباب اور جمال
و رعنائی ہے وہ ظاہری خوبصورتی کی عکاسی کریں یا ماورائی محبوب کے زلف و رخسار کی تصویر کشی، اس میں حسن کا
ایک مخصوص تصور کار فرما رہتا ہے عملی زندگی میں بھی مولانا کی اس خصوصیت کا اظہار ہوتا رہتا ہے وہ جمالیات جس کا
اسے بلند ترین ہیں ۱۹۶۶ء میں صدر جمہوریہ ہند نے انہیں سرٹیفکیٹ آف آنرز ان پرشین دیا ہے۔ جس کی تاریخ قمر
سنبھلی صاحب نے یہ نکالی ہے:

قاضی سجاد کو خوب آج یہ انعام ملا
حق کے الطاف و عنایت کا اک انعام ہے یہ
عیسوی میں کہی بے ساختہ تاریخ قمر
محض اللہ کا بخشا ہوا اعزاز ہے یہ
۱۹۶۶

فارسی وہ زبان ہے جس نے پاکستان و ہند پر بڑے خوبصورت نقش و نگار بنائے ہیں اردو پر فارسی کا اثر بہت گہرا
ہے جس طرح مغلوں کے ان نقوش کو ملک کی تہذیب اور کلچر سے الگ نہیں کیا جا سکتا جو صدیوں تک ابھرتے رہے ہیں اسی طرح
اب اس کے جوہر میں سرایت کر چکے ہیں اسی طرح فارسی کی حلاوت کو اردو سے جدا نہیں کیا جا سکتا۔ [illegible] کی
شہرت اور مقبولیت میں فارسی کا حصہ بہت زیادہ ہے۔ فارسی نہایت میٹھی رسیلی اور لوچ دار زبان ہے اس میں
روانی اور ترنم و غنائیت ہے جو صرف محسوس ہی کی جا سکتی ہے اس زبان کے اشعار میں بھی بڑی دل نشین
تاثیرات پائی جاتی ہیں۔ یہ کافی مالا مال زبان ہے اور لٹریچر کا بہت بڑا ذخیرہ اپنے دامن میں رکھتی ہے فارسی کی
بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں قوم پرستی اور وطن دوستی کا عنصر بلند ہے۔ ایران کی تاریخ سے ظاہر ہے کہ [illegible]
کا جذبہ ہر زمانہ میں موجود رہا ہے۔ حملہ آوروں نے بار بار اسے فتح کیا ہے لیکن ان کے قدم سرزمین فارس پر
جمنے نہیں پائے کسی نہ کسی نوبت پر انہیں ملک سے نکال دیا گیا یا جانا ہی پڑا۔ ایران کے باشندے اپنی حکومت ہی
کے سامنے سر جھکانے کے خوگر ہیں وہ کسی بیرونی حکومت کے آگے سرنگوں رہنا پسند نہیں کرتے۔ فارسی کتابوں
کے تراجم کی وساطت سے حب الوطنی کی یہ شراب کبھی کبھی چھلکتی رہی ہے فارسی لٹریچر کو اردو کا لباس
پہنانے کا سب سے بڑا فائدہ یہی ہے۔ خاص طور پر حافظ جیسے بین الاقوامی شاعر
کی تخلیقات کو اردو میں منتقل کرنا اس لئے بھی ضروری ہے کہ وہ مختلف

IRAN TO-DAY — [illegible]

http://www.muftbooks.blogspot.com/

فرقوں میں یک جہتی اور ہم آہنگی کی روح پیدا کرنے کے محرک ہیں وہ صوفی ازم کے علمبردار تھے جس میں سب سے زیادہ اہمیت انسانیت کو حاصل ہے مذہب ان کے یہاں ثانوی درجہ رکھتا ہے۔

ہمارے ملک میں بیرونی زبانوں کی تعلیم پر کافی توجہ کی جا رہی ہے۔ فارسی اور عربی کالجوں میں بھی پڑھائی جاتی ہے اور جو لوگ فارسی کا ذوق رکھتے ہیں وہ انفرادی طور پر اس کے لٹریچر کا مطالعہ کرتے ہیں ہندوستان ہر رنگ سے دوستانہ تعلقات استوار رکھنا چاہتا ہے۔ وہ امن اور دوستی کی بنیاد پر بقائے باہمی کے عقیدہ کا احترام کرتا ہے۔ ایران سے بھی اسی اصول پر ہندوستان کے روابط بالکل دوستانہ ہیں۔ ان حالات میں فارسی تراجم کی اہمیت اور افادیت مسلم ہے۔ مولانا سجاد حسین صاحب کو عربی اور فارسی سے گہری دلچسپی ہے۔ ان کی ذات سے یہ توقع بیجا نہیں کہ وہ اپنے کام کو نہ صرف جاری رکھیں گے بلکہ اس کی رفتار تیز اور اس کا دائرہ وسیع کر دیں گے۔ اس کے ساتھ مجھے یہ بھی یقین ہے کہ دیوان حافظ کا یہ معیاری ایڈیشن عام طور پر پسند کیا جائے گا اور ملک میں اس کا پرجوش خیر مقدم ہوگا۔

کوثر چاند پوری

http://www.muftbooks.blogspot.com/

کلام حافظ اور فال

مولانا محمد میاں صاحب قمر دہلوی، مسجد فتحپوری دہلی

حافظ کا کلام جس طرح رندانِ قدح خوار کے لئے سرمستی اور عیش کوشی کا ذریعہ ہے، اسی طرح ہمیشہ سے اہلِ باطن بھی اس سے استفادہ کے قائل رہے ہیں۔ اہلِ صفا کی مجلسیں حافظ کے زمزموں سے گونجتی رہی ہیں ان پر حافظ کے اشعار سے وجد و حال کی کیفیتیں طاری ہوتی رہی ہیں۔

ایک بہت بڑا طبقہ ہے جو اپنی مہموں اور پیش آنے والے واقعات میں حافظ کے کلام سے فال نکال کر اپنے قلب کو مطمئن کرتا رہا ہے اور حافظ کی صدا کو ایک غیبی آواز یقین کرکے اپنے کاموں کی اس کو بنیاد بناتا رہا ہے اور حافظ و کلامِ حافظ کو لسان الغیب کا درجہ دیتا رہا ہے۔ تیموری بادشاہ اپنی تمام مہموں میں دیوانِ حافظ سے راہنمائی حاصل کرتے رہے ہیں۔ ہمایوں، اکبر اور جہانگیر ہی نہیں بلکہ عالمگیر بھی دیوانِ حافظ سے فال لے کر پیش قدمیاں کرتا رہا ہے۔

حافظ کے تذکرہ نگاروں نے ایسے سینکڑوں واقعات نقل کئے ہیں جن سے فال نکالنے والوں کو حافظ کے کلام سے محیر العقول اشارے حاصل ہوتے ہیں۔ ہم ان میں سے کچھ واقعات نقل کرتے ہیں۔

تذکرہ حسینی میں مذکور ہے (۱) ایک شخص کا لڑکا گم ہوگیا تھا کاوش اور جستجو کی گئی لیکن لڑکے کا کچھ پتہ نہ چلا اس نے دیوانِ حافظ سے فال نکالی تو یہ شعر سامنے آیا ؎

فاش میگویم و از گفتۂ خود دلشادم — بندۂ عشقم و از ہر دو جہاں آزادم

اس شعر میں جو اشارہ تھا وہ دیکھ سکا کچھ عرصہ بعد اس کو اس کا لڑکا ایک خانقاہ میں فقیرانہ لباس میں ملا اس نے اپنے لڑکے سے احوال دریافت کئے تو اس نے بتایا کہ میں نے فقیرانہ زندگی اختیار کرلی ہے اور میں شاہ عشق اللہ کا مرید ہوگیا ہوں۔ اس نے شاہ عشق اللہ سے درخواست کی انہوں نے اس لڑکے کو باپ کے حوالے کیا تب اس پر دیوانِ حافظ کے شعر کا مطلب واضح ہوا۔

(۲) مولوی احمد رضا کو اپنے ایک شاگرد بنیاد خاں سے بہت محبت تھی بنیاد خاں کی بیماری پر مولوی صاحب نے فال نکالی تو یہ شعر نکلا ؎

ما بدادیم دل و دیدہ بطوفان بلا
گو بیا سیلِ غم و خانہ ز بنیاد ببر

دوسرے ہی روز بنیاد خاں کا انتقال ہوگیا۔

(۳) ایک شخص کا بھائی قید تھا اس نے دیوانِ حافظ

http://www.muftbooks.blogspot.com/

سے فال نکالی تو یہ مصرع سامنے آیا ؎

کردم چنین ماکرو زبند آزاد است

اسی روز اس کا بھائی قید سے رہائی پاکر گھر آگیا۔

(۴) ہمایوں بادشاہ نے جب ایرانی فوج لے کر ہندوستان پر حملہ کا ارادہ کیا تو دیوان

حافظؔ سے فال نکالی یہ شعر سامنے آیا ؎

عزیز مصر برغم برادران غیور		ز قعر چاہ بر آمد بر اوج ماہ رسید

تاریخ داں صاحبان جانتے ہیں کہ اس حملہ میں سب بھائیوں کو شکست دیکر وہ ہندوستان پر قابض ہوا۔

(۵) جہانگیر بنگال کی مہم پر جا رہا تھا دیوان حافظؔ سے فال نکالی تو یہ شعر سامنے آیا ؎

بخوردہ ام تیر فلک بادہ بدہ تا سرمست		دست در بند کمر ترکش جوزا فگنم

اس مہم میں عثمان جو کہ بالمقابل تھا کی پیشانی پر تیر لگا اور وہ مر گیا اور جہانگیر بنگال پر قابض ہو گیا۔

(۶) جہانگیر، اکبر کی ناراضگی کی وجہ سے الہ آباد میں مقیم تھا اور آگرہ کا سفر کرنے میں متردد تھا دیوان

حافظؔ سے فال لی تو یہ غزل برآمد ہوئی ؎

چرا نہ در پے عزم دیار خود باشم		چرا نہ خاک سر کوئے یار خود باشم

آگرہ پہونچا باپ سے تعلقات استوار ہوئے۔ چند روز بعد اکبر کی وفات ہوئی اور جہانگیر تخت و تاج کا وارث بنا۔

(۷) شاہان صفویہ میں کا شاہ عباس ثانی تبریز پر لشکر کشی کا ارادہ کر رہا تھا دیوان حافظؔ سے فال لی

تو یہ شعر برآمد ہوا ؎

عراق و پارس گرفتی بشعر خوش حافظؔ		بیا کہ نوبت بغداد و وقت تبریز است

تاریخ شاہد ہے کہ شاہ عباس نے اس مہم میں تبریز کو فتح کر لیا۔

(۸) اس سلسلہ میں حافظؔ کی نماز جنازہ اور تدفین کا بھی دلچسپ واقعہ ہے حافظؔ کے انتقال کے بعد

ان کے مخالفین نے کچھ شور و غوغا کیا نماز جنازہ اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کی مخالفت شروع کر دی۔ اسلامی

عقائد کے سلسلہ میں ان کا کلام زیر بحث آیا تو سب سے پہلے یہ شعر سامنے آیا ؎

قدم دریغ مدار از جنازۂ حافظؔ		کہ گرچہ غرق گناہ است میرود بہ بہشت

اس پر باتفاق رائے نماز جنازہ ہوئی اور جنازہ خاک مصلیٰ کی سپرد کر دیا گیا۔

(۹) سلطنت صفویہ کا بانی شاہ اسماعیل جس نے شیعیت کو ایران کا مذہب قرار دیا تھا اور سنی

بزرگوں کے مقبروں کو ڈھانے کا بھی حکم جاری کر دیا تھا۔ ایک روز ایک شیعہ عالم ملا گس کے ساتھ خواجہ حافظ

کے مزار کے پاس سے گزرا ملا گس نے خواجہ حافظؔ کے مزار کو مسمار کرنے کا مشورہ دیا تو شاہ اسماعیل نے دیوان

حافظؔ سے فال نکالی تو یہ شعر نکلا ؎

عدو اگر جہاد حمائل بنا برم		یعنی غلام شاہم و سوگند میخورم

شاہ اسماعیل نے اس شعر کا مطلب یہ لیا کہ حافظؔ اس کا تابع اور فرمانبردار

ہے ملا گس کے مزید اصرار پر اس نے دوبارہ فال نکالی تو حسب ذیل

شعر برآمد ہوا ؎

http://www.muftbooks.blogspot.com/

اے مگس عرصۂ سیمرغ نہ جولانگہ تست
عرض خود می بری و زحمت ما میداری

(۱۰) فتح علی سلطان ایک نہایت حسین نوجوان تھا۔ خواجہ حافظ کے مزار کے پاس پہنچا اور فال نکالی تو یہ شعر نکلا ۔

سرمست در قبای زرافشان چو بگذری — یک بوسہ نذر حافظ پشمینہ پوش کن

فتح علی نے کہا کہ ایک بار نہیں بلکہ دو بار بوسے دوں گا لیکن بوسہ دو دیا اور واپس ہو گیا۔ اگلے ہفتے پھر مزار پر پہنچا اور فال نکالی تو یہ شعر نکلا ہوا ہے

گفتہ بودی کہ شوم مست دو بوسہ بدہم — وعدہ از حد بشد و ما نہ دو دیدیم و نہ یک

فتح علی نے پھر کہا کہ میں دو بوسے نہیں بلکہ تین بوسے دوں گا اور پھر تین بوسے دے کر چلا گیا۔ تیسری بار جب خواجہ صاحب کے مزار پر پہنچا اور فال نکالی تو یہ شعر برآمد ہوا ہے

سربسر کو دولت کردہ حالت من — اگر او داد کمی دام دل من باشم

فتح علی اپنی جگہ سے اٹھا اور بے اختیار بے حد بے مزار کو بوسے دیئے۔

دیوانِ حافظ سے فال نکالنے کے مختلف طریقے رائج رہے ہیں۔ بعض صاحبان بسم اللہ پڑھ کر دیوانِ حافظ کھولتے ہیں۔ اور پھر کسی شعر پر انگلی رکھ کر اس شعر کے مطلب سے فال نکالتے ہیں۔

بعض صاحبان دیوانِ حافظ کھول کر دائیں صفحے کے ساتویں شعر سے فال لیتے ہیں۔

بعض صاحبان نے فال نکالنے کی حسب ذیل جدولیں تجویز کی ہیں۔ جسے فال نکالنے کا طریقہ یہ ہے۔

فال نکالنے کا طریقہ

جب فال نکالنے کا ارادہ ہو تو پہلے معلوم کریں کہ دن یا رات کے چار پہروں میں سے کونسا پہر ہے دن رات کے آٹھوں پہروں کی جدولیں الگ الگ دیکھی گئی ہیں (آٹھوں پہروں کی جدول نکال کر) پہلے باوضو سورۃ فاتحہ پڑھ کر خواجہ حافظ کی روح کے لئے ایصالِ ثواب کریں۔ پھر سورۃ فاتحہ ایک بار قل ہو اللہ تین بار اول و آخر درود شریف سات سات بار پڑھیں اور اپنے مقصد کا خیال کر کے اس جدول کے کسی خانہ میں انگلی رکھ دیں اور اس خانہ میں جو حرف ہو اس کو نگاہ کا قرب لکھ لیں پھر لکھے ہوئے حرف کے علاوہ دائیں سے دائیں اپنے حروف چھوڑنے کے لئے اس جدول کے اوپر لکھا ہوا ہے حروف گن کر اگلا حرف بھی اُسی کا قرب پہلے لکھے ہوئے حرف کی برابر دائیں طرف لکھ لیں جب سطر ختم ہو جائے تو اس سے اوپر والی سطر میں بائیں سے دائیں یہی عمل کریں یہاں تک کہ سب سے اوپر والی (پہلی) سطر پر پہنچ جائیں۔ اگر اس سطر میں کچھ خانے ایسے بچ جائیں جو حساب میں نہ آئے ہوں تو انہیں چھوڑ دیں۔

پھر اس کے بعد جس حرف پر انگلی رکھی تھی اُس سے آگے دائیں سے بائیں اسی طرح حروف گن گن کر ان کا قرب لکھتے ہوئے حروف کی سطر میں بائیں طرف لکھتے جائیں جب سطر ختم ہو جائے تو اس سے اگلی نیچے والی سطروں میں سے گنتے

http://www.muftbooks.blogspot.com/

اور کاغذ پر لکھتے جائیں یہاں تک کہ سب سے نیچے والی آخری سطر پر پہنچ جائیں۔ اگر اس سطر میں کچھ حروف زائد نکل جائیں جو حساب میں نہ آئیں تو انہیں بھی چھوڑ دیں۔

اب ان حروف کو جو مذکورہ طریقے سے کاغذ پر جمع کئے ہیں، ملاکر دیکھیں تو ضرور حافظ میں سے کسی غزل کے مطلع کا پہلا مصرع بن گیا ہوگا۔ پھر اس مصرع کو دیوان حافظ میں تلاش کرکے اس کے ترجمے اور مفہوم سے اپنا مطلب نکالیں۔

مثال

لفت کی جدولوں میں سے پہلے پہر کی جدول ملاحظہ میں حرف ج پر انگلی رکھی۔ جو اوپر سے نیچے ساتویں سطر میں ہے۔ اس ج کو الگ کاغذ پر لکھ دیا۔ پھر اس جدول کے اوپر لکھی ہوئی ہدایت کے مطابق ج کے علاوہ سات حروف بائیں سے دائیں چھوڑ کر اگلا حرف ن، کاغذ پر لکھے ہوئے ج کی داہنی طرف بڑھا دیا۔ اسی طرح اوپر والی سطروں میں سے بائیں سے دائیں سات سات حروف چھوڑ کر اگلا حرف کاغذ پر داہنی طرف بڑھاتے رہے یہاں تک کہ سب سے اوپر والی سطر میں ب تک پہنچ گئے۔ باقی چار حرف چونکہ حساب میں نہیں آتے اس لئے انہیں چھوڑ دیا۔

پھر اسی طرح (اس ج سے آگے جس پر انگلی رکھی تھی) دائیں سے بائیں سات سات حروف چھوڑ کر اگلا حرف، کاغذ پر لکھے ہوئے حروف کی بائیں طرف بڑھاتے رہے یہاں تک کہ سب سے نیچے والی سطر میں پہلے ش تک پہنچ گئے۔ جس کے بعد تین حروف بچے جو حساب میں نہ آسکے وہ چھوڑ دئے۔ تو کل حرف حسب ذیل ہوئے۔

ب ا غ ب ا ن گ ر پ ن ج ر و ز ی ص ح ب ت گ ل ب ا ی د

ش جنہے یہ مصرع بن گیا۔ مصرعہ

باغباں گر پنج روزی صحبت گل بایدش

نوٹ

وہ وقت جس میں رات اور دن ملتے ہیں۔ اور اس وقت کو نہ دن کہہ سکتے ہیں نہ رات۔ ایسے وقت کی جدول بھی علیحدہ ہے جو رات اور دن کی آٹھوں جدولوں کے بعد دیگئی ہے۔

اس علم میں چونکہ ہمزۂ اضافت کو مستقل حرف تسلیم نہیں کیا گیا ہے اس لئے جو مصرع برآمد ہوگا اس میں ہمزۂ اضافت نہیں ہوگا۔ لیکن پڑھتے میں اگر ایسا ہمزہ ادا نہیں کیا گیا تو نہ صرف وزن شعر غلط ہوگا بلکہ شعر کے صحیح مفہوم تک رسائی بھی مشکل ہو جائے گی۔ زیر اضافت مقصودہ کا کی صورت میں برآمد ہوگا۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

دن کے پہلے پہر کی جدول نمبر ۱

اس میں سات سات حروف چھوڑ کر اگلا حرف لیا جائیگا۔

	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷
۱	ر	د	م	ا	د	و	خ
۲	ق	د	و	ز	د	م	ق
۳	ک	ب	ی	ر	ا	ت	ا
۴	ر	ر	ا	د	ی	ہ	غ
۵	ق	ن	ی	خ	س	ل	د
۶	ک	ہ	د	س	م	ہ	ظ
۷	ر	ص	ہ	ر	ذ	ا	د
۸	ہ	و	ا	ا	ب	ا	ج
۹	ر	ر	ا	ر	ث	ا	ی
۱۰	ن	و	ب	ن	ہ	د	ص
۱۱	ر	ث	ز	ر	و	غ	ر
۱۲	ر	ا	ب	ت	ر	ر	ک
۱۳	ی	ہ	ث	ہ	م	ا	ر
۱۴	ل	د	ل	ر	ث	س	ر
۱۵	ل	غ	ا	ب	ب	ی	ی
۱۶	ت	د	ن	م	س	ی	د

	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳
۱	ج	ط	ا	ن	ی	ا
۲	س	ت	ض	ص	ک	ل
۳	ر	ہ	ا	ک	ا	د
۴	م	ز	ی	ث	ی	ب
۵	ا	ی	ی	ک	ی	ت
۶	ک	ت	ب	ض	ت	ت
۷	د	ر	ج	م	ا	ی
۸	د	ی	ل	ن	ہ	ت
۹	و	ا	غ	ر	ا	د
۱۰	ی	ق	ک	ا	ک	ک
۱۱	ض	س	ب	ا	ر	ی
۱۲	م	ب	ن	ی	ک	ب
۱۳	ا	ا	ب	ب	ا	ی
۱۴	د	ہ	م	ا	د	و
۱۵	ا	ا	ی	ر	ا	ا
۱۶	ز	ر	ن	ی	ت	ت

	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲
۱	ز	ا	خ	س	ز	ب	س	ہ	ی	ی	خ	ب
۲	ن	ا	ی	و	د	ر	ا	ا	ق	ح	ر	ک
۳	ق	خ	ل	ی	غ	ق	ت	و	ز	ب	ب	ک
۴	م	و	ب	ص	ل	ن	ت	ن	م	ل	ل	ب
۵	و	ہ	خ	و	ب	ت	ل	ر	ز	و	ص	ل
۶	و	ا	ب	م	ب	م	ب	ی	ک	ا	ا	ی
۷	ک	ی	ا	ر	د	ن	ر	ل	د	ب	ب	ہ
۸	ی	و	س	ل	د	ا	ب	ک	ی	ا	و	ر
۹	م	ر	ہ	ت	ق	م	ی	ن	ا	ک	ق	ی
۱۰	ی	ا	ت	ث	ا	و	ب	ض	ض	س	ر	ر
۱۱	ک	ی	د	ر	ر	و	ب	ل	ا	م	ض	ی
۱۲	ز	ا	خ	ر	د	و	ا	غ	ز	و	ب	ر
۱۳	ا	ر	ا	ا	د	ا	ب	ن	ی	ے	ی	ر
۱۴	د	ا	ا	س	ر	و	و	ہ	خ	ب	ت	ا

دن کے دوسرے پہر کی جدول نمبر ۲

اس میں چھ چھ حروف چھوڑ کر اگلا حرف لیا جائیگا۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

دن کے تیسرے پہر کی جدول ۳

اس میں چھ چھ حروف چھوڑ کر اگلا حرف لیا جائیگا

	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲
۱	ر	ب	ا	س	ش	ک	ا	و	ا	ی	ح	ر
۲	ل	ی	ش	ر	پ	ر	ا	ب	دہ	ر	ہ	ی
۳	ز	ب	ن	ل	ت	ا	ک	ہ	ل	ح	ا	ت
۴	گ	پ	ا	ح	ی	گ	م	ف	ی	ت	ل	ش
۵	ر	ب	ت	ح	ف	گ	م	ا	د	ہ	ع	خ
۶	ش	ی	ز	ر	ا	س	ی	و	د	ق	م	م
۷	ت	پ	ر	م	ا	ی	ر	ہ	م	و	د	ہ
۸	گ	پ	ق	ر	ی	س	ز	د	ا	ہ	س	م
۹	ا	ن	ہ	ر	ن	ی	ہ	ق	خ	ع	د	ا
۱۰	د	ق	ی	د	و	گ	م	م	ب	گ	ا	ا
۱۱	ر	ی	ز	ی	ل	ن	ب	م	ت	ر	ن	غ
۱۲	ب	ا	ی	د	ہ	ا	ذ	د	ل	ص	ی	ب
۱۳	ن	ا	ر	د	و	ت	گ	ب	ر	ا	د	ی
۱۴	ل	د	ی	ک	ہ	ہ	م	ک	ص	ن	و	ی

	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱
۱	ا	پ	ق	ش	ح	م	ص	ی	خ	ن	م
۲	ط	ز	ب	ن	ہ	د	م	ح	ر	ا	و
۳	د	ا	ت	ذ	خ	پ	ر	گ	ن	ر	ا
۴	س	ہ	ق	ل	گ	و	ر	پ	ت	ش	ش
۵	ہ	ح	ی	ز	ہ	م	د	گ	ر	ا	ف
۶	ن	م	م	ف	د	ر	ل	ی	ن	ا	ت
۷	ا	گ	گ	ت	س	و	ن	د	ہ	د	پ
۸	ع	ت	د	ر	پ	ی	ی	ن	و	خ	گ
۹	گ	د	ر	ی	پ	م	م	ر	م	م	ہ
۱۰	ہ	ب	ت	ف	د	ی	ص	ش	ا	پ	ت
۱۱	د	ف	ت	ر	ط	ر	م	ا	ر	گ	ا
۱۲	پ	ق	ا	ک	د	و	پ	ی	و	ہ	م
۱۳	ش	ع	ح	پ	ص	ا	ہ	ا	گ	خ	ا
۱۴	ا	ز	ن	م	ن	ل	ن	ل	د	و	د

دن کے چوتھے پہر کی جدول ۴

اسمیں چھ چھ حروف چھوڑ کر اگلا حرف لیا جائیگا

http://www.muftbooks.blogspot.com/

رات کے پہلے پہر کی جدول ۵

اس میں سات سات حروف چھوڑ کر اگلا حرف لیا جائیگا

	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳
۱	ن	م	ر	د	ب	ن	د	ی	د	ی	و	ا	ا
۲	ک	ا	ا	ب	س	ز	ن	خ	ت	م	ر	ہ	د
۳	ع	ی	ب	ہ	ن	ب	ا	ز	ی	ک	ا	د	ک
۴	ا	ر	م	د	ہ	ن	ل	ق	ن	س	ا	س	ق
۵	ک	ک	ا	ن	ت	ر	ت	ن	ر	ق	ن	ر	د
۶	ت	و	ک	ے	ب	ہ	ک	ر	ر	م	و	ن	ک
۷	م	ل	ا	ا	ن	غ	خ	و	ی	ح	ن	ق	ا
۸	و	ر	ی	ن	ن	ک	ت	م	و	ر	م	ق	د
۹	و	ر	ر	ق	ز	خ	د	ا	ق	و	و	ہ	ی
۱۰	ا	و	ن	ک	ا	ز	ت	ص	ل	ز	ک	ہ	ز
۱۱	و	ق	ج	ا	ق	ہ	ج	غ	ر	ر	ب	ن	ر
۱۲	س	و	ت	ا	ی	ت	م	ب	ب	ق	ا	ن	ر
۱۳	ک	ہ	ز	ر	و	ب	ت	م	ل	ر	ر	د	ل
۱۴	ک	د	ی	ب	و	ک	ی	ب	ر	ب	ک	ا	ب
۱۵	ق	ب	ا	د	ی	ن	ی	ب	ی	م	ق	ا	ر
۱۶	ن	د	ی	و	ن	ی	ن	م	د	ق	ن	ہ	ق

	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲
۱	ا	م	و	م	ق	ہ	ل	ی	ر	ر	ب	ک
۲	ز	ک	ا	ج	ج	ا	س	ا	ر	ز	ب	ر
۳	و	ط	ر	ب	ث	ا	ا	ک	ک	و	ک	ر
۴	ط	ب	س	س	ق	و	و	ا	ا	ق	ر	م
۵	ی	خ	ہ	ط	و	ا	ن	ط	ر	ر	م	م
۶	ز	م	و	و	ث	خ	ن	ک	ا	ب	ی	ر
۷	ا	ع	م	لا	ا	ط	خ	ن	س	ن	م	ق
۸	ر	ر	ن	ع	و	ی	و	و	ع	و	ہ	ع
۹	ک	م	ق	ث	ر	م	ر	ن	ر	ن	ر	ع
۱۰	ب	ز	ن	ا	ق	ع	د	ط	ل	د	م	ر
۱۱	ن	ا	ل	ث	ق	ق	ا	د	م	ا	ط	ع
۱۲	ا	ع	ہ	ی	ی	و	و	ل	و	ے	ب	ث
۱۳	ع	ہ	و	ی	ی	ی	ز	ل	ل	ص	و	ا
۱۴	ن	ا	ا	ا	و	ہ	م	م	ق	ص	ک	ل

رات کے دوسرے پہر کی جدول ۶

اس میں چھ چھ حروف چھوڑ کر اگلا حرف لیا جائیگا

http://www.muftbooks.blogspot.com/

رات کے تیسرے پہر کی جدول ۷

اس میں چھ چھ حروف چھوڑ کر اگلا حرف لیا جائے گا۔

	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲
۱	ج	م	گ	ه	م	گ	ب	ا	گ	ر	ه	ن
۲	ل	ج	ی	و	ط	ق	م	خ	د	ج	ه	ه
۳	ا	خ	ذ	و	غ	و	ا	م	ر	ا	ج	و
۴	ص	ف	ت	ی	ر	ه	ر	ل	ت	ی	ب	ی
۵	و	و	ت	ا	ک	د	ز	ق	ک	و	و	ه
۶	ی	گ	و	ل	ک	ز	ز	ا	ل	ک	ش	و
۷	ز	س	ر	س	ا	ن	ک	ل	ر	و	ت	ر
۸	ا	ز	ث	ت	ت	ا	ی	م	س	ت	ا	و
۹	ن	ن	ن	ر	گ	ق	ء	ج	م	س	ج	ر
۱۰	د	ی	ه	ی	ت	ا	ه	م	خ	ا	ر	ا
۱۱	ن	ی	ه	ر	ن	و	ی	ب	د	م	ی	م
۱۲	د	ن	ر	ر	ه	ب	ا	ا	س	خ	گ	ج
۱۳	ن	ر	ز	ر	ی	ا	ا	و	ا	ب	ا	ز
۱۴	ر	ن	ا	ب	ی	ی	م	م	ی	ز	س	ش

	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱
۱	ق	و	ا	ا	ب	د	س	ی	ر	ی	ی
۲	ش	ر	ت	د	ا	ن	و	ر	و	ا	ا
۳	ز	و	ل	ی	م	ر	ر	ل	ر	ب	ا
۴	ا	ه	ش	ب	ق	گ	ذ	ز	ب	د	ر
۵	ش	و	ا	ی	د	م	ت	م	ی	ل	ا
۶	ر	ی	و	م	خ	س	ر	خ	س	خ	ن
۷	ش	ل	س	ش	ر	س	س	ق	ا	ت	ی
۸	و	ن	خ	گ	م	و	د	ب	ت	ن	ذ
۹	ت	د	و	و	ز	ی	ا	خ	ر	م	س
۱۰	ت	ه	ر	ل	م	ا	و	ج	س	ی	ت
۱۱	ا	ه	گ	ل	ت	ن	ب	ن	م	ن	ی
۱۲	گ	م	ذ	ن	ق	ا	د	و	ی	ی	ی
۱۳	ل	ر	م	ط	گ	س	ز	س	ه	ز	گ
۱۴	ن	ل	ه	ق	م	د	ن	ی	م	م	د

رات کے چوتھے پہر کی جدول ۸

اس میں لکھے جانے والے حرف کے علاوہ چھ حروف چھوڑ کر اگلا حرف لیا جائے گا۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

رات اور دن کی مشترک جدول ۹

اس میں، لکھے ہوئے حرف کے علاوہ چھ حروف چھوڑ کر اگلا حرف لکھا جائیگا

	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴
۱	ی	ط	م	ب	د	ک	ر	و	ر	ی	ل	ر	ن	و
۲	س	ک	ر	ب	ع	ا	ز	ف	م	م	ل	ت	ر	گ
۳	گ	ن	ن	ی	د	ا	ا	م	ق	خ	ب	و	ب	ر
۴	گ	و	و	ر	س	و	ی	ش	ن	ش	گ	ت	پ	ش
۵	ت	ج	م	گ	ی	ا	د	ہ	ج	ی	ل	ب	ی	ک
۶	ب	د	ر	ی	ن	ب	ہ	ا	م	ر	خ	ش	ی	د
۷	ز	ش	ی	و	ا	د	ر	ا	ک	ک	ش	ن	ر	م
۸	ی	ی	ا	ر	ک	ط	ی	د	ن	ن	ن	ہ	ب	غ
۹	ب	گ	د	گ	ک	ع	ا	ک	ر	ز	د	ا	ش	ن
۱۰	ن	د	س	ر	م	ع	ہ	ع	ک	ر	م	د	ر	غ
۱۱	ا	ا	ا	ن	ل	و	د	ن	ک	چ	ق	ب	ی	م
۱۲	خ	ل	ا	ا	ب	ا	ت	م	ب	م	ر	ا	ر	م
۱۳	م	ش	ی	د	ر	ی	ی	غ	ک	ر	ا	ا	خ	ک
۱۴	و	ن	م	ش	ر	و	ن	ر	د	ت	ت	د	ش	م

http://www.muftbooks.blogspot.com/

ردیف الالف

اَلا یا اَیُّہَا السّاقی اَدِر کاساً و ناوِلہا
آگاہ رہو! اے ساقی پیالے کو دور چلا اور دو مجھے

کہ عشق آساں نمود اول ولے افتاد مشکلہا
کیونکہ ابتدا میں عشق آسان نظر آیا لیکن مشکلیں آن پڑیں

بہ بوئے نافہ کاخر صبا زاں طرہ بگشاید
اس نافہ کی مہک کی امید میں جو آخر صبا اس طرہ سے کھولے گی

ز تاب جعد مشکینش چہ خوں افتاد در دلہا
اس کے مشکیں گھونگھر والے بالوں کی پیچ سے دلوں میں کیسا خون ہو گیا

بمے سجادہ رنگیں کن گرت پیر مغاں گوید
اگر تجھے پیر مغاں کہے تو مصلیٰ شراب سے رنگ لے

کہ سالک بیخبر نبود ز راہ و رسم منزلہا
اس لیے کہ سالک منزلوں کی رسم و راہ سے بے خبر نہیں ہوتا ہے

مرا در منزل جاناں چہ امن و عیش چوں ہر دم
محبوب کے پڑاؤ میں کیا امن و عیش، جبکہ ہر دم

جرس فریاد می دارد کہ بربندید محملہا
گھنٹا اعلان کر رہا ہے کہ کجاوے کس لو

شب تاریک و بیم موج و گردابے چنیں ہائل
اندھیری رات اور موج کا خوف اور ایسا خوفناک بھنور

کجا دانند حال ما سبکباران ساحلہا
ساحلوں کے بے فکرے ہمارا حال کب سمجھ سکتے ہیں!

ہمہ کارم ز خود کامی بہ بدنامی کشید آخر
خود غرضی کی وجہ سے میرے تمام کام کا انجام بدنامی پر ہوا

نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا
وہ راز کب چھپ سکتا ہے جس سے محفلیں گرم ہوں!

حضوری گر ہمی خواہی ازو غائب مشو حافظ
اے حافظ تو حضوری چاہتا ہے تو اس سے غائب نہ ہو

مَتیٰ ما تَلقَ مَن تَہویٰ دَعِ الدُّنیا و اَہمِلہا
جب تو اس محبوب سے ملاقات کرے تو دنیا کو چھوڑ دے اور ترک کر دے

http://www.muftbooks.blogspot.com/

ای فروغ ماه حسن از روی رخشان شما
اے وہ کہ حسن کے چاند کی رونق تمہارے چمکتے روشن چہرے سے ہے
آبروی خوبی از چاه زنخدان شما
خوبصورتی کی آبرو تمہاری ٹھوڑی کے گڑھے سے ہے

عزم دیدار تو دارد جان بر لب آمده
ہونٹوں پر آئی ہوئی جان تمہارے دیدار کا ارادہ رکھتی ہے
باز گردد یا بر آید چیست فرمان شما
تمہارا کیا حکم ہے؟ وہ نکل آئے یا لوٹ جائے

که دهد دست این غرض یارب که همدستان شوند
اے خدا، یہ مقصد کب حاصل ہو گا کہ اکٹھے ہو جائیں!
خاطر مجموع ما زلف پریشان شما
ہمارا مطمئن دل، اور تمہاری پریشان زلف

کس بدور نرگست طرفی نبست از عافیت
تمہاری نرگس کے دور میں کسی کو چین نصیب نہ ہوا
به که نفروشند مستوری بمستان شما
بہتر یہی ہے کہ پارسائی تمہارے مستوں کے ہاتھ نہ بیچیں

بخت خواب آلود ما بیدار خواهد شد مگر
شاید، ہمارا سویا ہوا نصیب جاگ اٹھے
زانکه زد بر دیده آبی روی رخشان شما
اس لئے کہ تمہارے روشن چہرے نے آنکھوں پر پانی چھڑکا ہے

با صبا همراه بفرست از رخت گلدسته
اپنے رخ سے ہوا کے ساتھ ایک گلدستہ بھیج دو
بو که بوئی بشنویم از خاک بستان شما
شاید تمہارے باغ کی خاک کی ہم خوشبو سونگھ سکیں

دل خرابی می‌کند دلدار را آگه کنید
دل خرابی پیدا کر رہا ہے، محبوب کو آگاہ کر دو
زینهار ای دوستان جان من و جان شما
خبردار اے دوستو! قسم میری جان اور تمہاری جان کی

عمرتان باد و مراد ای ساقیان بزم جم
جمشید کی محفل کے ساقیو! تمہاری عمر دراز ہو
گرچه جام ما نشد پر می بدوران شما
اگرچہ تمہارے دور میں ہمارا پیالہ شراب سے پر نہیں ہوا ہے

ای صبا با ساکنان شهر یزد از ما بگو
اے صبا، یزد کے ساکنوں کو ہماری جانب سے کہہ دے ق
کای سر حق ناشناسان گوی میدان شما
کہ اے حق ناشناسوں کا سر تمہارے میدان کی گیند ہے

گرچه دوریم از بساط قرب همت دور نیست
اگرچہ قرب کی بساط سے ہم دور ہیں، توجہ دور نہیں ہے
بندهٔ شاه شمائیم و ثناخوان شما
ہم تمہارے بادشاہ کے غلام اور تمہارے ثنا خواں ہیں

دور دار از خاک و خون دامن چو بر ما بگذری
جب ہم پر سے گزرو دامن کو خاک اور خون سے دور رکھو
کاندرین ره کشته بسیارند قربان شما
اس راستہ میں تم پر قربان مقتول بہت ہیں

ای شهنشاه بلند اختر خدا را همتی
اے بلند اختر بادشاہ! خدا کے لئے توجہ کیجئے
تا ببوسم همچو گردون خاک ایوان شما
تاکہ آسمان کی طرح تمہارے محل کی خاک کو بوسہ دوں

می‌کند حافظ دعائی بشنو آمینی بگو
حافظ دعا کرتا ہے، سنو، اور آمین کہو
روزی ما باد لعل شکرافشان شما
تمہارا شکر بکھیرنے والا ہونٹ، ہماری روزی ہو

اگر آن ترک شیرازی بدست آرد دل ما را
اگر وہ شیرازی معشوق، ہمارا دل تھام لے
بخال هندویش بخشم سمرقند و بخارا را
تو اس کے کالے تل کے عوض میں سمرقند و بخارا بخش دوں

بده ساقی می باقی که در جنت نخواهی یافت
اے ساقی باقی شراب دے، اس لئے کہ جنت میں نہ پائے گا
کنار آب رکناباد و گلگشت مصلی را
رکناباد کی نہر کا کنارہ، اور مصلی کی سیرگاہ

یعنی حسن کو محبوب سے فروغ حاصل ہوا ہے۔
دل جب ہی حاصل ہو گی جب پریشان زلفوں کا وصال میسر آ جائیگا
مستان سے محبوب کی آنکھیں مراد ہیں یعنی زہد اس پر نہ قربان کیا جائے۔
چمک دار چیز کو دیکھنے سے آنکھوں میں آنسو بھر آتے ہیں۔
شہر یزد کا مخالف ہے۔
ذکر شیراز کا ہے۔
بلند آسمان کے اطوار کا عکاس ان کے نگہبان کے باعث ہے۔
رکن آباد کی نہر اور مصلیٰ کی سیرگاہ سی سیر جنت میں ہاتھ نہ آئے گی۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

فغاں کیں لولیان شوخ شیرین کار شہر آشوب
[illegible]
چناں بردند صبر از دل کہ ترکاں خوان یغما را
[illegible]

ز عشق ناتمام ما جمال یار مستغنی ست
ہمارے ناقص عشق سے یار کا حسن بے نیاز ہے
بآب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روئے زیبا را
حسین چہرے کو آب و رنگ اور تل اور خط کی کیا ضرورت ہے

من از آں حسن روز افزوں کہ یوسف داشت دانستم
[illegible]
کہ عشق از پردہ عصمت بروں آرد زلیخا را
کہ عشق زلیخا کو پاکی کے پردے سے باہر نکال لاتا ہے

حدیث از مطرب و مے گوی و راز دہر کمتر جو
[illegible]
کہ کس نکشود و نکشاید بحکمت ایں معما را
اس معمے کو دانائی سے کسی نے حل نہیں کیا ہے نہ کرے گا

نصیحت گوش کن جاناں کہ از جاں دوست تر دارند
[illegible]
جوانان سعادتمند پند پیر دانا را
سعادتمند نوجوان بوڑھے دانا کی نصیحت کو

بدم گفتی و خرسندم عفاک اللہ نکو گفتی
[illegible]
جواب تلخ می زیبد لب لعل شکر خارا
[illegible]

غزل گفتی و در سفتی بیا و خوش بخواں حافظ
[illegible]
کہ بر نظم تو افشاند فلک عقد ثریا را
[illegible]

بملازمان سلطاں کہ رساند ایں دعا را
بادشاہ کے ملازموں کو یہ التجا کون پہنچاتا ہے
کہ بشکر پادشاہی ز نظر مراں گدا را
کہ بادشاہی کے شکرانہ میں فقیر کو نظر سے نہ ہٹا

چہ قیامت ست جاناں کہ بعاشقاں نمودی
[illegible]
رخ ہمچو ماہ تاباں دل ہمچو سنگ خارا
روشن چاند جیسا چہرا اور سنگ خارا جیسا دل

ز رقیب دیو سیرت بخدائے خود پناہم
[illegible]
مگر آں شہاب ثاقب مددے کند خدا را
[illegible]

دل عالمے بسوزی چو عذار بر فروزی
[illegible]
تو ازیں چہ سود داری کہ نمی کنی مدارا
[illegible]

مژہ سیاہت ار کرد بخون ما اشارت
[illegible]
ز فریب او بیندیش و غلط مکن نگارا
[illegible]

ہمہ شب دریں امیدم کہ نسیم صبح گاہی
[illegible]
بپیام آشنائی بنوازد آشنا را
دوست کو دوستی کے پیغام سے نواز دے

دل شد عاشق کہ ز بہر تست پرخوں
[illegible]
چہ شود گرش رسانی بوصال خویش یارا
[illegible]

دل خستہ ما بشکنج زلف بردی
[illegible]
مشکن دل ضعیفم بنواز ایں گدا را
ہمارے کمزور دل کو نہ توڑ اس فقیر کو نواز دے

[illegible]

http://www.muftbooks.blogspot.com/

ز فریب چشم مستت دلِ دردمند خون شد
تیری مست نگاہ کے فریب سے دردمند دل خون ہو گیا ہے

نظرے بکن بحالش بتِ دلربا خدا را
اے دلربا بت خدا کے لئے اس کے حال پر ایک نظر کر

چو طبیبِ دردمنداں لبِ لعلِ یار باشد
جبکہ دردمندوں کا طبیب معشوق کا لعل جیسا ہونٹ ہو

دلِ دردمندِ عاشق ز کہ جوید ایں دوا را
تو عاشق کا دردمند دل اس دوا کو کس کے پاس تلاش کرے

خبرے ز حالِ عاشق برِ یار باز گوئید
عاشق کی حالت کی خبر یار کے پاس جا کر کہہ دو

برسد مگر ز زلفش اثرے مشامِ ما را
شاید اس کی زلف کا کوئی اثر ہمارے دماغ تک پہنچ جائے

بخدا کہ جرعۂ دہ تو بحافظِ سحرخیز
خدا کے لئے صبح کو بیدار ہو جانے والے حافظ کو ایک گھونٹ دے دے

کہ دعائے صبحگاہی اثرے کند شما را
اس لئے کہ صبح کے وقت کی دعا تمہارے لئے مفید ہوگی

تا جمالت عاشقاں را زد بوصلِ خود صلا
جب سے تیرے حسن نے عاشقوں کو اپنے وصال کی دعوت دی ہے

جان و دل افتادہ اند از زلف و خالت در بلا
جان اور دل تیری زلف و تل کی مصیبت میں پھنسے ہیں

آنچہ جانِ عاشقاں از دستِ ہجرت می کشد
عاشقوں کی جان تیرے فراق کے ہاتھ سے جو کچھ برداشت کرتی ہے

کس ندیدہ در جہاں جز کشتگانِ کربلا
کربلا کے شہیدوں کے علاوہ کسی نے دنیا میں نہیں دیکھا ہے

ترکِ ما گر می کند رندی و مستی جانِ من
اگر میرا معشوق رندی اور مستی کرتا ہے تو اے میری جان

ترکِ مستوری و زہد ت کرد باید اولا
مجھے پہلے پرہیزگاری اور زہد کو ترک کر دینا چاہئے

بزمِ عیش و موسمِ شادی و ہنگامِ طرب
عیش کی محفل اور خوشی کا موسم اور مستی کا وقت

پنج روز ایامِ عشرت را غنیمت داں دلا
عیش و عشرت کے پانچ دن کو اے دل غنیمت سمجھ

با کہ بنشینم کہ را گویم دگر من رازِ دل
کس کے ساتھ بیٹھوں کس سے کہوں پھر دل کا راز

زانکہ من در عشقِ او جز غم نخوردم حاصلا
اس لئے کہ غم کے سوا اس کے عشق میں مجھے کچھ حاصل نہ ہوا

حافظا گر پائے بوسِ شاہ دستت می دہد
اے حافظ اگر تجھے شاہ کی قدم بوسی حاصل ہو جائے

یافتی در ہر دو عالم زینتِ عز و علا
تو تو نے دونوں جہان میں عزت و بلندی کی زینت حاصل کر لی

تا کے بدردِ ہجر کنی ناتواں مرا
ہجر کے درد میں مجھے کب تک ناتواں بنائے گا

یکدم بوصلِ خویش بکن شادماں مرا
تھوڑی دیر کے لئے اپنے وصل سے مجھے خوش کر

میخواستی ہمیشہ گرفتارِ ہجرِ خود
تو ہمیشہ اپنے فراق میں گرفتار رکھنا چاہتا تھا

دیدی بکامِ خویشتن آخر چناں مرا
آخر تو نے مجھے ویسی حالت میں اپنے منشاء کے مطابق دیکھ لیا

نبود ہیچ وجہ دمے از توام گریز
تھوڑی دیر کے لئے بھی کسی طرح میرے لئے تجھ سے گریز نہیں

زاں رو کہ نیست جز تو کسے در جہاں مرا
اس لئے کہ جہان میں تیرے سوا میرا کوئی نہیں ہے

در حیرتم کہ بے تو چساں زندگی کنم
میں حیران ہوں تیرے بغیر کس طرح زندگی گذاروں

چوں نیست خواب و خور ز غمت یک زماں مرا
جبکہ تیرے غم کی وجہ سے تھوڑی دیر کے لئے بھی مجھے کھانا اور سونا نصیب نہیں

۱؎ عاشق کے دل کی دوا معشوق ہی کے پاس ہے۔ اس لئے دوسری جگہ طلب کیا [illegible] ہے۔
۲؎ محبوب کی زلفوں کی خوشبو ہی عاشق کو جان بخش سکتی ہے۔
۳؎ صبح کی شراب [illegible]
صبح کی دعا بہت موثر ہوتا ہے۔
۴؎ یعنی معشوق کے رنگ میں رنگا جانا چاہیے۔
۵؎ یعنی عیش کی چند روزہ زندگی کو غنیمت سمجھنا چاہیے۔
۶؎ یعنی مجھے ہجر میں گرفتار رکھنے سے تجھے کیا فائدہ ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

افتادہ ام بکنج غم وجز فغاں و آہ — نے یار غمگسارے و نے ہمزباں مرا

میں غم کے گوشے میں اکیلا پڑا ہوں اور سوائے فریاد و آہ کے — نہ میرا کوئی یار غمگسار ہے، نہ ہم زباں

بودم ہمیشہ شاد ز وصلت ولے کنوں — کارے ز ہجر تو نبود جز فغاں مرا

میں ہمیشہ تیرے وصل سے خوش تھا مگر اب — تیرے ہجر کی وجہ سے سوائے فریاد کے میرا کوئی کام نہیں

حافظ عجب مدار اگر می کشد بغم

اے حافظ تعجب نہ کر اگر غم سے مار ڈالے

از درد فرقت آں مہ نا مہرباں مرا

فراق کے درد سے مجھے وہ نامہرباں چاند

دل می رود ز دستم صاحبدلاں خدا را — دردا کہ راز پنہاں خواہد شد آشکارا

اے دل والو خدا کے لئے میرا دل ہاتھ سے نکلا جاتا ہے — افسوس! پوشیدہ راز کھل جائے گا

دہ روزہ مہر گردوں افسانہ است و افسوں — نیکی بجائے یاراں فرصت شمار یارا

زمانہ کی دس روزہ محبت افسانہ اور طلسم ہے — اے دوست دوستوں کے ساتھ نیکی کو غنیمت سمجھ

کشتی شکستگانیم اے باد شرطہ برخیز — باشد کہ باز بینیم آں یار آشنا را

ہم کشتی ٹوٹے ہیں، اے موافق ہوا! چل پڑ — شاید اس آشنا یار کو ہم پھر دیکھ سکیں

در حلقۂ گل و مل خوش خواند دوش بلبل — ہات الصبوح ہبوا یا ایہا السکارٰی

گزشتہ رات پھول اور شراب کی محفل میں بلبل کیا خوب گاتی تھی — صبوحی لا! اے مستو: آؤ

اے صاحب کرامت شکرانۂ سلامت — روزے تفقدے کن درویش بینوا را

اے کرامت والے، سلامتی کے شکرانہ میں — کسی دن مفلس بے سامان فقیر کی بات پوچھ

آسائش دو گیتی تفسیر ایں دو حرف است — با دوستاں تلطف با دشمناں مدارا

دونوں جہان کی راحت ان دو حرفوں کی تفسیر ہے — دوستوں کے ساتھ مہربانی، دشمنوں کے ساتھ مدارات

در کوئے نیکنامی ما را گذر ندادند — گر تو نمی پسندی تغییر کن قضا را

نیکنامی کے کوچہ میں انہوں نے ہمیں گذرنے کا موقع نہ دیا — اگر تو پسند نہیں کرتا ہے تقدیر کو بدل دے

آئینہ سکندر جام جم است بنگر — تا بر تو عرضہ دارد احوال ملک دارا

سکندر کا آئینہ جمشید کا جام ہے، دیکھ — تاکہ تجھ پر دارا کے ملک کے احوال پیش کر دے

سرکش مشو کہ چوں شمع از غیرتت بسوزد — دلبر کہ در کف او موم است سنگ خارا

سرکش نہ ہو، تجھے غیرت کی وجہ سے موم بتی کی طرح جلا دے گا — وہ معشوق جس کی ہتھیلی میں سنگ خارا موم ہے

گر مطرب حریفاں ایں پارسی بخواند — در رقص حالت آرد پیران پارسا را

اگر دوستوں کا گویا یہ فارسی غزل گائے گا — پاک باز بوڑھوں کو رقص میں لے آئے گا

آں تلخ وش کہ صوفی ام الخبائثش خواند — اشہیٰ لنا و احلیٰ من قبلۃ العذارا

وہ کڑوی، صوفیوں نے جس کو ام الخبائث کہا — وہ ہمیں کنواری لڑکیوں کے بوسے سے زیادہ مرغوب اور شیریں ہے

ہنگام تنگدستی در عیش کوش و مستی — کایں کیمیائے ہستی قاروں کند گدا را

تنگدستی کے وقت مستی اور عیش میں لگ جا — اس لئے کہ مستی کی یہ کیمیا فقیر کو قارون بنا دیتی ہے

۱ میں تنہا مرض عشق میں مبتلا ہوں میری داستان سننے والا بھی کوئی نہیں ہے۔
۲ ہجر عشق ظاہر ہو جائے گا اور راز کھل جائے گا۔
۳ دنیا کی چند روزہ زندگی ناقابل بھروسہ ہے اس میں نیکی کرے۔
۴ معشوق کا فرض ہے کہ اپنے حسن کی زکوٰۃ عاشقوں کو بانٹے۔
۵ دنیا کا تمام چین آرام اس میں پوشیدہ ہے کہ انسان دوستوں سے مہربانی اور دشمنوں سے خلوص سے پیش آئے۔
۶ ہماری نیک نامی بھی اپنے اختیار کی نہیں ہے۔
۷ تاریخ کے تغیرات دوسروں کے احوال دیکھ کر عبرت حاصل کرنی چاہیے۔
۸ دلبر جیسے سخت کی صحبت میں مناسب نہیں ہے۔
۹ تنگدستی سے گذارنے کا علاج قناعت ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

خوبانِ پارسی گو بخشندگانِ عمرند
کہ وہ لوگ پارس کے معشوق عمر بخشنے والے ہیں

ساقی بدہ بشارت پیرانِ پارسا را
اے ساقی نیک بوڑھوں کو خوشخبری دیدے

حافظ بخود نپوشید ایں خرقۂ مے آلود
یہ شراب سے تر گدڑی حافظ نے خود نہیں پہنی ہے

اے شیخ پاک دامن معذور دار ما را
اے پاک دامن شیخ! ہمیں معذور سمجھ

دوش از مسجد سوئے میخانہ آمد پیرِ ما
کل ہمارا پیر مسجد سے میخانہ کی طرف آگیا

چیست یارانِ طریقت بعد ازیں تدبیرِ ما
یارانِ طریقت اس کے بعد ہماری کیا تدبیر ہے؟

در خراباتِ مغاں ما نیز ہم منزل شویم
آتش پرستوں کے شراب خانے میں ہم بھی رہیں کیونکہ ہم بھی منزل کے جانے والے ہیں

کایں چنیں رفتست در عہدِ ازل تقدیرِ ما
اس لئے کہ ازل میں ہماری تقدیر اسی طرح بنی ہے

ما مریداں رو بسوئے کعبہ چوں آریم چوں
ہم مرید کعبہ کی طرف رخ کیسے کریں جبکہ

رو بسوئے خانۂ خمار دارد پیرِ ما
ہمارا پیر بھٹی کی جانب رخ رکھتا ہے

عقل اگر داند کہ دل دربندِ زلفش چوں خوش ست
عقل کو اگر معلوم ہو جائے کہ دل اس کی زلف کی قید میں کیسا خوش ہے

عاقلاں دیوانہ گردند از پئے زنجیرِ ما
تو ہماری بیڑی کے لئے عقلمند دیوانے بن جائیں

روئے خوبت آیتے از لطف بر ما کشف کرد
تیرے حسین چہرے نے مہربانی کی ایک آیت ہم پر کھول دی ہے

زاں سبب جز لطف و خوبی نیست در تفسیرِ ما
اسی لئے مہربانی اور بھلائی کے سوا ہماری تفسیر میں کچھ نہیں ہے

با دلِ سنگینت آیا ہیچ درگیرد شبے
تیرے سنگین دل میں کسی رات کوئی اثر کرے گی؟

آہِ آتشبار و سوزِ نالۂ شبگیرِ ما
ہماری آگ برسانے والی آہ اور تمام رات کے نالے کی جلن

مرغِ دل را صیدِ جمعیت بدام افتادہ بود
دل کے پرندے کے لئے اطمینان کا شکار جال میں پھنسا تھا

زلف بکشادی و باز از دست شد نخجیرِ ما
تو نے زلف کھولی ہمارا شکار پھر ہمارے ہاتھ سے نکل گیا

باد بر زلفِ تو آمد شد جہاں بر من سیاہ
تیری زلف کو ہوا لگی جہان ہم پر تاریک ہو گیا

نیست از سودائے زلفت بیش ازیں توفیرِ ما
تیری زلف کے عشق میں اس سے زیادہ ہمارا حاصل وصول نہیں ہے

تیرِ آہِ ما ز گردوں بگذرد جانِ عزیز
اے جانِ عزیز ہماری آہ کا تیر آسمان سے گذر جاتا ہے

رحم کن بر جانِ خود پرہیز کن از تیرِ ما
اپنی جان پر رحم کر، ہمارے تیر سے بچ

بر درِ میخانہ خواہم گشت چوں حافظ مقیم
میں بھی حافظ کی طرح شراب خانہ کے دروازہ پر مقیم ہو جاؤں گا

چوں خراباتی شد اے یارِ طریقت پیرِ ما
جبکہ اے یارِ طریقت ہمارا پیر خراباتی ہو گیا ہے

رونقِ عہدِ شباب ست دگر بستاں را
باغ کے لئے پھر جوانی کے زمانہ کی رونق ہے

میرسد مژدۂ گل بلبلِ خوش الحاں را
پھول کی خوشخبری خوش الحان بلبل کو پہنچتی ہے

اے صبا گر بجوانانِ چمن باز رسی
اے صبا! چمن کے جوانوں کے پاس سے تیرا اگر گذر ہو

خدمتِ ما برساں سرو و گل و ریحاں را
تو سرو اور گلاب اور ریحان کو ہمارا سلام پہنچا دے

ے پارسا میں عطف تحسین کا مانا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ پارس کے کم بخشنے والے بوڑھوں کے لئے خوشخبری ہے۔
ے انسان کی عقل اور بری اپنی اختیاری چیز نہیں ہے۔
ے بہر حال محبوب کی پیروی ضروری ہے
ے تیری بکھری ہوئی زلفوں نے ہمارا اطمینان خاطر ختم کر دیا
ے معشوق کو سورج سے تشبیہ دی جاتی ہے۔
ے ہماری آہوں کے اثر سے ڈر۔
ے جوانان چمن سے سرو اور گل اور ریحان مراد ہیں۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

اے کہ بر مہ کشی از عنبرِ سارا چوگاں[۱]
اے وہ جو خالص عنبر کا بلا چاند پر تانتا ہے

مضطرب حال مگرداں منِ سرگرداں را
مجھ حیران کو پریشان حال نہ بنا

ترسم آں قوم کہ بر دردکشاں می خندند[۲]
مجھے ڈر ہے جو لوگ تلچھٹ پینے والوں پر ہنستے ہیں

در سرِ کارِ خرابات کنند ایماں را
خرابات کے کام میں ایمان کو نہ لگا بیٹھیں

یارِ مردانِ خدا باش کہ در کشتی نوح[۳]
مردانِ خدا کا یار بن اس لئے کہ نوح کی کشتی میں

ہست خاکے کہ بآبے نخرد طوفاں را
ایسی خاک بھی ہے جو طوفان کو ذرا سا پانی نہیں سمجھتی

بروَ از خانۂ گردوں بدر و ناں مطلب[۴]
آسمان کے گھر سے باہر نکل جا اور روٹی نہ مانگ

کیں سیہ کاسہ در آخر بکشد مہماں را
اس لئے کہ یہ بخیل آخر میں مہمان کو مار ڈالتا ہے

گر چنیں جلوہ کند مُغبچۂ بادہ فروش
اگر شراب فروش کا غلام اس طرح جلوہ دکھائے گا

خاکروبِ درِ میخانہ کنم مژگاں را
تو میں پلکوں کو شراب خانہ کے دروازہ کا خاکروب بنا دوں گا

نشوی واقفِ یک نکتہ ز اسرارِ وجود[۵]
وجود کے رازوں کے ایک نکتہ سے بھی تو واقف نہ ہوگا

گر تو سرگشتہ شوی دائرۂ امکاں را
اگر تو امکان کے دائرہ میں گھومتا رہے گا

ہر کرا خوابگہ آخر بدو مشتے خاک ست
جس شخص کی خوابگاہ انجام کار دو مٹھی خاک ہے

گو چہ حاجت کہ برافلاک کشی ایواں را
اس کو کہہ دو کہ اس کو کیا ضرورت ہے کہ تو آسمان تک محل بنائے

ماہِ کنعانیِ من مسندِ مصر آنِ تو شد[۶]
اے میرے ماہِ کنعان مصر کی مسند تیری ملکیت ہو گئی ہے

وقت آنست کہ بدرود کنی زنداں را
اب وہ وقت ہے کہ تو قید خانہ کو خیر باد کہہ دے

در سرِ زلف ندانم کہ چہ سودا داری[۷]
زلف کے معاملہ میں معلوم تو کیا سودا رکھتا ہے

کہ بہم برزدۂ گیسوئے مُشک افشاں را
کہ تو نے مشک بکھیرنے والی زلفوں کو پریشان کر رکھا ہے

ملکِ آزادگی و کنجِ قناعت گنجے ست
آزادگی کا ملک اور قناعت کا گوشہ ایسا خزانہ ہے

کہ بشمشیر میسر نشود سُلطاں را
جو بادشاہ کو تلوار کے ذریعہ حاصل نہیں ہو سکتا ہے

حافظا مے خور و رندی کن و خوش باش ولے
اے حافظ شراب پی اور رندی کر اور خوش رہ لیکن

دامِ تزویر مکن چوں دگراں قرآں را
دوسروں کی طرح قرآن کو مکاری کا جال نہ بنا

ساقی بنورِ بادہ برافروز جامِ ما
اے ساقی شراب کے نور سے ہمارا جام روشن کر دے

مُطرب بگو کہ کارِ جہاں شد بکامِ ما
گوئیے کہہ دے کہ دنیا کا کام ہماری منشا کے مطابق ہو گیا ہے

ما در پیالہ عکسِ رُخِ یار دیدہ ایم
ہم نے پیالے میں یار کے رخ کا عکس دیکھا ہے

اے بیخبر ز لذتِ شُربِ مُدامِ ما
اے بے خبر ہمارے شراب کے پینے کی لذت سے

چنداں بود کرشمہ و نازِ سہی قداں[۸]
سیدھے قد معشوقوں کا کرشمہ اور ناز اسی وقت تک ہے

کاید بجلوہ سرو صنوبر خرامِ ما
جب تک کہ ہمارا سرو صنوبر کی طرح چلنے والا جلوہ میں آئے

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق[۹]
جس کا دل عشق کی وجہ سے زندہ ہو گیا وہ کبھی نہیں مرتا

ثبت ست بر جریدۂ عالم دوامِ ما
ہماری ہمیشگی دنیا کی تاریخ میں قائم ہو چکی ہے

---

۱ مہ سے مراد چہرہ اور چوگان سے مراد زلفیں ہیں۔
۲ دردمندوں کی حیثیت پر ہنسنے والے خود اس مصیبت کا شکار ہو جاتے ہیں۔
۳ مردانِ خدا سے اہل اللہ مراد ہیں جن کی نگاہ میں دنیا و مافیہا ہیچ ہے۔
۴ دنیا سے بھلائی کا طالب نہ ہو۔
۵ جب تک انسان ذات و صفات کا علم حاصل نہ کرے حکمت کے راز اس پر منکشف نہیں ہو سکتے ہیں۔
۶ ماہِ کنعان سے مراد حضرت یوسف ہیں۔
۷ مشک افشاں ... سے پراگندگی ہے۔
۸ دوسرے معشوقوں کی اسی وقت تک قدر و قیمت ہے جب تک ہمارا محبوب جلوہ گر نہیں ہوتا ہے۔
۹ شیدائی اور عشق کو حیات جاودانی حاصل ہو جاتی ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

مستی بچشم شاهد دلبند ما خوش ست
چاہیے دل پسند معشوق کی نظر میں مستی بھلی ہے
زاں رو سپرده اند بمستی زمام ما
اسی وجہ سے ہماری باگ انہوں نے مستی کے ہاتھوں میں دیدی ہے

ترسم کہ صرفہ نبرد روز باز خواست
مجھے ڈر ہے کہ حساب کے دن قبضہ نہ پاسکے گی
نانِ حلالِ شیخ ز آبِ حرامِ ما
شیخ کی حلال روٹی، ہمارے حرام پانی سے

اے باد گر بگلشنِ احباب بگذری
اے ہوا اگر تو دوستوں کے چمن سے گزرے
زنہار عرضه ده برِ جاناں پیامِ ما
تو ضرور معشوق پر ہمارا پیغام پیش کیجیو

گو نامِ ما زیاد بعمدا چه می بری
کہدینا! جان بوجھ کر ہمارا نام کیوں بھلاتا ہے
خود آید آنکہ یاد نیاری ز نامِ ما
وہ دن خود آرہا ہے جب تو ہمارا نام یاد نہ کرے گا

بگرفت ہمچو لالہ دلم در ہوائے سرو
سرو کی محبت میں لالہ کی طرح میرا دل گرفتار ہو گیا ہے
اے مرغ بخت کے شوی آخر تو رامِ ما
اے نصیبے کے پرند تو ہمارے قبضہ میں کب آئے گا؟

دریائے اخضرِ فلک و کشتیِ ہلال
آسمان کا سبز دریا، اور چاند کی کشتی
ہستند غرقِ نعمتِ حاجی قوامِ ما
ہمارے حاجی قوام الدین کی نعمتوں میں غرق ہیں

حافظ ز دیده دانۂ اشکے ہمی فشاں
حافظ! آنکھوں سے آنسوؤں کا دانہ بکھیر
باشد کہ مرغِ وصل کند قصدِ دامِ ما
شاید وصال کا پرند ہمارے جال کا قصد کرے

ساقیا برخیز و در ده جام را
اے ساقی اٹھ اور جام دے
خاک بر سر کن غمِ ایام را
زمانے کے غم کے سر پر خاک ڈال

ساغرِ مے در کفم نہ تا ز سر
میرے ہاتھ میں شراب کا پیالہ دے تاکہ سر سے
بر کشم ایں دلقِ ازرق فام را
اس نیلی گدڑی کو اتار پھینکوں

گرچہ بد نامیست نزدِ عاقلاں
اگرچہ یہ عقلمندوں کے نزدیک بدنامی ہے
ما نمی خواہیم ننگ و نام را
ہم ننگ و نام کے خواہاں نہیں ہیں

باده در ده چند ازیں بادِ غرور
شراب دے یہ غرور کی ہوا کب تک؟
خاک بر سر نفسِ نافرجام را
بدبخت نفس کے سر پر خاک ہو

دودِ آہِ سینۂ سوزانِ من
میرے جلتے سینے کے دھوئیں نے
سوخت ایں افسردگانِ خام را
ان کچے ٹھٹھرے ہوؤں کو جلا ڈالا

محرمِ رازِ دلِ شیدائے من
اپنے شیدائی دل کا محرمِ راز
کس نمی بینم ز خاص و عام را
خاص اور عام میں سے کسی کو نہیں دیکھتا ہوں

با دل آرامے مرا خاطر خوش ست
اس محبوب سے میری طبیعت خوش ہے
کز دلم یکبارہ برد آرام را
جو یکبارگی میرے دل سے آرام کو نکال لے گیا

ننگرد دیگر بسرو اندر چمن
وہ چمن میں پھر سرو کو نہ دیکھے گا
ہر کہ دید آں سروِ سیم اندام را
جس نے اس چاندی جیسے جسم والے سرو کو دیکھ لیا

---

۱ دو عشق میں کو ہمیں محبوب کے عیوب بھی خوب دکھائی دیتے ہیں۔
۲ ہم تو دور ہی رہنا چاہتے ہیں اپنا اور ہمارا نام بھلانے کی کیا ضرورت ہے۔
۳ حاجی قوام الدین وزیر شاہ اسحاق کے دربار کا امیر ہے جس نے حافظ کی بڑی قدر کی تھی۔
اس وقت میں ان کے بیالہ میں آسمان اور چاند کا عکس پڑا تو یہ شعر کہا۔
۴ محبوب کے وصال کے لئے آنسوؤں کا دانہ بکھیرنا ضروری ہے۔
۵ شراب کی مستی میں غم کو بھلا دے۔
۶ یعنی ناقص عشق والے بھی محبوب کے قد کے مقابلہ میں سرو کو کچھ نہیں سمجھتے ہیں۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

از سر دنیا گذشتی غم مخور — خوش بخور ہم خوش بدار ایام را
تو دنیا کی فکر سے گذر گیا غم نہ کر — اچھی طرح کھا، اپنی نیز زمانہ کو خوش رکھ

صبر کن حافظ بسختی روز و شب
اے حافظ دن رات کی سختی پر صبر کر

عاقبت روزے بیابی کام را
انجام کار تو کسی دن مقصد حاصل کرے گا

ساقی بگذار از کف خود رطل گران را — تا خوش گذرانیم جہان گذران را
اے ساقی بھاری پیالہ اپنے ہاتھ سے بڑھا — تاکہ ناپائیدار دنیا کو ہم اچھی طرح گذار دیں

زاہد چہ عجب گر کندم عیب برندی — بر اہل ہنر طعنہ بود بے ہنران را
کوئی تعجب نہیں اگر زاہد مجھ پر رندی کا عیب لگاتا ہے — بے ہنروں کا ہنرمندوں پر طعنہ ہوتا ہی ہے

در قبلہ و بتخانہ تو مسجودی و معبود — رو سوئے تو باشد ہمہ صاحب نظران را
کعبہ اور بتخانہ میں تو ہی مسجود اور معبود ہے — تمام صاحب نظروں کا رخ تیری طرف ہوتا ہے

ارباب خرد ذوق مے عشق چہ دانند — از حالت ما نیست خبر بے خبران را
عقل والے عشق کی شراب کا ذائقہ کب جانیں — بے خبروں کو ہماری حالت کی خبر نہیں ہے

کامے طلبد حافظ ازیں چشمۂ حیواں
حافظ اس چشمۂ حیات سے مقصد طلب کرتا ہے

آرے نتواں خورد نصیب دگراں را
ہاں، دوسروں کا حصہ نہیں پی سکتا ہے

شب از مطرب کہ دل خوش باد ویرا — شنیدم نالۂ جانسوز نے را
رات گویئے سے، خدا کرے اس کا دل خوش رہے — میں نے بانسری کا ایک جاں سوز نالہ سنا

چناں در جان من سوزش اثر کرد — کہ بے رقت ندیدم ہیچ شے را
میری جان میں جلن نے ایسا اثر کیا — کہ میں نے کسی چیز کو رقت سے خالی نہ دیکھا

حریفے بد مرا ساقی کہ ہر دم — ز زلف و رخ نمودے شمس و فے را
ایسا یار میرا ساقی تھا جو ہر وقت — زلف اور چہرے سے سورج اور تاریک رات دکھاتا تھا

چو شو قم دید در ساغر مے افزود — بگفتم ساقی فرخندہ پے را ق
جب اس نے میرا شوق دیکھا تو پیالے میں شراب بڑھا دی — مبارک قدم ساقی سے میں نے کہا

رہا نیدی مرا از شر ہستی — چو پیمودی بپا لے جام مے را
تو نے مجھے وجود کے شر سے رہائی دے دی — جب شراب کا پیالہ بے در پے بھرا

حماک اللہ عن شر النوائب — جزاک اللہ فی الدارین خیرا
خدا تجھے مصائب کے شر سے بچائے — تجھے اللہ دونوں جہان میں بھلائی کا بدلہ دے

خوبخود گشت حافظ کے شمارد — بیک جو نعمت کاؤس و کے را
جب حافظ بے خود ہو گیا تو کب شمار میں لاتا ہے — کیخسرو اور کیکاؤس کی نعمت کو ایک جو کے بدلے میں

۱؎ مستیوں کے بعد ہی وصال میسر آتا ہے
۲؎ صاحب عشق صاحب ہنر ہے، بے ہنر ہنرمندوں پر طعنہ زن ہوتے ہی ہیں۔
۳؎ بے خبروں سے مراد ارباب خرد ہیں
۴؎ چہرے کی سورج اور زلف کی شب تاریک سے تشبیہ ہے۔
۵؎ مستی میں انسان ہستی کو گم کر دیتا ہے
۶؎ مستی کی حالت میں کیخسرو کاؤس و کے کی حقیقت ایک جو کی برابر نہیں رہتی ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

صوفی بیا کہ آئینہ صاف ست جام را
اے صوفی! آ، جام کا شیشہ صاف ہے
تا بنگری صفائے مے لعل فام را
تاکہ تو لعل جیسی شراب کی صفائی دیکھے

رازِ درونِ پردہ ز رندانِ مست پرس
پردے کے اندر کے راز بدمست رندوں سے معلوم کر
کیں حال نیست صوفیِ عالی مقام را
اس لیے کہ صوفی عالی مقام کو یہ مقام نہیں ہے

عنقا شکارِ کس نشود دام باز چیں
عنقا، کسی کا شکار نہیں بنتا جال اٹھا لے
کانجا ہمیشہ باد بدست ست دام را
اس لیے کہ یہاں جال کے ہاتھ میں ہمیشہ ہوا آتی ہے

من آں زمان طمع ببریدم ز عافیت
میں نے اسی وقت عافیت کا لالچ ختم کر دیا
کایں دل نہاد در کفِ عشقت زمام را
جبکہ اس دل نے تیرے عشق کی باگ ہاتھ میں دے دی

ما را بر آستانِ تو بس حقِ خدمت ست
تیری چوکھٹ پر ہمارا بہت حقِ خدمت ہے
اے خواجہ باز بیں بترحم غلام را
اے خواجہ! پھر غلام پر رحم کی نگاہ ڈال دے

در عیشِ نقد کوش کہ چوں آبخور نماند
موجودہ عیش کی کوشش کر اس لیے کہ جب پانی نہ رہا
آدم بہشت روضۂ دارالسلام را
آدم نے جنت کا باغیچہ چھوڑ دیا

در بزمِ دور یک دو قدح درکش و برو
دورِ شراب کی محفل میں ایک دو پیالے چڑھا لے اور چلا جا
یعنی طمع مدار وصالِ دوام را
یعنی دائمی وصال کی تمنا نہ کر

اے دل شباب رفت و نچیدی گلے ز عمر
اے دل! جوانی رخصت ہوئی اور تو نے عمر کا پھول نہ چنا
پیرانہ سر مکن ہنرے ننگ و نام را
بڑھاپے میں ننگ و نام کی ہوس نہ کر

حافظ مریدِ جامِ جم ست اے صبا برو
حافظ تو جامِ جمشید کا مرید ہے اے صبا
وز بندہ بندگی برساں شیخِ جام را
اور غلام کی جانب سے جام کے شیخ کو بندگی پہنچا دے

۱

صلاحِ کار کجا و من خراب کجا
کام کی نیکی کہاں؟ اور میں رندِ خراب کہاں؟
ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا
دیکھو راستے کا فرق کہاں سے کہاں تک ہے؟

چہ نسبت ست برندی صلاح و تقویٰ را
نیکی اور تقویٰ کو رندی سے کیا نسبت؟
سماعِ وعظ کجا نغمۂ رباب کجا
کہاں وعظ کا سننا، کہاں ستار کا نغمہ؟

دلم ز صومعہ بگرفت و خرقۂ سالوس
عبادت خانے اور مکر کی گدڑی سے میرا دل تنگ ہو گیا
کجاست دیرِ مغان و شرابِ ناب کجا
آتش پرستوں کا بتخانہ اور خالص شراب کہاں ہے؟

بشد زیادِ خوشش یادِ روزگارِ وصال
اس کی اچھی یاد سے وصال کے زمانہ کی یاد ختم ہو گئی
خود آں کرشمہ کجا رفت و آں عتاب کجا
خود وہ ناز اور غصہ کہاں چلا گیا!

ز روئے دوست دلِ دشمناں چہ دریابد
دوست کے چہرے سے دشمنوں کا دل کیا پائے گا
چراغِ مردہ کجا شمعِ آفتاب کجا
کہاں بجھا ہوا چراغ، کہاں آفتاب کی شمع!

مبیں بسیبِ زنخداں کہ چاہ در راہ است
ٹھوڑی کے سیب کو نہ دیکھ کہ راستے میں کنواں ہے
کجا ہمی روی اے دل بدیں شتاب کجا
اے دل! اس قدر تیزی سے کہاں جا رہا ہے!

۱ عاشقِ حقیقی ہی اصل حقیقت سے واقف ہو سکتا ہے۔
۲ جال میں ہوا کا آنا مجبوری سے کنایہ ہے۔
۳ [illegible] کی تمنا لاحاصل ہے [illegible] وقت کی قدر [illegible] عیش کو چھوڑنا مناسب نہیں ہے۔
۴ جوانی ہی کام کا وقت ہے۔
۵ جگہ
وہاں
پھر پھر
مکر و فریب کا
جامہ چاک کر دوں۔
۶ [illegible] مجھے حاصل تھیں۔
۷ مردہ [illegible] رقیبوں کا دل اور شمعِ آفتاب سے مراد معشوق کا چہرہ ہے۔
۸ معشوق کی ٹھوڑی کے گڑھے کو کنویں سے تشبیہ دی جاتی ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

چو کحلِ بینشِ ما خاکِ آستانِ شماست | کجا رویم بفرما ازیں جناب کجا
جبکہ ہماری بینائی کا سرمہ تمہاری چوکھٹ کی خاک ہے | تم ہی فرماؤ، اس دربار سے کہاں جائیں؟

قرار و خواب ز حافظ طمع مدار اے دوست
اے دوست حافظ سے سکون اور نیند کی توقع نہ رکھ
قرار چیست صبوری کدام و خواب کجا
سکون کیا ہوتا ہے، صبر کیا ہے، نیند کہاں ہے؟

صبا بلطف بگو آں غزالِ رعنا را | کہ سر بکوہ و بیاباں تو دادہٴ ما را
اے صبا نرمی سے اس نازنین ہرن سے کہہ | تو نے ہی ہمارا سر کوہ و بیاباں کے حوالہ کر دیا ہے

بشکر آنکہ توئی بادشاہِ کشورِ حسن | بیاد آر غریبانِ دشت و صحرا را
اس بات کے شکرانے میں کہ تو ہی مملکتِ حسن کا بادشاہ ہے | دشت و صحرا کے پردیسیوں کو یاد رکھ

شکر فروش کہ عمرش دراز باد چرا | تفقدے نکند طوطیِ شکرخا را
شکر فروش (خدا کرے اس کی عمر دراز ہو) کیوں | شکر خور طوطی کی بات نہیں پوچھتا ہے

غرورِ حسن اجازت مگر نداد اے گل | کہ پرسشے نکنی عندلیبِ شیدا را
اے پھول شاید حسن کے غرور نے اجازت نہیں دی | جو تو عاشق بلبل کی پرسش نہیں کرتا ہے

بحسنِ خلق تواں کرد صیدِ اہلِ نظر | بدام و دانہ نگیرند مرغِ دانا را
اہلِ نظر کو حسنِ اخلاق کے ذریعہ شکار کیا جا سکتا ہے | عقلمند پرندہ کو جال اور دانے کے ذریعہ نہیں پکڑ سکتے ہیں

چو با حبیب نشینی و بادہ پیمائی | بیاد آر حریفانِ بادہ پیما را
جب تو دوست کے ساتھ بیٹھے اور شراب نوشی کرے | تو آوارہ دوستوں کو بھی یاد کر لیا کر

ندانم از چہ سبب رنگِ آشنائی نیست | سہی قدانِ سیہ چشمِ ماہ سیما را
نہ معلوم دوستی کا رنگ کیوں نہیں ہے؟ | سیدھے قد والے، کالی آنکھوں والے، چاند سے چہرے والوں میں

جز ایں قدر نتواں گفت در جمالِ تو عیب | کہ خالِ مہر و وفا نیست روئے زیبا را
تیرے حسن میں اس کے سوا کوئی عیب نہیں بتایا جا سکتا ہے | کہ حسین چہرے میں مہر و وفا کا تل بھی نہیں ہے

در آسماں چہ عجب گر ز گفتۂ حافظ
کوئی تعجب نہیں اگر حافظ کے کلام کو آسمان پر
سماعِ زہرہ برقص آورد مسیحا را
زہرہ کا گانا، مسیحا کو رقص میں لے آئے

صبح دم بکشاد خمارے درِ میخانہ را | قلقلِ آوازِ صراحی جانِ بدمستانہ را
کلال نے صبح کو میخانہ کا دروازہ کھولا | صراحی کی قلقل کی آواز مستوں میں جان ڈالتی ہے

دورِ گرداں آمدہ آخر دریں بزمِ چمن | ساقیا برخیز و پُر دہ آخریں پیمانہ را
ہماری بزم میں دورِ گردش کی باری ختم ہو گئی | کہ اے ساقی اٹھ اور آخری پیمانہ کو پورا بھر دے

چوں شدم مجنوں بسوئے عشقِ لیلیٰ در جہاں | عاقلا پندے مدہ مجنونِ من دیوانہ را
جب میں دنیا میں لیلیٰ کے عشق کی وجہ سے مجنوں ہو گیا | تو اے عاقل مجھ جیسے دیوانہ کو نصیحت نہ کر

تیرے عشق میں کوہ و بیابان میں مارے مارے پھرتے ہیں۔ شکر فروش سے مراد محبوب ہے اور طوطی سے مراد عاشق۔ اس شعر میں ... زہرہ ... حضرت عیسیٰ ... چوتھے آسمان پر ہیں۔ دیوانہ کو نصیحت کرنا عقلمند کا کام نہیں ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

آئینہ زنگار از صیقل ز تقوے پاک کن
زنگ آلود آئینہ کو تقوے کی صیقل سے صاف کرے

پاک بنگر اندراں آئینۂ جانانہ را
تو اس آئینہ میں معشوق کو اچھی طرح دیکھ

گرد شمع جانِ معشوقے بگرد از عاشقی
عاشقی کی وجہ سے معشوق کی جان کی شمع کے گرد چکر لگا

عاشقی آموز اندر سوختن پروانہ را
جلنے میں پروانہ کو عاشقی سکھا

نیست دشنامے بعینا و از لبِ جانانِ من
اے میری جان عینا و ازل پر کوئی برائی نہیں ہے

آمدہ مرغ ہوا گرداں زبہر دانہ را
دانہ کی خاطر ہوا میں اڑنے والا پرندہ آ پھنسا ہے

حافظ از زہدِ ریائی توبہ کردہ پیش ازیں
ریاکاری کے زہد سے حافظ اس سے پہلے ہی توبہ کر چکا ہے

پس برو بکشائے آخر شب درِ میخانہ را
پس آخر شب میں اس پر میخانہ کا دروازہ کھول دے

لطف باشد گر نپوشی از گدایاں روت را
مہربانی ہوگی اگر فقیروں سے تو اپنا چہرہ نہ چھپائے

تا بکام دل ببیند دیدۂ ما روت را
تاکہ ہماری آنکھ دل بھر کر تیرا چہرہ دیکھ لے

ہمچو ماروتیم دائم در بلائے عشق زار
ہم ماروت کی طرح ہمیشہ عشق کی مصیبت میں مبتلا ہیں

کاشکے ہرگز ندیدے دیدۂ ما روت را
کاش ہماری آنکھ تیرا چہرہ کبھی نہ دیکھتی

کے شدے ماروت در چاہِ زنخدانش اسیر
ماروت اس کی ٹھوڑی کے کنوئیں میں کیوں قید ہوتا؟

گر نگفتے شمۂ از حسن او ماروت را
اگر ماروت اس کے حسن کا تھوڑا سا بھی بیان نہ کرتا

بوئے گل برخاست گوئی در چمن ماروت بود
بوئے گل اٹھی گویا کہ چمن میں تیرا چہرہ تھا

بلبلاں مستند گوئی دیدہ چوں ماروت را
بلبلیں مست ہو گئیں گویا انہوں نے ہمارا [illegible]

می کشم جور و جفا ہایت زہجراں اے صنم
اے معشوق ہجر کی وجہ سے میں تیرا ظلم و جفا برداشت کر رہا ہوں

رو نما تا بہ بیند حافظ ماروت را
رونمائی کر دے تاکہ ہمارا حافظ تیرا چہرہ دیکھ لے

ما برفتیم تو دانی و دلِ غمخورِ ما
ہم تو چلے، تو اور ہمارا غم خور دل جانتا ہے

بختِ بد تا بکجا می برد آبشخورِ ما
بد نصیبی ہمارا دانہ پانی کہاں تک لے جائے

بے غمت شاد مبادا دلِ غم پرورِ ما
ہمارا غم پرور دل تیرے غم کے بغیر خوش نہ ہو

غم خورا یدل کہ بجز غم نبود درخورِ ما
اے دل غم کھا اس لئے کہ غم کے سوا ہمارے لائق کوئی چیز نہیں

می کنم شادی ازاں روز کہ گفتی برقیب
میں اس وقت سے خوشی منا رہا ہوں جس دن تو نے رقیب سے کہا تھا

کیں گدا کیست کہ ہرگز نرود از درِ ما
یہ بھکاری کون ہے جو کسی وقت بھی ہمارے دروازے سے نہیں ٹلتا ہے

از نثارِ مژہ چوں زلفِ تو در زر گیرم
پلکوں کے بکھیرنے سے زلف کی طرح تجھ کو موتیوں سے گھیر دوں گا

قاصدے کز تو سلامے برساند برِ ما
اس پیامبر کو جو تیرا سلام ہم تک پہنچائے

بدعا آمدہ ام ہم بدعا دست برآر
میں دعا کرتا ہوں، تو بھی دعا کے لئے ہاتھ اٹھا

کہ وفا با تو قریں باد و خدا یاورِ ما
وفا تیرا ساتھی ہو اور خدا ہمارا مددگار

ملتبست انسان ہمیں اشیاء سے تعلق ترک نہیں کرتا ہے اس کو وصال حسین نہیں آتا ہے۔
٭ عاشق کو پروانہ طرح معشوق پر قربان ہو جانا چاہیے۔
٭ اس غزل میں بار بار ماروت کا لفظ آیا ہے لیکن ترجمہ والی والے ہارت ماروت میں ماد کہیں ہا اور ماروت جمع اور ضمیر متکلم کے ساتھ مروت کہیں رد کے تو طارد یا گیا ہے۔
٭ آوارہ پھرنے کا سبب ہمارے حظ کو معلوم ہو جاتا ہے۔
٭ تم سے جو کہ رہی ہے مستثنی ولاگ اس لئے ہیں مستریٔ شتیہ عاشقہ سے پہلے آنکھوں کے موتی بکھارا کروں گا۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

گر ہمہ خلق جہاں بر من و تو حیف خورند
اگر تمام دنیا کی مخلوق مجھ پر اور تجھ پر افسوس کرے

بکشند از ہمہ انصاف ستم داور ما
ہمارا خدا سب سے ظلم کا انصاف لے لیگا

بسرت گر ہمہ عالم بسرم آخر و شند
تیرے سر کی قسم اگر تمام جہاں میرے سر پر شور مچائے

نتواں برد ہوائے تو بروں از سر ما
تو بھی میرے سر سے تیری محبت نہ نکال سکے گا

فلک آوارہ بہر سو کندم می دانی
تجھے معلوم ہے کہ مجھے آسمان ہر طرف آوارہ پھراتا ہے

رشک می آیدش از صحبت جاں پرور ما
ہماری جان پرور صحبت پر اس کو رشک آتا ہے

درد مندیم و خبر می دہد از سوز درون
ہم درد مند ہیں اور اندرونی سوز عشق کی خبر دیتا ہے

دہن خشک و لب تشنہ و چشم تر ما
ہمارا خشک منہ اور پیاسا ہونٹ اور تر آنکھ

ما ز وصف رخ زیبائے تو تا دم زدہ ایم
جب ہم نے تیرے حسین چہرے کے اوصاف کہنے کا دم بھرا ہے

ورق گل خجل ست از ورق دفتر ما
گلاب کی پتی ہمارے دفتر کے ورق سے شرمندہ ہے

زود باشد کہ بیاید بسلامت یارم
بہت جلد ہوگا کہ ہمارا معشوق سلامتی کے ساتھ واپس آ جائیگا

اے خوش آں روز کہ آید بسلامت بر ما
وہ دن کیا ہی اچھا ہوگا جس دن سلامتی سے وہ ہمارے پاس آئیگا

ہر کہ گوید کہ کجا رفت خدا را حافظ
جو بھی کہے کہ خدا کے لئے حافظ کہاں چلا گیا

گو بزاری سفرے کرد و برفت از بر ما
کہہ دو اس نے رو کر سفر کیا اور ہمارے پاس سے چلا گیا ہے

ہنگام نو بہار گل از بوستاں جدا
نو بہار کے وقت پھول چمن سے جدا

یارب مباد ہیچ کس از دوستاں جدا
اے خدا ایسا کبھی نہ ہو، اور کوئی بھی دوستوں سے جدا

بلبل بنالہ در چمن آمد بہ صبح دم
صبح کے وقت بلبل چمن میں نالہ کرتی ہوئی آ گئی

از وصل گل تہی شدہ اندر خزاں جدا
خزاں کے موسم میں پھول کے وصل سے جدا ہو کر

دنیاست باغ کہنہ و انساں چو گل کنند
دنیا پرانا باغ ہے اور انسان جیسے پھول ہیں

ہر یک ز شاخ عمر کند باغباں جدا
ہر ایک کو باغبان عمر کی شاخ سے جدا کر دیتا ہے

افسوس کیں حیات جہاں رائیگاں گذشت
افسوس اگر یہ دنیا کی زندگی بیکار گئی

افسوس دیگر آں کہ شود تن ز جاں جدا
دوسرے یہ افسوس ہے کہ جسم جان سے جدا ہو جائیگا

بسیار خفتہ اند دریں خاک سیم تن
بہت سے چاندی جیسے جسم والے خاک میں سوئے ہوئے ہیں

شاہان و نو عروس بسے از جہاں جدا
بادشاہ اور دولھا دنیا سے بہت جدا

جمشید ار و پائے بر سر ایں مردگاں منہ
جوش میں ان مردوں کے سر پر پیر نہ رکھ

تنہا بخاک خفتہ و از خانماں جدا
جو تنہا خاک میں سوئے ہیں

ترک ہوا و حرص بکن حافظا کنوں
اے حافظ اب ہوا اور حرص کو چھوڑ دے

بہر وصال دوست شو از ایں و آں جدا
دوست کے وصال کے لئے اس اور اس سے جدا ہو جا

۱ ظالم کو ظلم کرنے کا کوئی حق نہیں ہے خدا ان کے ظلم کا بدلہ دے گا۔
۲ محبت کے معاملے میں آسمان بھی رقیب بنا ہوا ہے۔
۳ تیرے رخ سے ہم [illegible] گلاب کی پتی کو کہاں نصیب ہیں۔
۴ [illegible]
۵ جس طرح تازہ پھول شاخوں سے توڑے جاتے ہیں اسی طرح انسانوں کی عمر قطع کر دی جاتی ہے۔
۶ این و آں کا اشارہ ہوا اور حرص کی طرف ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

ردیفِ بائے موحدہ

آفتاب از روئے او شد در حجاب
اس کے چہرے کی وجہ سے آفتاب پردے میں چھپ گیا
سایہ را باشد حجاب از آفتاب
سورج سے سایہ پردے میں ہو جاتا ہے

دستِ ماہ و مہر بر بندد بحسن
حسن کی وجہ سے آفتاب اور ماہتاب کا ہاتھ بندھ جاتا ہے
ماہِ بے مہرم چو بر بندد نقاب
جب میرا ماہ بے مہر نقاب الٹ دیتا ہے

از خیالم باز نشناسد کسے
کوئی میری موہوم صحت کو پھر نہیں پہچان سکتا
گر در آغوشش ببینم شب بخواب
اگر رات کو خواب میں اس کو اپنی بغل میں دیکھ لوں

شاہداں مستور و مستاں بے شکیب
معشوق چھپے ہیں اور مست بے صبر ہو رہے ہیں
خانقہ معمور و درویشاں خراب
خانقاہ بھری ہے اور درویش پریشان ہیں

خونِ دل در جام دیدم از سرشک
آنسوؤں کی وجہ سے دل کا خون میں نے جام میں دیکھا
آبرو بر باد دادم از شراب
شراب کی وجہ سے میں نے آبرو کو برباد کر دیا

از برائے بادہ می باید زدن
شراب کی خاطر مارنا چاہیئے
محتسب را حد بجد و حساب
محتسب کو کوڑے بے حد حساب

سوزِ مستاں گر بداند محتسب
اگر محتسب مستوں کی سوزش کو سمجھ لے
در دم از مے شاں نہد بر آتش آب
تو ان کی شراب کا پانی فوراً آگ پر چھڑکے

ہم کراز دیدہ وشد بارانِ اشک
جس کی آنکھ سے آنسوؤں کی بارش برسے
زیرِ دامن باد دارد چوں سحاب
وہ دامن کے نیچے ابر کی طرح ہوا چھپی ہوئی رکھتا ہے

حافظا وعظ و نصیحت گو مکن
اے حافظ وعظ اور نصیحت مجھ سے نہ کر
ترکِ ترکانِ خطا نبود صواب
ترک خطا کے معشوقوں کا چھوڑنا درست نہ ہو

تعالی اللہ چہ دولت دارم امشب
اللہ اکبر، آج کی رات مجھے کیا دولت ملی ہے
کہ آمد ناگہاں دلدارم امشب
کہ آج کی رات اچانک میرا معشوق آگیا

چو دیدم روئے خوبش سجدہ کردم
جب میں نے اس کا حسین چہرہ دیکھا تو سجدہ کیا
بحمد اللہ نکوکر دارم امشب
بحمد اللہ آج کی رات نیکوکار ہوں

نہالِ عیشم از وصلش بر آورد
میری زندگی کے پودے نے اس کے وصل کا پھل دیا
ز بختِ خویش برخوردارم امشب
آج کی رات اپنے نصیبے سے بہرہ ور ہوں

کشد نقشِ انا الحق بر زمیں خوں
خون زمین پر انا الحق کا نقش کھینچ دے گا
چو منصور ار کشی بر دارم امشب
اگر آج رات منصور کی طرح تو مجھے سولی پر چڑھا دے گا

برات لیلۃ القدرے بدستم
لیلۃ القدر کا ثواب مجھے
رسید از طالعِ بیدارم امشب
آج کی رات میرے جاگتے نصیبے کی وجہ سے مل گیا

۱ حجاب کے چھپ سے مراد آفتاب چھپ گیا جب سورج نکلتا ہے چھاؤں غائب ہو جاتی ہے۔
۲ چاند اور سورج اس کے دست بستہ غلام ہیں۔
۳ اگر اس کا موہوم وصال بھی حاصل ہو جائے تو میں اپنی ہستی کو گم کر دوں۔
۴ مے بازی ... اپنے دور میں شراب خانے بند کروا دیے تھے اور محتسب مقرر کر دیے تھے۔
۵ بارانِ اشک کے بعد رحمت میسر آ جاتی ہے ... جیسے ابر ہوا سے چھٹ جاتا ہے۔
۶ منصور کی طرح اگر ... سولی دی گئی تو ... ایسا تصور حاصل ہے کہ میرے خون کا ہر قطرہ انا الحق کا نقش قائم کرے گا۔

برانم عزم کہ گر خود میرود سر
میں اس کی ٹھانے ہوں کہ اگر سر جاتا ہے

کہ سرپوشش از طبق بردارم امشب
تو آج کی رات طباق سے سرپوش ہٹا دوں

تو صاحب نعمتی من مستحقم
تو نعمت والا ہے، اور میں مستحق ہوں

زکوٰۃ حسن دہ حق دارم امشب
حسن کی زکوٰۃ دے کہ آج کی رات مجھے اس کا حق ہے

ہمی ترسم کہ حافظ محو گردد
مجھے ڈر ہے کہ حافظ محو ہو جائے گا

ازیں شورے کہ در سر دارم امشب
اس شور سے جو آج کی رات میرے سر میں ہے

ز باغ وصل تو یابد ریاض رضوان آب
رضواں کے باغ تیرے باغِ وصال سے رونق حاصل کرتے ہیں

ز تاب ہجر تو دارد شرار دوزخ تاب
دوزخ کی آگ کی سوزش تیرے ہجر کی حدت سے ہے

چو چشم من ہمہ شب جوئبار باغ بہشت
تمام رات میری آنکھ کی طرح بہشت کا چشمہ

خیال نرگس مست تو بیند اندر خواب
تیری مست نرگس کا خیال خواب میں دیکھتا ہے

بہ حسن عارض و قد تو بردہ اند پناہ
تیرے رخسار اور قد کے حسن سے پناہ چاہی ہے

بہشت و طوبیٰ و طوبیٰ لہم و حسن مآب
بہشت اور طوبیٰ نے اور ان کے لئے طوبیٰ اور بہترین ٹھکانا ہو

بہار شرح جمال تو دادہ در ہر فصل
موسم بہار نے ہر فصل میں تیرے حسن کی شرح کی ہے

بہشت ذکر جمیل تو کردہ در ہر باب
بہشت نے ہر باب میں تیرا جمیل ذکر کیا ہے

لب و دہان ترا اے بسا حقوق نمک
تیرے لب اور دہن کے نمک کے بہت سے حقوق

کہ ہست بر جگر ریش و سینہ ہائے کباب
جو کباب بنے ہوئے سینوں اور زخمی جگر پر ہیں

بسوخت ایں دل ما و بکام دل نرسید
ہمارا یہ دل سوختہ ہو گیا اور اپنے مقصد تک نہ پہنچا

بکام اگر برسیدے نریختے خوناب
اگر مقصد حاصل کر لیتا تو خالص خون نہ بہاتا

گمان مبر کہ بدور تو عاشقاں مستند
یہ خیال نہ کر کہ تیرے دور میں صرف عاشق مست ہیں

خبر نداری ز احوال زاہدان خراب
مست زاہدوں کے احوال کا تجھے علم نہیں ہے

مرا بدور لبت شد یقیں کہ جوہر لعل
تیرے ہونٹوں کے دور میں مجھے یقین ہو گیا کہ لعل کے جوہر

پدید میشود از آفتاب عالمتاب
عالم کو روشنی دینے والے آفتاب سے بنتے ہیں

یمین عشق بجنت رسیدۂ اے دل
اے دل، عشق کی برکت سے تو جنت تک پہنچ گیا ہے

ز راہ ہائے خطا آمدی براہ صواب
غلط راستوں سے تو سیدھے راستے پر پہنچ گیا ہے

مہل کہ عمر بہ بیہودہ بگذرد حافظ
اے حافظ! نہ چھوڑ کہ عمر بیکار گذرے

بکوش و حاصل عمر عزیز را دریاب
کوشش کر اور عمر عزیز کا مقصد پا لے

صبح دولت میدمد کو جام ہمچوں آفتاب
دولت کی صبح نمودار ہو رہی ہے، آفتاب جیسا جام کہاں؟

فرصتے زیں بہ کجا باشد بدہ جام شراب
اس سے بہتر فرصت کہاں ہو گی، شراب کا جام دے!

http://www.muftbooks.blogspot.com/

خانہ بے تشویش و ساقی یار و مطرب بذلہ گو
گھر بے کھٹکے ہے، یار ساقی ہے، مطرب لطیفہ گو ہے
موسم عیش ست و دور ساغر و عہد شباب
عیش کا وقت ہے، ساغر کا دور ہے اور جوانی کا زمانہ ہے

شاہد و ساقی بدست افشان و مطرب پاے کوب
معشوق اور ساقی ہاتھ نچا رہا ہے، مطرب رقص کر رہا ہے
غمزۂ ساقی ز چشم مے پرستاں بردہ خواب
ساقی کے غمزہ نے مے پرستوں کی نیند اڑا دی ہے

خلوت خاص ست و جاے امن و نزہتگاہ انس
خاص خلوت ہے، امن کی جگہ ہے اور محبت کی سیرگاہ ہے
اینکہ می بینم بہ بیداریست یارب یا بخواب
اے خدا جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں بیداری میں ہے یا خواب میں

از خیال لطف مے مشاطۂ چالاک طبع
چالاک طبع مشاطۂ شراب کے لطف کے خیال سے
در ضمیر برگ گل خوش میکند پنہاں گلاب
گلاب کی پنکھڑی کے دل میں اچھی طرح گلاب بھر رہی ہے

از پے تفریح طبع و زیور حسن و طرب
تفریح طبع اور حسن و مستی کی آرائش کے لئے
خوش بود ترکیب زریں جام با لعل مذاب[1]
زریں جام اور پگھلے ہوئے لعل کا جوڑ عمدہ ہوتا ہے

جاے امن و یار ساقی و حریفاں یکجہت
پر اطمینان جگہ، اور ساقی یار اور یکدل دوست
کردہ چشم مست ساقی مے پرستاں را خراب
ساقی کی مست آنکھوں نے مے پرستوں کو مست کر دیا ہے

تا شد آں مہ مشتری دُرہاے حافظ را بگوش[2]
جب سے کہ وہ چاند حافظ کے موتیوں کو کان میں پہنکر خریدار بنا ہے
میرسد ہر دم بگوش زہرہ گلبانگ رباب
ستار کی آواز ہر وقت زہرہ کے کانوں میں پہنچ رہی ہے

گفتم اے سلطان خوباں رحم کن بر ایں غریب
میں نے کہا اے حسینوں کے بادشاہ اس پردیسی پر رحم کر
گفت در دنبال دل رہ گم کند مسکیں غریب
وہ بولا دل کے پیچھے مسکین پردیسی راستہ بھول جاتا ہے

گفتمش بگذر زمانے گفت معذورم بدار
میں نے اس سے کہا تھوڑی دیر رک جا، اس نے کہا مجھے معذور رکھ
خانہ پرور دے چہ تاب آرد غم چندیں غریب[3]
گھر کا پالا ہوا ایسے عجیب غم کی کیا تاب لا سکتا ہے

خفتہ بر سنجاب شاہی نازنینے را چہ غم
شاہی سنجاب پر سوئے ہوئے نازنین کو کیا غم
گر ز خار و خارہ سازد بستر و بالیں غریب
اگر کوئی پردیسی کانٹوں اور پتھروں کا بستر اور تکیہ بنائے

اے کہ در زنجیر زلفت جان چندیں آشناست
اے وہ کہ تیری زلف کی زنجیر میں بہت سے آشناؤں کی جان ہے
خوش فتاد آں خال مشکیں بر رخ رنگیں غریب
نادر رنگین رخسار پر وہ سیاہ تل کیا بھلا واقع ہوا ہے

بس غریب افتادہ است آں مور خط گرد رخت
تیرے رخسار کے گرد وہ سبزہ آغاز کیا عجیب ہے
گرچہ نبود در نگارستاں خط مشکیں غریب
اگرچہ نگارستان میں سیاہ خط نادر نہیں ہوتا ہے

می نماید عکس مے در رنگ روے مہوشت
تیرے چاند جیسے چہرے کے رنگ میں شراب کا عکس عجیب نظر آتا ہے
ہمچو برگ ارغواں بر صفحۂ نسریں غریب
جیسے نسرین پر ارغوان کی پتی عجیب نظر آتی ہے

گفتم اے شام غریباں طرۂ شبرنگ تو[4]
میں نے کہا اے اللہ تیری شب رنگ زلف شام غریباں ہے
در سحرگاہاں حذر کن چوں بنالد ایں غریب
صبح کے وقت جب یہ پردیسی نالہ کرے تو خدا سے ڈر

باز گفتم ماہ من آں عارض گلگوں مپوش
پھر میں نے کہا اے میرے چاند گلاب جیسا رخسار نہ چھپا
ورنہ خواہی ساخت مارا خستہ و مسکیں غریب
ورنہ تو ہمیں خستہ اور مسکین غریب بنا دے گا

[1] لعل مذاب شراب کو کہتے ہیں۔
[2] یعنی جب سے حافظ کے اشعار محبوب کو پسند آگئے ہیں۔
[3] یعنی تو عشق کے درد کو برداشت نہ کر سکے گا۔
[4] شام غریباں کی ظلمت ہے اور شب رنگ بھی کالی ہے۔

گفت حافظ آشنایاں در مقام حیرت اند
حافظ نے کہا جاننے والے مقام حیرت میں ہیں

دور نبود گر نشیند خستہ و مسکیں غریب
اگر ایک مسکین اور غریب خستہ ہو بیٹھ جائے تو بعید نہ ہوگا

می دمد صبح و کلہ بستہ سحاب
صبح طلوع ہو رہی ہے ابر پردہ تانے ہے

اَلصَّبُوْح اَلصَّبُوْح یَا اَصْحَاب
اے ساتھیو! صبح کی شراب لاؤ

میچکد ژالہ بر رخ لالہ
لالہ پر شبنم پڑ رہی ہے

اَلْمُدَامُ اَلْمُدَامُ یَا اَحْبَاب
اے دوستو گلگوں شراب لاؤ

می وزد در چمن نسیم بہشت
چمن میں بہشتی ہوا آرہی ہے

خوش بنوشید دائماً مے ناب
مسلسل، خالص شراب خوب پیو

تخت زریں زدہ ست گل بچمن
پھول نے چمن میں زریں تخت بچھایا ہے

راح چوں لعل آتشیں دریاب
آتشیں، لعل جیسی، شراب حاصل کرو

لب و دندان تو حقوق نمک
تیرے ہونٹ اور دانت، نمک کے حقوق

داشت برجان سینہ ہائے کباب
رکھتے ہیں کباب بنے سینوں کی جان پر

در میخانہ بستہ اند مگر
شراب خانہ کا دروازہ پھر بند کر دیا

اِفْتَحْ یَا مُفَتِّحَ الْاَبْوَاب
اے دروازوں کے کھولنے والے تو کھول دے

درچنیں موسمے عجب باشد
اس جیسے موسم میں، تعجب کی بات ہوگی

کہ بہ بندند میکدہ بشتاب
کہ شراب خانہ جلد بند کر دیں

زاہدا مے بنوش رندانہ
اے زاہد! رندانہ شراب پی

فَاتَّقُوا اللّٰہَ یَا اُوْلِی الْاَلْبَاب
اے عقل والو! اللہ سے ڈرو

گر نشان ز آب زندگی جوئی
اگر تو آب حیات کا متلاشی ہے

مے نوشیں بجو بانگ رباب
ستار کی دھن پر، شراب مانگ

چوں سکندر حیات اگر طلبی
اگر تو سکندر کی طرح، حیات کا طالب ہے

لب لعل نگار را دریاب
تو معشوق کے لعل جیسے ہونٹ حاصل کر

بر رخ ساقی پری پیکر
پری جیسے جسم والے، محبوب کے رو برو

موسم گل بنوش بادۂ ناب
پھول کے موسم میں، خالص شراب پی

شادی روئے ساقی مہوش
چاند جیسے، ساقی کے چہرے کی خوشی میں

ہمچو حافظ بنوش بادۂ ناب
حافظ کی طرح، خالص شراب پی

حافظا غم مخور کہ شاہد بخت
اے حافظ! غم نہ کھا اس لئے کہ نصیبہ کا محبوب

عاقبت برکشد ز چہرہ نقاب
انجام کار، چہرے سے نقاب اٹھائے گا

۱ الغرض یہ کہ بہر جستہ
اور خیر کر کہتے ہیں۔
۲ یعنی ابر چھایا ہوا ہے
اور موسم خوشگوار ہے۔
۳ جو کہ بہشت ہوائیں
چل رہی ہیں تو شراب کا
لطف ضروری ہے۔
۴ یعنی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
کرتے ہیں۔
۵ ایسے خوشگوار موسم میں
شراب نوشی نہ کرنا کفران
نعمت ہے۔
۶ معشوق کے ہونٹ
آب حیات ہیں۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

ردیفِ تائے فوقانی

آں سیہ چردہ کہ شیرینی عالم با اوست
وہ سیاہ فام کہ دنیا کی مٹھاس اس کے پاس ہے
چشم میگوں لب خنداں دلِ خرم با اوست
مست آنکھیں، مسکراتا ہونٹ، خوش دل اس کے پاس ہے

گرچہ شیریں دہناں پادشہانند ولے
اگرچہ تمام شیریں دہن بادشاہ ہیں لیکن
آں سلیمانِ زمان ست کہ خاتم با اوست
وہ سلیمان زمانہ ہے اس لئے کہ انگوٹھی اس کے پاس ہے

روئے خوب ست و کمالِ ہنر و دامن پاک
حسین چہرہ ہے اور کمال ہنر ہے اور پاکدامنی ہے
لاجرم ہمتِ پاکانِ دو عالم با اوست
لامحالہ دو جہان کے پاکوں کی ہمت تو اسی کی طرف ہے

خالِ مشکیں کہ برآں عارضِ گندم گون ست
کالا تل جو اس گندم گوں رخسار پر ہے
سرِ آں دانہ کہ شد رہزنِ آدم با اوست
اس دانہ کا راز جو کہ حضرت آدم کے لئے رہزن بنا تھا اس کے پاس ہے

دلبرم عزمِ سفر کرد خدا را یاراں
میرے معشوق نے سفر کا عزم کر لیا ہے خدا کے لئے اے دوستو
چہ کنم با دلِ مجروح کہ مرہم با اوست
میں زخمی دل کا کیا کروں، اس لئے کہ مرہم تو اس کے پاس ہے

با کہ ایں نکتہ تواں گفت کہ آں سنگیں دل
یہ نکتہ کس سے کہا جا سکتا ہے کہ اس سنگین دل نے
کشت ما را و دمِ عیسیٰ مریم با اوست
ہمیں مار ڈالا اور حضرت مریم کے عیسیٰ کی جان بخش پھونک اس کے پاس ہے

حافظ از معتقدانست گرامی دارش
حافظ معتقدوں میں سے ہے، اس کو عزیز رکھو
زانکہ بخشایش بس روحِ مکرم با اوست
اس لئے کہ کریم اللہ کی اس پر بخشش ہے

آں شبِ قدرے کہ گویند اہلِ خلوت امشب ست
وہ شب قدر جس کے اہل خلوت قائل ہیں آج کی رات ہے
یارب ایں تاثیرِ دولت از کدامی کوکب ست
اے خدا دولت کی یہ تاثیر کس ستارے کی وجہ سے ہے؟

تا بگیسوئے تو دستِ ناسزایاں کم رسد
نکموں کا ہاتھ تیرے گیسو تک نہ پہنچے
ہر دلے در حلقۂ در ذکرِ یارب یارب ست
ہر حلقہ میں ہر دل یارب یارب کے ذکر میں ہے

کشتۂ چاہِ زنخدانِ توام کز ہر طرف
تیری ٹھوڑی کے کنویں کا مارا ہوا ہوں اس لئے کہ ہر طرف سے
صد ہزارش گردنِ جاں زیرِ طوقِ غبغب ست
لاکھوں جانوں کی گردنیں اس کی ٹھوڑی کے گوشت کے طوق کے نیچے ہیں

تابِ خوئی بر عارضش بیں کافتابِ گرم رو
اس کے رخسار پر پسینہ کی چمک کو دیکھو کہ تیز رفتار سورج
در ہوائے آں عرق تا ہست ہر روزش تب ست
جب سے اس کے پسینہ کے عشق میں ہے بخار میں ہے

اندراں موکب کہ بر پشتِ صبا بندند زیں
اس شاہی جلوس میں جس میں صبا کی پشت پر زین کستے ہیں
با سلیماں چوں برانم من کہ مورم مرکب ست
سلیمان سے ہم کیسے نسبت کر سکتے ہیں جبکہ ہماری سواری چیونٹی ہے

شہسوارِ من کہ مہ آئینہ دارِ روئے اوست
ہمارا وہ شہسوار، چاند جس کے چہرے کا آئینہ دار ہے
تاجِ خورشیدِ بلندش خاکِ نعلِ مرکب ست
بلند آفتاب کا تاج اس کی سواری کے نعل کی خاک ہے

آبِ حیوانش ز منقارِ بلاغت می چکد
اس کی بلاغت کی چونچ سے آب حیات ٹپکتا ہے
زاغِ کلکِ من بنام ایزد چہ عالی مشرب ست
بحمد اللہ میرے قلم کا کوا کس قدر عالی مرتبہ ہے

۱؎ یعنی میرے معشوق میں ملاحت کے ساتھ صباحت ہے۔
۲؎ یعنی کے نیک مرد جن و انس پر حکومت کرتے تھے۔
۳؎ یعنی جب حضرت آدم گیہوں کے دانہ کی وجہ سے جنت سے نکالے گئے تھے، اسی طرح اس کے رخسار کا تل فتنہ عالم ہے۔
۴؎ وہ حضرت عیسیٰ جو مردوں کو زندہ کر سکتے تھے، حضرت مریم کے بیٹے۔
۵؎ حضرت سلیمان تخت پر سوار ہو کر چلتے تھے تو ایک ماہ کی مسافت صبح کو اور ایک ماہ کی مسافت شام کو طے کر لیتا تھا۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

من نخواہم کرد ترک لعل یار و جام مے
میں یار کے لعل اور شراب کے جام کو ترک نہ کروں گا
زاہداں معذور داریدم کہ اینم مذہب است
اے زاہدو مجھے معذور سمجھو یہ میرا مذہب ہے

آنکہ ناوک بر دلم از زیر چشمے میزند
وہ جو مجھ پر نگاہوں کا تیر چھپ کے دل پر چلاتا ہے

قوت جان حافظش در خندۂ زیر لب است
حافظ کی جان کی خوراک اس کی مسکراہٹ میں ہے

آں پیک نامور کہ رسید از دیار دوست
وہ نامور قاصد جو دوست کے وطن سے آیا ہے
آورد حرز جاں ز خط مشکبار دوست
وہ دوست کا مشکبار خط جان کا تعویذ لایا ہے [۱]

خوش میدہد نشان جلال و جمال یار
یار کے جلال اور جمال کو بڑی خوبی سے بیان کر رہا ہے
خوش می کند حکایت عز و وقار دوست
دوست کی عزت اور وقار کے قصے خوب بیان کر رہا ہے

جاں دادمش بمژدہ و خجلت ہمی برم
انعام میں میں نے اس کو جان دے دی اور میں شرمندہ ہوں
زیں نقد کم عیار کہ کردم نثار دوست
کم عیار نقد کی وجہ سے جو میں نے دوست پر نچھاور کیا [۲]

سیر سپہر و دور قمر را چہ اختیار
آسمان کی گردش اور چاند کے چکر کو خود کیا اختیار ہے!
در گردش اند بر حسب اختیار دوست
وہ دوست کے اختیار سے گردش میں ہیں

شکر خدا کہ از مدد بخت کارساز
خدا کا شکر ہے کہ کارساز نصیب کی مدد سے
بر حسب مدعاست ہمہ کاروبار دوست
دوست کا تمام کاروبار مدعا کے مطابق ہے

گر باد فتنہ ہر دو جہاں را بہم زند
اگر فتنہ کی ہوا دونوں جہانوں کو بھی درہم برہم کر دے
ما و چراغ چشم و رہ انتظار دوست
ہم ہیں اور آنکھ کا چراغ ہے اور دوست کے انتظار کا راستہ [۳]

کحل الجواہرے بمن آر اے نسیم صبح
اے صبح کی نسیم میرے لئے کحل الجواہر لا
زاں خاک نیک بخت کہ شد رہگذار دوست
اس خوش نصیب خاک کا جو دوست کی گزرگاہ بنی [۴]

مائیم و آستانۂ عشق و سر نیاز
ہم ہیں اور عشق کی چوکھٹ اور نیاز مندی کا سر
تا خواب خوش کرا برد اندر کنار دوست
دیکھئے میٹھی نیند کس کو دوست کی بغل میں پہنچاتی ہے

دشمن بقصد حافظ اگر دم زند چہ باک
حافظ کے ارادہ سے اگر دشمن قصد کرے تو کیا پرواہ ہے [۵]

منت خدائے را کہ نیم شرمسار دوست
خدا کا احسان ہے کہ میں دوست سے شرمندہ نہیں ہوں

آں ترک پری چہرہ کہ دوش از بر ما رفت
وہ پری چہرہ معشوق جو گزشتہ رات ہمارے پہلو سے نکل گیا
آیا چہ خطا دید کہ از راہ خطا رفت
معلوم نہیں کیا خطا دیکھی جو خطا کے راستے نکل کر چلا گیا!

تا رفت مرا از نظر آں چشم جہاں بیں
دنیا بھر کو دیکھنے والی آنکھ جب سے میری نظروں سے چلی گئی ہے
کس واقف ما نیست کہ از دیدہ چہا رفت
کسی کو ہمارے بارے میں علم نہیں کہ ہماری آنکھوں سے کیا کچھ نکل گیا

بر شمع نرفت از گذر آتش دل دوش
کل رات دل کی آگ کی وجہ سے شمع پر نہ گزرا
آں دود کہ از سوز جگر بر سر ما رفت
وہ دھواں جو جگر کے جلنے سے ہمارے سر پر سے گزرا [۶]

[۱] یعنی دوست کا خط میری جان کی حفاظت کا تعویذ ہے۔

[۲] اگرچہ قاصد کے قدموں پر میں نے جان نثار کر دی لیکن میں شرمندہ ہوں کہ اچھی چیز نثار نہ کر سکا۔

[۳] دنیا کا کوئی فتنہ ہمارے عشق کو نہیں ہلا سکتا ہے۔

[۴] معشوق کے کوچہ کی گرد ہماری آنکھ کو روشنی طاقت بخشتی ہے جو سرمہ کحل الجواہر بخشتا ہے۔

[۵] یعنی دشمن اگر حافظ کے خون کا خواہاں ہے تو کوئی فکر نہیں جبکہ دوست راضی ہے۔

[۶] شمع کا دل جلنے سے شمع کو وہ تکلیف نہیں ہوتی جو ہمیں ہوتی ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

دور از رخ تو دم بدم از گوشۂ چشم
تیرے چہرے سے دور میری آنکھ کے گوشے سے دم بدم
سیلاب سرشک آمد و طوفانِ بلا رفت
آنسوؤں کا سیلاب آیا اور بلا کا طوفان اٹھا

از پائے فتادیم چو آمد شب ہجراں
جب شبِ ہجراں آئی تو ہم ٹوٹ پھوٹ گئے
در درد بماندیم چو از دست دوا رفت
جب ہاتھ سے دوا نکل گئی تو ہم درد میں مبتلا رہ گئے

دل گفت وصالش بدعا باز تواں یافت
دل بولا اُس کا وصال دعا کے ذریعہ دوبارہ حاصل کیا جا سکتا ہے
عمریست کہ عمرم ہمہ در کارِ دعا رفت
ایک زمانہ گزر گیا ہے کہ میری عمر تمام تر دعا میں صرف ہوگئی

احرام چہ بندیم کہ آں قبلہ نہ اینجاست[1]
ہم کیا احرام باندھیں وہ قبلہ تو اس جگہ نہیں ہے
در سعی چہ کوشیم کہ از مروہ صفا رفت
سعی میں کیا کوشش کریں مروہ سے صفا چلی گئی

دی گفت طبیب از سرِ حسرت چو مرا دید
کل طبیب نے جب مجھے دیکھا حسرت سے کہا
ہیہات کہ دردِ تو ز قانونِ[2] شفا رفت
ہائے افسوس کہ تیرا درد تو شفا کے قانون سے باہر ہوگیا

اے دوست بپرسیدنِ حافظ قدمے نہ
اے دوست حافظ کی مزاج پرسی کے لئے ایک قدم بڑھا
زاں پیش کہ گویند کہ از دارِ فنا رفت
اس سے پہلے کہ لوگ کہیں کہ وہ دنیا سے چلا گیا

اے شاہدِ قدسی کہ کشد بند نقابت
اے مقدس محبوب کون ہے جو تیرے نقاب کا بند کھولے
وے مرغِ بہشتی کہ دہد دانہ و آبت
اے بہشتی چڑیا کون ہے جو تجھے آب و دانہ دے

رفتی ز کنارِ من دل خستہ بناکام
ناکام ہو کر دلِ تباہ کے پہلو سے تو روانہ ہوگیا
تا جائے کہ شد منزل و ماوائے کہ خوابت
کس کا گھر تیری منزل بنا کس کا ٹھکانا تیری خوابگاہ ہے؟

خوابم بشد از دیدہ دریں فکر جگر سوز
اس جگر سوز خیال سے میری آنکھوں سے نیند اڑ گئی
کآغوش کہ شد منزلِ آسائش و خوابت
کہ تیرے آرام اور نیند کی منزل کس کی آغوش ہے

درویش نمی پرسی و ترسم کہ نباشد
تو فقیر کی پرسش نہیں کرتا ہے اور مجھے ڈر ہے
اندیشۂ آمرزش و پروائے ثوابت[3]
کہ تجھے بخشش جانے کی فکر اور ثواب کی پروا نہیں ہے

راہِ دلِ عشاق زد آں چشمِ خماری
اس خمار والی آنکھ نے عاشقوں کا دل لوٹ لیا
پیداست ازیں شیوہ کہ مست است شرابت
اس سے یہ بات ظاہر ہے کہ تیری شراب تیز ہے

تیرے کہ زدی بر دلم از غمزہ خطا رفت
ناز کا تیر جو تو نے میرے دل پر چلایا وہ چوک گیا
تا باز چہ اندیشہ کند رائے صوابت[4]
معلوم نہیں تیری درست رائے اب کیا سوچے؟

ہر نالہ و فریاد کہ کردم نشنیدی
میں نے جس قدر بھی نالہ اور فریاد کی تو نے نہ سنا
پیداست نگارا کہ بلند است جنابت
اے معشوق ظاہر ہے تیری بارگاہ بہت بلند ہے

اے قصرِ دل افروز کہ منزلگہِ انسی
اے دل کو روشن کرنے والے محل تو محبت کی منزل ہے
یارب مکناد آفتِ ایام خرابت
خدا کرے کہ زمانہ کی آفت تجھے برباد نہ کرے

دور است سرِ آب دریں بادیہ ہشدار[5]
اس صحرا میں پانی کا کنارہ دور ہے ہوشیار رہنا
تا غولِ بیاباں نفریبد بسرابت
تاکہ جنگلی بھوت تجھے سراب کا فریب نہ دے

[1] جبکہ وہ قبلہ یعنی معشوق ہماری نظروں سے غائب ہوگیا ہے تو احرام کس کے لئے باندھیں اور سعی کس طرح کریں۔
[2] طبیبِ عشق کی دوا شیخ بو علی سینا نے اپنی قانون اور شفا کتاب میں تحریر نہیں کی ہے
[3] عاشقوں کے ساتھ بھلا کر کے آخرت کا بھلا ہو۔
[4] تیرے تیر چوک گیا، معلوم نہیں تیرا کیا ارادہ ہے۔
[5] راہِ محبت میں شیطانی دھوکے کے بہت سے سراب دکھلائے جاتے ہیں ہوشیار رہنا چاہیے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

تا در رہ پیری بچہ آئین روی اے دل
اے دل! بڑھاپے کے راستہ میں کس طریقہ سے چلے گا

بارے بغلط صرف شد ایام شبابت
اب، تیری جوانی کی عمر تو غلط گئی

حافظ نہ غلامیست کہ از خواجہ گریزد
حافظ ایسا غلام نہیں ہے جو آقا سے بھاگے

لطفے کن و باز آ کہ خرابم ز عتابت
مہربانی کر اور باز آجا کیونکہ میں تیرے عتاب سے تباہ ہوں

اے ہدہدِ صبا بسبا می فرستمت
اے بادِ صبا کے ہدہد! میں تجھے سبا میں بھیجتا ہوں

بنگر کہ از کجا بکجا می فرستمت
دیکھ لے! میں تجھے کہاں سے کہاں بھیج رہا ہوں

حیف ست طائرے چو تو در خاکدانِ ہر
زمانہ کے خاکدان میں تجھ جیسے پرندہ کا رہنا ظلم ہے

زینجا بآشیانِ وفا می فرستمت
میں تجھے اس جگہ سے وفا کے آشیانہ میں بھیج رہا ہوں

در راہِ عشق مرحلۂ قرب و بُعد نیست
عشق کے راستہ میں دوری اور نزدیکی کا معاملہ نہیں ہے

می بینمت عیان و دعا می فرستمت
میں تجھے کھلم کھلا دیکھ رہا ہوں اور تیرے لئے دعا بھیج رہا ہوں

ہر صبح و شام قافلۂ از دعائے خیر
ہر صبح اور شام کو دعائے خیر کا قافلہ

در صحبتِ شمال و صبا می فرستمت
پُروا اور پچھوا کے ساتھ تیرے لئے بھیج رہا ہوں

در روئے خود تفرجِ صنعِ خدا بکن
اپنے چہرے میں خدا کی کاریگری کی سیر کر

کآئینۂ خدائے نما می فرستمت
میں تیرے پاس خدا نما آئینہ بھیج رہا ہوں

تا لشکرِ غمت نکند ملکِ دل خراب
تاکہ تیرے غم کا لشکر دل کے ملک کو تباہ نہ کر دے

جانِ عزیزِ خود بفدا می فرستمت
اسی لئے میں اپنی پیاری جان کو تیرے پاس فدیہ کو بھیج رہا ہوں

ہر دم غمے فرست مرا و بگو بناز
ہر دم میرے لئے غم روانہ کر اور ناز سے کہہ

کاین تحفہ از برائے خدا می فرستمت
کہ یہ تحفہ خدا کے لئے تیرے پاس بھیج رہا ہوں

اے غائب از نظر کہ شدی ہمنشینِ دل
اے نظر سے غائب! اگر تو دل کا ہم نشین ہے

می گویمت دعا و ثنا می فرستمت
میں تجھے دعا دیتا ہوں اور تیرے پاس تعریف بھیج رہا ہوں

تا مطرباں ز شوقِ منت آگہی دہند
تاکہ گویّے تیرے عشق سے تجھے باخبر کر دیں

قول و غزل بساز و نوا می فرستمت
قول اور غزل ساز اور آواز کے ساتھ تیرے پاس بھیج رہا ہوں

ساقی بیا کہ ہاتفِ غیبم بمژدہ گفت
اے ساقی آ! غیبی ہاتف نے خوشخبری سنائی ہے

با درد صبر کن کہ دوا می فرستمت
درد پر صبر کر کیونکہ میں تیرے پاس دوا بھیج رہا ہوں

حافظ سرودِ مجلسِ ما ذکرِ خیرِ تست
اے حافظ! ہماری مجلس کا گانا تیرا ذکرِ خیر ہے

تعجیل کن کہ اسپ و قبا می فرستمت
جلدی کر، میں تیرے پاس گھوڑا اور قبا بھیج رہا ہوں

اے غائب از نظر بخدا می سپارمت
اے نظر سے دور! میں تجھے خدا کے سپرد کرتا ہوں

جانم بسوختی و بدل دوست دارمت
تونے میری جان جلا ڈالی، دل سے تجھے چاہتا ہوں

۱ حضرت سلیمان نے جب ہدہد کو بھیج کر احوال معلوم کرنے کے لئے ملکِ سبا کی طرف روانہ کیا تھا۔
۲ عشق و محبت کی راہ میں ظاہری فاصلے باقی نہیں رہتے ہیں۔
۳ یعنی محبوب کا چہرہ خدا نما آئینہ ہے
۴ غمِ محبوب بھی محبوب کا تحفہ ہے۔
۵ بادشاہ جب مجلس میں بلاتے تھے تو خلعت اور سواری بھیج دیتے تھے

http://www.muftbooks.blogspot.com/

تا دامن کفن نکشم زیر پائے خاک — باور مکن کہ دست ز دامن بدارمت

گر بایدم شدن سوئے ہاروت بابلی — صد گونہ ساحری بکنم تا بیارمت

محراب ابروان بنما تا سحرگہی — دست دعا برآرم و در گردن آرمت

خواہم کہ پیش میرمت اے بیوفا طبیب — بیمار باز پرس کہ در انتظارمت

صد جوئے آب بستہ ام از دیدہ در کنار — بر بوئے تخم مہر کہ در دل بکارمت

خونم بریخت و از غم ہجرم خلاص داد — منت پذیر غمزہ خنجر گذارمت

می گریم و مرادم ازیں چشم اشکبار — تخم محبت است کہ در دل بکارمت

گر دیدہ و دلم کند آہنگ دیگرے — آتش زنم در آں دل و دیدہ برآرمت

بارم دہ از کرم بر خود تا بسوز دل — در پائے دمبدم گہر از دیدہ بارمت

حافظ شراب و شاہد و رندی نہ وضع تست

فی الجملہ می کنی و فرو میگذارمت

اگر بہ لطف بخوانی مزید الطاف است — وگر بہ قہر برانی درون ما صاف است

بیان وصف تو گفتن نہ حد امکان است — چرا کہ وصف تو بیرون ز حد اوصاف است

چو سرو سرکشی اے یار سنگدل از ما — چہ چشمہاست کہ بر روئے ما ز اطراف است

ز چشم عشق تواں دید روئے شاہد ما — کہ نور چہرہ خوباں ز قاف تا قاف است

ز مصحف رخ دلدار آیتے برخواں — کہ آں بیان مقامات کشف کشاف است

http://www.muftbooks.blogspot.com/

عدو کہ منطق حافظ طمع کند در شعر
دشمن جو شعر کہنے میں حافظ کے کلام کا لالچ کرتا ہے
ہماں حدیث ہمای و طریق خطاف ست
یہ تو وہی ہما کی بات اور ابابیل کا طریقہ ہے

اگرچہ بادہ فرح بخش و باد گل بیزست
اگرچہ شراب خوشی پیدا کرنے والی اور ہوا پھول بکھیرنے والی ہے
بہ بانگ چنگ مخور مے کہ محتسب تیزست
ستار کی آواز پر شراب نہ پی اس لیے کہ محتسب بہت تیز ہے

صراحیے و حریفے گرت بدست افتد
صراحی اور دوست اگر تیرے ہاتھ آجائیں
بعقل کوش کہ ایام فتنہ انگیزست
تو بھی عقل کا کام کر زمانہ بہت فتنہ انگیز ہے

در آستین مرقع پیالہ پنہاں کن
گدڑی کی آستین میں پیالہ چھپالے
کہ ہمچو چشم صراحی زمانہ خونریزست
اس لیے کہ زمانہ، صراحی کی آنکھ کی طرح خونریز ہے

ز رنگ بادہ بشوئید خرقہ ہا از اشک
گدڑی سے شراب کے دھبے آنسوؤں سے دھوئے
کہ موسم ورع و روزگار پرہیزست
اس لیے کہ تقوے کا موسم اور پرہیزگاری کا زمانہ ہے

مجوی عیش خوش از دور واژگون سپہر
آسمان کے الٹے چکر سے عیش و عشرت کا اشتیاق نہ رکھ
کہ صاف ایں سر خم جملہ دردی آمیزست
اس لیے کہ اس خم کے اوپر کی صاف شراب تمام تلچھٹ ملی ہے

سپہر برشدہ پرویزنیست خوں افشاں
بلند آسمان، ایسی خون چھڑکنے والی چھلنی ہے
کہ قطرہ اش سر کسریٰ و تاج پرویزست
کہ اس کا ایک ایک قطرہ کسریٰ کا سر اور پرویز کا تاج ہے

ہر آنچہ میرسد از نور فیض سبحانی
اللہ کے فیض کے نور سے جو کچھ پہنچتا ہے
نصیبۂ دل شخصے کہ شب سحرخیزست
اس شخص کے دل کا حصہ ہے جو رات کو سویرے اٹھنے والا ہے

عراق و پارس گرفتی بشعر خود حافظ
اے حافظ تو نے اپنے اشعار سے عراق اور فارس پر قبضہ کرلیا
بیا کہ نوبت بغداد و وقت تبریزست
آ، کہ اب تو بغداد کی باری اور تبریز کا وقت ہے

اگرچہ عرض ہنر پیش یار بے ادبیست
اگرچہ یار کے سامنے کسی ہنر کا پیش کرنا بے ادبی ہے
زباں خموش ولیکن دہاں پر از عربیست
زبان خاموش ہے لیکن منہ عربی سے بھرا ہے

پری نہفتہ رخ و دیو در کرشمہ و ناز
پری نے منہ چھپا لیا اور دیو کرشمہ اور ناز دکھاتا ہے
بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبیست
حیرت سے عقل جل گئی کہ یہ کیا بوالعجبی ہے؟

سبب مپرس کہ چرخ از چہ سفلہ پرور شد
اس کا سبب نہ پوچھ کہ آسمان کمینہ پرور کیوں ہوگیا ہے
کہ کام بخشی او را بہانہ بے سببیست
اس لیے کہ اس کی مطلب بخشی کے لیے بے سببی ہی کا بہانہ موجود ہے

ازیں چمن گل بے خار کس نچید آرے
اس چمن سے بے کانٹے کا پھول کسی نے نہیں چنا ہاں
چراغ مصطفوی با شرار بولہبیست
مصطفوی چراغ، ابولہب کے شرارے کے ساتھ ہے

حسن ز بصرہ بلال از حبش صہیب از روم
بصرہ سے حسن، حبش سے بلال، روم سے صہیب
ز خاک مکہ ابوجہل ایں چہ بوالعجبیست
مکہ کی خاک سے ابوجہل، یہ کیا بوالعجبی ہے؟

۱ ظاہر ہے کہ ہما اور ابابیل میں کوئی نسبت نہیں ہے۔
۲ زمانے سے خاص عیش کی توقع نہ کر۔
۳ یعنی خون کے قطرے آسمان برساتا ہے اس میں کسریٰ کے سر اور پرویز کے تاج کی آمیزش ہے۔
۴ ایران پر قبضہ کرلے۔
۵ یعنی اہل وطن [illegible]
۶ یعنی کمینوں کو بلا سبب [illegible]
۷ [illegible]
یعنی مکہ کی خاک سے ابوجہل پیدا ہوا اور دوسری سرزمینوں سے بڑے بڑے بزرگ پیدا ہوگئے۔
۸ [illegible] بطور تعجب کے ذکر کر دیے گئے، اس قول [illegible] واقعیت پر طنز ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

جمالِ دخترِ رز نورِ چشمِ ماست مگر
انگور کی بیٹی کا حسن ہماری آنکھوں کا نور ہے لیکن
کہ در نقابِ زجاجی و پردۂ عنبیست
جبکہ زجاجی نقاب، اور شیشے پردے میں ہو

دوائے دردِ خود اکنوں ازاں مفرح جوی
اب اپنے درد کی دوا، اس مفرح سے تلاش کر
کہ در صراحیِ چینی و شیشۂ حلبیست
جو چینی صراحی، اور حلبی بوتل میں ہو

بنیم جو نخرم طاقِ خانقاہ و رباط
خانقاہ اور لنگر خانہ کے طاق کو میں نصف جو میں بھی نہ خریدوں
مرا کہ مصطبہ ایوان و پائے خم طنبیست
کیونکہ میرا محل شراب خانہ اور بلند محل، پائے خم ہے

ہزار عقل و ادب داشتم من اے خواجہ
اے صاحب میں ہزار عقل و ادب رکھتا تھا
کنوں کہ مست و خرابم صلاحِ بے ادبیست
اب جبکہ میں مست اور خراب ہوں تو بے ادبی کی صلاح ہے

بیار مے کہ چو حافظ مدامم استغفار
شراب لا اس لئے کہ حافظ کی طرح ہمیشہ میری استغفار
بگریۂ سحری و نیازِ نیم شبیست
صبح کے وقت رونے اور آدھی رات کے نیاز کے ساتھ ہے

اے نسیمِ سحر آرامگہِ یار کجاست
اے صبح کی نسیم، یار کی آرام گاہ کہاں ہے؟
منزلِ آں مہِ عاشق کشِ عیار کجاست
اس عاشق کش و شوخ، چاند کی منزل کہاں ہے؟

شبِ تار است و رہِ وادیِ ایمن درپیش
رات اندھیری ہے اور وادیِ ایمن کا راستہ درپیش ہے
آتشِ طور کجا وعدۂ دیدار کجاست
کوہِ طور کی آگ کہاں ہے، دیدار کا وعدہ کہاں ہے؟

ہر کہ آمد بجہاں نقشِ خرابی دارد
جو بھی دنیا میں آیا ہے خرابی کا نقش رکھتا ہے
در خرابات بپرسید کہ ہشیار کجاست
شراب خانہ میں یہ پوچھو کہ ہشیار کہاں ہے؟

آنکس ست اہلِ بشارت کہ اشارت داند
اہلِ بشارت وہ ہے جو اشارہ سمجھے
نکتہا ہست بسے محرمِ اسرار کجاست
نکتے تو بہت ہیں، راز کا محرم کہاں ہے؟

ہر سرِ موئے مرا با تو ہزاراں کار ست
میرے ہر رونگٹے کو، تجھ سے ہزاروں کام ہیں
ما کجائیم و نصیحت گرِ بیکار کجاست
ہم کہاں ہیں اور فضول نصیحت کرنے والا کہاں ہے؟

عاشقِ خستہ ز دردِ غمِ ہجرِ تو بسوخت
خستہ، عاشق تیرے فراق کے غم میں جل گیا
خود نپرسی تو کہ آں عاشقِ غمخوار کجاست
تو خود یہ نہیں پوچھتا ہے کہ وہ غمخوار عاشق کہاں ہے؟

بادہ و مطرب و گل جملہ مہیاست ولے
شراب اور گویا اور پھول سب تیار ہیں لیکن
عیش بے دوست میسر نشود یار کجاست
دوست کے بغیر عیش میسر نہیں آتا ہے وہ دوست کہاں ہے؟

عقل دیوانہ شد آں سلسلۂ مشکیں کو
عقل دیوانی ہو گئی ہے، مشکیں زنجیر کہاں ہے؟
دل ز ما گوشہ گرفت ابروئے دلدار کجاست
دل نے ہم سے کنارہ کر لیا معشوق کی ابرو کہاں ہے؟

دلم از صومعہ و صحبتِ شیخ ست ملول
میرا دل عبادت خانہ اور شیخ کی ہم نشینی سے تنگ ہے
یارِ ترسا بچہ کو خانۂ خمار کجاست
آتش پرست زادہ یار کہاں ہے شرابی کی بستی کہاں ہے؟

باز پرسید ز گیسوئے شکن در شکنش
اس کی پیچ در پیچ زلفوں سے پھر پوچھو
کیں دلِ غمزدہ اش گشتہ گرفتار کجاست
کہ یہ غمزدہ دل جو اس کا گرفتار ہے کہاں ہے؟

۱؎ زجاجی اور عنبی انگور کے پردوں کے نام ہیں۔
۲؎ حضرت موسیٰ کو وادیِ ایمن میں تجلیاتِ رب کا دیدار ہوا تھا۔
۳؎ یعنی کوئی مستقل دنیا نہیں ہے۔
۴؎ جب اس درجہ کی وابستگی ہے تو ناصح کی نصیحت فضول اور بیکار ہے۔
۵؎ یعنی عقل کو زلفوں کی زنجیر پہنانے کی ضرورت ہے۔
۶؎ تنگ دل سے اس کو تلاش کر کے لائیں۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

حافظ از بادِ خزان در چمنِ دهر مرنج
اے حافظ! زمانہ کے چمن میں خزاں کی ہوا سے رنجیدہ نہ ہو
فکرِ معقول بفرما گلِ بے خار کجاست
صحیح بات سوچ! بغیر کانٹے کا پھول کہاں ہے؟

امروز شاہِ انجمنِ دلبراں یکیست
آج دلبروں کی انجمن کا بادشاہ ایک ہی ہے
دلبر اگر ہزار بود دلبر آں یکیست
دلبر اگر ہزار بھی ہوں، وہ دلبر ایک ہی ہے

من بہرِ آں یکے دل و دیں دادہ ام بباد
میں نے اسی ایک کی خاطر دل اور دین تباہ کر دیا ہے
عیبم مکن کہ حاصلِ ہر دو جہاں یکیست
مجھے عیب نہ لگا اس لئے کہ دونوں جہاں کا حاصل ایک ہی ہے

سودائیانِ عالمِ پندار را بگوی
خود پسندی کی دنیا کے دیوانوں سے کہہ دو
سرمایہ کم کنید کہ سود و زیاں یکیست
سرمایہ کو کم کر دو اس لئے کہ نفع اور نقصان یکساں ہے

خلقے زباں بدعوئے عشقش کشادہ اند
لوگوں نے اس کے عشق کے دعوے میں زبان کھولی ہے
اے من غلامِ آنکہ دلش با زباں یکیست
میں اس کا غلام ہوں جس کا دل اور زبان ایک ہے

حافظ بر آستانۂ دولت نہادہ سر
حافظ نے دولت کی چوکھٹ پر سر دھر دیا ہے
دولت در آں سرست کہ با آستاں یکیست
خوش نصیبی اسی سر میں ہے جو چوکھٹ کے ساتھ ملا ہوا ہے

اَلْمِنَّۃُ لِلّٰہ کہ درِ میکدہ بازست
خدا کا احسان ہے کہ میکدہ کا دروازہ کھلا ہے
زاں رو کہ مرا بر درِ او روئے نیازست
اس طرح پر کہ میرا عاجزی کا چہرہ اس کے دروازہ پر ہے

خمہا ہمہ در جوش و خروشند ز مستی
مستی کی وجہ سے تمام مٹکے جوش و خروش میں ہیں
واں مے کہ در آنجاست حقیقت نہ مجازست
وہ شراب جو ان میں ہے وہ حقیقی ہے مجازی نہیں ہے

از وے ہمہ مستی و غرورست و تکبر
اس کی جانب سے تمام تر مستی اور غرور اور تکبر ہے
وز ما ہمہ بیچارگی و عجز و نیازست
ہماری جانب سے تمام تر بیچارگی اور عجز و نیاز ہے

شرحِ شکنِ زلفِ خم اندر خمِ جاناں
محبوب کی پیچ در پیچ زلفوں کی شکن کی شرح
کوتہ نتواں کرد کہ ایں قصہ درازست
مختصر نہیں ہو سکتی، کیونکہ یہ لمبا قصہ ہے

بارِ دلِ مجنون و خمِ طرۂ لیلےٰ ست
مجنوں کے دل کا بوجھ اور لیلیٰ کے گیسو کا پیچ ہے
رخسارۂ محمود و کفِ پائے ایازست
محمود کا رخسارہ اور ایاز کے پیر کا تلوا ہے

بر دوختہ ام دیدہ چو باز از ہمہ عالم
باز کی طرح، تمام جہان سے میں نے آنکھیں سی لی ہیں
تا دیدۂ من بر رخِ زیبائے تو بازست
جب سے میری آنکھ تیرے رخِ زیبا پر کھلی ہے

رازیکہ بر خلق نہفتیم و نگفتیم
جو راز ہم نے تمام مخلوق سے نہ کہا اور چھپایا
با دوست بگوئیم کہ او محرمِ رازست
دوست سے کہیں گے کیونکہ وہ محرمِ راز ہے

در کعبۂ کوئے تو ہر آنکس کہ در آید
جو تیرے کوچہ کے کعبہ میں آ جائے
از قبلۂ ابروئے تو در عینِ نمازست
تیرے ابرو کے قبلہ کی وجہ سے عین نماز میں ہے

ے محبوب کو عاشق کی تکلیف کی خبر نہیں ہے۔
ے دنیا میں محبوب بہت ہیں لیکن میرے لئے دل اسی ایک پر ہے۔
ے یعنی جو چوکھٹ اور سر ایک ہو جائے سرت کی شراب حقیقی ہے۔
ے محبوب کی [illegible] ہے عاشق کا عجز و نیاز ہے۔
ے طویل زلفوں کی شرح بھی مختصر نہیں ہو سکتی ہے۔
ے باز کو مانوس کرنے اور سدھانے کے لئے اس کی آنکھیں سی دی جاتی ہیں۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

اے مجلسیاں سوزِ دلِ حافظِ مسکیں
اے ہم نشینو! مسکین حافظ کے دل کی سوزش

از شمع بپرسید کہ در سوز و گداز ست
شمع سے معلوم کرو جو سوز و گداز میں ہے

بیا کہ قصرِ امل سخت سست بنیاد ست
آ جا کیونکہ خواہشوں کا محل بہت کمزور بنیاد کا ہے

بیار بادہ کہ بنیادِ عمر بر بادست
شراب لے آ، کیونکہ عمر کی بنیاد ہوا پر قائم ہے

غلامِ ہمتِ آنم کہ زیرِ چرخِ کبود
میں اس کی توجہ کا غلام ہوں جو نیلگوں آسمان کے نیچے

ز ہر چہ رنگِ تعلق پذیرد آزاد ست
ہر اس چیز سے آزاد ہے جو تعلق کا رنگ قبول کرے

نصیحتے کنمت یاد گیر و در عمل آر
میں تجھے نصیحت کرتا ہوں، یاد کر لے اور عمل کر

کہ ایں حدیث ز پیرِ طریقتم یاد ست
اس لیے کہ یہ بات مجھے پیرِ طریقت کی یاد ہے

مجو درستیِ عہد از جہانِ سست نہاد
کمزور بنیاد کی دنیا سے عہد کی پختگی نہ ڈھونڈ

کہ ایں عجوزہ عروسِ ہزار داماد ست
اس لیے کہ یہ بڑھیا ہزار شوہروں کی دلہن ہے

چہ گویمت کہ بمیخانہ دوش مست و خراب
میں تجھے کیا بتاؤں کہ کل شب مست و خراب میخانے میں

سروشِ عالمِ غیبم چہ مژدہ ہا دادست
عالمِ غیب کے فرشتے نے مجھے کیا خوشخبریاں دی ہیں

کہ اے بلند نظر شاہبازِ سدرہ نشیں
کہ اے بلند نظر، سدرہ نشین شہباز!

نشیمنِ تو نہ ایں کنجِ محنت آباد ست
تیرا آشیانہ اس محنت آباد کا گوشہ نہیں ہے

ترا ز کنگرۂ عرش می زنند صفیر
تجھے عرش کے کنگرے سے آوازیں دے رہے ہیں

ندانمت کہ دریں دامگہ چہ افتاد ست
نہ معلوم تجھ کو کیوں اس جال میں پھنسا ہے؟

غمِ جہاں مخور و پندِ من مبر از یاد
دنیا کا غم نہ کر اور میری نصیحت نہ بھلا

کہ ایں لطیفۂ نغزم ز رہروے یاد ست
اس لیے کہ ایک سالک کا یہ عمدہ لطیفہ مجھے یاد ہے

رضا بدادہ بدہ وز جبیں گرہ بکشای
جو دیا گیا ہے اس پر راضی ہو جا اور پیشانی سے گرہ کھول

کہ بر من و تو درِ اختیار نکشاد ست
اس لیے کہ مجھ پر اور تجھ پر اختیار کا دروازہ نہیں کھلا ہے

نشانِ مہر و وفا نیست در تبسمِ گل
پھول کی مسکراہٹ میں مہر و وفا کا نشان نہیں ہے

بنال بلبلِ مسکیں کہ جائے فریاد ست
اے مسکین بلبل! رو، کیونکہ فریاد کی جگہ ہے

حسد چہ می بری اے سست نظم بر حافظ
اے کمزور نظم کہنے والے حافظ پر کیا حسد کرتا ہے

قبولِ خاطر و لطفِ سخن خدا داد ست
طبیعت کی پسندیدگی اور کلام کی پاکیزگی خدا داد ہے

برو بکارِ خود اے واعظ ایں چہ فریاد ست
اے واعظ اپنے کام میں لگ، یہ کیا شور ہے؟

مرا فتادہ دل از کف ترا چہ افتاد ست
میرا تو دل ہاتھ سے گیا ہے، تیرا کیا گر گیا ہے؟

بجام تا نرساند لبش مرا چوں نائے
جب تک اس کے ہونٹ مجھے بانسری کی طرح جام تک نہیں پہنچا دیتے

نصیحتِ ہمہ عالم بگوشِ من باد ست
تمام دنیا کی نصیحت میرے کان میں ایک ہوا ہے

ل جب تک خود پر نگاہ رہے [illegible] کیفیت [illegible] نہیں آتی ہے۔
ے دنیا قابلِ اعتبار نہیں، بار بار عشق ضروری ہے لہٰذا جلد مہربانی کرو۔
ے دنیا نے [illegible] رشتہ جوڑا ہے اور اس کو ختم کیا ہے۔
ے یعنی غیبی فرشتے نے کہا۔
ے جب بندہ کو کوئی اختیار نہیں تو قضاءِ الٰہی پر راضی رہنا عقلمندی ہے۔
ے جو حاسد کو [illegible] ہے [illegible] تو [illegible] ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

میانِ او کہ خدا آفریدہ است از ہیچ
اس کی کمر جس کو خدا نے عدم سے بنایا ہے
دقیقہ ایست کہ ہیچ آفریدہ نگشادست
ایک ایسا راز ہے جس کو کسی پیدا ہونے والے نے نہیں کھولا ہے

گدائے کوئے تو از ہشت خلد مستغنی ست
تیرے کوچہ کا گدا آٹھوں جنتوں سے بے نیاز ہے
اسیرِ بندِ تو از ہر دو عالم آزاد ست
تیری قید کا قیدی دونوں جہان سے آزاد ہے

اگرچہ مستیِ عشقم خراب کرد ولے
اگرچہ عشق کی مستی نے مجھے خراب کر دیا ہے لیکن
اساسِ ہستیِ من زیں خراب آباد ست
میری ہستی کی بنیاد اس خرابی سے آباد ہے

دلا منال ز بیداد و جورِ یار کہ یار
اے دل یار کے ظلم سے نالاں نہ ہو اس لئے کہ یار نے
ترا نصیب ہمیں کردہ است و ایں داد ست
تیرا یہی حصہ رکھا ہے اور یہی انصاف ہے

فریبِ عشوۂ حسن از جہانِ پیر مخور
بوڑھی دنیا کے حسن کے ناز و انداز سے فریب نہ کھا
کہ ہر کہ کرد بوے اختلاط ناشاد ست
اس لئے کہ جس نے بھی اس سے اختلاط کیا وہ غمگین ہے

برو ملامتِ دُردی کشاں مکن ناصح
اے ناصح جا تلچھٹ پینے والوں کو ملامت نہ کر
کہ رزق و قسمتِ رزاق ما ہمیں داد ست
اس لئے کہ رزق، اور رزاق کی تقسیم نے ہمیں یہی دیا ہے

برو فسانہ مخوان و فسوں مدم حافظ
جا فسانہ نہ بیان کر، اور منتر نہ پھونک اے حافظ!
کزیں فسانہ و افسوں مرا بسے یاد ست
اس لئے کہ اس قسم کے فسانے اور منتر مجھے بہت یاد ہیں

باغِ مرا چہ حاجتِ سرو و صنوبر ست
میرے باغ کو سرو اور صنوبر کی کیا ضرورت ہے؟
شمشادِ سایہ پرورِ من از کہ کمتر ست
میرا سایہ پرور شمشاد، کس سے کم ہے

اے نازنیں پسر تو چہ مذہب گرفتۂ
اے نازنین بچے! تو نے کون سا مذہب اختیار کیا ہے؟
کت خونِ ما حلال تر از شیرِ مادر ست
کہ تیرے لئے ہمارا خون ماں کے دودھ سے بھی زیادہ حلال ہے

چوں نقشِ غم ز دور بہ بینی شراب خواہ
جب تو غم کا نقشہ دور سے دیکھے شراب مانگ
تشخیص کردہ ایم و مداوا مقرر ست
ہم نے تشخیص کر دی اور تجویز تو مقرر ہے

یک قصہ بیش نیست غمِ عشق وایں عجب
غم عشق ایک قصہ سے زیادہ نہیں ہے اور یہ عجیب بات ہے
از ہر کسیکہ می شنوم نامکرر ست
کہ جس سے بھی سنتا ہوں غیر مکرر معلوم ہوتا ہے

از آستانِ پیرِ مغاں سر چرا کشم
پیر مغاں کی چوکھٹ سے سر کیوں پھیروں
دولت دریں سرا و کشائش دریں درست
دولت تو اسی گھر میں ہے اور کشائش اسی در میں ہے

دی وعدہ داد وصلم و در سر شراب داشت
اس نے کل مجھ سے وصل کا وعدہ کیا اور نشہ میں تھا
امروز تا چہ گوید و بازش چہ در سر ست
دیکھئے آج کیا کہتا ہے اور اب اس کا کیا خیال ہے؟

ما آبروئے فقر و قناعت نمی بریم
ہم قناعت اور فقر کی آبرو ریزی نہیں کریں گے
با پادشہ بگوی کہ روزی مقدر ست
بادشاہ سے کہہ دو کہ روزی تقدیر میں لکھی ہوئی ہے

شیراز و آبِ رکنی و آں بادِ خوش نسیم
شیراز، اور رکنا باد کا پانی اور وہ بہترین نسیم
عیبش مکن کہ خالِ رخِ ہفت کشور ست
اس پر عیب نہ لگا، وہ ساتوں اقلیم کے رخ کا تل ہے

۱ معشوق کی کمر کو معدوم مانا جاتا ہے۔
۲ عشق کی مستی ہی انسان کا کمال ہے۔
۳ دنیا میں دنیا کے عشق میں مبتلا ہونا چاہیے
۴ میرا محبوب سرو و صنوبر سے بڑھ کر ہے
۵ غم کا علاج شراب سے ہو سکتا ہے۔
۶ [illegible] ہر بار ایسا لطف آتا ہے جیسا تازہ ہے۔
۷ محبوب نے وصل کا وعدہ کیا تھا اب معلوم کیا کرے۔
۸ سوال کرنا قناعت کی ذلت ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

فرق ست آبِ خضر کہ ظلمات جائے اوست
آبِ خضر جس کی جگہ اندھیروں میں ہے فرق ہے

تا آبِ ما کہ منبعش اللہ اکبر ست
ہمارے پانی سے کیونکہ اس کا منبع اللہ اکبر ہے

در کوئے ما شکستہ دلی میخرند و بس
ہمارے کوچہ میں صرف شکستہ دلی خریدتے ہیں

بازارِ خود فروشی ازاں سوئے دیگر ست
خود فروشی کا بازار اس سے دوسری جگہ ہے

باز آ گر در فراقِ تو چشمم ز گریہ باز
واپس آجا اس لیے کہ تیرے فراق میں بیٹھنے سے آنکھیں رونے سے [illegible]

چوں گوشِ روزہ دار براللہ اکبر ست
جیسا کہ روزہ دار کا کان اللہ اکبر پر ہوتا ہے

حافظ چہ طرفہ شاخِ نباتیست کلکِ تو
اے حافظ تیرا قلم کس قسم کی شاخِ نبات ہے

کش میوہ دلپذیر تر از شہد و شکر ست
کہ اس کا میوہ شہد و شکر سے بھی زیادہ لذیذ ہے

بجانِ خواجہ و حقِ قدیم و عہدِ درست
خواجہ کی جان اور قدیم حق اور پکے عہد کی قسم

کہ مونسِ دمِ صبحم دعائے دولتِ تست
کہ تیری دولت کی دعا میری صبح کے وقت کی مونس ہے

سرشکِ من کہ ز طوفانِ نوح دست برد
میرے آنسو جو طوفانِ نوح سے بھی بازی لے گئے

ز لوحِ سینہ نیارست نقشِ مہرِ تو شست
تیری محبت کا نقش سینہ کی تختی سے نہ دھو سکے

بکن معاملۂ وایں دلِ شکستہ بخر
معاملہ کرلے اور یہ ٹوٹا ہوا دل خرید لے

کہ با شکستگی ارزد بصد ہزار درست
کیونکہ ٹوٹا ہونے کے باوجود لاکھ اشرفیوں کے لائق ہے

شدم ز عشقِ تو شیدائے کوہ و دشت و ہنوز
میں تیرے عشق میں کوہ و دشت کا شیدائی بن گیا اور ابھی تک

نمیکنی بترحم نطاقِ سلسلہ سست
تو رحم دلی سے زنجیر کا بند ڈھیلا نہیں کرتا ہے

ملامتم بخرابی مکن کہ مرشدِ عشق
خرابی پر مجھے ملامت مت کر کیونکہ عشق کے مرشد نے

حوالتم بخرابات کرد روزِ نخست
روزِ ازل مجھے خرابات کے حوالے کر دیا تھا

دلا طمع مبر از لطفِ بے نہایتِ دوست
اے دل دوست کی لا انتہا مہربانی کا لالچ نہ کر

چو لافِ عشق زدی سر بباز چابک و چست
جب تو نے عشق کی ڈینگ ماری ہے تو چالاکی اور پھرتی سے سر کی بازی لگا دے

زبانِ مور بر آصف دراز گشت ازاں
چیونٹی کی زبان آصف پر اس وجہ سے دراز ہوئی

کہ خواجہ خاتمِ جم یاوہ کرد و باز نجست
کہ خواجہ سلیمان کی انگوٹھی گم کر دی اور پھر تلاش نہ کی

بصدق کوش کہ خورشید زاید از نفست
سچائی کی کوشش کر تاکہ سورج تیری پھونک سے پیدا ہو

کہ از دروغ سیہ روی گشت صبحِ نخست
پہلی صبح جھوٹ ہی کی وجہ سے سیہ رو ہوئی ہے

ہزار بار اگر عاشقے نگارے را
اگر کسی عاشق نے ہزار بار معشوق کو

بیاز مود دلش سخت بود و جاں سست
آزمایا اس کا دل سخت تھا اور عقیدہ کمزور تھا

مرنج حافظ و از دلبراں وفا کم جوی
حافظ رنجیدہ نہ ہو اور معشوقوں سے وفا تلاش نہ کر

گناہِ باغ چہ باشد چو ایں گیاہ نرست
باغ میں کیا عیب، یہ گھاس اگر نہ اگی

سارا کتاب... [illegible] منبع اللہ اکبر نام کی جگہ ہے۔ خواجہ سے مراد شاہ شجاع کا وزیر ہے جو حافظ کا مربی تھا۔ جان اور عہد قدیم دو جداگانہ شخص ہیں۔ میری دیوانگی تو [illegible] ہے لیکن تو نے زنجیر تنگ کر رکھی ہے۔ آصف حضرت سلیمان کے وزیر کا نام ہے جس سے مراد حضرت سلیمان ہیں یعنی آصف نے حضرت سلیمان وہ انگوٹھی گم کر دی جس کی وجہ سے وہ جن و انس پر حکومت کرتے تھے اسی وجہ سے چیونٹی جیسا کمزور کیڑا زبان چلانے لگا۔ صبح کاذب جو پہلی صبح ہے اسی وجہ سے اس کے منہ پر سیاہی چھا جاتی ہے دوسری صبح صادق ہے جس کا سورج نمودار ہوتا ہے۔ یعنی اگر کوئی بیج ہی نہ تھا تو باغ کی علامت ہے اس کے حسن میں کوئی عیب پیدا نہیں ہوتا ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

بنالِ بلبل اگر بامنت سرِ یاریست
اے بلبل تو نالہ کر اگر تجھے مجھ سے دوستی کا خیال ہے
کہ ما دو عاشقِ زاریم و کارِ ما زاریست
اس لیے کہ ہم دونوں عاشق زار ہیں اور ہمارا کام رونا ہے

دراں چمن کہ نسیمے وزد ز طرۂ دوست
جس چمن میں دوست کے گیسو سے نسیم چلے
چہ جائے دم زدنِ نافہائے تاتاریست
تاتاری نافوں کے لیے دم مارنے کا کیا موقع ہے

بیار بادہ کہ رنگیں کنیم جامۂ دلق
شراب لا تاکہ گدڑی کے کپڑے کو رنگین کر لیں
کہ مستِ جامِ غروریم و نام ہشیاریست
اس لیے کہ ہم غرور کے جام کے مست ہیں اور نام ہوشیاری ہے

نہ بستہ اند درِ توبہ حالیا برخیز
توبہ کا دروازہ بند نہیں کیا ہے اب اٹھ جا
کہ توبہ وقتِ گل از عاشقی زنہاریست
اس لیے کہ پھول کے موسم میں عاشقی سے توبہ کرنا کیا بات ہے

سحر کرشمۂ وصلش بخواب میدیدم
میں صبح کو خواب میں اس کے وصل کا کرشمہ دیکھ رہا تھا
زہے مراتبِ خوابے کہ بہ ز بیداریست
خواب کے مرتبوں کا کیا کہنا جو بیداری سے بہتر ہیں

خیالِ زلفِ تو پختن نہ کارِ خامانست
تیری زلف کا خیال پکانا خام لوگوں کا کام نہیں ہے
کہ زیرِ سلسلہ رفتن طریقِ عیاریست
اس لیے کہ زنجیر کے نیچے آنا ہوشیاری کا کام ہے

لطیفہ ایست نہانی کہ عشق ازو خیزد
جس سے عشق پیدا ہوتا ہے ایک پوشیدہ لطیفہ ہے
کہ نامِ آں نہ لبِ لعل و خطِ زنگاریست
جس کا نام لب لعل اور خط زنگاری نہیں ہے

جمالِ شخص نہ چشم ست و زلف و عارض و خال
کسی شخص کا حسن آنکھ، زلف، رخسار اور تل ہی نہیں ہے
ہزار نکتہ دریں کار و بارِ دلداریست
اس دلداری کے کام میں ہزار نکتے ہیں

بآستانِ تو مشکل تواں رسید آرے
تیری چوکھٹ تک پہونچنا مشکل ہے، ہاں
عروج بر فلکِ سروری بدشواریست
سرداری کے آسمان پر چڑھنا دشواری سے ہوتا ہے

روندگانِ طریقت بہ نیم جو نخرند
طریقت کے سالک آدھے جو میں بھی نہیں خریدتے ہیں
قبائے اطلسِ آنکس کہ از ہنر عاریست
اس شخص کی اطلس کی قبا جو ہنر سے خالی ہے

دلش بنالہ میازار و ختم کن حافظ
اے حافظ! اس کا دل نالہ سے آزردہ نہ کر اور ختم کر دے
کہ رستگاری جاوید در کم آزاریست
اس لیے کہ ہمیشہ کا چھٹکارا کم ستانے میں ہے

بکوئے میکدہ ہر سالکے کہ رہ دانست
جس سالک نے شراب خانہ کے کوچہ کا راستہ جان لیا
درِ دگر زدن اندیشۂ تبہ دانست
دوسرا دروازہ کھٹکھٹانا اس نے برا جانا

زمانہ افسرِ رندی نداد جز بکسے
زمانہ نے رندی کا تاج اسی کو دیا ہے
کہ سرفرازیِ عالم دریں کلہ دانست
جس نے جہان کی سرفرازی اسی ٹوپی میں سمجھی ہے

بر آستانۂ میخانہ ہر کہ یافت رہے
جس کو میخانہ کی چوکھٹ کا راستہ مل گیا
ز فیضِ جامِ مے اسرارِ خانقہ دانست
اس نے شراب کے جام کے فیض سے خانقاہ کے راز جان لئے

ہر آنکہ رازِ دو عالم ز خطِ ساغر خواند
جس نے ساغر کے خط سے دونوں جہان کے راز پڑھ لئے
رموزِ جامِ جم از نقشِ خاکِ رہ دانست
اس نے جام جمشید کے رموز راستہ کی خاک سے سمجھ لئے

http://www.muftbooks.blogspot.com/

دلم ز نرگس ساقی اماں نخواست بجاں
چرا کہ شیوۂ آں ترک دل سیہ دانست

ورائے طاعت دیوانگاں ز ما مطلب
کہ شیخ مذہب ما عاقلی گنہ دانست

زجور کوکب طالع سحرگہاں چشمم
چناں گریست کہ خورشید دید و مہ دانست

خوش آں نظر کہ لب جام و روئے ساقی را
ہلال یکشبہ و ماہ چاردہ دانست

بلند مرتبہ شاہے کہ نہ رواق سپہر
نمونۂ ز خم طاق بارگہ دانست

حدیث حافظ و ساغر کشیدن پنہاں
چہ جائے محتسب و شحنہ پادشہ دانست

بلبلے برگ گلے خوش رنگ در منقار داشت
و اندراں برگ و نوا خوش نالہائے زار داشت

گفتمش در عین وصل ایں نالہ و فریاد چیست
گفت مارا جلوۂ معشوق دریں کار داشت

یار اگر ننشست با ما نیست جائے اعتراض
پادشاہ کامراں بود از گدایاں عار داشت

عاشقے کو سیر کرد اندر مقام نیستی
مست شد چوں مستے از عالم اسرار داشت

در نگیرد نیاز و عجز ما با حسن دوست
خرم آں کز نازنیناں بخت برخوردار داشت

خیز تا بر کلک آں نقاش جاں افشاں کنیم
کیں ہمہ نقش عجب در گردش پرکار داشت

گر مرید راہ عشقی فکر بدنامی مکن
شیخ صنعاں خرقہ رہن خانۂ خمار داشت

وقت آں شیریں قلندر خوش کہ در اطوار سیر
ذکر تسبیح ملک در حلقۂ زنار داشت

چشم حافظ زیر بام قصر آں حوری سرشت
شیوۂ جنات تجری تحتہا الانہار داشت

http://www.muftbooks.blogspot.com/

بدام زلف تو دل مبتلای خویشتن ست
بکش بغمزه که اینش سزای خویشتن ست
تیری زلف کے جال میں دل خود بخود مبتلا ہوا ہے
ناز سے اس کو قتل کر دے یہی اس کی سزا ہے

گرت ز دست برآید مراد خاطر ما
بکوش زود که خیری برای خویشتن ست
اگر ہمارے دل کی تمنا تیرے ہاتھ سے پوری ہو سکے
تو جلد کر دے اس لئے کہ اپنے ہی ساتھ بھلائی ہے

بجانت ای بت شیرین دهن که همچون شمع
شبان تیره مرادم فنای خویشتن ست
اے میرے پیارے محبوب تیری جان کی قسم، شمع کی طرح
تاریک راتوں میں میرا مقصد خود کو فنا کر دینا ہے

چو رای عشق زدی با تو گفتم ای بلبل
مکن که این گل خودرو برای خویشتن ست
اے بلبل جب تو نے عشق کرنے کا ارادہ کیا تو میں نے تجھ سے کہا تھا
ایسا نہ کر کیونکہ یہ خودرو پھول اپنے لئے ہی کھلتا ہے

بمشک چین و چگل نیست حسن گل محتاج
که نافهاش ز بند قبای خویشتن ست
پھول کا حسن چین و چگل کے مشک کا محتاج نہیں ہے
اس لئے کہ اس کے نافے خود اس کی قبا کے بند سے پیدا ہوتے ہیں

مرو بخانهٔ ارباب بی مروت دهر
که گنج عافیتت در سرای خویشتن ست
زمانے کے بے مروت اصحاب کے گھر مت جا
اس لئے کہ تیری عافیت کا گنج اپنے گھر ہی میں ہے

بسوخت حافظ و در شرط عشق جانبازی
هنوز بر سر عهد و وفای خویشتن ست
حافظ جل گیا اور عشق و جان کی بازی کی شرط میں
ابھی تک اپنے عہد اور وفا پر قائم ہے

بحریست بحر عشق که هیچش کناره نیست
آنجا جز آنکه جان بسپارند چاره نیست
عشق کا سمندر ایسا سمندر ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں
بجز اس کے کہ جان دے دیں وہاں کوئی چارہ نہیں ہے

آن دم که دل بعشق دهی خوش دمی بود
در کار خیر حاجت هیچ استخاره نیست
جس وقت بھی دل کو عشق میں لگا دے وہ اچھا وقت ہو
کار خیر میں کسی استخارہ کی ضرورت نہیں ہے

ما را بمنع عقل مترسان و می بیار
کان شحنه در ولایت ما هیچکاره نیست
عقل کی مخالفت کی وجہ سے ہمیں نہ ڈرا اور شراب لا
اس لئے کہ وہ حاکم ہمارے ملک میں کسی کام کا نہیں ہے

از چشم خود بپرس که ما را که میکشد
جانان گناه طالع و جرم ستاره نیست
اپنی آنکھ سے پوچھ کہ ہمیں کون قتل کر رہا ہے
پیارے نصیب کی خطا اور ستارے کا جرم نہیں ہے

رویش بچشم پاک توان دید چون هلال
هر دیده جای جلوهٔ آن ماه پاره نیست
اس کا چہرہ ہلال کی طرح پاک نگاہ سے دیکھا جا سکتا ہے
ہر آنکھ اس ماہ پارے کے جلوے کی جگہ نہیں ہے

فرصت شمر طریقهٔ رندی که این نشان
چون راه گنج بر همه کس آشکاره نیست
رندی کے راستے کو غنیمت سمجھ اس لئے کہ یہ نشان
خزانے کے راستے کی طرح ہر شخص پر آشکارا نہیں ہے

نگرفت در تو گریهٔ حافظ بهیچ روی
حیران آن دلم که کم از سنگ خاره نیست
حافظ کے رونے نے کسی طرح تجھ پر اثر نہ کیا
میں اس دل سے حیران ہوں جو سنگ خارا سے کم نہیں ہے

۱ جس طرح تاریک راتوں میں شمع اپنے آپ کو گھلا کر ختم کر دیتی ہے میں بھی ہجر کی راتوں میں اپنے آپ کو فنا کر رہا ہوں۔
۲ یعنی معشوق اپنے سوا کسی کے نہیں ہوتے ہیں۔
۳ جب سے دل عاشق ہو جاتا ہے استخارہ ان باتوں میں کیا جاتا ہے جس کی بھلائی اور برائی کھلی ہوئی نہ ہو۔
۴ ہم پر عقل کی حکومت نہیں ہے۔
۵ تیری آنکھ نے ہم کو قتل کیا ہے۔
۶ دفینے کا راستہ صاحب نصیب کو ملتا ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

برو اے زاہد و دعوت مکنم سوئے بہشت
اے زاہد جا اور مجھے جنت کی دعوت نہ دے
کہ خدا در ازل از بہر بہشتم نسرشت
اس لیے کہ خدا نے مجھے ازل میں جنت کیلئے نہیں بنایا ہے

یکجو از خرمنِ ہستی نتواند برداشت
وجود کے کھلیان سے ایک جو بھی حاصل نہ کر سکے گا
ہر کہ در راہِ فنا در رہِ حق دانہ نکشت
جس نے فنا کے راستے اور حق کے راستے میں ایک دانہ نہیں بویا

تو و تسبیح و مصلٰے و رہِ زہد و ورع
تو ہے اور تسبیح اور جانماز اور پرہیزگاری اور تقویٰ کا راستہ
من و میخانہ و ناقوس و رہِ دیر و کنشت
میں ہوں اور میخانہ اور ناقوس اور بتخانہ اور آتش خانہ کا راستہ

منعم از مے مکن اے صوفیِ صافی کہ حکیم
اے خالص صوفی مجھے شراب سے روک کیونکہ حکمت والے نے
در ازل طینتِ ما را بمئے صاف سرشت
ازل میں ہمارا خمیر صاف شراب سے گوندھا ہے

صوفیِ صاف بہشتی نبود زانکہ چو من
خالص صوفی بہشتی نہیں ہو سکتا ہے اس لئے کہ میری طرح
خرقہ در میکدہ با رہنِ مئے ناب نہشت
خرقہ میخانوں میں خالص شراب میں گروی کو رہن نہیں کیا ہے

لذت از حورِ بہشت و لبِ حوض نبود
حور بہشتی کی لذت اور حوض کا کنارہ اسکو حاصل نہ ہوگا
ہر کہ او دامنِ معشوقِ خود از دست بہشت
جس نے اپنے محبوب کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دیا

حافظا لطفِ حق ار با تو عنایت دارد
اے حافظ اگر اللہ کی مہربانی کی تجھ پر عنایت ہو
باش فارغ ز غمِ دوزخ و شادیِ بہشت
دوزخ کے غم، اور جنت کی خوشی سے بے نیاز ہو جا۔

بے مہرِ رخت روزِ مرا نور نماندہ است
تیرے رخ کے سورج کے بغیر میرے دن کی روشنی نہیں رہی
وز عمر مرا جز شبِ دیجور نماندہ است
اور زندگی سے میرے لئے تاریک رات کے علاوہ کچھ نہیں رہا ہے

ہنگامِ وداعِ تو ز بس گریہ کہ کردم
تیری جدائی کے وقت، میں اس قدر رویا
دور از رخِ تو چشمِ مرا نور نماندہ است
تیرے چہرے سے دوری میں آنکھ میں نور نہیں رہا ہے

من بعد چہ سود ار قدمے رنجہ کند دوست
اس کے بعد کیا فائدہ اگر دوست قدم رنجہ فرمائے
کز جاں رمقے در تنِ رنجور نماندہ است
اس لیے کہ رنجور جسم میں جان کی رمق بھی نہیں رہی ہے

میرفت خیالِ تو ز چشمِ من و میگفت
میری آنکھوں سے تیرا خیال جب جا رہا تھا کہتا تھا
ہیہات ازیں گوشہ کہ معمور نماندہ است
اس گوشہ پر افسوس ہے جو آباد نہیں رہا ہے

نزدیک شد آں دم کہ رقیباں بتو گویند
وہ وقت قریب ہو گیا ہے کہ تجھ سے رقیب کہیں گے
دور از درت آں خستۂ رنجور نماندہ است
تیرے در سے دور، وہ خستہ رنجور نہیں رہا ہے

از تلخیِ ہجرانِ تو زیں گردشِ بے مہر
تیرے ہجر کی تلخی ہوا اس بے مہر گردش کی وجہ سے
سوزم من ازیں غصہ کہ مستور نماندہ است
میں اس غصہ سے جل رہا ہوں کہ وہ پوشیدہ نہیں رہا ہے

وصلِ تو اجل را ز سرم دور ہمی داشت
تیرا وصال، موت کو میرے سر سے دور کئے ہوئے تھا
از دولتِ ہجرِ تو کنوں دور نماندہ است
اب تیرے ہجر کی دولت کی وجہ سے وہ دور نہیں رہی ہے

صبر است مرا چارہ ز ہجرانِ تو لیکن
تیرے ہجر کا علاج میرے لئے صبر ہے لیکن
چوں صبر تواں کرد کہ مقدور نماندہ است
صبر کیونکر کیا جائے، وہ ممکن نہیں رہا ہے

۱ زندگی سے وہی فائدہ اٹھاتے ہیں جو فنا کا مقام حاصل کرے گا۔
۲ شراب جو ہے خمیر میں ہے اس لئے شراب سے دور کرنا مناسب نہیں ہے۔
۳ اصلی توحید یہی ہے کہ جنت اور دوزخ سے بے پرواہی ہو۔
۴ میری آنکھیں بے نور ہو گئی ہیں جدائی سے تیرا چہرہ ایسا ہو۔
۵ گوشۂ چشم کی آبادی محبوب کے خیال ہی سے تھی۔
۶ ہجر کی کیفیت سب پر ظاہر ہو گئی ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

در ہجر تو گر چشم مرا آب نماندہ است — گو خون جگر ریز کہ معذور نماندہ است

تیرے ہجر میں اگر میری آنکھ میں پانی نہیں رہا ہے — کہدو، کہ خون جگر بہائے کوئی معذور نہیں ہے

حافظ ز غم از گریہ نپرداخت بخندہ

حافظ غم کی وجہ سے رونے سے ہنسنے میں نہ لگا

ماتم زدہ را داعیۂ سور نماندہ است

غم زدہ کو جشن سے کوئی داعیہ نہیں رہا ہے

باد سحر از نافۂ تاتار وزیدہ است — نے نے غلطم از سر کوئے تو رسیدہ است

صبح کی ہوا تاتار کے نافے سے چلی ہے — نہیں نہیں مجھ سے غلطی ہوئی تیرے کوچے سے چلی ہے

گر با دہنت غنچہ نمی کرد تبسم — باد سحرش بہر چہ ایں پردہ دریدہ است

اگر تیرے منہ کے مقابلہ میں غنچے نے تبسم نہیں کیا تھا — صبح کی ہوا نے کیوں اس کا پردہ چاک کیا ہے؟

چوں دید سر زلف چو زنجیر دلم گفت — دیوانہ ندانم کہ دراں زہر چہ دیدہ است

جب زلف کے کنڈے کو زنجیر کی طرح دیکھا تو میرے دل نے کہا — معلوم نہیں دیوانے نے اس زنجیر میں کیا دیکھا ہے

پرسی تو چہ حال دل بدروز کہ ہجرت — از زلف تو رنج شب تار کشیدہ است

اس بد قسمت دل کا کیا حال پوچھتا ہے جس نے تیری خاطر — تیری زلف اور تاریک رات کا رنج برداشت کیا ہے

بخشائی بر اشکم کہ چو باد از پئے بویت — سرگشتہ بدنبال تو بسیار دویدہ است

میرے ان آنسوؤں پر رحم کر جو ہوا کی طرح تیری خوشبو کیلئے — حیران، تیرے پیچھے بہت دوڑے ہیں

گفتم سر گیسوئے چو مار تو کشم گفت — بگذر کہ بلا جانب خوئے دگرش کشیدہ است

میں بولا اگر تیرے گیسوؤں کو جو سانپ کی طرح ہیں کھینچوں تو — اس نے کہا جانے دے کسی نے مصیبت کی طرف نہیں کھینچی ہے

از حال دل و زلف سیاہ تو چہ آگاہ — آنکس کہ بجز مار سیاہش نگزیدہ است

دل اور تیری کالی زلف کی حالت سے وہ کیا آگاہ ہو سکتا ہے — جس کو کبھی سیاہ سانپ نے نہ ڈسا ہو

تا کے غم پنہان تو در سینہ بدارم — چوں از غمت آہم بہ نہم چرخ رسیدہ است

تیرے پوشیدہ غم کو کب تک سینے میں رکھوں — جبکہ تیرے غم سے میری آہ نویں آسمان تک پہنچ گئی ہے

گفتی کہ چہ حالت فلاں چشم پر آب است — زآنگاہ چہ پرسی کہ دو صد سال چکیدہ است

تو نے کہا کہ فلاں تیری آنسوؤں بھری آنکھوں کا کیا حال ہے؟ — اب تو کیا پوچھتا ہے جبکہ دو سو سال ٹپکتے رہے ہیں

تا چند دہی وعدہ کہ نزدیک رسم باز — رس تا کہ بخت سیہ مژدہ نشنیدہ است

کب تک یہ وعدہ کرے گا کہ میں پھر قریب پہنچوں گا — اس وقت تک آ جا جب تک کسی سیاہ نصیب نے خوشخبری نہیں سنی ہے

گفتی کہ شب حافظ بدروز خراب است

تو نے کہا کہ بدنصیب حافظ کی رات تباہ ہے

عمریست کہ بے روئے تو صبحش ندمیدہ است

ایک عمر گذر گئی ہے کہ تیرے چہرے کے بغیر اس کی صبح نہیں ہوئی ہے

پری روئے کہ رخسارش چو ماہست — ہزارش عاشق شیدا چو ماہست

وہ پری رو جس کا رخسار چاند کی طرح ہے — ہم جیسے اس کے ہزاروں عاشق شیدا ہیں

۱ے اگر آنسو ختم ہو گئے ہیں تو خون جگر کے آنسوؤں سے رونا چاہیے۔
۲ے غم کی وجہ سے جشن کا کوئی داعیہ باقی نہیں۔
۳ے چونکہ غنچے نے تیرے منہ کی برابری کی تھی اس لئے اس کا پردہ چاک ہوا ہے۔
۴ے جس طرح ہوا تیری خوشبو حاصل کرنے کے لئے پھرتی ہے اسی طرح میرے آنسو تیرے در پے رہتے ہیں۔
۵ے زلف کو سیاہ سانپ سے تشبیہ دی ہے۔
۶ے تیرے بدنصیب کو معلوم ہو سکے کہ تو قریب ہے۔
۷ے صبح محبوب ہے جب تک ... [illegible]

http://www.muftbooks.blogspot.com/

زنخدانش مرا چاه است دائم
اس کی ٹھوڑی میرے لئے مستقل کنواں ہے

درین چه چاهش خدا ما را گواه است
اُسکے اس کنوئیں میں، خدا ہی ہمارا گواہ ہے

چه باک ار میزند شمشیر ما را
کس کی پروا ہے اگر وہ ہمارے تلوار مارتا ہے

چو لعل دلپذیرش عذر خواه است
جبکہ اس کا دل آویز لعل، عذر خواہ ہے

کمالِ قرب زاں دارد شبِ قدر
شبِ قدر قرب میں اسی وجہ سے کمال رکھتی ہے

که چوں زلفِ پریشانش سیاه است
چونکہ وہ اس کی پریشان زلف کی طرح، سیاہ ہے

مرا چوں اشک می اندازد از چشم
مجھے آنسو کی طرح آنکھ سے گراتا ہے

نگارینے که عالم را پناه است
وہ معشوق جو جہان کے لیے پناہ ہے

نگفتی خواهمت کشتن دریں راه
کیا تو نے نہیں کہا تھا کہ تجھے اس راستہ میں مار ڈالوں گا

زشادی روز و شب چشمم به راه است
اس خوشی میں میری آنکھ ہر روز راستہ پر لگی ہے

دل و دیں چوں فدا کردیم حافظ
اے حافظ جبکہ ہم نے دل اور دین قربان کر دیا ہے

لبِ خشک و رخِ زردم گواه است
ہمارا خشک ہونٹ اور زرد چہرہ، گواہ ہے

تا سرِ زلفِ تو در دستِ نسیم افتاده است
جب سے تیری زلف کا سرا نسیم کے ہاتھ میں پڑا ہے

دلِ سودازده از غصه دو نیم افتاده است
سودائی دل، رنج کی وجہ سے دو ٹکڑے ہوا پڑا ہے

چشمِ جادوی تو در عینِ سوادِ سحر است
تیری آنکھ کا جادو، فی الحقیقت جادو کی روشنائی ہے

ایں قدر هست که ایں نسخه سقیم افتاده است
بس اس قدر ہے کہ یہ نسخہ بیمار واقع ہوا ہے

در خمِ زلفِ تو آں خالِ سیه دانی چیست
تیری زلف کے پیچ میں وہ کالا تل! تجھے معلوم ہے کیا ہے

نقطهٔ دوده که در حلقهٔ جیم افتاده است
دھوئیں کا ایک نقطہ ہے جو جیم کے دائرے میں واقع ہوا ہے

سایهٔ سروِ تو در قالبم اے عیسیٰ دم
اے عیسیٰ نفس میرے جسم پر تیرے سرو کا سایہ

عکسِ روحیست که بر عظمِ رمیم افتاده است
روح کا ایک عکس ہے جو بوسیدہ ہڈیوں پر پڑا ہے

زلفِ مشکینِ تو در گلشنِ فردوسِ عذار
رخسار کی جنت کے باغ میں تیری سیاہ زلف کیا ہے

چیست طاؤس که در باغِ نعیم افتاده است
مور ہے، جو جنت میں جا پڑا ہے

دلِ من در هوسِ روئے تو اے مونسِ جاں
اے جان کے مونس میرا دل تیرے منہ کی ہوس میں

خاکِ راهیست که در دستِ نسیم افتاده است
راستہ کی خاک ہے جو نسیم کے ہاتھ لگی ہے

همچو گرد ایں تنِ خاکی نتواند برخاست
یہ خاکی جسم گرد کی طرح نہیں اٹھ سکتا ہے

از سرِ کوئے تو زاں رو که عظیم افتاده است
تیرے کوچہ سے کیونکہ بڑی شدت سے گرا ہے

آنکه جز کعبه مقامش نبد از یادِ لبت
وہ جس کا کعبہ کے سوا کوئی مقام نہ تھا تیرے ہونٹ کی یاد سے

بر درِ میکده دیدم که مقیم افتاده است
میں نے دیکھا کہ میکدہ کے در پر مقیم ہو گیا ہے

حافظِ گم شده را با غمت اے جانِ عزیز
اے جانِ عزیز! گمشدہ حافظ کو تیرے غم سے

اتحادیست که از عهدِ قدیم افتاده است
ایسا اتحاد ہے جو قدیم زمانے سے ہوا ہے

ا یعنی اس کنوئیں میں قید تنہائی ہے۔
۲ شبِ قدر کو اس وجہ سے متبرک سمجھا جاتا ہے کہ وہ تیری زلفوں کی طرح کالی ہے۔
۳ تو نے مجھے قتل کر ڈالنے کا وعدہ کیا تھا، اس خوشی سے اس دن کا منتظر ہوں۔
۴ چونکہ نسیم سے بھی رقابت ہے۔
۵ جادو کے نقش میں جو اثر ہوتا ہے وہی اثر تیری کالی آنکھوں میں ہے، معشوق چونکہ عاشق کو آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتا ہے اس لئے اس کی آنکھوں کو بیمار قرار دیا جاتا ہے۔
۶ تل زلف کے گھونگر سے تشبیہ دی گئی ہے جس کے بیچ میں نقطہ ہو۔
۷ حضرت عیسیٰ کے سانس میں یہ معجزہ تھا کہ وہ مردہ کو زندہ کر دیتا تھا۔ روح سے مراد حضرت عیسیٰ بھی ہیں۔
۸ زلف کو مور اور رخسار کو جنت سے تشبیہ دی ہے۔
۹ اس قدر کہ نسیم اس کو اڑا کر لیجا سکے، تیز رفتار کر رہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

جز آستانِ توام در جہاں پناہے نیست
تیرے آستانہ کے علاوہ دنیا میں میری کوئی پناہ نہیں ہے

سرِ مرا بجز ایں در حوالہ گاہے نیست
میرے سر کے لئے اس در کے علاوہ کوئی سر رکھنے کی جگہ نہیں ہے

عدو چو تیغ کشد من سپر بیندازم
دشمن جب تلوار کھینچتا ہے میں سپر انداز ہو جاتا ہوں

کہ تیرِ ما بجز از نالۂ و آہے نیست
اس لئے کہ ہمارا تیر نالے اور آہ کے علاوہ کچھ نہیں ہے

چرا ز کوئے خرابات روی برتابم
میں شراب خانہ کے کوچے سے کیوں روگردانی کروں

کز ایں بہم بجہاں ہیچ رسم و راہے نیست
اس لئے کہ اس سے بہتر دنیا میں کوئی رسم و راہ نہیں ہے

زمانہ گر بزند آتشم بخرمنِ عمر
اگر زمانہ میری عمر کے کھلیان میں آگ لگا دے

بگو بسوز کہ بر من برگِ کاہے نیست
کہہ دو جلا دے، اس لئے کہ میرے نزدیک گھاس کے تنکے کے برابر بھی قیمت نہیں ہے

غلامِ نرگسِ جماشِ آں سہی سروم
میں اس سیدھے قد سرو کی شوخ آنکھ کا غلام ہوں

کہ از شرابِ غرورش بکس نگاہے نیست
غرور کی شراب کی وجہ سے جس کی کسی کی طرف نگاہ نہیں ہے

مباش در پئے آزار و ہر چہ خواہی کن
ستانے کے درپے نہ رہ، جو دل چاہے کر

کہ در شریعتِ ما غیر ازیں گناہے نیست
اس لئے کہ ہماری شریعت میں اس کے علاوہ کوئی گناہ نہیں ہے

عناں کشیدہ رو اے بادشاہِ کشورِ حسن
اے حسن کے ملک کے بادشاہ لگام کھینچے چل

کہ نیست بر سرِ راہے کہ دادخواہے نیست
اس لئے کہ راستہ پر کوئی ایسا نہیں جو فریادی نہ ہو

عقابِ جور کشادہ است بال در ہمہ شہر
ظلم کے باز نے سب شہروں میں اپنے بازو پھیلا رکھے ہیں

کمانِ گوشہ نشینی و تیرِ آہے نیست
گوشہ نشینی کی کمان اور آہ کا تیر نہیں ہے

چنیں کہ در ہمہ سو دامِ راہ می بینم
چونکہ میں تمام جانب راستوں کے جال دیکھتا ہوں

بہ از حمایتِ زلفِ توام پناہے نیست
تیری زلف کی حمایت سے بہتر میرے لئے کوئی پناہ نہیں ہے

خزینۂ دلِ حافظ بزلف و خال مدہ
حافظ کے دل کا خزانہ زلف اور تل کے سپرد نہ کر

کہ کارہائے چنیں حدِ ہر سیاہے نیست
اس لئے کہ ایسے کام ہر کالے کے بس کے نہیں ہیں

چو بشنوی سخنِ اہلِ دل مگو کہ خطاست
جب تو اہلِ دل کی بات سنے تو یہ نہ کہہ کہ غلط ہے

سخن شناس نۂ دلبرا خطا اینجاست
تو بات سمجھنے والا نہیں ہے اے دلبر غلطی تو یہ ہے

سرم بدنیا و عقبیٰ فرو نمی آید
میرا سر دنیا اور عقبیٰ کی طرف نہیں جھکتا ہے

تبارک اللہ ازیں فتنہا کہ در سرِ ماست
اللہ بابرکت ہے ان فتنوں سے جو ہمارے سر میں ہیں

در اندرونِ منِ خستہ دل ندانم کیست
مجھ خستہ دل کے اندر نہ معلوم کون ہے

کہ من خموشم و او در فغان و در غوغاست
کہ میں تو چپ ہوں اور وہ فریاد اور شور میں ہے

دلم ز پردہ بروں شد کجائی اے مطرب
میرا دل پردہ سے باہر ہو گیا، اے مطرب تو کہاں ہے

بنال ہاں کہ ازیں پردہ کارِ ما بنواست
ہاں فریاد کر کہ اسی پردہ کی وجہ سے ہمارا کام بارونق ہے

مرا بکارِ جہاں ہرگز التفات نبود
دنیا کے کام کی طرف میری کوئی توجہ نہ تھی

رخِ تو در نظرِ من چنیں خوشش آراست
تیرے چہرے نے اس کو میری نظروں میں خوشنما بنا دیا ہے

۱ اس مصرعہ کا مطلب یہ ہے کہ ناتوانی جسمانی کی وجہ سے مجھے مقابلے کی طاقت نہیں ہے۔
۲ ... سے وہ کسی کی طرف نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھتا ہے۔
۳ ... [illegible]
۴ ... [illegible]

http://www.muftbooks.blogspot.com/

نخفته‌ام ز خیالے کہ می‌پزم شبہا
عجیب خیالات کی وجہ سے جن کو میں پکاتا ہوں راتوں نہیں سویا
خمار صد شبہ دارم شرابخانہ کجاست
سو راتوں کا خمار مجھ پر چڑھا ہے شراب خانہ کہاں ہے؟

چنیں کہ صومعہ آلودہ شد بخون دلم
ایسی حالت میں کہ میرے خون دل سے عبادت خانہ آلودہ ہو گیا ہے
گرم بہ بادہ بشوئید حق بدست شماست
اگر مجھ کو شراب سے دھو دو تو حق تمہارے ساتھ ہے

از آں بدیر مغانم عزیز میدارند
اس سبب سے آتش پرست آتشکدہ میں مجھے عزت سے رکھتے ہیں
کہ آتشے کہ نمیرد ہمیشہ در دل ماست
کہ وہ آگ کبھی نہ بجھے گی وہ ہمیشہ ہمارے دل میں ہے

چہ ساز بود کہ بنواخت مطرب عشاق
وہ کیا ساز تھا جو عاشقوں کے مطرب نے چھیڑا
کہ رفت عمر و ہنوزم دماغ پر ز صداست
کہ زمانہ گزر گیا اور صدا سے میرا دماغ پر ہے

خمار عشق تو دیشب در اندرونم بود
تیرے عشق کا خمار کل شب میرے اندر تھا
کجا وقت عبادت چہ وقت جائے نماست
عبادت کا وقت کہاں سجدہ اور دعا کا مقام اور وقت کہاں؟

ندائے عشق تو دوشم در اندروں دادند
تیری محبت کی آواز کل شب میرے اندر انھوں نے دی
فضائے سینۂ حافظ ہنوز پر ز صداست
حافظ کے سینہ کی فضا اب تک صدا سے پر ہے

چہ لطف بود کہ ناگاہ رشحۂ قلمت
کیا مہربانی تھی کہ اچانک تیرے قلم کے ترشح نے
حقوق خدمت ما عرض کرد بر کرمت
ہماری خدمت کے حقوق تیرے کرم کے سامنے پیش کر دیئے

بنوک خامہ رقم کردہ سلام مرا
قلم کی نوک سے تو نے مجھے سلام لکھا ہے
کہ کارخانۂ دوراں مباد بے رقمت
خدا کرے زمانہ کا کارخانہ تیری تحریر کے بغیر نہ ہو

نگویم از من بیدل بسہو کردی یاد
میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ تو نے مجھ بیدل کو بھول کر یاد کیا ہے
کہ در حساب خرد نیست سہو بر قلمت
کیونکہ عقل کے حساب میں تیرے قلم سے بھول نہیں ہوتی ہے

مرا ذلیل مگرداں بشکر ایں نعمت
اس نعمت کے شکریہ میں مجھے ذلیل نہ کر
کہ داشت دولت سرمد عزیز و محترمت
کیونکہ سرمدی دولت نے تجھے باعزت و محترم بنایا ہے

بیا کہ با سر زلفت قرار خواہم کرد
آ، میں تیری زلف سے عہد کروں گا
کہ گر سرم برود بر ندارم از قدمت
کہ اگر میرا سر بھی جاتا رہے گا تیرے قدم سے نہ ہٹاؤں گا

ز حال ما دلت آگہ شود مگر وقتے
تیرا دل ہماری حالت سے شاید اس وقت آگاہ ہو گا
کہ لالہ بردمد از خاک کشتگان غمت
جبکہ تیرے غم کے ماروں کی خاک سے لالہ اگے گا

روان تشنۂ ما را بجرعۂ دریاب
ہماری پیاسی روح کی ایک گھونٹ سے مدد کر دے
چو می‌دہند زلال خضر بجام جمت
جبکہ خضر کا پانی تیرے جام جم سے دیتے ہیں

صبا ز روئے تو با ہر گلے حدیثے کرد
صبا نے تیرے چہرے کی بات ہر گل سے کہہ دی
رقیب کے رہ غماز داد در حرمت
چغل خور رقیب کو تیرے حرم میں کیوں راستہ دیا؟

دلم مقیم در تست حرمتش میدار
میرا دل تیری چوکھٹ پر مقیم ہے اس کی عزت کر
بشکر آنکہ خدا داشتہ است محترمت
اس بات کے شکریہ میں کہ خدا نے تجھے باعزت رکھا ہے

http://www.muftbooks.blogspot.com/

همیشه وقت تو اے عیسی صبا خوش باد
اے عیسیٰ دم پھڑکانے والی صبا تیرا ہمیشہ خوش وقت رہے

که جان عاشق دل خسته زنده شد بدمت
اس لئے کہ خستہ دل عاشق کی جان تیری پھونک سے زندہ ہوئی ہے

ترا ز حال دل خستگاں چه غم که مدام
خستہ دلوں کی حالت سے تجھے کیا غم ہے جبکہ تیرے

همی دهند شراب خضر بجام جمت
خضر کی شراب تیرے جام جم میں دیتے ہیں

کمیں بهست و تو خوش تیز میروی حافظ
اے حافظ کمین گاہ ہے اور تو بہت تیز جا رہا ہے

مکن که گرد بر آید ز شهره عدمت
ایسا نہ کر کہ تیرے عدم کی شاہراہ سے گرد اٹھے

حال دل با تو گفتنم هوس ست
مجھے، تجھ سے حال دل کہنے کی ہوس ہے

خبر دل شنفتنم هوس ست
مجھے، دل کی خبر سننے کی ہوس ہے

طمع خام بیں که قصه فاش
خام خواہش کو دیکھ کر ایک کھلے قصہ کو

از رقیباں نهفتنم هوس ست
رقیبوں سے چھپانے کی مجھے ہوس ہے

شب قدرے چنیں عزیز و شریف
ایسی عزیز اور شریف شب قدر میں

با تو تا روز خفتنم هوس ست
مجھے دن نکلنے تک تیرے ساتھ سونے کی ہوس ہے

وه که دُر دانهٔ چنیں نازک
واہ! اس قدر نازک موتی

در شب تار سفتنم هوس ست
مجھے اس کو تاریک رات میں چھیدنے کی ہوس ہے

اے صبا امشبم مدد فرمای
اے صبا آج کی رات میری مدد کر دے

که سحرگه شگفتنم هوس ست
اس لئے کہ صبح کو کھلنے کی مجھے ہوس ہے

از برائے شرف بنوک مژه
عزت حاصل کرنے کے لئے پلکوں کی نوک سے

خاک راه تو رفتنم هوس ست
تیرے راستے کی خاک کو صاف کرنے کی مجھے ہوس ہے

همچو حافظ برغم مدعیاں
دعویداروں کی ذلت کے لئے حافظ کی طرح

شعر رندانه گفتنم هوس ست
رندانہ شعر کہنے کی مجھے ہوس ہے

حسنت باتفاق ملاحت جهاں گرفت
تیرے حسن نے ملاحت کی موافقت سے تمام دنیا پر قبضہ کر لیا

آرے باتفاق جهاں میتواں گرفت
بیشک موافقت سے تمام جہاں پر قبضہ کیا جا سکتا ہے

افشائے راز خلوتیاں خواست کرد شمع
شمع نے گوشہ نشینوں کا راز افشاء کرنا چاہا

شکر خدا که سر دلش در زباں گرفت
خدا کا شکر ہے کہ اس کے دل کے راز نے زبان پکڑ لی

میخواست گل که دم زند از رنگ و بوئے تو
پھول نے چاہا تھا کہ تیرے رنگ و بو کا مقابلہ کرے

از غیرتش صبا نفس اندر دهاں گرفت
صبا نے غیرت سے اس کا سانس منہ میں بند کر دیا

چوں لاله کج نهاد کلاه طرب ز کبر
تیرے مستی کی ٹوپی لالہ کی طرح تکبر سے پہنے ہے

هر داغ دل که باده چوں ارغواں گرفت
داغدار دل جو مثل ارغوان شراب حاصل کرتا ہے

تیرا حسن لیے ہے
جو وہ بیان کرنے پر
قادر
دیا
تھا
سرا
کر ڈالتی۔
اس لئے خوش
بستہ ہوتا ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

آں روز عشق ساغر مے خرمنم بسوخت
اُس وقت شراب کے پیالے کے عشق نے میرا خرمن جلا ڈالا
کاتش ز عکس عارض ساقی درآں گرفت
جبکہ ساقی کے رخسار کے عکس سے اس میں آگ لگ گئی

آسودہ برکنار چو پرگار می شدم
میں کنارے سے پرکار کی طرح آرام سے چلتا تھا
دوراں چو نقطہ عاقبتم درمیاں گرفت
زمانے کی گردش نے آخر نقطہ کی طرح مجھے بیچ میں لے لیا

خواہم شدن بکوئے مغاں آستیں فشاں
میں آستین جھاڑ کر شرابیوں کے کوچہ میں جانا چاہتا ہوں
زیں فتنہ ہا کہ دامن آخر زماں گرفت
ان فتنوں کی وجہ سے جو آخری زمانے کے دامن سے لپٹ گئے ہیں

بر برگ گل زخون شقائق نوشتہ اند
پھول کی پتیوں پر گل لالہ کے خون سے لکھ دیا ہے
کانکس کہ پختہ شد مے چوں ارغواں گرفت
کہ وہ شخص جو پختہ ہو گیا اس نے ارغوانی شراب لی ہے

مے دہ بجام جم کہ صباح صبوحیاں
جام جمشید میں شراب دے اس لئے کہ صبح کے پینے والوں کی [illegible]
چوں پادشہ بہ تیغ زرافشاں جہاں گرفت
زرافشاں تلوار کے ذریعہ بادشاہ کی طرح دنیا پر قبضہ کر لیا ہے

مے دہ کہ ہر کہ آخر کار جہاں بدید
شراب دے اس لئے کہ جس شخص نے دنیا کا انجام دیکھا ہے
از غم سبک آمد و رطل گراں گرفت
غم سے [illegible] بھاری رطل لے لیا ہے

فرصت نگر کہ فتنہ چو در عالم اوفتاد
موقع دیکھ جب عالم میں فتنہ برپا ہوا
عارف بجام مے زد و از غم کراں گرفت
عارف نے جام شراب پی لی اور غم سے کنارہ کش ہو گیا

زیں آتش نہفتہ کہ در سینۂ من ست
اس چھپی ہوئی آگ کا جو میرے سینے میں ہے
خورشید شعلہ ایست کہ بر آسماں گرفت
سورج ایک شعلہ ہے جو آسمان میں لگ گیا ہے

حافظ چو آب لطف ز نظم تو میچکد
اے حافظ جبکہ تیری نظم سے لطافت کا پانی ٹپکتا ہے
غیرے چگونہ نکتہ تواند برآں گرفت
کوئی دوسرا اس پر کیسے نکتہ چینی کر سکتا ہے

حاصل کارگہ کون و مکاں ایں ہمہ نیست
کون و مکاں کے کارخانہ کا خلاصہ یہ سب کچھ نہیں ہے
بادہ پیش آر کہ اسباب جہاں ایں ہمہ نیست
شراب لا اس لئے کہ دنیا کے اسباب یہ سب کچھ نہیں ہیں

از دل و جاں شرف صحبت جاناں غرض ست
دل اور جان سے غرض محبوب کی صحبت کا شرف ہے
ہمہ آنست وگرنہ دل و جاں ایں ہمہ نیست
سب کچھ وہی ہے ورنہ دل اور جان یہ سب کچھ نہیں ہیں

منت سدرہ و طوبیٰ ز پئے سایہ مکش
سدرہ اور طوبیٰ کا احسان سایہ کے لئے برداشت نہ کر
کہ چو خوش بنگری اے سرو رواں ایں ہمہ نیست
اس لئے کہ اے سرو رواں اگر تو غور سے دیکھے تو یہ سب کچھ نہیں ہے

دولت آنست کہ بے خون دل آید بکنار
دولت تو وہی ہے جو دل کا خون کئے بغیر حاصل ہو
ورنہ با سعی و عمل باغ جناں ایں ہمہ نیست
ورنہ کوشش اور عمل کے ساتھ جنت کے باغ یہ سب کچھ نہیں ہیں

پنج روزے کہ دریں مرحلہ مہلت داری
اس مرحلہ میں پانچ دن کی جو تجھے مہلت حاصل ہے
خوش بیاسائی زمانے کہ زماں ایں ہمہ نیست
آرام سے کچھ وقت گزار لے کیونکہ زمانہ یہ سب کچھ نہیں ہے

بر لب بحر فنا منتظریم اے ساقی
اے ساقی ہم فنا کے سمندر کے کنارے منتظر ہیں
فرصتے داں کہ ز لب تا بدہاں ایں ہمہ نیست
موقع سمجھ اس لئے کہ ہونٹ سے منہ تک کی فرصت یہ سب کچھ نہیں ہے

[illegible]

http://www.muftbooks.blogspot.com/

زاہدا ایمن مشو از بازیٔ غیرت زنہار
اے زاہد! اللہ کی غیرت کی بازی سے ہرگز مطمئن نہ ہو

کہ رہ صومعہ تا دیر مغاں ایں ہمہ نیست
اس لیے کہ عبادت خانے سے آتش پرستوں کے مندر تک اتنا سب کچھ نہیں ہے

دردمندیٔ چو منِ سوختۂ زار و نزار
مجھ جیسے سوختہ زار و نزار کی دردمندی کے لئے

ظاہراً حاجتِ تقریر و بیاں ایں ہمہ نیست
بظاہر تقریر و بیان کی حاجت یہ سب کچھ نہیں ہے

از تنگی مکن اندیشہ و چوں گل خوش باش
بے آبروئی کی فکر نہ کر اور پھول کی طرح خوش رہ

زانکہ تمکینِ جہانِ گذراں ایں ہمہ نیست
اس لیے کہ گزرنے والی دنیا کی عزت یہ سب کچھ نہیں ہے

نامِ حافظ رقمِ نیک پذیرفت ولے
حافظ کے نام نے اچھا نقشہ اختیار کر لیا ہے لیکن

پیشِ رنداں رقمِ سود و زیاں ایں ہمہ نیست
رندوں کے نزدیک نفع اور نقصان کا نقشہ یہ سب کچھ نہیں ہے

خدا چو صورتِ ابروئے دلربائے تو بست
خدا نے جب تیرے دلربا ابرو کی صورت پیدا کی

کشادِ کارِ من اندر کرشمہائے تو بست
میرے کام کی کشائش کو تیرے ناز و ادا سے وابستہ کر دیا ہے

ہزار سروِ چمن را بخاکِ راہ نشاند
چمن کے ہزاروں سرو کو راستے کی خاک پر گرا دیا

زمانہ تا قصبِ نرگس قبائے تو بست
زمانے نے جب سے نرگس کی قصب کی قبا تجھے پہنائی ہے

مرا و مرغِ چمن را ز دل ببرد آرام
میرے اور چمن کے پرندے کے دل سے آرام لے گیا

سحرگہاں کہ دلِ ہر دو در نوائے تو بست
جبکہ صبح کے وقت دونوں کا دل تیری آواز سے وابستہ کر دیا ہے

زکارِ ما و دلِ غنچہ بس گرہ بکشود
ہمارے کام اور غنچے کے دل کی گرہ کھول دی

نسیمِ صبح چو دل در رہِ ہوائے تو بست
صبح کی نسیم نے جبکہ تیرے عشق کے راستے سے دل وابستہ کر دیا ہے

مرا بہ بندِ تو دورانِ چرخ راضی کرد
زمانے کی گردش نے مجھے تیری قید پر راضی کر دیا

ولے چہ سود کہ سر رشتہ در رضائے تو بست
لیکن کیا فائدہ جبکہ سرا تیری رضامندی سے وابستہ کر دیا ہے

چو نافہ بر دلِ مسکینِ من گرہ مفگن
نافہ کی طرح میرے مسکین دل پر گرہ نہ لگا

کہ عہد با سرِ زلفِ گرہ کشائے تو بست
اس لیے کہ اس نے تیری گرہ کشا زلف سے عہد باندھ رکھا ہے

تو خود حیاتِ دگر بودی اے زمانِ وصال
اے وصال کے زمانے تو خود دوسری قسم کی زندگی تھا

خطا نگر کہ دل امید در وفائے تو بست
غلطی کو دیکھ کہ دل نے تیری وفا سے امید وابستہ کر دی

ہم از نسیمِ تو روزے کشایشے یابد
تیری نسیم سے کسی دن کشادگی حاصل کرے گا

چو غنچہ ہر کہ دلِ خویش در ہوائے تو بست
غنچے کی طرح جس نے اپنا دل تیری محبت سے وابستہ کر دیا ہے

زدستِ جورِ تو گفتم ز شہر خواہم رفت
میں نے کہا تیرے ظلم کے ہاتھوں شہر سے چلا جاؤں گا

بخندہ گفت برو حافظا کہ پائے تو بست
اس نے ہنس کر کہا جا حافظ! تیرا پیر کس نے باندھا ہے

خلوت گزیدہ را بتماشا چہ حاجت است
خلوت نشین کو سیر کی کیا حاجت ہے!

چوں کوئے دوست ہست بصحرا چہ حاجت است
جب دوست کا کوچہ موجود ہے تو جنگل کی کیا حاجت ہے!

۱؎ اس شعر کا مطلب کیا؟ … ہر وقت … سب کچھ ہے … ہے
۲؎ دنیاوی عزت … ہے
۳؎ قصب ایک ریشمی کپڑا ہے … ہے
۴؎ … تیرا … جس سے وابستہ ہے اس نے … غنچے کے دل کی گرہیں کھول دیں
۵؎ یعنی اختیار تجھے دیا ہے
۶؎ زمانہ وصال … اس سے وفا کی امید کرنا غلطی ہے

http://www.muftbooks.blogspot.com/

جاناں بحاجتے کہ تراہست باخدا
اے جاناں! اس حاجت کی قسم جو تجھے خدا سے ہے
آخر دمے بپرس کہ مارا چہ حاجت است
آخر کبھی تو دریافت کر کہ ہمیں کیا ضرورت ہے؟

اے بادشاہِ حسن خدارا بسوختیم
اے حسن کے بادشاہ! خدا کے لئے ہم جل گئے
بارے سوال کن کہ گدارا چہ حاجت است
ایک مرتبہ تو دریافت کر لے کہ فقیر کو کیا ضرورت ہے؟

ارباب حاجتیم و زبانِ سوال نیست
ہم صاحب حاجت ہیں اور مانگنے کی زبان نہیں ہے
در حضرتِ کریم تمنا چہ حاجت است
داتا کے دربار میں تمنا کی کیا ضرورت ہے؟

جامِ جہاں نماست ضمیرِ منیرِ دوست
دوست کا روشن دل جامِ جہاں نما ہے
اظہارِ احتیاجِ خود آنجا چہ حاجت است
وہاں اپنی ضرورت ظاہر کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

آں شد کہ بارِ منتِ ملاح بردمے
وہ وقت گیا کہ ملاح کے احسان کا بوجھ برداشت کرتا تھا
گوہر چو دست داد بدریا چہ حاجت است
جب موتی ہاتھ آگیا ہے دریا کی کیا ضرورت ہے؟

اے مدعی برو کہ مرا باتو کار نیست
اے مدعی! جا میرا تجھ سے کوئی واسطہ نہیں
احباب حاضرند باعدا چہ حاجت است
دوست موجود ہیں، دشمنوں کی کیا ضرورت ہے؟

محتاجِ جنگ نیست گر قصدِ خونِ ماست
جنگ کی ضرورت نہیں ہے اگر تیرا ارادہ خون کا ہے
چوں رخت ازآنِ تست بیغما چہ حاجت است
جب سامان تیرا ہے تو لوٹ مار کی کیا ضرورت ہے؟

اے عاشقِ گدا چو لبِ روح بخشِ یار
اے گدا عاشق! جب معشوق کا روح بخش ہونٹ
میداندت وظیفہ تقاضا چہ حاجت است
تیرا حق جانتا ہے تو تقاضا کی کیا ضرورت ہے؟

حافظ تو ختم کن کہ ہنر خود عیاں شود
حافظ تو ختم کر کیونکہ ہنر خود ظاہر ہو جائے گا
بامدعی نزاع و محاکا چہ حاجت است
مدعی کے ساتھ جھگڑے اور گفتگو کی کیا ضرورت ہے؟

خوشتر ز عیش و صحبت و باغ و بہار چیست
صحبت اور باغ و بہار کے عیش سے بہتر کیا چیز ہے
ساقی کجاست گو سببِ انتظار چیست
ساقی کہاں ہے؟ کہہ دو انتظار کا کیا سبب ہے؟

معنیِ آبِ زندگی و روضۂ ارم
آب حیات، اور جنت کے باغ کی حقیقت
جز طرفِ جوئبار و مئے خوشگوار چیست
نہر کے کنارے اور خوشگوار شراب کے سوا کیا ہے؟

ہر وقت خوش کہ دست دہد مغتنم شمار
ہر اچھا وقت میسر آجائے غنیمت سمجھ
کس را وقوف نیست کہ انجامِ کار چیست
کسی کو معلوم نہیں کہ انجام کار کیا ہے؟

پیوندِ عمر بستہ بموئیست ہوش دار
عمر کا جوڑ بال سے ہے ہوش کر
غمخوارِ خویش باش غمِ روزگار چیست
اپنا غمخوار بن زمانہ کا غم کیا ہے؟

رازِ درونِ پردہ زرندانِ مست پرس
پردے کے اندر کے راز مست رندوں سے دریافت کر
اے مدعی نزاع تو باپردہ دار چیست
اے مدعی! پردہ دار سے تیرا جھگڑا کیا ہے؟

مستور و مست ہر دو چو از یک قبیلہ اند
مستور اور مست جبکہ ایک قبیلہ سے ہیں
مادل بعشوہ کہ دہیم اختیار چیست
ہم کس کے ناز و انداز پر دل دیں اختیار کیا ہے؟

سکی تو بے مانگے دیتا ہے۔
جمشید کا جام کہ اس طرح کا تھا کہ وہ اس سے تمام دنیا کے احوال معلوم کر لیتا تھا اسی لئے اس کو جام جہاں نما بھی کہا جاتا ہے۔
سلسلہ عیش حیات ہی تو ساقی کو فوراً آجانا چاہیے۔
عمر کا کوئی اعتبار نہیں اپنی فکر کرنی چاہئے زمانہ کی فکر بیکار ہے۔
مستی سے زاہد مست سے مراد رند

http://www.muftbooks.blogspot.com/

سہو و خطائے بندہ گرش نیست اعتبار — معنیِ عفو و رحمتِ پروردگار چیست

بھول چوک اور بندہ کی غلطی کا حساب معتبر ہو — تو اللہ کی عفو اور رحمت کے معنی کیا ہیں

زاہد شرابِ کوثر و حافظ پیالہ خواست

زاہد نے کوثر کی شراب اور حافظ نے پیالہ مانگا

تا در میانہ خواستۂ کردگار چیست

دیکھیے دونوں میں خدا کا پسندیدہ کیا ہے

خیالِ روئے تو در ہر طریق ہمرہِ ماست — نسیمِ موئے تو پیوندِ جانِ آگہِ ماست

ببیں کہ سیبِ زنخدانِ تو چہ میگوید — ہزار یوسفِ مصری فتادہ در چہِ ماست

ہزار مصری یوسف ہمارے کنویں میں گرے ہیں

برغمِ مدعیانے کہ منعِ عشق کنند — جمال و چہرۂ تو حجتِ موجہِ ماست

لیکن مدعیوں کے برخلاف جو عشق سے منع کرتے ہیں — تیرا حسن اور چہرہ ہماری پسندیدہ دلیل ہے

اگر بزلفِ درازِ تو دستِ ما نرسد — گناہِ بختِ پریشان و دستِ کوتہِ ماست

بحاجبِ درِ خلوت سرائے خاص بگو — فلاں ز گوشہ نشینانِ خاکِ درگہِ ماست

بصورت از نظرِ ما اگرچہ محجوب ست — ہمیشہ در نظرِ خاطرِ مرفہِ ماست

اگر بسالے حافظ درے زند بکشا

کہ سالہاست کہ مشتاقِ روئے چوں مہِ ماست

خمِ زلفِ تو دامِ کفر و دین ست — زکارستانِ او یک شمہ این ست

تیری زلف کا خم کفر و دین کے لیے جال ہے

مقالاتِ نصیحت گو ہمیں ست — کہ حکم اندازِ ہجراں در کمین ست

نصیحت کرنے والے کی باتیں یہی ہیں

جمالت معجزِ حسن ست لیکن — حدیثِ غمزہات سحرِ مبین ست

تیرا جمال، حسن کا معجزہ ہے لیکن — ناز و انداز کی بات، کھلا ہوا جادو ہے

بر آں چشمِ سیہ صد آفریں باد — کہ در عاشق کشی سحر آفرین ست

اس سیاہ آنکھ کے لیے سو شاباش — جو عاشق کشی میں جادو گر ہے

عجب راہیست راہِ عشق ہیہات — کہ چرخِ ہشتمش ہفتم زمین ست

کہ اس کا آٹھواں آسمان ساتویں زمین ہے

http://www.muftbooks.blogspot.com/

تو پنداری کہ بدگو رفت و جاں برد
تو سمجھتا ہے کہ چغلخور چلا گیا، اور بچ گیا

حسابش با کراماً کاتبین ست
اس کا حساب کراماً کاتبین کے سپرد ہے

ز چشمِ شوخِ تو کے جاں تواں برد
تیری شوخ آنکھ سے کیسے جان بچائی جاسکتی ہے

کہ دائم با کماں اندر کمین ست
جو ہمیشہ کمان لئے، گھات میں ہے

لبت را آبِ حیواں گفتم اما
تیرے ہونٹوں کو میں نے آبِ حیات کہا لیکن

چہ جائے آب کاں ماءِ معین ست
پانی کیسا کہ صرف سیدھا اور بہتا پانی ہے

عشوا ایجاں زکیدِ زلفش ایمن
اے جان اس کی زلف کی تدبیر سے مطمئن نہ ہو

کہ دل برد و کنوں در بندِ دین ست
دل تو لے گئی اب دین کی فکر میں ہے

حدیثِ مطرب و پیمانۂ مے
گویے اور شراب کے پیمانے کی بات

بہ نزدِ عاشقاں آیاتِ دین ست
عاشقوں کے نزدیک دین کے معجزے ہیں

ز جامِ عشق مے نوشید حافظ
حافظ نے عشق کے جام سے شراب پی ہے

مدامش مستی و رندی ازین ست
ایسی لیے اس کو ہمیشہ مستی اور رندی حاصل ہے

خوابِ آں نرگسِ فتانِ تو بے چیزے نیست
تیری فتنہ جگانے والی نرگس کی نیند بے سبب نہیں ہے

تابِ آں زلفِ پریشانِ تو بے چیزے نیست
تیری پریشان زلف کا خم بے سبب نہیں ہے

از لبت شیر رواں بود کہ من میگفتم
تیرے ہونٹوں سے دودھ جاری تھا کہ میں نے کہا

ایں شکر گرد نمکدانِ تو بے چیزے نیست
کہ یہ شکر تیرے نمکدان کے گرد بے سبب نہیں ہے

چشمۂ آبِ حیات ست دہانت اما
تیرا منہ آبِ حیات کا چشمہ ہے لیکن

زیر لب چاہِ زنخدانِ تو بے چیزے نیست
ہونٹ کے نیچے تیری ٹھوڑی کا کنواں بے سبب نہیں ہے

جاں دراز زی تو بادا کہ یقیں میدانم
خدا کرے تیری عمر دراز ہو مجھے یقین ہے

در کماں ناوکِ مژگانِ تو بے چیزے نیست
کمان میں تیری پلک کا تیر بے سبب نہیں ہے

مبتلائے بغم و محنت و اندوہ و فراق
غم، مصیبت اور رنج و فراق میں مبتلا ہوکر

اے دل ایں نالہ و افغانِ تو بے چیزے نیست
اے دل تیرا یہ نالہ اور فریاد بے سبب نہیں ہے

دوش باد از سرِ کوئش بگلستاں بگذشت
شب گذشتہ ہوا اس کے کوچے سے باغ میں پہنچی

اے گل ایں چاکِ گریبانِ تو بے چیزے نیست
اے پھول، یہ تیرا چاک گریبان بے سبب نہیں ہے

دردِ عشق ارچہ دل از خلق نہاں میدارد
دل اگرچہ دردِ عشق کو لوگوں سے پوشیدہ رکھتا ہے

حافظ ایں دیدۂ گریانِ تو بے چیزے نیست
حافظ تیری یہ روتی آنکھیں بے سبب نہیں ہیں

خمے کہ ابروئے شوخِ تو در کماں انداخت
تیرے شوخ ابرو نے کمان میں جو خم پیدا کیا ہے

بقصدِ جانِ منِ زارِ ناتواں انداخت
مجھ کمزور، زار حال کی جان لینے کے ارادہ سے کیا ہے

مگر آنکھ نیم وا ہے
ہیں جو انسان کو بیکل
اور بیدار رکھتے ہیں۔
یعنی تیرا نشیلا آنکھ
اور بکھری زلفوں کے
بل اور تاب ہی پیدا
کرتے ہیں۔
یعنی میں نے تیرے
ہونٹوں میں ہی کہا تھا
کہ اس کے ہونٹ
سب شائق ہوں گے۔
یعنی بلکہ اس سے
بڑھ کر آب
حیات
ہونا تو کجا
کنویں ہیں
آنکھ۔
یعنی ابرو کمان
سے اور پلکوں کو تیر سے
تشبیہ دی گئی ہے
یعنی معشوق کے کوچہ
کی جانب سے ہوا
ہوکر پھول کا گریبان
چاک ہوا ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

شرابِ خوردہ و خوئے کردہ کے شدی بچمن
تو شراب پی کر اور پسینے کی حالت میں کب چمن میں آیا تھا

کہ آبِ روئے تو آتش در ارغواں انداخت
کہ تیرے چہرہ کی رونق نے گلِ ارغواں میں آگ لگا دی ہے

بیک کرشمہ کہ نرگس بخود فروشی کرد
ایک کرشمہ کے باعث جو نرگس نے خود فروشی میں دکھایا

فریبِ چشمِ تو صد فتنہ در جہاں انداخت
تیری آنکھوں کے فریب نے دنیا میں سو فتنے پیدا کر دئے

خراب و خستہ قدِ توام تعالی اللہ
تیرے عشق کی وجہ سے میں خراب اور خستہ ہوں رحمت اللہ

چہ کلک بود کہ ایں خطِ دلستاں انداخت
کون سا قلم تھا جس نے یہ دلستاں خط ڈالا ہے

ز شرم آنکہ بروئے تو نسبتش کردند
اس شرم سے کہ لوگوں نے اس کو تیرے چہرے سے تشبیہ دی

سمن بدستِ صبا خاک در دہاں انداخت
سمن نے صبا کے ہاتھ سے منہ میں خاک ڈالی

بہ بزمگاہِ چمن دوش مست بگذشتم
میں کل بزمگاہِ چمن میں شب کو مست ہو کر گزر رہا تھا

کہ از دہانِ توام غنچہ در گماں انداخت
کہ غنچہ نے مجھے تیرے منہ کے شبہ میں ڈال دیا

بنفشہ طرۂ مفتولِ خود گرہ میزد
بنفشہ اپنی گوندھی ہوئی زلفوں میں گرہ لگا رہی تھی

صبا حکایتِ زلفِ تو در میاں انداخت
صبا نے تیری زلف کا قصہ درمیان میں چھیڑ دیا

کنوں بآبِ مئے لعل خرقہ می شویم
مے لعل کے پانی سے اب میں گدڑی دھو رہا ہوں

نصیبۂ ازل از خود نمیتواں انداخت
ازلی نصیب اپنے سے نہیں ہٹایا جا سکتا ہے

نبود رنگِ دو عالم کہ نقشِ الفت بود
دونوں جہانوں کا رنگ بھی نہ تھا کہ محبت کا نقش [illegible]

زمانہ طرحِ محبت نہ ایں زماں انداخت
زمانے نے محبت کی بنیاد اب نہیں ڈالی ہے

من از ورع مے و مطرب ندیدمے ہرگز
میں پرہیزگاری کی وجہ سے شراب اور مطرب کو کبھی نہ دیکھتا

ہوائے مغبچگانم در ایں و آں انداخت
مغبچوں کی محبت نے مجھے اس اور اُس میں مبتلا کر دیا

جہاں بکامِ دل اکنوں شود کہ دورِ زماں
دنیا اب میرے مطلب کی ہو گی [illegible]

مرا بہ بندگیِ خواجۂ زماں انداخت
مجھے خواجۂ زماں کی بندگی میں لگا دیا ہے

مگر گشایشِ حافظ دریں خرابی بود
شاید حافظ کی سہولت اس خرابی میں تھی

کہ قسمتِ ازلش در مئے مغاں انداخت
اس لئے کہ ازلی قسمت نے اس کو مغبچوں کی شراب میں مبتلا کر دیا

دل سراپردۂ محبتِ اوست
دل، اس کی محبت کا خیمہ ہے

دیدہ آئینہ دارِ طلعتِ اوست
آنکھ، اس کے چہرے کی آئینہ دار ہے

منکہ سر در نیاورم بدو کون
میں جو کہ دونوں جہاں کے سامنے سر نہیں جھکاتا

گردنم زیرِ بارِ منتِ اوست
میری گردن اس کے احسان کی زیر بار ہے

تو و طوبیٰ و ما و قامتِ یار
تو ہے اور طوبیٰ، میں ہوں اور دوست کا قد

فکرِ ہر کس بقدرِ ہمتِ اوست
ہر انسان کی فکر اس کی ہمت کے اندازے کے مطابق ہے

دورِ مجنوں گذشت و نوبتِ ماست
مجنوں کا دور گذر گیا اب ہماری باری ہے

ہر کسے پنج روزہ نوبتِ اوست
ہر شخص کو پانچ دن کے لئے نوبت ہے

[illegible] تیری آنکھ [illegible] نرگس سے بہت بڑھا ہوا ہے۔
[illegible] دیوانی ہے۔
[illegible] سفید [illegible] معشوق کے [illegible] ہے۔
[illegible] شرمندہ ہوئی۔
[illegible] دل [illegible] محبت [illegible] ہے۔
[illegible] عاشق [illegible]
[illegible]

http://www.muftbooks.blogspot.com/

من کہ باشم دراں حرم کہ صبا — پردہ دار حریم حرمت اوست
اُس حرم میں میں کون ہوتا ہوں جس کی صبا — اس کی حرمت کے حریم کی پردہ دار ہے

ملکتِ عاشقی، و گنجِ طرب — ہرچہ دارم زیمن ہمتِ اوست
عاشقی کی سلطنت، اور مستی کا خزانہ — جو کچھ میرے پاس ہے اس کی توجہ کی برکت سے ہے

من و دل گر فنا شویم چہ باک — غرض اندر میاں سلامتِ اوست
میں اور دل اگر فنا ہو جائیں تو کیا پروا ہے — مقصود درمیان میں اس کی سلامتی ہے

بے خیالش مباد منظرِ چشم — زانکہ ایں گوشہ خاص دولتِ اوست
خدا کرے، نگاہ کا منظر اس کے خیال سے خالی نہ ہو — اس لئے کہ یہ گوشہ خاص اس کی دولت ہے

گر من آلودہ دامنم چہ عجب — ہمہ عالم گواہِ عصمتِ اوست
اگر میں آلودہ دامن ہوں تو کیا تعجب ہے — اس کی پاکدامنی کا سارا عالم گواہ ہے

ہر گلِ نو کہ شد چمن آرائے — اثرِ رنگ و بوئے صحبتِ اوست
ہر وہ نیا پھول جو چمن آرا بنا — اس کی صحبت کے رنگ و بو کا اثر ہے

فقر ظاہر مبیں کہ حافظ را
ظاہری فقر کو نہ دیکھ، حافظ کا سینہ
سینہ گنجینۂ محبتِ اوست
اس کی محبت کا خزانہ ہے

دارم امیدِ عاطفتے از جنابِ دوست — کردم خیانتے و امیدم بعفوِ اوست
دوست کے دربار سے مہربانی کا امیدوار ہوں — میں نے خیانت کی ہے اور میری امید اس کے عفو سے وابستہ ہے

دانم کہ بگذرد ز سرِ جرمِ من کہ او — گرچہ پری وش است ولیکن فرشتہ خوست
مجھے معلوم ہے کہ وہ میرے جرم سے درگزر کرے گا — اس لئے کہ وہ اگرچہ پری وش ہے لیکن فرشتہ خصلت ہے

بے گفتگوئے زلفِ تو دل را ہمی برد — بازلفِ دلکش تو کرا روئے گفتگوست
بغیر بات چیت کے تیری زلف دل کو لئے جاتی ہے — تیری دلکش زلف کے ساتھ بات کرنے کی کس کو جرأت ہے

عمریست تا ز زلفِ تو بوئے شنیدہ ایم — زاں بوئے در مشامِ دلِ ما ہنوز بوست
ایک زمانہ گزر گیا ہم نے تیری زلف کی خوشبو سونگھی تھی — جان و دل کے دماغ میں اس سے ابھی تک خوشبو ہے

ہیچ است آں دہاں کہ نبینم ازو نشاں — موئیست آں میاں و ندانم کہ آں چہ موست
وہ منہ کچھ بھی نہیں ہے اس لئے کہ میں نے اس کا کوئی نشان نہ دیکھا — وہ کمر ایک بال ہے لیکن مجھے معلوم نہیں وہ کس قسم کا بال ہے

دارم عجب ز نقشِ خیالش کہ چوں نرفت — از دیدہ ام کہ دمبدمش کارِ شستشوست
مجھے اس کے نقش خیال پر تعجب ہے کہ وہ کیوں نہ مٹا — میری آنکھوں سے کہ جن کا کام ہر وقت دھونا دھلانا ہے

چنداں گریستیم کہ ہر کس کہ برگذشت — از دیدہ ام چو دید رواں گفت اینچہ جوست
میں اس قدر رویا کہ جو شخص بھی گزرا — جب میری آنکھ کو جاری دیکھا تو بولا یہ کونسی نہر ہے

ما سر چو گوئے بر سرِ کوئے تو باختیم — واقف نشد کسے کہ چہ گویست و انچہ کوست
ہم نے تیرے کوچہ پر گیند کی طرح سر کو ہار دیا — لیکن کوئی نہ سمجھا کہ گیند کیا ہے اور یہ کوچہ کیا ہے

۱؎ میری آلودہ دامنی سے اس کا کیا بگڑتا ہے۔
۲؎ جتنے بھی پھول ہیں رنگ و بو اس کی محبت سے پیدا ہوئے ہیں۔
۳؎ معشوق کے منہ کو معدوم قرار دیا جاتا ہے اور کمر کو بال سے تعبیر کیا جاتا ہے۔
۴؎ میری آنکھوں پر بھی شبہ ہوتا ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

حافظ بد است حال پریشان تو ولے
اے حافظ تیرا پریشان حال برا ہے لیکن

بر بوئے زلف یار پریشانیت نکوست
یار کی زلف کی یاد میں تیری پریشانی اچھی ہے

در دیر مغاں آمد یارم قدحے در دست
آتش پرستوں کے عبادت خانہ میں میرا دوست ہاتھ میں پیالہ لئے آیا

مست از مے و میخواران از نرگس مستش مست
وہ شراب سے مست تھا اور شرابی اس کی مست نرگس سے مست تھے

از نعل سمند او شکل مہ نو پیدا
اس کے گھوڑے کے نعل سے پہلی رات کے چاند کی شکل ظاہر تھی

وز قد بلند او بالائے صنوبر پست
اور اس کے بلند قد کے مقابلہ میں صنوبر کا قد پست تھا

آخر بچہ گویم ہست از خود خبرم چوں نیست
میں کس طرح کہوں کہ وہ ہے جبکہ مجھے اپنی خبر نہیں

از بہر چہ گویم نیست با او نظرم چوں ہست
میں کس طرح کہوں کہ وہ نہیں ہے جبکہ اس پر میری نظر ہے

چوں شمع وجود من شب تا بسحر خود را
میرا وجود شمع کی طرح رات سے صبح تک اپنے آپ کو

بسوخت چو پروانہ تا رفت ز رہ [illegible]
پروانے کی طرح جلاتا رہا اور ...

شمع دل دمسازاں بنشست چو او برخاست
جب وہ اٹھ گیا تو عاشقوں کے دل کی شمع بجھ گئی

افغان نظربازاں برخاست چو او بنشست
نظربازوں کی فریاد بلند ہوئی جب وہ بیٹھا

گر غالیہ خوشبو شد در گیسوئے او آویخت
اگر غالیہ خوشبو بنی تو اس کے گیسو سے وابستہ ہوئی

ور وسمہ کماں کش شد در ابروئے او پیوست
اگر وسمہ کمان کش بنا تو اس کے ابرو سے وابستہ ہوا

باز آی کہ باز آید عمر شدۂ حافظ
تو پھر آجا تاکہ حافظ کی گئی عمر لوٹ آئے

ہر چند کہ ناید باز تیرے کہ بشد از شست
اگرچہ کمان سے نکلا ہوا تیر کبھی واپس نہیں لوٹتا ہے

در ایں زمانہ رفیقے کہ خالی از خلل ست
اس زمانہ میں اگر کوئی دوست خرابی سے خالی ہے

صراحی مئے ناب و سفینۂ غزل ست
وہ خالص شراب کی صراحی اور غزل کی کتاب ہے

جریدہ رو کہ گذرگاہ عافیت تنگ ست
تنہا چل اس لئے کہ عافیت کا راستہ تنگ ہے

پیالہ گیر کہ عمر عزیز بے بدل ست
پیالہ تھام لے اس لئے کہ پیاری عمر بے بدل ہے

نہ من ز بے عملی در جہاں ملولم و بس
زمانہ میں تنہا میں ہی بے عملی سے رنجیدہ نہیں ہوں

ملالت علما ہم ز علم بے عمل ست
علماء کو بھی علم بے عمل کا رنج ہے

بچشم عقل بہ بیں در جہان پر آشوب
پرشور زمانہ کو عقل کی آنکھ سے دیکھ

جہان و کار جہاں بے ثبات و بے محل ست
دنیا اور دنیا کا معاملہ ناپائیدار اور بے محل ہے

دلم امید فراواں ز وصل روئے تو داشت
میرا دل تیرے چہرے کے وصال کی بہت زیادہ امید رکھتا تھا

ولے اجل بہ رہ عمر رہزن امل ست
لیکن عمر کے راستے میں موت امید کی رہزن ہے

ز قسمت ازلی چہرۂ سیہ بختاں
سیاہ نصیب والوں کا چہرہ جو ازلی قسمت کی بنا پر ہے

بشست و شوئی نگردد سفید ایں مثل ست
دھونے دھلانے سے سفید نہیں ہوتا ہے اور یہ کہاوت ہے

۱ گھوڑے کے نعل جیسا ہلال ہوتا ہے۔ ۲ حقیقت میں اس کی موجودگی بتا سکتا ہوں اس لئے کہ میں اپنے سے بے خبر ہوں اس کی عدم موجودگی کیونکہ وہ میری نظروں میں سمایا ہے۔ ۳ غالیہ ایک مرکب خوشبو ہے وسمہ ابرو کا نشان بنایا جاتا تھا۔ ۴ مخلص دوست صراحی اور شاعری کے علاوہ کوئی نہیں ہے۔ ۵ اس دنیا میں گوشۂ تنہائی میں ہی عافیت ہے۔ ۶ تو بے عمل ہے جب تو بھی علم رہا وجود علم کے بے عمل رہے۔ ۷ انسان زندگی میں اپنی تمنائیں پوری نہیں کر سکتا ہے۔ ۸ جو ازل سے بد بخت ہے وہ کبھی سعادت مند نہیں بن سکتا۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

بگیر طرّهٔ مه طلعتی و قصه مخوان
کسی چاند جیسے چہرے والے کی زلف پکڑ لے اور قصے نہ پڑھ
که سعد و نحس ز تاثیر زهره و زحل است
کیونکہ نیکی و بدی تو زہرہ و زحل کی تاثیر سے ہے

خلل پذیر بود هر بنا که می‌بینی
ہر بنیاد جو تو دیکھتا ہے وہ نقصان پذیر ہے
مگر بنای محبت که خالی از خلل است
لیکن محبت کی بنیاد جو خلل سے خالی ہے

به هیچ دور نخواهند یافت هشیارش
کسی زمانہ میں بھی اس کو ہوش میں نہ پائیں گے
چنین که حافظ ما مست بادهٔ ازل است
اس لئے کہ ہمارا حافظ ازل کی شراب سے مست ہے

دل و دینم شد و دلبر به ملامت برخاست
میرا دل اور دین تو گیا اور معشوق ملامت پر آمادہ ہوا
گفت با ما منشین کز تو سلامت برخاست
کہا ہمارے ساتھ نہ بیٹھو اس لئے کہ تم سے سلامتی جاتی رہی ہے

که شنیدی که درین بزم دمی خوش بنشست
کس نے سنا ہے کہ اس بزم میں تھوڑی دیر کیلئے آرام سے بیٹھا ہو
که نه در آخر صحبت به ندامت برخاست
کہ آخر صحبت میں ندامت سے کھڑا نہ ہوا ہو

شمع گر زان لب خندان به زبان لافی زد
شمع نے اگر اس ہنستے ہوئے لب پر زبان سے لاف زنی کی
پیش عشاق تو شبها به غرامت برخاست
تو تیرے عاشقوں کے سامنے راتوں سزا میں کھڑی رہی

در چمن باد بهاری ز کنار گل و سرو
چمن میں موسم بہار کی ہوا گل اور سرو کی آغوش سے
به هواداری آن عارض و قامت برخاست
اس رخسار اور قد کی محبت میں اٹھ کھڑی ہوئی

مست بگذشتی و از خلوتیان ملکوت
تو مست ہو کر گزرا اور ملکوت کے خلوت نشینوں میں
به تماشای تو آشوب قیامت برخاست
تیرے دیدار کے لیے قیامت کا شور برپا ہوا

پیش رفتار تو پا برنگرفت از خجلت
تیری رفتار کے آگے شرمندگی سے ایک قدم نہ اٹھا سکا
سرو سرکش که به ناز از قد و قامت برخاست
وہ سرکش سرو جو قد و قامت کے ناز سے اٹھا تھا

حافظ این خرقه بینداز مگر جان ببری
حافظ گدڑی اتار پھینک شاید جان بچا لے
کآتش از خرمن سالوس و کرامت برخاست
اس لئے کہ مکر و کرامت کے خرمن سے آگ بھڑک اٹھی ہے

دیدی که یار جز سر جور و ستم نداشت
تو نے دیکھا کہ یار نے ظلم و ستم کے علاوہ کوئی خیال نہ کیا
بشکست عهد ما و ز ما هیچ غم نداشت
ہمارے عہد کو توڑ ڈالا اور اس کو کوئی غم نہ ہوا

یارب مگیرش ار چه دل چون کبوترم
اے خدا اس سے مواخذہ نہ کر اگرچہ اس نے میرے کبوتر جیسے دل کو
افکند و کشت و حرمت صید حرم نداشت
پچھاڑا اور مار ڈالا اور حرم کے شکار کا کوئی احترام نہ کیا

بر من جفا ز بخت بد آمد وگرنه یار
مجھ پر مقدر سے ظلم ہوا ورنہ دوست
حاشا که رسم جور و طریق ستم نداشت
حاشا ظلم کی عادت اور ستم کا طریقہ نہیں رکھتا تھا

دل این همه جفا که بخواری کشید ازو
دل نے ہم جفا کے ساتھ ذلت اٹھائی
هر جا که رفت هیچ کسش محترم نداشت
جہاں کہیں بھی گیا کسی نے اس کی عزت نہ کی

۱ جو وقت بھی ملے لطف و عیش سے گزار دینا چاہیے۔
۲ بزم عشق میں راحت کم اور تکلیف زیادہ ہے۔
۳ یعنی شمع نے چونکہ لاف زنی کی اس لئے رات بھر کھڑی رہی۔
۴ باد بہاری اس کے عشق میں ماری ماری پھرتی ہے۔
۵ سرو تیرے قد کو دیکھ کر اس قدر شرمندہ ہے کہ ایک قدم نہیں چل سکتا۔
۶ دل کو حرم کے کبوتر سے تشبیہ دی ہے جس کا مارنا حرام ہے۔
۷ اپنی مظلومیت کا سبب مقدر کو قرار دینا تاکہ محبوب کی بے گناہی ثابت ہو سکے۔ محبوب نے دل کو ذلیل کیا تب سب ہی اس کو ذلیل سمجھتے ہیں۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

ساقی بیار باده و با مدعی بگو
ساقی شراب لے آ اور مدعی سے کہہ دے

انکار ما مکن که چنین جام جم نداشت
ہمارا انکار مت کر کیونکہ اس طرح کا پیالہ جمشید کے پاس بھی نہیں ہے

هر راهرو که ره بحریم درش نبرد
ہر وہ سالک جس نے اس کے حرم کا راستہ طے نہ کیا

مسکین برید وادی و ره در حرم نداشت
اس بیچارے نے جنگل طے کئے اور حرم میں نہ پہنچا

خوش وقت رند مست که دنیا و آخرت
وہ مست رند خوش وقت ہے جس نے دنیا و آخرت کو

بر باد داد و هیچ غم بیش و کم نداشت
برباد کر دیا اور کمی و بیشی کا غم نہ کیا

حافظ ببرد گوی فصاحت که مدعی
اے حافظ تو نے فصاحت کی بازی جیت لی اس لئے کہ مدعی

هیچش هنر نبود و خبر نیز هم نداشت
کے پاس کوئی ہنر نہیں اور اس کو خبر بھی نہیں ہے

دیدمش خوش که سرمست غزلخوان میرفت
میں نے اس کو خوش دیکھا کہ مستی میں غزل خواں چلا جا رہا تھا

جام می بر کف و در مجلس رندان میرفت
ہاتھ میں شراب کا پیالہ اور رندوں کی مجلس میں چلا جا رہا تھا

همچو جان از بر من آن سرو خرامان میرفت
وہ خرام والا سرو میرے پاس سے جان کی طرح جا رہا تھا

متنفر شده از بنده گریزان میرفت
غلام سے متنفر ہو کر بھاگا جا رہا تھا

چون همی گفتمش ای مونس دیرینه من
جب میں نے اس سے کہا اے میرے پرانے غمخوار

سخت میگفت و دل آزرده و پریشان میرفت
تو اس نے سختی سے جواب دیا اور پریشان دل ہو کر جا رہا تھا

نقش خوارزم و خیال لب جیحون میبست
خوارزم کا نقشہ اور جیحون کے کنارے کا خیال باندھتا تھا

با هزاران گله از ملک سلیمان میرفت
ہزاروں شکووں کے ساتھ سلیمان کے ملک سے جا رہا تھا

می شد آنکس که چو او جان سخن کس نشنفت
وہ شخص جا رہا تھا جس کی طرح بات کسی نے نہیں سنی

من همی دیدم و از کالبدم جان میرفت
میں دیکھ رہا تھا اور میرے جسم سے جان جا رہی تھی

گفتم اکنون سخن خوش که بگوید با ما
میں نے کہا اب پیاری پیاری باتیں ہم سے کون کہے گا

کان شکر لهجه خوشگوی سخندان میرفت
اس لئے کہ وہ شیریں لہجہ والا، خوش گو، سخندان جا رہا تھا

لابه بسیار نمودم که مرو سود نداشت
میں نے بہت خوشامد کی کہ مت جا فائدہ نہ ہوا

زانکه کار از نظر رحمت سلطان میرفت
اس لئے کہ معاملہ بادشاہ کی نظر رحمت سے گزر رہا تھا

پادشاها ز کرم از سر جرمش بگذر
اے بادشاہ کرم کر کے اس کی خطا معاف کر دے

چه کند سوخته از غایت حرمان میرفت
وہ سوختہ کیا کرے انتہائی ناامیدی سے جا رہا تھا

چون بشد آن صنم از دیده حافظ غائب
جب وہ صنم حافظ کی آنکھ سے غائب ہوا

اشک همواره ز رخسار بدامان میرفت
آنسو برابر رخسار سے دامن کی طرف جا رہے تھے

روزه یکسو شد و عید آمد و دلها برخاست
روزہ ختم ہوا اور عید آئی اور دلوں میں اٹھان پیدا ہوا

می ز خمخانه بجوش آمد و میباید خواست
شراب خمخانہ میں جوش میں آئی اور مانگنی چاہیے

۱ے جمشید کا پیالہ جام جم جس میں ساری کائنات کے راز دکھائی دیتے تھے۔
۲ے خوارزم ایک شہر ہے جیحون دریا کے کنارے
۳ے ...
کیا آواز بھی نہ گیا
۴ے ملک سلیمان سے مراد شیراز ہے۔
۵ے یعنی بڑا ہی خوب سخن شناس تھا۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

نوبتِ زہد فروشانِ گراں جاں بگذشت
سخت جان زہد فروشوں کی باری گئی
وقتِ شادی و طرب کردنِ رنداں برخاست
رندوں کی خوشی اور مستی کا وقت آ گیا

چہ ملامت بود آں را کہ چوما بادہ خورد
جو ہماری طرح شراب پیے اس کو کیا ملامت ہو سکتی ہے
ایں نہ عیب است بر عاشقِ رند و نہ خطاست
یہ بات عاشق رند پر نہ عیب ہے نہ اس کی غلطی ہے

بادہ نوشی کہ درو روئے و ریائے نبود
وہ شراب نوشی جس میں کوئی ریاکاری نہ ہو
بہتر از زہد فروشی کہ درو روئے و ریاست
اس زہد فروشی سے بہتر ہے جس میں دکھاوا اور ریاکاری ہے

ما نہ مردانِ ریائیم و حریفانِ نفاق
ہم نہ ریاکار ہیں نہ نفاق والے
آنکہ او عالمِ سر است بدیں حال گواست
جو راز کو جانتا ہے وہ اس حال کا گواہ ہے

فرضِ ایزد بگذاریم و بکس بد نکنیم
ہم خدا کا فرض ادا کرتے ہیں اور کسی کے ساتھ برائی نہیں کرتے
وانچہ گویند روا نیست نگوئیم رواست
اور جس کو ناجائز کہتے ہیں ہم جائز نہیں کہتے

چہ شود گر من و تو چند قدح بادہ خوریم
کیا ہو جائے گا اگر میں اور تو چند پیالے پی لیں گے
بادہ از خونِ رزانست نہ از خونِ شماست
شراب انگوروں کا خون ہے تمہارا خون تو نہیں ہے

ایں نہ عیب است کزیں عیب خلل خواہد بود
یہ کوئی ایسا عیب نہیں ہے جس سے کوئی خرابی ہو گی
ور بود عیب چہ شد مردمِ بے عیب کجاست
اور اگر عیب بھی ہے تو کیا ہوا بے عیب انسان کہاں ہیں

بادہ می نوش و میازار تو کس را حافظ
اے حافظ! تو شراب پی اور کسی کو نہ ستا
زانکہ آزردنِ مردم ہمگی عین خطاست
اس لئے کہ انسانوں کو ستانا عین غلطی ہے

حافظ از عشقِ خط و خالِ تو سرگرداں ست
حافظ تیرے خط و خال کے عشق میں سرگرداں ہے
ہمچو پرکار و لے نقطۂ دل پا بر جاست
پرکار کی طرح، لیکن دل کا نقطہ ایک جگہ ہے

روضۂ خلدِ بریں خلوتِ درویشان ست
درویشوں کی خلوت خلد بریں کا باغ ہے
مایۂ محتشمی خدمتِ درویشان است
درویشوں کی خدمت عزت کا سرمایہ ہے

گنجِ عزلت کہ طلسمات عجائب دارد
گوشۂ تنہائی جو عجائبات کے طلسم رکھتا ہے
فتحِ آں در نظرِ رحمتِ درویشان است
اس کی کشائش درویشوں کی توجہ کی نظر میں ہے

قصرِ فردوس کہ رضوانش بدربانی رفت
جنت کا وہ محل جس کی دربانی کے لئے رضوان پہرے پر گیا
منظرے از چمنِ نزہتِ درویشان است
درویشوں کی سیر کے چمن کا ایک منظر ہے

آنچہ زر میشود از پرتوِ آں قلبِ سیاہ
جس کے سایہ سے سیاہ دل سونا بن جاتا ہے
کیمیائیست کہ در صحبتِ درویشان است
ایسی کیمیا ہے جو درویشوں کی صحبت میں ہے

وانکہ پیشش بنہد تاجِ تکبر خورشید
جس کے سامنے سورج تکبر کا تاج اتار رکھے
کبریائیست کہ در حشمتِ درویشان است
وہ ایسی بڑائی ہے جو درویشوں کی دولت میں ہے

دولتے را کہ نباشد غم از آسیبِ زوال
وہ دولت جس کو زوال کے خطرہ کا غم نہ ہو
بے تکلف بشنو دولتِ درویشان است
بے تکلف سن لے وہ درویشوں کی دولت ہے

۱ شعر کا مطلب یہ ہے
ابھی زاہد کا حصہ
ختم ہو گیا۔
۲ ہمارا ظاہر و باطن
یکساں ہے لہٰذا ہم
منافق نہیں ہیں۔
۳ ہم فقرا کی اطاعت
اور دل و جان سے ان کی
حفاظت کرتے ہیں۔
۴ وہ عوام تو
نشہ کو
عیب جانتا
ہے جو کر
اٹھنا ہو جاتا۔
۵ اگرچہ حافظ آوارہ گرد
ہے لیکن دل ایک ہی
جگہ ہے۔
۶ فقرا کی خدمت
سے عزت حاصل ہوتی ہے؟
۷ اولیاء اللہ کی توجہ سے
دنیا کے سربستہ
راز کھلتے ہیں۔
۸ فقرا کی صحبت
و صفات ہی جنت
سے اعلیٰ ہیں۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

خسرواں قبلۂ حاجات جہانند ولے — سببش بندگیِ حضرتِ درویشان است

بادشاہ، جہاں کے قبلۂ حاجات ہیں لیکن — اس کا سبب درویشوں کے دربار کی غلامی ہے

روئے مقصود کہ شاہانِ جہاں می طلبند — مظہرش آئنۂ طلعتِ درویشان است

جس مقصود کے چہرے کو دنیا کے بادشاہ طلب کرتے ہیں — اس کا مظہر درویشوں کے چہرے کا آئینہ ہے

اے توانگر مفروش ایں ہمہ نخوت کہ ترا — سروزر در کنفِ ہمتِ درویشان است

اے مالدار مالداری کی رعونت نہ کر اس لیے کہ تیری — سرداری اور دولت درویشوں کی توجہ کے پہلو میں ہے

گنجِ قاروں کہ فرو می رود از قہر ہنوز — خواندہ باشی کہ ہم از غیرتِ درویشان است

قارون کا خزانہ جو اب تک قہر کی وجہ سے دھنس رہا ہے — تو نے پڑھا ہوگا کہ درویشوں کی غیرت کی وجہ سے ہے

بندۂ آصفِ عہدم کہ در سلطنتش — صورتِ خواجگی و سیرتِ درویشان است

ہم اس آصفِ زمانہ کا غلام ہیں کہ جس کی حکومت میں — خواجگی کی صورت اور درویشوں کی سیرت ہے

اے دل ار آبِ حیاتِ ابدی می طلبی — منبعش خاکِ درِ خلوتِ درویشان است

اے دل اگر تو ہمیشگی کا آبِ حیات چاہتا ہے — تو اس کا چشمہ درویشوں کی خلوت کے در کی خاک ہے

از کراں تا بکراں لشکرِ ظلمت اگر — از ازل تا بابد فرصتِ درویشان است

اگر ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک ظلم کا لشکر ہے — تو ازل سے ابد تک درویشوں کو فرصت حاصل ہے

حافظ اینجا بادب باش کہ سلطان و ملک

حافظ اس جگہ ادب سے رہ اس لیے کہ بادشاہ اور فرشتے

ہمہ در بندگیِ حضرتِ درویشان است

سب کے سب درویشوں کے دربار کی غلامی میں ہیں

روزگاریست کہ سودائے بتاں دینِ من است — غمِ ایں کار نشاطِ دلِ غمگینِ من است

ایک مدت گزری کہ بتوں کا عشق میرا دین ہے — اس کام کا غم، غمگین دل کی خوشی ہے

دیدنِ روئے ترا دیدۂ جاں می باید — ویں کجا مرتبۂ چشمِ جہاں بینِ من است

تیرا چہرہ دیکھنے کے لئے جان کی آنکھ چاہیے — اور میری دنیا دیکھنے والی آنکھ کا یہ مرتبہ کہاں ہے

تا مرا عشقِ تو تعلیمِ سخن گفتن کرد — خلق را وردِ زباں مدحت و تحسینِ من است

جب سے تیرے عشق نے مجھے بات کرنا سکھلایا ہے — میری تعریف اور تحسین مخلوق کی وردِ زباں ہے

دولتِ فقر خدایا بمن ارزانی دار — کیں کرامت سببِ حشمت و تمکینِ من است

اے خدا مجھے فقر کی دولت عنایت فرما — اس لیے کہ یہ بزرگی میری عظمت اور وقار کا سبب ہے

واعظِ شحنہ شناس ایں عظمت گو مفروش — زانکہ منزلگہِ سلطاں دلِ مسکینِ من است

کوتوال کو پہچاننے والے واعظ سے کہو کہ اس بڑائی پر غرور نہ کرے — اس لیے کہ میرا مسکین دل بادشاہ کی منزل ہے

رسمِ عاشق کشی و شیوۂ شہر آشوبی — کارِ آں شوخِ سیہ چردۂ شیرینِ من است

عاشق کو قتل کرنے کی رسم اور شہر کو فتنے میں مبتلا کرنے کی عادت — میرے میٹھے، شوخ سانولے کا کام ہے

از کہ دریاگری آموخت خیالِ تو مگر — رہنمایش شدہ ایں اشکِ چو پرویزنِ من است

تیرے خیال نے دریاگری کس سے سیکھی ہے شاید — میرے یہ آنسو پرویزن کی طرح اس کے رہنما بنے ہیں

سلاطین اور بادشاہ لوگوں کی ضرورتیں پوری ہوتی ہیں لیکن ان کی دولت درویشوں کی غلامی کا نتیجہ ہے۔

یہ مشہور ہے کہ قارون کا خزانہ حضرت موسیٰ کی بددعا کی وجہ سے دھنستا چلا جا رہا ہے۔

[illegible]

http://www.muftbooks.blogspot.com/

یارب این کعبهٔ مقصود زیارتگہ کیست — کہ مغیلان طریقش گل و نسرین من ست

اے خدا یہ کعبۂ مقصود کس کی زیارت گاہ ہے — کہ اس کے راستے کے کیکر میرے گل و نسرین ہیں

یار ما باش کہ زیب فلک و زینت دہر — از مہ روئے تو و از اشک چو پروین من ست

میرا محبوب بن جا، آسمان کی زیب اور زمانہ کی زینت — تیرے چہرے کے چاند اور میرے پروین جیسے آنسوؤں سے ہے

حافظ از حشمت پرویز دگر قصہ مخواں

اے حافظ! پرویز کے دبدبے کا مزید قصہ بیان نہ کر

کہ لبش جرعہ کش خسرو شیرین من ست

اس لئے کہ اس کے ہونٹ میرے شیریں خسرو کے گھونٹ پینے والے ہیں

روئے تو کس ندید و ہزارت رقیب ہست — در غنچہ ہنوز و صدت عندلیب ہست

تیرا چہرہ کسی نے نہیں دیکھا اور تیرے ہزاروں رقیب ہیں — تو ابھی غنچہ ہی میں ہے اور تیری سیکڑوں بلبلیں ہیں

گر آمدم بکوئے تو چنداں غریب نیست — چوں من دریں دیار ہزاراں غریب ہست

اگر میں تیرے کوچہ میں آگیا ہوں تو کوئی نادر بات نہیں ہے — مجھ جیسے اس وطن میں ہزاروں پردیسی ہیں

ہر چند دورم از تو کہ دور از تو کس مباد[2] — لیکن امید وصل توام عنقریب ہست

ہر چند کہ میں تجھ سے دور ہوں، خدا کرے تجھ سے کوئی دور نہ ہو — لیکن تیرے وصل کی امید مجھے قریب ہے

در عشق خانقاہ و خرابات شرط نیست[3] — ہر جا کہ ہست پرتو روئے حبیب ہست

عشق کے بارے میں خانقاہ اور شراب خانہ کی شرط نہیں ہے — جس جگہ بھی ہے وہاں معشوق کے چہرے کا پرتو ہے

آنجا کہ کار صومعہ را جلوہ میدہند[4] — ناقوس دیر و راہب و نام صلیب ہست

جس جگہ عبادت خانے کے کام کو رونق دے رہے ہیں — ناقوس اور بتخانہ اور راہب اور صلیب کا نام ہے

عاشق کہ شد کہ یار بحالش نظر نکرد[5] — اے خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست

کون ہے جو عاشق ہوا اور یار نے اس کے حال پر نظر نہ کی ہو — اے صاحب! درد ہی نہیں ہے ورنہ طبیب موجود ہے

فریاد حافظ ایں ہمہ آخر بہرزہ نیست

حافظ کی ساری فریاد آخر بیکار نہیں ہے

ہم قصۂ غریب و حدیثے عجیب ہست

نادر قصہ اور ایک عجیب بات بھی ہے

روشن از پرتو رویت نظرے نیست کہ نیست — منت خاک درت بر بصرے نیست کہ نیست

کوئی ایسی نگاہ نہیں ہے جو تیرے چہرے کے پرتو سے روشن نہیں ہے — کوئی ایسی بینائی نہیں ہے جس پر تیرے در کی خاک کا احسان نہیں ہے

ناظر روئے تو صاحب نظرانند ولے — سر گیسوئے تو در ہیچ سرے نیست کہ نیست[6]

تیرے چہرے کو دیکھنے والے تو صاحب نظر ہی ہیں لیکن — کوئی ایسا سر نہیں ہے جس میں تیرے گیسو کا خیال نہیں ہے

اشک غماز من ار سرخ برآمد چہ عجب[7] — خجل از کردۂ خود پردہ درے نیست کہ نیست

میرا چغل خور آنسو سرخ ہو کر نکلا ہے تو کیا عجب ہے — کوئی پردہ چاک کرنے والا ایسا نہیں ہے جو اپنے کئے سے شرمندہ نہیں ہے

کمر کین بمن خستہ چہ بندی کہ ز مہر[8] — بر میان دل و جانم کمرے نیست کہ نیست

مجھ خستہ پر کینہ کی کمر کیا کستا ہے اس لئے کہ محبت سے — کوئی کمر ایسی نہیں ہے جو میرے دل و جان کے درمیان بندھی نہیں ہے

---

۱ یعنی میرے محبوب کے سیکڑوں طالب و عاشق ہیں۔
۲ کلام میں دعائیہ ہے اور جملہ وصل کی آرزو ہے۔
۳ عاشق حقیقی خانقاہ اور خرابات میں محبوب ہی کا جلوہ دیکھتا ہے۔
۴ یعنی یہ چیزیں تو بطور نام ہیں ورنہ حقیقتاً روئے حبیب جلوہ نما ہے۔
۵ اگر حقیقی عشق ہوتا ہے تو محبوب کی نظر کرم ہو ہی جاتی ہے۔
۶ یعنی مشاہدہ تو کسی کو حاصل نہیں لیکن عشق سب میں موجود ہے۔
۷ میرے چغل خور آنسو عشق کے چغلخور ہیں، پردہ دری پر شرمندگی کیسی۔
۸ لہٰذا مجھ جیسے مجبور عشق پر ظلم مناسب نہیں ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

تا بدامن ننشیند ز نسیمت گردے
تاکہ تیرے دامن پر نسیم کی وجہ سے کوئی گرد نہ آ بیٹھے
سیل اشک از نظرم برگذرے نیست کہ نیست
کوئی راستہ ایسا نہیں ہے جس پر میری آنکھوں کا سیل اشک نہیں ہے

تا دم از شام سر زلف تو ہر جا نزند
تیری زلف کی سیاہی کے عشق کا قصہ تاکہ ہر جگہ نہ پھیلائے
با صبا گفت و شنیدم سحرے نیست کہ نیست
کوئی صبح ایسی نہیں ہے جس میں صبا کے ساتھ میری گفت و شنید نہیں ہے

من ازیں طالع شوریدہ برنجم ورنہ
میں اس پریشان نصیب سے ناراض ہوں، ورنہ
بہرہ مند از سر کویت دگرے نیست کہ نیست
کوئی دوسرا ایسا نہیں ہے جو تیرے کوچے سے بہرہ مند نہیں ہے

از خیال لب نوشین تو اے چشمۂ نوش
اے چشمۂ حیات تیرے شیریں ہونٹوں کے خیال سے
غرق آب عرق اکنوں شکرے نیست کہ نیست
کوئی ایسی شکر نہیں ہے جو پسینہ میں ڈوبی ہوئی نہیں ہے

آب چشمم کہ برو منت خاک در تست
میرے آنسو جن پر تیرے در کی خاک کا احسان ہے
زیر صد منت او خاک درے نیست کہ نیست
کسی دروازے کی خاک ایسی نہیں ہے جس پر ان کے سو احسان نہیں ہیں

از وجود آں قدرم نام و نشانیست کہ ہست
میرے وجود کا صرف اسی قدر نام و نشان ہے کہ ہے
ورنہ از ضعف در آنجا اثرے نیست کہ نیست
ورنہ کمزوری کا کوئی ایسا اثر نہیں ہے جو اس میں نہیں ہے

شیر در بادیۂ عشق تو روباہ شود
تیرے عشق کے جنگل میں شیر بھی لومڑی بن جاتا ہے
آہ ازیں راہ کہ در وے خطرے نیست کہ نیست
افسوس ہے اس راستہ پر کوئی ایسا خطرہ نہیں ہے جو اس میں نہیں ہے

زمن تباہ شدہ از دست تو خونیں جگرم
میں تباہ دل تیرے ہاتھ سے زخمی جگر نہیں ہوں
از غم عشق تو پرخوں جگرے نیست کہ نیست
کوئی ایسا جگر نہیں ہے جو تیرے عشق کے غم سے زخمی نہیں ہے

از سر کوئے تو رفتن نتوانم گامے
میں ایک قدم بھی تیرے کوچے سے نہیں جا سکتا ہوں
ورنہ اندر دل بیدل سفرے نیست کہ نیست
ورنہ بے دل کے دل میں کوئی ایسا سفر نہیں ہے جو نہیں ہے

تو خود اے شعلۂ رخشندہ چہ داری در سر
اے روشن شعلے خود تیرے سر میں کیا خیال ہے؟
کہ کباب از حرکات جگرے نیست کہ نیست
کوئی ایسا جگر نہیں ہے جو تیری حرکات سے کباب نہیں ہے

مصلحت نیست کہ از پردہ برون افتد راز
مصلحت نہیں ہے کہ راز پردہ سے باہر آئے
ورنہ در مجلس رنداں خبرے نیست کہ نیست
ورنہ ایسی خبر کوئی نہیں ہے جو رندوں کی مجلس میں نہیں ہے

نازکاں را سفر عشق حرامست حرام
نازکوں کے لئے عشق کا سفر قطعاً حرام ہے
کہ بہر گام دریں رہ خطرے نیست کہ نیست
اس لئے کہ ایسا کوئی خطرہ نہیں ہے جو اس راستہ میں ہر قدم پر نہیں ہے

بجز ایں نکتہ کہ حافظ ز تو ناخوشنود است
اس نکتہ کے علاوہ کہ حافظ تجھ سے ناراض ہے
در سراپائے وجودت ہنرے نیست کہ نیست
ایسا کوئی ہنر نہیں ہے جو تیرے جسم کے وجود میں نہیں ہے

رواق منظر چشم من آشیانۂ تست
تیرا آشیانہ میری آنکھ کے منظر کا سائبان ہے
کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست
کرم فرما اور نیچے آ جا کہ گھر تیرا ہی گھر ہے

بلطف خال و خط از عارفاں ربودی دل
تو نے خط و خال کی پاکیزگی کی بدولت عارفوں کا دل اچک لیا
لطیفہائے عجب زیر دام و دانۂ تست
تیرے دانہ اور جال کے نیچے عجیب لطیفے ہیں

---

۱ تاکہ تیرا دامن غبار آلود نہ ہو میں ہر راستہ آنسوؤں سے چھڑکاؤ کرتا ہوں۔
۲ ہر صبح نسیم سے میں ہم کلام ہوتا ہوں تاکہ وہ تیرے عشق کا چرچا نہ کرے۔
۳ تیرے محبوب تجھ سے فیض یاب ہیں۔
۴ جو تیرے لبوں میں شیرینی ہے جسے دیکھ کر شکر بھی شرمندہ ہے۔
۵ راہ عشق میں دنیا بھر کے خطرات ہیں۔
۶ ہزاروں سفر طے کیا لیکن تیرے کوچے سے ایک قدم نہیں اٹھا سکتا ہوں۔
۷ رند حقیقت سے واقف ہیں لیکن بیان کرنا مصلحت کے خلاف سمجھتے ہیں۔
۸ میری آنکھیں تیرے آشیانہ پر بچھی ہیں۔
۹ خط کو جال اور تل کو دانہ قرار دیا ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

دلت بوصل گل اے بلبل چمن خوش باد
اے چمن کی بلبل پھول کے وصل سے تیرا دل خوش رہے
کہ در چمن ہمہ گلبانگ عاشقانہ تست
اس لئے کہ چمن میں سب تیری ہی عاشقانہ صدائیں ہیں

علاج ضعف دل ما بلب حوالت کن
ہمارے دل کی کمزوری کا علاج اپنے ہونٹوں کے حوالے کر دے
کہ آں مفرح یاقوت در خزانہ تست
اس لئے کہ تیرے خزانہ میں مفرح یاقوتی ہے

بہ تن مقصرم از دولت ملازمت
میں جسم سے خدمت کی دولت سے جہاں قاصر ہوں
ولے خلاصہ جاں خاک آستانہ تست
لیکن جان کا خلاصہ تیری چوکھٹ کی خاک ہے

چہ جائے من کہ بلرزد سپہر شعبدہ باز
میری کیا حقیقت، شعبدہ باز آسمان بھی لرزتا ہے
ازیں حیل کہ در انبانہ بہانہ تست
ان حیلوں سے جو تیرے بہانوں کی تھیلی میں ہیں

من آں نیم کہ دہم نقد دل بہر شوخے
میں وہ نہیں ہوں کہ ہر شوخ کو دل کا نقد دے دوں
در خزانہ بمہر تو و نشانہ تست
خزانے کے دروازے پر تیری مہر اور نشان ہے

تو خود چہ لعبتی اے شہسوار شیریں کار
اے میٹھے کاموں والے شہسوار تو خود کیا گڑیا ہے
کہ توسنے چو فلک رام تازیانہ تست
کہ آسمان جیسا سرکش گھوڑا تیرے کوڑے کے تابع ہے

سرود مجلست اکنوں فلک برقص آرد
اب تیری مجلس کا گانا آسمان کو رقص میں لا رہا ہے
کہ شعر حافظ شیریں سخن ترانہ تست
اس لئے کہ شیریں سخن حافظ کا شعر تیرا گانا ہے

رسیدہ ام بمقامے کہ لامکاں آنجاست
میں اس مقام پر پہنچ گیا ہوں جہاں لامکاں ہے
نہ نام رفتہ زمین و آسماں آنجاست
اس جگہ نہ زمین کا نام ہے نہ آسمان ہے

دو دیدہ باز مکن در روش و لب مکشا
اس کے چہرے پر دونوں آنکھیں نہ کھول اور ہونٹ نہ کھول
نہ تاب دیدن و نے طاقت بیاں آنجاست
اس جگہ نہ دیکھنے کی طاقت ہے نہ بیان کی طاقت

بوادئ کہ گذشتم نہ جائے چون و چراست
جس وادی سے میں گذرا ہوں وہاں چون و چرا کی جگہ نہیں ہے
نہ صورت ست نہ شکل و نہ جسم و جاں آنجاست
وہاں نہ صورت ہے نہ شکل نہ جسم ہے اور نہ جان

چرا تو عاشق آں گل نمی شوی بلبل
اے بلبل تو اس پھول کی عاشق کیوں نہیں ہوتی ہے؟
کہ نے بہار کند گاہ و نے خزاں آنجاست
جو ایسا ہے کہ کبھی بہار کا ہو اور نہ وہاں خزاں ہے

وبال کشتن فرہاد بر سرش زانست
اس کے سر پر فرہاد کو مار ڈالنے کا اس لئے وبال ہے
کہ در مقام عشق نہ امتحاں آنجاست
کہ مقام عشق میں یہاں تک امتحان نہیں ہے

خطا شکست کنا منصور در رہ وحدت
وحدت کے راستے میں منصور کا کہنا غلطی ہے
چہ گونہ صوت لب و جنبش زباں آنجاست
جو شکل آواز لب اور زبان کی جنبش وہاں کس طرح ہو سکتی ہے؟

بگرد خانہ محبوب خود مرو حافظ
اے حافظ اپنے محبوب کے گھر کے گرد نہ جا
کہ نیم شب شد و بیدار پاسباں آنجاست
اس لئے کہ آدھی رات ہو گئی ہے اور وہاں پاسبان بیدار ہے

۱ سلطان یاقوتی ایک قیمتی دوا ہے جو خفقان قلب کے لئے مفید ہے۔
۲ تیرے پاس ایسے حیلے بہانے ہیں جن سے آسمان بھی لرزتا ہے۔
۳ محبوب کی زمین و آسمان پر حکومت ہے۔
۴ یعنی کبھی خزاں بہار بدلتا نہیں ہے کہ جو کبھی کبھی بہار ہو جاتا ہو۔
۵ عاشق کا امتحان تو لیا ہوا ہے لیکن جان نہیں لی جاتی ہے۔
۶ جبکہ منصور کی آواز تھی اور جنبش زبان بھی تو ان کا انا الحق کہنا غلط تھا۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

زاہد ظاہر پرست از حالِ ما آگاہ نیست
ظاہر پرست زاہد ہمارے حال سے واقف نہیں ہے

در حقِ ما ہر چہ گوید جائے ہیچ اکراہ نیست
ہمارے بارے میں جو کچھ بھی کہے کسی ناخوشی کا موقع نہیں ہے

در طریقت ہر چہ پیشِ سالک آید خیرِ اوست
طریقت میں سالک کو جو بھی پیش آئے اس کے لیے وہی بہتر ہے

در صراطِ المستقیم اے دل کسے گمراہ نیست
اے دل سیدھے راستے پر کوئی گمراہ نہیں ہے

تا چہ بازی رُخ نماید بیدقے خواہیم راند
دیکھیے بازی کیا رخ دکھاتی ہے ہم پیادہ بڑھا کے بیٹھے

عرصۂ شطرنجِ رنداں را مجالِ شاہ نیست
رندوں کی شطرنج کے میدان میں شاہ کی گنجائش نہیں ہے

اینچہ استغناست یا رب وینچہ قادر حکمت است
اے خدا یہ کیسی بے نیازی ہے اور یہ کیسی حکمت ہے

کایں ہمہ زخمِ نہاں ہست و مجالِ آہ نیست
کہ یہ سب چھپے زخم ہیں اور آہ کرنے کی مجال نہیں ہے

چیست ایں سقفِ بلندِ سادۂ بسیار نقش
یہ سادہ، بہت نقش والی، بلند چھت کیا ہے

زیں معما ہیچ دانا در جہاں آگاہ نیست
دنیا میں کوئی عقلمند اس معمے سے واقف نہیں ہے

صاحبِ دیوانِ ما گویا نمیداند حساب
ہمارا صاحبِ دیوان گویا حساب نہیں جانتا ہے

کاندریں طغرا نشانِ حسبۃً للہ نیست
اس لیے کہ اس فرمان میں حسبۃً للہ کی مہر نہیں ہے

ہر کہ خواہد گو بیا و ہر کہ خواہد گو برو
جو چاہے اس کو کہو آ جا جو چاہے اس کو کہہ دو جا

گیر و دار و حاجب و درباں دریں درگاہ نیست
اس دربار میں روک ٹوک اور دربان نہیں ہے

ہر چہ ہست از قامتِ ناسازِ بے اندامِ ماست
جو کچھ ہے وہ ہمارے ناموزوں بے ڈول قد کی وجہ سے ہے

ورنہ تشریفِ تو بر بالائے کس کوتاہ نیست
ورنہ تیرا خلعت کسی کے قد پر چھوٹا نہیں ہے

بر درِ میخانہ رفتن کارِ یکرنگاں بود
میخانے کے دروازے پر جانا مخلصوں کا کام ہے

خود فروشاں را بکوئے میفروشاں راہ نیست
خود فروشوں کو مے فروشوں کے کوچہ میں راستہ نہیں ہے

بندۂ پیرِ خراباتم کہ لطفش دائم است
میں اس پیرِ خرابات کا غلام ہوں جس کی مہربانی دائمی ہے

ورنہ لطفِ شیخ و زاہد گاہ ہست و گاہ نیست
ورنہ زاہد اور شیخ کی مہربانی کبھی ہے کبھی نہیں ہے

حافظ ار بر صدر ننشیند ز عالی ہمتی ست
حافظ اگر صدر پر نہ بیٹھے بلند ہمتی کی وجہ سے ہے

عاشقِ دُردی کش اندر بندِ مال و جاہ نیست
تلچھٹ پینے والا عاشق مال اور مرتبہ کی قید میں نہیں ہے

زلفت ہزار دل بیکے تارِ مو ببست
تیری زلف نے ہزار دل ایک بال کے تار سے باندھ دیے

راہِ ہزار چارہ گر از چار سو ببست
ہزار چارہ گروں کا راستہ چاروں طرف سے باندھ دیا

تا عاشقاں ببوئے نسیمش دہند جاں
تاکہ عاشق اس کی نسیم کی خوشبو پر جان دے دیں

بگشود نافۂ و درِ آرزو ببست
اس نے نافہ کھول دیا اور آرزو کا دروازہ بند کر دیا

شیدا از آں شدم کہ نگارم چو ماہِ نو
میں اس لیے دیوانہ ہوا کہ میرے محبوب نے ہلال کی طرح

ابرو نمود و جلوہ گری کرد و رو ببست
ابرو دکھایا اور جلوہ گری کی اور منہ چھپا لیا

ساقی بچند رنگ مے اندر پیالہ ریخت
ساقی نے چند رنگ کی شراب پیالے میں ڈالی

ایں نقشہا نگر کہ چہ خوش در کدو ببست
ان نقشوں کو دیکھو کدو میں کیا خوب بند کیے ہیں

http://www.muftbooks.blogspot.com/

یارب چہ سحر کرد صراحی کہ خون خم
اے خدا صراحی نے کیا جادو کیا ہے کہ مٹکے کے خون کو
بانعرہای قلقلش اندر گلو بہ بست
اپنے قلقل کے شوروں کے ساتھ گلے میں بند کر دیا

دانا چو دید بازی این چرخ حقہ باز
عقلمند انسان نے جب اس بازی گر آسمان کی بازی دیکھی
ہنگامہ باز چید و در گفتگو بہ بست
ہنگامہ ختم کر دیا اور بات چیت کا دروازہ بند کر دیا

مطرب چہ نغمہ ساخت کہ در پردہ سماع
مطرب نے کیا نغمہ شروع کیا کہ سماع کی محفل میں
بر اہل وجد و حال در ہای و ہو بہ بست
وجد اور حال والوں پر ہائے و ہو کا دروازہ بند کر دیا

گفتم بحسن چہرہ او را صفت کنم
میں نے کہا کہ اس کے چہرے کے حسن کی تعریف کروں
او روئے خود نمود و در گفتگو بہ بست
اس نے اپنا چہرہ دکھا دیا اور بات کا دروازہ بند کر دیا

حافظ ہر آنکہ عشق نورزید و وصل خواست
اے حافظ جس نے عشق اختیار نہ کیا اور وصل چاہا
احرام طوف کعبہ دل بے وضو بہ بست
اس نے دل کے کعبہ کے طواف کا احرام بے وضو باندھا

زلف آشفتہ و خوی کردہ و خندان لب و مست
زلفیں بکھرے، پسینہ میں تر، مسکراتے ہونٹ اور مست
پیرہن چاک و غزلخوان و صراحی در دست
گریبان کھلا ہوا اور غزل پڑھتے ہوئے صراحی ہاتھ میں لئے

نرگسش عربدہ جوی و لبش افسوس کنان
اس کی آنکھیں جھگڑالو اور اس کے ہونٹ افسوس کرتے ہوئے
نیم شب مست ببالین من آمد بنشست
آدھی رات کو مستی میں میرے سرہانے آ بیٹھا

سر فرا گوش من آورد بآواز حزین
سر کو میرے کان کے پاس لایا اور رنجیدہ آواز سے
گفت کاے عاشق شوریدہ من خوابت ہست
بولا اے میرے مجنوں عاشق کیا تو سو رہا ہے

عاشقے را کہ چنین بادہ شبگیر دہند
جس عاشق کو اس طرح کی ساری رات کی شراب دیں
کافر عشق بود گر نبود بادہ پرست
وہ عشق کا کافر ہو گا اگر بادہ پرست نہ ہو

برو اے زاہد و بر دردکشان خردہ مگیر
اے زاہد جا اور تلچھٹ پینے والوں پر عیب نہ لگا
کہ ندادند جز این تحفہ بما روز الست
اس لئے کہ ازل میں اس تحفے کے سوا ہمیں کچھ نہیں دیا ہے

آنچہ او ریخت بہ پیمانہ ما نوشیدیم
جو اس نے ہمارے پیمانے میں بھرا وہ ہم نے پیا
اگر از خمر بہشت است و گر از بادہ مست
خواہ بہشت کی شراب ہو یا مست شراب

خندۂ جام مے و زلف گرہ گیر نگار
شراب کے پیالہ کی ہنسی اور معشوق کی پر شکن زلف نے
اے بسا توبہ کہ چوں توبہ حافظ بشکست
حافظ کی توبہ جیسی بہت سی توبہ توڑ ڈالی ہیں

ز گریہ مردم چشمم نشستہ در خون است
میری آنکھ کی پتلیاں رونے کی وجہ سے خون میں ڈوب گئیں
ببین کہ در طلبت حال مردمان چون است
دیکھ تیری طلب میں انسانوں کا کیا حال ہے

بیاد لعل لب و چشم مست میگونت
تیرے لب کے لعل اور شراب جیسی مست آنکھ کی یاد میں
ز جام غم مے لعلے کہ میخورم خون است
غم کے جام سے جو لعل جیسی شراب پی رہا ہوں خون ہے

۱ عاشق آشفتہ [illegible] ہوتا ہے لیکن پھر دم بخود ہو جاتا ہے۔
۲ مطرب نے ایسا اثر چھوڑا کہ سب دم بخود ہو گئے۔
۳ محبوب کا چہرہ دیکھنے کے بعد تعریف کرنا ناممکن ہے
۴ [illegible] وصل کی [illegible]
۵ ... معشوق نے اس حالت میں آکر آدھی رات میں محبت کیا۔
۶ جس عاشق کے ساتھ اس طرح کا معاملہ ہو اگر وہ بادہ پرست نہیں ہے تو کافر ہے۔
۷ تیری یاد میں خون کے گھونٹ پی رہا ہوں۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

زمشرقِ سرِ کوی آفتابِ طلعتِ تو
تیرے چہرہ کا آفتاب کوچہ کی مشرق سے
اگر طلوع کند طالعم ہمایون ست
اگر طلوع کر آئے تو میرا مبارک نصیب ہے

حکایتِ لبِ شیریں کلامِ فرہادست
لبِ شیریں کا قصہ فرہاد کی بات ہے
شکنجِ طرۂ لیلیٰ مقامِ مجنون ست
لیلیٰ کی زلف کا پیچ، مجنوں کا مقام ہے

دلم بجو کہ قدت ہمچو سروِ دلجوی ست
میری دلجوئی کر کیونکہ تیرا قد دلجو سرو کی طرح ہے
سخن بگو کہ کلامت لطیف و موزون ست
بات کر کیونکہ تیری بات موزوں اور پاکیزہ ہے

ز دورِ بادہ بجاں راحتے رساں ساقی
اے ساقی! شراب کے دور سے جان کو راحت پہنچا
کہ رنجِ خاطرم از جورِ دورِ گردون ست
اس لئے کہ آسمان کی گردش کے ظلم سے میری طبیعت رنجیدہ ہے

از آں زماں کہ ز دستم برفت یارِ عزیز
اس وقت سے جبکہ پیارا دوست میرے ہاتھ سے گیا ہے
کنارِ دیدۂ من ہمچو رودِ جیحون ست
میری آنکھ کا گوشہ جیحون دریا کی طرح ہے

چگونہ شاد شود اندرونِ غمگینم
میرا رنجیدہ باطن کس طرح خوش ہو
باختیار کہ از اختیار بیرون ست
اس اختیار سے جو اختیار سے باہر ہے

ز بیخودی طلبِ یار میکند حافظ
حافظ، بیخودی سے یار کی طلب کرتا ہے
چو مفلسے کہ طلبگارِ گنجِ قارون ست
اس مفلس کی طرح، جو قارون کے خزانہ کا طالب ہے

زاں یارِ دلنوازم شکریست با شکایت
مجھے اس دلنواز دوست سے شکریہ کے ساتھ شکایت ہے
گر نکتہ دانِ عشقی خوش بشنو ایں حکایت
اگر تو عشق کا نکتہ داں ہے تو اس قصہ کو اچھی طرح سن لے

بیمزد بود و منت ہر خدمتے کہ کردیم
ہم نے جو خدمت کی وہ بغیر مزدوری اور احسان کے تھی
یا رب مباد کس را مخدوم بے عنایت
اے خدا! کسی کا مخدوم بے عنایت نہ ہو

رندانِ تشنہ لب را آبے نمیدہد کس
پیاسے ہونٹوں والے رندوں کو کوئی پانی نہیں دیتا ہے
گویا ولی شناساں رفتند ازیں ولایت
گویا اس دنیا سے اولیاء کو پہچاننے والے چلے گئے

در زلف چوں کمندش اے دل مپیچ کانجا
اے دل! اس کی کمند جیسی زلف میں نہ الجھ کیونکہ وہاں
سرہا بریدہ بینی بے جرم و بے جنایت
بغیر کسی جرم اور خطا کے تو بہت سے سر کٹے ہوئے دیکھے گا

ایں راہ را نہایت صورت کجا تواں بست
اس راستہ کی انتہا کیسے صورت ہو سکتی ہے
کش صد ہزار منزل بیش ست در بدایت
اس لئے کہ اس کے شروع میں لاکھوں منزلیں درپیش ہیں

چشمت بغمزہ ما را خوں خورد و می پسندی
تیری آنکھیں ناز و غمزہ سے ہمارا خون پی رہی ہیں اور تجھے پسند ہے
جاناں روا نباشد خونریز را حمایت
اے محبوب خونریز کی حمایت جائز نہیں ہوتی ہے

ہر چند بردی آبم روی از درت نتابم
ہر چند تو نے میری آبرو برباد کر دی، میں تیرے در سے منہ نہ موڑوں گا
جور از حبیب خوشتر کز مدعی رعایت
رقیب کی رعایت سے دوست کا ظلم بہتر ہے

اے آفتابِ خوباں میسوزد اندرونم
اے حسینوں کے آفتاب! میرا باطن جل رہا ہے
یکساعتم بگنجاں در سایۂ عنایت
گھڑی بھر کے لئے مہربانی کے سایہ میں پناہ دیدے

عشق کے اصل مقام پر پہنچ کر معشوق کو مستی بنا جا سکتا ہے۔
غمِ عشق کو شراب کی مستی کے ذریعہ دور کیا جا سکتا ہے۔
یعنی جب سے فراق میں مبتلا ہوا ہوں ہر لحظہ رو رہا ہوں۔
عاشق اپنے کو خوش رکھنا اختیار سے باہر ہے میں کیسے خوش رہوں اور شاد کیسے ہوں۔
میری ہر بات گذر گئی ہے لیکن مخدوم کو بھی مہربانی کرنی چاہیے۔
بہر تشنہ لب رندہ ولی ہیں۔
راہِ عشق میں ہزاروں منزلیں طے کر لینے کے بعد بھی ابتدا ہی ہوتی ہے۔
دوست کا ظلم دشمن کے کرم سے بہتر ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

در ایں شبِ سیاہم گم گشت راہِ مقصود
اس اندھیری رات میں میری راہِ مقصود گم ہو گئی ہے

از گوشۂ بروں آ اے کوکبِ ہدایت
اے ہدایت کے ستارے کسی گوشے سے باہر نکل آ

از ہر طرف کہ رفتم جز وحشتم نیفزود
میں جس طرف بھی گیا میری وحشت کے سوا کچھ نہ بڑھا

زنہار ازیں بیابان ویں راہِ بے نہایت
اس جنگل اور اس بے انتہا راستے سے خدا کی پناہ

عشقت رسد بفریاد گر خود بسانِ حافظ
عشق تیری فریاد کو پہنچے گا اگر تو حافظ کی طرح

قرآن ز بر بخوانی با چاردہ روایت
چودہ قراءت کے ساتھ قرآن حفظ پڑھے گا

سرِ ارادتِ ما و آستانِ حضرتِ دوست
دوست کے دربار کی چوکھٹ ہے اور ہمارا عقیدت مند سر

کہ ہر چہ بر سرِ ما میرود ارادتِ اوست
اس لئے کہ جو کچھ ہمارے سر پر بیت رہی ہے اسی کا ارادہ ہے

نظیرِ دوست ندیدم اگرچہ از مہ و مہر
میں نے دوست کی مانند دوسرا نہیں دیکھا اگرچہ چاند اور سورج

نہادم آئینہ ہا در مقابلِ رخِ دوست
کو آئینے سے دوست کے رخ کے بالمقابل رکھا

نثارِ روئے تو ہر برگِ گل کہ در چمن ست
ہر پھول کی پتی جو بھی چمن میں ہے تیرے چہرے پر نثار ہے

فدائے قدِ تو ہر سروبن کہ بر لبِ جوست
جو بھی نہر کے کنارے سرو ہے وہ تیرے قد پر قربان ہے

مگر تو شانہ زدی زلفِ عنبر افشاں را
شاید تو نے عنبر بکھیرنے والی زلف میں کنگھی کی ہے

کہ باد غالیہ سا گشت و خاک عنبر بوست
اس لئے ہوا غالیہ گھسنے والی اور مٹی عنبر کی سی خوشبو والی ہو گئی ہے

رخِ تو در نظر آمد مراد خواہم یافت
تیرا چہرہ نظر آیا ہے مراد بھی حاصل کروں گا

چرا کہ حالِ نکو در قفائے فالِ نکوست
اس لئے کہ اچھی فال کے بعد اچھی حالت ہوتی ہے

صبا ز حالِ دلِ تنگِ ما چہ شرح دہد
ہمارے تنگ دل کی حالت کی صبا کیا شرح کرے

کہ چوں شکنجِ ورقہائے غنچہ تو بر توست
جو غنچے کی پنکھڑیوں کی شکنوں کی طرح تہ بہ تہ ہے

نہ من سبو کشِ ایں دیرِ رند سوزم و بس
اس رند سوز بت خانے کی خدمت گزار میں ہی نہیں ہوں

بسا سرا کہ دریں آستانہ سنگ و سبوست
بہت سے سر ہیں جو اس آستانہ پر سنگ و سبو بنے ہیں

زبانِ ناطقہ در وصفِ حسنِ او لال ست
اس کے حسن کے بیان میں ناطقہ کی زبان گنگ ہے

چہ جائے کلکِ بریدہ زبانِ بیہدہ گوست
زبان کٹے بیہودہ گو قلم کے لئے کیا جگہ ہو سکتی ہے

نہ ایں زمان دلِ حافظ در آتشِ طلب ست
صرف اس زمانہ میں ہی حافظ کا دل طلب کی آگ میں نہیں ہے

کہ داغدارِ ازل ہمچو لالۂ خودروست
وہ تو خود رو لالہ کی طرح ازل سے داغدار ہے

سینہ ام از آتشِ دل در غمِ جانانہ بسوخت
معشوق کے غم میں دل کی آگ سے میرا سینہ جل گیا

آتشے بود دریں خانہ کہ کاشانہ بسوخت
اس گھر میں ایسی آگ تھی جس نے پورا گھر جلا دیا

تنم از واسطۂ دوریِ دلبر بگداخت
دلبر کی دوری کی وجہ سے میرا جسم گھل گیا

جانم از آتشِ مہرِ رخِ جانانہ بسوخت
محبوب کے رخ کے فراق کی آگ سے میری جان جل گئی

۱ تاکہ میں راستہ دیکھ سکوں۔
۲ اگر حافظ کی طرح تو بھی چودہ قراءتوں کا ماہر ہو جائے گا تو عشق خود تیری مدد کرے گا۔
۳ یعنی ہمیں مقامِ رضا حاصل ہے۔
۴ آئینے میں بھی دوست کی نظیر پیدا ہوئی۔
۵ ہوا اور خاک تیری زلفوں سے خوشبودار ہوتی ہیں۔
۶ اس شراب خانے سے مجھ جیسے سیکڑوں مست ہیں۔
۷ اس کا حسن احاطۂ تحریر و بیان سے باہر ہے۔
۸ یعنی دل کی آگ سے پورا جسم جل گیا ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

هر کہ زنجیر سر زلف پری روئے تو دید
جس نے تیرے پری جیسے چہرے کی زلف کی زنجیر کو دیکھا سب

شد پریشان و دلش بر منِ دیوانہ بسوخت
وہ پریشان ہو گیا اور اس کا دل مجھ دیوانہ پر جلا

سوزِ دل بیں کہ ز بس آتشِ اشکم دلِ شمع
دل کی گرمی کو دیکھو کہ بہت آنسوؤں کی گرمی سے شمع کا دل

دوش بر من ز سرِ مہر چو پروانہ بسوخت
شب گزشتہ مجھ پر مہربانی سے پروانہ کی طرح جلا

چوں پیالہ دلم از توبہ کہ کردم بشکست
جو توبہ میں نے کی اس سے میرا دل پیالہ کی طرح شکستہ ہو گیا

چوں صراحی جگرم بے مے و پیمانہ بسوخت
میرا جگر شراب اور پیمانہ کے بغیر صراحی کی طرح جل گیا

ماجرا کم کن و باز آ کہ مرا مردمِ چشم
گفتگو کم کر اور واپس آجا اس لئے کہ میری آنکھوں کی پتلی نے

خرقہ از سر بدر آورد و بشکرانہ بسوخت
خرقہ سر سے اتار دیا ہے اور شکرانہ میں جلا دیا ہے

آشنائے نہ غریب ست کہ دلسوزِ من ست
وہ آشنا اجنبی نہیں ہے جو میرا دل جلانے والا ہے

چوں من از خویش برفتم دلِ بیگانہ بسوخت
جب میں اپنے سے بےخود ہو گیا غیروں کا بھی دل جل گیا

خرقۂ زہدِ مرا آبِ خرابات ببرد
میرے زہد کی گدڑی کو شراب خانہ کا پانی بہا لے گیا

خانۂ عقلِ مرا آتشِ خمخانہ بسوخت
میری عقل کے خانہ کو شراب خانہ کی آگ نے جلا دیا

ترکِ افسانہ بگو حافظ و مے نوش دمے
اے حافظ افسانہ گوئی چھوڑ اور تھوڑی دیر شراب پی

کہ نخفتیم شب و شمع بافسانہ بسوخت
اس لئے کہ ہم تمام شب نہ سو سکے اور شمع افسانہ میں جل گئی

ساقیا آمدنِ عید مبارک بادت
اے ساقی! عید کی آمد تجھے مبارک ہو

واں مواعید کہ کردی نرود از یادت
اور جو وعدے تو نے کیے تھے تیرے ذہن سے نہ نکلیں

در شگفتم کہ دریں مدتِ ایامِ فراق
میں تعجب میں ہوں کہ فراق کے اس زمانہ کی مدت میں

برگرفتی ز حریفاں دل و دل میدادت
تو نے دوستوں سے دل ہٹا لیا اور تیرے دل کو گوارا ہوا

برساں بندگیِ دخترِ رز گو بدر آی
انگور کی بیٹی کو سلام پہنچا دے اور کہہ دے کہ باہر آجا

کہ دمِ ہمتِ ما کرد ز قید آزادت
اس لئے کہ ہماری ہمت کی پھونک نے تجھے قید سے آزاد کر دیا ہے

شادیِ مجلسیاں در قدم و مقدمِ تست
اہل مجلس کی خوشی تیرے قدم اور تشریف آوری میں ہے

جائے غم باد ہر آں دل کہ نخواہد شادت
غم کی جگہ ہو وہ دل جو تیری خوشی نہ چاہے

چشمِ بد دور کزیں تفرقہ خوش باز آورد
چشم بد دور کہ اس تفرقہ سے تجھے اچھا واپس لے آیا

طالعِ نامور و دولتِ مادر زادت
تیرا نصیبہ اور تیری مادر زاد دولت

شکرِ ایزد کہ ازیں بادِ خزاں رخنہ نیافت
خدا کا شکر ہے کہ اس خزاں کی ہوا سے خراب نہ ہوا

بوستانِ سمن و سرو و گل و شمشادت
تیرے سرو، گل، شمشاد اور سمن کا باغ

حافظ از دست مدہ صحبتِ ایں کشتیِ نوح
اے حافظ اس کشتی نوح کی صحبت نہ چھوڑ

ورنہ طوفانِ حوادث ببرد بنیادت
ورنہ حوادث کے طوفان تیری بنیاد اکھاڑ دیں گے

---

۱ جس نے تیری زلف دیکھی وہ پریشان ہو گیا اور مجھ دیوانہ پر اس کا دل کڑھنے لگا
۲ شمع کا گلنا میرے دل کی گرمی کی وجہ سے ہے۔
۳ عشق کے معاملہ میں بیہودہ گفتگو بیجا نہیں ہے اپنا نصیب جلا ہوا ہے۔
۴ عشق کے معاملہ میں جو بیہودہ ہے وہ بیگانہ نہیں ہے میرا عشق تو اس درجہ پہنچ گیا کہ غیر بھی رنج کرنے لگے ہیں
۵ اب میں زہد، ہوش، ناموس، عقل
۶ وہ وعدے جو عید کے دن ملنے کے کئے تھے۔
۷ ایام فراق میں معشوق کا دل عاشق کو دیکھنے کے لئے راضی
۸ یعنی معشوق سے شراب کا سلام کہو تاکہ وہ بھی میں قدم رکھو
۹ معشوق ... [illegible]
۱۲ [illegible]

http://www.muftbooks.blogspot.com/

ساقی بیار بادہ کہ ماہِ صیام رفت
اے ساقی شراب لا کہ روزوں کا مہینہ گیا

دردہ قدح کہ موسمِ ناموس و نام رفت
پیالہ دے اس لئے کہ نام و ناموس کا مہینہ گیا

وقتِ عزیز رفت بیا تا قضا کنیم
پیارا وقت گذر گیا، آ ہم تلافی کر لیں

عمرے کہ بے حضورِ صراحی و جام رفت
اس عمر کی جو صراحی اور جام کی موجودگی کے بغیر گذری

در تابِ توبہ چند تواں سوخت ہمچو عود
توبہ کی آگ میں اگر کی طرح کب تک جلا جا سکتا ہے

مے دہ کہ عمر در سرِ سودائے خام رفت
شراب لا اس لئے کہ عمر بیہودہ خیالات میں ختم ہو گئی

مستم کن آں چناں کہ ندانم ز بیخودی
مجھے ایسا مست کر کہ بے خودی کی وجہ سے میں نہ جان سکوں

در عرصۂ خیال کہ آمد کدام رفت
کہ خیال کے میدان میں کون آیا کون گیا

بر بوئے آنکہ جرعۂ جامے بما رسد
اس توقع پر کہ جام کا ایک گھونٹ ہم تک پہنچے

در مصطبہ دعائے تو ہر صبح و شام رفت
شراب خانہ میں ہر صبح و شام تیرے لئے دعا ہوئی

دل را کہ مردہ بود حیاتے ز نو رسید
جو دل مردہ تھا اس کو از سر نو زندگی حاصل ہو گئی

تا بوئے از نسیمِ میش در مشام رفت
جب سے اس کی شراب کی ہوا کی خوشبو ناک میں گئی ہے

زاہد غرور داشت سلامت نبرد راہ
زاہد کو تکبر تھا سلامتی سے راستہ طے نہ کر سکا

رند از رہِ نیاز بدار السّلام رفت
رند، عاجزی سے جنت میں پہنچ گیا

زاہد تو دان و خلوتِ تنہائی و نیاز
زاہد تو جانے اور تنہائی کی گوشہ نشینی اور عاجزی

عشاق را حوالۂ عیشِ مدام رفت
عاشقوں کو تو دائمی عیش سے سابقہ پڑا ہے

نقدِ دلے کہ بود مرا صرفِ بادہ شد
جو میرا نقد دل تھا، شراب میں خرچ ہو گیا

قلبِ سیاہ بود ازاں در حرام رفت
کالا، کھوٹا تھا، اسی وجہ سے حرام میں گیا

دیگر مکن نصیحتِ حافظ کہ رہ نیافت
حافظ کو پھر نصیحت نہ کر کیونکہ اس نے کہ راہ نہیں پایا

گم گشتۂ کہ بادۂ عشقش بجام رفت
وہ گم گشتہ، جس کے حلق میں عشق کی شراب پہنچ گئی ہے

ساقیم خضرست و مے آبِ حیات
میرا ساقی خضر ہے، اور شراب آبِ حیات ہے

توبہ از مے چوں کنم ہیہات ہات
[illegible] شراب سے کس طرح توبہ کروں، دو

بادۂ تلخ از لبِ شیریں لباں
شیریں ہونٹ والوں کے ہونٹ سے تلخ شراب

در حلاوت می برد آبِ نبات
مٹھاس میں، مصری کو شرمندہ کرتی ہے

چوں دمِ عیسےٰ نسیمِ او ز لطف
اس کی ہوا پاکیزگی کی وجہ سے حضرت عیسیٰ کی پھونک کی طرح

مردۂ صد سالہ را بخشد حیات
سو سالہ مردے کو زندگی بخشتی ہے

جز بآبِ آتشیں یعنی شراب
آتشیں پانی یعنی شراب کے سوا

حل نمی گردد مرا ایں مشکلات
میری یہ مشکلات حل نہ ہوں گی

روزئی ما بیں کہ از دیوانِ عشق
ہماری روزی کو دیکھو کہ عشق کے دفتر سے

جز مے ہجراں نشد مارا برات
ہجر کی شراب کے علاوہ ہمیں وثیقہ نہ ملا

ــــــــــــــ

۱ رمضان میں شراب کے دور کا جو نقصان ہوا ہے اس کی تلافی کریں۔
۲ شراب ہی سے خیالات میں پختگی آسکتی۔
۳ ایک گھونٹ کی تمنا میں صبح و شام دعاؤں میں گذری۔
۴ زاہد کا غرور تباہی کا سبب بنا اور رند کا عجز اس کو جنت میں لے گیا۔
۵ تنہائی اور خلوت نشینی زاہد کا حصہ ہے عشاق کی قسمت میں عیش لکھا ہے
۶ میرا کھوٹا دل [illegible] شراب میں صرف ہو گیا [illegible]
[illegible]
نصیحت [illegible] راستے پر نہیں آسکتی ہے۔
۷ جب ساقی خضر ہو اور شراب آبِ حیات ہو تو [illegible] ممکن نہیں ہے۔
۸ معشوق کے ہاتھ سے تلخ شراب مصری سے بھی زیادہ شیریں ہے۔
۹ حضرت مسیح کو اس لئے کہ [illegible] تھے جو [illegible] سو سالہ مردے کو زندہ کر دیتا ہے۔
۱۰ [illegible] ہمیں عشق کے دفتر سے [illegible] حاصل کر لیا [illegible]

http://www.muftbooks.blogspot.com/

شاد باد و راحت آں رندے کہ او — بر سر کوئے مغاں یابد وفات
اس رند کی روح خوش رہے جو — مغنیوں کے کوچہ میں وفات پا جائے

حاصل عمر تو حافظ در جہاں
اے حافظ دنیا میں تیری زندگی کا حاصل

بادۂ صافی ست باقی ترہات
صاف شراب ہے، باقی بیہودگی ہے

ساقی بیا کہ یار ز رخ پردہ برگرفت — کار چراغ خلوتیاں باز درگرفت
اے ساقی آ جا کہ اس نے یار نے رخ سے پردہ اٹھا لیا ہے — خلوت نشینوں کے کام کے چراغ نے دوبارہ روشنی حاصل کر لی ہے

آں شمع سرگرفتہ دگر چہرہ برفروخت — واں پیر سالخوردہ جوانی ز سر گرفت
اس بجھی ہوئی شمع نے دوبارہ چہرہ روشن کر لیا ہے — اس بوڑھے عمر رسیدہ نے از سر نو جوانی حاصل کر لی ہے

آں عشوہ داد عشق کہ مفتی ز رہ برفت — واں لطف کرد دوست کہ دشمن حذر گرفت
عشق نے وہ ناز دکھایا کہ مفتی راستے سے بھٹک گیا — دوست نے ایسی مہربانی کی کہ دشمن کنارہ کش ہو گیا

زنہار ازیں عبارت شیرین و دلفریب — گوئی کہ پستۂ تو سخن در شکر گرفت
اس شیریں اور دلفریب عبارت سے خدا کی پناہ — گویا کہ تیرے منہ نے بات شکر میں لپیٹی ہے

بار غمے کہ خاطر ما خستہ کردہ بود — عیسیٰ دمے خدا بفرستاد و برگرفت
جس غم کے بوجھ نے ہمارے دل کو خستہ کر دیا تھا — خدا نے ایک عیسیٰ دم کو بھیجا اور اس نے اس کو ہٹا دیا

ہر سرو قد کہ بر مہ و خور حسن میفروخت — چوں تو درآمدی پے کار دگر گرفت
ہر وہ سرو قد جو چاند اور سورج پر حسن بیچتا تھا — جب تو آیا تو اس نے دوسرا کام شروع کر دیا

زیں قصہ ہفت گنبد افلاک پر صداست — کوتہ نظر ببیں کہ سخن مختصر گرفت
اس قصہ سے سات آسمان کے گنبد گونج رہے ہیں — کوتاہ نظر کو دیکھ کہ اس نے بات مختصر سمجھ لی

حافظ تو ایں دعا ز کہ آموختی کہ یار
حافظ تو نے یہ دعا کس سے سیکھی کہ یار نے

تعویذ کرد شعر ترا و بزر گرفت
تیرے اشعار کو تعویذ بنایا اور سونے میں مڑھا

شگفتہ شد گل حمرا و گشت بلبل مست — صلائے سرخوشی اے عاشقان بادہ پرست
سرخ پھول کھل گیا اور بلبل مست ہو گئی — اے بادہ پرست عاشقو! سرمستی کی صدا بلند کرو

اساس توبہ کہ در محکمی چو سنگ نمود — ببیں کہ جام زجاجی چگونہ اش بشکست
توبہ کی بنیاد جو مضبوطی میں پتھر جیسی نظر آتی تھی — دیکھ کانچ کے جام نے اس کو کس طرح توڑ ڈالا

بیار بادہ کہ در بارگاہ استغنا — چہ پاسبان و چہ سلطان چہ ہوشیار و چہ مست
شراب لا کیونکہ بے نیازی کے دربار میں — کیا پاسبان اور کیا بادشاہ اور کیا ہوشیار اور کیا مست

ازیں رباط دو در چوں ضرورت است رحیل — رواق و طاق معیشت چہ سربلند و چہ پست
اس دو دروازے کی سرائے سے جب جانا ضروری ہے — زندگی کے محراب کا چھجہ کیا بلند اور کیا پست

ا محبوب جلوہ گر ہے جس سے عاشقوں کے دل روشن ہیں شراب کا دور چلے۔
۲ معشوق کو دیکھ کر بوڑھے دل جوان ہو گئے [illegible] معشوق کے ناز کو [illegible] سے تشبیہ دی گئی ہے۔
۳ ہر وہ معشوق جو [illegible] قد تھا اور [illegible] حسن [illegible] تیرے سامنے ہیچ ہو گیا۔
۴ تعویذ پر سونے کا [illegible] پڑھوایا جاتا تھا۔
۵ موسم بہار آگیا لہٰذا [illegible] پرستوں کے [illegible] صدا ہے۔
۶ [illegible] کے جام سے توبہ ٹوٹ گئی [illegible] سب یکساں ہیں۔
۷ دنیا کو دو دروں کی سرائے [illegible] ایک جانے کا۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

مقام عیش میسر نمی‌شود بے رنج
عیش کا مقام بغیر محنت کے حاصل نہیں ہوتا ہے
بلی بحکم بلا بستہ اند روز الست
الست کے دن عشق کے حکم سے بلا بندھی ہوئی ہے

بہ ہست و نیست مرنجان ضمیر و خوش میباش
دل کو ہست اور نیست سے رنجیدہ نہ کر اور خوش رہ
کہ نیستی ست سرانجام ہر کمال کہ ہست
اس لیے کہ جو کمال ہے اس کا انجام نیستی ہے

شکوہ آصفی و اسپ باد و منطق طیر
آصف کا دبدبہ اور ہوا کا گھوڑا اور پرندوں کی گفتگو
بباد رفت و ازآں خواجہ ہیچ طرف نبست
سب ہوا ہو گئے اور ان کو کوئی فائدہ حاصل نہ ہوا

ببال و پر مرو از رہ کہ تیر پرتابے
بال اور پر کی وجہ سے راستے سے نہ ہٹ کیونکہ پرتاب تیر نے
ہوا گرفت زمانے ولے بخاک نشست
تھوڑی دیر کے لیے ہوا پکڑی لیکن زمین پر آ بیٹھا

زبان کلک تو حافظ چہ شکر آں گوید
اے حافظ تیرے قلم کی زبان اس کا کیا شکریہ ادا کر سکتی ہے
کہ تحفۂ سخنش می برند دست بدست
کہ اس کی بات کے تحفہ کو لوگ ہاتھوں ہاتھ لے جاتے ہیں

شربتے از لب لعلش نچشیدیم و برفت
اس کے لعل جیسے ہونٹ سے ہم نے شربت نہ چکھا اور وہ چلا گیا
روئے مہ پیکر او سیر ندیدیم و برفت
اس کے چاند جیسے چہرے کو جی بھر کر نہ دیکھا اور وہ چلا گیا

گوئی از صحبت ما نیک بتنگ آمدہ بود
گویا ہماری صحبت سے سخت تنگ آگیا تھا
بار بربست و بگردش نرسیدیم و برفت
اس نے سامان باندھا اور ہم اس کے قریب بھی نہ پہنچے اور وہ چلا گیا

بسکہ ما فاتحہ و حرز یمانی خواندیم
ہم نے بہت فاتحہ اور دعائے حرز یمانی پڑھی
وز پیش سورۂ اخلاص دمیدیم و برفت
اور اس کے پیچھے قل ہو اللہ پڑھ کر دم کی اور وہ چلا گیا

سر ز فرمان خطم گفت مکش تا نروم
اس نے کہا میرے خط کے حکم سے سرکشی نہ کر تاکہ میں نہ جاؤں
ما سر خویش ز خطش نکشیدیم و برفت
ہم نے اس کے حکم سے سرتابی نہ کی اور وہ چلا گیا

عشوہ میداد کہ از کوئے ارادت نروم
فریب دیتا تھا کہ ارادت کے کوچے سے میں نہ جاؤں گا
دیدی آخر کہ چناں عشوہ خریدیم و برفت
تو نے دیکھا ہم نے آخر کیسا دھوکا کھایا اور وہ چلا گیا

شد چماں در چمن حسن و لطافت لیکن
وہ حسن اور پاکیزگی کے چمن میں خراماں ہوا لیکن
در گلستان وصالش نچمیدیم و برفت
ہم اس کے وصال کے چمن میں نہ ٹہلے اور وہ چلا گیا

گفت از خود ببرد ہر کہ وصالم طلبد
وہ بولا جو ہمارا وصال طلب کرے وہ اپنے سے جدا ہو
ما بامید وصال از خویش بریدیم و برفت
ہم اس کی امید پر اپنے سے جدا ہو گئے اور وہ چلا گیا

صورت او بلطافت اثر صنع خداست
اس کی صورت پاکیزگی میں خدا کی صنعت کا نشان ہے
ما بروش نظرے سیر ندیدیم و برفت
ہم نے اس کے چہرہ کو جی بھر کر نہ دیکھا اور وہ چلا گیا

گلے از باغ وصالش کہ مرا روزی بود
اس کے وصال کے باغ کا پھول جو ہمارا حصہ تھا
آہ و دردا و دریغا نشمیدیم و برفت
ہائے افسوس ہم نے نہ سونگھا اور وہ چلا گیا

ہمچو حافظ ہمہ شب نالہ و افغاں کردیم
ہم نے حافظ کی طرح تمام رات نالہ اور فریاد کی
کاے دریغا بوداعش نرسیدیم و برفت
ہائے افسوس ہم اس کو رخصت کرنے نہ پہنچے اور وہ چلا گیا

http://www.muftbooks.blogspot.com/

شنیده ام سخنے خوش کہ پیر کنعاں گفت
[illegible]
فراق یار نہ آں میکند کہ بتواں گفت
[illegible]

حدیثِ ہول قیامت کہ گفت واعظ شہر
[illegible]
کنایتیست کہ از روزگار ہجراں گفت
[illegible]

نشانِ یارِ سفر کردہ از کہ پرسم باز
[illegible]
کہ ہر چہ گفت بریدِ صبا پریشاں گفت
[illegible]

فغاں کہ آں مہِ نامہربانِ دشمن دوست
[illegible]
بترکِ صحبتِ یارانِ خود چہ آساں گفت
[illegible]

غمِ کہن بمے سالخوردہ دفع کنید
[illegible]
کہ تخمِ خوشدلی اینست پیرِ دہقاں گفت
[illegible]

من و مقامِ رضا بعد ازیں و شکرِ رقیب
[illegible]
کہ دل بدردِ تو خو کرد و ترکِ درماں گفت
[illegible]

گرہ بباد مزن گرچہ بر مراد وزد
[illegible]
کہ ایں سخن بمثل باد با سلیماں گفت
[illegible]

مزن ز چون و چرا دم کہ بندہ مقبل
[illegible]
قبول کرد بجاں ہر سخن کہ جاناں گفت
[illegible]

بمہلتے کہ سپہرت دہد ز راہ مرو
[illegible]
ترا کہ گفت کہ ایں زالِ ترکِ دستاں گفت
[illegible]

بیار بادہ بخور زانکہ پیرِ میکدہ دوش
[illegible]
بے حدیثِ غفور و رحیم و رحمٰں گفت
[illegible]

کہ گفت حافظ از اندیشۂ تو آمد باز
[illegible]
من ایں نگفتہ ام آنکس کہ گفت بہتاں گفت
[illegible]

صحنِ بستاں ذوق بخش و صحبتِ یاراں خوش ست
[illegible]
وقتِ گل خوش باد کز وے وقتِ میخواراں خوش ست
[illegible]

از صبا ہر دم مشامِ جانِ ما خوش میشود
[illegible]
آرے آرے طیبِ انفاسِ ہواداراں خوش ست
[illegible]

ناگشودہ گل نقاب آہنگِ رحلت ساز کرد
[illegible]
نالہ کن بلبل کہ گلبانگِ دل افگاراں خوش ست
[illegible]

مرغِ شبخواں را بشارت باد کاندر راہِ عشق
[illegible]
دوست را با نالۂ شبہائے بیداراں خوش ست
[illegible]

[illegible]

http://www.muftbooks.blogspot.com/

گرچہ در بازارِ دہر از خوشدلی جز نام نیست | شیوۂ رندی و خوش باشی عیاراں خوش ست
اگرچہ زمانہ کے بازار میں خوشدلی برائے نام ہے | رندی کا طریقہ اور عیاروں کی خوشباشی بہت اچھی ہے

از زبانِ سوسنِ آزادہ ام آمد بگوش | کاندریں دیرِ کہن کارِ سبکباراں خوش ست
سوسن کی زبان سے یہ آواز میرے کان میں پڑی | کہ اس پرانے بتکدہ میں ہلکوں کا کام اچھا ہے

حافظا ترکِ جہاں گفتن طریقِ خوشدلیست
اے حافظ ترکِ دنیا خوشدلی کا راستہ ہے
تا نہ پنداری کہ احوالِ جہانداراں خوش ست
ہرگز نہ سمجھنا کہ دنیا داروں کے احوال اچھے ہیں

صبا اگر گذرے افتدت بکشورِ دوست | بیار نفحہ از گیسوئے معنبرِ دوست
اے صبا اگر تیرا دوست کے علاقہ سے گذر ہو جائے | تو دوست کے عنبر جیسی خوشبو والے گیسو سے مہک لے آ

بجانِ او کہ بشکرانہ جاں برافشانم | اگر بسوئے من آری پیامے از برِ دوست
اس کی جان کی قسم بشکرانہ میں جان چھڑک دوں گا | اگر تو میرے پاس دوست کی جانب سے کوئی پیغام لے آئے گی

وگر چنانچہ دراں حضرتت نباشد بار | برائے دیدہ بیاور غبارے از درِ دوست
اور اگر کسی طرح تجھے اس کے دربار میں باریابی نہ ہو تو | دوست کے در سے آنکھ کے لئے غبار لے آ

من گدا و تمنائے وصلِ او ہیہات | مگر بخواب ببینم جمال و منظرِ دوست
میں گدا اور اس کے وصل کی تمنا! افسوس | شاید دوست کا حسن اور منظر خواب میں دیکھ لوں

دلِ صنوبریم ہمچو بید لرزاں ست | ز حسرتِ قد و بالائے چوں صنوبرِ دوست
میرا صنوبری دل بید کی طرح لرزاں ہے | دوست کے صنوبر جیسے قدوقامت کی حسرت میں

اگرچہ دوست بچیزے نمی خرد ما را | بعالمے نفروشیم موئے از سرِ دوست
اگرچہ دوست ہمیں کسی چیز کے بدلے بھی نہیں خریدتا ہے | ہم پوری دنیا کے بدلے دوست کے سر کا ایک بال بھی نہ بیچیں گے

چہ عذر باز سگِ کوئے تو توانم خواست | اگر شبے بتوانیم بود بر درِ دوست
تیرے کوچہ کے کتے سے میں کیا عذر خواہی کر سکوں گا | اگر کسی شب کو ہم دوست کے دروازہ پر رہ سکیں گے

چہ باشد ار شود از قیدِ غم دلش آزاد
کیا ہوگا اگر غم کی قید سے اس کا دل آزاد ہو جائے گا
چو ہست حافظِ مسکیں غلام و چاکرِ دوست
جبکہ حافظ مسکین دوست کا غلام اور نوکر ہے

صبحدم مرغِ چمن با گلِ نوخاستہ گفت | ناز کم کن کہ دریں باغ بسے چوں تو شگفت
بلبل نے صبح کے وقت ایک نئے کھلے ہوئے پھول سے کہا | ناز کم کر کیونکہ اس باغ میں تجھ جیسے بہت سے کھلے ہیں

گل بخندید کہ از راست نرنجیم ولے | ہیچ عاشق سخنِ تلخ بمعشوق نگفت
پھول ہنسا کہ سچی بات سے ہم رنجیدہ نہیں ہوتے ہیں لیکن | کسی عاشق نے معشوق کو تلخ بات نہیں کہی

گر طمع داری ازاں جامِ مرصع مے لعل | دُر و یاقوت بنوکِ مژہ ات باید سفت
اگر اس مرصع جام سے لعل جیسی شراب پینے کی تجھے تمنا ہے | تو تجھے پلکوں کی نوک سے موتی اور یاقوت بہت چھیدنے پڑیں گے

---

۱ سوسن ایک درخت ہے جس پر بغیر پھل آتا ہے شعراء نے اس کو زباندراز مانا ہے۔
۲ اگر صبا اس کا پیام لے آئی تو اس پر جان قربان کر دوں گا۔
۳ اگر صبا وہاں تک نہ پہنچ سکے تو اس کے کوچہ کی خاک لے آئے۔
۴ میں اس قابل تو نہیں ہوں کہ بیداری میں وصال ہو کاش خواب میں ہی دیدار ہو جائے۔
۵ صنوبر ایک درخت ہے لمبا ہوتا ہے جس کو دل سے تشبیہ دی جاتی ہے۔
۶ مگر عجیب بات ہے کہ ہم تو کتے کے بھی کیا عذر کریں گے۔
۷ بلبل نے پھول سے کہا تیرا مقابلہ کرنے والا پیدا ہو گیا ہے اس تفاخر پر پھول نے جواب دیا مگر حقیقت یہ ہے کسی عاشق سے معشوق کو تلخ کلامی نہیں کی جاتی ہے۔
۸ وہ وصال اس وقت حاصل ہوتا ہے جبکہ آنسو بہائے جاتے ہیں۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

تا ابد بوئے محبت بمشامش نرسد
اس شخص تک ابد تک محبت کی خوشبو نہیں پہنچے گی
ہر کہ خاکِ درِ میخانہ برخسارہ نرفت
جس نے میخانہ کی خاک رخسارہ سے صاف نہ کی

در گلستانِ ارم دوش چو از لطفِ ہوا
جب گزشتہ رات جنت کے باغ میں ہوا کی پاکیزگی سے
زلفِ سنبل ز نسیمِ سحری می آشفت
نسیم سحری کی وجہ سے سنبل کی زلف بکھر رہی تھی

گفتم اے مسندِ جم جامِ جہاں بینت کو
میں نے کہا اے جمشید کی مسند تیرا جام جہاں نما کہاں ہے؟
گفت افسوس کہ آں دولتِ بیدار بخفت
اس نے کہا افسوس وہ جاگتی دولت سو گئی

سخنِ عشق نہ آنست کہ آید بزباں
عشق کی بات وہ نہیں ہے جو زبان پر آ سکے
ساقیا مے دہ و کوتاہ کن ایں گفت و شنفت
اے ساقی شراب دے اور اس گفت و شنید کو ختم کر

اشکِ حافظ خرد و صبر بدریا انداخت
حافظ کے آنسوؤں نے صبر اور عقل کو دریا میں پھینک دیا
چہ کند سوزِ غمِ عشق نیارست نہفت
کیا کرے عشق کے غم کی سوزش کو چھپا نہ سکے

صوفی از پرتوِ مے رازِ نہانی دانست
صوفی نے شراب کے پرتو سے پوشیدہ راز کو جان لیا
گوہرِ ہر کس ازیں لعلِ توانی دانست
تو اس لعل سے ہر شخص کا جوہر جان سکتا ہے

شرحِ مجموعۂ گل مرغِ سحر داند و بس
پھول کے مجموعے کی شرح صرف بلبل جانتی ہے
کہ نہ ہر کو ورقے خواند معانی دانست
اس لیے کہ ایسا نہیں ہے کہ جس نے ایک ورق پڑھا معنی جان لئے

عرضہ کردم دو جہاں بر دلِ کار افتادہ
میں نے آزمودہ کار دل پر دونوں جہان پیش کئے
بجز از عشقِ تو باقی ہمہ فانی دانست
اس نے تیرے عشق کے سوا سب کو فانی جانا

آں شد اکنوں کہ ز افواہِ عوام اندیشم
اب وہ بات ختم ہو گئی کہ میں عوام کی زبان سے اندیشہ کرتا تھا
محتسب نیز ازیں عیشِ نہانی دانست
اس چھپے عیش کو محتسب بھی جان گیا

دلبر آسایشِ ما مصلحتِ وقت ندید
معشوق نے ہمارے آرام کو مصلحتِ وقت نہ خیال کیا
ورنہ از جانبِ ما دل نگرانی دانست
ورنہ وہ ہماری جانب سے دل کی [illegible] کو جان گیا

سنگ و گل را کند از یمنِ نظر لعل و عقیق
نگاہ کی برکت سے پتھر اور مٹی کو لعل اور عقیق کر دیتا ہے
ہر کہ قدرِ نفسِ بادِ یمانی دانست
ہر وہ شخص جو یمنی ہوا کے سانس کی قدر کو جان گیا

اے کہ از دفترِ عقل آیتِ عشق آموزی
اے وہ شخص جو عقل کی کتاب سے عشق کی آیت کو سیکھتا ہے
ترسم ایں نکتہ بتحقیق ندانی دانست
مجھے ڈر ہے کہ اس نکتہ کو تحقیق سے نہ جان سکے

مے بیاور کہ ننازد بگلِ باغِ جہاں
شراب لا اس لیے کہ دنیا کے باغ کے پھول پر وہ فخر نہیں کرتا
ہر کہ غارتگریِ بادِ خزانی دانست
جو خزاں کی ہوا کی غارتگری کو جان گیا

حافظ ایں گوہرِ منظوم کہ از طبع انگیخت
حافظ نے اس منظوم گوہر کو جو اس نے طبیعت سے نکالا ہے
اثرِ تربیتِ آصفِ ثانی دانست
آصف ثانی کی تربیت کا اثر جانا

---

۱ جب بے تکلف ملاقات کا
وقت نہ اختیار کیا جائے
عشق حاصل نہیں ہوتا۔
۲ عشق کی باتیں زبان پر
نہیں لائی جاتیں۔
۳ شراب خوشی کا باعث
طبیعت کا اصل جوہر
جاننے کا ذریعہ ہے۔
۴ [illegible] عشق
کے سوا سب چیزوں کو فانی
کہتا ہے۔
۵ اب بات عوام تک
آئی اور محتسب
تک بھی پہنچ
گئی۔
۶ [illegible]
[illegible]
۷ [illegible]
عشق کو وہ جان گیا
تھا۔
۸ [illegible]
[illegible]
۹ [illegible]
[illegible]
۱۰ عقل اور عشق [illegible]
چیزیں ہیں ایک دوسرے
سے نہیں سمجھی جا سکتیں۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

صبحِ دولت طلوعِ طلعتِ اوست
خوش نصیبی کی صبح اس کے چہرے کا طلوع ہونا ہے

شامِ ظلمت نشانِ ظلمتِ اوست
تاریکی کی شام اس کی تاریکی کا نشان ہے

مہر از خوانِ او نوالہ رساں
سورج اس کے دسترخوان سے نوالہ پہنچانے والا ہے

ماہِ نو خم ز بہرِ خدمتِ اوست
نیا چاند اس کی خدمت کے لیے جھکا ہوا ہے

از قدش پائے سرو ماندہ بہ گل
سرو کا پیر اس کے قد کی وجہ سے مٹی میں پھنسا ہے

لالہ را داغِ دل بفرقتِ اوست
لالہ کا داغ اس کے فراق کی وجہ سے ہے

رنگ و بوئے گل از رخش بہ چمن
چمن میں پھول کا رنگ اور بو اس کے رخ کی وجہ سے ہے

نالۂ بلبل از محبتِ اوست
بلبل کا نالہ اس کی محبت کی وجہ سے ہے

سوسنِ دہ زباں خموش بباغ
دس زبانوں والی سوسن باغ میں خاموش ہے

لال ماندہ ز صنعِ قدرتِ اوست
گونگی اس کی قدرت کی بناوٹ کی وجہ سے ہے

فقر اگر رنجِ محنت ست اما
فقر اگرچہ محنت کی تکلیف ہے لیکن

گنجِ عزت بکنجِ عزلتِ اوست
عزت کا خزانہ اس کے تنہائی کے گوشہ میں ہے

بدوا جانبِ طبیب مرو
دوا کے لیے طبیب کی جانب نہ جا

صحتِ عاجل از طبابتِ اوست
فوری صحت اس کی طبابت سے ہے

در طریقِ سلوک سالک را
سالک کو سلوک کے راستے میں

ہر چہ پیش آید از ارادتِ اوست
جو پیش آئے اس کے ارادے سے ہے

قمری و عندلیب و حافظ نیست
قمری اور عندلیب اور حافظ ہی نہیں

ہمہ گویا بذکرِ مدحتِ اوست
سب اس کی تعریف کے ذکر میں گویا ہیں

عیبِ رنداں مکن اے زاہدِ پاکیزہ سرشت
اے پاکیزہ طبیعت زاہد رندوں پر عیب نہ لگا

کہ گناہِ دگرے بر تو نخواہند نوشت
اس لئے کہ دوسرے کے گناہ تیرے نامۂ اعمال میں نہیں لکھے جائیں گے

من اگر نیکم اگر بد تو برو خود را باش
میں خواہ نیک ہوں، خواہ بد تو جا، اپنا کام کر

ہر کسے آں درود عاقبتِ کار کہ کشت
ہر شخص آخر میں وہ کاٹے گا جو اس نے بویا ہے

ہمہ کس طالبِ یارند چہ ہشیار و چہ مست
سب لوگ دوست کے طالب ہیں خواہ وہ ہشیار ہوں خواہ مست

ہمہ جا خانۂ عشق ست چہ مسجد چہ کنشت
ہر جگہ عشق کا خانہ ہے خواہ مسجد ہو خواہ مندر

سرِ تسلیمِ من و خاکِ درِ میکدہ ہا
شراب خانوں کی خاک ہے اور میرا سرِ تسلیم

مدعی گر نکند فہمِ سخن گو سر و خشت
مدعی اگر بات نہ سمجھے تو کہدو سر ہے اور اینٹ ہے

ناامیدم مکن از سابقۂ روزِ ازل
روزِ ازل کے گزرے ہوئے معاملے سے مجھے ناامید نہ کر

تو چہ دانی کہ پسِ پردہ کہ خوب است و کہ زشت
تجھے کیا معلوم پردے کے پیچھے کون اچھا ہے کون برا ہے

نہ من از خانۂ تقویٰ بدر افتادم و بس
میں ہی صرف تقویٰ کے گھر سے باہر نکل کر نہیں آ پڑا ہوں

پدرم نیز بہشتِ ابد از دست بہشت
میرے باپ نے بھی دائمی جنت کو ہاتھ سے چھوڑا

۱ اس کی ہی نمائی طلوعِ صبح ہے اس کے طلوع سے شامِ ظلمت ہے
۲ پھولوں کا کھلنا اور غنچوں کی پیدائش سورج کی تاثیر سے ہے۔
۳ اللہ تعالیٰ کی طرف اشارہ ہے
۴ پھولوں نے اس کے رخ سے حسن حاصل کیا ہے۔
۵ سوسن اس کے حسن کو دیکھ کر خاموش ہے۔
۶ فقر کے گوشہ میں عزت کا خزانہ ہے
۷ دوسرے کا گناہ تیرے نامۂ اعمال میں نہ لکھا جائے گا۔
۸ زاہد اپنے کئے کا پھل پائے گا اور رند اپنے کئے کا۔
۹ عاشقِ حقیقی کو ہر جگہ معشوق کا ہی جلوہ نظر آتا ہے۔
۱۰ میں نے تو سرِ تسلیم میکدے کی خاک پر رکھ دیا ہے اگر کوئی نہ سمجھے تو اپنا سر پھوڑے۔
۱۱ شاید بدنصیب ہی خوش نصیب ہو مجھے یوں مایوس نہ کر۔
۱۲ میں ہی تقویٰ سے نہیں نکلا ہوں بلکہ آدم بھی جنت سے نکلے تھے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

بر عمل تکیہ مکن خواجہ کہ در روزِ ازل
اے صاحب! عمل پر بھروسہ نہ کر اس لیے کہ روزِ ازل میں
تو چہ دانی قلمِ صنع بنامت چہ نوشت
تجھے کب معلوم قدرت کے قلم نے تیرے نام کیا لکھا ہے

گر نہادت ہمہ اینست زہے پاک نہاد
اگر تیری تمام طبیعت یہی ہے تو کیا خوب پاک طبیعت ہے
ور سرشتت ہمہ اینست زہے پاک سرشت
اور اگر تیری ساری فطرت یہی ہے تو کیا خوب پاک فطرت ہے

باغ فردوس لطیف ست ولیکن زنہار
جنت کا باغ پاکیزہ ہے لیکن خبردار
تو غنیمت شمر ایں سایۂ بید و لب کشت
تو بید کے اس سایہ کو اور کھیتی کے کنارے کو غنیمت سمجھ

حافظا روزِ اجل گر بکف آری جامے
اے حافظ! موت کے دن اگر تو ہاتھ میں پیالہ لے آیا
یکسر از کوئے خرابات برندت بہ بہشت
تجھے فوراً خرابات خانے سے جنت میں لیجائیں گے

غمش تا در دلم ماوا گرفت است
اس کے غم نے جب سے میرے دل میں ٹھکانا کیا ہے
سرم چوں زلفِ او سودا گرفتہ است
میرے سر نے اس کی زلف کی طرح سودا اختیار کر لیا ہے

لبش چوں آتش آبِ حیات ست
اس کے لب آگ جیسے ہونٹ آبِ حیات ہیں
ازاں آب آتشے در ما گرفتہ است
اس پانی سے ہم میں آگ لگ گئی ہے

ہمائے ہمتم عمریست کز جاں
ایک عمر گزری ہے کہ میری ہمت کے ہما نے جان سے
ہوائے آں قد و بالا گرفتہ است
اس بلند قد کی محبت اختیار کر لی ہے

شدم عاشق ببالائے بلندش
اس کے بلند قد پر میں عاشق ہو گیا ہوں
کہ کارِ عاشقاں بالا گرفتہ است
اس لیے کہ عاشقوں کے کام نے رونق اختیار کر لی ہے

چو ما در سایۂ الطافِ اوئیم
جب ہم اس کی مہربانیوں کے سایہ میں ہیں
چرا او سایہ از ما وا گرفتہ است
تو اس نے ہم سے سایہ کیوں اٹھا لیا ہے

نسیم صبح عنبر بوست امروز
آج صبح کی ہوا عنبر کی بو ہے
مگر یارم رہِ صحرا گرفتہ است
شاید میرے دوست نے جنگل کا راستہ اختیار کیا ہے

دوائے غم بجز مے نیست عاشق
غم کی دوا شراب کے سوا نہیں ہے، عاشق نے
ازاں رو ساغرِ صہبا گرفتہ است
اس لیے شراب کا جام تھام لیا ہے

ز دریائے دو چشم گوہرِ اشک
آنسوؤں کے گوہر نے میری دونوں آنکھوں کے سمندر سے
جہاں در لؤلؤ لالا گرفتہ است
دنیا کو چمکدار موتیوں سے گھیر لیا ہے

حدیثِ حافظ اے سروِ سمن بو
اے چنبیلی کی خوشبو والے سرو! حافظ کی بات نے
بوصفِ قدِ تو بالا گرفت است
تیرے قد کی تعریف کی وجہ سے بلندی حاصل کر لی ہے

کنوں کہ در کفِ گل جامِ بادۂ صاف ست
اب جبکہ پھول کے ہاتھ میں صاف شراب کا پیالہ ہے
بصد ہزار زباں بلبلش در اوصاف ست
لاکھوں زبانوں سے بلبل اس کی تعریفوں میں ہے

۱۔ بخشش کا معاملہ رحمت خداوندی پر موقوف ہے عمل پر غرور نہ کرنا چاہیے۔
۲۔ یہ شعر ترجمہ میں [illegible] ہے۔
۳۔ اس کے غم کی وجہ سے میرا دل اس کی زلف کی طرح پریشان ہے۔
۴۔ ہونٹ سرخی میں آگ کی طرح ہیں لیکن ان میں آبِ حیات ہے۔
۵۔ اس کا عشق [illegible] ہمیں حاصل ہے۔
۶۔ یعنی کہ عاشقوں کا مرتبہ اونچا ہے اسی وجہ سے اس کے بلند قد کے عاشق ہیں۔
۷۔ صبح کی ہوا میں عنبر کی خوشبو اسی وجہ سے ہے کہ معشوق گذرا ہے۔
۸۔ حافظ کے کلام کی بلندی اسی وجہ سے ہے کہ وہ تیرے قد کی تعریف کرتا ہے۔
۹۔ یہ موسم بہار میں کہا گیا ہے جبکہ پھول شگفتہ ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

بخواہ دفتر اشعار و رو بصحرا کن
اشعار کا دفتر لے لے اور جنگل کو چل کر

چہ وقت مدرسہ و بحث کشف کشاف ست
مدرسہ اور کشف و کشاف کی بحث کا کیا وقت ہے

فقیہ مدرسہ دی مست بود و فتویٰ داد
مدرسہ کا فقیہ کل مست تھا اور اس نے فتویٰ دیا

کہ مے حرام ولے بہ ز مال اوقاف ست
کہ شراب حرام ہے لیکن اوقاف کے مال سے تو بہتر ہے

بدرد و صاف ترا حکم نیست دم درکش
تلچھٹ اور صاف میں تیرا کوئی حکم نہیں خاموش رہ

کہ ہرچہ ساقی ما ریخت عین الطاف ست
اس لئے کہ جو ہمارے ساقی نے پیالہ میں ڈالا عین مہربانی ہے

ببر ز خلق و ز عنقا قیاس کار بگیر
لوگوں سے علیحدہ ہو جا اور عنقا پر قیاس کر کے

کہ صیت گوشہ نشینان ز قاف تا قاف ست
کہ گوشہ نشینوں کی آواز قاف سے قاف تک ہے

حدیث مدعیان و خیال ہمکاران
دشمنوں کی باتیں اور ہم پیشہ لوگوں کا خیال

ہمان حکایت زردوز و بوریا باف ست
وہی زردوزی اور بوریا بننے والے کا قصہ ہے

خموش حافظ و ایں نکتہ ہائے چوں زر سرخ
اے حافظ چپ رہ اور ان نکتوں کو جو سرخ سونے کی طرح ہیں

نگاہدار کہ قلاب شہر صراف ست
محفوظ رکھ اس لئے کہ شہر کا دغاباز صراف ہے

کس نیست کہ افتادۂ آں زلف دوتا نیست
کوئی نہیں ہے جو اس دوہری زلف میں پھنسا ہوا نہیں ہے

در رہگذرے کیست کہ دامے ز بلا نیست
کوئی ایسا راستہ نہیں ہے جس میں مصیبت کا جال نہیں ہے

روئے تو مگر آئنۂ لطف الٰہی ست
تیرا چہرہ شاید لطف الٰہی کا آئینہ ہے

حقا کہ چنین ست و درین روی و ریا نیست
یقیناً ایسا ہی ہے اور اس میں کوئی رو رعایت نہیں ہے

زاہد ز ندم توبہ ز روئے تو زہے روی
زاہد تیرے چہرے سے توبہ کرتا ہے کیا خوب چہرہ ہے

ہیچش ز خدا شرم و ز روئے تو حیا نیست
اس کو خدا سے نہ شرم ہے اور تیرے چہرے سے حیا نہیں ہے

نرگس طلبد شیوۂ چشم تو زہے چشم
نرگس تیری آنکھ کی روش چاہتی ہے، کیا آنکھ ہے

مسکیں خبرش از سر و در دیدہ حیا نیست
بیچاری کو راز کی خبر نہیں ہے اور آنکھ میں شرم نہیں ہے

از بہر خدا زلف مپیرائے کہ ما را
خدا کے لئے زلف کو دست درازی نہ کر کہ ہمارے لئے

شب نیست کہ صد عربدہ با باد صبا نیست
کوئی ایسی رات نہیں ہے جس میں باد صبا سے سو لڑائیاں نہیں ہوں

باز آی کہ بے روئے تو اے شمع دل افروز
اے دل کو روشن کرنے والی شمع پھر آجا اس لئے کہ تیرے چہرے کے بغیر

در بزم حریفاں اثر نور و صفا نیست
دوستوں کی مجلس میں نور اور روشنی کا نشان بھی نہیں ہے

اے شمع سحر گریہ بحال من و خود کن
اے صبح کی شمع اپنے اور میرے حال پر رو

کیں سوز نہانی کہ مراست ترا نیست
اس لئے کہ جو پوشیدہ جلن مجھ کو ہے تجھ کو نہیں ہے

دی میشد و گفتم صنما عہد بجا آر
کل وہ چلا اور میں نے کہا اے صنم عہد پورا کر

گفتا غلطے خواجہ دریں عہد وفا نیست
وہ بولا اے خواجہ غلط ہے اس زمانہ میں وفا نہیں ہے

تیمار غریباں سبب ذکر جمیل ست
پردیسیوں کی غمخواری اچھی شہرت کا سبب ہے

جاناں مگر ایں قاعدہ در شہر شما نیست
جاناں شاید تمہارے شہر میں یہ قاعدہ نہیں ہے

۱ عطف ... کا وقت
ہے ... کا وقت
نہیں ہے کشف کشاف
مشہور کتابیں ہیں
۲ ... شراب ہے
ہے اور اوقاف کے
مال کو ... کر رہا ہے
اور شراب کی حرمت کا
فتویٰ دے رہا ہے۔
۳ انسان ...
...
... خیال ...
دنیا کے گرد گھوما ہوا ہے
زمانہ تا قاف کے معنی
دنیا میں ہر جگہ مشرق
مغرب کے ہیں یعنی
عنقا کی شہرت اور قدر
اسی وجہ سے
ہے کہ وہ
آبادی سے
دور ہے۔
۵ مدعیوں کے
کلام اور ... خیالات
میں وہی نسبت ہے جو
...
میں ہے۔
۶ جبکہ شہر کا دغاباز
صراف بنا بیٹھا ہے تو
اس کو سونا دینا بیوقوفی
ہے۔
۷ زاہد کا توبہ کرنا
بے شرمی اور بے حیائی کی
... ہے۔
۸ نرگس کا عاشق کی
آنکھوں ...
۹ جو کہ باد صبا زلف کو
پریشان کرتی ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

چون چشم تو دل می برد از گوشه نشینان
تیری آنکھ گوشہ نشینوں کا دل چھین لے جاتی ہے
دنبال تو بودن گنه از جانب ما نیست
تیرے پیچھے جانا ہمارا گناہ نہیں ہے

گر پیر مغاں مرشد ما شد چه تفاوت
اگر پیر مغاں ہمارا مرشد ہو گیا تو کیا فرق پڑا
در هیچ سرے نیست که سرے ز خدا نیست
کوئی ایسا سر نہیں ہے جس میں خدائی راز نہیں ہے

گفتن بر خورشید که من چشمهٔ نورم
خورشید کے سامنے یہ کہنا کہ میں نور کا چشمہ ہوں
دانند بزرگاں که سزاوار سها نیست
بزرگ جانتے ہیں کہ سہا کے لئے مناسب نہیں ہے

عاشق چه کند گر نخورد تیر ملامت
اگر ملامت کا تیر نہ کھائے تو عاشق کیا کرے
با هیچ دلاور سپر تیر قضا نیست
قضا کے تیر کی ڈھال کسی بہادر کے پاس نہیں ہے

در صومعهٔ زاهد و در خلوت عابد
زاہد کے صومعہ میں اور عبادت گزار کی خلوت میں
جز گوشهٔ ابروئے تو محراب دعا نیست
تیرے ابرو کے گوشہ کے سوا دعا کی کوئی محراب نہیں ہے

اے چنگ فرو برده بخون دل حافظ
اے حافظ کے دل کے خون میں پنجہ گھسائے ہوئے
فکرت مگر از عزت قرآن خدا نیست
شاید تجھے خدا کے قرآن کی عزت کی فکر نہیں ہے

کنوں که میدمد از بوستاں نسیم بهشت
اب جبکہ باغ سے جنت کی ہوا چل رہی ہے
من و شراب فرح بخش و یار حور سرشت
میں ہوں اور فرحت بخش شراب ہے اور حور طبیعت دوست

چمن حکایت اردی بهشت میگوید
چمن اردی بہشت (مہینہ) کا قصہ بیان کر رہا ہے
نه عاقل ست که نسیه خرید و نقد بهشت
وہ عقلمند نہیں ہے جس نے ادھار لیا اور نقد کو چھوڑ دیا

بمے عمارت دل کن کایں جهان خراب
شراب سے دل کی تعمیر کر، کیونکہ یہ ویران دنیا
بر آں سرشت که از خاک ما بسازد خشت
اس خیال میں ہے کہ ہماری مٹی سے اینٹیں بنائے

وفا مجوی ز دشمن که پرتوے ندهد
دشمن سے وفا تلاش کرنا بے کار ہے کہ روشنی نہیں دیتی ہے
چو شمع صومعه افروزی از چراغ کنشت
جبکہ تو عبادت خانہ کی شمع کو بتخانے کے چراغ سے روشن کرے

مکن بنامه سیاهی ملامت من مست
اعمال نامہ کی سیاہی پر مجھ دیوانے کو ملامت نہ کر
که آگه است که تقدیر بر سرش چه نوشت
کون باخبر ہے کہ تقدیر نے اس کے مقدر میں کیا لکھا ہے؟

گدا چرا نزند لاف سلطنت امروز
آج فقیر سلطنت کی ڈینگیں کیوں نہ مارے
که خیمه سایهٔ ابر است و بزمگه لب کشت
جبکہ ابر کا سایہ خیمہ ہے اور کھیتی کا کنارہ مجلس ہے

قدم دریغ مدار از جنازهٔ حافظ
حافظ کے جنازے سے قدم نہ روک
که گرچه غرق گناه ست میرود به بهشت
اس لئے کہ اگرچہ گناہ میں ڈوبا ہے جنت میں جا رہا ہے

گل در بر و مے در کف و معشوق بکام ست
بغل میں پھول ہے اور شراب ہاتھ میں ہے اور معشوق حسب منشا ہے
سلطان جهانم بچنیں روز غلام ست
ایسے دن میں دنیا کا بادشاہ بھی میرا غلام ہے

۱؎ ہمارا گناہ نہیں ہے بلکہ تیری آنکھوں کا قصور ہے۔
۲؎ تیرے معشوق کے سامنے حسن کا دعویٰ ایسا ہی ہے جیسا کہ چھوٹا ستارہ سہا کا دعویٰ سورج کے مقابلہ میں۔
۳؎ دعا مانگنے کی محراب صرف تیری بھوؤں کی محراب ہے۔
۴؎ حافظ قرآن کی توقیر کھو رہا ہے۔
۵؎ جبکہ چمن میں اردی بہشت کا موسم ہے اور … آخرت کی جنت کے خیال سے اس کو ترک کرنا بیوقوفی ہے۔
۶؎ جب انسان … زندگی میں … تو اس کی مٹی کی اینٹیں … بنائی …
۷؎ دشمن سے وفا کی امید ایسا ہی ہے جیسے عبادت خانہ کی شمع بتخانہ کے چراغ سے روشن کی جائے۔
۸؎ آزاد انسان کے لئے ابر کا سایہ اور کھیت کا کنارہ سلطنت سے کم نہیں ہے۔

گو شمع میارید دریں بزم که امشب — در مجلس ما ماہ رخ دوست تمام ست
کہ دوستو شمع نہ لاؤ اس لئے کہ آج کی رات — ہماری مجلس میں دوست کے رخ کا مکمل چاند ہے

در مذہب ما بادہ حلال ست ولیکن — بے روئے تو اے سرو گل اندام حرام ست
ہمارے مذہب میں شراب حلال ہے لیکن — اے پھول جیسے جسم والے سرو تیرے چہرے کے بغیر حرام ہے

گوشم ہمہ بر قول نے و نغمۂ چنگ ست — چشمم ہمہ بر لعل لب و گردش جام ست
میرا کان پوری طرح بانسری کی آواز اور ستار کے نغمہ پر ہے — میری آنکھ پوری طرح لعل جیسے ہونٹ اور جام کی گردش پر ہے

در مجلس ما عطر میامیز کہ جاں را — ہر لحظہ ز گیسوئے تو خوشبوئے مشام ست
ہماری مجلس میں عطر نہ ملاؤ اس لئے کہ جان کو — ہر لحظہ تیرے گیسوؤں سے دماغ معطر ہے

از چاشنیِ قند مگو ہیچ و ز شکر — زاں رو کہ مرا از لب شیرین تو کام ست
قند اور شکر کی چاشنی کی کچھ بات نہ کر — اس لئے کہ میرا مقصد تیرے شیریں ہونٹ سے ہے

تا گنج غمت در دل ویرانہ مقیم ست — پیوستہ مرا کنج خرابات مقام ست
جب سے ویرانہ دل میں تیرے غم کا خزانہ مقیم ہے — ہمیشہ خرابات کا گوشہ میرا مقام ہے

از ننگ چہ گوئی کہ مرا نام ز ننگ ست — وز نام چہ پرسی کہ مرا ننگ ز نام ست
ذلت کی بات کیا کہتا ہے میری شہرت ہی ذلت سے ہے — شہرت کی بات کیا پوچھتا ہے مجھ کو شہرت سے ذلت ہے

میخوارہ و سرگشتہ و رندیم و نظرباز — وانکس کہ چو ما نیست دریں شہر کدام ست
ہم شرابی آوارہ رند اور نظرباز ہیں — جو ہم جیسا نہیں ہے وہ اس شہر میں کون ہے

با محتسبم عیب مگوئید کہ او نیز — پیوستہ چو ما در طلب عیش مدام ست
محتسب سے میرا عیب نہ بیان کرو کیونکہ وہ بھی — ہمیشہ ہماری طرح دائمی عیش کی طلب میں ہے

حافظ منشیں بے مے و معشوق زمانے
اے حافظ تھوڑی دیر کے لئے بھی بغیر شراب و معشوق کے نہ بیٹھ

کایام گل و یاسمن و عید صیام ست
کیونکہ پھول اور یاسمین اور روزوں کی عید کا زمانہ ہے

گر ز دست زلف مشکینت خطائے رفت رفت — ور ز ہندوئے شما بر ما جفائے رفت رفت
اگر تیری مشکیں زلف کے ہاتھ سے غلطی ہوئی، ہوگئی — اگر تمہارے تل سے ہم پر ستم ہوا، ہوا

برق عشق ار خرمن پشمینہ پوشے سوخت سوخت — جور شاہ کامراں گر بر گدائے رفت رفت
اگر عشق کی بجلی نے پشمینہ پوش کا کھلیان جلا دیا، جلا دیا — اگر ایک گدا پر شاہ کامراں کا ظلم ہوا، ہوا

گر دلے از غمزۂ دلدار بارے برد برد — ور میان جان و جاناں ماجرائے رفت رفت
اگر کسی دل کو دلدار کا غمزہ لے گیا، لے گیا — اگر جان اور جاناں میں کوئی قصہ ہوا، ہوا

در طریقت رنجش خاطر نباشد مے بیار — ہر کدورت را کہ بینی چوں صفائے رفت رفت
طریقت میں رنجش خاطر نہیں ہوتی، شراب لا — جس کدورت کو تو دیکھے جب صفائی ہوئی وہ دور ہوگئی

عشقبازی را تحمل باید اے دل پائدار — گر ملالے بود بود و گر خطائے رفت رفت
اے دل عشقبازی کے لئے تحمل چاہیے، ثابت قدم رہ — اگر کوئی مصیبت تھی، تھی، اگر کوئی غلطی ہوئی، ہوئی

۱۔ دوست کے رخ کے ہوتے ہوئے شمع کی ضرورت نہیں ہے۔
۲۔ جب معشوق سامنے نہ ہو تو بادہ نوشی بیکار ہے۔
۳۔ معشوق کی وجہ سے مجلس معطر ہے عطر کی ضرورت نہیں ہے۔
۴۔ جب معشوق کی شیریں لب کا شوق ہے تو قند اور شکر کی۔
۵۔ میں ننگ سے [illegible]
۶۔ محتسب خود اور محتسب بھی رند ہیں۔
۷۔ زلف کی غلطی تل کے ستم کی
۸۔ صفائی ہو جانے کے بعد کدورت ختم ہو جانی چاہیے۔
۹۔ عشق میں مصیبت اور غلطی کی پرواہ نہ کرنی چاہیے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

از سخن چیناں ملالتہا پدید آید ولے — چوں میان ہمنشیناں ماجرائے رفت رفت

سخن چینوں کی وجہ سے رنج ظاہر ہوتے ہیں، لیکن — جب ہم نشینوں میں بات ختم ہوئی، ختم ہوئی

عیب حافظ گو مکن زاہد کہ رفت از خانقاہ

زاہد سے کہو، حافظ پر عیب نہ لگا کہ خانقاہ سے چلا گیا

پائے آزاداں چہ بندی گر بجائے رفت رفت

آزاد لوگوں کے پیر کو تو کب باندھتا ہے اگر کسی جگہ چلا گیا، چلا گیا

لعل سیراب بخوں تشنہ لب یار من ست — از پئے دیدن او دادن جاں کار من ست

سیراب لعل، خون کا پیاسا، میرے یار کا ہونٹ ہے — اس کے دیکھنے کی خاطر جان دینا میرا کام ہے

شرم زاں چشم سیہ بادش و مژگان دراز — ہر کہ دل بردن او دید و در انکار من ست

ان کالی آنکھوں اور لمبی پلکوں سے اس کو شرم آنی چاہیے — جس نے ان کا دل لینا دیکھا اور میرے انکار پر ہے

ساربان رخت بدروازہ مبر کاں سر کو — شاہراہیست کہ منزلگہ دلدار من ست

اے ساربان! سامان دروازہ پر مت لے جا کیونکہ اس گلی کا سرا — وہ شاہراہ ہے جو میرے دلدار کی قیام گاہ ہے

بندۂ طالع خویشم کہ دریں قحط وفا — عشق آں لولی سرمست خریدار من ست

میں اپنے نصیب کا غلام ہوں کہ اس وفا کے قحط میں — اس شوخ مست کا عشق میرا خریدار ہے

طبلۂ عطر گل و زلف عبیر افشانش — فیض یک شمہ ز بوئے خوش عطار من ست

گلاب کی ڈبیا اور اس کی عبیر چھڑکنے والی زلف — میرے عطار کی عمدہ خوشبو کا تھوڑا سا فیض ہے

باغباں ہمچو نسیمم ز در خویش مراں — کآب گلزار تو از اشک چو گلنار من ست

اے باغباں! مجھے نسیم کی طرح اپنے دروازے سے نہ بھگا — کیونکہ تیرے گلستان کی رونق میرے گلنار جیسے آنسوؤں سے ہے

شربت قند و گلاب از لب یارم فرمود — نرگس او کہ طبیب دل بیمار من ست

میرے معشوق کے ہونٹ کا شربت قند و گلاب تجویز کیا ہے — اس کی آنکھ نے جو میرے بیمار دل کا طبیب ہے

آنکہ در طرز غزل نکتہ بحافظ آموخت

جس نے غزل کی طرز میں حافظ کو نکتہ سکھایا ہے

یار شیریں سخن نادرہ گفتار من ست

وہ میرا نادر گفتار، میٹھی گفتگو والا یار ہے

مطلب طاعت و پیمان درست از من مست — کہ بہ پیمانہ کشی شہرہ شدم روز الست

مجھ مست سے صحیح اطاعت اور عہد نہ چاہ — میں الست کے دن سے شراب نوشی میں مشہور ہوں

من ہماندم کہ وضو ساختم از چشمۂ عشق — چار تکبیر زدم یکسرہ بر ہر چہ کہ ہست

میں نے اسی وقت جب عشق کے چشمہ سے وضو کیا — جو کچھ موجود ہے، چار تکبیریں پڑھ دی ہیں

مے بدہ تا دہمت آگہی از سر قضا — کہ بروئے کہ شدم عاشق و از بوئے کہ مست

شراب دے تاکہ تجھے قضائے خداوندی کا راز بتا دوں — کہ میں کس کے چہرے پر عاشق ہوا اور کس کی خوشبو سے مست

کمر کوہ کم ست از کمر مور اینجا — نا امید از در رحمت مشو اے بادہ پرست

اس جگہ، پہاڑ کی کمر چیونٹی کی کمر سے کم ہے — اے بادہ پرست، رحمت کے دروازے سے ناامید نہ ہو

۱ـ دوستوں کا گلہ شکوہ ختم ہو جانا چاہیے۔
۲ـ جو دلبری کو دیکھ لے اور پھر [illegible] کرے اسے ان آنکھوں سے شرم آنی چاہیے۔
۳ـ یہ راہ [illegible] ہے
اس لیے معشوق کا عشق [illegible] خریدار ہے۔
۴ـ [illegible] کی [illegible]

[illegible] میرے مرض کا علاج
اس کے ہونٹ [illegible]
[illegible] تجویز کیا ہے۔
۵ـ جس نے [illegible]
عشق اختیار کیا ہے
[illegible] کی [illegible]
[illegible] تمام
دنیا سے [illegible] ہو گیا
[illegible]
۶ـ رحمت حق کے سامنے
پہاڑ جیسا گناہ بھی
بے حقیقت ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

جان فدائے دہنت باد کہ در باغِ نظر
تیرے منہ پر میری جان قربان ہو اس لئے کہ نگاہ کے باغ میں
چمن آرائے جہاں خوشتر ازیں غنچہ نبست
دنیا کے چمن کو سجانے والے نے اس غنچہ سے بہتر غنچہ نہیں بنایا

بجز آں نرگسِ مستانہ کہ چشمش مرساد
اس مستانہ نرگس کے علاوہ جو کہ اسے نظر نہ لگے
زیرِ ایں طارمِ فیروزہ کسے خوش ننشست
اس نیلے فیروزی گنبد کے نیچے کوئی آرام سے نہیں بیٹھا

حافظ از دولتِ عشقِ تو سلیمانی یافت
تیرے عشق کی دولت سے حافظ نے سلیمانی پائی
یعنی از وصلِ تواش نیست بجز باد بدست
یعنی تیرے وصل سے اس کے ہاتھ میں ہوا کے سوا کچھ نہیں ہے

مرحبا اے پیکِ مشتاقاں بدہ پیغامِ دوست
خوش آمدید اے عاشقوں کے قاصد دوست کا پیغام دے
تا کنم جاں از سرِ رغبت فدائے نامِ دوست
تاکہ میں رغبت سے دوست کے نام پر جان قربان کر دوں

والہ و شیداست دائم ہمچو بلبل در قفس
ہمیشہ دیوانہ اور عاشق ہے قفس میں بلبل کی طرح
طوطیِ طبعم ز شوقِ شکر و بادامِ دوست
میری طبیعت کی طوطی دوست کے بادام اور شکر کے شوق میں

زلفِ او دام است و خالش دانۂ آں دام و من
اس کی زلف جال ہے اور اس جال کا دانہ تل ہے اور میں
بر امیدِ دانۂ افتادم اندر دامِ دوست
دانہ کی امید میں دوست کے جال میں پھنس گیا ہوں

سر ز مستی برنگیرد تا بہ صبحِ روزِ حشر
حشر کے دن کی صبح تک مستی سے سر نہیں اٹھا سکتا
ہر کہ چوں من در ازل یک جرعہ خورد از جامِ دوست
ہر وہ شخص جس نے میری طرح ازل میں دوست کے جام سے ایک گھونٹ پیا

من نوشتم نامۂ از شرحِ حالِ خود ولے
میں نے اپنی حالت کی تفصیل کا ایک خط لکھا ہے لیکن
دردِ سر باشد نمودن بیش ازیں ابرامِ دوست
اس سے زیادہ اصرار کرنا دوست کے لئے دردِ سر ہو

میلِ من سوئے وصال و قصدِ او سوئے فراق
میرا میلان وصال کی طرف ہے اور اس کا ارادہ فراق کی جانب ہے
ترکِ کامِ خود گرفتم تا برآید کامِ دوست
میں نے اپنے مقصد کو چھوڑ دیا ہے تاکہ دوست کا مقصد پورا ہو جائے

گر دہد دستم کشم در دیدہ ہمچوں توتیا
اگر موقع ملے تو آنکھوں میں توتیا کی طرح لگا لوں
خاکِ راہے کاں مشرف گردد از اقدامِ دوست
اس راستہ کی خاک کو جو دوست کے قدموں سے مشرف ہوئی ہے

حافظ اندر درد و غم میسوز و با درماں مساز
اے حافظ درد اور غم میں جلتا رہ اور علاج نہ کر
زانکہ درمانے ندارد دردِ بے درمانِ دوست
اس لئے کہ دوست کے لاعلاج درد کا کوئی علاج نہیں ہے

منم کہ گوشۂ میخانہ خانقاہِ من ست
میں ہوں کہ شراب خانہ کا گوشہ میری خانقاہ ہے
دعائے پیرِ مغاں وردِ صبحگاہِ من ست
پیرِ مغاں کو دعا دینا میرا صبح کا وظیفہ ہے

گرم ترانۂ چنگِ صبوح نیست چہ باک
اگر میرے پاس ستار اور صبح کی شراب نہیں ہے تو کیا پروا ہے
نوائے من بسحر آہِ عذرخواہِ من ست
میری آواز صبح کے وقت میری عذرخواہ آہ ہے

ز پادشاہ و گدا فارغم بحمد اللہ
خدا کا شکر ہے کہ میں بادشاہ اور فقیر سے بے نیاز ہوں
گدائے خاکِ درِ دوست پادشاہِ من ست
دوست کے دروازے کی خاک کا فقیر میرا بادشاہ ہے

۱۔ حضرت سلیمان کا ہوا پر قبضہ تھا اسی طرح میرے ہاتھ میں ہوا ہے۔
۲۔ طوطی کو شکر اور بادام کھلائے جاتے ہیں۔
۳۔ زلف کو جال اور تل کو اس جال کا دانہ قرار دیا ہے۔
۴۔ میرے صرف اپنی حالت لکھ دینا ہی کافی ہے، زیادہ اصرار مناسب نہیں ہے۔
۵۔ معشوق کی خواہش پر اپنی خواہش قربان کر دینا ہی کمال ہے۔
۶۔ یعنی اگر چنگ و شراب میسر نہیں ہے تو صبح کی آہ ہی کافی ہے۔
۷۔ دنیاوی لوگوں سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے اور یہ حالت موجبِ شکر ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

غرض ز مسجد و میخانہ ام وصال شماست
مسجد اور میخانہ سے میرا مقصود تمہارا وصال ہے
جز ایں خیال ندارم خدا گواہ من ست
اس کے سوا میرا کوئی خیال نہیں ہے خدا میرا گواہ ہے

مرا گدائے تو بودن ز سلطنت خوشتر
میرے لیے تیرا فقیر ہونا سلطنت سے زیادہ اچھا ہے
کہ ذل جور و جفائے تو عز و جاہ من ست
اس لیے کہ تیرے ظلم اور جفا کی ذلت میری عزت اور جاہ ہے

مگر بہ تیغ اجل خیمہ بر کنم ورنہ
شاید موت کی تلوار سے خیمہ اٹھا لوں، اور نہ
رمیدن از در دولت نہ رسم و راہ من ست
دولت کے در سے بھاگنا میری رسم و راہ نہیں ہے

ازاں زماں کہ بریں آستاں نہادم روی
جب سے میں نے اس آستانہ پر منہ رکھا ہے
فراز مسند خورشید تکیہ گاہ من ست
خورشید کی مسند کی بلندی میری تکیہ گاہ ہے

کلاہ دولت خسرو کجا بچشم آید
خسرو کی دولت کی ٹوپی میری نگاہ میں کیا آسکتی ہے
کہ خاک کوئے شما عزت کلاہ من ست
چونکہ تمہارے کوچہ کی خاک میری ٹوپی کی عزت ہے

گناہ اگرچہ نبود اختیار ما حافظ
اے حافظ اگرچہ گناہ ہمارے اختیار میں نہ تھا
تو در طریق ادب کوش و گو گناہ من ست
تو ادب کا طریقہ اختیار کر اور کہہ کہ میرا گناہ ہے

ماہم ایں ہفتہ شد از شہر و بچشمم سالیست
میرا چاند اس ہفتہ شہر سے رخصت ہوا ہے اور میری نگاہ میں ایک سال ہے
حال ہجراں تو چہ دانی کہ چہ مشکل حالیست
ہجر کے حال کو تو کیا جانے کہ کس قدر مشکل حال ہے

مردم دیدہ ز لطف رخ او در رخ او
رخسار کی پاکیزگی کی وجہ سے اس کے رخسار میں آنکھ کی پتلی نے
عکس خود دید گماں کرد کہ مشکیں خالیست
اپنا عکس دیکھ لیا اور یہ سمجھ لیا کہ کالا تل ہے

ای کہ انگشت نمائی بکرم در ہمہ شہر
اے وہ! کہ تو تمام شہر میں سخاوت میں مشہور ہے
وہ کہ در کار غریباں عجبت اہمالیست
واہ غریبوں کے کام میں تیری عجب سستی ہے

میچکد شیر ہنوز از لب ہمچوں شکرش
اس کے شکر جیسے ہونٹ سے اب تک دودھ ٹپکتا ہے
گرچہ در عشوہ گری ہر مژہ اش قتالیست
اگرچہ وہ ناز کرنے میں اس کی ہر پلک قاتل ہے

بعد ازینم نبود شائبہ در جوہر فرد
اس کے بعد جزو لا یتجزیٰ میں مجھے کوئی شک نہ ہوگا
کہ دہان تو دریں نکتہ خوش استدلالیست
کہ تیرا منہ اس معاملہ میں بہترین استدلال ہے

مژدہ دادند کہ بر ما گذرے خواہی کرد
لوگوں نے خوشخبری دی ہے کہ تو ہمارے پاس سے ہو کر گزرے گا
نیت خیر مگرداں کہ مبارک فالیست
بہتر نیت کو نہ بدل کہ اچھی فال ہے

کوہ اندوہ فراقت بچہ حیلت بکشد
تیرے فراق کا پہاڑ کس طرح کھینچے
حافظ خستہ کہ از نالہ تنش چوں نالیست
کمزور حافظ کہ رونے کی وجہ سے اس کا بدن نلکی کی طرح ہے

ما را ز خیال تو چہ پروائے شراب ست
تیرے خیال کی وجہ سے اب ہمیں شراب کی کیا پروا ہے
خم گو سر خود گیر کہ خمخانہ خراب است
مٹکے سے کہہ دو اپنا راستہ لے کہ شراب خانہ برباد ہے

http://www.muftbooks.blogspot.com/

گر خمر بہشت است بریزید کہ بے دوست | ہر شربت عذبم کہ دہی عین عذاب است
تو بہشت کی شراب ہے بہا دو اس لئے کہ دوست بدون | ہر میٹھا شربت جو تو دے، عین عذاب ہے

افسوس کہ شد دلبر و در دیدۂ گریاں | تحریر خیال خط او نقش بر آب است
افسوس کہ دلبر چلا گیا۔ اور روتی آنکھوں میں | اس کے خط کے خیال کی تحریر، پانی پر نقش ہے

بیدار شو اے دیدہ کہ ایمن نتواں بود | زیں سیل دمادم کہ دریں منزل خواب است
اے آنکھ ہوشیار ہو جا اس لئے کہ مطمئن نہیں ہوا جا سکتا | اس مسلسل سیلاب سے جو اس خواب کی منزل میں ہے

معشوق عیاں میگذرد بر تو ولیکن | اغیار ہمی بیند ازاں بستہ نقاب است
تیرے سامنے سے معشوق کھلم کھلا گذر رہا ہے لیکن | غیر دیکھ رہے ہیں اس لئے نقاب بندھی ہوئی ہے

گل بر رخ رنگین تو تا لطف عرق دید | در آتش شوق از غم دل غرق گلاب است
پھول نے جب تیرے رنگین رخ پر پسینہ کی لطافت دیکھی | دل کے غم سے شوق کی آگ میں گلاب میں غرق ہے

در بزم دل از روئے تو صد شمع برافروخت | ویں طرفہ کہ بر روئے تو صد گونہ حجاب است
دل کی محفل میں تیرے رخ سے سو شمعیں روشن ہو گئیں | اور یہ تعجب ہے کہ تیرے رخ پر سو طرح کے پردے ہیں

سبز است در و دشت بیا تا نگذاریم | دست از سر آبے کہ جہاں جملہ سراب است
دروازہ اور جنگل سبز ہے آ، تاکہ نہ ہٹائیں | ہاتھ پانی کے کنارے سے کہ تمام دنیا سراب ہے

در کنج دماغم مطلب جائے نصیحت | کایں حجرہ پر از زمزمۂ چنگ و رباب است
میرے دماغ کے گوشہ میں نصیحت کی جگہ تلاش نہ کر | اس لئے کہ یہ حجرہ چنگ اور رباب کے نغموں سے پُر ہے

راہ تو چہ راہ است کہ از غایت تعظیم | دریائے محیط فلکش ہمچو حباب است
تیرا راستہ کیسا راستہ ہے کہ انتہائی بڑائی کی وجہ سے | آسمان کا دریائے محیط اس کے لئے بلبلہ ہے

بے روئے دل آرائے تو اے شمع دل افروز | دل رقص کناں بر سر آتش چو کباب است
اے دل کو روشن کرنے والی شمع تیرے دل آرا چہرے کے بغیر | آگ پر کباب کی طرح دل رقص کر رہا ہے

حافظ چہ شد ار عاشق و رند است و نظرباز
کیا ہوا اگر حافظ عاشق، اور رند اور نظر باز ہے

بس طور عجب لازم ایام شباب است
بہت سے عجیب طریقے جوانی کے زمانے کے لازم ہیں

ما را ز آرزوئے تو پروائے خواب نیست | بے روئے دلفریب تو بودن ثواب نیست
ہمیں تیری خواہش کی وجہ سے نیند کی پرواہ نہیں ہے | تیرے دلفریب چہرے کے بغیر رہنا ثواب نہیں ہے

در دور چشم مست تو ہشیار کس ندید | کو دیدہ کز تصور چشمت بخواب نیست
تیری مست آنکھ کے دور میں کسی کو ہوشیار نہ دیکھا | وہ آنکھ کونسی ہے جو تیری آنکھ کے تصور سے نیند میں نہیں ہے

در ہر کہ بنگری بغمے از تو مبتلاست | یک دل ندیدہ ام کہ ز عشقت خراب نیست
تو جس کو بھی دیکھے تیرے کسی غم میں مبتلا ہے | میں نے کوئی دل نہیں دیکھا جو تیرے عشق میں تباہ نہیں ہے

ہر کو بدست عشق تو شد کشتہ بہ درست | او را در آں جناب سوال و جواب نیست
ہر وہ جو تیرے عشق کے ہاتھوں مارا گیا | اس دربار میں اس سے کوئی سوال و جواب نہیں ہے

حافظ چو زر بوته در افتاد و تاب یافت

حافظ سونے کی طرح کٹھالی میں پڑا اور تپا

عاشق نباشد آنکه چو زر او تاب نیست

وہ عاشق نہیں ہوسکتا جو سونے کی طرح نہ تپا ہو

مدامم مست میدارد نسیم جعد گیسویت
خرابم میکند هر دم فریب چشم جادویت

پس از چندین شکیبائی شبی یارب توان دیدن
که شمع دیده افروزیم در محراب ابرویت

سواد لوح بینش را عزیز از بهر آن دارم
که جان را نسخه باشد ز نقش خال هندویت

تو گر خواهی که جاویدان جهان یکسر بیارائی
صبا را گو که بردارد زمانی برقع از رویت

وگر رسم فنا خواهی که از عالم براندازی
بیفشان زلف تا ریزد هزاران جان ز هر مویت

من و باد صبا مسکین دو سرگردان بیحاصل
من از افسون چشمت مست و او از بوی گیسویت

من از لطف صبا دارم سپاس بی‌نهایت‌ها
دگر شب گر گذر بودی سحرگاهان ازین سویت

سواد دیده هر وقتی بخون دل همی دیدم
عبیرش وام ازین ساعت بیاد خال هندویت

زهی همت که حافظ رفت از دنیا و از عقبی

کیا خوب ہمت ہے کہ حافظ دنیا اور عقبیٰ سے گزر گیا

نیاید هیچ در چشمش بجز خاک سر کویت

اس کی آنکھ میں بجز تیرے کوچہ کی خاک کے کچھ نہیں سماتا

مردم دیدهٔ ما جز برخت ناظر نیست
دل سرگشتهٔ ما غیر ترا ذاکر نیست

اشکم احرام طواف حرمت می‌بندد
گرچه از خون دل ریش دمی طاهر نیست

بستهٔ دام و قفس باد چو مرغ وحشی
طائر سدره اگر در طلبت سائر نیست

عاشق مفلس اگر قلب دلش کرد نثار
مکنش عیب که بر نقد روان قادر نیست

http://www.muftbooks.blogspot.com/

عاقبت دست بدان سرو بلندش برسد
انجام کار اس بلند سرو جیسے شخص کا ہاتھ پہنچ جائیگا

ہر کرا در طلبت ہمت او قاصر نیست
ہر کسی طلب میں جس کی ہمت کوتاہ نہیں ہے

از روان بخشی عیسیٰ نزنم پیش تو دم
میں تیرے سامنے حضرت عیسیٰ کے جان بخشنے کی بات نہیں کر سکتا

زانکہ در روح فزائی چو دہنت قادر نیست
اس لیے کہ روح کے بڑھانے میں تیرے منہ کی طرح قادر نہیں ہے

منکہ از آتش سودائے تو آہے نزنم
میں جو کہ تیرے عشق کی آگ سے آہ بھی نہیں کرتا ہوں

کے تواں گفت کہ بر داغ دلم صابر نیست
مجھے کیسے کہا جا سکتا ہے کہ دل کے داغ پر صابر نہیں ہے؟

روز اول کہ سر زلف تو دیدم گفتم
پہلے ہی دن جبکہ میں نے تیری زلف کا سرا دیکھا تو میں نے کہہ دیا!

کہ پریشانی ایں سلسلہ را آخر نیست
کہ اس زنجیر کی پریشانی کی انتہا نہیں ہے

سر پیوند تو تنہا نہ دل حافظ راست
تجھ سے تعلق کا خیال صرف حافظ کے دل کو ہی نہیں ہے

کیست آں کش سر پیوند تو در خاطر نیست
وہ کون ہے جس کی طبیعت میں تجھ سے تعلق کا خیال نہیں ہے؟

مدتے شد کاتش سودائے او در جان ماست
ایک مدت گزر گئی کہ اس کے عشق کی آگ ہماری جان میں لگی ہے

وین تمنا بین کہ دائم صندل حیران ماست
اور اس تمنا کو دیکھو کہ ہمیشہ [illegible]

مردم چشمم بخوناب جگر غرقہ زاں
میری آنکھ کی پتلیاں جگر کے خون [illegible]

چشمۂ مہر رخش در سینۂ نالان ماست
کہ اس کے چہرے کے آفتاب کا چشمہ ہمارے نالاں سینے میں ہے

آب حیواں قطرۂ از لعل ہمچوں شکرش
آب حیات اس کے شکر جیسے ہونٹ کا ایک قطرہ ہے

قرص خور عکسے ز روئے آں مہ تابان ماست
آفتاب کی ٹکیا ہمارے اس روشن چاند کے چہرے کا عکس ہے

تا شنفتم فیہ من روحی شنیدم شد یقیں
جب سے میں نے فیہ من روحی سنا ہے یقین ہو گیا ہے

بر من ایں معنی کہ ما زانیم و او زان ماست
مجھے اس معنی کا کہ ہم اس کے ہیں، وہ ہمارا ہے

ہر کسے را اطلاعے نیست بر اسرار غیب
غیب کے رازوں کی ہر دل کو خبر نہیں ہے

محرم ایں سر معنی دار علوی جان ماست
اس آسمانی باطنی راز کو محرم ہماری جان ہے

چند گوئی اے مذکر شرح دیں خاموش باش
اے واعظ دین کی شرح کب تک کریگا چپ رہ

دین ما در ہر دو عالم صحبت جانان ماست
دونوں جہان میں ہمارا دین ہمارے معشوق کی صحبت ہے

حافظا تا روز آخر شکر ایں نعمت گذار
اے حافظ قیامت تک اس نعمت کا شکر ادا کر

کاں صنم از روز اول واقف و درمان ماست
کہ وہ صنم پہلے دن سے ہمارا واقف اور علاج ہے

میر من خوش میروی کاندر سر و پا میرمت
[illegible]

ترک من خوش میخرامی پیش بالا میرمت
[illegible]

گفتہ بودی کے بمیری پیش من تعجیل چیست
[illegible]

خوش تقاضا میکنی پیش تقاضا میرمت
[illegible]

[illegible]

http://www.muftbooks.blogspot.com/

عاشقِ مہجورِ مخمورم بتِ ساقی کجاست
میں مجبور عاشق خمار زدہ ہوں، ساقی بت کہاں ہے؟

گو خراماں شو کہ پیشِ قدِ رعنا میرمت
کہہ دو ٹہل میں، تیرے حسین قد پر مرتا ہوں

اے کہ عمرے شد کہ تا بیمارم از مژگانِ تو
اے وہ کہ ایک زمانہ گزر گیا ہے کہ میں تیری پلکوں کا بیمار ہوں

گہ نگاہے کن کہ پیشِ چشمِ شہلا میرمت
تو ایک نگاہ ڈال دے کہ تیری نرگسی آنکھ پر مرتا ہوں

گفتہ لعلِ لبم ہم درد بخشد ہم شفا
تو نے کہا میرا لب لعل درد بھی دیتا ہے اور شفا بھی

گاہ پیشِ درد و گہ پیشِ مداوا میرمت
میں کبھی درد پر، اور کبھی دوا پر مرتا ہوں

خوش خراماں میروی چشمِ بد از روئے تو دور
تو کس قدر اچھا ٹہلتا ہے، نظر بد تیرے چہرے سے دور رہے

دارم اندر سر خیالِ آنکہ در پا میرمت
میرے سر میں یہ خیال ہے کہ تیرے قدموں پر مر جاؤں

گرچہ جائے حافظ اندر خلوتِ وصلِ تو نیست
اگرچہ حافظ کی جگہ تیرے وصل کی خلوت میں نہیں ہے

اے ہمہ جائے تو خوش پیشِ تو ہر جا میرمت
اے وہ کہ تیری ساری جگہیں اچھی ہیں، تیرے سامنے ہر جگہ مرتا ہوں

نمیدانم دلِ بلبل ز عشقِ روئے گل چونست
مجھے معلوم نہیں کہ بلبل کا دل پھول کے چہرے کے عشق سے کیسا ہے

دلے در غنچہ می بینم پیکانہاش خونست
مجھے کلی میں ایک دل نظر آتا ہے کہ اس کے تیروں سے خون میں ہے

عجب باشد کہ بلبل را قرار و صبر کم گردد
تعجب کی بات ہے اگر بلبل کو قرار اور صبر کم ہو

ریاحیں را چو ہر ساعت جمال و حسن افزونست
چونکہ پھولوں کو ہر گھڑی جمال اور حسن بڑھتا ہے

نظر کن بر گلِ رعنا کہ شکلِ او چہ افتادہ
حسین پھول کو دیکھ، کہ اس کی شکل کیسی ہے

چہ جرمِ بلبلِ شیدا اگر بیچارہ مفتونست
عاشق بلبل کا کیا قصور ہے اگر بیچارہ دیوانہ ہو گیا ہے

چو از پردہ بروں آمد گل آمد بلبلِ مسکیں
جب پھول پردے سے باہر آگیا اس وقت مسکین بلبل

اگر در پردہ بینالد دلش از پردہ بیرونست
اگر پردہ میں نالہ کرتا ہے تو اس کا دل قابو سے باہر ہے

اگر مستی کند بلبل دریں موسم روا باشد
اگر اس موسم میں بلبل مستی کرتا ہے تو درست ہے

کہ بر ہر شاخ از گلہا ہزاراں جام میگونست
اس لئے کہ ہر شاخ پر پھولوں کے ہزاروں شرابی جام ہیں

دریں موسم کہ بوئے عیش از عالم ہمی آید
اس موسم میں کہ دنیا سے عیش کی خوشبو آ رہی ہے

تو خود دانی نگارینا کہ حالِ عاشقاں چونست
اے معشوقہ تو خود جانتا ہے عاشقوں کا کیا حال ہے؟

زمانِ عشرت و شادی کہ می جستی بجاں حافظ
عیش اور خوشی کا وہ زمانہ جو اے حافظ تو دل سے ڈھونڈتا تھا

غنیمت داں کنوں عشرت کہ وقتِ عشرت اکنونست
ابھی عشرت کو غنیمت جان، اس لئے کہ عیش کا وقت اب ہے

ہر آں خجستہ نظر کز پئے سعادت رفت
ہر وہ مبارک نظر، جو سعادت کے درپے ہوا

بکنجِ میکدہ و خانۂ ارادت رفت
وہ شراب خانہ کے گوشہ میں اور ارادتمندی کے گھر میں پہنچا

ز رطلِ دُردکشاں کشف کرد سالکِ راہ
راہ کے سالک نے تلچھٹ پینے والوں کے پیالہ سے کھول لیے

رموزِ غیب کہ در عالمِ شہادت رفت
غیب کے وہ راز، جو دنیا میں پہنچے

ـه نرگس کی ایک خاص قسم ہے۔
ـه یعنی قرب کا اعلیٰ مقام تو حاصل نہیں ہے پھر بھی وہ مقام حاصل ہے کہ تجھ پر ہم قربان ہو جائیں۔
ـه عاشق کے دل کا تو حال معلوم نہیں لیکن محبوب اس کی آبرو پر خاک ہے۔
ـه بے قراری اور بے صبری کے جب اسباب موجود ہیں تو بے قراری کیسے ... حسن کے ہوتے ہوئے بلبل عشق میں معذور ہے۔
ـه موسم کی خوشگواری کی وجہ سے ہر پھول جام کی شکل ہے۔
ـه جس کو سعادت حاصل ہے وہ میکدہ میں پہنچا اور پیر مغاں سے ارادت پیدا کر لیتا۔
ـه تلچھٹ نوش پر غیب کے راز کھلتے ہیں۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

بیا و معرفت من شنو که در سخنم
آؤ مجھ سے معرفت کی باتیں سنو اس لئے کہ میرے کلام میں

ز فیض روح قدس نکتهٔ سعادت گفت
جبرئیل کے فیض سے سعادت کا نکتہ پیدا ہو گیا

مجوز طالع مولود من بجز رندی
میرا پیدائشی ستارہ سوائے رندی کے کچھ نہیں

که این معامله با کوکب ولادت رفت
اس لئے کہ یہ معاملہ پیدائش کے ستارے سے ہی ہوا ہے

زبان مدار بدست دگر بر آمده
سچ ہے تو دوسرے طریقہ پر تیار ہوا ہے

وظیفهٔ می دوشین مگر زیادت رفت
شاید گزشتہ رات کی شراب کی عبادت تو بھول گیا

مگر معجزه کو شد طبیب عیسیٰ دم
شاید مجھ سے کوئی حضرت عیسیٰ کے ساتھ ...

چرا که کار من خسته از عیادت رفت
اسی لئے میرا کام عیادت سے گذر گیا

هزار شکر که حافظ ز راه میکده دوش
ہزار شکر ہے کہ حافظ کل رات شراب خانہ کے راستہ سے

بکنج زاویهٔ طاعت و عبادت رفت
زاویہ نشین اور عبادت کی خانقاہ کے گوشہ میں پہنچ گیا

یارب آن شمع شب افروز ز کاشانهٔ کیست
اے خدا وہ شمع کس گھر سے رات کو روشن کرنے والی ہے

جان ما سوخت بپرسید که جانانهٔ کیست
اس نے ہماری جان کو جلا دیا دریافت کرو کس کا معشوق ہے؟

حالیا خانه بر انداز دل و دین من است
اب تو وہ میرے دل اور دین کو برباد کرنے والا ہے

تا هم آغوش که میباشد و همخانهٔ کیست
آخر وہ کس کا ہم آغوش ہوگا اور کس کا ہم خانہ ہے؟

بادهٔ لعل لبش کز لب ما دور مباد
انکے لب جیسے ہونٹ کی شراب ہم سے جدا نہ ہو

راح روح که و پیمان ده پیمانهٔ کیست
کس کی روح کی راحت اور کس کے پیالہ سے ...

دولت صحبت آن شمع سعادت پرتو
اس سعادت کے سایہ والی شمع کی صحبت کی دولت

باز پرسید خدا را که بپروانهٔ کیست
خدا کے لیے پھر پوچھو کس کے پروانہ کو حاصل ہے؟

میدهد هر کسش افسونی و معلوم نشد
اب ہر شخص ایک منتر پڑھتا ہے اور یہ معلوم نہ ہوا

که دل نازک او مائل افسانهٔ کیست
کہ اس کا نازک دل کس کے قصہ کی طرف مائل ہے؟

یارب آن شاه وش ماه رخ زهره جبین
اے خدا وہ شاہ جیسا چاند جیسے رخ اور زہرہ جیسی پیشانی والا

در یکتای که و گوهر یکدانهٔ کیست
کس کا در یکتا اور کس کا گوہر یکدانہ ہے؟

آن می لعل که نا خورده مرا کرد خراب
وہ لعل جیسی شراب جس نے بغیر پئے مجھے خراب کر دیا

همنشین که و هم کاسه و پیمانهٔ کیست
کس کا ہمنشیں اور کس کا ہم پیالہ ہے؟

گفتم آه از دل دیوانهٔ حافظ بی تو
میں نے کہا حافظ کے دیوانے دل سے تیرے بغیر آہ ہے

زیر لب خنده زنان گفت که دیوانهٔ کیست
زیر لب ہنستے ہوئے بولا کس کا دیوانہ ہے؟

یارب سببی ساز که یارم بسلامت
اے خدا ایسا سبب پیدا کر دے کہ میرا یار سلامتی سے

باز آید و برهاندم از چنگ ملامت
واپس آ جائے اور مجھے ملامت کے چنگل سے چھڑا دے

۱۔ میرا پیدائشی ستارہ ... اس کے اثرات ہیں۔
۲۔ میری زندگی عیسیٰ ... سے ہی اب ... رہ سکتی ہے
۳۔ حافظ کی شراب نوشی ... ہو جانا ...
۴۔ معلوم نہیں کہ معشوق کس گھر کی شمع ہے ... جان تو ہماری جلا دی ہے معلوم نہیں معشوق کس کا ہوا ہے۔
۵۔ آج تو ... تباہ کن بنا ہے معلوم نہیں کل وہ کس کی ... اور کس کا ... ہو گا۔
۶۔ ... ہونٹوں کی شراب معلوم کس کی روح کی راحت اور کس کے پیالہ سے وابستہ ہے۔
۷۔ اس شمع کی صحبت نہ معلوم کس پروانہ کو حاصل ہے۔
۸۔ وہ معشوق جس ... میں لطف ... نہ معلوم کس کا ہم پیالہ ہے۔
۹۔ ... یہ خبر نہیں کہ حافظ کس کا دیوانہ ہے۔
۱۰۔ فراق میں لوگ مجھے ملامت کرتے ہیں ... کرے معشوق لوٹ آئے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

خاکِ رہِ آں یار سفر کردہ بیارید
اس سفر میں گئے ہوئے یار کے راستے کی گرد لے آؤ
تا چشمِ جہاں بیں کنمش جائے اقامت
تاکہ اس کی جگہ اپنی جہاں بیں آنکھ کو بنا دوں

فریاد کہ از شش جہتم راہ ببستند
فریاد ہے کہ شش جہت سے میرا راستہ روک دیا ہے
آں خال و خط و زلف و رخ و عارض و قامت
اس تل، خط، زلف، چہرہ، رخسار اور قد نے

امروز کہ در دستِ توام مرحمتے کن
آج جب کہ میں تیرے قبضہ میں ہوں، رحم کر
فردا کہ شوم خاک چہ سود اشکِ ندامت
کل جب میں خاک ہو جاؤں گا تو ندامت کے آنسوؤں سے کیا فائدہ؟

اے آنکہ بتقریر و بیاں دم زنی از عشق
اے وہ جو تقریر و بیان کے ذریعہ عشق کا دعویٰ کرتا ہے
ما با تو نداریم سخن خیر و سلامت
ہماری تیری بات نہیں، خیر سلامتی

درویش مکن نالہ ز شمشیرِ احبا
اے فقیر دوستوں کی تلوار کا شکوہ نہ کر
کایں طائفہ از کشتہ ستانند غرامت
یہ لوگ تو مقتول سے تاوان وصول کرتے ہیں

در خرقہ زن آتش کہ خمِ ابروئے ساقی
گدڑی میں آگ لگا دے اس لیے کہ ساقی کے ابرو کے خم
بر می شکند گوشۂ محرابِ امامت
امامت کے محراب کا گوشہ توڑ رہے ہیں

حاشا کہ من از جور و جفائے تو بنالم
خدا بچائے کہ میں تیرے جور و جفا سے نالاں ہوں
بیدادِ لطیفاں ہمہ لطف ست و کرامت
پاکیزہ لوگوں کا ظلم سب مہربانی اور بخشش ہے

کوتہ نکند بحثِ سرِ زلفِ تو حافظ
حافظ تیری زلف کے قصہ کی بحث کو مختصر نہیں کرتا ہے
پیوستہ شد ایں سلسلہ تا روزِ قیامت
یہ سلسلہ تو قیامت کے دن سے پیوستہ ہے

ردیفِ ثاءِ مثلثہ

الغیاث اے مایۂ جاں الغیاث
فریاد ہے، اے جان کے سرمایہ، فریاد ہے
کفرِ زلفت برد ایماں الغیاث
تیری زلف کا کفر ایمان لے گیا، فریاد ہے

ما ہمی لیسیم لب از تشنگی
ہم پیاس سے ہونٹ چاٹ رہے ہیں
در لبانت آبِ حیواں الغیاث
تیرے ہونٹوں میں آبِ حیات ہے، فریاد ہے

وہ کجا شد شربتِ دیدارِ تو
ہائے! تیرے دیدار کا شربت کہاں چلا گیا!
میکشد تلخیٔ ہجراں الغیاث
ہجر کی تلخی مارے ڈالتی ہے، فریاد ہے

ما ز گریہ غرق در خوں گشتہ ایم
ہم رونے کی وجہ سے خون میں ڈوبے ہوئے ہیں
لعلِ تو پیوستہ خنداں الغیاث
تیرے ہونٹ مسلسل مسکرا رہے ہیں، فریاد ہے

غمزۂ شوخِ تو از راہِ اجل
تیری شوخ ادا، موت کے راستہ سے
میزند در دیدہ پیکاں الغیاث
پھاڑ کر تیر چلا رہی ہے، فریاد ہے

۱ یعنی اپنی جہاں بیں آنکھوں کا سرمہ بناؤں
۲ معشوق کی چیزوں کے حسن نے مجھے شش جہت سے گھیر لیا ہے
۳ جو شخص عشق کی گواہ زبانی ڈینگیں مارتا ہے اس سے ہمارا کوئی واسطہ سلامت نہیں ہے
۴ دوستوں کے ہاتھ کا قتل ہو کر بھی قتل ہی کرتے ہیں پھر مقتول سے ہی تاوان مانگتے ہیں
۵ محبوب سے کوئی شکوہ شکایت نہیں اس نے کی اس کا تو ستم بھی کرم ہے
۶ زلف کی سیاہی کو کفر سے تعبیر کیا جاتا ہے
۷ محبوب کے پاس آبِ حیات ہے اور ہم پیاس سے ہونٹ چوس رہے ہیں
۸ لعل یعنی ہونٹ

http://www.muftbooks.blogspot.com/

از خدنگِ ناوکِ مژگانِ تو — زخمہا افتادہ در جاں الغیاث
تیری پلکوں کے تیر اور تیروں سے — جان میں زخم پڑ گئے ہیں، فریاد ہے

چوں دو زلفت کرد سرگرداں مرا — گردشِ گردونِ گرداں الغیاث
تیری دو زلفوں کی طرح، مجھے پریشان کر دیا — چکر کھانے والے آسمان کی گردش سے، فریاد ہے

ہمچو گوی از زخمِ چوگانِ فلک — ہر طرف گشتیم غلطاں الغیاث
آسمان کے بلّے کی چوٹ سے گیند کی طرح — ہم ہر طرف لڑھک رہے ہیں، فریاد ہے

پیچشِ زلفِ تو در جانم فتاد — رشتۂ تن گشت پیچاں الغیاث
تیری زلفوں کا پھندا میری جان میں پڑ گیا ہے — بدن کا دھاگا الجھ گیا ہے، فریاد ہے

چشمِ بیمارت مرا بیمار کرد — جز لبانت نیست درماں الغیاث
تیری بیمار آنکھوں نے مجھے بیمار کر دیا — تیرے ہونٹوں کے سوا علاج نہیں ہے، فریاد ہے

باطنابِ زلف حافظ را بکش
حافظ کو زلف کی رسّی کے ذریعہ کھینچ لے

ماندہ در چاہِ زنخداں الغیاث
جو ٹھوڑی کے کنوئیں میں گر پڑا ہے، فریاد ہے

بازم ہوائے آں گلِ عناست الغیاث — دیگر دلم رمیدہ و شیداست الغیاث
مجھے پھر اس حسین پھول کی خواہش ہے، فریاد ہے — میرا دل پھر آشفتہ اور دیوانہ ہے، فریاد ہے

آں دل کہ کنجِ عافیتے برگزیدہ بود — ایں دم بعزمِ دردو بلاہاست الغیاث
وہ دل، جس نے عافیت کا گوشہ اختیار کر لیا تھا — اس وقت درد اور مصیبت کی ٹھانے ہوئے ہے، فریاد ہے

صوفی کہ جامِ صاف دمادم ہمیکشید — حیرانِ کوئے او شدہ رسواست الغیاث
وہ صوفی جو صاف جام برابر چڑھا رہا تھا — اس کے کوچہ میں حیران ہو کر رسوا ہے، فریاد ہے

عارف کہ غرق بود بناموس ننگ و نام — افتادہ در ملامت و سوداست الغیاث
وہ عارف جو ننگ و نام کے ناموس میں ڈوبا ہوا تھا — وہ ملامت اور جنون میں پھنسا ہے، فریاد ہے

از جانِ زارِ حافظ و سرگشتگانِ شوق
حافظ کی لاغر جان اور شوق کے دیوانوں کی جانب سے

فریاد و شور و ولولہ برخاست الغیاث
فریاد اور شور اور ولولہ اٹھا ہے، فریاد ہے

دردِ ما را نیست درماں الغیاث — ہجرِ ما را نیست پایاں الغیاث
ہمارے درد کا علاج نہیں ہے، فریاد ہے — ہمارے ہجر کی انتہا نہیں ہے، فریاد ہے

دین و دل بردند و قصدِ جاں کنند — الغیاث از جورِ خوباں الغیاث
دین اور دل لے گئے، اور جان کا ارادہ کرتے ہیں — فریاد ہے، حسینوں کے ظلم سے، فریاد ہے

در بہائے بوسۂ جانے طلب — میکنند ایں دلستاناں الغیاث
ایک بوسہ کی قیمت میں، جان طلب — کرتے ہیں، یہ دل لینے والے، فریاد ہے

ے شاعر نے پلکوں اور تیروں کو تیر قرار دیا۔
ے زلف کو پریشان قرار دیا جاتا ہے۔
ے جسم کو دھاگا قرار دیا ہے۔
ے ٹھوڑی کے گڑھے کو کنواں اور زلف کو رسّی قرار دیا ہے۔
ے عشق کا ارادہ درد و بلا کا ارادہ ہے۔
ے عارف جو عشق سے پہلے ننگ و ناموس کی فکر میں پڑا تھا اب عشق و ملامت میں پھنسا ہے۔
ے ہمارا درد لاعلاج ہے اور ہجر لا انتہا ہے۔
ے حسینوں نے دین اور دل تو لوٹ لیا اب ہماری جان کی فکر میں لگے ہیں۔
ے ایک بوسہ کی قیمت میں جان مانگتے ہیں۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

خونِ ما خوردند ایں کافر دلاں | اے مسلماناں چہ درماں الغیاث
یہ کافر دل، ہمارا خون پی گئے | اے مسلمانو! کیا علاج ہے، فریاد ہے

دادِ مسکیناں بدہ اے روزِ وصل | از شبِ یلدائے ہجراں الغیاث
اے وصل کے دن، مسکینوں کی فریاد رسی کر | ہجر کی تاریک رات سے، فریاد ہے

ہر زمانم دردِ دیگر میرسد | زیں حریفاں بر دل و جاں الغیاث
مجھے ہر آن، نیا درد پہنچتا ہے | ان دوستوں سے دل اور جان پر، فریاد ہے

ہمچو حافظ روز و شب بے خویشتن
حافظ کی طرح، دن رات بے خود
گشتہ ام سوزان و گریاں الغیاث
سوزاں اور گریاں بنا ہوا، فریاد ہے

ردیفِ جیم عربی

آتش اندر آب افسردست طبعِ زجاج | یا درخشاں درمیانِ چشمۂ حیواں سراج
ٹھہرے ہوئے پانی میں آگ ہے یا شیشہ میں شراب | یا آبِ حیات کے چشمہ کے درمیان روشن چراغ ہے

از کفِ آزادگاں غائب مکن آں جام را | کاہلِ دل را کارِ عشرت زاں بگیرد رواج
اس جام کو آزادوں کی ہتھیلی سے جدا نہ کر | اس لیے کہ اہلِ دل کے عیش کا کام اس سے رواج پکڑتا ہے

ساقیا در دہ زبہرِ اہلِ روح و اہلِ دل | آنچناں راحے کہ با جاں ہست آں را امتزاج
اے ساقی! اہلِ روح اور اہلِ دل کے لئے دے | وہ شراب، جس کو جان کے ساتھ میل ہے

من چنیں آغازِ فطرت عاشق و مست آمدم | بر تمامِ عمر زیں رہ تا بوقتِ اندراج
میں ابتدائے پیدائش سے ایسا ہی عاشق اور مست ہوں | زندگی کے وقت تک اس راستہ سے نہ ہٹوں گا

برفگن برقع زرخ کز نازکی مانی بداں | تازہ گل کز دے رباید بادِ شبگیری رواج
رخ سے برقع ہٹا دے اس لئے کہ نزاکت میں تو ایسا ہے | اس تازہ پھول کے جیسا جس کی رونق رات کی ہوا اڑاتی ہے

احتیاجِ من بوصلِ خویشتن دانستہ | دوستاں از دستگیری کن بوقتِ احتیاج
تو نے اپنے وصل سے مجھ کو ضرورت جان لی ہے | ضرورت کے وقت دوستوں کی دستگیری کر

عاشقانِ کوئے جاناں با گدائی سرخوش اند | اینچنیں شہ را کجا باشد نظر بر تخت و تاج
محبوب کے کوچہ کے عاشق گدائی پر خوش ہیں | ایسے بادشاہ کی نظر تخت و تاج پر کب ہوتی ہے

بشنو ایں نکتہ تو از حافظ کہ باشد سودمند
یہ نکتہ تو حافظ سے سن کہ مفید ہوگا
بادہ نوش و خیر کن کیں بہ ز مالِ میرِ حاج
شراب پی، اور بھلائی کر، یہ امیر الحاج کے مال سے بہتر ہے

۱؎ شبِ ہجر کی تکلیف پر وصل کے معشوق سے فریاد طلب کی ہے۔
۲؎ شراب کو آتش سے، اور شیشے کے جام کو جمے ہوئے پانی سے تشبیہ دی ہے اور دوسرے مصرعہ میں شراب کو چراغ اور جام کو چشمۂ آبِ حیات قرار دیا ہے یعنی جام سے مراد شیشے کا جام ہے جس کا ذکر پہلے مصرعہ میں کیا ہے۔
۳؎ رواج پانا یعنی پُررونق ہونا۔
۴؎ وقتِ اندراج یعنی قبر میں داخل ہونے کا وقت۔
۵؎ یعنی اس قدر نازک چہرہ ہے کہ نقاب کو بھی برداشت نہیں کرسکتا۔
۶؎ جو معشوق کے کوچہ کی گدائی میں مست ہے اس کو تاج شاہی کی کیا پرواہ ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

سزد کہ از ہمہ دلبراں ستانی باج
تو اس کے لائق ہے کہ تمام دلبروں سے خراج وصول کرے

چرا کہ بر سر خوبانِ عالمی چوں تاج
اس لیے کہ تو تمام حسینوں کے سر پر تاج کی طرح ہے

دو چشم شوخ تو برہم زدہ خطا و ختن
تیری دو شوخ آنکھوں نے خطا اور ختن کو تہ و بالا کر دیا

بچینِ زلفِ تو ماچین و ہند دادہ خراج
تیری زلفوں کی شکن کو ماچین اور ہندوستان نے خراج دیا ہے

بیاضِ روئے تو روشن چو عارضِ خورشید
تیرے چہرے کی سفیدی آفتاب کے رخ کی طرح روشن ہے

سوادِ زلفِ تو تاریکتر ز ظلمتِ داج
تیری زلف کی سیاہی اندھیری رات سے زیادہ سیاہ ہے

لبِ تو خضر و دہانِ تو آبِ حیوان ست
تیرا ہونٹ خضر اور تیرا منہ آب حیات ہے

قدِ تو سرو و میانِ تو موی و گردن عاج
تیرا قد سرو اور تیری کمر بال اور گردن ہاتھی دانت ہے

ازیں مرض بحقیقت کجا شفا یابم
میں اس مرض سے حقیقتاً کہیں شفا پا سکتا ہوں

کہ از تو درد دلِ من نمی رسد بعلاج
کیونکہ تجھ سے میرے دل کے درد کا علاج نہیں ہوتا ہے

دہانِ تنگِ تو دادہ بآبِ خضر بقا
تیرے تنگ منہ نے آب حیات کو بقا عنایت کی ہے

لبِ چو قندِ تو برد از نباتِ مصر رواج
تیرے قند جیسے ہونٹ نے مصری کی رونق ختم کر دی

چرا ہمی شکنی جانِ من ز سنگ دلی
میری جان کو سنگ دلی سے کیوں توڑتا ہے؟

دلِ ضعیف کہ ہست او بنازکی چو زجاج
اس ضعیف دل کو جو نزاکت میں کانچ کی طرح ہے

فتادہ در دلِ حافظ ہوائے چوں تو شہے
تجھ جیسے شاہ کی محبت حافظ کے دل میں پیدا ہوئی ہے

کمینہ بندۂ خاکِ درِ تو بودے کاج
کاش اگر وہ تیرے دروازے کی خاک کا ادنیٰ غلام ہوتا

ردیفِ جیمِ فارسی

از منِ سوختہ آں یار نپرسید ہیچ
مجھ جلے ہوئے سے اس یار نے کچھ نہیں پوچھا ہے

خبرے زیں دلِ افگار نپرسید ہیچ
اس زخمی دل کی کوئی خبر معلوم نہیں کی ہے

او طبیبِ من و من خستہ و بیمارِ غمش
وہ میرا طبیب ہے اور میں اس کے غم میں خستہ بیمار ہوں

چہ طبیبیست کہ بیمار نپرسید ہیچ
کیسا طبیب ہے کہ بیمار کو کچھ نہیں پوچھتا ہے

دی طبیبے بسرم آمد و احوالم دید
کل ایک طبیب میرے سر پر آیا اور میرے احوال دیکھے

گفت چونست ترا یار نپرسید ہیچ
بولا کیسا ہے تیرا یار تجھے کچھ نہیں پوچھتا ہے

گفتمش بختِ من و طالعِ شوریدۂ من
میں نے اس سے کہا میرا نصیب اور میری [illegible]

خفتہ می بینم و بیدار نپرسید ہیچ
سویا ہوا دیکھ رہا ہوں اور بیدار کچھ نہیں پوچھتا ہے

جانم از فرقتِ رویش بلب آمد صد بار
اس کے چہرے کے فراق سے میری جان سو بار لب پر آئی

کہ ازیں دل شدہ آں یار نپرسید ہیچ
کیونکہ اس غم شدہ دل کے بارے میں اس یار نے کچھ نہیں پوچھا ہے

ے لائق کہ تو سب حسینوں کا
سرتاج ہے تو سب سے
خراج وصول کر۔
ے خطا اور ختن اور
ماچین ملکوں کے نام ہیں
ے لب کو خضر اور دہن کو
آب حیات سے تشبیہ
سرو اور کمر کو بال اور
گردن کو ہاتھی دانت سے
تشبیہ دی ہے
ے مرض
کا علاج
مرض طبیب
کے پاس ہے جب
وہ علاج نہیں کرتا ہے تو
شفا کیسے حاصل ہو سکتی ہے
ے خضر کو دائمی زندگی
[illegible] آب حیات سے
حاصل ہوئی ہے مصر کی
نبات یعنی مصری مشہور ہے
[illegible]
[illegible]
ے طبیب کا کام
[illegible]
[illegible]
گم ہو گیا ہے۔

دوش در خواب چو من ماہ رخ او دیدم
شب گذشتہ خواب میں جب میں نے اس کے ماہ رخ کو دیکھا
گفت کے گاہ ترا یار نمی پرسد ہیچ
وہ بولا کبھی کبھی وہ یار تجھے کچھ نہیں پوچھتا ہے

اے طبیب ازلی یک نظرے کن ما را
اے بڑے طبیب ایک نظر ہم پر ڈال دے
حافظ سوختہ را یار نمی پرسد ہیچ
سوختہ حافظ کو یار کچھ نہیں پوچھتا ہے

ردیفِ حائے حُطّی

اگر بمذہب تو خون عاشق ست مباح
اگر تیرے مذہب میں عاشق کا خون بہانا جائز ہے
صلاح ما ہمہ آنست کاں تراست صلاح
تو ہماری بھی وہی صلاح ہے جو تیری صلاح ہے

سواد موئے تو تفسیر جاعل الظلمات
تیرے بالوں کی سیاہی جاعل الظلمات کی تفسیر ہے
بیاض روئے تو تبیانِ فالق الاصباح
تیرے چہرے کی سفیدی فالق الاصباح کی تشریح ہے

ز دیدہ ام شدہ صد چشمہ در کنار رواں
میری آنکھوں سے دامن میں سو چشمے جاری ہو گئے ہیں
کہ خود شنا بکند در میانِ آں ملاح
کہ خود ملاح ان میں تیرتا ہے

لب چو آبِ حیاتِ تو ہست قوتِ روح
تیرا آبِ حیات جیسا ہونٹ روح کی طاقت ہے
وجودِ خاکی ما از وست قوتِ رواح
ہمارے خاکی وجود کو اس سے شام کی غذا حاصل ہوتی ہے

ز چینِ زلف کمندت کسے نیافت خلاص
تیری زلف کی کمند کے بل سے کسی نے نجات نہیں پائی
نہ از کمانچہ ابرو و تیرِ غمزہ نجاح
نہ ابرو کی کمان اور غمزے کے تیر سے کسی کو بچاؤ ملا ہے

بیا کہ خونِ دلِ خویشتن بحل کردم
آ جا میں نے اپنے دل کا خون معاف کر دیا ہے
اگر بمذہب تو خونِ عاشق ست مباح
اگر تیرے مذہب میں عاشق کا خون حلال ہے

مداد لعل لبش بوسہ بصد تلبیس
سو حیلوں سے اس کے لعل جیسے ہونٹ نے ایک بوسہ نہ دیا
نیافت کام دلِ من ازو بصد الحاح
سو اصرار کے بعد بھی میرے دل نے اس سے مقصد حاصل نہیں کیا

صلاح و توبہ و تقویٰ ز ما مجو زاہد
اے زاہد ہم سے نیکی اور تقویٰ اور توبہ نہ طلب کر
ز رند و عاشق و مجنوں کسے نیافت صلاح
رند، عاشق اور مجنوں سے کسی نے نیکی حاصل نہیں کی ہے

پیالہ چیست کہ بر یاد تو کشیم مدام
پیالہ کیا ہے جو ہمیشہ ہم تیری یاد میں پیتے ہیں
ونحن نشرب بالذلک الاقداح
اور ہم تیرے لیے پیالے خوب پیتے ہیں

دعائے جانِ تو وردِ زبانِ حافظ باد
تیری جان کی دعا حافظ کی زبان کا وظیفہ رہے
مدام تا کہ بود گردشِ مساء و صباح
ہمیشہ جب تک بھی شام اور صبح کی گردش رہے

ے ہم تو واقعی پڑے ہوئے بیمار ہیں۔
ے جاعل الظلمات، یعنی وہ خدا جو تاریکیوں کو پیدا کرنے والا ہے۔
فالق الاصباح یعنی خدا صبح کو نمودار کرنے والا۔
ے آں ملاح سے مراد محبوب ہے۔
ے زلف کو کمند سے اور ابرو کو کمان سے تشبیہ دی ہے۔
ے بحل کردن معاف کر دینا یعنی تجھ سے اپنے خون کا عوض نہ لوں گا۔
ے انتہائی اصرار اور کوشش کے باوجود اس کا ایک بوسہ نہ ملا۔
ے اس کی یاد میں ایک پیالہ نہیں بلکہ بہت سے پیالے پیئے۔
ے یعنی قیامت تک۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

ببین ہلال محرم بخواہ ساغر راح
محرم کا چاند دیکھ، شراب کا ساغر مانگ

کہ ماہ امن و امانست و سال صلح و صلاح
اس لیے کہ امن و امان کا مہینہ ہے اور صلح اور نیکی کا سال ہے

عزیز دار زمان وصال را کاں دم
وصال کے زمانے کو عزیز رکھو اس لیے کہ وہ وقت

مقابل شب قدرست و روز استفتاح
شب قدر اور کامیابی کے دن کے بالمقابل ہے

نزاع بر سر دنیائے دوں کسے نکند
کمینی دنیا کے بارے میں کوئی جھگڑا نہیں کرتا ہے

باآشتی برائے نور دیدہ گوئے فلاح
اے نور چشم ہو کامیابی کا گنجینہ صلح سے نکال لے جا

دلا تو فارغی از کار خویش و می ترسم
اے دل تو اپنے کام سے بے فکر ہے اور مجھے ڈر ہے

کہ کس درت نگشاید چو گم کنی مفتاح
کہ جب کنجی گم کر دے گا کوئی تیرا دروازہ نہ کھولے گا

بیا بہ بادہ کہ روزش بخیر خواہد بود
شراب لا اس لیے کہ اس شخص کا دن خیریت سے گزرے گا

ہر آنکہ جام صبوحش نہد چراغ صباح
صبح کا چراغ، جس کا صبح کا جام تیار کرے گا

کدام طاعت شایستہ آید از من مست
مجھ مست سے کونسی مناسب عبادت ہو سکتی ہے

کہ رنگ صبح ندانم ز فالق الاصباح
جبکہ میں صبح کے پیدا کرنے والے کی طرف سے صبح کا رنگ نہیں جانتا ہوں

زمان شاہ شجاعست و دور حکمت شرع
شاہ شجاع کا زمانہ ہے اور شریعت کی دانائی کا دور ہے

براحت اے دل و جاں کوش در مسا و صباح
اے جان اور دل! صبح اور شام راحت کی کوشش کر

بوئے صبح چو حافظ شبے بروز آور
صبح کی تمنا میں حافظ کی طرح رات کو دن بنا دے

کہ بشگفد گل عیشت ز شعلۂ مصباح
تاکہ چراغ کے شعلہ سے تیرے عیش کا پھول کھلے

ردیفِ خائے معجمہ

دل من در ہوائے روئے فرخ
فرخ کے چہرے کی محبت میں میرا دل

شدہ آشفتہ ہمچو موئے فرخ
فرخ کی بالوں کی طرح پریشان ہے

بجز ہندوئے زلفش ہیچکس نیست
اس کی زلف کے حبشی کے سوا کوئی نہیں ہے

کہ برخوردار شد از روئے فرخ
جو فرخ کے چہرے سے نفع اندوز ہوا ہو

سیاہ نیک بخت ست آنکہ دائم
کالا نیک بخت ہی ہے جو کہ ہمیشہ

بود ہمراز و ہمزانوئے فرخ
فرخ کا ہمراز اور مصاحب رہتا ہے

شود چوں بید لرزاں سرو آزاد
آزاد سرو، لرزنے والے بید کی طرح ہو جائے

اگر بیند قد دلجوئے فرخ
اگر فرخ کا دلپسند قد دیکھ لے

بدہ ساقی شراب ارغوانی
اے ساقی! سرخ شراب دے

بیاد نرگس جادوئے فرخ
فرخ کی جادو کی آنکھ کی یاد میں

۱۔ ماہ محرم ان چار مہینوں میں سے ہے جن میں قتال حرام ہے
۲۔ وصال کا زمانہ شب قدر اور کامیابی کے دن سے بھی زیادہ افضل ہے۔
۳۔ جو شخص خود اپنی فکر نہیں کرتا کوئی دوسرا بھی اس کی مدد نہیں کرتا ہے۔
۴۔ جو شخص صبوحی پی لے گا اس کا سارا دن خیریت سے گزرے گا۔
۵۔ ہم جو ایسے مست ہے ہیں کہ ہمیں یہی معلوم نہیں کہ صبح کس رنگ میں نمودار ہوگی تو ہم سے اس کی شان کے مطابق کیا عبادت ادا ہو سکتی ہے
۶۔ فرخ حافظ کے محبوب کا نام ہے۔ اور اسکو پریشان قرار دیا جاتا ہے یا شاید سے مراد زلف ہے یعنی وہ زلف بھی اس کے رخ سے لطف اندوز ہے اور ہمیشہ اسکی مصاحب و ہمراز ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

دو تا باشد قامتم ہمچوں کمانے
میرا قد کمان کی طرح دوہرا ہو گیا ہے
زغم پیوستہ چوں ابروئے فرخ
اس غم کی وجہ سے جو فرخ کی ابروؤں کی طرح پیوستہ ہے

نسیمِ مشکِ تاتاری خجل کرد
تاتار کے مشک کی ہوا کو شرمندہ کر دیا
شمیمِ موئے عنبر بوئے فرخ
فرخ کے عنبریں بالوں کی خوشبو نے

اگر میلِ دلِ ہر کس بجائے ست
اگر ہر انسان کے دل کا جھکاؤ کسی طرف کو ہے
بود میلِ دلِ من سوئے فرخ
میرے دل کا جھکاؤ فرخ کی جانب ہو گا

غلامِ خاطرِ آنم کہ باشد
میں اس شخص کی طبیعت کا غلام ہوں جو ہو
چو حافظ چاکرِ ہندوئے فرخ
حافظ کی طرح، فرخ کی زلفوں کا خادم

ردیفِ دالِ مہملہ

ابرِ آذاری برآمد بادِ نوروزی وزید
آذار کا ابر آ گیا اور نوروز کی ہوا چل پڑی
وجہِ مے میخواہم و مطرب کہ میگوید رسید
[illegible]

شاہداں در جلوہ و من شرمسارِ کیسہ ام
معشوق جلوے میں ہیں اور میں تھیلی سے شرمندہ ہوں
اے فلک ایں شرمساری تا بکے باید کشید
اے آسمان یہ شرمندگی کب تک اٹھانا پڑے گی

قحطِ جود است آبروئے خود نمی باید فروخت
سخاوت کا قحط ہے اپنی آبرو فروخت نہ کرنا چاہیے
بادہ و گل از بہائے خرقہ می باید خرید
شراب اور پھول گدڑی کی قیمت سے خریدنے چاہییں

غالباً خواہد کشود از دولتم کارے کہ دوش
[illegible]
من ہمیکردم دعا و صبح آمیں میدمید
میں دعا کر رہا تھا اور آمین کی [illegible] ہو رہی تھی

با لبی و صد ہزاراں خندہ گل آمد بباغ
پھول مسکراہٹ اور ہزاروں قہقہوں کے ساتھ باغ میں آ گیا
از کریمے گوئیا از گوشہ بوئے شنید
[illegible]

دامنے گر چاک شد در عالمِ رندی چہ باک
رندی کی حالت میں اگر دامن چاک ہو گیا [illegible]
جامۂ در نیکنامی نیز می باید درید
ایک لباس نیکنامی میں بھی چاک کرنا چاہیے

ایں لطائف کز لبِ لعلِ تو من گفتم کہ گفت
[illegible]
واں تطاول کز سرِ زلفِ تو من دیدم کہ دید
[illegible]

عدلِ سلطاں گر نپرسد حالِ مظلومانِ عشق
[illegible]
گوشہ گیراں را ز آسایش طمع باید برید
گوشہ نشینوں کو عافیت کی [illegible] منقطع کر دینا چاہیے

تیرِ عاشق کش ندانم بر دلِ حافظ کہ زد
عاشق کو مار ڈالنے والا تیر معلوم نہیں حافظ کے دل پر کس نے [illegible]
ایں قدر دانم کہ از شعرِ ترش خوں میچکید
میں اس قدر جانتا ہوں کہ [illegible] تازہ شعر سے خون ٹپک رہا تھا

http://www.muftbooks.blogspot.com/

اگر آں طائرِ قدسی ز درم باز آید
اگر وہ پاک پرندہ میرے دروازہ سے لوٹ آئے
عمرِ بگذشتہ بہ پیرانہ سرم باز آید
میری گذری ہوئی عمر بڑھاپے میں لوٹ آئے

دارم اُمید بداں اشکِ چو باراں کہ دگر
اس بارش جیسے آنسوؤں سے مجھے امید ہے کہ شاید
برقِ دولت کہ برفت از نظرم باز آید
خوش قسمتی کی بجلی جو میری نظروں سے گذر گئی ہے پھر لوٹ آئے

آنکہ پیشش بنہد تاجِ تکبر خورشید
وہ جس کے سامنے سورج تکبر کا تاج اتار کر رکھ دیتا ہے
بادشاہی بکنم گر بہ برم باز آید
میں بادشاہی کروں، اگر وہ میرے پاس لوٹ آئے

گر نثارِ قدمِ یارِ گرامی نکنم
اگر میں دوست کے قدموں پر جان نثار نہ کروں
جوہرِ جاں بچہ کارِ دگرم باز آید
جان کا گوہر پھر میرے کس کام آئے

آنکہ تاجِ سرِ من خاکِ کفِ پایش بود
جس کے تلوے کی خاک میرے سر کا تاج تھی
از خدا می طلبم تا بسرم باز آید
خدا سے چاہتا ہوں، وہ میرے پاس لوٹ آئے

کوسِ نو دولتی از بامِ سعادت بزنم
نئی دولت کا نقارہ نیک بختی کے بالاخانہ پر بجاؤں گا
گر ببینم کہ مہِ نو سفرم باز آید
اگر دیکھوں کہ میرا چاند سفر سے لوٹ آیا ہے

خواہم اندر عقبش رفت چو یارانِ عزیز
پیارے دوستوں کی طرح میں بھی اس کے پیچھے جاؤں گا
شخصم ار باز نیاید خبرم باز آید
اگر میرا وجود لوٹ کر نہ آسکا تو میری خبر لوٹ آئے گی

مانعش غلغلِ چنگ است و شکر خوابِ صبوح
اس کے لیے ستار کی آواز اور صبح کی میٹھی نیند مانع ہے
ورنہ گر بشنود آہِ سحرم باز آید
ورنہ اگر وہ میری صبح کی آہ سن لے تو لوٹ آئے

آرزو مندِ رُخِ شاہ چو ماہم حافظ
اے حافظ میں اپنے چاند جیسے شاہ کے رخ کا آرزومند ہوں
ہمتے تا بسلامت ز درم باز آید
توجہ کیجئے تاکہ سلامتی کے ساتھ میرے دروازہ سے لوٹ آئے

از دیدہ خونِ دل ہمہ بر روئے ما رود
دل کا تمام خون آنکھوں سے ہمارے چہرے پر بہتا ہے
بر روئے ما ز دیدہ ندانم چہا رود
ہمارے چہرے پر آنکھوں کی وجہ سے نہ معلوم کیا گزرے

ما در درونِ سینہ ہوائے نہفتہ ایم
ہم نے سینہ میں ایک عشق چھپا رکھا ہے
بر باد اگر رود سرِ ما زاں ہوا رود
اگر ہمارا سر برباد ہوگا، اسی عشق سے برباد ہوگا

بر خاکِ راہِ یار نہادیم روئے خویش
ہم نے اپنا چہرہ یار کے راستہ کی خاک پر رکھ دیا ہے
بر روئے ما رواست اگر آشنا رود
اگر دوست ہمارے چہرے پر چلے تو درست ہے

سیلے ست آبِ دیدہ و بر ہر کہ بگذرد
آنکھوں کے آنسو ایک سیلاب ہیں جس شخص پر سے بھی گزرے
گر خود دلش ز سنگ بود ہم ز جا رود
خواہ اس کا دل پتھر کا بھی ہو جگہ سے بہہ جائے

ما را بآبِ دیدہ شب و روز ماجراست
آنکھ کے آنسوؤں سے ہمارا دن رات جھگڑا ہے
زیں رہگذر کہ بر سرِ کویش چرا رود
اس راستہ سے کیوں اس کے کوچہ کے سر سے ہو کر جاتے ہیں

خورشیدِ خاوری کند از رشک جامہ چاک
مشرق کا سورج رشک سے جامہ چاک کرے
گر ماہِ مہر پرورِ من در قبا رود
اگر میرا مہر پرور چاند قبا پہن کر چلے

۱ طائر قدسی سے مراد معشوق ہے یعنی اگر وہ لوٹ کے آجائے تو میں از سر نو جوان ہو جاؤں۔
۲ برق سے مراد معشوق ہے بارش کے ساتھ بجلی کو ند آتی ہے۔
۳ جو جان معشوق کے قدموں پر نچھاور نہ کی جا سکے وہ بیکار ہے۔
۴ یعنی معشوق کے واپس آجانے پر مجھے از سر نو دولت ہاتھ آجائے گی۔
۵ جس طرح میرے اور دوستوں نے جان گنوائی ہے میں بھی معشوق کے پیچھے جان گنوا دوں گا۔
۶ [illegible]
۷ یعنی آنکھوں کی بدولت چہرے کو نہ معلوم کیا کیا مصیبتیں جھیلنی پڑیں گی۔
۸ سینہ کی چھپی ہوئی محبت ہی سر بازی کے پھوٹ نکلے گی۔
۹ سیلاب پتھر اپنی جگہ سے بہا لے جاتے ہیں۔
۱۰ یعنی مجھے اپنے آنسوؤں سے گلہ ہو گیا ہے کہ وہ بہہ کر معشوق کے کوچہ کی طرف کیوں جاتے ہیں۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

حافظ بکوئے میکدہ دائم بصدقِ دل
حافظ صدقِ دل سے شراب خانہ کے کوچہ کی طرف
چوں صوفیاں لب غدار الصفا رود
اس طرح جاتا ہے، جیسے صوفی دار الصفا کی طرف

از سر کوئے تو ہر کو بملالت برود
جو شخص تیرے کوچہ سے ناراض ہو کر جاتا ہے
نرود کارش و آخر بخجالت برود
اس کا مقصد حاصل نہیں ہوتا اور انجام کار شرمندہ ہو کر جاتا ہے

سالک از نور ہدایت طلبد راہ بدوست
سالک ہدایت کے نور سے دوست کے راستہ کو تلاش کرتا ہے
کہ بجائے نرسد گر بضلالت برود
اس لیے کہ وہ کسی جگہ بھی نہیں پہنچ سکتا ہے اگر گمراہی سے چلے

کردۂ آخر عمر از مے و معشوق بگیر
تو نے عمر ختم کر دی، شراب اور معشوق حاصل کر
حیف اوقات کہ یکسر ببطالت برود
ان اوقات پر افسوس ہے جو بالکل باطل میں گذر رہے

اے دلیلِ دلِ گم گشتہ خدارا مددے
اے گم گشتہ دل کے رہنما خدا کے لئے مدد کر
کہ غریب ار نبرد رہ بدلالت برود
اس لیے کہ مسافر اگر راستہ نہیں جانتا ہے تو رہنمائی سے چل پڑتا ہے

حکمِ مستوری و مستی ہمہ بر خاتمت است
تقویٰ اور مستی کا فیصلہ خاتمہ پر ہے
کس ندانست کہ آخر بچہ حالت برود
کوئی نہیں جانتا ہے کہ آخر میں کس حالت پر چلے گا

کاروانے کہ بود بدرقہ اش لطفِ خدا
جس قافلہ کا رہنما خدا کی مہربانی ہو
بتجمل بنشیند بجلالت برود
وہ رونق سے مقیم ہوتا ہے اور جلال کے ساتھ جاتا ہے

حافظ از چشمۂ حکمت بکف آور جامے
اے حافظ دانائی کے چشمہ سے جام بھر لے
بو کہ از لوحِ دلت نقشِ جہالت برود
ہو سکتا ہے کہ تیرے دل کی تختی سے نادانی کا نقش دور ہو جائے

آں کس کہ بدست جام دارد
وہ شخص جو ہاتھ میں جام رکھتا ہے
سلطانیِ جم مدام دارد
ہمیشہ جمشید کی سلطنت رکھتا ہے

آبے کہ خضر حیات ازو یافت
وہ پانی، جس سے خضر نے زندگی حاصل کی
در میکدہ جو کہ جام دارد
شراب خانہ میں تلاش کر کیونکہ وہ جام اپنے اندر رکھتا ہے

سر رشتۂ جم بجام بگذار
جمشید کا سر رشتہ جام کے حوالے کر دے
کایں رشتہ ازو نظام دارد
اس لیے کہ اس کا رشتہ اسی سے نظم رکھتا ہے

بیروں ز لبِ تو ساقیا نیست
اے ساقی تیرے ہونٹ سے باہر نہیں ہے
در دور کسے کہ کام دارد
زمانہ میں کوئی ایسا شخص، جو مقصد رکھتا ہو

ما و مے و زاہدان و تقویٰ
ہم ہیں اور شراب، زاہد ہیں اور پرہیزگاری
تا یار سرِ کدام دارد
دیکھو! دوست کس کا خیال رکھتا ہے

بر سینۂ ریشِ دردمنداں
دردمندوں کے زخمی سینہ پر
لعلت نمکے تمام دارد
تیرا ہونٹ، تمام تر نمک رکھتا ہے

ـہ صفا اس جگہ کو کہتے ہیں جس پر صوفیاں جمع ہوں، دار الصفا یعنی صوفیوں کا گھر [illegible]
ـہ معشوق کے کوچہ سے ناراض ہو کر لوٹنے والا محروم اور شرمندہ ہوتا ہے۔
ـہ [illegible]
ـہ [illegible] کو انجام کار [illegible] کس حالت پر ہے۔
ـہ سلطانیِ جم سے جمشید کی سلطنت مراد ہے۔
ـہ جمشید سے [illegible] جام [illegible] ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

نرگس ہمہ شیوہ ہائے مستی — از چشم خوشت بوام دارد

ذکر رخ و زلف تو دلم را — وردیست کہ صبح و شام دارد

در چاہ ذقن چو حافظ اے جاں

حسن تو دو صد غلام دارد

آنکہ از سنبل او غالیہ تابے دارد — باز با دلشدگاں ناز و عتابے دارد

از سر کشتۂ خود میگذرد ہمچوں باد — چہ تواں کرد کہ عمریست و شتابے دارد

ماہ خورشید نمایش ز پس پردۂ زلف — آفتابیست کہ در پیش سحابے دارد

آب حیواں اگر اینست کہ دارد لب یار — روشن است اینکہ خضر بہرہ سرابے دارد

چشم من کردہ بہر گوشہ رواں سیل سرشک — تا سہی سرو ترا تازہ بآبے دارد

غمزۂ شوخ تو خونم بخطا میریزد — فرصتش باد کہ خوش رائے صوابے دارد

چشم مخمور تو دارد ز دلم قصد جگر — ترک مست است مگر میل کبابے دارد

جان بیمار مرا نیست ز تو روئے سوال — اے خوش آں خستہ کہ از دوست جوابے دارد

کے کند سوئے دل خستۂ حافظ نظرے

چشم مست کہ بہر گوشہ خرابے دارد

اگر نہ بادہ غم دل ز یاد ما ببرد — نہیب حادثہ بنیاد ما ز جا ببرد

وگر نہ عقل بمستی فروکشد لنگر — چگونہ کشتی ازیں ورطۂ بلا ببرد

http://www.muftbooks.blogspot.com/

طبیب عشق منم بادہ خور کہ ایں معجون
[illegible]
فراغت آرد و اندیشۂ بلا ببرد
[illegible]

دل ضعیفم ازاں میکشد بطرف چمن
[illegible]
کہ جاں ز مرگ بہ بیماری صبا ببرد
[illegible]

گذار بر ظلمات ست خضر راہے کو
[illegible]
مباد کآتش محرومی آب ما ببرد
[illegible]

فغاں کہ با ہمہ کس غائبانہ باخت فلک
[illegible]
کہ کس نبود کہ دستے ازیں دغا ببرد
[illegible]

بسوخت حافظ و کس حال او بیار نگفت
[illegible]
مگر نسیم پیامے خدائے را ببرد
[illegible]

اگر روم ز پیش فتنہا برانگیزد
[illegible]
ور از طلب بنشینم بکینہ برخیزد
[illegible]

وگر برہگذرے یکدم از وفاداری
[illegible]
چو گرد در رہش افتم چو باد بگریزد
[illegible]

چو گویمش کہ چرا با کساں بیامیزی
[illegible]
چناں کند کہ سرشکم بخوں بیامیزد
[illegible]

وگر کنم طلب نیم بوسہ صد افسوس
[illegible]
ز حقۂ دہنش چوں شکر فرو ریزد
[illegible]

من آں فریب کہ در نرگس تو می بینم
[illegible]
بس آبروئے کہ بر خاک رہ فرو ریزد
[illegible]

فراز و شیب بیابان عشق دام بلاست
[illegible]
کجاست شیردلے کز بلا نپرہیزد
[illegible]

تو عمر خواہ و صبوری کہ چرخ شعبدہ باز
[illegible]
ہزار بازی ازیں طرفہ تر برانگیزد
[illegible]

بر آستانۂ تسلیم سر بنہ حافظ
[illegible]
کہ گر ستیزہ کنی روزگار بستیزد
[illegible]

آں کیست کز روئے کرم با من وفاداری کند
[illegible]
بر جائے بدکارے چو من یکدم نکوکاری کند
[illegible]

http://www.muftbooks.blogspot.com/

اول بہ بانگ نای و نے گوید ز من پیغام او
پہلے تیز بانسری کی آواز کے ذریعے مجھے اس کا پیغام دے
وانگہ بیک پیمانۂ مے با من ہواداری کند
پھر شراب کے ایک پیالہ کی مجھ پر عنایت کرے

دلبر کہ جاں فرسود ازو کامم دلم نکشود ازو
وہ دلبر جس سے جان گھل گئی اور اس سے میرا دلی مقصد پورا نہ ہوا
نومید نتواں بود ازو باشد کہ دلداری کند
اس سے ناامید نہ ہونا چاہیے ہو سکتا ہے کہ دلداری کرے

گفتم گرہ نکشودہ ام زاں طرہ تا من بودہ ام
میں نے کہا جب سے میں ہوں اس زلف کی گرہ نہیں کھولی ہے
گفتا منش فرمودہ ام تا با تو طراری کند
وہ بولا میں نے اسے کہہ دیا ہے کہ تیرے ساتھ طراری کرے

پشمینہ پوش تندخو کز عشق نشنیدست بو
وہ کمبل پوش تند مزاج جس نے عشق کی بو نہیں سونگھی ہے
از مستیش رمزے بگو تا ترک ہشیاری کند
اس سے مستی کی ایک بات کہہ تاکہ ہوشیاری کو چھوڑ دے

چوں من گدائے بے نشاں مشکل بود یار چناں
مجھ جیسے بے نام فقیر کو اس کا دوست ہونا مشکل ہے
سلطاں کجا عیش نہاں با رند بازاری کند
بادشاہ بازاری رند کے ساتھ کب چھپا عیش کرتا ہے

زاں طرۂ پرپیچ و خم سہل است اگر بینم ستم
اگر اس پیچدار زلف سے ظلم دیکھوں تو آسان ہے
از بند و زنجیرش چہ غم آنکس کہ عیاری کند
بند اور زنجیر کا اس کو کیا غم ہے جو عیاری کرتا ہے

شد لشکر غم بے عدد از بخت میخواہم مدد
غم کا لشکر بے حد ہو گیا ہے میں نصیب کی مدد چاہتا ہوں
تا فخر دیں عبدالصمد باشد کہ غمخواری کند
ہو سکتا ہے کہ فخر دین عبدالصمد غمخواری کرے

با چشم پرنیرنگ او حافظ مکن آہنگ او
اس کی پرفریب آنکھوں کے ہوتے ہوئے حافظ اس کا قصد نہ کر
کاں طرۂ شبرنگ او بسیار مکاری کند
اس لئے کہ اس کی رات جیسی زلف بہت مکاری کرتی ہے

اے پستۂ تو خندہ زدہ بر دہان قند
اے معشوق تیرے پستہ نے شکر کے منہ پر ہنسی اڑائی ہے
مشتاقم از برائے خدا یک شکر بخند
میں مشتاق ہوں خدا کے لئے ذرا مسکرا دے

جائے کہ یار با شکر خندہ دم زند
جہاں ہمارا دوست مسکرائے
اے پستہ کیستی تو خدا را بخود مخند
اے پستے تو کون ہوتا ہے خدا کے لئے بیجا مت مسکرا

خواہی کہ برنخیزدت از دیدہ رود خوں
اگر تو چاہتا ہے کہ تیری آنکھ سے خون کی ندی نہ بہے
دل در وفائے صحبت رود کساں مبند
[illegible]

گر طرہ می نمائی و گر طعنہ میزنی
تو کبھی زلف دکھاتا ہے اور کبھی طعنہ زنی کرتا ہے
ما نیستیم معتقد مرد خود پسند
ہم خود پسند انسان کے معتقد نہیں ہیں

طوبیٰ ز قامت تو نیارد کہ دم زند
طوبیٰ تیرے قد کے سامنے دم نہیں مار سکتا ہے
زیں قصہ بگذرم کہ سخن میشود بلند
[illegible]

زآشفتگی حال من آگاہ کے شود
میری حالت کی پریشانی سے کب واقف ہو سکتا ہے
آں را کہ دل نگشت گرفتار ایں کمند
وہ جس کا دل اس پھندے میں نہ پھنسا ہو

بازار شوق گرم شد آں شمع رخ کجاست
شوق کا بازار گرم ہو گیا ہے وہ شمع جیسے رخ والا کہاں ہے
تا جان خود بر آتش رویش کنم سپند
[illegible]

[illegible]

http://www.muftbooks.blogspot.com/

حافظ تو ترکِ غمزۂ خوبان نمیکنی
اے حافظ تو حسینوں کی ادا کو نہیں چھوڑتا ہے

دانی کجاست جائے تو خوارزم یا خجند
تو جانتا ہے کہ تیری جگہ کہاں ہے خوارزم یا خجند

اگر ز کوئے تو بوئے بمن رساند باد
اگر ہوا تیرے کوچہ کی خوشبو مجھ تک پہنچا دے

بمژدہ جانِ جہاں را بباد خواہم داد
جہان کی جان کو خوشخبری میں ہوا کو دے دوں گا

اگرچہ گرد برانگیختی ز ہستی من
اگرچہ تو نے میری ہستی کی خاک اڑا دی

غبارے از منِ خاکی بدامنت مفتاد
مجھ خاکی کا غبار تیرے دامن پر نہ پڑے

تو تا بروئے من اے نورِ دیدہ در بستی
اے نور چشم جب سے تو نے میرے سامنے دروازہ بند کر دیا ہے

دگر جہاں درِ شادی بروئے من نگشاد
پھر زمانے نے میرے اوپر خوشی کا دروازہ نہیں کھولا

خیالِ روئے توام دیدہ میکند پرخوں
تیرے چہرے کا خیال میری آنکھوں کو پر خون کرتا ہے

ہوائے زلفِ توام عمر میدہد برباد
تیری زلف کی محبت میری عمر کو برباد کرتی ہے

نہ در برابرِ چشمی نہ غائب از نظری
تو نہ آنکھوں کے سامنے ہے نہ آنکھوں سے اوجھل ہے

نہ یاد میکنی از من نہ میروی از یاد
نہ تو مجھے یاد کرتا ہے نہ میری یاد سے نکلتا ہے

بجائے طعنہ اگر تیغ میزند دشمن
طعنہ کی بجائے اگر دشمن تلوار مارے

ز دوست دست ندارم ہرچہ باداباد
میں دوست سے دست کش نہ ہوں گا جو ہوتا ہے ہو

ز دستِ عشق تو جاں را نمی برد حافظ
تیرے عشق کے ہاتھ سے حافظ جان نہیں بچا رہا ہے

کہ جاں ز محنتِ شیریں نمی برد فرہاد
اس لئے کہ شیریں کی مشقت سے فرہاد جان نہیں بچا سکا

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند
جو خاک کو نظر سے کیمیا کر دیتے ہیں

آیا بود کہ گوشۂ چشمے بما کنند
کاش! ایک گوشۂ چشم ہماری طرف کر دیں

دردم نہفتہ بہ ز طبیبانِ مدعی
میرا چھپا ہوا درد مدعی طبیبوں سے بہتر ہے

باشد کہ از خزانۂ غیبم دوا کنند
ہو سکتا ہے کہ غیب کے خزانے سے میری دوا کریں

معشوق چوں نقاب ز رخ بر نمیکشد
جبکہ معشوق چہرے سے نقاب نہیں اٹھاتا ہے

ہر کس حکایتے بہ تصور چرا کنند
سب لوگ خیال سے کیوں باتیں بناتے ہیں؟

چوں حسنِ عاقبت نہ برندی و زاہدیست
جبکہ انجام کی خوبی رندی اور تقوے سے نہیں ہے

آں بہ کہ کارِ خود بعنایت رہا کنند
یہی بہتر ہے کہ اپنا معاملہ مہربانی پر چھوڑ دیں

بیمعرفت مباش کہ در من یزید عشق
معرفت سے عاری نہ ہو کیونکہ عشق کے بازار میں

اہلِ نظر معاملہ با آشنا کنند
اہل نظر آشنا کے ساتھ معاملہ کرتے ہیں

بگذر ز کوئے میکدہ تا زمرۂ حضور
شراب خانہ کے کوچہ سے گزر تاکہ اہل حضور کا گروہ

اوقاتِ خود ز بہر تو صرفِ دعا کنند
اپنے اوقات تیرے لئے دعا میں صرف کریں

۱ خوارزم اور خجند کے معشوق ستانے میں مشہور تھے۔
۲ اگرچہ معشوق نے مجھے برباد کر دیا ہے لیکن پھر بھی اس کی کسی طرح تکلیف بھی گوارہ نہیں کرتے ہیں۔
۳ سامنے نہیں ہے لیکن اس کی تصویر ہر وقت آنکھوں میں سمائی ہے۔
۴ جس طرح فرہاد نے کوشش کرتے ہوئے شیریں پر جان دے دی اسی طرح حافظ بھی جان دے دیگا۔
۵ محبوب کی ایک نگاہ عاشق کے جسم کی خاک کو سونا بنا دیتی ہے۔
۶ میں اپنا درد طبیبوں سے نہیں کہتا، چھپانا چاہتا ہوں، شاید غیب سے میرا علاج کر دیں۔
۷ معشوق کو جس نے دیکھا ہے [illegible] اپنے خیال کے مطابق اس کو بیان کرتا ہے۔
۸ حسن خاتمہ فضل حق پر منحصر ہے۔
۹ [illegible]

http://www.muftbooks.blogspot.com/

پیراہنے کہ آید ازو بوئے یوسفم
یہ لباس سے کہ مجھے یوسف کی بو آرہی ہے

ترسم برادران غیورش قبا کنند
مجھے ڈر ہے کہ اس کے غیور بھائی اس کو قبا کر دیں گے

حالیٰ درون پردہ بسے فتنہ میرود
اب پردے کے اندر بہت سے فتنے پیدا ہو رہے ہیں

تا آں زماں کہ پردہ برافتد چہا کنند
دیکھو جبکہ پردہ اٹھ جائے تو کیا کریں گے

گر سنگ ازیں حدیث بنالد عجب مدار
اگر اس قصے سے پتھر رو پڑے تو تعجب نہ کر

صاحبدلاں حکایت دل خوش ادا کنند
صاحب دل، دل کا قصہ اچھی طرح بیان کرتے ہیں

پنہاں ز حاسداں بخودم خواں کہ منعماں
حاسدوں سے چھپا کر مجھے بلا لے کیونکہ سخی

خیر نہاں برائے رضائے خدا کنند
خدا کی رضا مندی کے لئے چھپی بھلائی کرتے ہیں

مے خور کہ صد گناہ ز اغیار در حجاب
شراب پی اس لیے کہ سو گناہ غیروں سے چھپ کر

بہتر ز طاعتے کہ بروی و ریا کنند
اس عبادت سے بہتر ہیں جو دکھاوے اور ریا کاری سے کریں

حافظ مدام وصل میسر نمی شود
اے حافظ! وصل ہمیشہ میسر نہیں آتا ہے

شاہاں کم التفات بحالِ گدا کنند
بادشاہ، فقیر کی طرف کم توجہ کرتے ہیں

آنرا کہ جام بادۂ صہباش میدہند
وہ جس کو صہبا شراب کا جام دیتے ہیں

میداں کہ در حریم حرم جاش میدہند
سمجھ لے کہ حرم کے احاطہ میں اسکو جگہ دیتے ہیں

صوفی مباش منکرِ رنداں کہ سرِ عشق
اے صوفی رندوں کا منکر نہ بن اس لیے کہ عشق کا راز

روزِ ازل بمردمِ قلاش میدہند
ازل میں بے ننگ و نام انسانوں کو دیتے ہیں

ساقی بیار بادۂ گلرنگ و مشکبو
اے ساقی لا، پیلے رنگ والی اور مشک کی خوشبو والی شراب

کارباب عقل زحمت اوباش میدہند
عقل والے رندوں کو ستاتے ہیں

از لذتِ حیات ندارد تمتعے
زندگی کی لذت سے اس کو کوئی نفع نہیں

امروز ہر کہ وعدہ بفرداش میدہند
آج جس سے کل کا وعدہ کرتے ہیں

مطرب بساز پردۂ عشاقِ بینوا
اے مطرب! بینوا عشاق کے پردے کو چھیڑ

کانرا کہ بینواست نواش میدہند
اس لئے کہ جو بے سر و ساماں ہے اس کو ساماں دیتے ہیں

خوش باش حافظا کہ حریفانِ دردنوش
اے حافظ خوش رہ اس لئے کہ تلچھٹ پینے والے دوست

جامِ طرب بعاشقِ خوشباش میدہند
عیش کا جام خوش باش عاشق کو دیتے ہیں

حافظ نہ ترکِ جنتِ فردوس میکند
کیا حافظ جنت فردوس کو ترک نہ کر دے گا؟

گر در حریمِ وصلِ تو ماواش میدہند
اگر تیرے وصل کے حریم میں اس کو ٹھکانہ دیدیں گے

آنکہ رخسارِ ترا رنگِ گل و نسریں داد
جس نے تیرے رخسار کو گل اور نسرین کا رنگ دیا ہے

صبر و آرام تواند بمن مسکیں داد
مجھ مسکین کو وہ صبر اور آرام بھی دے سکتا ہے

[illegible]

http://www.muftbooks.blogspot.com/

وانکہ گیسوئے ترا رسم تطاول آموخت
جس نے تیری زلف کو ظلم کا طریقہ سکھایا ہے

ہم تواند کرمش داد من غمگیں داد
اس کا کرم بھی غمگین کیساتھ انصاف کر سکتا ہے

من ہماں روز ز فرہاد طمع ببریدم
میں اسی روز فرہاد سے مایوس ہو گیا تھا

کہ عنانِ دلِ شیدا بکفِ شیریں داد
جب اس نے دیوانہ دل کی باگ شیریں کے ہاتھ میں دیدی تھی

گنجِ زر گر نبود کنجِ قناعت باقیست
اگر سونے کا خزانہ نہیں تو صبر کا خزانہ باقی ہے

آنکہ آں داد بشاہاں بگدایاں ایں داد
جس نے بادشاہوں کو وہ دیا ہے فقیروں کو یہ دیا ہے

خوش عروسیست جہاں از رہِ صورت لیکن
دنیا ظاہرا ایک بہترین دلہن ہے، لیکن

ہر کہ پیوست بدو عمرِ خودش کابیں داد
جو اس سے جڑا اس نے اپنی عمر مہر میں دیدی ہے

بعد ازیں دست من و دامنِ آں سرو بلند
اس کے بعد میرا ہاتھ ہوگا اور اس بلند سرو کا دامن

خاصہ اکنوں کہ صبا مژدۂ فروردیں داد
خاص طور پر اب جبکہ صبا نے فروردین کی خوشخبری دی

در غم و غصۂ دوراں دلِ حافظ خوں شد
زمانہ کے غم و غصہ میں حافظ کا دل خون ہو گیا ہے

از فراقِ رخت اے خواجہ قوام الدیں داد
تیرے رخ کے فراق سے اے خواجہ قوام الدین فریاد ہے

اگر خدائے کسے را بہر گناہ بگیرد
اگر خدا کسی کو ہر گناہ پر پکڑے

زمیں بہ نالہ برآید زمانہ آہ بگیرد
زمین رو پڑے، زمانہ آہیں کرنے لگے

گذر بروئے زمیں میکنی و ہیچ نترسی
تو روئے زمین پر گناہ کرتا ہے اور بالکل نہیں ڈرتا

کہ ماہ بر فلک از شومیِ گناہ بگیرد
کہ آسمان پر چاند گناہ کی بدبختی سے گرہن میں ہوتا ہے

شبے ز شرمِ گنہ آنچناں بسجدہ بگریم
کسی رات گناہ کی شرم سے سجدہ میں ایسا روؤں گا

کہ سجدہ گاہِ من آں شب گیاہ بگیرد
کہ میری سجدہ گاہ میں اس رات گھاس اگ آئیگی

برابرست گہ و کوہ پیشِ حضرتِ سلطاں
حضرت بادشاہ کے سامنے تنکا اور پہاڑ یکساں ہے

گہے بکوہ نگیرد گہے بکاہ بگیرد
کبھی پہاڑ پر نہیں پکڑتا ہے کبھی تنکے پر پکڑ لیتا ہے

گہِ وداع بگریم بلا مثابہ کہ یارم
رخصت کرتے وقت ایسا روؤں گا کہ میرا دوست

بہر زمیں کہ رود آبِ دیدہ راہ بگیرد
جس سر زمین پر جائے گا آنسو راستہ روک دیں گے

تو پاکدامنی از بد کجا شود کہ نماید
تو پاکدامن ہے، برائی کہاں سے ہو جائیگی کہ وہ دکھائے

گنہ بہائے تو قرار کہ داد خواہ بگیرد
کس کو تیرے عیب ... داد چاہنے والا موافقت کرے

چو شاہ قصدِ دلِ بیدلاں نماید حافظ
اے حافظ جب بادشاہ بے دلوں کے دل کا قصد کرے

کراست زہرہ و یارا کہ پیشِ شاہ بگیرد
کس کو یہ طاقت ہے کہ اس کو روک سکے

آں یار کزو خانۂ ما جائے پری بود
وہ یار جس کی وجہ سے ہمارا گھر پری خانہ تھا

سرتا بقدم چوں پری از عیب بری بود
وہ سر سے پیر تک پری کی طرح عیب سے بری تھا

۱۔ میں نے فرہاد سے ... جب عاشق ہوا تھا ... اسی وقت اس کی شکستگی سے مایوس ہو گئے تھے
۲۔ خدا نے بادشاہوں کو سونے کے خزانے دیئے ہیں تو فقیروں کو صبر کے خزانے عطا کئے ہیں۔
۳۔ فروردین موسم بہار کا مہینہ ہے۔
۴۔ قرآن پاک میں ہے ۔ اگر خدا لوگوں کو ان کے گناہوں کے سبب پکڑنے لگے تو روئے زمین پر چلنے والا باقی نہ رہے ... انسان کے گناہ کی نحوست ... ہوتی ہے۔
۵۔ ... گناہ ... حقیقت نہیں ... حافظ کرتا ہے۔
۶۔ ... کوئی ... ہو سکتا۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

دل گفت فروکش کنم ایں شہر بہ بویش
اس کی خوشبو کی وجہ سے دل نے کہا اس شہر میں قیام کروں

بیچارہ ندانست کہ یارش سفری بود
وہ بیچارہ نہ سمجھا کہ اس کا دوست مسافر تھا

تنہا نہ ز رازِ دلِ من پردہ برافتاد
صرف میرا ہی رازِ دل پردہ سے باہر نہیں آیا

تا بود فلک شیوۂ او پردہ دری بود
آسمان جب سے ہے اس کی عادت پردہ دری کی تھی

منظورِ خردمندِ من آں ماہ کہ اورا
میرا منظورِ نظر، عقلمند وہ چاند ہے کہ اس کے لئے

با حسنِ ادب شیوۂ صاحب نظری بود
حسنِ ادب کے ساتھ صاحب نظری صفت حاصل تھی

از چنگِ منش اخترِ بدمہر بدر کرد
دشمن ستارے نے اس کو میرے قبضے سے نکال دیا

آرے چکنم آفتِ دورِ قمری بود
ہاں کیا کروں قمری دور کی مصیبت تھی

عذرے بنہ اے دل کہ تو درویشی و اورا
اے دل بہانہ کر کیونکہ تو فقیر ہے اور اس کے

در مملکتِ حسن سرِ تاجوری بود
حسن کی سلطنت میں بادشاہی کا خیال تھا

خوش بود لبِ آب و گل و سبزہ و لیکن
دریا کا کنارہ اور پھول اور سبزہ اچھا تھا لیکن

افسوس کہ آں گنجِ رواں رہگذری بود
افسوس کہ وہ خزانہ چلتا پھرتا تھا

خود را بکشد بلبل ازیں غصہ کہ گل را
اس غصہ سے بلبل اپنے آپ کو فنا کر دے کہ پھول کو

با بادِ صبا وقتِ سحر جلوہ گری بود
بادِ صبا کے ساتھ صبح کو جلوہ گری تھی

اوقات خوش آں بود کہ با دوست بسر شد
وہ وقت اچھے تھے جو دوست کے ساتھ بسر ہوئے

باقی ہمہ بے حاصلی و بیخبری بود
باقی سب بے نتیجہ اور بے خبری تھی

ہر گنجِ سعادت کہ خدا داد بہ حافظ
نیک بختی کا ہر وہ خزانہ جو خدا نے حافظ کو دیا

از یمنِ دعائے شب و وردِ سحری بود
وہ رات کی دعا اور صبح کے وظیفہ کی برکت سے تھا

اگر بہ بادۂ رنگیں دلم کشد شاید
اگر رنگین شراب کی طرف میرا دل کھینچے تو مناسب ہے

کہ بوئے خیر ز زہدِ ریا نمی آید
کیونکہ ریا کے زہد سے نیکی کی بو نہیں آتی ہے

جہانیاں ہمہ گر منعِ من کنند ز عشق
دنیا والے سب مجھے عشق سے منع کریں

من آں کنم کہ خداوندگار فرماید
تو میں وہی کرتا ہوں جو خدا فرماتا ہے

طمع ز فیض و کرامت مبر کہ خلقِ کریم
فیض و کرامت کی امید ترک نہ کر کیونکہ کریم کی عادت

گنہ ببخشد و بر عاشقاں ببخشاید
گناہ معاف کرتا ہے اور عاشقوں کو معاف کر دیتا ہے

مقیمِ حلقۂ ذکر است دل بداں امید
دل ذکر کے حلقہ میں اس امید پر مقیم ہے

کہ حلقۂ ز سرِ زلفِ یار بگشاید
کہ یار کی زلف کا کوئی حلقہ کھولے

ترا کہ حسنِ خداداد ہست و حجلۂ بخت
تجھے خدا نے حسن دیا ہے اور نصیبہ

چہ حاجت است کہ مشاطہ ات بیاراید
کیا ضرورت ہے کہ تجھے مشاطہ سنوارے

نخواہد ایں چمن از سرو و لالہ خالی ماند
یہ چمن سرو اور لالہ سے خالی نہ رہے گا

یکے ہمی رود و دیگرے ہمی آید
ایک جا رہا ہے، دوسرا آ رہا ہے

۱۔ معشوق کی خوشبو کی وجہ سے دل شہر میں مقیم ہوا اور سمجھا کہ معشوق وہیں مقیم رہنے والا نہیں ہے۔
۲۔ میرا معشوق عقلمند اور صاحب نظر ہے وہ اچھی طرح سمجھتا ہے کہ حقیقی عاشق کون ہے اور بوالہوس کون ہے۔
۳۔ جو گناہ گار ... [illegible]
۴۔ ... [illegible]
۵۔ ... [illegible]

http://www.muftbooks.blogspot.com/

جمیلہ ایست عروس جہاں ولے بشدار
که ایں مخدرہ در عقد کس نمی آید

بلابہ گفتمش اے ماہرو چہ باشد اگر
بیک شکر ز تو دلخستۂ بیاساید

بخندہ گفت کہ حافظ خدائے را مپسند
کہ بوسۂ تو رخ ماہ را بیالاید

بآب روشن مے عارفے طہارت کرد
علی الصباح کہ میخانہ را زیارت کرد

ہمیں کہ ساغر زریں خور نہاں گردید
ہلال ابروئے ساقی بمے اشارت کرد

خوشا نماز و نیاز کسے کہ از سر درد
بآب دیدہ و خون جگر طہارت کرد

بہائے بادہ چوں لعل چیست جوہر عقل
بیا کہ سود کسے برد کایں تجارت کرد

بیا بمیکدہ و وضع قرب و جاہ بیں
اگرچہ چشم بما واعظ از حقارت کرد

نشان مہر و محبت ز جان عاشق جوی
اگرچہ خانۂ دل محنت تو غارت کرد

دلم ز حلقۂ زلفش بجاں خرید آشوب
چہ سود دیدندانم کہ ایں تجارت کرد

اگر امام جماعت بخواندش امروز
خبر دہید کہ حافظ بمے طہارت کرد

بسر جام جم آنگہ نظر توانی کرد
کہ خاک میکدہ کحل بصر توانی کرد

گدائی در میخانہ طرفہ اکسیریست
گر ایں عمل بکنی خاک زر توانی کرد

مباش بے مے و مطرب بزیر چرخ کبود
کزیں ترانہ غم از دل بدر توانی کرد

http://www.muftbooks.blogspot.com/

بعزم مرحلۂ عشق پیش نہ قدمے
عشق کے سفر کے ارادہ سے ایک قدم آگے بڑھا
کہ سودہا بری ار ایں سفر توانی کرد
اگر تو یہ سفر کر سکے گا بڑا فائدہ اٹھائے گا

بیا کہ چارۂ ذوقِ حضور و نظمِ امور
آ کہ حضوری کے ذوق کا اور معاملات کے انتظام کی تدبیر
بفیض بخشیِ اہلِ نظر توانی کرد
تو اہل نظر کی فیض بخشی سے کر سکے گا

گلِ مرادِ تو آنگہ نقاب بکشاید
تیری مراد کا پھول اس وقت کھلے گا
کہ خدمتش چو نسیمِ سحر توانی کرد
جبکہ نسیم سحر کی طرح تو اس کی خدمت کر سکے گا

تو کز سرائے طبیعت نمیروی بیروں
تو جبکہ مزاج کے گھر سے باہر نہیں نکلتا ہے
کجا بکوئے حقیقت گذر توانی کرد
حقیقت کے کوچہ تک کہاں پہنچ سکے گا

جمالِ یار ندارد نقاب و پردہ ولے
یار کا حسن پردہ اور نقاب نہیں رکھتا ہے لیکن
غبارِ رہ بنشاں تا نظر توانی کرد
راستے کا غبار بٹھا تاکہ تو دیکھ سکے

دلا ز نورِ ریاضت گر آگہی یابی
اے دل اگر تو ریاضت کے نور سے باخبر ہو جائے گا
چو شمع خندہ زناں ترکِ سر توانی کرد
شمع کی طرح ہنستے ہوئے سر سے دست بردار ہو سکے گا

ولے تو تا لبِ معشوق و جامِ مے خواہی
لیکن جب تک تو معشوق کا ہونٹ اور شراب کا جام چاہتا ہے
طمع مدار کہ کارِ دگر توانی کرد
اس کا لالچ نہ کر کہ تو کوئی دوسرا کام کر سکے گا

گر ایں نصیحتِ شاہانہ بشنوی حافظ
اے حافظ اگر تو یہ شاہانہ نصیحت سنے گا
بشاہراہِ طریقت گذر توانی کرد
طریقت کی شاہراہ پر گزر سکے گا

بیا کہ ترکِ فلک خوانِ روزہ غارت کرد
آ کہ آسمان کے ترک نے روزہ کے خوان پر لوٹ مچا دی ہے
ہلالِ عید بدورِ قدح اشارت کرد
عید کے چاند نے پیالے کے دور کا اشارہ کر دیا ہے

ثوابِ روزہ و حج قبول آنکس برد
روزہ کا ثواب اور حج کی مقبولیت اس شخص کو حاصل ہوتی ہے
کہ خاکِ میکدۂ عشق را زیارت کرد
جس نے عشق کے میکدہ کی زیارت کی ہے

مقامِ اصلیِ ما گوشۂ خرابات است
ہمارا اصلی مقام شراب خانہ کا گوشہ ہے
خداش خیر دہاد آنکہ ایں عمارت کرد
خدا اس کو بھلا کرے جس نے یہ تعمیر کیا ہے

نماز در خمِ آں ابروانِ محرابی
ان محرابی ابروؤں کے خم میں نماز
کسے کند کہ بخونِ جگر طہارت کرد
وہ شخص پڑھ سکتا ہے جس نے خون جگر سے وضو کیا ہے

امامِ شہر کہ سجادہ میکشید بدوش
شہر کا امام جو کاندھے پر جا نماز اٹھائے پھرتا تھا
بخونِ دخترِ رز جامہ را قصارت کرد
انگور کی بیٹی کے خون سے اس نے کپڑے دھوئے ہیں

فغاں کہ نرگسِ جماشِ شیخِ شہر امروز
فریاد ہے کہ آج شہر کے شیخ کی مستانہ آنکھ نے
نظر بدردکشاں از سرِ حقارت کرد
تلچھٹ پینے والوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا ہے

بروئے یار نظر کن ز دیدہ منت دار
دوست کے چہرہ پر نظر کر آنکھ کا احسان مند رہ
کہ کارِ دیدہ ہمہ از سرِ بصارت کرد
اس نے آنکھ کا سب کام دیکھنے کے لئے ہی کیا ہے

[illegible]

http://www.muftbooks.blogspot.com/

حدیثِ عشق ز حافظ شنو نہ از واعظ
عشق کا قصہ، حافظ سے سن نہ کہ واعظ سے
اگرچہ صنعتِ بسیار در عبارت کرد
اگرچہ اس نے عبارت میں بہت کاریگری کی ہے

بلبلے خونِ جگر خورد و گلے حاصل کرد
بلبل نے خونِ جگر پیا اور ایک پھول حاصل کر لیا
بادِ غیرت بصدش خار پریشاں دل کرد
غیرت کی ہوا نے اس کو سو طرح سے پریشان دل بنا دیا

طوطیے را بہوائے شکرے دل خوش بود
شکر کی امید سے ایک طوطی کا دل خوش تھا
ناگہش سیلِ فنا نقشِ امل باطل کرد
موت کے سیلاب نے اچانک اس کی امید کے نقش کو مٹا دیا

قرۃ العین من آں میوۂ دل یادش باد
وہ دل کا میوہ، میری آنکھ کی ٹھنڈک اس کو یاد رہے
کہ خود آساں بشد و کارِ مرا مشکل کرد
کہ خود تو آسانی سے چلا گیا اور میرا کام مشکل بنا دیا

سارباں بارِ من افتاد خدا را مددے
اے شتربان میرا بوجھ گر پڑا ہے خدا کے لئے مدد کر
کہ امیدِ کرمم ہمرہ ایں محمل کرد
اس لئے کہ کرم کی امید نے مجھے اس کجاوہ کے ساتھ کیا ہے

روئے خاکی و نمِ چشمِ مرا خوار مدار
میرے خاکی چہرے اور آنکھ کی نمی کو ذلیل نہ کر
چرخِ فیروزہ طربخانہ ازیں کہگل کرد
نیلے آسمان نے طربخانہ کو اسی سے کہگل کیا ہے

آہ و فریاد کہ از چشمِ حسودِ مہ و مہر
آہ و فریاد کہ چاند اور سورج کی حسد کی نظر سے
در لحد ماہ کماں ابروئے من منزل کرد
میرے کمان جیسے ابرو والے چاند نے قبر میں ٹھکانا کر لیا ہے

نزدی شاہ رخ و فوت شد امکاں حافظ
تو نے شہ رخ کی چال نہ چلی اور اے حافظ موقع جاتا رہا
چہ کنم بازیِ ایام مرا غافل کرد
کیا کروں زمانے کی بازی نے مجھے غافل بنا دیا

بخت از دہانِ یار نشانم نمید ہد
نصیبہ معشوق کے منہ کا مجھے پتہ نہیں دیتا ہے
دولت خبر ز رازِ نہانم نمید ہد
دولت مجھے راز کی خبر نہیں دیتی ہے

از بہرِ بوسۂ ز لبش جاں ہمید ہم
اس کے ہونٹ کے بوسہ کے عوض میں جان دیتا ہوں
اینم نمی ستاند و آنم نمید ہد
وہ مجھ سے اس کو نہیں لیتا ہے اور وہ مجھے نہیں دیتا ہے

مُردم ز انتظار و دریں پردہ راہ نیست
میں انتظار میں مرا اور اس پردہ میں راستہ نہیں ہے
یا ہست و پردہ دار نشانم نمید ہد
یا ہے اور پردہ دار مجھے اس کا پتہ نہیں دیتا ہے

شکر بصبر دست دہد عاقبت و لے
صبر سے انجام کار وصالِ یار نصیب ہوتا ہے لیکن
بد عہدیِ زمانہ امانم نمید ہد
زمانہ کی بد عہدی مجھے امن نہیں دیتی ہے

زلفش کشید بادِ صبا چرخِ سفلہ بیں
بادِ صبا نے اس کی زلف کو کھینچا، کمینہ آسمان کو دیکھو
کانجا مجالِ بادِ وزانم نمید ہد
مجھے اس جگہ چلتی ہوا کی مجال نہیں دیتا ہے

چندانکہ بر کنار چو پرکار میروم
جتنا کہ پرکار کی طرح میں کنارہ پر چلتا ہوں
دوراں چو نقطہ رہ بمیانم نمید ہد
زمانہ نقطہ کی طرح مجھے درمیان کا راستہ نہیں دیتا ہے

http://www.muftbooks.blogspot.com/

جاں مید ہم برائے یکے بوسہ از لبش — جاں می برد رواں و زبانم نمی دہد

گفتم روم بخواب کہ بینم جمالِ یار
حافظ ز آہ و نالہ امانم نمی دہد

بود آیا کہ درِ میکدہ ہا بگشایند — گرہ از کارِ فرو بستہ ما بگشایند

اگر از بہر دلِ زاہدِ خود بیں بستند — دل قوی دار کہ از بہر خدا بگشایند

درِ میخانہ ببستند خدایا مپسند — کہ درِ خانۂ تزویر و ریا بگشایند

گیسوئے چنگ ببرید بمرگِ مے ناب — تا ہمہ مغبچگاں زلفِ دوتا بگشایند

بصفائے دلِ رندانِ صبوحی زدگاں — بس درِ بستہ بمفتاحِ دعا بگشایند

نامۂ تعزیتِ دخترِ رز بنویسید — تا حریفاں ہمہ خوں از مژہ ہا بگشایند

حافظ ایں خرقۂ پشمینہ بہ بینی فردا
کہ چہ زنار ز زیرش بجفا بگشایند

بعد ازیں دست من و دامنِ آں سروِ بلند — کہ بہ بالائے چماں از بن و بیخم بر کند

حاجتِ مطرب و مے نیست تو برقع بکشا — کہ برقص آوردم آتشِ رویت چو سپند

ہیچ روئے نشود آئینۂ چہرۂ بخت — مگر آں روئے کہ مالند بر آں سم سمند

گفتم اسرارِ غمت ہر چہ بود گو می باش — صبر ازیں بیش ندارم چہ کنم تا کے و چند

مکش آں آہوئے مشکین مرا اے صیاد — شرم از آں چشمِ سیہ دار و مبندش بکمند

http://www.muftbooks.blogspot.com/

من خاکی کہ ازیں در نتوانم برخاست
ازکجا بوسہ زنم برلب آں قصر بلند

[illegible]

جز بزلف تو ندارد دل عاشق میلے
آہ ازیں دل کہ بصد بند نمی‌گیرد بند

[illegible]

شب و روز است بدعا عاشق بیدل گوید
کہ مبادا بہی قامت از دہر گزند

[illegible]

تو غزلہائے تر و دلکش حافظ بشنو
گر کمالیش بود شعر بگوید بجند

[illegible]

باز مستان دل از آں گیسوئے مشکیں حافظ
اے حافظ اس مشکیں زلف سے دل واپس لے

زانکہ دیوانہ ہماں بہ کہ بماند در بند
اس لئے کہ دیوانہ وہی اچھا ہے جو قید میں رہے

بتے دارم کہ گرد گل ز سنبل سایہ‌باں دارد
بہار عارضش خطے بخون ارغواں دارد

[illegible]

غبار خط بپوشانید خورشید رخش یارب
حیات جاودانش دہ کہ حسن جاوداں دارد

[illegible]

چو عاشق می شدم گفتم کہ بردم گوہر مقصود
ندانستم کہ ایں دریا چہ موج بیکراں دارد

[illegible]

چو در رویت بخندد گل مشو در دامش اے بلبل
کہ بر گل اعتمادے نیست گر حسن جہاں دارد

[illegible]

خدا را داد من بستاں ازو اے شحنۂ مجلس
کہ مے با دیگراں خوردست و با من سرگراں دارد

[illegible]

اشیدم لرزاں گرداں گر امید آں داری
قدت آئین سرو ناز و لعلت لطف جاں دارد

[illegible]

چو ایام وفاقتاند بگیرد خاطر عاشق
بغماز صبا گوید کہ راز من نہاں دارد

[illegible]

ز خوف ہجرم ایمن کن اگر امید آں داری
کہ از چشم بداندیشاں خدایت در اماں دارد

[illegible]

چہا افتادست درایں رہ کہ سلطان معنی را
دریں درگاہ می بینم کہ سر بر آستاں دارد

[illegible]

بفتراک ار ہمی بندی خدا را زود صیدم کن
کہ آفتہاست در تاخیر و طالب را زیاں دارد

[illegible]

[illegible]

زسروِ قدِ دلجویت مکن محروم چشمم را
بدیں سرچشمہ اش بنشاں کہ خوش آبے رواں دارد

زشستِ جاں نشاید برد گر ہر سو کہ می بینم
کمیں از گوشۂ کردست و تیر اندر کماں دارد

بیفشاں جرعۂ بر خاک و حالِ اہلِ شوکت بیں
کہ از جمشید و کیخسرو ہزاراں داستاں دارد

چہ عذر از بختِ خود گویم کہ آں عیارِ شہر آشوب
بتلخی کشت حافظ را و شکر در دہاں دارد

حافظ کو تلخ کلامی سے مار ڈالا اور منہ میں شکر رکھتا ہے

بحسن و خلق و وفا کس بیارِ ما نرسد
ترا دریں سخن انکارِ کارِ ما نرسد

اگرچہ حسن فروشاں بجلوہ آمدہ اند
کسے بحسن و لطافت بیارِ ما نرسد

بحقِ صحبتِ دیریں کہ ہیچ محرمِ راز
بیارِ یکجہت حق گزارِ ما نرسد

ہزار نقد ببازارِ کائنات آرند
یکے بسکۂ صاحب عیارِ ما نرسد

دریغ قافلۂ عمر آنچناں رفتند
کہ گردشاں بہوائے دیارِ ما نرسد

ہزار نقش برآید ز کلکِ صنع و یکے
بدلپذیریِ نقشِ نگارِ ما نرسد

دلا ز طعنِ حسوداں مرنج و ایمن باش
کہ بد بخاطرِ امیدوارِ ما نرسد

چناں بزی کہ اگر خاکِ رہ شوی کس را
غبارِ خاطرے از رہگذارِ ما نرسد

بسوخت حافظ و ترسم کہ شرحِ قصۂ او
بسمعِ پادشہِ کامگارِ ما نرسد

حافظ جل گیا، اور میں ڈرتا ہوں کہ اس کے قصے کی تفصیل
ہمارے کامیاب بادشاہ کے کانوں تک نہ پہنچے

بیا کہ رایتِ منصور پادشاہ رسید
نویدِ فتح و بشارت بمہر و ماہ رسید

http://www.muftbooks.blogspot.com/

جمالِ بخت ز روئے ظفر نقاب انداخت
نصیب کے حسن نے کامیابی کے چہرے سے نقاب اٹھا دیا

کمالِ عدل بفریادِ دادخواہ رسید
کمالِ انصاف، فریادی کی فریاد کو پہنچ گیا ہے

سپہرِ دورِ خوش اکنوں کند کہ ماہ آمد
آسمان کا دور اب بہتر ہوگا، کہ چاند نکل آیا ہے

جہاں بکامِ دل اکنوں رسد کہ شاہ رسید
دنیا دل کی مراد کو اب پہنچے گی کہ بادشاہ پہنچ گیا ہے

ز قاطعانِ طریق ایں زماں شوند ایمن
ڈاکوؤں سے اب مطمئن ہوں گے

قوافلِ دل و دانش کہ مردِ راہ رسید
دل اور عقل کے قافلے، کیونکہ مردِ راہ پہنچ گیا ہے

عزیزِ مصر برغمِ برادرانِ غیور
مصر کا عزیز، حاسد بھائیوں کی ذلت کے ساتھ

ز قعرِ چاہ برآمد باوجِ ماہ رسید
کنوئیں کی گہرائی سے نکل آیا اور چاند کی بلندی پر پہنچ گیا ہے

کجاست صوفیِ دجال چشمِ ملحد شکل
کہاں ہے دجال کی آنکھ اور ملحد کی شکل والا صوفی

بگو بسوز کہ مہدیِ دیں پناہ رسید
کہہ دو کہ جل مرے کہ دین کی پناہ مہدی پہنچ گیا ہے

صبا بگو کہ چہا بر سرم دریں غمِ عشق
صبا بتا دے کہ اس عشق کے غم میں میرے سر پر کیا گزرا

ز آتشِ دلِ سوزان و برقِ آہ رسید
جلتے دل کی آگ اور آہ کی بجلی سے گزرا ہے

ز شوقِ روئے تو جاناں بریں اسیرِ فراق
جاناں! تیرے چہرے کے عشق سے اس فراق کے قیدی پر

ہماں رسید کز آتش ببرگِ کاہ رسید
وہی پہنچا ہے جو آگ سے گھاس کے تنکے کو پہنچا ہے

مرو بخواب کہ حافظ ببارگاہِ قبول
مت سو اس لیے کہ حافظ مقبولیت کی بارگاہ میں

ز وردِ نیم شب و درسِ صبحگاہ رسید
آدھی رات کے وظیفہ اور صبح کے وقت کے درس سے پہنچ گیا ہے

بنفشہ دوش بگل گفت و خوش نشانے داد
بنفشہ نے کل رات کو پھول سے کہا اور اچھا پتہ بتایا

کہ تابِ من بجہاں طرۂ فلانے داد
کہ فلاں کی زلف نے مجھے دنیا میں بل دیا ہے

دلم کہ مخزنِ اسرار بود دستِ قضا
میرا دل جو رازوں کا خزانہ تھا تقدیر کے ہاتھ نے

درش ببست و کلیدش بدلستانے داد
اس کا دروازہ بند کر دیا اور کنجی ایک محبوب کے ہاتھ میں دے دی

شکستہ وار بدرگاہت آمدم کہ طبیب
شکستہ ہو کر تیری درگاہ میں آیا ہوں اس لیے کہ طبیب نے

بمومیائیِ لطفِ توام نشانے داد
تیری مہربانی کی مومیائی کا مجھے پتہ بتایا ہے

برو معالجۂ خود کن اے نصیحت گوی
اے ناصح! جا، اپنا علاج کر

شراب و شاہد و ساقی کرا زیانے داد
شراب اور معشوق اور ساقی نے کس کو نقصان دیا ہے؟

تنش درست و دلش شاد باد و خاطر خوش
اس کا جسم تندرست اور دل شاد ہو اور خاطر خوش رہے

کہ دستِ او و دلش دادِ ناتوانے داد
جس کے ہاتھ اور دل نے کسی کمزور کو مدد کی ہے

گذشت بر منِ مسکین و با رقیباں گفت
مجھ مسکین کے پاس سے گزرا اور رقیبوں سے بولا

دریغ عاشقِ مسکینِ من چہ جانے داد
افسوس میرے مسکین عاشق نے کیسی جان دی ہے

خزینۂ دلِ حافظ ز گوہرِ اسرار
حافظ کے دل کے خزانے نے رازوں کے جواہر

بیمنِ عشقِ تو سرمایۂ جہانے داد
تیرے عشق کی برکت سے ایک زمانہ کو سرمایہ دیا ہے

---

۱ دل اور دانش کے قافلے۔ ذاکروں سے اصحاب مراد ہیں۔
۲ بادشاہ کو یوسف اور حاسدوں کو برادرانِ یوسف قرار دیا ہے۔
۳ دجال کی ایک آنکھ میں پھولا ہوگا اور روایات میں ہے کہ اس کو امام مہدی قتل کریں گے۔
۴ حافظ کو معمولی شب بیداری سے [illegible] شب بیداری کرتے۔
۵ بنفشہ اپنی زلف کو محبوب کی زلف کے مقابلہ میں پیش کرتا ہے [illegible] نہیں ہو سکتا۔
۶ مومیائی ایک دوا ہے جو ٹوٹی ہڈی کو جوڑنے میں اکسیر ہے۔
۷ نصیحت گر کا عمل ہے اس کو اپنا علاج کرنا چاہئے۔
۸ یہ ذکر حضرت کا ہے اور مصرع میں وہ حافظ سے مخفی ہیں۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

نسیم باد صبا دوشم آگہی آورد
باد صبا نے کل مجھے خبر دی ہے

کہ روزِ محنت و غم رو بکوتہی آورد
کہ محنت اور غم کے دن نے کمی کی طرف رخ کیا ہے

بمطربانِ صبوحی دہیم جامۂ پاک
ہم پاک لباس صبح کے گانے والوں کو دیں گے

بدیں نوید کہ بادِ سحرگہی آورد
اس خوشخبری پر جو صبح کے وقت کی ہوا لائی ہے

نسیم زلفِ تو شد خضرِ راہم اندر عشق
عشق کے بارے میں تیری زلف کی خوشبو ہماری خضرِ راہ ہوئی ہے

زہے رفیق کہ بختم بہمرہی آورد
کیا عمدہ ساتھی ہے جس کو نصیبہ نے ساتھ کیا ہے

بیا بیا کہ طہورِ بہشت را رضواں
آجا آجا اس لیے کہ رضواں جنت کی پاکیزہ شراب

دریں جہاں ز برائے دلِ رہی آورد
اس دنیا میں ایک غلام کے دل کی خاطر لایا ہے

بجبرِ خاطرِ ما کوش کایں کلاہِ نمد
ہماری طبیعت کی بھلائی کے لیے کوشش کر

بسے شکست کہ برافسرِ شہی آورد
شاہی تاج پر بہت سی شکستیں دی ہیں

چہ آہہا کہ رسید از دلم بخرگہِ ماہ
کتنی آہیں ہیں کہ میرے دل سے چاند کے خرگہ تک پہنچی ہیں

چو یادِ عارضِ آں ماہِ خرگہی آورد
جب اس خیمے کے چاند کے رخسار کو یاد کیا ہے

رساند رایتِ منصور بر فلک حافظ
حافظ نے منصور کے جھنڈے کو آسمان پر پہنچا دیا ہے

چو التجا بجنابِ شہنشہی آورد
جبکہ اس نے شہنشاہی دربار میں التجا کی ہے

بکوئے میکدہ یارب سحر چہ مشغلہ بود
اے خدا صبح میکدہ کے کوچہ میں کیا ایک مشغلہ تھا

کہ جوشِ شاہد و ساقی و شمع و مشعلہ بود
کہ معشوق اور ساقی اور شمع اور مشعل کا جوش تھا

حدیثِ عشق کہ از حرف و صوت مستغنیست
عشق کی بات جو حرف اور آواز سے مستغنی ہے

بنالۂ دف و نے در خروش و ولولہ بود
دف اور بانسری کے نالے سے خروش اور ولولہ میں تھی

مباحثے کہ در آں حلقۂ جنوں میرفت
وہ بحثیں جو اس دیوانگی کی مجلس میں ہوتی تھیں

ورائے مدرسہ و قیل و قال و مسئلہ بود
مدرسہ اور قیل و قال اور مسئلہ سے آگے کی تھیں

دل از کرشمۂ ساقی بشکر بود و لے
ساقی کے اشارۂ چشم سے دل شکر گزار تھا لیکن

ز نامساعدیِ بختش اندکے گلہ بود
نصیبہ کی ناموافقت سے اس کو تھوڑا سا شکوہ تھا

قیاس کردم ازاں چشمِ جادوانہ مست
اس جادو بھری مست آنکھ سے میں نے اندازہ کیا

ہزار ساحر چوں سامریش در گلہ بود
سامری جیسے ہزار جادوگر اس کے گلہ میں تھے

بگفتمش بلبم بوسۂ حوالت کن
میں نے اس سے کہا کہ میرے ہونٹ پر ایک بوسہ عنایت کر

بخندہ گفت کیت با من ایں معاملہ بود
ہنس کر اس نے کہا مجھ سے یہ معاملہ کب تھا

ز اخترم نظرِ سعد در رہست کہ دوش
میرے ستارے کو سعد پر نظر درپیش ہے کیونکہ کل شب

میانِ ماہ و رخِ یارِ من مقابلہ بود
چاند اور میرے یار کے رخ میں مقابلہ تھا

کرشمۂ کہ بکرد آں دو چشمِ شہر آشوب
شہر کو فتنہ میں ڈالنے والی ان دو آنکھوں کے اشارہ سے

ز خیلِ دل شدگانش ہزار دگلہ بود
دل دینے والوں کے گروہ سے ہزاروں شہر میں تھے

- بہشت کی شراب کی کیفیت کے ہوگی اور رنج و غم دور ہو جائے گا۔
- رہی یعنی غلام یعنی حافظ کے لئے رضوان جنت سے شراب لایا ہے
- عشق کی کیفیت کے لئے الفاظ اور حروف کی ضرورت نہیں ہے۔
- یعنی جنت کے مباحث علماء کی فہم سے بالاتر تھے
- کیونکہ وہ اس کی جادوگری کے مقابلہ میں عاجز تھے
- سعد سعدی کے شعلہ شہر کے نشے زمین جس پر سنگ دیکر شیراز کی باد شاہت حاصل کی تھی یہ بھی حافظ کا مصرع ہے

http://www.muftbooks.blogspot.com/

دہانِ یار کہ درمانِ دردِ حافظ داشت
محبوب کا وہ منہ جو حافظ کے درد کا علاج رکھتا تھا

فغاں کہ وقتِ مروّت چہ تنگ حوصلہ بود
فریاد ہے، مروت کے وقت کس قدر تنگ حوصلہ تھا

بوئے خوشِ تو ہر کہ ز بادِ صبا شنید
تیری خوشبو جس نے بھی بادِ صبا سے سونگھی

از یارِ آشنا سخنِ آشنا شنید
اس نے جانے پہچانے دوست کی جانی پہچانی بات سنی

ایش سزا نبود دلِ حق گزارِ من
میرے شکر گزار دل کی یہ سزا نہ تھی

کز غمگسارِ خود سخنِ ناسزا شنید
کہ اس نے اپنے غمگسار سے نامناسب بات سنی

اے شاہِ حسن چشم بحالِ گدا فگن
اے حسن کے بادشاہ فقیر کی حالت پر نظر کر

کیں گوش بس حکایتِ شاہ و گدا شنید
اس لئے کہ ان کانوں نے بادشاہ اور فقیر کے بہت قصے سنے

خوش میکنم بہ بادۂ مشکیں مشامِ جاں
میں مشکیں شراب کے کیف سے دماغ کو خوش کرتا ہوں

کز دلق پوشِ صومعہ بوئے ریا شنید
اس لئے کہ عبادت خانہ کے گدڑی پوش سے اس نے ریا کی بو سونگھی ہے

سرِّ خدا کہ عارفِ سالک بکس نگفت
خدا کا راز جو عارف سالک نے کسی سے نہیں کہا

در حیرتم کہ بادہ فروش از کجا شنید
مجھے تعجب ہے کہ مے فروش نے کہاں سے سنا

ما بادہ زیرِ خرقہ نہ امروز می خوریم
ہم گدڑی میں چھپا کر آج ہی شراب نہیں پی رہے ہیں

صد بار پیرِ میکدہ ایں ماجرا شنید
میکدے کے شیخ نے سو بار یہ قصہ سنا ہے

یارب کجاست محرمِ رازے کہ یکزماں
اے خدا کہاں ہے محرمِ راز کہ تھوڑی دیر کے لئے

دل شرحِ آں دہد کہ چہ دید و چہا شنید
دل اس کی تفصیل کرے کہ کیا دیکھا اور کیا کیا سنا

ما مے بہ بانگِ چنگ نہ امروز می کشیم
ہم چنگ کی آواز پر شراب آج ہی نہیں پی رہے ہیں

بس دیر شد کہ گنبدِ چرخ ایں صدا شنید
بہت زمانہ ہو گیا ہے کہ آسمان کے گنبد نے یہ آواز سنی ہے

ساقی بیا کہ عشق ندا می کند بلند
ساقی! آ کہ عشق پکار رہا ہے

آں کس کہ گفت قصۂ ما ہم ز ما شنید
جس نے ہمارا قصہ بیان کیا ہے اس نے ہم سے سنا ہے

پندِ حکیم عینِ صواب ست و محضِ خیر
دانا کی نصیحت بالکل درست اور خالص بھلائی ہے

فرخندہ بخت آنکہ بسمعِ رضا شنید
مبارک نصیب والا ہے جس نے رضامندی کے کان سے سنی

نشنید ہر چہ گفتم و بگذشت ویں عجب
جو میں نے کہا اس نے نہ سنا اور چلا گیا اور یہ عجیب بات ہے

سلطاں شنیدہ ام کہ حدیثِ گدا شنید
میں نے تو سنا ہے کہ بادشاہ نے فقیر کی بات سنی ہے

محروم اگر شدم ز سرِ کوئے او چہ شد
اگر میں اس کے کوچے سے محروم رہا ہوں تو کیا ہوا

از گلشنِ زمانہ کہ بوئے وفا شنید
زمانے کے گلشن سے کس نے وفا کی خوشبو سونگھی ہے

ہر شام ماجرائے من و دل شمال گفت
شمالی ہوا نے ہر شام کو میرا اور دل کا قصہ بیان کیا ہے

ہر صبح گفتگوئے من و او صبا شنید
ہر صبح کو صبا نے میرا اور اس کا قصہ سنا ہے

حافظ وظیفۂ تو دعا گفتن ست و بس
اے حافظ! تیرا وظیفہ بس دعا دینا ہے

در بندِ آں مباش کہ نشنید یا شنید
اس فکر میں نہ رہ کہ اس نے سنا یا نہیں سنا

ـ معشوق جو منہ اس قدر تنگ ثابت ہوا کہ مروت کی ایک بات بھی اس سے نہ نکلی۔
ـ معشوق کو تو غمگسار ہونا چاہیے کہ دردِ دل لوگ اس سے بیان کریں۔
ـ بہت سے قصے مشہور ہیں کہ شاہوں نے گداؤں پر کرم کیا ہے۔
ـ ظاہر ہے کہ کسی مے فروش سے ہی سنا ہوگا۔
ـ ہم آج کے مے نوش نہیں ہیں، عرصہ سے یہ طریقہ جاری ہے۔
ـ عشق کا تصور وہی بیان کر سکتا ہے جو خود مبتلا ہوا ہو۔
ـ میری بد قسمتی کہ اس نے میری ایک بات بھی نہ سنی حالانکہ وہ بادشاہ ہے اور میں فقیر حقیر۔
ـ یہی انداز عشق کی ترتیب ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

بر سر آنم کہ گر ز دست برآید / دست بکارے زنم کہ غصہ سرآید
اسی خیال میں ہوں کہ اگر ممکن ہو سکے / ایسے کام میں ہاتھ ڈالوں جس سے غم ختم ہو جائے

منظر دل نیست جائے صحبت اغیار / دیو چو بیروں رود فرشتہ درآید
دل کا منظر غیروں کی صحبت کی جگہ نہیں ہے / شیطان جب باہر نکل جاتا ہے تب فرشتہ اندر آتا ہے

صحبت حکام ظلمت شب یلداست / نور ز خورشید خواہ بو کہ برآید
حکام کی صحبت تاریک رات کا اندھیرا ہے / نور آفتاب سے مانگ ہو سکتا ہے کہ وہ حاصل ہو جائے

بر در ارباب بیمروت دنیا / چند نشینی کہ خواجہ کے بدر آید
بے مروت دنیا والوں کے دروازے پر / کب تک بیٹھا رہے گا کہ خواجہ کب باہر نکلتا ہے؟

بگذر ازیں روزگار تلخ تر از زہر / بار دگر روزگار چوں شکر آید
زہر سے زیادہ کڑوے زمانے سے گزر جا / پھر شکر جیسا زمانہ آئے گا

صالح و طالح متاع خویش نمودند / تا کہ قبول افتد و چہ در نظر آید
نیک اور بد نے اپنی پونجی دکھائی / دیکھو کونسی قبول ہوتی ہے اور کیا منظور ہوتا ہے

بلبل عاشق تو عمر خواہ کہ آخر / باغ شود سبز و سرخ گل بدر آید
عاشق بلبل تو عمر چاہ کیونکہ بالآخر / باغ سبز ہوگا اور سرخ پھول کھل جائے گا

صبر و ظفر ہر دو دوستان قدیمند / بر اثر صبر نوبت ظفر آید
صبر اور کامیابی دو پرانے ساتھی ہیں / صبر کے نتیجہ میں کامیابی کی باری آتی ہے

بہتر ازآں نیست در مقام توکل / صبر کنم تا کہ عمر شاں بسر آید
توکل کے مقام میں اس سے بہتر نہیں ہے کہ / میں صبر کروں تاکہ ان کا وقت ختم ہو جائے

ترک گدائی مکن کہ گنج بیابی / از نظر رہروے کہ در نظر آید
فقیری نہ چھوڑ کہ تو خزانہ پائے گا / کسی راہرو کی نظر سے، جو نظر آئے گا

غفلت حافظ دریں سراچہ عجب نیست
اس سرائے میں حافظ کی غفلت عجیب نہیں ہے

ہر کہ بمیخانہ رفت بیخبر آید
جو میخانہ میں گیا، مدہوش آیا ہے

بازم مہ رخسار کسے در نظر آمد / مہرے بدل از طلعت آں ماہ درآمد
کسی کے رخسار کا چاند مجھے پھر نظر آیا / اس چاند کے چہرے سے دل میں سورج اتر آیا

باز ایں دل سودا زدہ ام گشت ہوائی / وز کار خود و بار خود ایں بار برآمد
پھر یہ پاگل دل بے اختیار ہو گیا / اس بار اپنے کام اور بار سے بیگانہ ہو گیا

یکبار نظر بر خم ابروش فگندم / صد تیر بلا بر من ازآں یک نظر آمد
اس کے ابرو کے خم پر میں نے ایک بار نظر ڈالی / اس ایک نظر سے مصیبت کے سو تیر مجھ پر آ گئے

ایں طرفہ کہ امروز بدیدم مہ رویش / از روز دگر در نظرم خوبتر آمد
عجیب بات ہے کہ آج میں نے اس کے چہرے کے چاند کو دیکھا / تو اور دنوں سے مجھے زیادہ حسین نظر آیا

۱۔ کوئی ایسا کام کرنا چاہتا ہوں جس سے غم و غصہ ختم ہو جائے۔ دیو سے مراد غیر اور فرشتے سے مراد دوست ہے۔ دنیاداروں کے دروازے پر بیٹھ کر ان کا انتظار کرنا [illegible] چاہیے۔ [illegible] دنیا خود شیروشکر آتی ہے۔ ۳۔ انسان صبر کرتا ہے تو مقصد حاصل ہو کر رہتا ہے۔ صبر کے نتیجوں کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ مصائب کا ایک وقت ہے [illegible] مصائب پر صبر کرے [illegible] انسان طالب ہوتا ہے تو آخر مل ہی جاتا ہے۔ [illegible] بے اختیار [illegible] چھوڑ دیتا ہے۔ [illegible] محبوب کو [illegible] کر دیتا ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

حافظ طلب وصل بے کرد و نہ آخر
حافظ نے وصل کی بہت طلب کی اور بالآخر

از دستِ غمِ ہجرِ تو از پاے در آمد
تیرے ہجر کے غم سے گر پڑا

پیرانہ سرم عشقِ جوانے بسر افتاد
بڑھاپے میں ایک جوان کا عشق سر پڑ گیا

واں راز کہ در دل بنہفتم بدر افتاد
جو راز میں نے دل میں چھپا یا ہوا تھا ظاہر ہو گیا

از راہِ نظر مرغِ دلم گشت ہوا گیر
میرا مرغِ دل نظر کی راہ سے فضا میں اُڑ گیا

اے دیدہ نظر کن کہ بدامِ کہ در افتاد
اے آنکھ! دیکھ کر کس کے جال میں جا پھنسا ہے؟

دردا کہ ازاں آہوے مشکینِ سیہ چشم
افسوس کہ اُس مشکیں، سیاہ چشم ہرنی کی وجہ سے

چوں نافہ بسے خونِ دلم در جگر افتاد
نافہ کی طرح میرے دل کا بہت سا خون جگر میں جمع ہو گیا ہے

بارِ غمِ او عرض بہر کس کہ نمودند
اس کے غم کا بوجھ جنہوں نے بھی کسی پر پیش کیا

عاجز شد و ایں قرعہ بنامِ بشر افتاد
وہ عاجز آ گیا اور یہ قرعہ انسان کے نام پر پڑا

از رہگذرِ خاکِ سرِ کوے شما بود
تمہارے کوچہ کے راستے کی خاک سے تھا

ہر نافہ کہ در دستِ نسیمِ سحر افتاد
ہر وہ نافہ جو صبح کی نسیم کے ہاتھ پڑا

مژگانِ تو تا تیغِ جہانگیر برآورد
جب تیری پلکوں نے جہان کو فتح کرنے والی تلوار سونتی

بس کشتۂ دل زندہ کہ بر یکدگر افتاد
بہت سے مقتول جن کے دل زندہ تھے ایک دوسرے پر گر پڑے

ایں بادہ کہ پرورد کہ خمارِ خرابات
یہ شراب کس نے تیار کی ہے کہ شراب خانہ کا [illegible]

از بوے بہشتیش ز خود بیخبر افتاد
اس کی بہشتی خوشبو کی وجہ سے اپنے سے بے خبر ہو گیا

بس تجربہ کردیم دریں دارِ مکافات
اس بدلہ کی دنیا میں ہم نے بہت تجربہ کیا ہے

با دُردکشاں ہر کہ در افتاد بر افتاد
تلچھٹ پینے والوں سے جو الجھا وہ گرا

گر جاں بدہد سنگِ سیہ لعل نگردد
اگر کالا پتھر جان بھی دے دے تو لعل نہیں ہو سکتا

با طینتِ اصلی چہ کند بدگہر افتاد
اصلی فطرت کے ہوتے ہوئے کیا کرے، جو بد ذات پیدا ہوا ہے

فریاد کہ از زیرکی مرغِ سخن سنج
فریاد ہے کہ بات کو تولنے والا پرندہ اپنی ہوشیاری کی وجہ سے

بیدانہ زدش راہ و بدامِ خطر افتاد
[illegible]

حافظ کہ سرِ زلفِ بتاں دستکشش بود
وہ حافظ حسینوں کی زلف کا خیال جس کا ہاتھ کھینچتا تھا

بس طرفہ حریفیست کش اکنوں بسر افتاد
بہت عجیب محبوب ہے جو اب اس کے سر پڑا ہے

پیش ازینت بیش ازیں غمخواریِ عشاق بود
اس سے پہلے عاشق کے ساتھ تیری اس سے زیادہ غمخواری تھی

مہرورزیِ تو با ما شہرۂ آفاق بود
ہمارے ساتھ تیرا محبت کا برتاؤ دنیا میں مشہور تھا

یاد باد آں صحبتِ شبہا کہ با زلفِ توام
راتوں کی وہ صحبت یاد رہے جو میری تیری زلف کے ساتھ

بحثِ سرِ عشق و ذکرِ حلقۂ عشاق بود
عشق کے راز کی بحث اور عاشقوں کے حلقہ کا ذکر تھا

بڑھاپے میں جوانی کا عشق ہو گیا ہے [illegible]

[illegible] عشق [illegible]

[illegible] عشق کے راستے کی خاک سے حاصل کی ہے۔

عاشق کے دل کو زندہ قرار دیا جاتا ہے۔

[illegible] برباد ہو جاتا ہے۔

[illegible] کے لیے اس کی عقل [illegible] مصیبت ہو گئی۔

[illegible] حسینوں [illegible] اس کو پالا پڑا ہے۔

محبوب پہلے تو بہت زیادہ [illegible] لیکن اب وہ بات نہیں ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

حسنِ مہرویانِ مجلس گرچہ دل می برد و دیں
محفل کے حسینوں کا حسن اگرچہ دل اور دین لے جا رہا تھا
عشقِ ما بر لطفِ طبع و خوبیِ اخلاق بود
ہمارا عشق طبیعت کی لطافت اور اخلاق کی خوبی پر تھا

از دمِ صبحِ ازل تا آخرِ شامِ ابد
ازل کی صبح کے وقت سے ابد کی شام تک
دوستی و مہر بر یک عہد و یک میثاق بود
دوستی اور محبت ایک عہد اور ایک میثاق پر تھی

سایۂ معشوق اگر افتاد بر عاشق چہ شد
معشوق کا سایہ اگر عاشق پر پڑ گیا تو کیا ہوا
ما بہ او محتاج بودیم او بما مشتاق بود
ہم اس کے محتاج تھے، وہ ہمارا مشتاق تھا

پیش ازیں کیں سقفِ سبز و طاقِ مینا برکشید
اس سے پہلے کہ یہ سبز چھت اور منقش طاق بنا
منظرِ چشمِ مرا ابروئے جاناں طاق بود
میری آنکھ کی چلمنوں کا طاق معشوق کی ابرو تھی

رشتۂ تسبیح اگر بگسست معذورم بدار
تسبیح کا ڈورا اگر ٹوٹ گیا تو مجھے معذور رکھ
دستم اندر ساعدِ ساقیِ سیمیں ساق بود
ہمارا ہاتھ چاندی جیسی پنڈلی والے ساقی کی کلائی میں تھا

بر درِ شاہم گدائے نکتۂ در کار کرد
بادشاہ کے دروازے پر ایک فقیر نے ایک نکتہ بیان کیا
گفت بر ہر خواں کہ بنشستم خدا رزاق بود
اس نے کہا میں جس دسترخوان پر بیٹھا خدا رزاق تھا

در شبِ قدر ار صبوحی کردہ ام عیبم مکن
اگر میں نے شبِ قدر میں صبح کی شراب پی لی تو مجھ پر عیب نہ لگا
سرخوش آمد یار و جامے بر کنارِ طاق بود
یار مست ہو کر آیا اور جام طاق کے کنارے پر تھا

شعرِ حافظ در زمانِ آدم اندر باغِ خلد
بہشت کے باغ میں آدم کے زمانے میں حافظ کے اشعار
دولتِ نسرین و گل را زینتِ اوراق بود
نسرین اور گل کی دولت کے لیے اوراق کی زینت تھے

تا ز میخانہ و مے نام و نشاں خواہد بود
جب تک شراب خانہ اور شراب کا نام و نشان باقی رہے گا
سرِ ما خاکِ رہِ پیرِ مغاں خواہد بود
ہمارا سر پیرِ مغاں کے راستے کی خاک بنا رہے گا

حلقۂ پیرِ مغانم ز ازل در گوش است
میں ازل سے پیرِ مغاں کا حلقہ بگوش ہوں
ما ہمانیم کہ بودیم و ہماں خواہد بود
ہم وہی ہیں جو تھے اور اسی طرح رہیں گے

بر سرِ تربتِ ما چوں گذری ہمت خواہ
جب تو ہماری قبر کے سرہانے سے گزرے تو دعا مانگ
کہ زیارتگہِ رندانِ جہاں خواہد بود
اس لیے کہ وہ دنیا کے رندوں کی زیارتگاہ ہو رہے گی

بر زمینے کہ نشانِ کفِ پائے تو بود
جس زمین پر تیرا نقشِ قدم ہوگا
سالہا سجدۂ صاحب نظراں خواہد بود
وہ سالوں صاحب نظر لوگوں کی سجدہ گاہ رہے گی

برو اے زاہدِ خودبیں کہ ز چشمِ من و تو
اے متکبر زاہد چلا جا اس لیے کہ میری اور تیری آنکھ سے
رازِ ایں پردہ نہانست و نہاں خواہد بود
اس پردہ کا راز پوشیدہ ہے اور پوشیدہ رہے گا

اے کہ وقتے نکشیدست دلت جانبِ ما
اے وہ کہ جس کا دل ہماری طرف کسی وقت بھی نہیں کھنچا
تا قیامت دلِ ما بر تو کشاں خواہد بود
ہمارا دل قیامت تک تیری طرف کھنچا رہے گا

ترکِ عاشق کشِ من مست بروں رفت امروز
ہمارا عاشق کش معشوق آج مست ہو کر باہر نکل گیا
تا کرا خونِ دل امروز رواں خواہد بود
دیکھو آج کس کے دل کا خون جاری ہو

۱ ہم محبوب کے حسنِ باطنی کے عاشق ہیں۔
۲ ہماری محبت ازل و ابد سے یکساں ہے۔
۳ ہم معشوق کے محتاج ہیں اور معشوق کو بھی ہم سے تعلق ہے بلکہ وہ مشتاق ہے۔
۴ عالم کے وجود میں آنے سے پہلے ہم معشوق کے شیدائی ہیں۔
۵ فقیر شاہی دسترخوان پر بھی بیٹھے تو اس کو خدا کو رزاق سمجھنا چاہیے۔
۶ لہٰذا اس شراب پینے میں معذور تھا
۷ یعنی ہماری وضع داری میں کوئی فرق نہ آئے گا۔
۸ ہم جیسے پہلے تھے ویسے ہی ابد تک رہیں گے۔
۹ تیرا نشانِ قدم صاحب نظر لوگوں کی سجدہ گاہ ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

عیبِ مستاں مکن اے خواجہ کزیں کہنہ رباط
اے خواجہ مستوں پر عیب نہ لگا اس پرانی سرائے سے
کس ندانست کہ رحلت بچہ ساں خواہد بود
کوئی نہیں جانتا ہے کہ کس طرح کوچ ہوگا

چشمم آں دم کہ ز شوقِ تو نہد سر بلحد
میری آنکھ جب تیرے شوق میں قبر میں سر رکھے گی
تا دمِ صبحِ قیامت نگراں خواہد بود
قیامت کی صبح تک وہ دیکھتی رہے گی

بختِ حافظ گر ازیں گونہ مدد خواہد کرد
حافظ کا نصیب، اگر اس طرح پر مدد کرے گا
زلفِ معشوقہ بدستِ دگراں خواہد بود
تو معشوق کی زلف دوسروں کے ہاتھ میں ہوگی

ترسم کہ اشک در غمِ ما پردہ در شود
مجھے خوف ہے کہ آنسو ہمارے رنج کی پردہ دری کریں گے
ویں رازِ سر بمہر بعالم سمر شود
اور یہ سربستہ راز دنیا میں قصہ بن جائے گا

گویند سنگ لعل شود در مقامِ صبر
کہتے ہیں صبر کے مقام میں پتھر لعل بن جاتا ہے
آرے شود ولیک بخونِ جگر شود
ہاں ہو جاتا ہے لیکن جگر کے خون سے ہوتا ہے

خواہم شدن بمیکدہ گریان و داد خواہ
روتا ہوا اور داد چاہتا ہوا شراب خانہ میں جانا چاہتا ہوں
کز دستِ غم خلاص دل آنجا مگر شود
شاید غم کے ہاتھ سے وہاں دل چھٹکارا پا جائے

ایں سرکشی کہ در سرِ سروِ بلندِ تست
یہ سرکشی جو تیرے بلند سرو کے سر میں ہے
کے با تو دستِ کوتہِ ما در کمر شود
ہمارا کوتاہ ہاتھ کب تیری کمر میں ہو سکتا ہے

ایں قصرِ سلطنت کہ تواش ماہِ منظری
یہ سلطنت کا محل جس کا تو ماہ منظر بنا ہوا ہے
سرہا بر آستانۂ او خاکِ در شود
بہت سے سر اس کی چوکھٹ پر دروازہ کی خاک ہوں گے

از ہر کنار تیرِ دعا کردہ ام رواں
ہر جانب سے میں نے دعا کے تیر رواں کئے ہیں
باشد کزیں میانہ یکے کارگر شود
ہو سکتا ہے کہ ان میں سے کوئی ایک کارگر ہو جائے

از کیمیائے مہرِ تو زر گشت روئے من
تیری محبت کی کیمیا کی وجہ سے میرا چہرہ سونا بن گیا ہے
آرے بیمنِ ہمتِ تو خاک زر شود
ہاں تیری توجہ کی برکت سے خاک سونا بن جاتی ہے

اے دل حدیثِ ما برِ دلدار عرضہ کن
اے دل ہمارا قصہ دلدار کو سنا دے
لیکن چناں مکن کہ صبا را خبر شود
لیکن ایسا نہ کر کہ صبا کو خبر ہو جائے

روزے اگر غمے رسدت تنگدل مباش
اگر کسی دن تجھے غم پہونچے تنگدل نہ ہو
رو شکر کن مباد کہ از بد بتر شود
جا شکر کر ایسا نہ ہو کہ برے سے بدتر ہو جائے

اے دل صبور باش و مخور غم کہ عاقبت
اے دل صابر رہ اور غم نہ کر کیونکہ آخر
از شام صبح گردد و از شب سحر شود
شام سے صبح اور رات سے سحر ہوتی ہے

در تنگنائے حیرتم از نخوتِ رقیب
رقیب کے تکبر کی وجہ سے میں حیرت کے تنگنائے میں ہوں
یارب مباد آنکہ گدا معتبر شود
اے خدا ایسا نہ ہو کہ گدا صاحبِ اعتبار بنے

بس نکتہ غیرِ حسن بباید کہ تا کسے
حسن کے علاوہ اور نکتے بھی چاہئیں تاکہ کوئی
مقبولِ طبعِ مردمِ صاحب نظر شود
کسی صاحبِ نظر کی طبیعت کو پسند آئے

ے خدا کی کیفیت ہے
جو کسی شاعر پر وقت
طاری ہو تب اندر کو
معلوم نہیں کہ اس وقت
کس کی کیا حالت ہوتی ہے
ے اگر حافظ کی یہی بختی
ہے تو اس کا معشوق
دوسروں کے قبضے میں
ہوگا۔
ے جب تک انسان
خونِ جگر نہیں پیتا ہے
اور مقصد کے حصول میں
انتہائی کوشش نہیں کرتا
ہے وہ سنگ سے لعل
نہیں بنتا ہے۔
ے معشوق کے قد کی
بلندی کی وجہ سے ہمارا
ہاتھ اس کی
کمر تک
نہیں
پہنچتا ہے
ے محبوب کی
توجہ سے ہماری قصد
مراد حاصل ہو گئی ہے۔
ے انسان کو ہر حالت میں
شکر گزار ہونا چاہیے
ورنہ اس سے بدتر حال
میں بھی مبتلا ہو سکتا ہے
ے چونکہ رقیب کمینہ
انسان تھا محبوب
کی حمایت کی وجہ سے
تکبر میں مبتلا ہے۔
ے مقبولیت کے لئے
محض حسین ہونا ہی کافی
نہیں ہے حسن باطنی
کی بھی ضرورت ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

مہر تو در درون و غم عشق تو در سرم
تیری محبت میرے اندر ہے اور تیرا عشق میرے سر میں ہے

با شیر در درون شد و با جاں بدر شود
جو دودھ کے ساتھ اندر گیا ہے اور جان کے ساتھ باہر آئے گا

اے مردمانِ دیدہ مگریید بعد ازیں
اے آنکھ کی پتلیو! اس کے بعد نہ رونا

پائے خیالِ دوست مبادا کہ تر شود
ایسا نہ ہو کہ دوست کے خیال کا پیر تر ہو جائے

اے دل چو نافۂ سرِ زلفش بدستِ تست
اے دل! اس کی زلف کے سرے کا نافہ تیرے ہاتھ میں ہے

دم درکش ار نہ بادِ صبا را خبر شود
سانس کھینچ لے ورنہ بادِ صبا کو خبر ہو جائے گی

حافظ سر از لحد بدر آرد بپائے بوس
حافظ پیر چومنے کے لیے قبر سے سر نکالے گا

گر خاکِ او بپائے شما پے سپر شود
اگر اس کی خاک آپ کے پیر سے پامال ہو گی

تنت بنازِ طبیباں نیازمند مباد
خدا کرے تیرا جسم طبیبوں کے ناز کا نیازمند نہ بنے

وجودِ نازکت آزردۂ گزند مباد
تیرا نازک وجود کسی مصیبت سے آزردہ نہ ہو

سلامتِ ہمہ آفاق در سلامتِ تست
تمام دنیا کی سلامتی، تیری سلامتی میں ہے

بہیچ عارضہ شخصِ تو دردمند مباد
تیرا جسم، کسی بیماری سے دردمند نہ ہو

دریں چمن چو در آید خزاں بیغمائی
اس چمن میں، جب خزاں لوٹ مار کے لیے آئے

رہش بسروِ سہی قامتِ بلند مباد
خدا کرے اس کا راستہ، بلند قد کے سیدھے سرو کی طرف نہ ہو

دراں بساط کہ حسنِ تو جلوہ انداز د
جس بساط پر تیرا حسن جلوہ گر ہو

مجالِ طعنۂ بدبین و بدپسند مباد
بدبین، بدپسند کے لیے اس میں طعنہ کی گنجائش نہ ہو

جمالِ صورت و معنی ز یمنِ ہمتِ تست
ظاہر اور باطن کا حسن تیری توجہ کی برکت سے ہے

کہ ظاہرت دژم و باطنت نژند مباد
خدا کرے تیرا ظاہر افسردہ اور تیرا باطن غمگین نہ ہو

ہر آنکہ روئے چو ماہت بچشمِ بد بیند
جو شخص تیرے چاند جیسے چہرے کو بری نگاہ سے دیکھے

بر آتشِ تو بجز چشمِ او سپند مباد
بجز اس کی آنکھ کے تیری آگ پر کوئی کالا دانہ نہ ہو

شفا ز گفتۂ شکر فشانِ حافظ جوی
حافظ کے شکر بکھیرنے والے کلام سے شفا حاصل کر

کہ حاجتت بعلاجِ گلاب و قند مباد
تاکہ تجھے گلاب و قند کے علاج کی ضرورت نہ رہے

ترکِ من چوں جعدِ مشکیں گردِ گل بشکند
میرا محبوب جب مشکیں گھونگھریالے بال پھول کے گرد بکھیرتا ہے

لالہ را دل خوں شود بازارِ سنبل بشکند
لالہ کا دل خون ہو جاتا ہے، سنبل کا بازار ٹھنڈا پڑ جاتا ہے

در خراماں سروِ گلنار ش کند میلِ چمن
اگر اس کا گلنار والا سرو مٹکتا ہوا چمن کی طرف جاتا ہے

سرو را از پا در اندازد دلِ گل بشکند
سرو کو گرا دیتا ہے، پھول کے دل کو توڑ ڈالتا ہے

تا خیالِ ابروئے جاناں ز چشم دور شد
جب سے محبوب کے ابرو کا خیال میری آنکھ سے دور ہوا ہے

اندریں رہ سیلہا باشد کہ صد پل بشکند
اس راستہ میں بہت سے سیلاب ہوں گے جو سو پل توڑ دیں

۱ تیرا عشق و محبت ہماری گھٹی میں پڑا ہے، مر کر ہی نکلے گا۔
۲ دوست کی آرزو رکھتا ہے اس کو خیال آتا جاتا ہے، اندیشہ ہے گریہ کرنے سے اس کے پیر تر ہو جائیں۔
۳ حافظ کی قبر پر اگر تم آؤ گے تو قبر سے ہی حافظ زندہ ہو جائے گا۔
۴ معشوق کی سلامتی میں تمام دنیا کی سلامتی مضمر ہے۔
۵ جو شکل دنیا میں ظاہری اور باطنی رونق ہے، یہ اسی کی ہے، ظاہر و باطن زندہ رونق رہے۔
۶ آگ پر کالا دانہ ڈالنا ہے یعنی دشمنی کی جلن کا وہ حسد ہو جو جلنے والا ہے آگ پر جلتا ہے۔
۷ محبوب کے بال اور زلفوں کے خم سے لالہ غیرت سے خون دل ہوتا ہے اور سنبل کا بازار ٹھنڈا پڑ جاتا ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

چون نسیم صبحگاهی پردهٔ گل بر درد	خار غم اندر دل مجروح بلبل بشکند
جب صبح کی ہوا پھول کے پردے کو چاک کرتی ہے	بلبل کے مجروح دل میں غم کا کانٹا توڑتی ہے

حافظا این سرّ وحدت راز دست خود مده
اے حافظ وحدت کے اس راز کو ہاتھ سے نہ دینا

تا خیال زهد و تقوی را توکل بشکند
تاکہ زہد اور تقوے کے خیال کو توکل توڑ ڈالے

جان بی جمال جانان میل جهان ندارد	هر کس که این ندارد حقا که آن ندارد
معشوق کے حسن بغیر طبیعت دنیا کو میلان نہیں کرتی ہے	جو شخص یہ نہیں رکھتا ہے یقیناً وہ نہیں رکھتا ہے
با هیچکس نشانی زان دلستان ندیدم	یا من خبر ندارم یا او نشان ندارد
اس معشوق کا پتہ میں نے کسی کے پاس نہیں دیکھا	یا تو مجھے ہی خبر نہیں ہے یا اس کا نشان نہیں ہے
هر شبنمی در این ره صد موج آتشین است	دردا که این معما شرح و بیان ندارد
اس راستے میں ہر شبنم آگ کی سو موجیں ہیں	ہائے افسوس اس معمہ کی کوئی شرح کا بیان نہیں ہے
سرمنزل قناعت نتوان ز دست دادن	ای ساربان فروکش کاین ره کران ندارد
قناعت کا سرمنزل ہاتھ سے نہیں دیا جا سکتا ہے	اے ساربان ٹھہر جا اس راستے کا کنارہ نہیں ہے
چنگ خمیده قامت میخواندت بعشرت	بشنو که پند پیران هیچت زیان ندارد
خمیدہ چنگ تجھ کو عیش و عشرت کی دعوت دیتا ہے	سن لے بوڑھوں کی نصیحت میں تیرا کوئی نقصان نہیں ہے
گر خود رقیب شمع است احوال از و بپوشان	کان شوخ سر بریده بند زبان ندارد
اگر شمع خود رقیب ہے اس سے احوال پوشیدہ رکھ	اس لئے کہ وہ سرکٹی شریر زبان کو بند نہیں رکھتی ہے
ذوقی چنان ندارد بی دوست زندگانی	بی دوست زندگانی ذوقی چنان ندارد
ایسا ذوق محبوب کے بغیر زندگی نہیں رکھتا	زندگی محبوب کے بغیر ایسا ذوق نہیں رکھتی
احوال گنج قارون کایام داد بر باد	در گوش گل فروخوان تا زر نهان ندارد
قارون کے خزانے کے احوال جس کو زمانے نے برباد کر دیا	پھول کے کان میں پڑھ کے کہ زر چھپا کر نہ رکھے
آنرا که خواندی استاد گر بنگری بتحقیق	صنعتگر است اما طبع روان ندارد
جس کو تو نے استاد کہا ہے اگر تحقیق سے دیکھے تو	ایک کاریگر ہے لیکن رواں طبیعت نہیں رکھتا ہے
ای دل طریق رندی از محتسب بیاموز	مست است و در حق او کس این گمان ندارد
اے دل! رندی کا طریقہ محتسب سے سیکھ لے	وہ مست ہے لیکن اس کے بارے میں کوئی یہ گمان نہیں کرتا

کس در جهان ندارد یک بنده چو حافظ
حافظ جیسا غلام دنیا میں کسی کے پاس نہیں ہے

زیرا که چون تو شاهی کس در جهان ندارد
اس لئے کہ تجھ جیسا بادشاہ دنیا میں کوئی نہیں رکھتا ہے

جهان بر ابروی عید از هلال وسمه کشید	هلال عید بر ابروی یار باید دید
دنیا نے عید کی ابرو پر جب ہلال کا وسمہ لگایا ہے	عید کے چاند کو معشوق کے ابرو میں دیکھنا چاہئے

عید معشوق کی ابرو کے ہلال میں پوشیدہ ہے۔

ے جب تک مجاہد تجھ سے عمل خود بینی کو توڑ کر یا الب پاشنہ ہو اس وقت تک کیسے کیا تجھ سے دور دیا۔
ے اگر دنیا پر جاناں جو تو خیال نہیں کوئی خواہش نہیں ہے مگر جمال یار میسر نہیں تو مگر جہاں میسر نہیں ہے۔
ے میرا محبوب بے نشان ویسا ہی ہے۔
ے راہ عشق کی شبنم بھی آگ کی موج ہے اور اس عشق کی رمز کسی سے شرح نہیں کی ہے۔
ے [illegible]
ے بڑی بوڑھی چنگ کو بڑھاپا اقرار دیتا ہے اور اس کی [illegible] کی نصیحت۔
ے مصرع [illegible] میں مضمون کہتے ہے
ے پھول سے کہتے ہے کہ زر کیا جاتا ہے۔ پھول کو چاہئے کہ قارون کے خزانے کے احوال سے عبرت حاصل کرے۔
ے [illegible]
ے [illegible]
ے [illegible]

http://www.muftbooks.blogspot.com/

شکستہ گشت چو پشتِ ہلال قامتِ من
نئے چاند کی پشت کی طرح، میرا قد جھک گیا ہے
کمانِ ابروئے یارم کہ بارِ وسمہ کشید
میرے محبوب کی کمان کا ابرو وسمہ کا بوجھ برداشت کر سکتا ہے

بپوش روی و مشو در ہم از تفرجِ حسن
چہرہ نہ چھپا، اور حسن کی تفریح سے ناراض نہ ہو
کہ خواند خطِ تو بر روی و انِ یکاد دمید
اس لئے کہ تیرے خط نے چہرہ پر وان یکاد پڑھ کر دم کیا ہے

مگر نسیمِ تنت صبح در چمن بگذشت
شاید تیرے جسم کی ہوا، صبح کو چمن میں گذر گئی
کہ گل ببوئے خوشت ہمچو صبح جامہ درید
اس لئے پھول نے تیری خوشبو کی وجہ سے صبح کی طرح لباس چاک کر دیا

بیا کہ با تو بگویم غمِ ملالتِ دل
تو آ، تاکہ تجھ سے دل کا غم کہہ دوں
چرا کہ بے تو ندارم مجالِ گفت و شنید
اس لئے کہ تیرے بغیر مجھے سننے کی طاقت نہیں ہے

نبود چنگ و رباب و گل و نبید کہ بود
چنگ اور رباب اور پھول اور نبیذ نہ تھے جب
گلِ وجودِ من آغشتہ شراب و نبید
میرے وجود کی مٹی شراب اور نبیذ سے آلودہ تھی

بہائے وصلِ تو گر جاں بود خریدارم
تیرے وصل کی قیمت اگر جان ہو تب بھی میں خریدار ہوں
کہ جنسِ خوب مبصر بہر چہ دید خرید
اس لئے کہ اچھی جنس کو پرکھنے والا جس قیمت میں دیکھتا ہے خرید لیتا ہے

ز شرمِ آبِ سرشکم کہ بے تو دور از تو
میرے آنسو کی آبرو کی وجہ سے جو تیرے بغیر تجھ سے دور
چو باد بیشد و در خاکِ راہ می غلطید
ہوا کی طرح ہو گیا، اور خاک میں لوٹتا رہا

چو ماہِ روئے تو در زیرِ زلف میدیدم
میں نے جب تیرے چہرے کا چاند زلف کے نیچے دیکھا
شبم بروئے تو روشن چو روز میگردید
تیرے چہرے کی وجہ سے میری رات دن کی مانند روشن ہو گئی تھی

بلب رسید مرا جان و بر نیامد کام
میری جان ہونٹوں پر آ گئی اور مقصد پورا نہ ہوا
بسر رسید امید و طلب بسر نرسید
امید ختم ہو گئی، اور طلب ختم نہ ہوئی

ز انقلابِ زمانہ طمع مدار کہ چرخ
زمانے کے انقلاب سے امید نہ لگا کیونکہ آسمان
چو صبح بر رخِ عالم ازیں صفت خندید
صبح کی طرح عالم کے رخ پر ایسے ہی ہنستا ہے

دلم ز زلفِ تو شوریدہ بود میدانم
میں جانتا ہوں تیری زلف کی وجہ سے دل پریشان تھا
کہ پیش روئے تو بر خود چو برق میخندید
اس لئے کہ تیرے چہرے کے سامنے اپنے اوپر بجلی کی طرح ہنستا تھا

ز شوقِ لعلِ تو حافظ نوشت شعرے چند
تیرے لعل کے شوق میں حافظ نے چند اشعار لکھے ہیں
بخواں تو نظمش و در گوش کن چو مروارید
تو اس کی نظم کو پڑھ، اور موتی کی طرح کان میں ڈال لے

جمالت آفتابِ ہر نظر باد
تیرا حسن، ہر نظر کے لئے آفتاب ہو
ز خوبی روئے خوبت خوب تر باد
تیرا حسین چہرہ، حسن میں زیادہ حسین ہو

ہمائے اوجِ شاہیں شہپرت را
باز جیسے شہپر والے تیری بلندی کے ہما کے
دلِ شاہانِ عالم زیرِ پر باد
پروں کے نیچے دنیا کے بادشاہوں کے دل ہوں

دلے کو بستۂ زلفت نباشد
وہ دل، جو تیری زلف سے وابستہ نہ ہو
ہمیشہ غرقۂ خونِ جگر باد
ہمیشہ خونِ جگر میں ڈوبا ہوا ہو

معشوقہ کا ابرو وسمہ کے بوجھ سے کمان بن جاتا ہے۔ [illegible] حسن سے دل خوش کریں اور دیکھیں تو رخ نہ چھپا اس لئے کہ تیرے خط نے آیت ان یکاد الذین کفروا الآیۃ پڑھ کر دم کر دی جس سے نظر کا اندیشہ نہیں ہے۔
شراب جیسی چیزیں عالم وجود میں بھی نہ آئی تھیں کہ میرے وجود کی مٹی ان سے گوندھی گئی تھی [illegible]
زمانے کے انقلاب سے کوئی توقع نہ رکھنی چاہیے آسمان کا طور طریقہ یہی ہے۔
[illegible]

http://www.muftbooks.blogspot.com/

تبا چوں غمزہ ات ناوک کشاید — دلِ مجروحِ من پیشش سپر باد
اے بت! جب تیری ادا، تیر چلائے — خدا کرے، میرا زخمی دل اس کی سپر ہو

چو لعلِ شکرینت بوسہ بخشد — مذاقِ جانِ من زو پر شکر باد
جب تیرا شکّر جیسا ہونٹ بوسہ دے — میری جان کا مزہ اس سے میٹھا ہو

مرا از تست ہر دم تازہ عشقے — ترا ہر ساعتے حسنِ دگر باد
میرا، تجھ سے ہر دم تازہ عشق ہے — تجھے ہر گھڑی نیا حسن ملے

کسے کو کشتۂ رویت نباشد — چو زلفت درہم و زیر و زبر باد
جو تیرے چہرے کا شہید نہ ہو — وہ تیری زلف کی طرح پریشان، اور زیر و زبر ہو

بجاں مشتاقِ روئے تست حافظ
حافظ جان سے تیرے چہرے کا مشتاق ہے

ترا بر حالِ مشتاقاں نظر باد
خدا کرے، عاشقوں کے حال پر تیری نظر ہو

چو رویت مہر و مہ تاباں نباشد — چو قدّت سرو در بستاں نباشد
چاند اور سورج تیرے چہرے کی طرح روشن نہ ہوں گا — باغ میں سرو تیرے قد کی طرح نہ ہوگا

چو لعل و لؤلوت در دل فروزی — درِ دریا و لعلِ کاں نباشد
دلفروزی میں تیرے لعل، اور موتی کی طرح — دریا کا موتی، اور کان کا لعل نہ ہوگا

میانِ خطِ سبزت لعلِ نوشیں — عجب گر چشمۂ حیواں نباشد
تیرے سبز خط کے درمیان، شیریں ہونٹ — تعجب ہے، اگر چشمۂ حیات نہ ہوگا

چو فندق بستہ اش خندد بحالم — چرا با دامِ من گریاں نباشد
اس کا بستہ فندق جیسا میرے حال پر ہنستا ہے — میرا بادام، رونے والا کیوں نہ ہوگا

سوادِ کفرِ زلفِ او کہ دل را — بروئے تو از آں ایماں نباشد
اس کی زلف، کفر کی سیاہی ہے کہ دل کو — تیرے چہرے کی قسم اس سے ایمان حاصل نہ ہوگا

بتو نسبت نباشد ہیچ تن را — زتن باللہ کہ مثلت جاں نباشد
کسی جسم کو، تجھ سے کوئی نسبت نہ ہوگی — خدا کی قسم جسم ہی نہیں، تیری طرح کوئی جان بھی نہ ہوگی

اگرچہ ہست شیریں شعرِ حافظ
اگرچہ حافظ کے شعر میٹھے ہیں

چو لعلِ خسروِ خوباں نباشد
حسینوں کے بادشاہ کے ہونٹ کی طرح نہ ہوں گے

چو آفتابِ مے از مشرقِ پیالہ برآید — زباغِ عارضِ ساقی ہزار لالہ برآید
جب پیالے کے مشرق سے شراب کا آفتاب نکلتا ہے — ساقی کے رخسار کے باغ سے ہزار لالہ کھلتا ہے

نسیم در سرِ گل بشکند کلالۂ سنبل — چو در میانِ چمن بوئے آں کلالہ برآید
نسیم پھول کے سر پر سنبل کی زلف کو توڑ دیتی ہے — جب اس زلف کی خوشبو، چمن میں آ نکلتی ہے

ے تاکہ جو تیر چلے اس پر اٹک گئے۔
ے تیرے چہرے کی طرح چاند سورج روشن نہیں۔ سرو تیرے قد کے مقابلہ میں سرو پیچ ہے
ے لعل سے مراد ہونٹ اور لؤلؤ سے مراد دانت ہیں۔
ے خط بھی سیاہ ہے اور آبِ حیات بھی سیاہی میں ہے۔
ے فندق ایک سرخ پھول ہے انگلیوں کو اس سے تشبیہ دیجاتی ہے
بستہ سے مراد مٹھی اور بادام سے مراد آنکھیں ہیں
ے اس کی زلف میں کفر کی سیاہی ہے جس سے دل کو خود ایمان میسر نہیں آسکتا ہے۔
ے شراب پی کر معشوق کے حسن میں اور اضافہ ہو جاتا ہے۔
ے اس کے گھونگر والے بالوں سے اس کی خوشبو سے گل اور سنبل شرمندہ ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

حکایتِ شبِ ہجراں آں شکایت حالت
شب ہجر کا قصہ ایسی شکایت نہیں ہے
کہ شمۂ ز بیانش بصد رسالہ بر آید
کہ اس کے بیان کا تھوڑا سا حصہ بھی سو رسالوں میں آ سکے

زگردِ خوانِ نگونِ فلک مدار توقع
اندھے آسمان کے گول دستر خوان سے توقع نہ رکھ
کہ بے ملالت صد غصہ یک نوالہ بر آید
کہ سو غصوں کے رنج کے بغیر ایک نوالہ بھی نکل سکے

گرت چو نوح نبی صبر ہست در غمِ طوفاں
طوفان کے غم میں اگر تجھے نوح نبی کی طرح صبر حاصل ہے
بلا بگردد و کامِ ہزار سالہ بر آید
مصیبت ٹل جائے گی اور ہزار سالہ مقصد پورا ہو جائے گا

بسعیِ خود نتواں برد پے بگوہرِ مقصود
گوہر مقصود کا اپنی کوشش سے پتہ حاصل نہیں کیا جا سکتا
خیال باشد کایں کار بے حوالہ بر آید
محض خیال ہے کہ یہ کام تقدیر کے حوالے کے بغیر ہو جائے گا

نسیمِ وصلِ تو گر بگذرد بتربتِ حافظ
اگر تیرے وصل کی ہوا حافظ کی قبر پر سے گزرے
زخاکِ کالبدش صد ہزار نالہ بر آید
اس کے جسم کی خاک سے ہزاروں نالے پیدا ہوں گے

چو باد عزمِ سرِ کوئے یار خواہم کرد
ہوا کی طرح یار کے کوچے کا ارادہ کروں گا
نفس بہ بوئے خوشش مشکبار خواہم کرد
سانس کو اس کی خوشبو سے مشکبار کروں گا

ہر آبروئے کہ اندوختم ز دانش و دیں
عقل اور دین کی جو آبرو میں نے جمع کی ہے
نثارِ خاکِ رہِ آں نگار خواہم کرد
اس معشوق کے راستے کی خاک پر قربان کروں گا

بہرزہ بے مے و معشوق عمر میگذرد
بغیر شراب اور معشوق عمر بیکار گذر رہی ہے
بطالتم بس از امروز کار خواہم کرد
بیکاری کافی ہو چکی، آج سے کام میں لگوں گا

صبا کجاست کہ ایں جانِ خوں گرفتہ چو گل
صبا کہاں ہے، پھول کی طرح خون میں نہائی ہوئی اس جان کو
فدائے نکہتِ گیسوئے یار خواہم کرد
یار کے گیسو کی خوشبو پر قربان کروں گا

چو شمعِ صبحدمم شد ز مہرِ او روشن
اس کی محبت کی وجہ سے مجھ پر واضح ہو گیا ہے صبح کی شمع کی طرح
کہ عمر در سرِ ایں کاروبار خواہم کرد
عمر اس کاروبار میں ختم کروں گا

بیادِ چشمِ تو خود را خراب خواہم ساخت
تیری آنکھ کی یاد میں اپنے آپ کو تباہ کر لوں گا
بنائے عہدِ قدیم استوار خواہم کرد
قدیم عہد کی بنیاد کو مضبوط بناؤں گا

نفاق و زرق نبخشد صفائے دل حافظ
حافظ نفاق اور مکر سے دل کو صفائی نہیں ملتی
طریقِ رندی و عشق اختیار خواہم کرد
رندی اور عشق کا طریقہ اختیار کروں گا

چہ مستی ست ندانم کہ رو بما آورد
مجھے معلوم نہیں کیسی مستی ہے جو ہم پر چھا گئی ہے
کہ بود ساقی و ایں بادہ از کجا آورد
ساقی کون تھا، اور یہ شراب کہاں سے لایا ہے!

دلا چو غنچہ شکایت ز بختِ بستہ مکن
اے دل غنچے کی طرح بند نصیبہ کی شکایت نہ کر
کہ بادِ صبح نسیمِ گرہ کشا آورد
کیونکہ صبح کی ہوا گرہ کھولنے والی نسیم لائی ہے

۱ حضرت نوح کو طوفان پر صبر کرنے سے کامیابی حاصل ہوئی۔
۲ کوئی کام بغیر تقدیر کے ممکن نہیں ہے۔
۳ یہ ہوا بھی معشوق کے کوچے سے مشکبار ہو کر آتی ہے میں بھی اپنے سانس کو مشکبار بناؤں گا۔
۴ معشوق اور شراب کے بغیر عمر بیکار جا رہی ہے۔
۵ اس کی محبت نے مجھ پر واضح کر دیا ہے کہ صبح کی شمع کی طرح اپنی عمر کو اس عشق میں ختم کر دوں گا۔
۶ معلوم نہیں ساقی کون تھا اور یہ شراب کہاں سے لایا کہ عجب مستی پیدا ہو گئی ہے۔
۷ بند نصیبہ کو صبح کی خوشبو اس طرح کھولے گی جیسے باد صبح غنچہ کو کھولتی ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

رسیدنِ گُل و نسرین بخیر و خوبی باد
گل و نسرین کی آمد بخیریت و عافیت ہو

بنفشہ شاد و خوش آمد سمن صفا آورد
بنفشہ شاد اور خوش ہو کر آئی، سمن صفائی لایا ہے

علاجِ ضعفِ دلِ ما کرشمۂ ساقی ست
ہمارے دل کے ضعف کا علاج، ساقی کی ادا ہے

برآر سر کہ طبیب آمد و دوا آورد
سر اٹھا کہ طبیب آ گیا، اور دوا لایا ہے

صبا بخوشخبری ہدہدِ سلیمان ست
صبا خوشخبری میں، سلیمان کا ہدہد ہے

کہ مژدۂ طرب از گلشنِ سبا آورد
کیونکہ عشق کی خوشخبری سبا کے گلشن سے لایا

چہ راہ میزند این مطربِ مقام شناس
مقام پہچاننے والا مطرب کیا راستہ اختیار کر رہا ہے

کہ در میانِ غزل قولِ آشنا آورد
کہ غزل کے درمیان دوست کی بات لایا ہے

تو نیز بادہ بچنگ آر و راہِ صحرا گیر
تو بھی شراب اور چنگ ہاتھ میں لے اور جنگل کا راستہ لے

کہ مرغِ نغمہ سرا سازِ خوش نوا آورد
اس لئے کہ گانے والا پرندہ اچھی آواز کا ساز لایا ہے

مریدِ پیرِ مغانم ز من مرنج اے شیخ
میں پیرِ مغاں کا مرید ہوں، اے شیخ مجھ سے رنجیدہ نہ ہو

چرا کہ وعدہ تو کردی و او بجا آورد
اس لئے کہ تو نے وعدہ کیا تھا اور اس نے پورا کر دیا

بتنگ چشمیِ آں ترکِ لشکری نازم
مجھے اس لشکری معشوق کی تنگ چشمی پر ناز ہے

کہ حملہ بر منِ مسکین یک قبا آورد
کہ مجھ بیچارے مسکین، ایک قبا والے پر حملہ کیا ہے

فلک غلامیِ حافظ کنوں بطوع کند
آسمان اب حافظ کی غلامی خوشی سے کرتا ہے

کہ التجا بہ درِ دولتِ شما آورد
کیونکہ وہ تمہارے در دولت پر التجا لایا ہے

چو دست بر سرِ زلفش زنم بتاب رود
میں جب اس کی زلف پر ہاتھ مارتا ہوں، بل کھا جاتی ہے

ور آشتی طلبم بر سرِ عتاب رود
اور اگر میں صلح چاہتا ہوں تو غصہ کرتا ہے

چو ماہِ نو رہِ نظارگانِ بیچارہ
نئے چاند کی طرح بیچارے دیکھنے والوں کا راستہ

زند بگوشۂ ابروی و در نقاب رود
گوشۂ ابرو سے مارتا ہے اور نقاب میں چھپ جاتا ہے

طریقِ عشق پرآشوب و فتنہ است اے دل
اے دل، عشق کا راستہ پُرآشوب اور فتنہ ہے

بیفتد آنکہ دریں راہ باشتاب رود
گر پڑتا ہے جو اس راستے میں تیز چلتا ہے

گدائیِ درِ جاناں بسلطنت مفروش
معشوق کے دروازہ کی گدائی کو سلطنت کے بدلے نہ بیچ

کسے ز سایۂ ایں در بآفتاب رود
اس دروازہ کے سایہ سے دھوپ میں کون جاتا ہے؟

حباب را چو فتد بادِ نخوت اندر سر
بلبلے کے سر میں، جب تکبر کی ہوا بھرتی ہے

کلاہ داریش اندر سرِ شراب رود
اس کی تاج داری ہیبت سے غائب ہو جاتی ہے

شبِ شراب خرابم کند بہ بیداری
وہ بیداری میں رات کو شراب نوشی کی رات خراب کرتا ہے

وگر بروز حکایت کنم بخواب رود
اگر اس سے دن میں بات کرتا ہوں سونے لگتا ہے

مرا تو عہد شکن خواندہ و می ترسم
تو نے مجھے وعدہ شکن بتایا، اور مجھے ڈر ہے

کہ با تو روزِ قیامت ہمیں خطاب رود
کہ قیامت میں، تیرا بھی خطاب ہو

۱۔ صبا ہدہد کی طرح پیغام لاتی ہے جو کہ جلد ... اسی ہی خوش کن ہے جیسا کہ ہدہد حضرت سلیمان کے لئے خوش کن ثابت ہوا تھا ... مراد کو پہنچ جانا ہے۔
۲۔ غزل کے درمیان عشق کے اقوال لا کر مطرب ... موقع شناس ہے۔
۳۔ [illegible]
۴۔ [illegible]
۵۔ گوشۂ ابرو کے اشارے سے راستہ روک دیتا ہے اور پھر نقاب میں چھپ جاتا ہے۔
۶۔ گدائی بہتر ہے اور سلطنت بہتر ... اپنی ... فنا ہو جاتا ہے۔
۷۔ ہر صورت ... کے خلاف چلتا ہے۔
۸۔ معشوق کو قیامت میں عہد شکن کہہ کر پکارا جائے گا۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

دلا چو پیر شدی حسن و نازکی مفروش — که ایں معاملہ با عالمِ شباب رود
اے دل! جب تو بوڑھا ہو گیا ہے حسن اور نزاکت کی باتیں مت کر — اس لیے کہ یہ بات، جوانی میں چلتی ہے

سوادِ نامۂ موئے سیاہ چوں طے شد — بیاض کم نشود ور صد انتخاب رود
کالے بالوں کی سیاہ کتاب جب طے ہو گئی — سفیدی کم نہیں ہو سکتی چاہے سو مرتبہ چھانٹی ہو

تو خود حجابِ خودی حافظ از میاں برخیز
اے حافظ تو خود اپنا پردہ ہے درمیان سے اٹھ جا
خوشا کسے کہ دریں راہ بے حجاب رود
وہی بہتر ہے جو اس راستہ میں بے پردہ چلے

حسبِ حالے ننوشتیم و شد ایامے چند — قاصدے کو کہ فرستم بتو پیغامے چند
کافی زمانہ گزر گیا اور ہم نے احوال نہ لکھے — قاصد کہاں ہے کہ تجھے چند پیغام بھیجوں

ما بداں مقصدِ عالی نتوانیم رسید — ہم مگر پیش نہد لطفِ شما گامے چند
ہم اس بلند مقصد تک نہیں پہنچ سکتے — ہاں شاید آپ کی مہربانی چند قدم آگے رکھے

چوں مے از خم بسبو رفت و گل افگند نقاب — فرصتِ عیش نگہدار و بزن جامے چند
جب شراب مٹکے سے صراحی میں آگئی اور پھول نے نقاب الٹ دیا — عیش کا موقع دیکھ، اور چند جام اڑا لے

قندِ آمیختہ با گل نہ علاجِ دلِ ماست — بوسہ چند بیامیز بدشنامے چند
گلاب کی قند ہمارے دل کا علاج نہیں ہے — چند بوسے، چند گالیوں کے ساتھ ملا دے

اے گدایانِ خرابات خدا یارِ شماست — چشمِ انعام مدارید ز انعامے چند
اے خرابات کے فقیرو! خدا تمہارا مددگار ہے — جانوروں سے، انعام کی کچھ امید نہ رکھو

زاہد از کوچۂ رنداں بسلامت بگذر — تا خرابت نکند صحبتِ بدنامے چند
اے زاہد! رندوں کے کوچے سے سلامتی سے گزر جا — تاکہ چند بدناموں کی صحبت، تجھے خراب نہ کر دے

عیبِ مے جملہ چو گفتی ہنرش نیز بگو — نفیِ حکمت مکن از بہرِ دلِ عامے چند
تو نے شراب کی تمام برائیاں ذکر کیں، اس کی خوبیاں بھی بیان کر — چند عوام کے دل کی خاطر حکمت کا انکار نہ کر

پیرِ میخانہ چہ خوش گفت بدردی کشِ خویش — کہ مگو حالِ دلِ سوختہ با خامے چند
میخانے کے پیر نے اپنے تلچھٹ پینے والے کو کیا عمدہ بات کہی — کہ جلے دل کا حال، چند کچوں سے نہ کہہ

حافظ از تابِ رخِ مہر فروغِ تو بسوخت
سورج کی روشنی دینے والے تیرے چہرے کی گرمی سے حافظ جل گیا
کامگارا نظرے کن سوئے ناکامے چند
اے بامراد! کچھ نامرادوں پر بھی نظر ڈال دے

حسنِ تو ہمیشہ در فزوں باد — رویت ہمہ سال لالہ گوں باد
تیرا حسن ہمیشہ بڑھاؤ پر رہے — تیرا چہرہ، پورے سال لالہ کی طرح رہے

اندر سرِ من ہوائے عشقت — ہر روز کہ ہست در فزوں باد
میرے سر میں، تیرے عشق کی خواہش — جتنے دن باقی ہیں، بڑھاؤ پر رہے

---

۱ بڑھاپے کے بال نوچنے سے جوانی نہیں آسکتی ہے۔
۲ وصال تک اپنی کوشش سے نہیں پہنچا جاسکتا جب تک محبوب کی عنایت شاملِ حال نہ ہو۔
۳ یعنی بہار کا وقت ہے عیش کر۔
۴ دیدار، بوسہ، جواب، گالی ہی
۵ ان سے انعام کی توقع نہ رکھ۔
۶ شراب بھی خدا کی پیدا کردہ چیز ہے اس میں کوئی نہ کوئی خوبی ضرور ہے اللہ کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہو سکتا ہے۔
۷ یعنی تیرا چہرہ لالہ کی طرح تروتازہ رہے
۸ عشق میں اضافہ ہوتا رہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

قد ہمہ دلبرانِ عالم — در خدمتِ قامتت نگوں باد
تمام عالم کے حسینوں کا قد — تیرے قد کے حضور میں ا جھکا رہے

ہر سرو کہ در چمن برآید — پیشِ الفِ قدت چونوں باد
چمن میں جو سرو بھی پیدا ہو — تیرے قد کے الف کے سامنے نون کی طرح جھکا رہے

چشمے کہ نہ فتنۂ تو باشد — از گوہرِ اشک غرقِ خوں باد
وہ آنکھ جو تیرے فتنہ میں مبتلا نہ ہو — آنسو کے گوہر سے، خون میں غرق رہے

ہر جا کہ دلیست در غمِ تو — بے صبر و قرار و بے سکوں باد
جس جگہ کوئی دل ہے تیرے غم میں — بے صبر و قرار اور بے سکون رہے

چشمِ تو زبہرِ دلربائی — در کردنِ سحر ذوفنوں باد
تیری آنکھ، دلربائی کے لئے — جادو کرنے میں ہنرمند رہے

ہر کس کہ بہ ہجرِ تو نسازد — از حلقۂ وصلِ تو بروں باد
ہر شخص، تیرے فراق سے نباہ نہ کرے — تیرے وصل کے حلقہ سے باہر رہے

لعلِ تو کہ ہست جانِ حافظ
تیرا وہ ہونٹ، جو حافظ کی جان ہے
دور از لبِ ہر خسیس دوں باد
کمینے کے ہونٹ سے الگ رہے

خسروا گوئے فلک در خمِ چوگانِ تو باد — ساحتِ کون و مکاں عرصۂ میدانِ تو باد
اے بادشاہ آسمان کی گیند تیرے بلے کے خم میں ہو — کون و مکاں کا میدان تیرے میدان کا رقبہ ہو

ہمہ آفاق گرفت و ہمہ اطراف گشاد — صیتِ خلقِ تو کہ پیوستہ نگہبانِ تو باد
تمام جہان کو گرفت میں لے لیا اور تمام اطراف کو فتح کر لیا — تیرے اخلاق کی شہرت کہ ہمیشہ تیرا نگہبان ہو

زلفِ خاتونِ ظفر شیفتۂ پرچمِ تست — دیدۂ فتح ابد عاشقِ جولانِ تو باد
بی بی فتح کی زلف تیرے پرچم کی عاشق ہے — ابدی فتح کی آنکھ، تیری رفتار کی عاشق ہو

اے کہ انشائے عطارد صفتِ شوکتِ تست — عقلِ کل چاکرِ طغرا کشِ دیوانِ تو باد
اے وہ کہ عطارد کی انشاء پرداز تیری شوکت کی تعریف کر رہی ہے — عقلِ کل، تیرے دفتر کے طغرا کش کی چاکر ہو

طیرۂ جلوۂ طوبیٰ قدِ دلجوئے تو شد — غیرتِ خلدِ بریں ساحتِ ایوانِ تو باد
تیرا دلجو قد طوبیٰ کے جلوے کے لئے غیرت بن گیا ہے — تیرے محل کا میدان خلدِ بریں کی غیرت ہو

نہ بہ تنہا حیوانات و نباتات و جماد — ہر چہ در عالمِ امر است بفرمانِ تو باد
صرف حیوانات اور نباتات اور جمادات ہی نہیں — جو بھی عالمِ امر میں ہے تیرے حکم میں ہو

حافظِ خستہ باخلاص ثنا خوانِ تو شد
عاجز حافظ، خلوص سے تیرا ثنا خواں ہو گیا ہے
لطفِ عامِ تو شفا بخشِ ثنا خوانِ تو باد
تیرا عام لطف تیرے ثنا خواں کو شفا بخشنے والا ہو

لے قد معشوق کو الف سے تشبیہ دی جاتی ہے، سرو کے نون بننے کا مطلب یہ ہے کہ وہ جھک جائے۔
لے معشوق کی آنکھ کو جادوگر قرار دیا جاتا ہے
لے وصل اس کو [illegible] حلقہ پر [illegible]
لے یعنی تیرے اخلاق کی شہرت تمام عالم میں ہے
لے [illegible] تیرے [illegible]
[illegible] عاشق ہو جائے
لے عطارد ستارہ کو آسمان کا منشی قرار دیا گیا ہے [illegible]
[illegible]
لے معشوق کے قد کو دیکھ کر طوبیٰ [illegible]
لے عالم امر [illegible]

http://www.muftbooks.blogspot.com/

خوش است خلوت اگر یار یار من باشد
تنہائی اچھی ہے، اگر دوست میرا دوست ہو
نہ من بسوزم و او شمع انجمن باشد
نہ یہ کہ میں جلوں، اور وہ محفل کی شمع ہو

من آں نگین سلیماں بہیچ نستانم
میں سلیمان کی اس انگشتری کو کسی چیز کے بدلے نہیں لوں گا
کہ گاہ گاہ برو دست اہرمن باشد
جس پر کبھی کبھی، شیطان کا ہاتھ ہو

روا مدار خدایا کہ در حریم وصال
اے خدا اس کو جائز نہ رکھ کہ وصال کے حرم میں
رقیب محرم و حرماں نصیب من باشد
رقیب محرم ہو، اور محرومی میرا حصہ ہو

ہمای گو مفگن سایۂ شرف ہرگز
ہما سے کہو کہ وہ شرافت کا سایہ ہرگز نہ ڈالے
درآں دیار کہ طوطی کم از زغن باشد
اس دیار پر، جہاں طوطی چیل سے کم ہو

بیانِ شوق چہ حاجت کہ حالِ آتشِ دل
شوق کے بیان کی کیا ضرورت ہے، جبکہ دل کی آگ کا حال
تواں شناخت ز سوزیکہ در سخن باشد
اس سوز سے پہچانا جا سکتا ہے جو گفتگو میں ہو

ہوائے کوئے تو از سر نمیرود مارا
تیرے کوچہ کی محبت ہمارے سر سے نہیں نکلتی ہے
غریب را دلِ آوارہ در وطن باشد
مسافر کا آوارہ دل، وطن میں ہوتا ہے

بسانِ سوسن اگر دہ زباں شود حافظ
سوسن کی طرح اگر حافظ دس زبانوں والا ہو جائے
چو غنچہ پیش تواش مہر بر دہن باشد
تیرے سامنے غنچہ کی طرح اس کے منہ پر مہر ہوگی

خوش آمد گل وزاں خوشتر نباشد
وہ موسم بہار آیا اور اس سے بہتر کوئی بات نہ ہوگی
کہ در دستت بجز ساغر نباشد
کہ تیرے ہاتھ میں ساغر کے سوا کچھ نہ ہو

زمانِ خوشدلی دریاب دریاب
خوشدلی کے زمانہ کو، حاصل کر، حاصل کر
کہ دائم در صدف گوہر نباشد
اس لیے کہ، سیپی میں گوہر ہمیشہ نہیں ہوتا

غنیمت داں و مے خور در گلستاں
غنیمت جان، اور باغ میں شراب پی
کہ گل تا ہفتۂ دیگر نباشد
کہ پھول دوسرے ہفتے تک نہ ہوگا

عجب راہیست راہِ عشق کانجا
عشق کی راہ بھی عجیب راہ ہے کہ اس جگہ
کسے سر بر کند کش سر نباشد
وہی سربلند کرتا ہے جس کا سر نہیں ہوتا

بشوئی اوراق اگر ہمدرس مائی
اگر تو ہمارا ہم سبق ہے تو ورق دھو دے
کہ علمِ عشق در دفتر نباشد
اس لیے کہ عشق کا علم کتاب میں نہیں ہوتا

ز من بنیوش و دل در شاہدے بند
مجھ سے سن، اور ایسے معشوق سے دل لگا
کہ حسنش بستۂ زیور نباشد
جس کا حسن، زیور سے وابستہ نہ ہو

بیا اے شیخ در خمخانۂ ما
اے شیخ! ہمارے شراب خانہ میں آ
شرابے خور کہ در کوثر نباشد
ایسی شراب پی، جو کوثر میں نہ ہو

الا اے پر لعل کردہ جامِ زریں
اے وہ جس نے زریں جام لعل سے پر کیا ہوا ہے
ببخشا بر کسے کش زر نباشد
اس کو دیدے، جس کے پاس زر نہ ہو

یار کے ساتھ تنہائی بہت اچھی ہے بجائے اس کے کہ عاشق تنہا ہو اور معشوق دوسروں کے ساتھ۔ اہرمن شیطان کو کہتے ہیں سلیمان سے مراد رقیب ہے اور نگین سلیمان سے مراد معشوق ہے۔
جس طرح وطن میں دل ... پر کسی جگہ ... ہے جس طرح سے مسافر کا دل وطن میں پڑا رہتا ہے اسی طرح کوچۂ معشوق کی محبت ہمارے سر میں ہے۔
موسم بہار میں شراب نوشی سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے۔
صدف سے مراد زمانہ اور گوہر سے مراد خوشدلی ہے۔
راہ عشق میں سرفروشی سے سربلندی حاصل ہوتی ہے جو اپنا سر دیدے۔
شاہد یعنی حسین شخص معشوق سے دل لگانا ہے۔
مال و دولت کو خرچ کرنا چاہیئے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

شراب بے خمارم بخش ساقی — کہ با او ہیچ دردِ سر نباشد
اے ساقی! مجھے ایسی بے خمار شراب دے — جس کے ساتھ کوئی دردِ سر نہ ہو

بنامِ ایزد بتِ سیمیں تنم ہست — کہ در بتخانۂ آذر نباشد
اللہ اکبر، میرا چاندی جیسے جسم والا ایسا بت ہے — کہ آذر کے بتخانہ میں نہ ہوگا

من از جاں بندۂ سلطان اویسم — اگرچہ یادش از چاکر نباشد
میں دل سے سلطان اویس کا غلام ہوں — اگرچہ اس کو غلام کی یاد نہ ہو

بتاجِ عالم آرائش کہ خورشید — چنیں زیبندۂ افسر نباشد
اس کے عالم آرا تاج کی قسم کہ آفتاب — اس طرح کی زینت دینے والا تاج نہ ہوگا

کسے گیرد خطا در نظمِ حافظ — کہ ہیچش لطف در گوہر نباشد
حافظ کی نظم میں وہی عیب نکالے گا — جس کی طبیعت میں ذرا بھی لطافت نہ ہوگی

خستگاں را چو طلب باشد و قوت نبود — گر تو بیداد کنی شرطِ مروت نبود
درماندوں میں جب طلب ہو اور طاقت نہ ہو — اگر تو ان پر ظلم کرے، تو مروت نہ ہوگی

ما جفا از تو ندیدیم و تو ہم نپسندی — آنچہ در مذہبِ اربابِ فتوت نبود
ہم نے تجھ سے ظلم نہیں دیکھا اور تو بھی پسند نہ کرے گا — اس بات کو جو شرافت والوں کے مذہب میں نہ ہوگی

تا کہ افسوں نکند جادوئے چشمِ تو مدام — نور در سوختنِ شمعِ محبت نبود
جب تک مستقل طور پر تیری آنکھ کا جادو اثر نہ کرے — محبت کی شمع کے جلنے میں نور نہ ہوگا

چوں چنیں نیک ز سررشتۂ خود بیخبرم — آں مبادا کہ مددگاریِ فرصت نبود
جبکہ میں بہت زیادہ اپنے انجام سے بے خبر ہوں — ایسا نہ ہو کہ مدد کی فرصت نہ ہو

ہر کرا آئنہ صافی نشد از زنگِ ہوا — دیدہ اش قابلِ رخسارۂ حکمت نبود
ہر وہ شخص جس کا ہوس کے زنگ سے آئینہ صاف نہ ہوا — اس کی آنکھ حکمت کے رخسار کے قابل نہ ہوگی

خیرہ آں دیدہ کہ آبش نبرد گریۂ عشق — تیرہ آں دل کہ درو نورِ مودت نبود
وہ آنکھ بیکار ہے جس کی آبرو عشق کے گریہ نے ختم نہ کی ہو — وہ دل تاریک ہے، جس میں محبت کا نور نہ ہو

چوں طہارت نبود کعبہ و بتخانہ یکیست — نبود خیر در آں خانہ کہ عصمت نبود
جب پاکی نہ ہو تو کعبہ اور بتخانہ ایک ہے — اس گھر میں بھلائی نہیں ہے جس میں پاکدامنی نہ ہو

دولت از مرغِ ہمایوں طلب و سایۂ او — زانکہ با زاغ و زغن شہپرِ دولت نبود
دولت، بابرکت پرندہ اور اس کے سایہ سے چاہ — اس لئے کہ کوّے اور چیل میں دولت کا شہپر نہیں ہوگا

گر مدد خواستم از پیرِ مغاں عیب مکن — شیخِ ما گفت کہ در صومعہ ہمت نبود
اگر میں نے پیرِ مغاں سے مدد چاہی، تو عیب نہ کر — ہمارے شیخ نے کہا ہے کہ عبادت خانہ میں ہمت نہیں ہوتی

حافظا علم و ادب ورز کہ در مجلسِ شاہ — ہر کرا نیست ادب لائقِ صحبت نبود
اے حافظ علم و ادب اختیار کر اس لئے کہ بادشاہ کی مجلس میں — جس میں ادب نہیں ہے وہ صحبت کے لائق نہیں

۱۔ یہ نام ایزد تعجب کے موقع پر استعمال کرتا ہے۔ آذر حضرت ابراہیم کے والد یا چچا کا نام ہے جو مشہور بت تراش تھے۔
۲۔ سلطان احمد بن اویس ایلخانی کا نام ہے جو بغداد کا بادشاہ تھا اور خواجہ صاحب سے محبت رکھتا تھا۔ اس نے کئی بار خواجہ کو بغداد کی دعوت دی لیکن خواجہ نہ جا سکے۔ اس کے تاج کے سامنے سورج ہیچ ہے۔
۳۔ عاشق اپنی استطاعت کے مطابق جب سوال کر رہا ہے تو اس پر ظلم انسانیت کے خلاف ہے۔
۴۔ عاشق کے دل میں شمعِ محبت روشن ہے جب تک عشق کا فیض اس میں شامل نہ ہو وہ پرنور نہیں ہو سکتی۔
۵۔ جب تک انسان دل کے زنگ کو صاف نہ کرے وہ تجلیات کے مشاہدہ کے قابل نہیں ہوتا ہے۔
۶۔ جب دل پاک نہ ہو تو بتخانہ اور کعبہ میں کوئی فرق نہیں۔
۷۔ جب عبادت خانے روحانیت سے خالی ہیں تو پیرِ مغاں کی طرف رجوع کرنا عیب نہیں ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

خوشا دلے کہ مدام از پئے نظر نرود
وہ دل خوب ہے جو ہمیشہ نظر کے پیچھے نہ دوڑے
بہر درش کہ بخوانند بے خبر نرود
جس در پر اس کو بلائیں بے خبر ہو کر نہ جائے

طمع درآں لب شیریں نکردنم اولیٰ ست
میرا ان شیریں ہونٹوں کی طمع نہ کرنا بہتر ہے
ولے چگونہ مگس از پے شکر نرود
لیکن مکھی شکر کے پیچھے نہ جائے

من گدا ہوسِ سرو قامتے دارم
میں فقیر ایک ایسے سرو قامت کی ہوس کرتا ہوں
کہ دست در کمرش جز بسیم و زر نرود
جس کی کمر میں ہاتھ بجز سونے چاندی کے نہ جائے

سوادِ دیدۂ غم دیدہ ام مشوی اے اشک
اے آنسو میری غم دیدہ آنکھ کی سیاہی نہ دھو
کہ نقشِ خالِ توام ہرگز از نظر نرود
اس لئے کہ تیرے تل کا نقش ہرگز میری نظر سے نہ جائے

تو کز مکارمِ اخلاق عالمِ دگری
تو اخلاق کی شرافت کی وجہ سے ایک دوسری دنیا ہے
وفائے عہدِ من از خاطرت بدر نرود
میری وعدہ وفائی تیری طبیعت سے نہیں نکل سکتی ہے

بتاجِ ہدہدم از رہ مبر کہ بازِ سفید
مجھے تاجِ ہدہد کے ذریعہ راستے سے نہ ہٹا اس لئے کہ سفید باز
زگبر از پے ہر صیدِ مختصر نرود
شکرے کی طرح ہر مختصر شکار کے پیچھے نہیں جاتا ہے

دلا مباش چنیں ہرزہ گرد و ہرجائی
اے دل ایسا آوارہ گرد اور ہرجائی نہ بن
کہ ہیچ کار ز پیشت بدیں ہنر نرود
اس لئے کہ تیرا کوئی کام اس ہنر سے پورا نہیں ہو سکتا ہے

سیاہ نامہ تر از خود کسے نمی بینم
میں اپنے سے زیادہ سیاہ نامۂ اعمال والا کسی کو نہیں دیکھتا ہوں
چگونہ چوں قلمم دودِ دل بسر نرود
قلم کی طرح دل کا دھواں کس طرح سر تک نہ پہنچے

زمن چو بادِ صبا بوئے خود دریغ مدار
مجھ سے بادِ صبا کی طرح اپنی خوشبو دریغ نہ کر
چرا کہ بے سرِ زلفِ توام بسر نرود
اس لئے کہ تیری زلف کے بغیر میری بسر نہیں ہوتی ہے

بپوش دامنِ عفوے بزلتِ منِ مست
مجھ مست کی لغزش پر معافی کا دامن ڈھانپ دے
کہ آبروئے شریعت بدیں قدر نرود
اس لئے کہ شریعت کی آبرو اس مقدار سے نہیں چلی جائے گی

بیار بادہ و اوّل بدستِ حافظ دہ
شراب لا، اور پہلے حافظ کے ہاتھ میں دے
بشرطِ آنکہ ز مجلس سخن بدر نرود
اس شرط پر کہ بات مجلس سے باہر نہ جائے

دلبر برفت و دل شدگاں را خبر نکرد
دلبر چلا گیا اور دل گئے ہوؤں کو خبر نہ کی
یادِ حریفِ شہر و رفیقِ سفر نکرد
شہر کے دوست اور سفر کے ساتھی کو یاد نہ کی

یا بختِ من طریقِ محبت فروگذاشت
یا تو میرے نصیبے نے محبت کے راستہ کو چھوڑ دیا
یا او بشاہراہِ حقیقت گذر نکرد
یا اس نے حقیقت کی شاہراہ پر گذر نہ کی

من ایستادہ تا کنمش جاں فدا چو شمع
میں کھڑا رہا تا کہ شمع کی طرح اس پر جان قربان کروں
او خود گذر بمن چو نسیمِ سحر نکرد
وہ خود صبح کی نسیم کی طرح میرے پاس سے نہ گذرا

گفتم مگر بگریہ دلش مہرباں کنم
میں نے کہا شاید رونے سے اس کے دل کو مہربان کر لوں
در سنگِ خارہ قطرۂ باراں اثر نکرد
سنگِ خارہ میں بارش کے قطرہ نے اثر نہ کیا

http://www.muftbooks.blogspot.com/

ہر کس کہ دید روئے تو بوسید چشمِ من
جس نے تیرا چہرہ دیکھا، میری آنکھوں کو چوم لیا

کارے کہ کرد دیدۂ من بے نظر نکرد
اس لیے کہ جو کام میری آنکھ نے کیا، بغیر دیکھے نہیں کیا

در حیرتم کہ بیہرہ چہ شد ہمدمِ رقیب
میں حیراں ہوں کہ وہ رقیب کے ساتھ کس وجہ سے ہو گیا!

خر مہرہ ہیچکس چو قرینِ گہر نکرد
جبکہ کسی نے کوڑی کو موتی کا ساتھی نہیں بنایا

مُرغِ دلِ مرا چو بال و پرش غم بسوختہ است
اگرچہ غم نے مرغِ دل کے بال اور پر جلا دیئے ہیں

سودائے خامِ عاشقی از سر بدر نکرد
عشق کے ناقص جنون کو سر سے نہیں نکالا ہے

کلکِ زبان بریدۂ حافظ در انجمن
حافظ کے زبان کٹے قلم نے، انجمن میں

با کس نگفت رازِ تو تا ترکِ سر نکرد
تیرا راز کسی سے نہیں کہا جبتک کہ سر جا نہیں چکا

دل از من برد و رُو از من نہاں کرد
میرا دل لے گیا، اور مجھ سے منہ چھپا لیا

خدا را با کہ ایں بازی تواں کرد
اے خدا! یہ کھیل کس سے کھیلا جا سکتا ہے؟

شبِ تنہائیم در قصدِ جاں بود
ہجر کی رات، میری جان کے درپے تھی

خیالش لطفہائے بیکراں کرد
اس کے خیال نے بے انتہا مہربانیاں کیں

چرا چوں لالہ خونیں دل نباشم
میں لالہ کی طرح، خونی دل کیوں نہ ہوں؟

کہ با من نرگسِ او سرگراں کرد
اس لیے کہ اس کی آنکھ نے، مجھ پر غصہ کیا

صبا گر چارہ داری وقت وقت است
اے صبا اگر تیرے پاس علاج ہے تو یہی وقت ہے

کہ دردِ اشتیاقم قصدِ جاں کرد
اس لیے کہ عشق کے درد نے میری جان کا ارادہ کیا ہے

کرا گویم کہ با ایں دردِ جانسوز
میں کس سے کہوں کہ اس جانسوز درد کے ہوتے ہوئے

طبیبم قصدِ جانِ ناتواں کرد
میرے طبیب نے ہی کمزور جان لینے کا ارادہ کر لیا ہے

بدانساں سوخت چوں شمعم کہ بر من
اس نے مجھے شمع کی مانند اس طرح جلایا کہ مجھ پر

صراحی گریہ و بربط فغاں کرد
صراحی روئی، اور بربط نے فریاد کی

میانِ مہرباناں کے تواں گفت
دوستوں میں کب بیان کیا جا سکتا ہے

کہ یارِ من چنیں گفت و چناں کرد
کہ میرے دوست نے ایسا کہا اور ویسا کیا

عدو با جانِ حافظ آں نکردے
حافظ کی جان کے ساتھ، دشمن بھی وہ نہ کرتا

کہ تیرِ چشمِ آں ابروکماں کرد
جو اس کمان جیسے ابرو والے کی آنکھ کے تیر نے کیا

دلا بسوز کہ سوزِ تو کارہا بکند
اے دل جل، کہ تیرا جلنا بہت سے کام کرے گا

دعائے نیم شبی دفعِ صد بلا بکند
آدھی رات والی دعا، سو بلاؤں کو دفع کرتی ہے

عتابِ یارِ پریچہرہ عاشقانہ بکش
پری جیسے چہرے والے یار کے غصہ کو عاشقانہ برداشت کر

کہ یک کرشمہ تلافیِ صد جفا بکند
اس لیے کہ ایک ادا، سو ظلموں کی تلافی کر دیتی ہے

۱ تیرا مکھڑا دیکھ کر سب اس بات کے قائل ہو گئے کہ میری آنکھوں سے گو یہ عمل نہیں ہے
۲ محبوب بمنزلہ گوہر اور رقیب بمنزلہ کوڑی کے ہے دونوں کا جوڑ بے جوڑ ہے۔
۳ حافظ کے قلم نے رازِ عشق جب ظاہر کیا جبکہ اس کا سر قلم ہو چکا۔
۴ عالمِ ہجر کا تصور، جہاں ذکر ہے تو شبِ ہجر جان لے لیتی۔
۵ محبوب کی نگاہ کرم نہ ہونے سے دل خون ہے۔
۶ صبا! مشتاق کو زندگی عطا کرنے والا پیغام لا، ورنہ جان گئی۔
۷ جو میرا طبیب ہے وہی قاتل ہے۔
۸ دشمن تو قتل ہی کرتا، شاہد نے نیم بسمل بنا دیا۔
۹ جب دل میں سوز پیدا ہوتا ہے تو دعا میں اثر ہوتا ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

زملک تا ملکوتش حجاب برگیرند
فلک سے ملکوت تک پردے، اٹھا دیتے ہیں

ہر آنکہ خدمت جام جہاں نما بکند
اس شخص کے لیے جو جام جہاں نما کی خدمت کرتا ہے

طبیب عشق مسیحا دم است و مشفق لیک
عشق کا طبیب مسیحا جیسے دم والا اور مہربان ہے لیکن

چو درد در تو نبیند کرا دوا بکند
جب تجھ میں درد نہ دیکھے تو دوا کس کی کرے؟

تو با خدائے خود انداز کار و دل خوش دار
تو کام اپنے خدا کے سپرد کر دے اور دل خوش رکھ

کہ رحم اگر نکند مدعی خدا بکند
کیونکہ اگر رقیب رحم نہ کرے گا تو خدا کرے گا

ز بخت خفتہ ملولم بود کہ بیدارے
میں اپنے سوئے نصیبے سے رنجیدہ ہوں ہو سکتا ہے کہ کوئی جاگنے والا

بوقت فاتحۂ صبح یک دعا بکند
صبح کے ابتدائی وقت میں ایک دعا کرے

بسوخت حافظ و بوئے ز زلف یار نبرد
حافظ جل گیا اور محبوب کی زلف کی خوشبو اس کو حاصل نہ ہوئی

مگر دلالت ایں دولتش صبا بکند
شاید اس دولت کی طرف صبا اس کی رہبری کرے

دیدی اے دل کہ غم یار دگربار چہ کرد
اے دل تو نے دیکھا کہ دوست کے غم نے پھر کیا کیا؟

چوں بشد دلبر و با یار وفادار چہ کرد
دوست کیا چلا گیا اور وفادار یار کے ساتھ کیا کیا؟

آہ ازاں نرگس جادو کہ چہ بازی انگیخت
آہ اس جادوگر نرگس پر کہ اس نے کیا بازی کھیلی

وائے ازاں مست کہ با مردم ہشیار چہ کرد
ہائے اس مست پر کہ اس نے ہوشمندوں کے ساتھ کیا کیا؟

اشک من رنگ شفق یافت ز بے مہری یار
یار کی بیوفائی سے میرے آنسوؤں میں شفق کا رنگ پیدا ہو گیا

طالع بے شفقت بیں کہ دریں کار چہ کرد
بے شفقت نصیبے کو دیکھ کہ اس نے اس معاملہ میں کیا کیا؟

ساقیا جام میم دہ کہ نگارندۂ غیب
اے ساقی مجھے شراب کا جام دے اس لیے کہ غیب کے لکھنے والے نے

نیست معلوم کہ در پردۂ اسرار چہ کرد
معلوم نہیں کہ رازوں کے پردے میں کیا کیا؟

آنکہ پر نقش زد ایں دائرۂ مینائی
جس نے اس جڑاؤ دائرہ کو بنایا

کس ندانست کہ در گردش پرکار چہ کرد
کسی کو معلوم نہیں کہ اس نے پرکار کی گردش میں کیا کیا؟

برقے از پردۂ لیلے بدرخشید سحر
لیلیٰ کے پردہ سے صبح کو ایک بجلی کوندی

وہ کہ با خرمن مجنون دل افگار چہ کرد
واہ واہ اس نے زخمی دل مجنوں کے کھلیان کو کیا کیا؟

برق عشق آتش غم در دل حافظ زد و سوخت
عشق کی بجلی نے حافظ کے دل میں آگ لگا دی اور وہ جل گیا

یار دیرینہ ببینید کہ با یار چہ کرد
دیکھو پرانے دوست نے دوست کے ساتھ کیا کیا؟

دست در حلقۂ آں زلف دوتا نتواں کرد
اس دوہری زلف کے حلقہ میں ہاتھ نہیں ڈالا جا سکتا

تکیہ بر عہد تو و باد صبا نتواں کرد
تیرے عہد اور صبا پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا

آنچہ سعی ست من اندر طلبت بنمودم
جو کچھ کوشش ممکن ہے میں نے تیری طلب میں کی

ایں قدر ہست کہ تغییر قضا نتواں کرد
بس اتنا ضرور ہے کہ تقدیر نہیں بدلی جا سکتی

۱۔ جام جہاں بین سے دنیا سے لیکر عالم بالا تک کے راز کھول دیتی ہے۔
۲۔ خدا پر اگر بھروسہ ہوتا ہے تو خدا کام آتا ہے۔
۳۔ صبا محبوب کی زلف کی خوشبو لے آئے۔
۴۔ نرگس جادو یعنی جادو بھری آنکھ جو دوست تھی اس نے ہوش والوں کو مدہوش کر دیا۔
۵۔ شفق میں لالی آنسو معلوم ہوں۔
۶۔ شاید مستی راز دروں کو کھول دے۔
۷۔ انسان اپنی سعی کوشش کرنے پھر تقدیر کے حوالے کرے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

دامنِ دوست بصد خونِ دل افتاد بدست
دل کے سو خون کرکے دوست کا دامن ہاتھ میں آیا
بفسونے کہ کند خصم رہا نتواں کرد
جالفت جو دشمن کر رہا ہے اس کے سبب وہ نہیں چھوڑا جا سکتا

عارضش را بمثل ماہِ فلک نتواں خواند
اس کے رخسار کو آسمان کے چاند سے مثال نہیں دی جا سکتی
نسبتِ دوست بہر بے سروپا نتواں کرد
دوست کی نسبت ہر بے سروپا سے نہیں کی جا سکتی

سروبالائے من آں دم کہ در آید بسماع
میرا بلند سرو جب وجد میں آتا ہے
چہ محل جامۂ جاں را کہ قبا نتواں کرد
کیا موقع ہے کہ جان کے کرتے کو چاک نہ کیا جائے

مشکلِ عشق کہ در حوصلۂ دانشِ ماست
عشق کی مشکل جو ہماری عقل کے حوصلہ میں ہے
حلِ ایں نکتہ بدیں فکرِ خطا نتواں کرد
اس نکتہ کو حل اس غلط فکر سے نہیں کیا جا سکتا

غیرتم کشت کہ محبوبِ جہانی لیکن
مجھے اس غیرت نے مار ڈالا کہ تو سب کا محبوب ہے لیکن
روز و شب عربدہ با خلقِ خدا نتواں کرد
دن رات خلق خدا سے لڑائی نہیں کی جا سکتی

من چہ گویم کہ ترا نازکیِ طبعِ لطیف
میں کیا کہوں کہ تیری پاکیزہ طبیعت کی نزاکت
تا بحدیست کہ آہستہ دعا نتواں کرد
اس حد تک ہے کہ آہستہ بھی نہیں پکارا جا سکتا

نظرِ پاک تواں در رخِ جاناں دیدن
محبوب کے رخ کو پاک نظر دیکھ سکتی ہے
کہ در آئینہ نظر جز بصفا نتواں کرد
اس لیے کہ آئینہ میں صفائی کے علاوہ نظر نہیں کی جا سکتی

بجز ابروئے تو محرابِ دلِ حافظ نیست
حافظ کے دل کی محراب تیرے ابرو کے سوا نہیں ہے
طاعتِ غیرِ تو در مذہبِ ما نتواں کرد
ہمارے مذہب میں تیرے غیر کی اطاعت نہیں کی جا سکتی

دانی کہ چنگ و عود چہ تقریر میکنند
تجھے معلوم ہے چنگ اور سارنگی کیا تقریر کرتے ہیں؟
پنہاں خورید بادہ کہ تکفیر میکنند
شراب چھپ کر پیو کیونکہ کافر ٹھہراتے ہیں

ناموسِ عشق و رونقِ عشاق میبرند
عشق کی عزت اور عاشقوں کی رونق چھینے لیتے ہیں
عیبِ جوان و سرزنشِ پیر میکنند
جوان کو عیب دار اور بوڑھے کو سرزنش کرتے ہیں

جز قلبِ تیرہ ہیچ نشد حاصل و ہنوز
تاریک دل کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہوا اور ابھی تک
باطل دریں خیال کہ اکسیر میکنند
اس باطل خیال میں ہیں کہ اکسیر بناتے ہیں

گویند رمزِ عشق مگوئید و مشنوید
کہتے ہیں عشق کے راز نہ بتاؤ نہ سنو
مشکل حکایتیست کہ تقریر میکنند
بہت مشکل بات ہے، جس کی تقریر کرتے ہیں

تشویشِ وقتِ پیرِ مغاں میدہند باز
پیر مغاں کے وقت کو پھر پریشان کرتے ہیں
ایں سالکاں نگر کہ چہ با پیر میکنند
ان سالکوں کو دیکھو پیر کے ساتھ کیا کرتے ہیں

صد ملکِ دل بہ نیم نظر میتواں خرید
دل کے سو ملک آدھی نظر میں خریدے جا سکتے ہیں
خوباں دریں معاملہ تقصیر میکنند
حسین اس معاملہ میں کوتاہی کرتے ہیں

ما از برونِ در شدہ مغرورِ صد فریب
ہم پردے کے باہر سو فریبوں کے دھوکے میں ہیں
تا خود درونِ پردہ چہ تقریر میکنند
معلوم نہیں وہ پردے کے اندر کیا تقریر کرتے ہیں!

http://www.muftbooks.blogspot.com/

قومے بجد و جہد گرفتند وصلِ دوست
یکھ لوگوں نے دوست کا وصل کوشش سے حاصل کر لیا

قومے دگر حوالہ بتقدیر میکنند
دوسرے لوگ تقدیر کے حوالے کرتے ہیں

فی الجملہ اعتماد مکن بر ثباتِ دہر
زمانہ کے ثبات پر بالکل بھروسہ نہ کر

کایں کار خانہ ایست کہ تغییر میکنند
اس لیے کہ یہ ایسا کارخانہ ہے جس کو الٹ پلٹ کرتے ہیں

مے خور کہ شیخ و حافظ و مفتی و محتسب
شراب پی اس لیے کہ شیخ اور حافظ اور مفتی اور محتسب

چوں نیک بنگری ہمہ تزویر میکنند
جب تو غور سے دیکھے سب فریب کرتے ہیں

در نظر بازیِ ما بیخبراں حیرانند
بے خبر لوگ ہماری نظر بازی میں حیران ہیں

من چنینم کہ نمودم دگر ایشاں دانند
میں تو ایسا ہوں جیسا میں نے ظاہر کیا دوسرے وہ جانیں

عاقلاں نقطۂ پرکارِ وجودند ولے
عقلمند وجود کی پرکار کا نقطہ ہیں لیکن

عشق داند کہ دریں دائرہ سرگردانند
عشق کو معلوم ہے کہ اس دائرے میں چکر کھاتے ہیں

وصفِ رخسارۂ خورشید ز خفاش مپرس
خورشید کے رخسار کی خوبی چمگادڑ سے نہ پوچھ

کہ دریں آئنہ صاحب نظراں حیرانند
اس لیے کہ اس معاملہ میں صاحب نظر حیران ہیں

گر شوند آگہ از اندیشۂ ما مغبچگاں
اگر ہمارے خیال سے مغبچے آگاہ ہو جائیں

بعد ازیں خرقۂ صوفی بگرو نستانند
اس کے بعد کسی صوفی کی گدڑی گروی نہ رکھیں

لافِ عشق و گلہ از یار زہے لافِ خلاف
عشق کی شیخی اور معشوق کا شکوہ، جھوٹی شیخی کیا کہنا

عشقبازاں چنیں مستحقِ ہجرانند
ایسے عشقباز ہجر کے مستحق ہیں

جلوہ گاہِ رخِ او دیدۂ من تنہا نیست
اس کے رخ کی جلوہ گاہ صرف میری ہی آنکھیں نہیں ہیں

ماہ و خورشید ہمیں آئنہ میگردانند
چاند اور سورج بھی اسی آئینہ کو گھماتے ہیں

مگرم چشمِ سیاہِ تو بیاموزد کار
شاید تیری ہی سیاہ آنکھ مجھے یہ کام سکھائے

ورنہ مستوری و مستی ہمہ کس نتوانند
ورنہ پرہیزگاری اور مستی سب لوگ نہیں کر سکتے

مفلسانیم و ہوائے مے و مطرب داریم
ہم مفلس ہیں اور شراب و مطرب کی خواہش رکھتے ہیں

آہ اگر خرقۂ پشمیں بگرو نستانند
آہ اگر اونی گدڑی وہ گروی نہ رکھیں

گر بنسیمِ ارواح برد بوئے تو باد
اگر ہوا تیری خوشبو روحوں کی تفریح کو لے جائے

عقل و جاں گوہرِ ہستی بہ نثار افشانند
عقل اور جان ہستی کا گوہر نچھاور کر دیں

عہدِ ما با لبِ شیریں دہناں بست خدا
خدا نے ہمارا عہد میٹھے منہ والوں کے لب کے ساتھ باندھ دیا ہے

ما ہمہ بندہ و ایں قوم خداوندانند
ہم سب غلام ہیں اور یہ لوگ آقا ہیں

زاہد ار رندیِ حافظ نکند فہم چہ باک
حافظ کی رندی کو اگر زاہد نہیں سمجھتا تو کیا پرواہ ہے

دیو بگریزد ازاں قوم کہ قرآں خوانند
شیطان ان سے بھاگتا ہے جو قرآن پڑھتے ہیں

ے جب سب ایک ہی مقام میں نگے ہیں تو کیا درج کرتا ہے۔
ے ہم تو نظر باز ہیں معلوم دوسرے ہیں کیا سمجھتے ہیں۔
ے چونکہ صاحب نظر حیران ہیں چمگادڑ کیا بتا سکے گی۔
ے اگر مغبچے ہماری حالت سے واقف ہو جائیں تو گدڑی کی کوئی قیمت باقی نہ رہے۔
ے جو عاشق یار کے شکوے کرے وہ ہجر کے مستحق ہیں۔
ے چاند سورج بھی اس کے محبوب کا عکس ہے۔
ے گدڑی کو گروی رکھ کر ہی اپنی تمنا پوری کر سکتے تھے۔
ے ہم سب حسینوں کے غلام ہیں اور وہ آقا ہیں۔
ے زاہد ریاکار ہے اور میں قرآن خواں یعنی حافظ ہوں۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

دوش وقت سحر از غصه نجاتم دادند
شب گذشتہ صبح کے وقت انھوں نے مجھے غم سے نجات دے دی
وندر آں ظلمت شب آب حیاتم دادند
اور اس تاریکی میں انھوں نے مجھے آب حیات دے دیا

بیخود از شعشعۂ پرتو ذاتم کردند
انھوں نے ذات کے پرتو کے نور سے مجھے بیخود بنا دیا
باده از جام تجلی صفاتم دادند
صفاتی تجلی کے جام سے ، مجھے شراب دے دی

چه مبارک سحرے بود و چه فرخنده شبے
کیا با برکت صبح تھی اور کیا مبارک رات تھی
آں شب قدر که ایں تازه براتم دادند
وہ شب قدر جس نے مجھے تازہ برات دے دی

چوں من از عشق رخش بیخود و حیراں گشتم
جب میں اس کے رخ کے عشق سے بیخود اور حیران ہو گیا
خبر از واقعۂ لات و مناتم دادند
مجھے لات اور منات کے واقعہ کی خبر دے دی

من اگر کامروا گشتم و خوشدل چه عجب
میں اگر کامیاب اور خوش دل ہو گیا تو کیا تعجب ہے
مستحق بودم و اینها بزکاتم دادند
میں مستحق تھا اور یہ چیزیں انھوں نے مجھے خیرات میں دیں

بعد ازیں روئے من و آئینۂ حسن نگار
اس کے بعد میرا چہرہ اور معشوق کے حسن کا آئینہ
که در آنجا خبر از جلوۂ ذاتم دادند
اس لیے کہ اس جگہ انھوں نے مجھے ذات کے جلوہ کی خبر دی

ہاتف آں روز بمن مژدۂ ایں دولت داد
غیبی فرشتے نے اس دن مجھے اس دولت کی خوشخبری دی
که بدآں جور و جفا صبر و ثباتم دادند
جبکہ تیرے غم کے بازار میں مجھے صبر و ثبات دے دیا

ایں همه قند و شکر کز سخنم می ریزد
یہ سب قند و شکر جو میرے کلام سے ٹپکتی ہے
اجر صبریست کزاں شاخ نباتم دادند
اس صبر کا صلہ ہے جو اس شاخ نبات کے عوض مجھے انھوں نے دیا

کیمیائیست عجب بندگی پیر مغاں
مغاں کی غلامی ، عجیب کیمیا ہے
خاک او گشتم و چندیں درجاتم دادند
میں اس کی خاک ہو گیا انھوں نے مجھے اس قدر درجات دیے

بحیات ابد آں روز رسانید مرا
ہمیشگی کی زندگی پر اس نے مجھے اس روز پہنچا دیا
خط آزادگی از حسن مماتم دادند
جبکہ حسن خاتم کی آزادی کا خط انھوں نے مجھے دے دیا

عاشق آں دم که بدام سر زلف تو فتاد
عاشق اسی وقت تیری زلف کے جال میں پھنسا
گفت کز بند غم و غصه نجاتم دادند
بولا شکر کرو غم و غصہ کی قید سے انھوں نے مجھے نجات دے دی

شکر شکر بشکرانه بیفشاں اے دل
اے دل شکر کی شکر شکرانہ لے میں بکھیر دے
که نگار خوش شیریں حرکاتم دادند
اس لیے کہ انھوں نے مجھے شیریں حرکات والا اچھا معشوق دیا

همت حافظ و انفاس سحر خیزاں بود
حافظ کی باطنی توجہ اور صبح کو اٹھنے والوں کے سانس تھے
که ز بند غم ایام نجاتم دادند
کہ انھوں نے زمانہ کے غم سے مجھے نجات دے دی

دوش دیدم که ملائک در میخانه زدند
میں نے کل شب دیکھا فرشتوں نے میخانہ کا دروازہ کھٹکھٹایا
گل آدم بسرشتند و به پیمانه زدند
آدم کی مٹی کو گوندھا اور اس سے پیمانہ بنایا

ساکنان حرم ستر عفاف ملکوت
عالم ملکوت کی پاکدامنی کے راز کے حرم کے بسنے والوں نے
با من راه نشیں باده مستانه زدند
مجھ مسافر کو مستانہ شراب دے دی

۱ـ تجلی کے بہت سے اقسام ہیں۔ ایک تجلی صفاتی ہے یعنی جب تجلی صفاتی مجھ پر پڑی میں اپنی ذات کو بھول گیا۔

۲ـ برات اس شاہی تحریر کو کہا جاتا ہے جس کے ذریعہ خزانہ سے روپیہ حاصل کئے جا سکیں۔

۳ـ لات ایک بت تھا جس کو حضرت شعیب کی قوم پوجتی تھی اور منات عرب میں ایک قبیلہ کا بت تھا۔ تجلی ذاتی اپنے وجود کو مستقل بنا دیتی ہے۔

۴ـ یعنی روئے محبوب میں مجھے تجلی ذاتی کا مشاہدہ ہوا۔

۵ـ شاخ نبات ، حق ، مراد محبوب ہے اور ایک خاص معشوق کا نام بھی ہے کہتے ہیں حافظ اس پر عاشق تھے لہٰذا مجھے بدلہ دے دیا گیا ہے۔

۶ـ عشق میں مبتلا ہو کر دنیا کے جھگڑوں سے نجات حاصل ہو جاتی ہے۔

۷ـ قوم کی مٹی سے شراب محبت کے لئے پیمانہ بنایا اور مجھ مسافر کو شراب پلا دی۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

شکر ایزد کہ میانِ من و او صلح فتاد
خدا کا شکر ہے کہ مجھ میں اور اس میں صلح ہو گئی

حوریاں رقص کناں ساغرِ شکرانہ زدند
حوروں نے ناچتے ہوئے شکرانہ کا ساغر پیا

جنگِ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ
بہتر فرقوں کے اختلاف کو معذور سمجھ

چوں ندیدند حقیقت رہِ افسانہ زدند
چونکہ انہوں نے حقیقت نہ دیکھی افسانہ کی راہ چل پڑے

آسمان بارِ امانت نتوانست کشید
آسمان امانت کا بوجھ نہ اٹھا سکا

قرعۂ فال بنامِ منِ دیوانہ زدند
مجھ دیوانے کے نام انہوں نے فال کا قرعہ نکال دیا

نقطۂ عشق دلِ گوشہ نشیناں خوں کرد
عشق کے نقطہ نے گوشہ نشینوں کے دل کو خون کر دیا

ہمچو آں خال کہ بر عارضِ جانانہ زدند
اس تل کی طرح جو انہوں نے معشوق کے رخسار پر لگایا

ما بصد خرمنِ پندار ز رہ چوں نرویم
[illegible]

چوں رہِ آدمِ خاکی بیکے دانہ زدند
[illegible]

آتش آں نیست کہ بر شعلۂ او خندد شمع
آگ وہ نہیں ہے جس کے شعلہ پر [illegible]

آتش آنست کہ در خرمنِ پروانہ زدند
آگ وہ ہے جو انہوں نے پروانے کے [illegible]

کس چو حافظ نکشید از رخِ اندیشہ نقاب
[illegible]

تا سرِ زلفِ عروسانِ سخن شانہ زدند
[illegible]

دلِ من بدورِ رویت ز چمن فراغ دارد
[illegible]

کہ چو سرو پائے بند است و چو لالہ داغ دارد
[illegible]

سرِ ما فرو نیاید بکمانِ ابروئے کس
[illegible]

کہ درونِ گوشہ گیراں ز جہاں فراغ دارد
[illegible]

شبِ تیرہ چوں سر آرم رہِ پیچ پیچ زلفت
[illegible]

مگر آنکہ شمعِ رویت برہم چراغ دارد
[illegible]

ز بنفشہ تاب دارم کہ ز زلفِ او زند دم
[illegible]

تو سیاہِ کم بہا بیں کہ چہ در دماغ دارد
[illegible]

بفروغِ چہرہ زلفت ہمہ شب زند رہِ دل
[illegible]

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد
[illegible]

سزدار چو ابرِ بہمن کہ بریں چمن بگریم
[illegible]

طربِ آشیانِ بلبل بنگر کہ زاغ دارد
[illegible]

من و شمعِ صبحگاہی سزد ار بہم بگرییم
[illegible]

کہ بسوختیم و از ما بتِ ما فراغ دارد
[illegible]

بچمن خرام و بنگر بر تختِ گل کہ لالہ
[illegible]

بندیمِ شاہ ماند کہ بکف ایاغ دارد
[illegible]

http://www.muftbooks.blogspot.com/

سر درس عشق دارد دل دردمند حافظ
حافظ کا درد مند دل عشق کے سبق کو پسند کرتا ہے

کہ نہ خاطر تماشا نہ ہوائے باغ دارد
اس لیے کہ نہ سیر تماشا کا دل رکھتا ہے اور نہ باغ کی خواہش

دادگرا فلک ترا جرعہ کش پیالہ باد
اے منصف! آسمان تیرے پیالے سے گھونٹ پینے والا ہو

دشمن دل سیاہ تو غرقہ بخوں چو لالہ باد
تیرا سیاہ دل دشمن، لالہ کی طرح خون میں ڈوبا ہو

ذروۂ کاخ رفعتت ہست ز فرط ارتفاع
تیری بلندی کے محل کا کنگرہ، بہت بلندی کی وجہ سے ایسا ہو

راہروانِ وہم را راہِ ہزار سالہ باد
وہم کے راستہ چلنے والوں کے لیے ہزار سالہ راہ ہو

زلفِ سیاہِ پرچمت چشم و چراغِ عالم است
تیرے کالے پرچم کی زلف دنیا کا چشم و چراغ ہے

جانِ نسیم دولتت در شکنِ کلالہ باد
تیری دولت کی نسیم کی وجہ سے جان زلف کی شکن میں ہو

اے شہِ برجِ معدلت مقصدِ کل ز آدمی
اے انصاف کے برج کے چاند! انسانیت کا مقصد کل ہے

بادۂ صاف دائمت در قدح و پیالہ باد
تیرے پیالے اور قدح میں ہمیشہ صاف شراب ہو

چوں بہوائے قامتت زہرہ شود ترانہ ساز
جب تیرے قد کے عشق میں زہرہ ترانہ گائے

حاسدت از سماعِ آں ہمدمِ آہ و نالہ باد
تیرا حاسد اس کے سننے سے آہ و نالہ کا ہمدم ہو

ز طبقِ سپہر و آں قرصۂ سیم و زر کہ ہست
آسمان کے طبق اور وہ چاندی سونے کی ٹکیہ جو موجود ہے

از لبِ خوانِ حشمتت سہل تریں نوالہ باد
تیری دولت کے دسترخوان کے کنارے کا آسان ترین نوالہ ہو

دخترِ فکرِ بکرِ من ہمدمِ صحبتِ تو شد
میرے فکر کی باکرہ لڑکی تیری محبت کی ہمدم ہو گئی

مہرِ چنیں عروس را ہم بکفت حوالہ باد
ایسی دلہن کا مہر بھی تیرے ہاتھ کے حوالے ہو

حافظِ تو دریں غزل حجتِ بندگی نوشت
تیرے حافظ نے اس غزل میں غلامی کی دستاویز لکھا ہے

لطفِ عبید پرورت شاہدِ ایں قبالہ باد
تیری غلام پرور مہربانی اس دستاویز کی گواہ ہو

دیریست کہ دلدار پیامے نفرستاد
زمانہ گزر گیا کہ دلدار نے کوئی پیغام نہ بھیجا

ننوشت کلامے و سلامے نفرستاد
اس نے نہ کچھ لکھا، نہ سلام بھیجا

صد نامہ فرستادم و آں شاہ سواراں
میں نے سو خط بھیجے اور اس شاہ سوار نے

پیکے ندوانید و پیامے نفرستاد
کوئی قاصد نہ دوڑایا اور نہ پیغام بھیجا

سوئے منِ وحشی صفتِ عقل رمیدہ
مجھ وحشی صفت، دیوانے کی جانب

آہو روشے کبک خرامے نفرستاد
کوئی آہو روش، کوئی کبک خرام نہ بھیجا

دانست کہ خواہد شدنم مرغِ دل از دست
وہ جانتا تھا کہ مرغ دل میرے ہاتھ سے جانے والا ہے

زاں طرۂ چوں سلسلہ دامے نفرستاد
اس زنجیر جیسی زلف کا اس نے جال نہ بھیجا

فریاد کہ آں ساقیِ شکر لبِ سرمست
ہائے اس شکر لب جوش والے سرمست ساقی نے

دانست کہ مخمورم و جامے نفرستاد
جان لیا کہ میں اعضا شکنی میں ہوں اور ایک جام نہ بھیجا

۱ یعنی تیرا دشمن خون میں غلطاں ہو
۲ یعنی وہم و خیال کی رسائی سے بالاتر ہو
۳ یعنی تو آدمیت کا مقصود ہے
۴ زہرہ ستارے کو رقاصۂ فلک کہا گیا ہے
۵ دنیا و مافیہا تیرے دسترخوان سے حاصل ہو
۶ میرے اشعار کا عوض تو اپنے ہاتھ سے شایانِ شان دے
۷ آہو رفتار سے معشوق اور کبک رفتار سے قاصد مراد ہے
۸ خمار کی کیفیت ہوتی ہے جس میں اعضا شکنی محسوس کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس کو تھوڑی شراب ملے

http://www.muftbooks.blogspot.com/

چندانکہ زدم لاف کرامات و مقامات | ہیچم خبر از ہیچ مقامے نفرستاد
میں نے کرامات اور مقامات کی بہت ڈینگیں ماریں | اس نے مجھے کسی مقام کی کوئی خبر نہ بھیجی

حافظ با ادب باش کہ واخواست نباشد
حافظ ادب سے رہ، کوئی مواخذہ نہیں ہوتا ہے
گر شاہ پیامے بغلامے نفرستاد
اگر بادشاہ نے کوئی پیام کسی غلام کو نہیں بھیجا

دی پیر مے فروش کہ ذکرش بخیر باد | گفتا شراب نوش و غم دل ببر ز یاد
کل شراب فروش پیر نے (اس کا ذکر خیر سے ہو) | فرمایا شراب پی، اور غم دل بھلا دے

گفتم بباد میدہدم بادہ نام و ننگ | گفتا قبول کن سخن و ہر چہ باد باد
میں نے کہا شراب میری عزت آبرو کو برباد کر دیگی | اس نے کہا بات مان لے، اور جو کچھ بھی ہو ہو

سود و زیان و مایہ چو خواہد شدن ز دست | از بہر ایں معاملہ غمگیں مباش و شاد
سرمایہ کا نفع نقصان جبکہ ہاتھ سے نکل جائے گا | اس معاملہ کے لئے غمگین اور خوش نہ ہو

بیخار گل نباشد و بے نیش نوش ہم | تدبیر چیست وضع جہاں ایں چنیں فتاد
کانٹے بدون پھول، اور ڈنک بدون شہد نہیں ہوتا | کیا تدبیر ہے؟ زمانہ کی وضع یہی ہے

پر کن ز بادہ جام دمادم بگوش ہوش | بشنو از و حکایت جمشید و کیقباد
شراب سے پے در پے جام پُر کر، ہوش کے کان سے | اس سے جمشید اور کیقباد کا قصہ سن

در آرزوئے آنکہ رسد دل براحتے | جاں در درون سینہ غم عشق او نہاد
اس آرزو میں کہ دل کسی راحت تک پہونچ جائے | جان نے سینہ میں اس کے عشق کا غم رکھ لیا ہے

بادت بدست باشد اگر دل نہی بہیچ | در معرضے کہ تخت سلیماں رود بباد
اگر تو کسی چیز سے دل نہ لگائے تو تیرے ہاتھ میں ہوا ہوگی | اس جگہ جہاں سلیمان کا تخت ہوا میں جاتا ہے

گو نامرادی کہ بجائے نمیرسد | آنکس کہ بر رخش در ہر آرزو گشاد
کہہ دے نامراد ہے جو اس لئے کہ کسی جگہ نہیں پہونچا | وہ شخص جس کے لئے ہر آرزو کا دروازہ کھل گیا

ہرگز نمی رسد ز غمش تشنہ وصال | آنرا کہ رہ بمیکدۂ عشق خود نداد
اس کی خرابی سے وصال کا تشنہ ہرگز نہیں حاصل ہوتا | جس کو اس نے اپنے عشق کے شراب خانہ کا راستہ نہ دیا

حافظ گرت ز پند حکیماں ملالت ست
اے حافظ اگر تجھے داناؤں کی نصیحت سے ملال ہے
کوتہ کنیم قصہ کہ عمرت دراز باد
ہم قصہ مختصر کرتے ہیں خدا کرے تیری عمر دراز ہو

دوش در حلقۂ ما قصۂ گیسوئے تو بود | تا دل شب سخن از سلسلۂ موئے تو بود
شب گزشتہ ہمارے حلقہ میں تیرے گیسو کا قصہ تھا | آدھی رات تک تیرے بالوں کے سلسلہ کی بات تھی

دل کہ از ناوک مژگان تو در خوں میگشت | باز مشتاق کمانخانۂ ابروئے تو بود
وہ دل جو کہ تیری پلکوں کے تیر سے زخمی ہوا | پھر تیرے ابرو کے کمان خانہ کا مشتاق تھا

ے محبوب شاہ ہے اور حافظ غلام۔
ے پیر نے پہلوں کے فکر بھلانے کو اپنی ترغیب دی ہے کہ شراب پی۔ میں نے کہا بدنام ہو جاؤں گا اس نے کہا بات مان لے خواہ کچھ بھی ہو۔
ے ہونے کے بعد مال کا نقصان و نفع تجھ میں نہ رہیگا۔
ے دنیا میں راحت و غم ملے جلے ہیں۔
ے شراب پیجئے نئے تر ابیوں کا حال سنائے گی۔
ے محبوب کا عشق موجب راحت ہے۔
ے جس دنیا کہ سلیمان جیسے صاحب حکمت و جلال ختم کر لیا اس سے دل لگانا عجوبی ہے۔
ے شراب بھی جیتے محروم رہتا ہے۔
ے اس دعا پر بات ختم کر رہا ہوں۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

ہم عفا اللہ ز صبا کز تو پیامے آورد
خدا صبا کو بخشے جو تیری جانب سے ایک پیغام لائی
ورنہ در کس نرسیدیم کہ در کوئے تو بود
ورنہ ہماری کسی ایسے شخص تک رسائی نہ ہوئی جو تیرے کوچہ میں تھا

عالم از شور و شر عشق خبر ہیچ نداشت
دنیا کو عشق کے شور و شر کی کچھ خبر نہ تھی
فتنہ انگیز جہاں غمزۂ جادوئے تو بود
دنیا میں فتنہ برپا کرنے والا تیرا جادو بھرا غمزہ تھا

من سرگشتہ ہم از اہل سلامت بودم
میں حیران بھی سلامتی والوں میں سے تھا
دام راہم شکن طرۂ ہندوئے تو بود
میرے راستہ کا جال تیری کالی زلف کی شکن تھی

بکشا بند قبا تا بکشاید دل من
قبا کا بند کھول دے، تاکہ وہ میرا دل کھول دے
کہ کشادے کہ مرا بود ز پہلوئے تو بود
اس لیے کہ جو کشادگی مجھے حاصل تھی تیرے ہی پہلو سے تھی

بوفائے تو کہ بر تربت حافظ بگذر
تجھے تیری وفا کی قسم حافظ کی قبر پر سے گزر
کز جہاں میشد و در آرزوئے روئے تو بود
جو دنیا سے جا رہا تھا اور تیرے چہرے کا آرزومند تھا

در ازل پرتو حسنت ز تجلی دم زد
ازل میں تیرے حسن کے پرتو نے تجلی کا دم بھرا
عشق پیدا شد و آتش بہمہ عالم زد
عشق پیدا ہوا اور اس نے سارے عالم میں آگ لگا دی

جلوہ کرد رخش دید ملک عشق نداشت
اس کے رخ نے ظہور کیا، دیکھا فرشتہ کو عشق نہ تھا
عین آتش شد ازیں غیرت و بر آدم زد
اس غیرت سے بالکل آگ بن گیا اور آدم میں لگا دی

مدعی خواست کہ آید بتماشا گہ راز
مدعی نے چاہا کہ راز کی تماشا گاہ تک آ جائے
دست غیب آمد و بر سینۂ نامحرم زد
غیبی ہاتھ آیا اور نامحرم کے سینہ پر مارا

عقل میخواست کز آں شعلہ چراغ افروزد
عقل نے چاہا کہ اس شعلہ سے چراغ روشن کرے
برق غیرت بدرخشید و جہاں برہم زد
غیرت کی بجلی کوندی اور جہان درہم برہم کر دیا

جان علوی ہوس چاہ زنخدان تو داشت
عالم بالا کی جان نے تیری ٹھوڑی کے کنویں کی تمنا کی
دست در حلقۂ آں زلف خم اندر خم زد
ہاتھ اس پیچ در پیچ زلف کے حلقہ میں ڈالا

دیگراں قرعۂ قسمت ہمہ بر عیش زدند
دوسروں نے قسمت کا قرعہ تمام تر عیش پر ڈالا
دل غم دیدۂ ما بود کہ ہم بر غم زد
ہمارا غم دیدہ دل تھا کہ اس نے غم پر ڈالا

نظرے کرد کہ بیند بجہاں صورت خویش
اس نے سوچا کہ دنیا میں اپنی صورت دیکھے
خیمہ در آب و گل مزرعۂ آدم زد
آدم کے کھیت کے پانی اور مٹی میں خیمہ لگایا

خواست تا جلوہ کند صورت خود را محبوب
محبوب نے چاہا کہ اپنی صورت کا جلوہ کرے
خیمہ در معرکۂ آب و گل آدم زد
آدم کے پانی اور مٹی کے میدان میں خیمہ لگایا

حافظ آں روز طربنامۂ عشق تو نوشت
حافظ نے تیرے عشق کا مستی نامہ اس روز لکھا
کہ قلم بر سر اسباب دل خرم زد
خوش دل کے اسباب کے سر پر قلم پھیر دیا

http://www.muftbooks.blogspot.com/

دوش می آمد و رخساره برافروخته بود
وہ کل آرہا تھا اور منہ سرخ کئے ہوئے تھا
تا کجا باز دلِ غمزدهٔ سوخته بود
دیکھئے آج پھر کہاں کسی غمزدہ کے دل کو جلایا تھا

رسمِ عاشق کشی و شیوهٔ شهرآشوبی
عاشق کشی کی رسم اور شہر کو فتنے میں مبتلا کرنے کا طریقہ
جامهٔ بود که بر قامتِ او دوخته بود
ایک ایسا لباس تھا کہ اس کے قد پر سلا تھا

کفرِ زلفش رهِ دیں میزد و آں سنگیں دل
اس کی زلف کا کفر دین کی رہزنی کر رہا تھا اور وہ سنگدل
در رهش مشعله از چهره برافروخته بود
اس کے واسطے میں چہرہ کی مشعل روشن کئے ہوئے تھا

دل بسے خوں بکف آورد ولے دیده بریخت
دل نے بہت سا خون جمع کیا لیکن آنکھ نے بہا دیا
الله الله که تلف کرد و که اندوخته بود
اللہ اللہ کس نے برباد کیا اور کس نے جمع کیا تھا

یار مفروش بدنیا که بسے سود نکرد
دنیا کے بدلے محبوب کو فروخت نہ کر اس نے بہت نقصان اٹھایا
آنکه یوسف بزرِ ناسره بفروخته بود
اس نے جس نے یوسف کو کھوٹے سونے کے عوض بیچا تھا

جانِ عشاق سپندِ رخِ خود میدانست
وہ عاشقوں کی جان کو اپنے رخسار کا دانہ سپند سمجھتا تھا
و آتشِ چهره بدیں کار برافروخته بود
اور چہرے کی آگ اسی مقصد کے لئے روشن کئے ہوئے تھا

گرچه میگفت که زارت بکشم میدیدم
اگرچہ کہتا تھا کہ تجھے بری طرح قتل کروں گا لیکن میں دیکھ رہا تھا
که نهانش نظرے با منِ دلسوخته بود
کہ پوشیدہ طور پر اس کی نگاہ مجھ دل سوختہ کی طرف تھی

گفت و خوش گفت برو خرقه بسوزاں حافظ
اس نے کہا اور خوب کہا حافظ گدڑی پھونک دے
یا رب ایں قلب شناسی ز که آموخته بود
کھوٹے کھرے کی پہچان اس نے کس سے سیکھی تھی؟

دوش آگهی ز یارِ سفر کرده داد باد
کل صبا نے سفر میں گئے ہوئے یار کی خبر دی
من نیز دل بباد دهم هر چه باد باد
میں بھی دل کو برباد کروں گا جو کچھ ہوتا ہے ہو

در چینِ طرهٔ تو دلِ بے حفاظِ من
میرے بے مروت دل نے تیری زلف کی شکن میں
هرگز نگفت مسکنِ مالوف یاد باد
ہرگز نہ کہا کہ وطن مالوف یاد رہے

دل خوش شدم بیادِ تو هر گه که در چمن
جب تیری یاد سے خوش دل ہوا جب بھی چمن میں
بندِ قبائے غنچهٔ گل می کشاد باد
ہوا نے پھول کے غنچے کی قبا کے بند کھولے

طرفِ کلاهِ شاهیت آمد بخاطرم
میرے دل میں تیری شاہی ٹوپی کا گوشہ آیا
آنجا که تاج بر سرِ نرگس نهاد باد
جس جگہ ہوا نے نرگس کے سر پر تاج رکھا

کارم بداں رسید که همرازِ خود کنم
میرا حال یہاں تک پہنچ گیا کہ اپنے ہمراز کروں
هر شام برقِ لامع و هر بامداد باد
ہر شام کو چمکتی بجلی اور ہر صبح کو ہوا

از دست رفته بود وجودِ ضعیفِ من
میرا ضعیف وجود ہاتھ سے جا چکا تھا
صبحم ببوئے وصلِ تو جاں باز داد باد
صبح کے وقت تیرے وصل کی خوشبو سے ہوا نے جان ڈال دی

امروز قدرِ پندِ عزیزاں شناختم
آج میں نے دوستوں کی نصیحت کی قدر پہچانی
یا رب روانِ ناصحِ ما از تو شاد باد
خدا کرے ناصح کی روح تجھ سے خوش ہو

۱ کسی غم زدہ کو جلا کر آرہا تھا اس لیے اس کا منہ سرخ تھا۔
۲ عاشق کشی اور شہر آشوبی اس پر سجتی تھی۔
۳ زلف کافر زنگی ہے اور دین کو اس کے راستہ لگا ہے۔
۴ دل کی کمائی آنکھوں نے لٹا دی۔
۵ یار اور ان یوسف نے یوسف کو بیچ کر بڑا نقصان اٹھایا تھا۔
۶ بلانے والا کو آگ پر جلایا جاتا ہے تاکہ نظر نہ لگے۔

[illegible]

۱ گرہ زنی پر بادی ہے اس کو جاکر خاص ہونا چاہئے۔
۲ میرا دل ایسا بیمروت ہو کر زلفوں میں بیٹھنے لگا اور بسے کو جو اس کا اصلی وطن ہے بھول ہی گیا۔
۳ جب غنچہ پھول بنتا تو تیری یاد تازہ ہوگئی۔
۴ نرگس کے سر پر گل دیکھ کر مجھے تاج شاہی کی یاد تازہ ہوگئی۔
۵ برق سے مراد آتش عشق [illegible]

http://www.muftbooks.blogspot.com/

تاریخ عیش ما شب دیدار دوست بود
جانے عیش کا زمانہ دوست کے دیدار کی رات تھی
عہد شباب و صحبت احباب یاد باد
جوانی کا زمانہ اور دوستوں کی صحبت یاد رہے

ہر شب ہزار غم بمن آمد ز عشق تو
تیرے عشق کی وجہ سے ہر شب مجھ پر ہزاروں غم پڑے
یارب کہ ہر دمم غم عشقت زیاد باد
خدا کرے میرے ہر سانس میں تیرے عشق کا غم زیادہ ہو

حافظ نہاد نیک تو کامت برآورد
حافظ! تیری نیک طبیعت تیرا مقصد پورا کرے گی
جانہا فدائے مردم نیکو نہاد باد
خدا کرے نیک طبیعت انسانوں پر جانیں قربان ہوں

در آں ہوا کہ جز برق اندر طلب نباشد
جس عشق میں برق کے سوا کچھ مطلوب نہ ہو
گر خرمنے بسوزد چنداں عجب نباشد
اگر کوئی کھلیان جل جائے تو زیادہ تعجب نہ ہوگا

مرغے کہ با غم دل شد الفتیش حاصل
وہ پرندہ جس کو دل کے غم کے ساتھ الفت ہوگئی ہو
بر شاخسار عمرش برگ طرب نباشد
اس کی عمر کی شاخ پر خوشی کا پتا نہ ہوگا

در کارخانۂ عشق از کفر ناگزیر است
عشق کے کارخانہ میں، کفر ضروری ہے
آتش کرا بسوزد گر بولہب نباشد
آگ کس کو جلائے گی، اگر ابولہب نہ ہوگا

در کیش جاں فروشاں فضل و ہنر زبیدہ
جاں فروشوں کے طریقہ میں فضل اور ہنر زیبا نہیں دیتا
اینجا نسب نگنجد اینجا حسب نباشد
اس جگہ نسب کی گنجائش نہیں ہے، اس جگہ حسب نہ ہوگا

در محفلے کہ خورشید اندر شمار ذرہ است
جس محفل میں آفتاب ذرے میں شمار ہے
خود را بزرگ دیدن شرط ادب نباشد
اپنے آپ کو بڑا سمجھنا ادب نہ ہوگا

مے خور کہ عمر سرمد گر در جہاں توان یافت
شراب پی اگر دنیا میں عمر جاوداں پائی جا سکتی ہے
جز بادۂ بہشتی ہیچش سبب نباشد
بہشتی شراب کے سوا اس کا کوئی ذریعہ نہ ہوگا

حافظ وصال جاناں با چوں تو تنگدستے
اے حافظ! محبوب کا وصل تجھ جیسے مفلس کو
روزے شود کہ با او پیوند شب نباشد
اس دن حاصل ہوگا، جس دن رات کا جوڑ نہ ہوگا

دلم جز مہر مہرویاں طریقے بر نمیگیرد
میرا دل معشوقوں کی محبت کے سوا کوئی راستہ اختیار نہیں کرتا ہے
زہر در میدہم پندش و لیکن در نمیگیرد
میں ہر طرح اس کو نصیحت کرتا ہوں لیکن اثر نہیں کرتی ہے

خدارا اے نصیحتگو حدیث از مطرب و مے گو
اے ناصح! خدا کے لیے مطرب اور شراب کی بات کر
کہ نقشے در خیال ما ازیں خوشتر نمیگیرد
اس لیے کہ ہمارے ذہن میں اس سے بہتر کسی چیز کا نقشہ نہیں جمتا

صراحی میکشم پنہاں و مردم دفترانگارند
میں صراحی چھپا کر لے جاتا ہوں اور لوگ کتاب سمجھتے ہیں
عجب گر آتش ایں زرق در دفتر نمیگیرد
تعجب ہوگا اگر اس مکر کی آگ کتاب میں نہ لگے

نصیحت کم کن و ما را بفریاد دف و نے بخش
نصیحت کم کر اور ہمیں دف اور نے کی فریاد بخش دے
کہ غیر از راستی نقشے دریں جوہر نمیگیرد
اس لیے کہ اس جوہر میں سچائی کے علاوہ کوئی نقش نہیں جمتا

۔ اگر جز عشق دہر نہ ... آگ کسی کو جلانے کی ... کو عشق کا جو حصہ ... برباد ہو جائے گا۔
... ہے جس محفل میں ... محبوب ... بالمقابل ... تھوڑی بہت ... قیامت کے دن ... جرأت ... دیکھنی چاہیے۔ ... اس مکاری سے ... بیکلخت جل جانی چاہیے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

میانِ گریہ میخندم کہ چوں شمع اندریں مجلس
میں رونے کے دوران بہت ہنستا ہوں شمع کی طرح اس مجلس میں
زبانِ آتشینم ہست اما در نمیگیرد
میری زبان آتشیں ہے لیکن اثر نہیں کرتی ہے

سرو چشمے باایں خوبی تو گوئی چشم از و بر گیر
اس سرو کا سا سراپا تو گویا آنکھ اس سے نظر ہٹاتے
بروکایں وعظِ بے معنی مرا در سر نمیگیرد
جا یہ بے معنی وعظ میرے دماغ میں نہیں بیٹھتا ہے

نصیحتگوئے رنداں را کہ با حکمِ خدا جنگ ست
رندوں کو نصیحت کرنے والا، جس کی خدا کے حکم سے لڑائی ہے
دلش بس تنگ می بینم چرا ساغر نمیگیرد
میں اس کا دل بہت تنگ دیکھتا ہوں، وہ ساغر کیوں نہیں لیتا ہے

چہ خوش صیدِ دلم کردی بنازم چشمِ مستت را
کیسا اچھا میرے دل کا شکار کیا، میں تیری مست آنکھوں پر فخر کرتا ہوں
کہ کس آہوئے وحشی را ازیں خوشتر نمیگیرد
اس لیے کہ کوئی وحشی ہرن کو اس سے بہتر طریقہ پر نہیں پکڑتا ہے

چہ سود افسونگری اے دل کہ در دلبر نمیگیرد
اے دل افسوں گری سے کیا فائدہ ہے، اس معشوق میں اثر نہیں کرتی ہے
سخن در احتیاج ما و استغنائے معشوق ست
ہماری ضرورت اور معشوق کی بے نیازی کی بات ہے

خدارا رحمے اے منعم کہ درویشِ سرِ کوئیت
اے منعم خدا کے لیے رحم کر، اس لیے کہ تیرے کوچہ کا فقیر
درِ دیگر نمیداند رہِ دیگر نمیگیرد
دوسرا دروازہ نہیں جانتا ہے اور دوسرا راستہ اختیار نہیں کرتا ہے

من از پیرِ مغاں دیدم کراماتِ مردانہ
میں نے پیر مغاں کی مردانہ کرامتیں دیکھی ہیں
کہ ایں دلقِ ریائی را بجائے بر نمیگیرد
کہ اس ریائی گدڑی کو ایک جام کے بدلے قبول نہیں کرتا ہے

من ایں دلقِ مرقع را بخواہم سوختن روزے
میں اس پیوند لگی گدڑی کو ایک دن پھونک دوں گا
کہ پیر میفروشانش بجامے بر نمیگیرد
اس لیے کہ شراب فروشوں کا پیر اس کو ایک جام کے بدلے نہیں لیتا ہے

من ایں آئینہ را روزے بدست آرم سکندر وار
میں اس آئینہ کو سکندر کی طرح کسی دن حاصل کر لوں گا
اگر میگیرد ایں آتش زمانے ور نمیگیرد
اگر یہ آگ قبول کرتی ہے ورنہ ایک زمانہ تک میں اثر نہیں کرتی ہے

بیا اے ساقیِ گلرخ بیاور بادۂ رنگیں
اے گل رخ ساقی آ، رنگین شراب لا
کہ فکرے در درونِ ما ازیں بہتر نمیگیرد
اس لیے کہ اس سے بہتر فکر ہمارے اندر اثر نہیں کرتا ہے

بایں شعرِ تر و شیریں ز شاہنشہ عجب دارم
اس تر اور شیریں شعروں کے باوجود مجھے بادشاہ پر تعجب ہے
کہ سر تا پائے حافظ را چرا در زر نمیگیرد
کہ حافظ کو سر سے پیر تک سونے میں کیوں نہیں غرق کرتا ہے

دیدم بخواب خوش کہ بدستم پیالہ بود
میں نے ایک اچھے خواب میں دیکھا، میرے ہاتھ میں پیالہ تھا
تعبیر رفت و کار بدولت حوالہ بود
تعبیر ہوئی اور کام خوش قسمتی کے حوالے تھا

چل سال رنج و غصہ کشیدیم و عاقبت
چالیس سال تک ہم نے رنج اور غصہ برداشت کیا، آخر کار
تدبیرِ ما بدستِ شرابِ دو سالہ بود
ہماری تدبیر دو سالہ شراب کے ہاتھ میں تھی

آں نافۂ مراد کہ میخواستم ز غیب
عالم غیب سے جس نافۂ مشک کی مراد مانگتا تھا
در چینِ زلفِ آں بتِ مشکیں کلالہ بود
وہ اس مشکیں زلف، بت کے گیسو کی شکن میں تھا

از دست بردہ بود وجودم خمارِ عشق
عشق کا خمار، میرے وجود کو ہاتھ سے چھین چکا تھا
دولت مساعد آمد و مے در پیالہ بود
خوش قسمتی مددگار ہوئی اور شراب پیالے میں تھی

۱. شمع گریہ کرنے کے ساتھ گریہ اور آتشیں زبان رکھتی ہے تو شمع کی طرح ہوں، میری آتشیں زبان مجلس والوں کو متاثر نہیں کرتی ہے، اسی طرح میری فصاحت و بلاغت سے محبوب متاثر نہیں ہوتا ہے۔
۲. جب رندوں کے خدا کی مشیت اور حکم کے مطابق رندی ہے تو ناصح کا رد کرنا خدا کے حکم سے جنگ کرنا ہے۔
۳. دل عاشق وحشی ہرن ہے۔
۴. جب محبوب بے نیاز ہے تو اس پر کوئی افسوں اثر نہیں کرتا ہے تو افسوں بیکار ہے۔
۵. مرشد کا گدڑی کو بدلے قبول نہ کرنا اس کی مردانہ کرامت ہے۔
۶. جب گدڑی اس قدر بیکار ہے اس کو جلا دوں گا۔
۷. خواب میں ہاتھ میں پیالہ دیکھا خوش قسمتی کی علامت تھی۔
۸. چالیس سال رنج کا دور دو سالہ شراب ختم کر دیتی ہے۔
۹. نافۂ مشک میں جو ہے وہ محبوب کی زلف کی شکن میں ہے۔
۱۰. عشق کے ساتھ پیالہ نہ ہوتا تو عشق کی وجہ سے جان چلی جاتی۔

نالاں و دادخواہ بمیخانہ میروم
فریاد کرتے ہوئے انصاف کے لیے میخانہ میں جاتا ہوں

کانجا گشادِ کارِ من از آہ و نالہ بود
اس لیے کہ اس جگہ میرے کام کی کشادگی آہ و نالہ سے ہوتی تھی

خوں میخورم ولیک نہ جائے شکایت است
میں خون پیتا ہوں، لیکن شکایت کا موقع نہیں ہے

روزی ما ز خوانِ کرم ایں نوالہ بود
کرم کے دسترخوان سے ہماری روزی یہی نوالہ تھی

بر طرفِ گلشنم نظر افتاد وقتِ صبح
صبح کے وقت گلشن کے کنارے پر میری نظر پڑی

آں دم کہ کارِ مرغِ چمن آہ و نالہ بود
جبکہ چمن کے پرندے کا کام آہ اور نالہ تھا

ہر گونہ کاشت مہر و ز خوبی گلے نچید
ہر وہ جس نے محبت کی کاشت کی اور خوبی کا پھول نہ چنا

در رہگذارِ بادِ نگہبانِ لالہ بود
وہ ہوا کے راستے میں لالہ کا نگہبان تھا

آتش فگند در دلِ مرغاں نسیمِ باغ
باغ کی نسیم نے پرندوں کے دل میں آگ لگا دی

زاں داغِ سر بمہر کہ در جانِ لالہ بود
اس سربمہر داغ سے جو لالہ کے دل میں تھا

آں شاہِ تند حملہ کہ خورشیدِ شیر گیر
وہ تند حملہ والا بادشاہ کہ شیر گیر آفتاب

پیشش بروزِ معرکہ کمتر غزالہ بود
لڑائی کے دن اس کے سامنے ہرن سے کمتر تھا

دیدم کہ شعرِ دلکشِ حافظ بمدحِ شاہ
میں نے دیکھا کہ شاہ کی تعریف میں حافظ کے دلکش شعر

ہر بیت از آں سفینہ بہ از صد رسالہ بود
اس دیوان کا ہر شعر سو رسالوں سے بہتر تھا

دمے با غم بسر بردن جہاں یکسر نمی ارزد
تھوڑی دیر بھی غم کے ساتھ بسر کرنا تمام دنیا کے برابر نہیں

بمے بفروش دلقِ ما کزیں بہتر نمی ارزد
ہماری گدڑی شراب کے عوض بیچ دو کہ اس سے بہتر قیمت کے لائق نہیں ہے

بکوئے مے فروشانش بجامے برنگیرند
شراب فروشوں کے کوچہ میں اس کو ایک جام کے بدلے بھی نہیں لیتے ہیں

زہے سجادۂ تقوی کہ یک ساغر نمی ارزد
سبحان اللہ تقوی کا مصلیٰ ہے کہ ایک ساغر کے بھی لائق نہیں

شکوہِ تاجِ سلطانی کہ بیمِ جاں درو درج است
تاج شاہی کا دبدبہ جس میں جان کا خوف بھی ہے

کلاہِ دلکش است اما بدردِ سر نمی ارزد
دلکش ٹوپی ہے لیکن دردِ سر کے لائق نہیں

رقیبم سرزنشہا کرد کز ایں باب رخ برتاب
رقیب نے مجھ کو بہت ملامتیں کیں کہ اس دروازے سے منہ پھیر لے

چہ افتاد ایں سرِ ما را کہ خاکِ در نمی ارزد
اس ہمارے سر کو کیا ہوا کہ دروازہ کی خاک کے لائق نہیں

ترا آں بہ کہ روئے خود ز مشتاقاں بپوشانی
تیرے لیے یہ مناسب ہے کہ عاشقوں سے اپنا چہرہ چھپائے

کہ سودائے جہانداری غمِ لشکر نمی ارزد
بادشاہت کا جنون لشکر کے غم کے لائق نہیں

بشوئے نقشِ دلتنگی کہ در بازارِ یکرنگی
اس دل تنگی کے نقش کو دھو ڈال کہ یک رنگی کے بازار میں

بصنعتہائے گوناگوں مے احمر نمی ارزد
گوناگوں صنعتیں سرخ شراب کے بدلے کے لائق نہیں

دیار و یار مردم را مقید میکند ورنہ
وطن اور معشوق انسانوں کو پابند کرتے ہیں ورنہ

چہ جائے پارس کایں محنت جہاں یکسر نمی ارزد
فارس تو کیا یہ مصیبت پوری دنیا کے عوض کے لائق نہیں

بس آساں می نمود اول غمِ دریا ببوئے سود
نفع کی بو کی وجہ سے ابتدا میں دریا کی مصیبت آسان معلوم ہوتی تھی

غلط گفتم کہ ہر موجش بصد گوہر نمی ارزد
میں نے غلط کہا اس کی کوئی موج سو گوہر کے لائق نہیں

http://www.muftbooks.blogspot.com/

برو گنجِ قناعت جو و کنجِ عافیت بنشیں	کہ یکدم تنگدل بودن بہ بحر و بر نمی ارزد
جا اپنے خزانۂ قناعت کی کوشش کر، عافیت کے گوشے میں بیٹھ	اس لیے کہ تھوڑی دیر کے لیے تنگدل ہونا سمندر و خشکی کے برابر نہیں

چو حافظ در قناعت کوش و از دنیائے دوں بگذر
حافظ کی طرح قناعت میں کوشش کر اور کمینی دنیا سے گذر جا

کہ یک جو منتِ دوناں بصد من زر نمی ارزد
اس لیے کہ کمینوں کا ایک جو احسان سو من سونے کے لائق نہیں

دوستاں دخترِ رز توبہ ز مستوری کرد	شد برِ محتسب و کار بدستوری کرد
اے دوستو! انگور کی بیٹی نے پردہ نشینی سے توبہ کی	محتسب کے پاس گئی، اور اجازت سے کام کیا

آمد از پردہ بہ مجلس عرقش پاک کنید	تا نگویند حریفاں کہ چرا دوری کرد
پردے سے نکل کر مجلس میں آئی، اس کا پسینہ پونچھو	تاکہ دوست یہ نہ کہیں کہ اس نے دوری کیوں اختیار کی

مژدگانی بدہ اے دل کہ دگر مطربِ عشق	راہِ مستانہ زد و چارۂ مخموری کرد
اے دل انعام دے کہ عشق کے مطرب نے پھر	مستانہ راہ چلی، اور خمار شکنی کا علاج کیا

جائے آنست کہ در عقدِ وصالش گیرند	دخترِ رز کہ بخم ایں ہمہ مستوری کرد
اس کا موقع ہے کہ عقدِ نکاح میں لے لیں	انگور کی بیٹی جس نے مٹکے میں یہ سب حجاب کیا

نہ بہفت آب کہ رنگش بصد آتش نرود	آنچہ با خرقۂ زاہد مے انگوری کرد
سات سمندر سے نہیں بلکہ سو آگ سے بھی اس کا رنگ نہ جائے گا	جو کچھ انگوری شراب نے زاہد کی گدڑی کے ساتھ کیا ہے

غنچۂ گلبنِ وصلم ز نسیمش بشگفت	مرغِ خوشخواں طرب از برگِ گلِ سوری کرد
میرے وصل کی شاخ کا غنچہ اس کی نسیم سے کھل گیا	خوش الحان بلبل نے سرخ گلاب کی پتی پر مستی کی

حافظ افتادگی از دست مدہ زانکہ حسود
حافظ! انکسار کو ہاتھ سے نہ چھوڑ، اس لیے کہ حاسد نے

عرض و مال و دل و دیں در سرِ مغروری کرد
آبرو، مال، دل اور دین غرور کی نذر کر دیا

درختِ دوستی بنشاں کہ کامِ دل ببار آرد	نہالِ دشمنی برکن کہ رنجِ بیشمار آرد
دوستی کا درخت لگا، کیونکہ دل کا مقصد پھل لاتا ہے	دشمنی کا پودا اکھاڑ، کیونکہ بے شمار تکلیفیں دیتا ہے

چو مہمانِ خراباتی بعشرت باش با رنداں	کہ دردِ سر کشی جاناں گرت مستی خمار آرد
جب تو خرابات کا مہمان ہے رندوں کے ساتھ عیش اڑا	اے جاناں اگر مستی نے خمار پیدا کیا تو تجھے دردِ سر ہو جائے گا

شبِ صحبت غنیمت داں و دادِ خوشدلی بستاں	کہ گردش کند گردوں بسے لیل و نہار آرد
ملاقات کی رات کو غنیمت سمجھ اور خوشدلی کی داد حاصل کر	آسمان بہت گردش کرے گا اور بہت سے رات اور دن لائے گا

عماری دارِ لیلیٰ را کہ مہر و ماہ در حکم ست	خدایا در دل اندازش کہ بر مجنوں گذار آرد
لیلیٰ کو شتربان جس کے قبضہ میں سورج اور چاند ہے	اے خدا اس کے دل میں ڈال دے کہ مجنوں کے پاس سے گزرے

بہارِ عمر خواہ اے دل وگرنہ ایں چمن ہر سال	چو نسریں صد گل آرد بار و چوں بلبل ہزار آرد
اے دل عمر کی بہار چاہ ورنہ یہ چمن ہر سال	نسرین کی طرح سو پھول کھلاتا ہے اور بلبل جیسے ہزار پیدا کرتا ہے

[illegible]

http://www.muftbooks.blogspot.com/

خدا را چوں دلِ ریشم قرارے بست با زلفت | بفرما لعلِ نوشیں را کہ جاں را بر قرار آرد
جبکہ میرے زخمی دل نے تیری زلف سے ایک عہد باندھ لیا ہے | تیرے لعل کو حکم دے کہ جان کو برقرار رکھے

نکار افتادۂ اے دل کہ صد من بارِ غم داری | برو یک جرعہ مے درکش کہ در حالت بکار آرد
اے دل تو بیکار ہو گیا ہے، سو من غم کا بوجھ رکھتا ہے | جا ایک گھونٹ شراب پی کہ وہ کام کی حالت میں لے آتی ہے

دریں باغ ار خدا خواہد دریں پیرانہ سر حافظ
اگر خدا چاہے تو بڑھاپے میں حافظ اسی باغ میں
نشیند بر لبِ جوئے و سروے در کنار آرد
نہر کے کنارے پر بیٹھے گا اور کسی سرو سے بغل گیر ہوگا

دوش از جنابِ آصف پیکِ بشارت آمد | کز حضرتِ سلیماں عشرت اشارت آمد
کل جناب آصف کی طرف سے خوشخبری کا قاصد آیا | کہ سلیمان کے دربار سے عیش و عشرت کا اشارہ ہو گیا

خاکِ وجودِ ما را از آبِ بادہ گِل کن | ویراں سرائے دل را گاہِ عمارت آمد
ہمارے وجود کی مٹی کو شراب کے پانی سے گوندھ | دل کی ویران سرائے کی تعمیر کا وقت آگیا

ایں شرحِ بے نہایت کز حسنِ یار گفتند | حرفیست کز ہزاراں اندر عبارت آمد
یہ بے انتہا تشریح جو انہوں نے یار کے حسن کی کی ہے | ہزاروں میں سے ایک حرف ہے جو عبارت میں آگیا

عیبم بپوش زنہار اے خرقۂ مے آلود | کاں پاکدامن اینجا بہرِ زیارت آمد
اے شراب آلود گدڑی خبردار میری عیب پوشی کر دے | اس لئے کہ وہ پاک دامن اس جگہ زیارت کے لئے آگیا

امروز جائے ہر کس پیدا شود ز خوباں | کاں ماہِ مجلس آرا اندر صدارت آمد
آج حسینوں میں سے ہر ایک کا مقام کھل جائے گا | اس لئے کہ وہ مجلس کو زینت دینے والا چاند صدارت کیلئے آگیا

بر تختِ جم کہ تاجش معراجِ آفتاب ست | ہمت نگر کہ مورے با ایں حقارت آمد
جمشید کے تخت پر کہ جس کا تاج آفتاب کی معراج ہے | ہمت تو دیکھو کہ ایک چیونٹی باوجود اس حقارت کے آگئی

از چشمِ شوخش اے دل ایمانِ خود نگہدار | کاں جادوئے کماں کش بر عزمِ غارت آمد
اے دل اس کی شوخ آنکھ سے اپنے ایمان کو بچا | اس لئے کہ وہ کمان کھینچنے والا جادوگر غارت کے ارادہ سے آگیا

دریاست مجلسِ شہ دریاب وقت و بشناس | ہاں اے زیاں رسیدہ وقتِ تجارت آمد
بادشاہ کی مجلس دریا ہے، وقت کو غنیمت سمجھ اور پہچان لے | ہاں اے نقصان اٹھانے والے تجارت کا وقت آگیا

آلودۂ تو حافظ فیضے ز شاہ درخواہ
اے حافظ تو آلودہ ہے بادشاہ سے فیض چاہ
کاں عنصرِ سماحت بہرِ طہارت آمد
اس لئے کہ وہ سخاوت کی اصل پاک کرنے کیلئے آگیا

در نمازم خمِ ابروئے تو چوں یاد آمد | حالتے رفت کہ محراب بفریاد آمد
نماز میں جب مجھے تیرے ابرو کا خم یاد آگیا | ایسی حالت ہو گئی کہ محراب فریاد کرنے لگی

از من اکنوں طمعِ صبر و دل و ہوش مدار | کاں تحمل کہ تو دیدی ہمہ برباد آمد
اب مجھ سے صبر اور دل و ہوش کی امید نہ رکھ | اس لئے کہ جو برداشت تو نے دیکھی تھی سب برباد ہو گئی

۱ غموں میں مبتلا ہو کر دل بیکار ہو جاتا ہے۔ ایک شراب کے گھونٹ سے غم دور کر کے کام کو چلایا جائے۔
۲ حافظ کو چاہیے کہ عیش و عشرت کی زندگی گذارے گا۔
۳ آصف بن برخیا حضرت سلیمان کے وزیر کا نام ہے۔
۴ دل کی تعمیر کا وقت آگیا ہے لہٰذا وجود کی مٹی شراب میں گوندھ کر تیار کرو۔
۵ محبوب کی تعریف حد سے کہیں آگیا
۶ یہ ہزاروں میں سے ایک حرف ہے
۷ زندگی میں جو شراب سے شرابی گدڑی کی عیب پوشی کر سکتی ہے۔
۸ مجلس میں جب محبوب صدر نشین ہو جاتا ہے تو حسینوں کا درجہ معلوم ہو جاتا ہے۔
۹ جب مرد سے محبوب ... ہو جاتی ہیں۔
۱۰ چاہیے کہ اپنا حال ... کرو۔
۱۱ ... کو دیکھ کر ... کرے گا۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

بادہ صافی شد و مرغانِ چمن مست شدند
شراب صاف ہو گئی اور چمن کے پرندے مست ہو گئے
موسمِ عاشقی و کار بہ بنیاد آمد
عاشقی کا موسم آ گیا اور کام مضبوط ہو گیا

بوئے بہبود ز اوضاعِ جہاں می‌شنوم
میں زمانہ سے بہبودی کی خوشبو سونگھ رہا ہوں
شادی آورد گل و بادِ صبا شاد آمد
پھول خوشی لایا ہے اور بادِ صبا خوش ہو کر آئی ہے

اے عروسِ ہنر از دہر شکایت منمای
اے ہنر کی دلہن! زمانہ کی شکایت نہ کر
حجلۂ حسن بیارائے کہ داماد آمد
حسن کے حجلہ کو سجا کہ شوہر آ گیا

بر زلیخا ستم اے یوسفِ مصری مپسند
اے مصری یوسف زلیخا پر ظلم پسند نہ کر
زانکہ از عشق بر او اینہمہ بیداد آمد
اس لیے کہ اس پر عشق ہی کی وجہ سے یہ ظلم ہوئے

دلفریبانِ نباتی ہمہ زیور بستند
سب نباتی دلفریبوں نے زیور پہن لیے
دلبرِ ماست کہ با حسنِ خداداد آمد
ہمارا معشوق ہے جو خداداد حسن کے ساتھ آیا

زیرِ بارند درختاں کہ تعلق دارند
جو درخت تعلق رکھتے ہیں، وہ زیر بار ہیں
اے خوشا سرو کہ از بندِ غم آزاد آمد
وہ سرو کیا اچھا ہے جو غم کی قید سے آزاد ہے

مطرب از گفتۂ حافظ غزلے نغز بخواں
اے مطرب حافظ کے کلام میں سے کوئی عمدہ غزل گا
تا بگویم کہ ز عہدِ طربم یاد آمد
تاکہ میں کہوں، کہ مجھے مستی کا زمانہ یاد آ گیا

دلے کہ غیب نمای است و جامِ جم دارد
وہ دل جو غیب نما ہے اور جامِ جمشید رکھتا ہے
ز خاتمے کہ دمے گم شود چہ غم دارد
اس انگوٹھی سے جو اس سے گم ہو جائے کیا غم کرتا ہے!

بخط و خالِ گدایاں مدہ خزینۂ دل
دل کا خزانہ فقیروں کے خط و خال کو نہ دے
بدستِ شاہ وشے دہ کہ محترم دارد
بادشاہ جیسے کے ہاتھ میں دے کہ عزت سے رکھے

نہ ہر درخت تحمل کند جفائے خزاں
ہر درخت خزاں کے ظلم کو برداشت نہیں کرتا
غلامِ ہمتِ سروم کہ ایں قدم دارد
میں سرو کی ہمت کا غلام ہوں کہ یہ ثابت قدمی رکھتا ہے

رسید موسمِ آں کز طرب چو نرگسِ مست
اس کا موسم آ گیا کہ خوشی سے مست نرگس کی طرح
نہد بپائے قدح ہر کہ شش درم دارد
پیالے کے قدموں پر ڈال دے جو بھی چھ درم رکھے

زر از بہائے مے اکنوں چو گل دریغ مدار
اب پھول کی طرح ہونے کو شراب کی قیمت ادا کرنے سے دریغ نہ کر
کہ عقلِ کل بصدت عیب متہم دارد
کہ عقلِ کل تجھے سو عیب سے متہم کرے

ز سرِ غیب کس آگاہ نیست قصہ مخواں
غیب کے راز سے کوئی باخبر نہیں ہے قصہ نہ پڑھ
کدام محرمِ دل رہ دریں حرم دارد
دل کے کون سے محرم کو اس حرم کا راستہ ملا ہے

دلم کہ لافِ تجرد زدے کنوں صد شغل
میرا وہ دل جو بے تعلقی کی ڈینگیں مارتا تھا اب سو شغل
ببوئے زلفِ تو با بادِ صبحدم دارد
تیری زلف کی خوشبو کی وجہ سے صبح کی ہوا کے ساتھ رکھتا ہے

مراد دل ز کہ جویم کہ نیست دلدارے
دل کی مراد کس سے چاہوں کوئی دلدار نہیں ہے
کہ جلوۂ نظر و شیوۂ کرم دارد
جو نگاہ کا جلوہ اور کرم کی عادت رکھتا ہو

۱ موسمِ بہار آ گیا ہے جو طبیعت عشق اور مستی کی متقاضی ہے۔
۲ موسمِ بہار کی وجہ سے جہان بہتر ہو چلا ہے۔
۳ شاہدِ ہنر کی قدردانی کا زمانہ آ گیا ہے۔
۴ سب درختوں نے پھولوں کے زیورات پہن لیے ہیں ہمارا معشوق خداداد حسن کی وجہ سے زیور کی آرائش سے بے نیاز ہے۔
۵ حضرت سلیمان کے پاس ایک انگوٹھی تھی جس کے اثرات سے وہ جن و انس اور حیوانات وغیرہ پر حکومت کرتے تھے۔ جس کو صخر نامی دیو چرا کر لے گیا تو وہ پریشان ہو گئے تھے۔
۶ سرو کا درخت موسمِ خزاں سے متاثر نہیں ہوتا ہے۔
۷ مستی کا موسم آ گیا ہر شخص اپنا سب کچھ شراب خوشی پر خرچ کر ڈالنے کو آمادہ ہے۔
۸ موسمِ بہار میں جب پھول کھلتا ہے تو اس کا زرد حصہ جو ہے جس کو زرِ گل کہا جاتا ہے عقلِ کل، عقلِ اول اور حضرت جبرئیل کو کہا جاتا ہے۔
۹ عالم سے بے تعلقی کا دعویٰ تھا اب ہر وقت بادِ صبا سے مشغول ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

زجیب خرقہ حافظ چہ طرف تواں بست

[illegible]

کہ ما صمد طلبیدیم و او صنم دارد

[illegible]

دست از طلب ندارم تا کامِ من برآید
[illegible]

یا جاں رسد بجاناں یا جاں ز تن برآید
[illegible]

بکشائے تربتم را بعد از وفات و بنگر
[illegible]

کز آتش درونم دُود از کفن برآید
[illegible]

بنمائے رُخ کہ خلقے والہ شوند و حیراں
[illegible]

بکشائے لب کہ فریاد از مرد و زن برآید
[illegible]

جاں برلب ست و حسرت در دل کہ از لبانش
[illegible]

نگرفتہ ہیچ کامے جاں از بدن برآید
[illegible]

از حسرت دہانت جانم بہ تنگ آمد
[illegible]

خود کامِ تنگدستاں کے زاں دہن برآید
[illegible]

گفتم بخویش کز وے برگیر دل دلم گفت
[illegible]

کارے ست ایں کو باخویشتن برآید
[illegible]

ہر یک شکن ز زلفت پنجاہ شست دارد
[illegible]

چوں ایں دل شکستہ با آں شکن برآید
[illegible]

بر بوئے آنکہ در باغ آید گلے چو رویت
[illegible]

آید نسیم و ہردم گردِ چمن برآید
[illegible]

ہردم چو بیوفایاں نتواں گرفت یارے
[illegible]

مائیم و آستانش تا جاں ز تن برآید
[illegible]

برخیز تا چمن را از قامت و میانت
[illegible]

ہم سرو در بر آید ہم نارون برآید
[illegible]

گویند ذکر خیرش در خیل عشقبازاں
[illegible]

ہر جا کہ نامِ حافظ در انجمن برآید
[illegible]

در ازل ہر کو بفیضِ دولت ارزانی بود
[illegible]

تا ابد جامِ مرادش ہمدمِ جانی بود
[illegible]

من ہماں ساعت کہ از مے خواستم شد توبہ کار
[illegible]

گفتم ایں شاخ ار دہد بارے پشیمانی بود
[illegible]

[illegible]

http://www.muftbooks.blogspot.com/

خود گرفتم کافگنم سجادہ چوں سوسن بدوش
میں نے یہ مانا کہ سوسن کی طرح مصلیٰ کاندھے پر ڈال لوں

ہمچو گل بر خرقہ رنگ مے مسلمانی بود
کیا گدڑی پر پھول کی طرح شراب کا رنگ دینا مسلمانی ہوگی

خلوت ما را فروغ از عکس جام بادہ باد
ہماری خلوت کا نور شراب کے جام کے عکس سے ہے

زانکہ کنج اہل دل باید کہ نورانی بود
اس لیے کہ اہل دل کا گوشہ نورانی ہونا چاہیے

بے چراغ جام در خلوت نمی آرم نشست
میں جام کے چراغ بغیر خلوت میں نہیں بیٹھ سکتا

وقت گل مستوری مستاں ز نادانی بود
پھول کے موسم میں مستوں کی پردہ داری نادانی ہوگی

مجلس انس و بہار و بحث عشق اندر میاں
محبت اور بہار کی مجلس، اور اس میں عشق کی بحث

جام مے نگرفتن از جاناں گراں جانی بود
محبوب سے شراب کا جام نہ لینا گراں جانی ہوگی

ہمت عالی طلب جام مرصع گو مباش
بلند ہمت کو چاہ، خواہ جڑاؤ جام نہ ہو

رند را آب عنب یاقوت رمانی بود
رند کے لیے انگور کا پانی رمانی یاقوت ہوتا ہے

نیکنامی خواہی اے دل با بداں صحبت مکن
اے دل اگر تو نیکنامی چاہتا ہے بروں کی صحبت اختیار نہ کر

خود پسندی جان من برہان نادانی بود
اے میری جان! تکبر نادانی کی دلیل ہے

گرچہ بے ساماں نماید کار ما سہلش مبیں
اگرچہ ہمارا کام بے سروساماں نظر آتا ہے اس کو آسان نہ سمجھ

کاندریں کشور گدائی رشک سلطانی بود
اس لیے کہ اس ملک میں فقیری بادشاہت کو رشک ہے

خوش بود خلوت ہم اے صوفی ولیکن گرد رو
اے صوفی خلوت بھی اچھی چیز ہے لیکن اگر اس میں

بادہ ریحانی و ساقی مست ریحانی بود
ریحانی شراب اور ریحانی شراب سے مست ساقی ہو

دی عزیزے گفت حافظ میخورد پنہاں شراب
کل ایک دوست نے کہا حافظ چھپ کر شراب پیتا ہے

اے عزیز من گنہ آں بہ کہ پنہانی بود
اے میرے عزیز گناہ، وہی اچھا ہے جو چھپ کر ہو

دلم بے جمالت صفائے ندارد
میرا دل تیرے جمال بغیر کوئی صفائی نہیں رکھتا

چو بیگانہ کاآشنائے ندارد
اس بیگانے کی طرح جو کوئی آشنا نہ رکھتا ہو

متاع دل پاک مشتاق مسکیں
مسکین عاشق کے پاک دل کی پونجی

ببازار حسنش بہائے ندارد
اس کے حسن کے بازار میں کوئی قیمت نہیں رکھتی ہو

دلا جام و ساقی گلرخ طلب کن
اے دل جام اور گل رخ ساقی ڈھونڈ

کہ چوں گل زمانہ بقائے ندارد
اس لیے کہ پھول کی طرح زمانہ کو بھی بقا نہیں ہے

اگرچہ دلم رفت لیکن غمش نیست
اگرچہ میرا دل چلا گیا لیکن اس کی کوئی فکر نہیں

بجز آں خم زلف جائے ندارد
اس لیے کہ اس زلف کے پیچ کے سوا کہیں کوئی ٹھکانا نہیں

ازیں سینہ تنگ ترسم کہ تیرش
میں اس تنگ سینے سے ڈرتا ہوں کہ اس کا تیر

رود جائے وانگہ دوائے ندارد
ایسی جگہ جا لگے کہ پھر اس کی کوئی دوا نہ ہو

ہمہ چیز دارد دلآرام لیکن
محبوب سب کچھ رکھتا ہے لیکن

دریغا کہ با ما وفائے ندارد
افسوس کہ ہمارے ساتھ وفا نہیں رکھتا ہے

سلہ سوسن کے درخت پر جب پھول کھلتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سوسن کاندھے پر مصلیٰ ڈالے ہوئے ہے۔ یعنی ظاہر کو کاندھے پر ڈالنا جیسے مسلمانی کی علامت ہے لیکن شراب کے دھبوں کا کیا ہوگا۔ سے خلوت میں جام کے عکس سے ہی نور پیدا کیا جا سکتا ہے۔ سے مست شراب نوشی کے علاوہ سب [illegible] تو دوست کے ہاتھ سے شراب نہ پینا کاہلی ہے۔ سے سرخ یاقوت کی قسموں میں سے ایک رمانی ہوتی ہے۔ سے اگرچہ ہمارے پاس ساز و سامان نہیں ہے لیکن ہماری فقیری پر بادشاہ بھی رشک کرتے ہیں۔ سے ریحانی شراب کی کوئی قسم ہے یا خوشبودار پھول [illegible] سے محبوب کی زلف میں [illegible] سے تیر [illegible]

تیر ایسی جگہ جا لگے جس کا علاج بھی نہ ہو سکے۔ سلہ محبوب میں سب ہی خوبیاں ہیں لیکن وفاداری نہیں ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

چوں ماہ است روشن کہ بے مہر رویش
چاند کی طرح روشن ہے دیکھ اس کے چہرے کے آفتاب کے بغیر

دل و جانِ حافظ صفائے ندارد
حافظ کی جان اور دل کوئی نور نہیں رکھتا ہے

دل شوقِ لبت مدام دارد — یارب زلبت چہ کام دارد
دل کو ہمیشہ تیرے لب کا شوق لگا رہتا ہے — اے خدا تیرے لب سے اس کا کیا مقصد ہے!

جاں شربتِ مہر و بادۂ شوق — در ساغرِ دل مدام دارد
جان، محبت کا شربت اور شوق کی شراب — دل کے ساغر میں ہمیشہ رکھتی ہے

شوریدۂ زلفِ یار دائم — در دامِ بلا مقام دارد
یار کی زلف کا دیوانہ، ہمیشہ — مصیبت کے جال میں مقام رکھتا ہے

آخر نزسد کہ باز پرسیم — کاں دلبرِ ما چہ نام دارد
کیا یہی نہ ہوگا کہ ہم بھر ہم پوچھتے کہ ہم پھر سوال نہ کریں — کہ ہمارے اس دلبر کا کیا نام ہے؟

با یار کجا نشیند آں کو — اندیشۂ خاص و عام دارد
دوست کے ساتھ وہ کیسے بیٹھ سکتا ہے جس کو — خواص اور عوام کی فکر ہو

خرم دلِ آں کسے کہ صحبت — با یار علی الدوام دارد
اس کا دل خوش ہے، جو صحبت — دوست کے ساتھ ہمیشہ رکھے

تا صید کند دلے بشوخی — بر گل زبنفشہ دام دارد
تاکہ شوخی سے کسی دل کو شکار بنائے — پھول پر، بنفشہ کا جال رکھتا ہے

حافظ چو دمے خوش ست مجلس
چونکہ تھوڑی دیر کے لئے بھی مجلس بھنا اچھا ہے اے حافظ

اسبابِ طرب تمام دارد
مستی کے تمام سامان مہیا رکھتا ہے

دلم ز رنج فراواں دمے نیاساید — تنم زماندۂ دوری ہمی بفرساید
میرا دل بہت زیادہ رنج کی وجہ سے تھوڑی دیر بھی آرام نہیں پاتا — میرا جسم دوری کے رنج سے گھسا جاتا ہے

بخارِ حسرت اگر پر شود دلِ خرم — ز دیدگاں نمِ بارانِ غم فرود آید
حسرت کے بخارات اگر بھر جاتے ہیں تو خوش دل — آنکھوں سے غم کی بارش کی نمی گرتی ہے

زبس غمے کہ بدیدم چناں شدم کہ مرا — نسیمِ صبح بیکدم ز جائے بربابد
زیادہ غموں کی وجہ سے جو میں نے دیکھے ایسا ہوگیا ہوں کہ مجھے — صبح کی ہوا ایک دم جگہ سے اڑالے جائے

زمانہ جوید و ہر جا کہ فتنہ باشد — چو نو عروس بچشمِ منش بیاراید
زمانہ تلاش کرتا ہے اور جس جگہ بھی کوئی فتنہ ہوتا ہے — میری نگاہ میں، دلہن کی طرح اس کو سنوارتا ہے

دو چشم من رخِ من زرد دید نتوانست — ازآں بخونِ دلم دمبدم بیالاید
میری دو آنکھیں میرے رخ کو زرد نہ دیکھ سکیں — اسی وجہ سے ہر وقت میرے دل کے خون سے لیپتی ہیں

ــہ حافظ کو سب سے بڑا ... چاند بھی محبوب کے چہرے کی روشنی ... سے ہی آتی ہے۔
ــہ محبوب کی زلف کا دیوانہ ہمیشہ مصیبت ہی میں رہتا ہے۔
ــہ ہمیں یہ توقع ہے کہ ہم محبوب کا نام پوچھ لیں۔
ــہ محبوب کی صحبت تو وہی اختیار کر سکتا ہے جو تمام انسانوں سے بے تعلق ہو۔
ــہ گل سے چہرہ اور بنفشہ سے زلف مراد ہے۔
ــہ ... جسم ... گھل ...
ــہ ... آسمان سے ... گر گیا ... آسمان آتا ... جاتا ہے۔
ــہ میری آنکھیں ... چہرے کو زرد دیکھنا پسند نہیں کرتیں اس لیے خون دل سے اس کو لیپ دیتی ہیں۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

گر رنگ گندم روئے زرد بد خواہے
کہ اگر کوئی بدخواہ میرا زرد چہرہ دیکھے

بچشم او رخ من زرد رنگ ننماید
بجا ہے اس کی نگاہ کو زرد رنگ دکھائی دے

اگر ز نالۂ گرمم گویم چہ حاجت حالت
اگر میں نہیں سناتا ہوں تو کیا حاجت ہے

و گر بموی سرایم بہ پیچ و تاب آید
اگر سناتا ہوں تو پیچ و تاب کھاتا ہے

غمیں مباش چو حافظ کر حق جاویداں
حافظ کی طرح غمگین نہ رہ اس لئے کہ ہمیشہ زندہ رہنے والا

درے نہ بندد تا دیگرے نہ بکشاید
کوئی دروازہ بند نہیں کرتا جب تک دوسرا نہیں کھولتا

روزی برہش نہادم و بر من گذر نکرد
میں نے اس کے راستے پر چہرہ رکھ دیا وہ میرے پاس سے نہ گزرا

صد لطف چشم داشتم و یک نظر نکرد
بے شمار مہربانیوں کی توقع تھی اس نے ایک بار بھی نہ دیکھا

سیل سرشک ما ز دلش کیں بدر نبرد
ہمارے آنسوؤں کے سیلاب نے اس کے دل سے کینہ نہ نکالا

در سنگ خارہ قطرۂ باراں اثر نکرد
سنگ خارہ میں بارش کے قطرے نے اثر نہ کیا

ماہی و مرغ دوش نخفت از فغان من
کل شب میری فریاد سے مچھلیاں اور پرندے نہ سوئے

واں شوخ دیدہ بیں کہ سر از خواب بر نکرد
اس شوخ چشم کو دیکھو کہ نیند سے سر نہ اٹھایا

میخواستم کہ میرمش اندر قدم چو شمع
میں چاہتا تھا کہ اس کے قدموں پر شمع کی طرح جان دے دوں

او خود گذر بما چو نسیم سحر نکرد
اس نے ہمارے پاس سے نسیم سحر کی طرح گذر نہ کیا

یارب تو آں جوان دلاور نگاہ دار
اے خدا تو اس بہادر جوان کی حفاظت کر

کز تیر آہ گوشہ نشیناں حذر نکرد
جس نے گوشہ نشینوں کی آہ کے تیر سے پرہیز نہ کیا

جاناں کدام سنگدل بے کفایت ست
اے محبوب اگر سنگدل، بے سلیقہ ہے

کو پیش زخم تیغ تو جاں را سپر نکرد
کہ جس نے تیری تلوار کے زخم کے سامنے جان کو ڈھال نہ بنایا

شوخی نگر کہ مرغ دل بال و پر کباب
شوخی دیکھو کہ مرغ دل جس کے بال اور پر کباب ہو چکے ہیں

سودائے خام عاشقی از سر بدر نکرد
عاشقی کے خام جنون کو اس نے سر سے نہ نکالا

حافظ حدیث عشق تو از بسکہ دلکش ست
اے حافظ تیرے عشق کی کہانی بہت زیادہ دلچسپ ہے

نشنید کس کہ از سر رغبت ز بر نکرد
کسی نے ایسے شخص سے نہیں سنا جس نے رغبت سے یاد نہ کیا ہو

رہے بزن کہ آہے بر ساز آں تواں زد
کوئی ساز چھیڑ، جس کے نغمے پر آہ کھینچی جا سکے

شعرے بخواں کہ با او رطل گراں تواں زد
کوئی شعر پڑھ، جس پر بڑا پیالہ پیا جا سکے

بر آستان جاناں گر سر تواں نہادن
اگر معشوق کے در پر سر دھرا جا سکے

گلبانگ سر بلندی بر آسماں تواں زد
سربلندی کا نعرہ آسمان تک پہنچایا جا سکتا ہے

در خانقہ نگنجد اسرار عشق و مستی
عشق اور مستی کے راز خانقاہ میں نہیں سما سکتے

جام مے مغانہ ہم با مغاں تواں زد
مغوں کی شراب کا جام مغوں کے ساتھ ہی پیا جا سکتا ہے

۱۔ آنکھیں چہرے پر خون اس لیے جاری ہیں کہ دشمن میری زرد روئی دیکھ کر خوش نہ ہو سکے۔
۲۔ محبوب کے راستے پر ہم سر رکھے ہوئے تھے لیکن وہ وہاں سے نہ گزرا۔
۳۔ سیلاب پتھر کو دھو ڈالتا ہے لیکن ہمارے آنسوؤں کا سیلاب اس کے کینہ کو نہ دھو سکا۔
۴۔ ہمارے نالہ و فریاد نے حیوانات تک کی نیند حرام کر دی لیکن محبوب آرام سے سوتا رہا۔
۵۔ شمع نسیم سحر سے بجھ جاتی ہے، گویا شمع نسیم کے قدموں پر جان دیدیتی ہے۔
۶۔ آہیں اثر کرتی ہیں لیکن وہ پرواہ نہیں کرتا خدا اس کی حفاظت کرے۔
۷۔ [illegible]
۸۔ محبوب کے آستانہ پر سر دھرنا بڑی سعادت ہے۔
۹۔ اہل خانقاہ سرِ عشق نہیں سمجھ سکتے ہیں ہر کام واقف کار کے ساتھ ہونا چاہیے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

شد رہزن سلامت زلف تو ویں عجب نیست
تیری زلف سلامتی کی راہزن ہو گئی اور یہ تعجب کی بات نہیں
گر راہزن تو باشی صد کارواں تواں زد
اگر راہزن تو ہو تو سو قافلے لوٹے جا سکتے ہیں

گر دولتِ وصالت خواہد درے کشودن
اگر تیرے وصال کی دولت، دروازہ کھولنا چاہے
سرہا بایں تخیل بر آستاں تواں زد
اس تخیل سے بہت سے سر چوکھٹ پر رکھے جا سکتے ہیں

قدِ خمیدۂ ما سہلت نماید اما
ہمارا کبڑا قد تجھے حقیر نظر آتا ہے لیکن
بر چشم دشمنانت تیر از کماں تواں زد
تیرے دشمنوں کی آنکھوں پر کمان سے تیر لگایا جا سکتا ہے

از شرم در حجابم ساقی تلطفے کن
میں شرم کی وجہ سے پردے میں ہوں ساقی مہربانی کر
باشد کہ بوسہ چند بر آں دہاں تواں زد
ہو سکتا ہے کہ اس منہ کے چند بوسے لے جا سکیں

بر جویبارِ چشمم گر سایہ افگند دوست
میری آنکھوں کی نہر پر، اگر دوست سایہ ڈالے
بر خاکِ رہگذارش آبِ رواں تواں زد
اس کے راستہ کی خاک پر بہتا پانی چھڑکا جا سکتا ہے

درویش را نباشد منزل سرائے سلطاں
فقیر کو بادشاہ کی منزل سرائے حاصل نہیں ہوتی ہے
ماییم و کہنہ دلقے کآتش دراں تواں زد
ہم ہیں اور پرانی گدڑی کہ اس میں آگ لگائی جا سکتی ہے

اہلِ نظر دو عالم در یک نظر ببازند
اہل نظر دونوں جہان کو ایک نظر میں ہار دیتے ہیں
عشق ست و داوِ اول بر نقدِ جاں تواں زد
عشق ہے اور پہلی بازی، نقد جان پر لگائی جا سکتی ہے

با عقل و فہم و دانش دادِ سخن تواں داد
عقل اور سمجھ اور دانش سے سخن کی داد دی جا سکتی ہے
چوں جمع شد معانی گوئے بیاں تواں زد
جب معانی جمع ہو جائیں تو بیان کی گیند جیتی جا سکتی ہے

عشق و شباب و رندی مجموعۂ مراد ست
عشق اور جوانی اور رندی، تمنا کا مجموعہ ہے
ساقی بیا کہ جامے دریں زماں تواں زد
اے ساقی آ کہ اب اس زمانہ میں ایک جام پیا جا سکتا ہے

بر عزمِ کامرانی فالے بزن چہ دانی
اگر تو جانتا ہے کامیابی کے ارادہ پر فال نکال
باشد کہ گوئے دولت دریں میاں تواں زد
ہو سکتا ہے کہ خوش قسمتی کی گیند اس میدان میں جیت لی جائے

حافظ بحقِ قرآں کز زرق و شید باز آ
حافظ تجھے قرآن کے حق کی قسم ہے، مکر اور فریب سے باز آجا
باشد کہ گوئے عیشے دریں میاں تواں زد
ہو سکتا ہے کہ عیش کی گیند اس میدان میں جیت لی جائے

روزِ وصلِ دوستداراں یاد باد
دوستوں کے وصل کا دن، یاد ہے
یاد باد آں روزگاراں یاد باد
یاد رہے! وہ زمانہ یاد رہے

ایں زماں در کس وفاداری نماند
اس زمانہ میں کسی میں وفاداری نہیں رہی
زاں وفاداراں و یاراں یاد باد
ان وفاداروں اور یاروں کی یاد رہے

کامم از تلخیِ غم چوں زہر گشت
غم کی تلخی سے، میرا حلق زہر جیسا ہو گیا ہے
بانگِ نوشِ بادہ خواراں یاد باد
شراب نوشوں کے پینے کی آواز یاد رہے

من کہ در تدبیرِ غم بیچارہ ام
میں، جو غم کی تدبیر سے ناچار ہوں
چارۂ آں غمگساراں یاد باد
ان غمگساروں کی، چارہ سازی یاد رہے

ے اگر یہ معلوم ہو کہ دل کا نقصان ہے تو کون بچا لے تو رہزنوں سے نہیں بچ سکتے سے کٹ جانا یا جا سکتا ہے۔

ے چاہے کبڑا قد ہو تیرے دشمنوں کے لئے کمان ہو سکتا ہے۔

ے یہ چند بوسے بھی ہو سکتے ہیں ورنہ شرم آتی ہے۔

ے اگر اس چشم کا آنسو ہو تو دوست کے گرد غبار پر آنسو بہا سکتا ہوں۔

ے فقیر میں وقت چاہیے اپنی گدڑی کو جلا سکتے۔

ے شعر کا اصل وجہ تعلق کرتے ہیں معانی کو جمع کر کے شعر کیا جا سکتا ہے۔

ے اس موقع پر عیش اٹھانا چاہیے۔

ے تجھے قرآن کی قسم کہ مکر و فریب سے باز آ۔

ے اب تو وصل نہیں لیکن زمانہ وصل کو یاد کرنا ہی چاہیے، وہ اب تو وفاداری ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

گرچہ یاراں فارغ اند از یادِ من | از منِ ایشاں را ہزاراں یاد باد
اگرچہ دوست، میری یاد سے خالی ہیں | میری جانب سے اُن کی ہزاروں بار یاد رہے

مبتلا گشتم دریں دامِ بلا | کوششِ آں حق گزاراں یاد باد
میں اس مصیبت کے جال میں پھنس گیا ہوں | ان حق ادا کرنے والوں کی کوشش یاد رہے

گرچہ صد رود است در چشمم رواں | زندہ رودِ باغ کاراں یاد باد
اگرچہ میری آنکھوں میں سو نہریں جاری ہیں | باغ نگاراں کی زندہ رود، یاد رہے

زاں سرِ زلف و رخِ گلفامِ او | روز و شب اے گلعذاراں یاد باد
اس زلف، اور اس کے پھول جیسے رنگ کی | اے معشوقو! دن رات یاد رہنی چاہئے

رازِ حافظ بعد ازیں ناگفتہ ماند
حافظ کا راز اس کے بعد نہ کہا رہتا ہے

اے دریغ از رازداراں یاد باد
ہائے افسوس! راز داروں کی یاد رہنی چاہئے

رسید مژدہ کہ ایامِ غم نخواہد ماند | چناں نماند و چنیں نیز ہم نخواہد ماند
خوش خبری پہنچی ہے کہ غم کا زمانہ نہ رہے گا | ویسا بھی نہیں رہا، ایسا بھی نہ رہے گا

من ارچہ در نظرِ یار خاکسار شدم | رقیب نیز چنیں محترم نخواہد ماند
یار کی نظر میں، اگرچہ میں ذلیل ہو گیا ہوں | رقیب بھی اس طرح باعزت نہ رہے گا

چو پردہ دار بہ شمشیر می زند ہمہ را | کسے مقیمِ حریمِ حرم نخواہد ماند
پردہ نشین، جبکہ سب کو تلوار سے مارتا ہے | کوئی بھی حرم کے احاطہ میں مقیم نہ رہے گا

توانگرا دلِ درویشِ خود بدست آور | کہ مخزنِ زر و گنجِ درم نخواہد ماند
اے مالدار! اپنے فقیر کا دل ہاتھ میں لے | سونے کا خزانہ اور درہم کا خزانہ نہ رہیگا

غنیمتے شمر اے شمع وصلِ پروانہ | کہ ایں معاملہ تا صبحدم نخواہد ماند
اے شمع پروانہ کے وصل کو غنیمت جان | اس لئے کہ یہ معاملہ صبح تک نہ رہے گا

سروشِ عالمِ غیبم بشارتے خوش داد | کہ بر درِ کرمش کس دژم نخواہد ماند
عالم غیب کے فرشتہ نے، مجھے اچھی خوشخبری سنائی | کہ اس کے کرم کے دروازہ پر کوئی غمگین نہ رہے گا

بریں رواقِ زبرجد نوشتہ اند بزر | کہ جز نکوئیِ اہلِ کرم نخواہد ماند
اس زبرجد کے چھجے پر سونے کے پانی سے لکھا ہے | کہ اہل کرم کی بھلائی کے سوا کچھ نہ رہے گا

سرودِ مجلسِ جمشید گفتہ اند ایں بود | کہ جام بادہ بیاور کہ جم نخواہد ماند
لوگوں نے کہا ہے، جمشید کی مجلس کا گانا یہ تھا | کہ شراب کا پیالہ لا کیونکہ جمشید نہ رہے گا

چہ جائے شکر و شکایت ز نقشِ نیک و بد است | کہ کس ہمیشہ گرفتارِ غم نخواہد ماند
اچھے برے کے نقش سے شکر و شکایت کا کیا موقع ہے | اس لئے کہ کوئی ہمیشہ غم میں گرفتار نہ رہے گا

ز مہربانیِ جاناں طمع مبر حافظ | کہ نقشِ مہر و نشانِ ستم نخواہد ماند
اے حافظ! محبوب کی مہربانی سے مایوس نہ ہو | اس لئے کہ محبت کا نقش اور ظلم کا نشان نہ رہے گا

ے دوستوں نے مجھے بھلا دیا لیکن میرے لئے انکی یاد تازہ رہنی چاہیے۔
ے زندہ رود [illegible] کی ایک نہر کا نام ہے اس کے کنارے ایک باغ ہے جس کا نام باغ نگاراں ہے۔
ے [illegible]
ے [illegible]
ے [illegible]
ے اس میں کوئی بھی نقصان ہے۔
ے [illegible]
ے [illegible]
ے مشہور ہے کہ جمشید [illegible]
ے [illegible] نہیں اس لئے کہ ان میں سے کسی کو بقا نہیں ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

یعنی تیرے چہرے جیسی رونق
چاند کو حاصل نہیں پھول
اس کے محبوب کے سامنے
گھاس سے بھی کم ہے۔

روشنیِ طلعتِ تو ماہ ندارد
تیرے چہرے کی روشنی چاند نہیں رکھتا
پیشِ تو گل رونقِ گیاہ ندارد
تیرے بالمقابل پھول گھاس کی رونق نہیں رکھتا

جانبِ دلہا نگاہدار کہ سلطان
دلوں کی دیکھ بھال رکھ اس لیے کہ بادشاہ
ملک ندارد اگر سپاہ ندارد
ملک نہیں رکھتا، اگر سپاہ نہیں رکھتا

دیدہ ام آں چشمِ دل سیہ کہ تو داری
میں نے اس سیاہ دل آنکھ کو دیکھا ہے جو تو رکھتا ہے
جانبِ ہیچ آشنا نگاہ ندارد
کسی آشنا کی طرف، نگاہ نہیں کرتی

اے شہِ خوباں بعاشقاں نظرے کن
اے حسینوں کے بادشاہ، عاشقوں پر نظر ڈال
ہیچ شہے چوں تو ایں سپاہ ندارد
تیری طرح کوئی بادشاہ یہ لشکر نہیں رکھتا

نے من تنہا کشم تطاولِ زلفت
تنہا میں ہی تیری زلف کی دست درازی برداشت نہیں کرتا ہوں
کیست بدل داغِ ایں سیاہ ندارد
کون ہے جو اس سیاہ کا دل میں داغ نہ رکھتا ہو؟

شوخیِ نرگس نگر کہ پیشِ تو بشگفت
نرگس کی شرارت دیکھ، تیرے سامنے کھلی
چشم دریدہ، ادب نگاہ ندارد
بے حیا، ادب کو ملحوظ نہیں رکھتی

رطلِ گرانم دہ اے مریدِ خرابات
اے شراب خانہ کے معتقد، مجھے بھاری جام دے
شادیِ شیخے کہ خانقاہ ندارد
اس شیخ کی خوشی میں، جو خانقاہ نہیں رکھتا

گو برو و آستیں بخونِ جگر شوی
کہہ دو کہ چلا جائے، اور خونِ جگر سے آستین دھو لے
ہر کہ دریں آستانہ راہ ندارد
جو اس چوکھٹ کا راستہ نہیں رکھتا

تا چہ کند با رخِ تو دودِ دلِ من
دیکھئے میرے دل کا دھواں تیرے رخ کا کیا کرتا ہے
آئنہ دانی کہ تابِ آہ ندارد
تجھے معلوم ہے کہ آئینہ آہ کی تاب نہیں رکھتا

خوں خور و خامش نشیں کہ آں دلِ نازک
خون پیتا رہ اور چپ بیٹھا رہ اس لیے کہ وہ نازک دل
طاقتِ فریادِ داد خواہ ندارد
فریادی کی فریاد سننے کی طاقت نہیں رکھتا

گوشۂ ابروئے تست منظرِ چشمم
میری آنکھ کا منظر، تیری ابرو کا گوشہ ہے
خوشتر ازیں گوشہ بادشاہ ندارد
بادشاہ بھی اس سے زیادہ خوبصورت گوشہ نہیں رکھتا

حافظ اگر سجدۂ تو کرد مکن عیب
حافظ نے اگر تجھے سجدہ کیا، عیب نہ لگا
کافرِ عشق اے صنم گناہ ندارد
اے صنم، عشق کے کافر پر کوئی گناہ نہیں ہوتا

رسید مژدہ کہ آمد بہار و سبزہ دمید
خوش خبری آئی کہ بہار آ گئی اور سبزہ اُگ گیا
وظیفہ گر برسد مصرفش گلست و نبید
اگر تنخواہ ملی تو اس کا مصرف پھول اور شراب ہے

صفیرِ مرغ برآمد بطِ شراب کجاست
پرندوں کا چہچہانا شروع ہو گیا شراب کی صراحی کہاں ہے؟
فغاں فتاد ز بلبل نقابِ گل کہ درید
بلبل نے شور کیا، پھول کا نقاب کس نے چاک کر دیا

ز روئے ساقیِ مہوش گلے بچیں امروز
آج چاند جیسے ساقی کے رخسار سے پھول چن
کہ گردِ عارضِ بستاں خطِ بنفشہ دمید
اس لیے کہ باغ کے رخسار کے گرد بنفشہ اُگ آئی ہے

http://www.muftbooks.blogspot.com/

چناں کرشمۂ ساقی دلم ز دست ببرد
ساقی کی ادا میرا دل یوں ہاتھ سے اُچک کر لے گئی

کہ با کسے دگرم نیست برگ گفت و شنید
کہ اب کسی کے ساتھ گفت و شنید کا موقع نہیں

من ایں مرقع رنگیں چو گل بخواہم سوخت
میں اس رنگین گدڑی کو پھول کی طرح جلا دوں گا

کہ پیر بادہ فروشش بجرعۂ نخرید
اس لئے کہ شراب فروش پیر نے اس کو ایک گھونٹ میں نہ خریدا

بکوئے عشق منہ بے دلیل راہ قدم
عشق کے کوچہ میں رہبر کے بغیر قدم نہ رکھ

کہ گم شد آنکہ دریں رہ برہبرے نرسید
اس لئے کہ اس راہ میں جو شخص رہبر تک نہ پہنچا گم ہو گیا

ز میوہائے بہشتی چہ ذوق دریابد
بہشتی میووں سے اس کو کب ذائقہ ملے گا

کسے کہ سیب زنخدان شاہدے نگزید
جس نے کسی معشوق کی ٹھوڑی کا سیب نہ چکھا

مکن ز غصہ شکایت کہ در طریق ادب
غم کی شکایت نہ کر اس لئے کہ ادب کے طریقہ میں

براحتے نرسید آنکہ زحمتے نکشید
وہ شخص کسی راحت کو نہیں پہنچا جس نے تکلیف نہ اٹھائی

عجائب رہ عشق اے رفیق بسیار است
اے دوست راہِ عشق کے عجائبات بہت ہیں

ز پیش آہوئے ایں دشت شیر نر برمید
اس جنگل کے ہرن کے سامنے سے نر شیر بھاگ گیا

خدائے را مددے اے دلیل راہ حرم
اے حرم کے راستہ کے رہبر خدا کے لئے مدد کر

کہ نیست بادیۂ عشق را کرانہ پدید
اس لئے کہ عشق کے جنگل کا کنارہ ظاہر نہیں ہے

گلے نچید ز بستان آرزو دل من
میرے دل نے آرزو کے باغ سے کوئی پھول نہ چنا

مگر نسیم مروت دریں چمن نوزید
شاید مروت کی ہوا اس چمن میں نہ چلی

شراب نوش کن و جام زر بصوفی دہ
شراب پی، اور سونے کا جام صوفی کو دے

کہ پادشہ ز کرم جرم صوفیاں بخشید
اس لئے کہ بادشاہ نے کرم سے صوفیوں کی خطا معاف کر دی

بہار میگذرد مہر گسترا دریاب
بہار گذر رہی ہے اے کریم دریا، توجہ کر

کہ رفت موسم و حافظ ہنوز مے نچشید
کہ وقت گذر گیا اور حافظ نے اب تک شراب نہیں چکھی

روز ہجراں و شب فرقت یار آخر شد
ہجر کا دن، اور فرقت کی رات ختم ہو گئی

زدم ایں فال و گذشت اختر و کار آخر شد
میں نے یہ فال نکالی اور ستارہ گذر گیا اور کام پورا ہو گیا

آں ہمہ ناز و تنعم کہ خزاں مے فرمود
وہ سب ناز، اور عیش جو خزاں کرتی تھی

عاقبت در قدم باد بہار آخر شد
انجام کار بادِ بہار کی آمد سے ختم ہو گیا

بعد ازیں نور بآفاق دہیم از دل خویش
اس کے بعد ہم اپنے دل سے زمانہ کو نور بخشیں گے

کہ بخورشید رسیدیم و غبار آخر شد
اس لئے کہ ہم خورشید تک پہنچ گئے اور غبار ختم ہو گیا

آں پریشانی شبہائے دراز و غم دل
وہ لمبی راتوں کی پریشانی، اور دل کا غم

ہمہ در سایۂ گیسوئے نگار آخر شد
سب محبوب کے گیسو کے سایہ میں ختم ہو گیا

ساقیا عمر دراز و قدحت پر مے باد
اے ساقی تیری عمر دراز، اور پیالہ شراب سے پُر ہو

کہ بسعی تو ام اندوہ خمار آخر شد
تیری کوشش سے میرا اضطراب، بے کلی کا غم ختم ہوا

ساقی کے عشق میں ایسا مبتلا ہو گیا ہوں کہ کسی اور سے بات چیت کا موقع نہیں۔ راہِ عشق بغیر رہبر کے نہیں کیا جا سکتا ہے۔ جو بے رہبر چلا ہے وہ ... شیر بھاگ جاتے۔ عشق کی وادی ناپید کنار ہے۔ ... کوئی مواخذہ نہ کرے گا۔ بہار سے مراد جوانی ہے۔ ... موسم بہار آگیا۔ ہم محبوب کے نور سے منور کریں گے اور دنیا کو بھی جگائیں گے۔ اور پریشانی غبار بیٹھ گیا۔ ہم محبوب تک پہنچ گئے ہیں۔ شب ہائے دراز زلف محبوب کی طرف تھیں زلف نے ان کو شکست دے دی۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

شکر ایزد کہ باقبالِ کُلہ گوشۂ گل
خدا کا شکر ہے کہ پھول کی کلاہ کی کے اقبال سے

نخوتِ بادِ دَے و شوکتِ خار آخر شد
دے کے مہینہ کی ہوا کا گھمنڈ اور کانٹے کا دبدبہ ختم ہوا

باد رم نیست زبدعہدیٔ ایام ہنوز
زمانہ کی بدعہدی کی وجہ سے مجھے ابھی یقین نہیں کہ

قصۂ غصہ کہ در وصلتِ یار آخر شد
رنج کا قصہ یار کے وصل کے بارے میں ختم ہوگیا

صبحِ امید کہ بُد معتکفِ پردۂ غیب
امید کی صبح جو غیب کے پردے میں معتکف تھی

گو برون آی کہ کارِ شبِ تار آخر شد
اس کو کہدو کہ باہر آجائے کہ اندھیری رات کا کام ختم ہوگیا

گرچہ آشفتگیٔ کارِ من از زلفِ تو بود
اگرچہ میرے کام کی پریشانی تیری زلف کی وجہ سے تھی

حلِ ایں عقدہ ہم از روئے نگار آخر شد
اس عقدہ کا حل بھی معشوق کے چہرے سے حل ہوگیا

در شمار ارچہ نیاورد کسے حافظ را
اگرچہ حافظ کو کوئی گنتی میں نہ لایا

شکر کاں محنتِ بے حد و شمار آخر شد
شکر ہے کہ وہ بے حد حساب مصیبت بھی ختم ہوگئی

زاہدِ خلوت نشیں دوش بمیخانہ شد
گوشہ نشین زاہد کل شب میخانہ میں چلا گیا

از سرِ پیماں گذشت بر سرِ پیمانہ شد
اس نے عہد کو ترک کر دیا اور پیمانہ کے سر ہوگیا

شاہدِ عہدِ شباب آمدہ بودش بخواب
اس کے خواب میں جوانی کے زمانہ کا معشوق آگیا تھا

باز بہ پیرانہ سر عاشق و دیوانہ شد
پھر بڑھاپے میں عاشق اور دیوانہ ہوگیا

مغبچہ میگذشت راہزنِ عقل و دیں
عقل اور دین کا رہزن ایک مغبچہ گذر رہا تھا

در پئے آں آشنا از ہمہ بیگانہ شد
اس آشنا کے پیچھے سب سے بیگانہ ہوگیا

آتشِ رخسارِ گل خرمنِ بلبل بسوخت
پھول کے رخسار کی آگ نے بلبل کا کھلیان جلا دیا

چہرۂ خندانِ شمع آفتِ پروانہ شد
شمع کا مسکراتا چہرہ پروانہ کی مصیبت بن گیا

گریۂ شام و سحر شکر کہ ضائع نگشت
شکر ہے شام اور صبح کا رونا ضائع نہ ہوا

قطرۂ بارانِ ما گوہرِ یکدانہ شد
ہماری بارش کا قطرہ دُرِّ یکتا بن گیا

نرگسِ ساقی بخواند آیتِ افسونگری
ساقی کی آنکھ نے منتر کی آیت پڑھ دی

حلقۂ اورادِ ما گردشِ پیمانہ شد
ہمارے وظیفوں کا حلقہ پیمانہ کی گردش ہوگیا

صوفیٔ مجلس کہ دی جام و قدح میشکست
مجلس کا صوفی جو کل جام اور پیالہ توڑ رہا تھا

دوش بیک جرعۂ عاقل و فرزانہ شد
رات ایک گھونٹ شراب سے عقلمند اور فرزانہ بن گیا

منزلِ حافظ کنوں بارگہِ کبریاست
اب حافظ کا مقام کبریا کی بارگاہ ہے

دل برِ دلدار رفت جاں برِ جانانہ شد
دل دلدار کے پاس چلا گیا جان جانانہ کے پاس چلی گئی

زہے خجستہ زمانے کہ یار باز آید
کیا ہی مبارک زمانہ جبکہ دوست واپس آجائے

بکامِ غمزدگاں غمگسار باز آید
غمزدوں کی منشاء کے مطابق غمخوار واپس آجائے

ے دے مہینہ کو کہتے ہیں جو سخت سردی کا ہوتا ہے اس میں ہوا بہت تیز ہوتی ہے، اس لئے سردی اور طرح طرح کی بلائیں سخت ہوتی ہیں۔
ے چونکہ زمانہ بد عہد واقع ہوا ہے، اس لئے وصل حاصل ہو جانے کا یقین نہیں آتا ہے۔
ے زلف کی پیدا کردہ پریشانی بھی چہرے نے زائل کر دی۔
ے عہد توڑ دیا اور پیالہ سے دوستی جوڑ لی۔
ے بڑھاپے میں جوانی کا معشوق خواب میں نظر آگیا اور عشق پیدا ہوگیا۔
ے وہ مغبچہ ایسا تھا کہ اس کو دیکھ کر سب کو بھلا بیٹھا
ے شمع کو خنداں بھی کہا جاتا ہے اور گریاں بھی۔
ے رونا بیکار نہ گیا اس کے قطروں سے دُر یکتا پیدا ہوگیا۔
ے آنکھ نے ایسا منتر پڑھ دیا کہ اب ہمارا وظیفہ پیمانہ کی گردش ہوگیا
ے صوفی جو پہلے عقل کا دشمن بنا ہوا تھا ایک گھونٹ میں عقلمند بن گیا۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

بہ پیشِ شاہ و خیالش کشیدم ابلقِ چشم
اس کے خیال کے اور شاہ کے سامنے میں نے آنکھ کا ابلق گھوڑا لایا
بداں امید کہ آں شہسوار باز آید
اس امید پر کہ وہ شہسوار واپس آ جائے

در انتظارِ خدنگش ہمی پرد دلِ صید
اس کے تیر کے انتظار میں شکار کا دل اڑا جا رہا ہے
خیال آنکہ بر سمِ شکار باز آید
اس خیال سے کہ شکار کے لئے وہ لوٹ آئے

مقیم بر سرِ راہش نشستہ ام چوں گرد
میں گرد کی طرح اس کے راستہ پر مقیم ہو بیٹھا ہوں
بداں ہوس کہ بداں رہگذار باز آید
اس ہوس میں، کہ اس راستہ سے لوٹ آئے

دلے کہ با سرِ زلفینِ او قرارے داد
وہ دل جس نے اس کی دو زلفوں کو قول دے دیا ہے
گماں مبر کہ دراں دل قرار باز آید
خیال بھی نہ کر کہ اس دل کو پھر قرار آ جائے

اگر نہ در خمِ چوگانِ او رود سرِ من
اگر اس کے چوگان کے خم میں میرا سر نہ جائے
ز سر نگویم و سر خود چہ کار باز آید
سر کے متعلق کیا کہوں، پھر وہ سر خود کس کام آئے

چہ جورہا کہ کشیدند بلبلاں از دے
بلبلوں نے دَے کے ہاتھ سے کس قدر ظلم برداشت کیے
ببوئے آنکہ دگر نوبہار باز آید
اس امید پر کہ نوبہار پھر لوٹ آئے

سرشکِ من نزند موج بر کنار چو بحر
میرے آنسو سمندر کی طرح کنارے پر موجیں مار رہے ہیں
اگر میانِ وِیَم در کنار باز آید
اگر اس کی کمر میری بغل میں پھر آ جائے

ز نقشبندِ قضا ہست امید آں حافظ
اے حافظ تقدیر کے نقش بنانے والے سے امید ہے
کہ چوں حنا بکفم آں نگار باز آید
کہ مہندی کی طرح میری ہتھیلی میں وہ معشوق پھر آ جائے

سالہا دل طلبِ جامِ جم از ما میکرد
دل برسوں ہم سے جامِ جم مانگتا رہا
آنچہ خود داشت ز بیگانہ تمنا میکرد
جو کچھ خود اس کے پاس تھا غیر سے مانگتا رہا

گوہرے کز صدفِ کون و مکاں بیروں بود
وہ موتی، جو کون و مکاں کے سیپ سے باہر تھا
طلب از گم شدگانِ لبِ دریا میکرد
دریا کے کنارے کے گم شدوں سے مانگتا رہا

مشکلِ خویش بر پیرِ مغاں بردم دوش
میں اپنی مشکل کل شب پیر مغاں کے پاس لے گیا
کو بتائیدِ نظر حلِ معما میکرد
کیونکہ وہ نظر کی طاقت سے معمے کو حل کرتا تھا

بیدلے در ہمہ احوال خدا با او بود
ایک بیدل، خدا تمام احوال میں اس کے ساتھ ہے
او نمی دیدش و از دور خدایا میکرد
وہ اس کو نہیں دیکھتا تھا اور دور سے خدایا کہتا تھا

دیدمش خرم و خنداں قدحِ بادہ بدست
میں نے اس کو ہاتھ میں پیالہ لئے خوش اور ہنستا ہوا دیکھا
واندراں آئنہ صد گونہ تماشا میکرد
اور اس آئینہ میں وہ سیکڑوں طرح کی چیزیں دیکھ رہا تھا

گفتم ایں جامِ جہاں بیں بتو کے داد حکیم
میں نے کہا یہ جہاں بیں جام خدا نے تجھے کب دیا
گفت آں روز کہ ایں گنبدِ مینا میکرد
اس نے کہا جس دن خدا یہ نیلا گنبد بنا رہا تھا

ایں ہمہ شعبدہ با عقل کہ میکرد اینجا
وہ تمام شعبدے جو عقل اس جگہ کر رہی تھی
سامری پیشِ عصا و یدِ بیضا میکرد
سامری عصا اور ید بیضا کے مقابلہ کر رہا تھا

۱ ابلق سیاہ و سفید گھوڑے کو کہتے ہیں۔ چونکہ آنکھ میں بھی سیاہی اور سفیدی ہے اس لئے اس کو ابلق قرار دیا ہے۔
۲ پرندہ تیر لگنے پر [illegible] شکاری اس کو [illegible] کرتا ہے۔
۳ اگر میرا سر اس کے چوگان کی گیند نہ بنا تو پھر بیکار ہے۔
۴ نقشبند قضا سے تعلق [illegible] مہندی ہاتھ پر لگائی جاتی ہے۔
۵ دل طالبِ جام جم [illegible] [illegible]
۶ ایک بیدل جس کو خدا نظر نہیں آتا [illegible] حالانکہ خدا اس کے ساتھ تھا۔ [illegible]
۷ عشق کے مقابلہ میں عقل کی شعبدہ بازی ایسی ہے جیسے سامری کی حضرت موسیٰ کے مقابلہ میں [illegible]

ید سے مراد حضرت موسیٰ کا وہ ہاتھ ہے جس سے بیمار شفا پاتے تھے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

گفت آں یار کز و گشت سرِ دار بلند
جرمش آں بود کہ اسرار ہویدا میکرد
اس نے کہا وہ دوست جس سے سولی کا سر بلند ہوا
اس کی خطا یہ تھی کہ راز ظاہر کر رہا تھا

فیضِ روح القدس ار باز مدد فرماید
دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا میکرد
روح القدس کا فیض اگر پھر مدد کرے
دوسرے بھی وہ کریں، جو مسیحا کر رہا تھا

گفتمش سلسلۂ زلفِ بتاں از پئی چیست
میں نے اس سے کہا تو جانتا ہے معشوقوں کی زلفوں کا سلسلہ کیا ہے

گفت حافظ گلہ از شبِ یلدا میکرد
وہ بولا، حافظ تاریک رات کا شکوہ کر رہا تھا

سالہا دفترِ ما در گروِ صہبا بود
رونقِ میکدہ از درس و دعائے ما بود
ہماری کتابیں سالہا سال تک شراب میں گروی تھی
میکدہ کی رونق، ہمارے درس اور دعا سے تھی

نیکیِ پیرِ مغاں بیں کہ چو ما بدمستاں
ہر چہ کردیم بچشمِ کرمش زیبا بود
پیرِ مغاں کی نیکی دیکھ کہ ہم جیسے بدمستوں نے
جو کچھ کیا اس کی نگاہِ کرم میں مناسب تھا

دل چو پرکار بہر سو دورانے میکرد
و اندر آں دائرہ سرگشتہ و پابرجا بود
دل پرکار کی طرح ہر جانب چکر لگا رہا تھا
اور اس دائرہ میں حیران، اور پھر اپنی جگہ پر تھا

می شگفتم ز طرب زانکہ چو گل بر لبِ جوی
بر سرم سایۂ آں سروِ سہی بالا بود
میں خوشی سے کھلا جا رہا تھا اس لئے کہ پھول کی طرح نہر کے کنارے
میرے سر پر اس بلند سرو کا سایہ تھا

پیرِ گلرنگِ من اندر حقِ ازرق پوشاں
رخصتِ بحث نداد ارنہ حکایتہا بود
میرے گلرنگ پیر نے نیلی گدڑی پہننے والوں کے حق میں
بحث کی اجازت نہ دی ورنہ بہت سے قصے تھے

دفترِ دانشِ ما جملہ بشوئید بمے
کہ فلک دیدم و در قصدِ دلِ دانا بود
ہماری عقل کی پوری کتاب کو شراب سے دھو دو
اس لئے کہ میں نے آسمان کو دیکھا ہے عقلمند کے دل کی تاک میں تھا

مطرب از دردِ محبت غزلے می پرداخت
کہ حکیمانِ جہاں را مژہ خوں پالا بود
مطرب محبت کے درد سے ایسی غزل گا رہا تھا
کہ دنیا کے حکیموں کی پلکیں خون سے آلودہ تھیں

از بتاں آں طلب ار حسن شناسی اے دل
کیں کسے گفت کہ در علمِ نظر دانا بود
اے دل اگر تو حسن شناس ہے تو معشوقوں سے وہ چاہ
اس نے کہا ہے جو نظر بازی کے علم میں عقلمند تھا

قلبِ اندودۂ حافظ بر او خرج نشد
حافظ کا ملمع کیا ہوا سکہ اس کے سامنے نہ چل سکا

کہ معامل بہمہ عیبِ نہاں بینا بود
اس لئے کہ معاملہ کرنے والا پوشیدہ عیبوں کا دیکھنے والا تھا

ساقی حدیثِ سرو و گل و لالہ میرود
وِیں بحث با ثلاثۂ غسالہ میرود
اے ساقی سرو اور گل اور لالہ کی بات ہو رہی ہے
اور یہ بحث تین غسالہ کے ساتھ چھڑ رہی ہے

مے دہ کہ نو عروسِ چمن حدِ حسن یافت
کارِ ایں زماں ز صنعتِ دلالہ میرود
شراب لا کہ چمن کی نئی دلہن نے حسن کی حد پا لی
اس زمانہ میں کام دلالی کی کاری گری سے چلتا ہے

http://www.muftbooks.blogspot.com/

شکر شکن شوند ہمہ طوطیان ہند
ہندوستان کی تمام طوطیاں شکر خور ہو جائیں گی
زیں قند پارسی کہ بہ بنگالہ میرود
اس پارسی قند سے جو بنگال کو جا رہی ہے

طی مکان ببین و زمان در سلوک شعر
شعر کے سلوک میں طی زمان و مکان کو دیکھ
کایں طفل یکشبہ رہ یکسالہ میرود
اس لیے کہ یہ ایک رات کا بچہ ایک سال کا راستہ چلتا ہے

باد بہار می وزد از بوستان شاہ
بادشاہ کے باغ سے بہار کی ہوا چلتی ہے
وز ژالہ بادہ در قدح لالہ میرود
اور شبنم سے لالہ کے پیالے میں شراب بھرتی ہے

آں چشم جادوانۂ عابد فریب بیں
اس جادو بھری، عابد فریب آنکھ کو دیکھ
کش کاروان سحر بدنبالہ میرود
جادو کا قافلہ اس کے پیچھے پیچھے چلتا ہے

خوی کردہ میخرامد و بر عارض سمن
پسینہ میں نہایا ہوا ٹہلتا ہے اور سمن رخسار پر
از شرم روئے او عرق از ژالہ میرود
اس کے چہرہ کی شرم سے، شبنم کا پسینہ جاتا ہے

ایمن مشو ز عشوۂ دنیا کہ ایں عجوز
دنیا کی ادا سے مطمئن نہ ہو اس لیے کہ یہ بڑھیا
مکارہ می نشیند و محتالہ میرود
مکار بن کر بیٹھتی ہے اور حیلہ گری کرتی چلتی ہے

چوں سامری مباش کہ زر دید و از خری
سامری کی طرح نہ بن کہ اس نے گدھے پن سے سونا دیکھا
موسیٰ بہشت و از پے گوسالہ میرود
موسیٰ کو چھوڑا اور بچھڑے کے پیچھے جاتا ہے

حافظ ز شوق مجلس سلطان غیاث دیں
اے حافظ سلطان غیاث الدین کی مجلس کے شوق سے
خامش مشو کہ کار تو از نالہ میرود
چپ نہ ہو اس لیے کہ تیرا کام رونے سے چلتا ہے

سرو چمان من چرا میل چمن نمیکند
میرا خراماں سرو، چمن کی خواہش کیوں نہیں کرتا
ہمدم گل نمیشود یاد سمن نمیکند
پھول کا ساتھی نہیں ہوتا، سمن کی یاد نہیں کرتا

تا دل ہرزہ گرد من رفت بچین زلف او
میرا آوارہ دل جب سے اس کی زلف کی شکن میں گیا ہے
زاں سفر دراز خود یاد وطن نمیکند
اپنے اس دراز سفر سے وطن کی یاد نہیں کرتا

پیش کمان ابرویت لابہ ہمی کنم ولے
تیری ابرو کی کمان کے سامنے خوشامد کرتا ہوں لیکن
گوش کشیدہ است ازاں گوش بمن نمیکند
کھنچی ہوئی ہے اس لیے میری طرف توجہ نہیں کرتی

چوں ز نسیم میشود زلف بنفشہ پر شکن
بنفشہ کی زلف جب نسیم سے پر شکن ہوتی ہے
وہ کہ دلم چہ یاد از آں عہد شکن نمیکند
افسوس میرا دل اس عہد شکن کی کب یاد نہیں کرتا ہے

با ہمہ عطر دامنت آیدم از صبا عجب
مجھے صبا پر تعجب آتا ہے باوجود تیرے عطر دامن کے
کز گذر تو خاک را مشک ختن نمیکند
کہ تیرے گزرنے سے خاک کو مشک ختن نہیں کرتی ہے

ساقی سیم ساق من گر ہمہ زہر میدہد
چاندی جیسی پنڈلی والا، میرا ساقی اگر سارا زہر دیدے
کیست کہ تن چو جام مے جملہ دہن نمیکند
کون ہے جو اپنے جسم کو جام کی طرح تمام منہ نہیں بنا لیتا ہے

دل بامید وصل تو ہمدم جاں نمیشود
تیرے وصل کی امید میں دل جان کا ساتھی نہیں ہوتا
جاں بہوائے کوئے تو فکر چمن نمیکند
جان تیرے کوچہ کی خواہش کی وجہ سے چمن کی فکر نہیں کرتی

۱؎ یعنی میری اس فارسی غزل سے تمام شعرائے ہند محظوظ ہوں گے۔
۲؎ طی زمان و مکاں یعنی زمان و مکان کو لپیٹ دینا یعنی لمحوں میں برسوں کا کام پیدا ہو جاتا ہے کہ وہ طویل مسافت کو دم بھر میں طے کر لیتے ہیں، طفل یکشبہ سے مراد غزل ہے جو حافظ نے ایک رات میں کہی ہے۔
۳؎ سامری حضرت موسیٰ کے زمانہ کا مشہور شعبدہ باز ہے جس نے حضرت موسیٰ کے طور پر جانے کے بعد سونے کا بچھڑا بنایا اور حضرت موسیٰ سے جدا ہو کر اس کی پرستش کرنے اور کرانے لگا۔
۴؎ یہ شعر کہ جب بنفشہ کی زلف پر شکن بنتی ہے یاد آتی ہے تو وہ عہد شکن یاد آتا ہے۔
۵؎ مطلب یہ کہ گزرنے سے اگر صبا خاک راہ کو مشک ختن بنا دے تو تعجب نہیں۔
۶؎ مگر ساقی زہر بھی دے تو [illegible]

http://www.muftbooks.blogspot.com/

دی گلہ ز طرہ اش کردم و از سر فسوس
[illegible]

گفت کہ ایں سیاہ کج گوش بمن نمیکند
کہا یہ کالی، ٹیڑھی میری بات نہیں سنتی

دست کش جفا مکن آب رخم کہ فیض ابر
[illegible]

بے مدد سرشک من دُرِّ عدن نمیکند
میرے آنسوؤں کی مدد کے بغیر، عدن کے موتی نہیں بناتا

لخلخہ سائے شد صبا دامن پاکت از چہ رو
صبا لخلخہ بیز ہو گئی، تیرا پاک دامن کس لیے

خاک بنفشہ زار را مشک ختن نمیکند
بنفشہ کے کھیت کی خاک کو مشک ختن نہیں بناتا

کشتۂ غمزۂ تو شد حافظِ ناشنیدہ پند
حافظ نصیحت نہ سننے والا، تیری ادا کا شہید ہو گیا

تیغ سزاست ہر کرا درک سخن نمیکند
جو بات نہیں سمجھتا اس کی سزا تلوار ہے

سمن بویاں غبار دل چو بنشینند بنشانند
[illegible]

پری رویاں قرار دل چو بستیزند بستانند
[illegible]

بفتراک بلا جانہا چو بربندند بربندند
[illegible]

ز زلف عنبریں دلہا چو بگشایند بفشانند
[illegible]

ز چشم لعل رمانی چو میبارند میخندند
[illegible]

ز رویم راز پنہانی چو می بینند میخوانند
[illegible]

بعمرے یک نفس با ما چو بنشینند برخیزند
[illegible]

نہال شوق در خاطر چو برخیزند بنشانند
[illegible]

چو منصور از مراد آنانکہ بردارند بردارند
[illegible]

کرا ایں درد اگر در بند درمانند درمانند
[illegible]

سرشک گوشہ گیراں را چو دریابند دریابند
[illegible]

رخ از مہر سحرخیزاں نگردانند اگر دانند
[illegible]

بدیں حضرت چو مشتاقاں نیاز آرند ناز آرند
[illegible]

بدیں درگاہ حافظ را چو میخوانند میرانند
[illegible]

سحرم دولت بیدار بہ بالیں آمد
کل بیدار بخت میرے سرہانے آیا

گفت برخیز کہ آں خسرو شیریں آمد
بولا اٹھ کہ شیریں خسرو آگیا

قدحے درکش و سرخوش بتماشا بخرام
پیالہ پی، اور مست ہو کر سیر کے لیے نکل

تا بہ بینی کہ نگارت بچہ آئیں آمد
تاکہ تو دیکھے کہ تیرا محبوب کس شان سے آیا

مژدگانی بدہ اے خلوتیِ نافہ کشائے
اے نافہ کے کھولنے والے گوشہ نشیں انعام دے

کز صحرائے ختن آہوئے مشکیں آمد
اس لیے کہ ختن کے جنگل سے مشک والا ہرن آگیا

[illegible]

http://www.muftbooks.blogspot.com/

گریۂ آبے برخِ سوختگاں باز آورد
جلے ہوؤں کے منہ پر رونے نے پھر رونق پیدا کر دی
نالۂ فریادرس عاشقِ مسکیں آمد
نالہ، مسکین عاشق کا فریاد رس بن کر آیا

مرغِ دل باز ہوادارِ کمانِ ابرو ئیست
مرغِ دل اس کمان جیسی ابرو والے کا پھر خواہشمند ہے
کہ کمیں صیدگہش جان و دل و دیں آمد
جس کی گھات، شکار گاہ، جان اور عقل و دین ہیں

در ہوا چند معلق زنی و جلوہ کنی
ہوا میں کب تک تو بازی کرے گا اور جلوہ دکھائے گا
اے کبوتر نگراں باش کہ شاہیں آمد
اے کبوتر ہوشیار ہو جا کہ باز آ گیا

ساقیا مے بدہ و غم مخور از دشمن و دوست
اے ساقی شراب دے، اور دشمن و دوست کا غم نہ کر
کہ بکامِ دلِ ما آں بشد و ایں آمد
اس لیے کہ ہماری تمنا کے موافق وہ گیا اور یہ آیا

شادیِ یارِ پریچہرہ بدہ بادۂ ناب
پری چہرہ یار کی خوشی میں خالص شراب دے
کہ مے لعل دوائے دلِ غمگیں آمد
اس لیے کہ لعل جیسی شراب غمگین دل کی دوا ہے

رسمِ بدعہدیِ ایام چو دید ابرِ بہار
ابرِ بہار نے جب زمانہ کی بدعہدی کی عادت دیکھی
گریہ اش بر سمن و سنبل و نسریں آمد
اس کو سمن، سنبل اور نسریں پر رونا آ گیا

چوں صبا گفتۂ حافظ بشنید از بلبل
جب صبا نے بلبل سے حافظ کا کہا ہوا سنا
عنبر افشاں بتماشائے ریاحیں آمد
عنبر بکھیرتی ہوئی، پھولوں کی سیر کو آئی

ستارۂ بدرخشید و ماہِ مجلس شد
ایک ستارہ چمکا، اور مجلس کا چاند بن گیا
دلِ رمیدۂ ما را انیس و مونس شد
ہمارے وحشی دل کے لیے انیس اور مونس ہو گیا

نگارِ من کہ بمکتب نرفت و خط ننوشت
میرا محبوب جو نہ مکتب گیا، نہ اس نے لکھنا سیکھا
بغمزہ مسئلہ آموزِ صد مدرس شد
اپنی ادا سے سو مدرسوں کو مسئلہ سکھانے والا ہو گیا

طرب سرائے محبت کنوں شود معمور
محبت کی طرب سرائے، اب آباد ہو جائے گی
کہ طاقِ ابروئے یارِ منش مہندس شد
اس لیے کہ میرے یار کے ابرو کا طاق اس کا انجینئر ہو گیا

ببوئے او دلِ بیمارِ عاشقاں چو صبا
عاشقوں کا بیمار دل اس کی خوشبو کی وجہ سے صبا کی طرح
فدائے عارضِ نسرین و چشمِ نرگس شد
نسریں کے رخسار اور نرگس کی آنکھ پر قربان ہو گیا

بصدرِ مصطبہ ام می نشاند اکنوں یار
یار مجھے اب شراب خانہ کے صدر مقام پر بٹھاتا ہے
گدائے شہر نگہ کن کہ میرِ مجلس شد
دیکھو! شہر کا فقیر، میر مجلس ہو گیا

لب از ترشحِ مے پاک کن برائے خدا
خدا کے لیے شراب کے قطروں سے ہونٹ صاف کر لے
کہ خاطرم بہزاراں گنہ موسوس شد
اس لیے کہ میرا دل ہزاروں گناہوں کے وسوسوں میں پڑ گیا

کرشمۂ تو شرابے بعاشقاں پیمود
تیری ادا نے عاشقوں کے لیے وہ شراب ناپی
کہ علم بیخبر افتاد و عقل بیحس شد
کہ علم بے خبر ہو گیا، اور عقل بے حس ہو گئی

خیالِ آبِ خضر بست و جامِ کیخسرو
آبِ حیات کا خیال باندھا اور کیخسرو کے جام کا
بجرعہ نوشی سلطاں ابوالفوارس شد
ایک گھونٹ پینے سے سلطان ابوالفوارس بن گیا

---

۱ عاشق کا چہرہ زرد پڑ گیا تھا، عشق آنسو رونے سے پھر چہرہ سرخ ہو گیا گویا کہ ان میں رونق آ گئی۔
۲ کبوتر سے دل اور شاہین سے محبوب مراد ہے۔
۳ آں سے مراد دشمن اور ایں سے مراد دوست۔
۴ ابرِ بہاراں کی بارش گویا کہ پھولوں کی آنے والی تباہی پر رونا ہے۔
۵ حافظ کی یہ غزل بدحت النبی میں ہے ستارہ سے آنحضور مراد ہیں۔
۶ اب میرا کر تیرا طریق ابرو کے نقشہ پر ہو گا لہٰذا پر رونق تعمیر ہو گی۔
۷ نسریں کے رخسار اور نرگس کی آنکھ پر دل اس لیے قربان ہے کہ ان میں محبوب کی شباہت ہے۔
۸ عاشق شراب کو آبِ حیات اور جامِ جمشید سمجھتے ہیں اور ایک گھونٹ پینے سے شاہ بن جاتے ہیں۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

چو زر عزیز وجود است شعرِ من آرے
قبولِ دولتیاں کیمیائے ایں مس شد

دو چشمت از دل و دیں ہر چہ داشتم بربود
توانگرے کہ بمستاں نشست مفلس شد

ز راہِ میکدہ یاراں عناں بگردانید
چرا کہ حافظ ازیں راہ رفت و مفلس شد

ساقی ار بادہ ازیں دست بجام اندازد
عارفاں را ہمہ در شربِ مدام اندازد

ور چنیں زیرِ خمِ زلف نہد دانۂ خال
اے بسا مرغِ خرد را کہ بدام اندازد

آں زماں وقتِ مئے صبح فروغ است کہ شب
گردِ خرگاہِ افق پردۂ شام اندازد

روز در کسبِ ہنر کوش کہ مے خوردنِ روز
دل چو آئینہ در زنگِ ظلام اندازد

اے خوشا حالتِ آں مست کہ در پائے حریف
سر و دستار نداند کہ کدام اندازد

زاہدا سر بکلہ گوشۂ خورشید برآر
بختت ار قرعہ بدیں ماہِ تمام اندازد

زاہدِ خام طمع بر سرِ انکار بماند
پختہ گردد چو نظر بر مئے جام اندازد

بادہ با محتسبِ شہر ننوشی حافظ
کہ خورد بادہ ات و سنگ بجام اندازد

سحر چوں خسروِ خاور علم بر کوہساراں زد
بدستِ مرحمت یارم درِ امیدواراں زد

چو پیشِ صبح روشن شد کہ حالِ مہرِ گردوں چیست
برآمد خندۂ خوش بر غرورِ کامگاراں زد

نگارم دوش در مجلس بعزمِ رقص چوں برخاست
گرہ بگشود از گیسو و بر دلہائے یاراں زد

http://www.muftbooks.blogspot.com/

من از رنگ صلاح آندم بخون دل بشستم دست
کہ چشم بادہ پیمایش صلا بر ہوشیاران زد

کدام آہن دلش آموخت این آئین عیاری
کز اول چون برون آمد رہِ شب زندہ داران زد

خیالِ شہسواران پخت و شد ناگہ دلِ مسکین
خداوندا نگہدارش کہ بر قلبِ سواران زد

منش با خرقہ پشمین کجا اندر کمند آرم
زرہ موئے کہ مژگانش رہِ خنجر گذاران زد

نظر بر قرعہ توفیق و یمن دولت شاہ است
بدہ کام دلِ عاشق کہ فالِ بختیاران زد

شہنشاہِ مظفر فر شجاعِ ملک و دین منصور
کہ جودِ بیدریغش خندہ بر ابر بہاران زد

از آن ساعت کہ جامِ مے بدستِ او مشرف شد
زمانہ ساغرِ شادی بیادِ میگساران زد

ز شمشیرِ سرافشانش ظفر آن روز بدرخشید
کہ چون خورشیدِ انجم سوز تنہا بر ہزاران زد

تعالی اللہ زہے ذاتے کہ تا از رنگ ہستی یافت
صفائے جوہرِ پاکش دم از پرہیزگاران زد

در آب و رنگِ رخسارش چہ خون خوردیم و جان دادیم
چو نقشش دست داد اول رقم بر جانسپاران زد

دوامِ ملک و عمر او بخواہ از لطفِ حق حافظ
کہ چرخ این سکہ دولت بنامِ شہسواران زد

سحر بلبل حکایت با صبا کرد
کہ عشق گل بما دیدی چہا کرد

غلامِ ہمتِ آن نازنینم
کہ کارِ خیر بے روی و ریا کرد

خوشش باد آن نسیم صبحگاہی
کہ دردِ شب نشینان را دوا کرد

من از بیگانگان ہرگز ننالم
کہ با من ہر چہ کرد آن آشنا کرد

نقاب گل کشید از زلف سنبل — اگر بند قبائے غنچہ وا کرد

سنبل کی زلف نے پھول پر نقاب ڈالا — اگر غنچہ کی قبا کا بند کھولا

از آں رنگ و رخم خوں در دل انداخت — از آں گلشن بخارم مبتلا کرد

اس رنگ اور رخ نے میرے دل میں خون ڈالا — اس گلشن سے مجھے کانٹوں میں مبتلا کر دیا

بہر سو بلبل بیدل در افغاں — تنعم درمیاں باد صبا کرد

بیدل بلبل ہر جانب فریادی رہا — باد صبا نے بیچ میں عیش اڑائے

گر از سلطاں طمع کردم خطا بود — ور از دلبر وفا جستم جفا کرد

اگر میں نے بادشاہ سے لالچ کیا تو غلطی تھی — اگر دلبر سے وفا چاہی اس نے ظلم کیا

وفا از خواجگان شہر با من — کمال دین و دولت بوالوفا کرد

شہر کے سرداروں میں سے میرے ساتھ وفا — دین اور دولت کے کمال ابوالوفا نے کی

بشارت بر بکوئے مے فروشاں

مے فروشوں کے کوچہ میں خوشخبری لے جا

کہ حافظ توبہ از زہد و ریا کرد

کہ حافظ نے زہد اور ریا سے توبہ کر لی

سر سودائے تو اندر سر ما میگردد — تو ببیں در سر شوریدہ چہا میگردد

تیری محبت کا خیال ہمارے سر میں پیچ کھاتا ہے — تو دیکھ پریشان سر میں کیا کچھ گھوم رہا ہے

ہر کہ دل در سر چوگان سر زلف تو بست — لاجرم گوئے صفت بے سر و پا میگردد

جس نے تیری زلف کے بل کے سرے سے دل وابستہ کر دیا — لامحالہ گیند کی طرح بے سر و پیر کے گھومتا ہے

گرچہ بیداد و جفا میکند ایں دلبر من — ہمچناں در پئے آں دل بوفا میگردد

اگرچہ میرا یہ دلبر ظلم کرتا ہے — دل اسی طرح سے وفا کی امید میں اس کے پیچھے گھومتا ہے

از جفائے فلک و غصۂ دوراں صد بار — بر تنم پیرہن صبر قبا میگردد

آسمان کے ظلم اور زمانے کے رنج سے سو بار — میرے جسم پر صبر کا کرتہ قبا بن جاتا ہے

در نحیفی و نزاری تن بیچارۂ من — چوں ہلالیست کہ انگشت نما میگردد

کمزوری اور لاغری میں میرا بیچارہ جسم — چاند کی طرح ہے، جو انگشت نمائی کا باعث بنتا ہے

بلبل طبع من از فرقت گلزار رخش — دیر گاہست کہ بے برگ و نوا میگردد

اس کے رخ کے گلزار کی جدائی کی وجہ سے میری طبیعت کا بلبل — کافی زمانہ ہو گیا ہے کہ بے سر و سامان پھر رہا ہے

بہ ہوا داریت اے سرو قد لالہ عذار — بسکہ آشفتہ و سرگشتہ چو ما میگردد

اے سرو قد، لالہ رخسار، تیری محبت میں — بہت سے حیران اور پریشان ہیں جو ہماری طرح پھر رہے ہیں

دل حافظ چو صبا بر سر کوئے تو مقیم

حافظ کا دل صبا کی طرح تیرے کوچہ میں مقیم ہے

درد مندست و بہ امید دوا میگردد

درد مند ہے اور دوا کی امید میں گھوم رہا ہے

ا یہ شعر اور اگلا شعر اس داستان کے ظلم کا بیان ہے یعنی اگر وہ کبھی بلبلا کرتا ہے تو چہرے پر زلف کا نقاب ڈال لیتا ہے۔

۲ عاشق پریشان ہے اور سر سے خون اڑ رہے ہیں۔

۳ کمال الدین ابوالوفا حافظ کا ممدوح ہے

۴ محبوب کا خیال ہمارے سر پر چھایا ہے اور طرح طرح سے ستا رہا ہے۔

۵ جو تیری زلف سے دل وابستہ کرے گا وہ گیند کی طرح بے سر و پا ہو جائے گا۔

۶ یعنی دامن صبر چاک ہو جاتا ہے۔

۷ جس طرح پہلی رات کے چاند کی طرف انگلیاں اٹھتی ہیں اسی طرح لاغری کی وجہ سے میری طرف اٹھتی ہیں۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

ساقی اندر قدحم بازے گلگوں کرد
ساقی نے میرے پیالے میں پھر گلگوں شراب بھر دی
در مے کہنہ دیرینہ ما افیوں کرد
ہماری بہت پرانی شراب میں افیون ملا دی

دیگراں را ز دیرینہ برابر میداد
دوسروں کو پرانی شراب برابر دے رہا تھا
ہمن دل شدہ چوں بار رسید افزوں کرد
جب مجھ دل گم شدہ تک پہنچا تو اس میں اضافہ کر دیا

ایں قدح ہوش مرا جملہ بیکبار ببرد
یہ پیالہ میرے ہوش کو یکبارگی اڑا لے گیا
ایں مے ایں بار مرا یک نفس بیروں کرد
اس شراب نے اس بار مجھے آپے سے بالکل باہر کر دیا

تو مپندار کہ در ساغر و پیمانہ ما
تو یہ نہ سمجھ کہ ہمارے ساغر اور پیمانہ میں
ست سنگیں دل من خون جگر اکنوں کرد
سنگدل محبوب نے میرے دل کو خون جگر کر دیا ہے

آنچہ در سینہ مجروح منش دل خوانی
جسے زخمی سینہ میں تو دل سمجھتا ہے
شور عشق است کہ با خون جگر معجوں کرد
وہ عشق کا شور ہے جو خون جگر کے ساتھ معجون بنا ہے

روز اول کہ باستاد سپردند مرا
پہلے دن جب انہوں نے مجھے استاد کے سپرد کیا
دیگراں را خرد آموخت مرا مجنوں کرد
اس نے دوسروں کو عقل سکھائی مجھے مجنوں بنا دیا

دل حافظ کہ ز افسون لبت ایمن بود
حافظ کا دل جو تیرے ہونٹ کے منتر سے محفوظ تھا
چشم جادوئے تو اش بار دگر افسوں کرد
تیری جادو کی آنکھ نے اس پر دوبارہ جادو کر دیا

سپیدہ دم کہ صبا بوئے دوستاں گیرد
صبح کو جب کہ صبا دوستوں کی خوشبو حاصل کرتی ہے
چمن ز لطف ہوا نکہت جناں گیرد
چمن ہوا کی پاکیزگی کی وجہ سے جنتوں کی خوشبو لیتا ہے

نوائے چنگ بدانساں زند صلائے صبوح
چنگ کی آواز صبوحی شراب کی دعوت اس طور پر دیتی ہے
کہ پیر صومعہ راہ در مغاں گیرد
کہ عبادت گاہ کا پیر مغوں کے دروازہ کا راستہ اختیار کرتا ہے

شہ سپہر چو زریں سپر کشد بر دوش
جب آسمان کا بادشاہ کندھے پر زریں ڈھال دھرتا ہے
بتیغ صبح و عمود افق جہاں گیرد
صبح کی تلوار اور افق کے گرز سے دنیا پر قبضہ کرتا ہے

بر غم زاغ سیہ شاہباز سدرہ نشیں
سدرہ پر بیٹھنے والا شاہباز سیاہ کوے کے خلاف
دریں مقرنس زنگاری آشیاں گیرد
اس زنگاری بلند قصر میں آشیانہ بنا لیتا ہے

برزمگاہ چمن رو کہ خوش تماشائیست
چمن کی سیر کو جا، بہترین منظر ہے
کہ لالہ کاسۂ نسرین و ارغواں گیرد
کہ لالہ نسرین اور ارغواں کا پیالہ اٹھاتا ہے

چہ حالتے ست کہ گل در سحر نماید رخ
کیا حالت ہے کہ پھول صبح کو رخ دکھاتا ہے
چہ آتشے ست کہ در مرغ صبح خواں گیرد
کیا آگ ہے جو صبح کو چہچہانے والے پرند میں لگتی ہے

چہ پرتو یست کہ نور چراغ صبح دہد
کیا روشنی ہے جو صبح کے چراغ کو نور دیتا ہے
چہ شعلہ ایست کہ در شمع آسماں گیرد
کیسا شعلہ ہے جو آسمان کی شمع میں لگتا ہے

خیال شاہی اگر نیست در سر حافظ
اگر حافظ کے سر میں شاہی کا خیال نہیں ہے
چرا بہ تیغ سخن عرصۂ جہاں گیرد
تو کیوں کلام کی تلوار سے دنیا کو فتح کرتا ہے

ا؎ شراب کے خمار کو دور کرنے کے لیے اس میں ملائی جاتی ہے۔
۲؎ اس پیالے نے مجھے بالکل بے خود اور بے ہوش کر دیا۔
۳؎ میرا دل کباب ہے عشق اور خون جگر کی معجون مرکب ہے۔
۴؎ استاد ازل نے دوسروں کو عقل اور ہمیں جنون کا سبق دیا
۵؎ صبا جب دوستوں کی خوشبو لیکر چلتی ہے تمہیں وقت ہو جاتا ہے
۶؎ زریں پیالہ یعنی سورج۔
۷؎ زاغ سے رات اور شاہباز سے دن مراد ہے۔ مقرنس زنگاری نیلے رنگ کا بلند فلک یعنی آسمان
۸؎ لالہ اپنے ہاتھ میں نسرین اور ارغواں کا ساغر اٹھائے ہے۔
۹؎ حافظ اپنے کلام کے ذریعہ دنیا پر بادشاہی کا سکہ جمانا چاہتا ہے

http://www.muftbooks.blogspot.com/

شاہداں گر دلبری زینساں کنند — زاہداں را رخنہ در ایماں کنند
معشوق، اگر اس طرح دلبری کریں گے — زاہدوں کے ایمان میں، خلل ڈال دیں گے

ہر کجا آں شاخ نرگس بشگفد — گلرخانش دیدہ نرگسداں کنند
جہاں کہیں، وہ نرگس کی شاخ کھلتی ہے — گلرخ اپنی آنکھ کو اس کے لئے نرگس دان بناتے ہیں

یار ما چوں سازد آہنگ سماع — قدسیاں در عرش دست افشاں کنند
ہمارا یار، جب سماع کا ارادہ کرتا ہے — فرشتے عرش پر، رقص کرنے لگتے ہیں

رخ نماید آفتاب دولتت — گر چو صبح آئینہ رخشاں کنند
تیری دولت کا آفتاب، طلوع ہوگا — اگر صبح کی طرح، تیرا آئینہ روشن کردیں

مردم چشمم بخوں آغشتہ شد — از کجا ایں ظلم بر انساں کنند
میری آنکھ کی پتلی، خون میں آلودہ ہوگئی — یہ ظلم انسان پر، کہاں سے کرتے ہیں

عاشقاں را بر سر خود حکم نیست — ہر چہ فرمان تو باشد آں کنند
عاشقوں کو اپنے اوپر اختیار نہیں ہے — جو تیرا حکم ہوتا ہے، وہ کرتے ہیں

پیش چشمم کمترست از قطرہ — آں حکایتہا کہ از طوفاں کنند
میری نظر میں، ایک قطرے سے بھی کم ہیں — وہ قصے جو طوفان کے بیان کرتے ہیں

کن نگاہے از دو چشمت تا رواں — مرگ را بر بیدلاں آساں کنند
اپنی دونوں آنکھوں سے ایک نظر ڈال تاکہ جلد — موت کو، بیدلوں پر آسان کردیں

عید رخسار تو کو تا عاشقاں — در وفایت جان و دل قرباں کنند
تیرے رخسار کی عید کہاں ہے تاکہ عاشق — تیری وفاداری میں جان اور دل کو قربان کردیں

ای جوان سرو قد گوئے بزن — پیش از آں کز قامتت چوگاں کنند
اے سرو قد، نوجوان! گیند مار — اس سے پہلے کہ تیرا قد چوگان کی طرح کردیں

خوش برآئی از غصہ ای دل کاہل راز — عیش خوش در بوتہ ہجراں کنند
اے دل! اہل راز [illegible] — فراق کی کٹھالی میں عیش کی زندگی بسر کرتے ہیں

سرکش حافظ ز آہ نیم شب
اے حافظ! آدھی رات کی آہ کا سر نہ کر
تا چو صبحت آئینہ رخشاں کنند
تاکہ صبح کی طرح تیرے آئینہ کو روشن کردیں

شراب بیغش و ساقی خوش دو دام رہند — کہ زیرکان جہاں از کمندشاں نرہند
خالص شراب اور حسین ساقی، راستے کے ایسے دو جال ہیں — کہ دنیا کے عقلمند ان کی کمند سے، بچ نہیں سکتے ہیں

من ار چہ عاشقم و رند و مست و نامہ سیاہ — ہزار شکر کہ یاران شہر بیگنہند
میں اگرچہ عاشق اور رند اور مست اور نامہ سیاہ ہوں — ہزار شکر ہے کہ شہر کے دوست بے گناہ ہیں

مبیں حقیر گدایان عشق را کایں قوم — شہان بے کمر و خسروان بے کلہند
عشق کے فقیروں کو حقیر نہ سمجھ اس لئے کہ یہ لوگ — بے پٹکے کے شاہ، اور بے تاج کے بادشاہ ہیں

؎ شعر
[illegible]

[illegible]

جفا نہ شیوۂ درویشی است و راہروی
بیار بادہ کہ ایں سالکاں نہ مردِ رہند

ہمن کہ کوکبۂ دلبری شکستہ شود
چو چاکراں بگریزند و بندگاں بجہند

غلامِ ہمتِ دُردی کشانِ یکرنگم
نہ آں گروہ کہ ازرق لباس و دل سیہند

قدم منہ بخرابات جز بشرطِ ادب
کہ ساکنانِ درش محرمانِ پادشہند

بہوش باش کہ ہنگامِ بادِ استغنا
ہزار خرمنِ طاعت بہ نیم جو ندہند

جنابِ عشق بلندست ہمتے حافظ
کہ عاشقاں رہِ بے ہمتاں بخود ندہند

شاہد آں نیست کہ موئے و میانے دارد
بندۂ طلعتِ آں باش کہ آنے دارد

شیوۂ حور و پری خوب و لطیف ست ولے
خوبی آنست و لطافت کہ فلانے دارد

چشمۂ چشمِ مرا اے گلِ خنداں دریاب
کہ بامیدِ تو خوش آبِ روانے دارد

مرغِ زیرک نشود در چمنش نغمہ سرائے
ہر بہارے کہ بدنبال خزانے دارد

خمِ ابروئے تو در صنعتِ تیر اندازی
بستد از دستِ ہر آنکس کہ کمانے دارد

گوئے خوبی کہ برد از تو کہ خورشید آنجا
نہ سواریست کہ در دست عنانے دارد

دلنشیں شد سخنم تا تو قبولش کردی
آرے آرے سخنِ عشق نشانے دارد

در رہِ عشق نشد کس بیقیں محرمِ راز
ہر کسے بر حسبِ فہم گمانے دارد

با خرابات نشیناں ز کرامات ملاف
ہر سخن جائے و ہر نکتہ مکانے دارد

ے جناب یار کے
استغنا کے وقت ہزار
سال کی عبادت بھی
ہیچ ہے۔

ے گوئی اور آب کا جوڑ
کیا خوب ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

مردم دیدہ تیمم کند از خاک درت — گرچہ در خانۂ خود آب روانے دارد

آنکھ کی پتلی تیرے در کی خاک سے تیمم کرتی ہے — اگرچہ خود اپنے گھر میں رواں پانی رکھتی ہے

مدعی گو برو و نکتہ بحافظ مفروش

مدعی کو کہہ دو، چلا جا اور حافظ کے سامنے نکتہ بازی نہ کر

کلک ما نیز زبانے و بیانے دارد

ہمارا قلم بھی کوئی زبان اور کچھ بیان رکھتا ہے

شراب و عیش نہاں چیست کار بے بنیاد — زدیم بر صف رندان و ہر چہ بادا باد

خفیہ شراب نوشی اور عیش کیا ہے؟ بے بنیاد کام ہے — ہم نے اپنے آپ کو رندوں کی صف میں ڈال دیا، جو کچھ ہونا ہے ہو

گرہ ز دل بکشا و ز سپہر یاد مکن — کہ فکر ہیچ مہندس چنیں گرہ نکشاد

دل کی گرہ کھول، اور آسمان کی یاد نہ کر — اس لئے کہ کسی انجینئر کی فکر نے ایسی گرہ نہیں کھولی

ز انقلاب زمانہ عجب مدار کہ چرخ — ازیں فسانہ و افسوں ہزار دارد یاد

زمانہ کے انقلاب سے تعجب نہ کر اس لئے کہ آسمان کو — اس قسم کے ہزاروں افسانے اور منتر یاد ہیں

قدح بشرط ادب گیر زانکہ ترکیبش — ز کاسۂ سر جمشید و بہمن است و قباد

پیالہ ادب سے تھام، اس لئے کہ اس کی ترکیب — جمشید اور بہمن اور کیقباد کے سر کی کھوپڑی سے ہے

کہ آگہ است کہ جمشید و کے کجا رفتند — کہ واقف است کہ چوں رفت تخت جم بر باد

کون جانتا ہے کہ جمشید اور کیقباد کہاں گئے؟ — کون جانتا ہے کہ سلیمان کا تخت کیسے ہوا پر اڑ گیا؟

ز حسرت لب شیریں ہنوز می بینم — کہ لالہ می دمد از خاک تربت فرہاد

میں دیکھتا ہوں کہ شیریں کے ہونٹوں کی حسرت میں — فرہاد کی قبر کی مٹی سے لالہ اگتا ہے

مگر کہ لالہ بدانست بیوفائی دہر — کہ تا بزاد و بشد جام مے ز کف ننہاد

شاید لالہ نے زمانے کی بیوفائی کو سمجھ لیا ہے — اس لئے جب سے پیدا ہوا اور جب تک مرا، ہاتھ سے شراب کا پیالہ نہ رکھا

نمی دہند اجازت مرا بسیر و سفر — نسیم خاک مصلیٰ و آب رکنا باد

مجھے سیر اور سفر کی اجازت نہیں دیتے ہیں — مصلیٰ کی خاک کی نسیم، اور رکنا باد کا پانی

بیا بیا کہ زمانے ز مے خراب شویم — مگر رسیم بگنجے دریں خراب آباد

آ، آ کہ تھوڑی دیر کے لئے شراب سے مست ہو جائیں — شاید اس خراب آباد میں کسی خزانے تک پہنچ جائیں

بنوش بادۂ صافی بنالۂ دف و چنگ — کہ بستہ اند بر ابریشم طرب دل شاد

دف اور چنگ کے نالہ پر صاف شراب پی — کہ خوش دل کو مستی کے ابریشم سے وابستہ کیا ہے

ز دست اگر ننہم جام مے مکن عیبم — کہ پاک تر بیاز ہیچ حریف نداد

اگر میں شراب کا جام ہاتھ سے نہ رکھوں، مجھ پر عیب نہ لگا — اس لئے کہ اس سے پاک دوست، مجھ جیسے کو کسی نے نہیں دیا

رسید در غم عشقش بحافظ آنچہ رسید

حافظ پر اس کے عشق کے غم میں، جو گزرا، سو گزرا

کہ چشم زخم زمانہ بعاشقاں مرساد

خدا کرے زمانہ کی نظر بد عاشقوں کو نہ پہنچے

ا آنکھ کی پتلی کے ہوتے ہوئے تیرے در کی خاک سے تیمم کرتی ہیں، آنکھوں سے ہر وقت پانی جاری رہتا ہے، پھر بھی تیری خاک کا تیمم کرتی ہیں۔
۲ خفیہ شراب نوشی بیکار ہے، بہتر ہے ہم رندوں میں شامل ہو گئے ہیں۔
۳ آسمان کے حالات فراموش کر دے اور دل سے گرہ دور کر لے، گرہ کسی انجینئر سے بھی نہیں کھلی ہے۔
۴ زمانہ کا انقلاب عجیب ہے، سینکڑوں کو مٹایا ہے، جن کے افسانے اس کو یاد ہیں۔
۵ شراب سینکڑوں بادشاہوں کی سر کی مٹی سے بنتا ہے، اس کو ادب و احترام سے ہاتھ میں لینا چاہیے۔
۶ فرہاد کی قبر سے لالہ شیریں کے ہونٹوں کے شوق میں اگ رہا ہے۔
۷ لالہ جام پکڑے کھڑا ہے، اس لیے کہ وہ دنیا سے نجات و وصل کرنا چاہتا ہے۔
۸ حافظ کو مصلیٰ اور رکنا باد سے محبت تھی، کیونکہ وہ سب حسن کی دعوت کو اپنی محبت میں نظر آتا تھا۔
۹ چنگ تب بجتے ہیں، تار باندھے جاتے ہیں۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

صوفی نہاد دام و سرِ حقہ باز کرد
صوفی نے جال بچھایا اور ڈبہ کھولا

بنیادِ مکر با فلکِ حقہ باز کرد
شعبدہ باز آسمان کے ساتھ مکر کی بنیاد ڈالی

بازیِ چرخ بشکندش بیضہ در کلاہ
آسمان کی بازی گری اس کی مکاری کی قلعی کھول دے گی

زیرا کہ عرضِ شعبدہ با اہلِ راز کرد
اس لیے کہ اس نے شعبدہ اہلِ راز پر پیش کیا ہے

ساقی بیا کہ شاہدِ رعنائے صوفیاں
اے ساقی آ، صوفیوں کا بانکا معشوق

دیگر بجلوہ آمد و آغازِ ناز کرد
پھر نمودار ہوا ہے اور ناز شروع کر رہا ہے

ایں مطرب از کجاست کہ سازِ عراق ساخت
یہ مطرب کہاں کا ہے کہ عراق کا ساز چھیڑا ہے

و آہنگِ بازگشت ز راہِ حجاز کرد
اور بازگشت کا ارادہ حجاز کے راستے سے کیا ہے

اے دل بیا کہ ما بپناہِ خدا رویم
اے دل آ، تاکہ ہم خدا کی پناہ میں چلے جائیں

زانچہ آستین کوتہ و دستِ دراز کرد
ان کاموں سے جو کوتاہ آستین اور دست دراز نے کیے ہیں

صنعت مکن کہ ہر کہ محبت نہ راست باخت
تصنع نہ برت، اس لیے کہ جس نے سچی محبت نہیں کی

عشقش بروئے دل درِ محنت فراز کرد
عشق نے اس کے دل پر محنت کا دروازہ کھول دیا ہے

اے کبکِ خوش خرام کجا میروی بناز
اے خوش رفتار چکور، ناز سے کہاں جا رہا ہے

غرہ مشو کہ گربۂ عابد نماز کرد
دھوکا نہ کھا کہ عابد کی بلی نے نماز پڑھی ہے

فردا کہ پیشگاہِ حقیقت شود پدید
کل جبکہ حقیقت کا پیشگاہ ظاہر ہوگا

شرمندہ رہروے کہ نظر بر مجاز کرد
وہ مسافر شرمندہ ہوگا جس نے مجاز پر نظر کی ہے

حافظ مکن ملامتِ رنداں کہ در ازل
اے حافظ، رندوں کو ملامت نہ کر اس لیے کہ ازل میں

ما را خدا ز زہد و ریا بے نیاز کرد
ہمیں خدا نے زہد اور ریا سے بے نیاز کر دیا ہے

صوفی ار بادہ باندازہ خورد نوشش باد
اگر صوفی شراب اندازے کے مطابق پئے تو اس کو نوش جان ہو

ورنہ اندیشۂ ایں کار فراموشش باد
ورنہ اس کو اس کام کا خیال بھی فراموش ہو

آنکہ یک جرعہ مے از دست تواند دادن
جو شخص شراب کا ایک گھونٹ ہاتھ سے دے سکے

دست با شاہدِ مقصود در آغوشش باد
اس کا ہاتھ مقصد کے معشوق سے ہمکنار ہو

کیست آں شاہ سوارِ خوش و خرم کہ دو کون
[illegible]

بستہ بندِ قبا و علم دوشش باد
[illegible]

نرگسِ مست نوازش کنِ مردم دارش
اس کی مست نرگس، نوازش کرنے والی، مردم نواز

خونِ عاشق بقدح گر بخورد نوشش باد
اگر پیالہ سے عاشق کا خون پیے تو اس کو نوش جان ہو

حیرت از آئینہ داران خط و خالش گشت
[illegible]

لبم از بوسہ ربایانِ لبِ نوشش باد
[illegible]

گرچہ از کبر سخن با من درویش نکرد
[illegible]

جاں فدائے شکر پستۂ خاموشش باد
[illegible]

۱ مشہور ہے کہ حافظ کے دور میں عماد فقیہ کرمانی کی ایک بلی تھی جس کے بارے میں یہ مشہور تھا کہ ان کی کرامت سے ان کی بلی نماز پڑھتی ہے اس دور کا بادشاہ شاہ شجاع ان فقیہ کا معتقد تھا۔ حافظ نے اس غزل میں ان پر طنز کیے ہیں جو شاہ شجاع کو ناگوار گزرے اور حافظ کو ان کی طرف سے مصائب کا سامنا کرنا پڑا [illegible]

http://www.muftbooks.blogspot.com/

شاہ ترکاں سخن مدعیاں می شنود
شرمے از مظلمۂ خونِ سیاوشش باد

ترکوں کا بادشاہ دشمنوں کی بات سنتا ہے
سیاوش کے خون کے ظلم سے اس کو شرم آئے

پیرِ ما گفت خطا بر قلمِ صنع نرفت
آفریں بر نظرِ پاکِ خطا پوشش باد

ہمارے پیر نے کہا قدرت کے قلم سے کوئی غلطی نہیں ہوئی
اس کی غلطی پوشی پاک نظر پر شاباش ہو

بغلامیِ تو مشہورِ جہاں شد حافظ
حلقۂ بندگیِ زلفِ تو در گوشش باد

حافظ تیری غلامی سے دنیا میں مشہور ہوگیا ہے
تیری زلف کی غلامی کا حلقہ اس کے کان میں ہے

صبا وقتِ سحر بوئے ز زلفِ یار می آورد
دلِ شوریدۂ ما را ز نو در کار می آورد

صبح کے وقت صبا یار کی زلف کی خوشبو لا رہی تھی
ہمارے دیوانے دل کو از سر نو کام میں لگا رہی تھی

ز رشکِ تارِ زلفِ یار بر بادِ سحر میلد
صبا ہر نافۂ مشکے کہ از تاتار می آورد

یار کی زلف کے بال کے رشک میں، صبح کی ہوا کو مسل رہی تھی
صبا مشک کا ہر وہ نافہ جو تاتار سے لا رہی تھی

فروغِ ماہ می دیدم ز بامِ قصرِ او روشن
کہ روی از شرمِ آں خورشید بر دیوار می آورد

میں اس کے محل کی بالا خانہ سے چاند کی روشنی روشن دیکھتا تھا
جس کی شرم کی وجہ سے سورج دیوار میں منہ چھپا رہا تھا

عفی اللہ چینِ ابرویش اگر چہ ناتوانم کرد
برحمت ہم پیامے بر سرِ بیمار می آورد

اس کے ابرو کی شکن کو خدا بخشے اگرچہ اس نے مجھے کمزور کر دیا ہے
رحمت سے ایک پیغام بھی بیمار کے سرہانے لا رہی تھی

سراسر بخششِ جاناں طریقِ لطف و احساں بود
اگر تسبیح میفرمود اگر زنار می آورد

محبوب کی بخشش سراسر لطف اور احسان کا طریقہ تھا
خواہ تسبیح کا حکم کرتا تھا خواہ زنار لاتا تھا

من آں شاخِ صنوبر را ز باغِ سینہ برکندم
کہ ہر گل کز غمش بشکفت محنت بار می آورد

میں نے سینہ کے باغ سے اس صنوبر کی شاخ کو اکھاڑ پھینکا
اس لئے کہ اس کے غم کا جو پھول کھلا، رنج کا پھل لاتا تھا

ز بیمِ غارتِ چشمش دلِ خونیں رہا کردم
ولے می ریخت خوں و رہ بدیں ہنجار می آورد

اس کی آنکھ کی غارت گری کے ڈر سے میں نے خون آلود دل کو چھوڑ دیا
لیکن وہ اس کو اس طریقے سے لاتا تھا کہ راستہ میں خون ٹپکتا تھا

خوش آں وقتے و خوش آں ساعتے کاں لف گرہ بند
بہ زر دیدے چناں اما کہ خصم اقرار می آورد

وہ وقت اور گھڑی کتنی اچھی تھی کہ اس کی گرہ بند زلف
دلوں کو اس طرح باندھتی تھی کہ دشمن بھی اعتراف کرتا تھا

بقولِ مطرب و ساقی بروں رفتم گہ و بیگہ
کزاں راہِ گراں قاصد خبر دشوار می آورد

مطرب اور ساقی کے کہنے پر میں وقت بے وقت باہر نکل جاتا تھا
کیونکہ اس دشوار راستے سے قاصد بھی مشکل سے خبر لاتا تھا

عجب میداشتم دیشب ز حافظ جام و پیمانہ
ولے منعش نمیکردم کہ صوفی وار می آورد

کل رات حافظ کے جام اور پیمانہ سے مجھے تعجب ہو رہا تھا
لیکن میں اس کو منع نہ کرتا تھا کیونکہ وہ صوفیانہ طریقہ پر لاتا تھا

صبا بہ تہنیتِ پیرِ میفروش آمد
کہ موسمِ طرب و عیش و ناز و نوش آمد

مے فروش پیر کو مبارک باد دینے، صبا آئی
کیونکہ مستی، عیش، ناز اور پینے کا زمانہ آگیا

کیکاؤس شاہ ایران کے یہاں ایک بچہ پیدا ہوا اس کا نام سیاؤش رکھا گیا۔ لیکن نجومیوں نے اس کو منحوس بتلایا وہ بادشاہ نے اس کو قلعہ سے نکال باہر کیا رستم نے پالا جب جوان ہونے پر کاؤس کو دیکھنے آیا تو کاؤس نے اس کو قلعہ میں بلالیا وہاں اس پر کاؤس کی ایک بیوی عاشق ہوگئی اور اس نے اس کو پھسلانا چاہا لیکن سیاؤش کی شرافت آڑے آئی اس پر کاؤس کی بیوی نے انتقام لینے کے لئے سیاؤش پر تہمت لگائی [illegible]

http://www.muftbooks.blogspot.com/

ہوا مسیح نفس گشت و باد نافہ کشا
صبا مسیح کے سانس والی اور ہوا نافہ کھولنے والی ہو گئی
درخت سبز شد و مرغ در خروش آمد
درخت سبز ہو گئے، پرندے شور کرنے لگے

تنورِ لالہ چناں برفروخت بادِ بہار
باد بہاری نے لالہ کے تنور کو اس طرح روشن کر دیا
کہ غنچہ غرقِ عرق گشت و گل بجوش آمد
کہ غنچہ پسینے میں ڈوب گیا اور پھول جوش میں آ گیا

بگوشِ ہوش نیوش از من و بعشرت کوش
میری نصیحت ہوش کے کانوں سے سن اور عیش کی کوشش کر
کہ ایں سخن سحر از ہاتفم بگوش آمد
اس لئے کہ یہ بات صبح کو ہاتف غیبی سے میرے کان میں آئی

ز فکرِ تفرقہ باز آی تا شوی مجموع
تفرقہ کے خیال سے باز آ جا تاکہ تو مطمئن ہو جائے
بحکمِ آنکہ چو شد اہرمن سروش آمد
اس لئے کہ جب شیطان گیا فرشتہ آیا

ز مرغِ صبح ندانم کہ سوسنِ آزاد
مجھے معلوم نہیں کہ صبح کے پرندے سے آزاد سوسن نے
چہ گوش کرد کہ با دہ زباں خموش آمد
کیا سن لیا کہ دس زبانوں کے باوجود چپ ہو گیا

چہ جائے صحبتِ نامحرم است مجلسِ انس
محبت کی مجلس، نامحرم کی صحبت کی جگہ نہیں ہے
سرِ پیالہ بپوشاں کہ خرقہ پوش آمد
پیالہ ڈھانپ لو کہ گدڑی پہننے والا آ گیا

بگوییت سخن خوش بیا و بادہ بنوش
میں تجھ سے پیاری بات کہتا ہوں آ اور شراب پی
کہ زاہد از برِ ما رفت و بادہ نوش آمد
اس لئے کہ زاہد ہمارے پاس سے گیا اور شراب نوش آ گیا

ز خانقاہ بمیخانہ می رود حافظ
حافظ خانقاہ سے میخانہ کو جاتا ہے۔
مگر ز مستیِ زہد و ریا بہوش آمد
شاید زہد اور ریا کی مستی سے ہوش میں آ گیا

صورتِ خوبت نگارا خوش بآئیں بستہ اند
اے معشوق تیری حسین صورت کو بہترین زینت سے بنایا ہے
گوئیا نقشِ لبت از جانِ شیریں بستہ اند
گویا تیرے ہونٹ کی صورت شیریں جان سے بنائی ہے

از برائے مقدمِ خیلِ خیالت مردماں
تیرے خیالات کی جماعت کی پیشوائی کے لئے لوگوں نے
ز اشکِ رنگیں در دیارِ دیدہ آئیں بستہ اند
رنگین آنسوؤں سے آنکھ کے وطن میں زینت کی ہے

کارِ زلفِ تست عطاری و مشک افشانی
عطاری اور مشک افشانی تیری زلف کا کام ہے
مصلحت را تہمتے بر نافۂ چیں بستہ اند
مصلحت چین کے نافہ پر تہمت باندھی ہے

یارب آں رویست در پیرامنش دُرہائے گوش
یا رب وہ ایک چہرہ ہے جس کے اطراف میں کانوں کے موتی
یا بگردِ ماہِ تاباں عقدِ پرویں بستہ اند
یا روشن چاند کے چاروں طرف ثریا کا ہار باندھا ہے

نقش بندانِ خطا از خطِ سبزِ عارضت
خطا کے نقش بنانے والوں نے تیرے رخسار کے سبزہ خط سے
سائباں گردِ عنبر گردِ نسریں بستہ اند
عنبر کی گرد کا سائبان نسرین کے چاروں طرف باندھا ہے

جملہ وصفِ عشقِ من بود و حسنِ روئے تو
سب میرے عشق اور تیرے چہرہ کے حسن کی تعریف تھی
آں حکایتہا کہ از فرہاد و شیریں بستہ اند
وہ حکایتیں جو شیریں اور فرہاد کی بنائی ہیں

حافظا محض حقیقت گوئی سرِ عشق را
اے حافظ تو عشق کے راز کا خالص حقیقت گو ہے
غیر ازیں گوئی خیالاتے بہ تخمیں بستہ اند
اس کے علاوہ گویا اندازے سے کچھ خیالات بندھے ہیں

ے خوشبو پھیلانے والی ہوا مراد ہے جس میں جان ڈال دی ہے۔
ے باد بہاری نے لالے کی آگ کو دہکا دیا ہے۔
ے با ہر سیش کوشش کر عالم پائیدار نیست
ے تفرقہ شیطانی کام ہے، اطمینان خاطر فرشتہ رحمت کی عطا ہے۔
ے سوسن کو دس زبانوں والا کہا جاتا ہے بلبل نے رنگیلی صبح کی بات اس سے کہدی ہے اس لئے وہ خاموش ہے۔
ے زاہد نامحرم ہے اس کے سامنے شراب نوشی نہیں ہو سکتی ہے
[illegible]
خیالات کی پیشوائی میں ہم آنکھوں سے عمل بناتے ہیں [illegible] کریں۔
ے روشنی چہرے کے اطراف میں کانوں کے آویزے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے چاند کے گھیرے میں ثریا ہو۔
ے خط کے تعلق سے جب تیری تصویر بناتے ہیں تو گل نسرین کے چاروں طرف عنبر کی گرد بنا دیتے ہیں۔ یعنی تیرے رخسار بمنزلہ گل نسرین اور سبزہ خط بمنزلہ گرد عنبر ہے
ے شیریں فرہاد کے قصے [illegible] اصل ہیں اسے ہی قصے ہیں۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

طائرِ دولت اگر باز گذارے بکند
یار باز آید و با وصل قرارے بکند

دولت کا پرندہ اگر پھر ایک بار گذر کرے
دوست واپس آجائے اور وصل کا اقرار کرے

دیدہ را دستگہِ دُر و گہر گرچہ نماند
بخورد خونے و تدبیرِ نثارے بکند

آنکھوں کو موتی اور گوہر پر اگرچہ قدرت نہ رہی
خون پیئے اور نچھاور کرنے کی تدبیر کرے

شہر خالیست ز عشاق مگر کز طرفے
مردے از غیب برون آید و کارے بکند

عاشقوں سے شہر خالی ہے شاید کسی طرف سے
کوئی مرد غیب سے برآمد ہو اور کوئی کام کرے

کس نیارد برِ او دم زدن از قصۂ ما
مگرش بادِ صبا گوش گذارے بکند

اس کو ہمارا قصہ سنانے کا کوئی دم نہیں بھرتا ہے
شاید باد صبا اس کے گوش گذار کرے

دادہ ام بازِ نظر را بہ تذروے پرواز
باز خواند مگرش بخت و شکارے بکند

میں نے نظر کے باز کو ایک چکور پر اڑایا ہے
شاید اس کو نصیب پھر دعوت دے اور وہ ایک شکار کرے

کو کریمے کہ ز بزمِ طربش غمزدۂ
جرعۂ درکشد و دفعِ خمارے بکند

ایسا داتا کہاں ہے کہ اس کی عیش کی مجلس کا کوئی غمزدہ
ایک گھونٹ پی لے اور خمار کو دفع کرے

یا وفا یا خبرِ وصلِ تو یا مرگِ رقیب
بازیِ چرخ ازیں یک دو سہ کارے بکند

یا وفا یا تیرے وصل کی یا رقیب کی موت کی خبر
آسمان کی بازی ان ایک دو تین کاموں میں سے کوئی کام کرے

دوش گفتم بکند لعلِ لبش چارۂ دل
ہاتفِ غیب ندا داد کہ آرے بکند

کل شب میں نے کہا اس کے ہونٹ کا لعل دل کا علاج کرے گا
ہاتف غیبی نے کہا ہاں کرے گا

حافظا گر نروی از درِ او ہم روزے
گذرے بر سرت از گوشہ کنارے بکند

اے حافظ اگر تو اس کے دروازے سے نہ ٹلے تو وہ بھی کسی دن
کسی گوشہ کے کنارے سے تجھ پر گذرے گا

عکسِ روئے تو چو در آئینۂ جام افتاد
عارف از پرتوِ مے در طمعِ خام افتاد

جب تیرے چہرے کا عکس جام کے آئینہ میں پڑا
عارف شراب کے سایہ سے غلط طمع میں پڑ گیا

حسنِ روئے تو بیک جلوہ کہ در آئینہ کرد
ایں ہمہ نقش در آئینۂ اوہام افتاد

تیرے چہرے کے حسن کے ایک جلوے نے جو آئینہ میں دکھایا
وہم کے آئینہ میں یہ تمام نقش ظاہر ہو گئے

جلوۂ کرد رخش روزِ ازل زیرِ نقاب
عکسے از پرتوِ آں بر رخِ افہام افتاد

روز ازل میں زیر نقاب اس کے رخ نے جلوہ دکھایا
اس کے سایہ کا عکس عقلوں کے رخ پر پڑ گیا

ایں ہمہ عکسِ مے و نقشِ مخالف کہ نمود
یک فروغِ رخِ ساقیست کہ در جام افتاد

یہ سب شراب کا عکس اور بالمقابل نقش جو ظاہر ہوا
ساقی کے رخ کا ایک جلوہ ہے جو جام میں آ گیا ہے

غیرتِ عشق زبانِ ہمہ خاصاں ببرید
از کجا سرِّ غمش در دہنِ عام افتاد

عشق کی غیرت نے تمام خواص کی زبان کاٹ دی
عوام کے منہ میں اس کے غم کا راز کہاں سے پڑا

ہر دمش با منِ دلسوختہ لطفِ دگر است
ایں گدا بیں کہ چہ شائستۂ انعام افتاد

ہر دل جلے پر ہر وقت اس کا ایک نیا کرم ہے
اس فقیر کو دیکھو کیسا انعام کا مستحق ہو گیا

http://www.muftbooks.blogspot.com/

پاک بین از نظر پاک بمقصود رسید — احول از چشم دو بین در طمع خام افتاد
صاف دیکھنے والا، صاف نظر کی وجہ سے مقصود تک پہنچ گیا — بھینگا دو دیکھنے والی آنکھ سے غلط لالچ میں پڑا

زیر شمشیر غمش رقص کناں باید رفت — کانکہ شد کشتۂ او نیک سرانجام افتاد
اس کے غم کی تلوار کے نیچے ناچتے ہوئے جانا چاہیے — اس لیے کہ جو اس کا مقتول بنا، نیک انجام ہوا

در خم زلف تو آویخت دل از چاہ زنخ — آہ کز چاہ برون آمد و در دام افتاد
ٹھوڑی کے کنویں سے میں کر دل تیری زلف کے پیچ میں لٹک گیا — آہ! کنویں سے نکلا، اور جال میں پھنس گیا

آن شد ای خواجہ کہ در صومعہ بازم بینی — کار ما با رخ ساقی و لب جام افتاد
اے خواجہ! وہ بات گئی کہ تو مجھے پھر عبادت خانہ میں دیکھے — ہمارا واسطہ ساقی کے رخ اور جام کے لب سے پڑ گیا

من ز مسجد بخرابات نہ خود افتادم — اینم از روز ازل حاصل فرجام افتاد
میں مسجد سے خرابات میں خود نہیں جا پڑا — میرا روز ازل سے یہی حاصل، اور انجام بنا

چہ کند کز پے دوران نرود چوں پرکار — ہر کہ در دائرۂ گردش ایام افتاد
کیا کرے، اگر پرکار کی طرح زمانہ کے پیچھے نہ چلے — جو کہ زمانہ کی گردش کے دائرے میں جا پڑا

منکہ در زمرۂ عشاق برندی علمم — طبل پنہاں چہ زنم طشت من از بام افتاد
میں جو کہ عاشقوں کی جماعت میں رندی میں مشہور ہوں — چھپ کر ڈھول کیا بجاؤں، میرا طشت بالاخانہ سے گر پڑا

صوفیاں جملہ حریفند و نظر باز و لے
صوفی سب ہی عاشق اور نظر باز ہیں، لیکن
زیں میاں حافظ دل سوختہ بدنام افتاد
اس بیچ حافظ دل جلا، بدنام ہو گیا

عشقت نہ سرسری ست کہ از سر بدر شود — مہرت نہ عارضی ست کہ بجائے دگر شود
تیرا عشق سرسری نہیں ہے کہ وہ سر سے نکل جائے — تیری محبت عارضی نہیں ہے کہ دوسری جگہ چلی جائے

عشق تو در وجودم و مہر تو در دلم — با شیر در درون شد و با جاں بدر شود
تیرا عشق میرے تن میں ہے اور تیری محبت میرے دل میں — دودھ کے ساتھ اندر گئی ہے جان کے ساتھ باہر نکلے گی

دردیست درد عشق کہ اندر علاج او — ہر چند سعی بیش نمائی بتر شود
درد عشق ایسا درد ہے کہ اس کے علاج میں — تو جس قدر زیادہ کوشش کرے گا، بدتر ہو جائے گا

اول منم کہ در ہمہ شہر ہر شبے — فریاد من بگنبد افلاک بر شود
اس شہر میں سب سے پہلا میں ہوں کہ ہر رات — میری فریاد آسمانوں کے گنبد پر جاتی ہے

ور زانکہ من سرشک فشانم بزندہ رود — کشت عراق جملہ بیکبار تر شود
اگر ایسا ہو کہ میں زندہ رود میں اپنے آنسو بہا دوں — عراق کی سب کھیتی ایک دم سے تر ہو جائے

دی در میان زلف بدیدم رخ نگار — بر ہیئتے کہ ابر محیط قمر شود
کل میں نے دوست کے چہرے کو زلفوں کے درمیان دیکھا — اس طرح جیسے چاند کو ابر گھیرے

گفتم کہ ابتدا کنم از بوسہ گفت نے — بگذار تا کہ ماہ ز عقرب بدر شود
میں نے کہا بوسہ سے ابتدا کروں، اس نے کہا نہیں — رہنے دے جب تک چاند برج عقرب سے نکلے

دیکھ الفاظ میں بیچ دیکھ سکتا ہے، بھینگے لوگ کج نظری سے محروم ہیں۔
سر دلبر کے غم سے نکلا جاں میں پھنس گیا۔ صاحب ہم ہیچ ساقی اور جام سے وابستہ ہیں۔ عبادت خانوں سے چھوڑ دیا گیا ہے۔
جو زمانے کی گردش میں پھنس گیا ہے وہ پرکار کی طرح چلتا رہتا ہے۔
عشق، رندی اور دلبری کے صاحب طرز و علم ہیں۔ تیرا عشق و محبت میری گھٹی میں پڑا ہے اب جان کے ساتھ ہی جائے گا۔
شیراز کی زندہ رود اصفہان کو سیراب کرتی ہے، عراق سے عراق عجم مراد ہے۔
شب چاند برج عقرب میں ہوتا ہے جو منحوس برج ہے، جب تک چاند اس سے نہ نکلے تو عقرب سے زلف بھی مراد ہو سکتی ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

ای دل بیادِ لعلش اگر بادہ میخوری ۔ مگذار ہاں کہ مدعیان را خبر شود
اے دل! اس کے لعل کی یاد میں اگر تو شراب پیتا ہے ۔ ایسا ہرگز نہ کرنا کہ رقیبوں کو خبر ہو جائے

حافظ سراز لحد بدر آرد بجائے بوس
پیر چومنے کے لئے حافظ لحد سے سر نکالے گا

گر خاکِ او بپائے شمائے پیر شود
اگر اس کی خاک آپ کے پیروں سے پامال ہو گی

عشقِ تو نہالِ حیرت آمد ۔ وصلِ تو کمالِ حیرت آمد
تیرا عشق، حیرت کا پودا ثابت ہوا ۔ تیرا وصل، حیرت کا کمال ہوا

بس غرقۂ حالِ وصل کآخر ۔ ہم با سرِ حال حیرت آمد
بہت سے، حالِ وصل میں ڈوبے ہوئے ہیں ۔ پھر بھی ابتدائے حال سے حیرت آئی

نے وصل بماند و نہ واصل ۔ آں جا کہ خیالِ حیرت آمد
وصل رہیگا، نہ صاحب وصال ۔ جہاں، حیرت کا خیال آیا

از ہر طرفے کہ گوش کردم ۔ آوازِ سوالِ حیرت آمد
میں نے، جس طرف کان لگائے ۔ حیرت کے سوال کی، آواز آئی

آں دل بنما کہ در رہِ او ۔ بر چہرہ نہ خالِ حیرت آمد
وہ دل دکھا کہ اس کے راستے میں ۔ چہرے پر، حیرت کا تل نہ لگا ہو

شد منہزم از کمالِ عزت ۔ آنجا کہ جلالِ حیرت آمد
کمالِ عزت کی وجہ سے، با احترام بنا ۔ جس جگہ، حیرت کا جلال پہنچا

سر تا قدمِ وجودِ حافظ
حافظ کا وجود، سر سے پیر تک

در عشق نہالِ حیرت آمد
عشق کے عالم میں، حیرت کا پودا تھا

عاشقاں را دردِ دل بسیار می باید کشید ۔ داغِ غیرت و غصۂ اغیار می باید کشید
عاشقوں کو بہت کچھ درد دل برداشت کرنا چاہیے ۔ پیار کا داغ، اور رقیبوں کا غصہ برداشت کرنا چاہیے

در دلِ شبہائے تار از اشتیاقِ روئے دوست ۔ آہِ سرد و نالہائے زار می بایم کشید
اندھیری راتوں میں یار کے چہرے کے عشق میں ۔ سرد آہ، اور عاجزی کے نالے کرنے چاہییں

داد خواہے گر نمیخواہد ز سلطاں داد خواہ ۔ انتظارِ بامدادِ پار می باید کشید
اگر کوئی فریادی، بادشاہ سے اپنا انصاف چاہے ۔ پھر سال کی صبح کا انتظار برداشت کرنا چاہیے

ہر کہ عاشق شد اگر چہ نازنینِ عالم است ۔ نازکی کے راست آید بار می باید کشید
جو بھی عاشق بنا، خواہ دنیا بھر کا نازنین کیوں ہو ۔ نزاکت کب موافق آئیگی، بار برداشت کرنا چاہیے

از برائے دیدنِ دیدارِ گلِ یارِ عزیز ۔ خواریِ دہقان و جورِ خار می باید کشید
اے پیارے دوست! پھول کا دیدار کرنے کے لئے ۔ کاشتکار کی ذلت اور کانٹے کا ظلم برداشت کرنا چاہیے

یہ شعر حقیقتاً مقام
حیرت سے متعلق ہے۔
عشق کا پودا حیرت
کے پھل لاتا ہے وصل
اور نہال حیرت کا
سبب ہے۔

مقامِ حیرت
میں عاشق سب کچھ گم
کر بیٹھتا ہے۔
سر تا قدم عشق میں غرق
پر حیرت طاری ہوتی ہے
کہ حافظ کا یہ وجود
سر تا قدم پودا بن جاتا ہے
عشق کے معاملہ میں
نزاکت سے کام نہیں
چلتا سختیاں جھیلنی
پڑتی ہیں۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

حافظا چندیں الم ما را در ایام فراق
اے حافظ! ابھی فراق کے زمانہ میں کتنی شدید رنج

برامید وعدۂ دیدار می باید کشید
یار کے دیدار کے وعدہ پر برداشت کرنا چاہئے

غلام نرگس مست تو تاجدار انند
تیری مست نرگس کے غلام، تاجدار ہیں

خراب بادۂ لعل تو ہوشیار انند
تیرے لعل کی شراب کے مست، ہوشیار ہیں

ترا صبا و مرا آب دیدہ شد غماز
تیری صبا اور میرا، آنکھ کا پانی چغلخور بنا

وگرنہ عاشق و معشوق راز دار انند
ورنہ عاشق، اور معشوق راز دار ہیں

بزیر زلف دوتا چوں گذر کنی بنگر
جب تو گزرتا ہے تو دیکھ، کہ تیری زلف کے نیچے

کہ از یمین و یسارت چہ بیقرار انند
تیرے دائیں بائیں، کس قدر بے قرار ہیں

گذار کن چو صبا بر بنفشہ زار و ببیں
بنفشہ کے کھیت پر صبا کی طرح گذر اور دیکھ

کہ از تطاول زلفت چہ سوگوار انند
کہ تیری زلف کی دست درازی سے کتنے غمگین ہیں

رقیب درگذر و بیش ازیں مکن نخوت
اے رقیب آگے بڑھ، اور اس سے زیادہ تکبر نہ کر

کہ ساکنان در دوست خاکسار انند
اس لیے کہ دوست کے دروازے کے مقیم خاکسار ہیں

نصیب ماست بہشت اے خدا شناس برو
اے خداشناس ہمارا حصہ بہشت ہے چلا جا

کہ مستحق کرامت گناہگار انند
اس لیے کہ بخشش کے مستحق گنہگار ہیں

نہ من برآں گل عارض غزل سرایم و بس
اس رخسار کے پھول پر صرف میں ہی غزل سرا نہیں ہوں

کہ عندلیب تو از ہر طرف ہزار انند
ہر طرف، تیری ہزاروں بلبلیں ہیں

تو دستگیر شو اے خضر پے خجستہ کہ من
اے مبارک قدم خضر تو دستگیری کر اس لیے کہ میں

پیادہ میروم و ہمرہاں سوار انند
پیدل جا رہا ہوں، اور ساتھی سوار ہیں

بیا بمیکدہ و چہرہ ارغوانی کن
شراب خانہ میں آ، اور چہرہ لال کر لے

مرو بصومعہ کانجا سیاہ کار انند
عبادت خانہ میں نہ جا اس لیے کہ وہاں سیاہ کار ہیں

خلاص حافظ ازاں زلف تابدار مباد
اس پیچ دار زلف سے خدا کرے حافظ کا چھٹکارا نہ ہو

کہ بستگان کمند تو رستگار انند
اس لیے کہ تیری کمند کے گرفتار، آزاد ہیں

قتل ایں خستہ بشمشیر تو تقدیر نبود
اس خستہ کا تیری تلوار سے قتل ہونا مقدر نہ تھا

ورنہ ہیچ از دل بیرحم تو تقصیر نبود
ورنہ تیرے بے رحم دل کی جانب سے کوئی کمی نہ تھی

یارب آئینۂ حسن تو چہ جوہر دارد
اے خدا! تیرے حسن کا آئینہ کیا جوہر رکھتا ہے

کہ در و آہ مرا قوت تاثیر نبود
کہ میری آہ کو اس میں اثر کرنے کی قوت نہ تھی

سر ز حیرت بدر میکدہ ہا بر کردم
میں نے حیرت سے میکدے کے دروازے کا رخ کیا

چوں شناسائے تو در صومعہ یک پیر نبود
کیونکہ عبادت خانہ میں کوئی پیر تیرا شناسا نہ تھا

http://www.muftbooks.blogspot.com/

من دیوانہ چو زلفِ تو رہا میکردم
مجھ دیوانے نے جب تیری زلف کو چھوڑا تھا
ہیچ لائق ترم از حلقۂ زنجیر نبود
تو میرے لیے زنجیر کے حلقے سے زیادہ مناسب کوئی چیز نہ تھی

نازنیں تر ز قدت در چمنِ حسن نرست
حسن کے چمن میں تیرے قد سے زیادہ نازنین پودا نہ اگا
خوشتر از نقشِ تو در عالمِ تصویر نبود
عالم تصویر میں تیرے نقش سے زیادہ حسین کوئی نہ تھا

تا مگر ہمچو صبا باز بزلفِ تو رسم
شاید صبا کی طرح پھر تیری زلف تک پہنچ جاؤں
کارِ من دوش بجز نالۂ شبگیر نبود
رات تمام شب رونے کے سوا میرا کچھ کام نہ تھا

آں کشیدم ز تو اے آتشِ ہجراں کہ چو شمع
اے ہجر کی آگ! تیری بدولت میں نے وہ تکلیف اٹھائی کہ شمع کی طرح
جز فنائے خودم از دستِ تو تدبیر نبود
تیرے ہاتھ سے اپنے آپ کو فنا کر لینے کے سوا کوئی تدبیر نہ تھی

آیتے بود عذاب اندہِ حافظ بے تو
حافظ کا غم تیرے بغیر عذاب کی ایسی آیت تھی
کہ بر ہیچ کسش حاجتِ تفسیر نبود
کہ کسی کے سامنے اس کی تفسیر کی ضرورت نہ تھی

قطرۂ اشکے کہ میریزم ز چشمِ تر سفید
مینماید در شبِ ہجرِ تو چوں اختر سفید

سوئے ما مائل نشد ہرگز ہمائے وصلِ او
اس کے وصل کا ہما ہماری طرف مائل نہ ہوا
استخوانم گرچہ شد از ہجرِ آں دلبر سفید
اگرچہ اس دلبر کے ہجر سے میری ہڈیاں سفید ہو گئی ہیں

بسکہ تیرت تا بہ پر بنشست در پہلوے ما
تیرے تیر پر تک میرے پہلو میں لگے
چوں کبوتر پر برآوردیم اما پر سفید
کبوتر کی طرح ہم نے پر نکالے لیکن سفید

ساقیا چوں بر لبِ میگوں نہی جامِ شراب
مینماید سرخ از عکسِ لبت ساغر سفید

نیست ما و نوکر از بیداد و کینِ ترکِ فلک
بر میاں بستہ بخونِ عاشقاں خنجر سفید

آں لب و دندانِ او حافظ بہنگامِ سخن
حقۂ لعلت گویا پر دُر و گوہر سفید

کلکِ مشکینِ تو روزے کہ ز ما یاد کند
تیرا سیاہ قلم اگر کسی دن ہمیں یاد کرے
ببرد اجرِ دو صد بندہ کہ آزاد کند
دو سو غلاموں کا ثواب حاصل کرے جنکو وہ آزاد کرے

قاصدِ حضرتِ سلمٰی کہ سلامت بادا
جناب سلمیٰ کا قاصد کہ وہ سلامت رہے
چہ شود گر بسلامے دلِ ما شاد کند
کیا ہو جائے گا اگر ایک سلام سے ہمارے دل کو خوش کرے

یا رب اندر دلِ آں خسروِ شیریں انداز
اے خدا اس شیریں بادشاہ کے دل میں ڈال دے
کہ برحمت گذرے بر سرِ فرہاد کند
کہ وہ رحم کھا کر فرہاد کے پاس سے گزرے

http://www.muftbooks.blogspot.com/

حالیا عشوۂ عشقِ تو زبنیادم بُبرد
اس وقت تو تیرے عشق کے ناز نے میری بنیاد اکھاڑ دی
تا دگر فکرِ حکیمانہ چہ بنیاد کند
دیکھو پھر حکیمانہ فکر کیا بنیاد قائم کرے

گوہرِ پاکِ تو از مدحتِ ما مستغنیست
تیرا پاک جوہر، ہماری تعریف سے بے نیاز ہے
فکرِ مشاطہ چہ با حُسنِ خداداد کند
مشاطہ کی تدبیر، خداداد حسن میں کیا کرے؟

امتحاں کن کہ بسے گنجِ مرادت بدہند
آزمالے، تیری مراد کے بہت سے خزانے تجھے دیں گے
گر خرابے چو مرا لطفِ تو آباد کند
اگر مجھ جیسے تباہ کو، تیری مہربانی آباد کرے

شاہ را بہ بود از طاعتِ صد سالہ زُہد
زہد کی سو سالہ عبادت سے، بادشاہ کے لئے بہتر ہے
قدرِ یکساعت عمرے کہ درو داد کند
ایک گھڑی کے بقدر عمر جس میں وہ انصاف کرے

رہ نبردیم بمقصودِ خود اندر شیراز
شیراز میں اپنے مقصد کی طرف ہمیں راستہ نہ ملا
خرم آں روز کہ حافظ رہِ بغداد کند
وہ دن مبارک ہے جس دن حافظ بغداد کا راستہ طے کرے

کسیکہ حسنِ رخِ دوست در نظر دارد
جو شخص دوست کا حسن نگاہ میں رکھتا ہے
محقق ست کہ او حاصلِ بصر دارد
یہ بات طے ہے، کہ وہ بینائی کا حاصل رکھتا ہے

چو خامہ بر خطِ فرمانِ او سرِ طاعت
اس کے حکم کے خط پر ہم نے تابعداری کا سر قلم کی طرح
نہادہ ایم مگر او بہ تیغ بر دارد
رکھ دیا ہے، بجز اس کے کہ وہ تلوار کے ذریعہ اٹھائے

کسے بوصلِ تو چوں شمع یافت پروانہ
تیرے وصل کا پروانہ اسی کو حاصل ہوا جو شمع کی طرح
کہ زیرِ تیغِ تو ہر دم سرِ دگر دارد
تیری تلوار کے نیچے ہر وقت ایک نیا سر رکھتا ہے

بپائے بوسِ تو دست کسے رسید کہ او
تیری قدم بوسی اسی کو حاصل ہوئی جو
چو آستانہ بدیں در ہمیشہ سر دارد
چوکھٹ کی طرح اس دروازہ پر ہمیشہ سر رکھے

ز زہدِ خشک ملولم بیار بادۂ ناب
میں خشک زہد سے رنجیدہ ہو گیا، خالص شراب لا
کہ بوئے بادہ دماغم مدام تر دارد
اس لئے کہ شراب کی خوشبو میرے دماغ کو ہمیشہ تر رکھتی ہے

بزورِ رقیبِ تو روزے بسینہ ام تیرے
تیرے نگہبان نے ایک دن میرے سینہ پر ایک تیر مارا
زبسکہ تیرِ غمت سینۂ بے سپر دارد
یقیناً تیرے غم کا تیر بے ڈھال کا سینہ رکھتا ہے

کسیکہ از رہِ تقویٰ قدم بروں ننہاد
جس شخص نے تقوے کے راستے سے قدم باہر نہیں رکھا
بعزمِ میکدہ اکنوں سرِ سفر دارد
شراب خانہ کے ارادہ سے اب سفر کا خیال رکھتا ہے

ز بادہ ہیچت اگر نیست ایں بس کہ ترا
اگر شراب سے تجھ کو کچھ حاصل نہیں ہوا، کیا تیرے لئے یہ کافی نہیں؟
دمے ز وسوسۂ عقل بے خبر دارد
تھوڑی دیر کیلئے عقل کے وسوسے سے بے خبر رکھتی ہے

دلِ شکستۂ حافظ بخاک خواہد بُرد
حافظ کا شکستہ دل، قبر میں لے جائے گا
چو لالہ داغِ ہوائے کہ بر جگر دارد
لالہ کی طرح محبت کے اس داغ کو جو جگر پر رکھتا ہے

۱ حسن خداداد کے ہوتے ہوئے کسی بناؤ سنگھار کی ضرورت نہیں ہے۔
۲ میری مراد پوری کرنے سے تیری محبت میں مرادیں پوری ہوں گی۔
۳ بادشاہ کی تھوڑی منصفانہ زندگی صد سالہ زاہدانہ زندگی سے بہتر ہے۔
۴ سلطان احمد بن اویس حافظ کا معتقد تھا اور بغداد پہنچنے کی دعوت دیتا تھا۔
۵ حاصل نظر وہی ہے کہ اس سے حسن دوست کا مشاہدہ کیا جائے۔
۶ پروانہ شاہی حکم کو بھی کہا جاتا ہے اور بمعنی پتنگا بھی۔
۷ آستانہ کی قدم بوسی کا شرف حاصل ہے، جو آستانہ کی طرح نیچا رہے گا وہی یہ فضیلت حاصل کرے گا۔
۸ میرا سینہ غم کے تیر کا نشانہ بن گیا ہے اس لئے کہ میرا سینہ بے سپر ہے۔
۹ جو بڑے متقی مشہور تھے اب میکدہ کا ارادہ کئے ہوئے ہیں۔
۱۰ شراب تھوڑی دیر کے لئے عقل کے وساوس سے بے نیاز کر دیتی ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

کہ شعرِ تر انگیزد خاطر کہ حزیں باشد
لطیف شعر ... اس طبیعت کو جو غمگین ہو

یک نکتہ دریں معنی گفتیم و ہمیں باشد
ہم نے اس معاملہ میں ایک نکتہ بیان کیا ہے اور یہی درست ہے

از لعلِ تو گر یابم انگشتریِ زنہار
میں اگر تیرے لب سے امان کی انگوٹھی حاصل کر لوں

صد ملکِ سلیمانم در زیرِ نگیں باشد
سلیمان کے سو ملک میرے زیر نگیں ہوں گے

غمناک نباید بود از طعنِ حسود اے دل
اے دل حاسد کے طعنے سے رنجیدہ نہ ہونا چاہیے

شاید کہ چو وابینی خیرِ تو دریں باشد
اگر تو غور سے دیکھے شاید تیری بھلائی اسی میں ہو

ہر کو نکند فہمے زیں کلکِ خیال انگیز
اس خیال انگیز قلم کو جو نہ سمجھے

نقشش بحرام ار خود صورتگرِ چیں باشد
اس کا نقش حرام ہو خواہ وہ چین کا نقاش ہو

جامِ مے و خونِ دل ہر یک بکسے دادند
شراب کا جام اور دل کا خون ہر ایک کسی ایک کو دیا ہے

در دائرۂ قسمت اوضاع چنیں باشد
تقسیم کے دائرے میں اس طرح کی صورتیں ہوتی ہیں

در کارِ گلاب و گل حکمِ ازلی ایں بود
گلاب اور گل کے سلسلے میں ازلی حکم یہ تھا

کاں شاہدِ بازاری ویں پردہ نشیں باشد
کہ وہ بازاری معشوق اور یہ پردہ نشین ہو

آں نیست کہ حافظ را مستی رود از خاطر
ہیہات نہیں کہ حافظ کی طبیعت سے رندی نکل جائے

کایں سابقۂ رندی تا روزِ پسیں باشد
اس لیے کہ یہ رندی کا سابقہ آخری دن تک ہوگا

کنوں کہ در چمن آمد گل از عدم بوجود
اب جبکہ چمن میں پھول عدم سے وجود میں آیا

بنفشہ در قدمِ او نہاد سر بسجود
بنفشہ نے اس کے قدم پر سجدہ میں سر دھرا

بنوش جامِ صبوحی بنالۂ دف و چنگ
دف اور چنگ کی تان پر صبح کی شراب کا جام پی

ببوس غبغبِ ساقی بنغمۂ نے و عود
ساقی کے چاہ زنخداں کو بانسری اور سارنگی کے نغمہ پر چوم

بباغ تازہ کن آئینِ دینِ زردشتی
زردشتی دین کی رسموں کو باغ میں تازہ کر

کنوں کہ لالہ برافروخت آتشِ نمرود
اب جبکہ لالہ نے نمرود کی آگ روشن کی ہے

ز دستِ شاہدِ سیمیں عذارِ عیسیٰ دم
چاند جیسے رخسار والے عیسیٰ جیسے سانس والے معشوق کے ہاتھ سے

شراب نوش و رہا کن حدیثِ عاد و ثمود
شراب پی، اور عاد و ثمود کے قصوں کو چھوڑ

جہاں چو خلدِ بریں شد بدورِ سوسن و گل
سوسن اور گل کے دور میں دنیا بہشت ہوگئی ہے

ولے چہ سود کہ در وے نہ ممکن است خلود
لیکن کیا فائدہ کہ اس میں ہمیشگی ممکن نہیں ہے

شد از فروغِ ریاحیں چو آسماں گلشن
پھولوں کے نور سے گلشن آسمان کی طرح ہوگیا ہے

ز یمنِ اخترِ میمون و طالعِ مسعود
مبارک ستارے اور نیک نصیب کی برکت سے

چو گل سوار شود بر ہوا سلیماں وار
جب پھول سلیمان کی طرح ہوا پر سوار ہوتا ہے

سحر کہ مرغ در آید بنغمۂ داؤد
صبح کے وقت پرندے داؤدی نغمہ شروع کر دیتے ہیں

بدورِ گل منشیں بے شراب و شاہد و چنگ
پھول کے موسم میں شراب اور معشوق اور چنگ کے بغیر نہ بیٹھ

کہ ہمچو دورِ بقا ہفتۂ بود معدود
اس لیے کہ زندگی کی طرح ایک ہفتہ بھی گنا ہوا ہے

[illegible]

[illegible]

http://www.muftbooks.blogspot.com/

بیار جام لبالب بیاد آصف عہد — وزیر ملک سلیمان عماد دیں محمود
آصف زمانہ کی یاد پر بھرا ہوا جام لا — جو ملک سلیمان کا وزیر عماد الدین محمود ہے

بود کہ مجلس حافظ بیمن تربیتش
ہوسکتا ہے کہ اس کی تربیت کی برکت سے حافظ کی مجلس
ہر آنچہ می طلبد جملہ باشدش موجود
جو کچھ چاہتی ہے وہ سب اس کے لئے موجود ہو جائے

کارم ز دور چرخ بساماں نمیرسد — خوں شد دلم ز درد و بدرماں نمیرسد
آسمان کی گردش سے میرا کام سامان کو نہیں پہونچتا ہے — میرا دل درد کی وجہ سے خون ہو گیا اور علاج تک نہیں پہونچا ہے

چوں خاک راہ پست شدم ہمچو باد و باز — تا آب رو نمیرود ناں نمیرسد
راستے کی گرد کی طرح پست ہو گیا ہوں — جب تک میری آبرو نہیں جاتی روٹی نہیں پہونچتی ہے

از دستبرد جور زماں اہل فضل را — ایں غصہ بس کہ دست سوئے جاں نمیرسد
اہل کمال کے لئے زمانہ کے ظلم کی دست درازی پر — یہی رنج کافی ہے کہ جان تک ہاتھ نہیں پہونچتا ہے

سیرم ز جان خود بدل راستاں ولے — بیچارہ را چہ چارہ کہ فرماں نمیرسد
سچوں کے دل کی قسم ہم زندگی سے دل بھر چکا ہے لیکن — بیچارہ کے لئے کیا تدبیر ہے کہ حکم نہیں پہونچتا ہے

تا صد ہزار خار نمی روید از زمیں — از گلبنے گلے بگلستاں نمیرسد
جب تک زمین سے لاکھوں کانٹے نہیں اگتے ہیں — شاخ سے کوئی پھول بھی باغ کو نہیں ملتا ہے

یعقوب را دو دیدہ ز حسرت سفید شد — آوازہ ز مصر بکنعاں نمیرسد
حضرت یعقوب کی دونوں آنکھیں حسرت سے سفید ہو گئیں — مصر سے کنعان تک کوئی شہرت نہیں پہونچتی ہے

بے پارۂ نمی کنم از ہیچ استخواں — تا صد ہزار زخم بدنداں نمیرسد
کسی ہڈی سے بچے ہوئے ایک ٹکڑا بھی میں نہیں لیتا ہوں — جب تک دانتوں پر لاکھوں زخم نہیں لگتے ہیں

از حشمت اہل جہل بکیواں رسیدہ اند — جز آہ اہل فضل بکیواں نمیرسد
جاہل دولت کی وجہ سے ساتویں آسمان تک پہونچ چکے ہیں — اہل فضل کی آہ کے سوا ساتویں آسمان تک کچھ نہیں پہونچتا ہے

صوفی بشوی زنگ دل خود بآب مے — زیں شست و شوئے خرقہ بغفراں نمیرسد
اے صوفی اپنے دل کے زنگ کو شراب کے پانی سے دھو — چونکہ دھونے دھلانے سے مغفرت حاصل نہیں ہوتی ہے

حافظ صبور باش کہ در راہ عاشقی
اے حافظ صابر بن اس لئے کہ عاشقی کے راستے میں
ہر کس کہ جاں نداد بجاناں نمیرسد
جس شخص نے جان نہیں دی وہ معشوق تک نہیں پہونچتا ہے

گویند آں دو کہ مست و خراب میگردند — نشستہ پشت بر آفتاب میگردند
وہ دو کون ہیں جو مست اور بیہوش گھوم رہے ہیں — آفتاب کی پشت پر بیٹھے ہوئے گھوم رہے ہیں

دو ترک زادہ و خرگہ نشین سرمستند — بسان ساقی و جام شراب میگردند
دو ترک زادے اور خیمہ نشین بدمست ہیں — ساقی اور شراب کے جام کی طرح گھوم رہے ہیں

http://www.muftbooks.blogspot.com/

دو بحر بند که در عین آب میباشند | چو آفتاب بجائے خراب میگردند
دو سمندر ہیں جو بالکل پانی میں رہتے ہیں | آفتاب کی طرح خراب جگہ گھوم رہے ہیں

دو صوفیند که در دلق ازرق اند مدام | درون صومعه مست و خراب میگردند
دو صوفی ہیں جو ہمیشہ نیلی گدڑی میں ہیں | عبادت خانہ میں مست اور مدہوش گھوم رہے ہیں

دو دزد رہزن و دو ترک شوخ عیارند | بگرد لقعه گہ شیخ و شاب میگردند
دو ڈاکو رہزن ہیں، دو چالاک شوخ ترک ہیں | بڈھے اور نوجوان کے گرد گھوم رہے ہیں

دو شیر گیر چو روباه خوش فریبانند | بگاہ صبح و گہ ماہتاب میگردند
دو شیر کو پھانسنے والے، لومڑی کی طرح بہترین چالاکی کرنے والے | صبح کے وقت اور چاندنی کے وقت گھوم رہے ہیں

دو زنگیند که ملاح وار گرد محیط | بسان زورق سیمیں بر آب میگردند
دو حبشی ہیں جو سمندر کے چاروں طرف ملاح کی طرح | چاندی کی کشتی کی طرح پانی پر گھوم رہے ہیں

دو نازنین بلا جوئے فتنه انگیزند
دو نازنینوں کے پالے، بلا جو، فتنہ انگیز ہیں
بقصد حافظ مسکین شتاب میگردند
مسکین حافظ کے ارادہ سے تیز گھوم رہے ہیں

گر میفروش حاجت رنداں روا کند | ایزد گنہ ببخشد و دفع بلا کند
اگر شراب فروش رندوں کی حاجت روا کرے | خدا گناہ بخش دیگا اور مصیبت دفع کر دے گا

در کارخانہ کہ رہ علم و عقل نیست | وہم ضعیف رائے فضولی چرا کند
جس کارخانہ میں علم اور عقل کا راستہ نہیں ہے | کمزور وہم بے کار رائے کیوں دے

مطرب بساز عود کہ کس بے اجل نمرد | واں کو نہ ایں ترانہ سراید خطا کند
مطرب ساز بجا کیونکہ بے موت کوئی نہیں مرا | اور جو یہ گانا نہیں گاتا، غلطی کرتا ہے

گر رنج پیشت آید و گر راحت اے حکیم | نسبت مکن بغیر کہ اینہا خدا کند
اے عقلمند اگر تجھے رنج پیش آئے یا راحت | دوسرے کی طرف نسبت نہ کر کہ یہ سب خدا کرتا ہے

ما را کہ درد عشق و بلائے خمار ہست | یا وصل دوست یا مے صافی دوا کند
ہمیں جو عشق کا درد اور خمار کی مصیبت ہے | دوست کا وصل یا صاف شراب ہی دوا کر سکتی ہے

حقا کہ در زماں برسد مژدہ اماں | گر سالکے بعہد امانت وفا کند
یقیناً فوراً امن کی خوش خبری پہنچ جائے | اگر کوئی سالک امانت کے عہد کو پورا کرے

ساقی بجام عدل بدہ بادہ تا گدا | غیرت نیاورد کہ جہاں پر بلا کند
اے ساقی انصاف کے پیالہ سے شراب دے تاکہ فقیر | غیرت آمادہ نہ کرے کہ وہ دنیا کو مصیبت سے بھر دے

جاں رفت در سر مے و حافظ ز عشق سوخت
شراب کے خیال میں جان چلی گئی اور حافظ رنج سے جل مرا
عیسی دمے کجاست کہ احیائے ما کند
عیسی جیسے سانس والا کہاں ہے جو ہمیں زندہ کر سکے

لقعہ گہ سے مراد دل مراد ہے۔
جس کارخانہ میں عقل کی رسائی نہیں ہے وہاں وہم کیا کام کر سکتا ہے۔
عشق کا علاج وصل دوست اور خمار کا شراب ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

گفتم کیم دہان و لبت کامراں کنند
میں نے کہا تیرا دہان اور ہونٹ مجھے کب کامیاب کریں گے

گفتا بچشم ہر چہ تو گوئی ہماں کنند
اس نے کہا بسروچشم جو تو کہے گا وہ وہی کریں گے

گفتم خراج مصر طلب میکند لبت
میں نے کہا، تیرے ہونٹ مصر کا خراج طلب کرتے ہیں

گفتا دریں معاملہ کمتر زیاں کنند
اس نے کہا، اس معاملہ میں کم نقصان دیتے ہیں

گفتم بنقطۂ دہنت خود کہ برد راہ
میں نے کہا، تیرے منہ کے نقطہ تک کس کو راستہ ملا ہے

گفت ایں حکایتیست کہ با نکتہ داں کنند
اس نے کہا یہ وہ بات ہے جو نکتہ دانوں سے کرتے ہیں

گفتم صنم پرست مشو با صمد نشیں
میں نے کہا بت پرست نہ بن، خدا کا ہم نشیں بن

گفتا بکوئے عشق ہم ایں و ہم آں کنند
اس نے کہا، عشق کے کوچہ میں یہ بھی اور وہ بھی کرتے ہیں

گفتم ہوائے میکدہ غم میبرد ز دل
میں نے کہا، شراب خانہ کی محبت دل سے غم دور کرتی ہے

گفتا خوش آں کساں کہ دلے شادماں کنند
اس نے کہا وہ خوش ہیں جو کسی دل کو خوش کرتے ہیں

گفتم شراب و خرقہ نہ آئین مذہب ست
میں نے کہا، شراب اور گدڑی یہ مذہبی طریقہ نہیں ہے

گفت ایں عمل بمذہب پیر مغاں کنند
اس نے کہا، یہ عمل پیر مغاں کے مذہب پر کرتے ہیں

گفتم ز لعل نوش لباں پیر را چہ سود
میں نے کہا، شیریں ہونٹ والوں کے لعل سے بوڑھے کو کیا فائدہ

گفتا ببوسۂ شکرینش جواں کنند
اس نے کہا، میٹھے بوسے سے اس کو جوان کرتے ہیں

گفتم کہ خواجہ کے بسر حجلہ میرود
میں نے کہا کہ خواجہ حجلہ کے پاس کب جائے گا

گفت آں زماں کہ مشتری و مہ قراں کنند
اس نے کہا اس وقت جب مشتری اور چاند قران کریں گے

گفتم دعائے دولت تو ورد حافظ ست
میں نے کہا، تیری دولت کی دعا حافظ کا وظیفہ ہے

گفت ایں دعا ملائک ہفت آسماں کنند
اس نے کہا، ساتوں آسمانوں کے فرشتے یہ دعا کرتے ہیں

گر من از باغ تو یک میوہ بچینم چہ شود
میں اگر تیرے باغ سے ایک میوہ چن لوں تو کیا ہو جائیگا!

پیش پائے بچراغ تو بہ بینم چہ شود
تیرے چراغ سے ... دیکھ لوں تو کیا ہو جائیگا!

یارب اندر کنف سایۂ آں سرو بلند
اے خدا اس بلند سرو کے سایہ کے پہلو میں

گر من سوختہ یکدم بنشینم چہ شود
اگر میں جلا ہوا، تھوڑی دیر کے لئے بیٹھ جاؤں تو کیا ہو جائیگا!

آخر اے خاتم جمشید سلیماں آثار
اے سلیمانی آثار والی، جمشید کی انگشتری!

گر فتد عکس تو بر لعل نگینم چہ شود
اگر تیرا سایہ میرے نگینہ کے لعل پر پڑ جائے تو کیا ہو جائیگا!

زاہد شہر چو مہر ملک و شحنہ گزید
شہر کے زاہد نے جبکہ بادشاہ اور کوتوال کی محبت اختیار کر لی

من اگر مہر نگارے بگزینم چہ شود
میں اگر ایک معشوق کی محبت اختیار کر لوں تو کیا ہو جائیگا!

صرف شد عمر گرانمایہ بمعشوقہ و مے
قیمتی عمر معشوق اور شراب میں صرف ہو گئی

تا ازانم چہ بہ پیش آید ازینم چہ شود
دیکھئے اس سے مجھ کو کیا پیش آئے اس سے مجھ کو کیا ہو!

عقلم از خانہ بدر رفت اگر مے اینست
میری عقل گھر سے چلی گئی، اور اگر شراب یہی ہے

دیدم از پیش کہ در خانۂ دینم چہ شود
تو میں نے پہلے ہی دیکھ لیا کہ میرے دین کے خانہ میں کیا ہوگا!

۔ شعر ... عشق کے کوچہ میں صنم پرستی اور صمد پرستی ... شراب ... اجتماع جائز نہیں ہے ... چاند اور مشتری ... مبارک وقت خیال کیا جاتا ہے۔ ... کوئی نقصان نہیں اور میری زندگی ہے۔ ... بادشاہ اور کوتوال سے محبت کرنا ... معشوق سے محبت کرنا کونسی بری بات ہے۔ ... معشوق اور شراب میں ... بڑھاپا کس حالت میں ... شراب نے عقل تو ... دین بھی ... گی۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

منکہ در کوے جاناں منزل وماوا دارم
میں جو کہ معشوقوں کے کوچہ میں منزل اور مقام رکھتا ہوں

گر دہی جائے بفردوس بریںم چہ شود
اگر تو مجھے فردوس بریں میں جگہ دے تو کیا ہو جائیگا

خواجہ دانست کہ من عاشقم و ہیچ نگفت
آپ نے جان لیا کہ میں عاشق ہوں اور کچھ نہ کہا

حافظ ار نیز بداند کہ چنینم چہ شود
حافظ بھی اگر جان لے کہ میں ایسا ہوں تو کیا ہو جائیگا

گداخت جاں کہ شود کار دل تمام و نشد
جان گھل گئی کہ دل کا کام مکمل ہو جائے اور نہ ہوا

بسوختیم دریں آرزوئے خام و نشد
اس ناقص آرزو میں ہم جل گئے اور پوری نہ ہوئی

فغاں کہ در طلب گنج گوہر مقصود
فریاد ہے کہ گوہر مقصود کے خزانے کی تلاش میں

شدم خراب جہانے ز غم تمام و نشد
مکمل غم سے میں تمام دنیا میں خراب ہوا اور نہ ملا

دریغ و درد کہ در جستجوئے گنج حضور
افسوس اور درد ہے کہ حضوری کے خزانے کی تلاش میں

بسے شدم بگدائی بر کرام و نشد
بھیک کے لئے بہت کریموں کے پاس گیا اور نہ ملا

بلابہ گفت شبے میر مجلس تو شوم
طور طریقے سے اس نے ایک رات کہا کہ میں تیرا میر مجلس ہونگا

شدم بمجلس او کمتریں غلام و نشد
میں اس کی مجلس میں کمترین غلام بن گیا اور نہ ہوا

پیام داد کہ خواہم نشست با رنداں
اس نے پیام بھیجا کہ میں رندوں کے ساتھ بیٹھوں گا

بشد برندی و دردی کشیم نام و نشد
رندی اور تلچھٹ پینے میں مشہور ہو گیا اور نہ ہوا

رواست در بر اگر می طپد کبوتر دل
اگر دل کا کبوتر پہلو میں تڑپتا ہے تو مناسب ہے

کہ دید در رہ خود پیچ و تاب دام و نشد
اس لئے کہ اس نے اپنے راستے میں جال کے پیچ و تاب کو دیکھا تھا

بکوئے عشق منہ بے دلیل راہ قدم
عشق کے کوچہ میں رہبر کے بغیر قدم نہ رکھ

کہ من بخویش نمودم صد اہتمام و نشد
اس لئے کہ میں نے خود سو اہتمام کئے اور کچھ نہ ہوا

بداں ہوس کہ بمستی ببوسم آں لب لعل
اس ہوس میں کہ مستی میں اس لعل جیسے ہونٹ کو چوموں

چہ خوں کہ در دلم افتاد ہمچو جام و نشد
جام کی طرح دل میں کس قدر خون ہوا اور نہ ہوا

ہزار حیلہ برانگیخت حافظ از سر فکر
فکر میں حافظ نے ہزاروں حیلے کئے

بداں ہوس کہ شود آں حریف رام و نشد
اس ہوس میں کہ وہ یار قابو میں آ جائیگا اور نہ ہوا

گل بے رخ یار خوش نباشد
یار کے رخ کے بغیر پھول اچھا معلوم نہیں ہوتا

بے بادہ بہار خوش نباشد
بغیر شراب کے بہار اچھی معلوم نہیں ہوتی

طرف چمن و ہوائے بستاں
چمن کا کنارہ اور باغ کی ہوا

بے لالہ عذار خوش نباشد
لالہ رخسار کے بغیر اچھی معلوم نہیں ہوتی

رقصیدن سرو و حالت گل
سرو کا رقص کرنا اور پھول کی حالت کیفیت

بے صوت ہزار خوش نباشد
بلبل کی چہک کے بغیر اچھا معلوم نہیں ہوتا

۱؎ جبکہ دنیا میں معشوقوں کے کوچہ میں قیام ملا آخرت میں بھی محبوبوں کی بستی میں جگہ ملنی چاہیے

۲؎ بہت سے کریموں کے پاس گیا کہ وہ بارگاہ کی حضوری عنایت کریں لیکن محروم رہا

۳؎ [illegible]

۴؎ شعر [illegible]

http://www.muftbooks.blogspot.com/

باغ و گل و مل خوش است لیکن
باغ، پھول اور شراب اچھی چیزیں ہیں، لیکن
بے صحبت یار خوش نباشد
دوست کی صحبت کے بدون، اچھی معلوم نہیں ہوتیں

ہر نقش کہ دست عقل بندد
عقل کا ہاتھ جو نقش بھی بناتے
بے نقش نگار خوش نباشد
معشوق کے نقش کے بدون، اچھا معلوم نہیں ہوتا

با یار شکر لب گل اندام
شکر لب، پھول جیسے جسم والے دوست کے ساتھ
بے بوس و کنار خوش نباشد
بوسہ اور بغلگیر ہونے کے علاوہ کچھ اچھا معلوم نہیں ہوتا

جاں نقد محقر است حافظ
اے حافظ! جان چھوٹا نقد ہے
از بہر نثار خوش نباشد
نچھاور کرنے کے لئے، اچھی معلوم نہیں ہوتی

گفتم غم تو دارم گفتا غمت سر آید
میں نے کہا مجھے تیرا غم ہے، اس نے کہا تیرا غم ختم ہو جائے گا
گفتم کہ ماہ من شو گفتا اگر بر آید
میں نے کہا میرا چاند بن جا، اس نے کہا، اگر ہو سکا

گفتم ز مہرورزاں رسم وفا بیاموز
میں نے کہا محبت کرنے والوں سے وفاداری سیکھ لے
گفتا ز ماہرویاں ایں کار کمتر آید
اس نے کہا چاند جیسے چہرے والوں سے یہ کام کم ہوتا ہے

گفتم کہ بوئے زلفت گمراہ عالمم کرد
میں نے کہا تیری زلف کی خوشبو نے مجھے دنیا بھر کا گمراہ بنا دیا
گفتا اگر بدانی ہم اوت رہبر آید
اس نے کہا، غلامی کر، وہی تیری رہبر بن جائے گی

گفتم دل رحیمت کے عزم صلح دارد
میں نے کہا، تیرا مہربان دل کب تک صلح کا ارادہ رکھتا ہے
گفتا بگش جفا را تا وقت آں بر آید
اس نے کہا، جفا برداشت کر تاکہ اس کا وقت آئے

گفتم کہ بر خیالت راہ نظر ببندم
میں نے کہا تیرے خیال پر نظر کا راستہ بند کر دوں گا
گفتا کہ شبرو است ایں از راہ دیگر آید
اس نے کہا وہ تو چور ہے، دوسرے راستے سے آ جائے گا

گفتم خوش آں ہوائے کز باغ خلد خیزد
میں نے کہا وہ ہوا کس قدر اچھی ہے جو جنت کے باغ سے چلے
گفتا خنک نسیمے کز کوئے دلبر آید
اس نے کہا، وہ نسیم ٹھنڈی ہے جو معشوق کے کوچہ سے آئے

گفتم کہ نوش لعلت ما را بآرزو کشت
میں نے کہا، تیرے ہونٹ کی شیرینی نے ہمیں آرزو میں مار ڈالا
گفتا تو بندگی کن کاں بندہ پرور آید
اس نے کہا تو بندگی کر کیونکہ وہ بندہ پرور ہے

گفتم زمان عشرت دیدی کہ چوں سر آمد
میں نے کہا، تو نے دیکھا عیش کا زمانہ کیسا ختم ہو گیا
گفتا خموش حافظ کایں غصہ ہم سر آید
اس نے کہا، اے حافظ خاموش رہ، یہ رنج بھی ختم ہو جائے گا

گوہر مخزن اسرار ہمانست کہ بود
اسرار کے خزانے کا موتی وہی ہے جو تھا
حقۂ مہر بداں مہر و نشانست کہ بود
محبت کی ڈبیہ اسی مہر و نشان کے ساتھ ہے جو تھی

از صبا پرس کہ ما را ہمہ شب تا دم صبح
صبا سے دریافت کر لے کہ ہمارے لئے رات صبح تک
بوئے زلف تو ہماں مونس جانست کہ بود
تیری زلف کی خوشبو اسی طرح جان کی مونس رہی جیسے کہ تھی

۱ وصل کی تمنا الخ
۲ عاشقوں سے وفاداری کرنا سیکھ لے۔
۳ زلف ہی ہدایت کا سبب بن جائے گی۔
۴ یہ سبب بھی صلح کا وقت ہوگا صلح ہو جائے گی۔
۵ تیرا خیال آنکھوں کے راستے سے دل میں جاتا ہے اس لئے یہ راستہ بند کر دوں گا۔
۶ شعر
۷ ازل سے جو دل ہمارا ہی ہے اس میں جس طرح محبت بھری ہوئی تھی اسی طرح بھری ہے۔
۸ صبا گواہ ہے کہ ہماری محبت میں کوئی فرق نہ آیا۔

طالبِ لعل و گہر نیست وگرنہ خورشید
ہمچناں در عملِ معدن و کانست کہ بود

رنگِ خونِ دلِ ما را کہ نہاں کرد خطت
ہمچناں از لبِ لعلِ تو عیانست کہ بود

عاشقاں محرمِ اسرارِ امانت باشند
لاجرم چشمِ گہربار ہمانست کہ بود

کشتۂ غمزۂ خود را بزیارت می آی
زانکہ بیچارہ ہماں دل نگرانست کہ بود

زلفِ ہندوے تو گفتم کہ دگر رہ نزند
سالہا رفت و بداں سیرت و شانست کہ بود

حافظا باز نما قصۂ خونابۂ چشم
کہ دریں چشمہ ہماں آب روانست کہ بود

گفتم کہ خطا کردی و تدبیر نہ ایں بود
گفتا چہ تواں کرد کہ تقدیر چنیں بود

گفتم کہ خدا داد مرادت بوصالش
گفتا کہ مرادم بوصالش نہ ہمیں بود

گفتم کہ قریں بہرِ تو افگند بدیں روز
گفتا کہ مرا بختِ بد خویش قریں بود

گفتم ز منِ اے ماہ چرا مہر بریدی
گفتا کہ فلک با منِ بد مہر بکیں بود

گفتم کہ بسے جامِ طرب خوردی ازیں پیش
گفتا کہ شفا در قدحِ بازپسیں بود

گفتم کہ تو اے عمر چرا زود برفتی
گفتا کہ فلانے چکنم عمر ہمیں بود

گفتم کہ بسے خطِ جفا بر تو کشیدند
گفتا ہمہ آں بود کہ بر لوحِ جبیں بود

گفتم کہ نہ وقتِ سفرت بود چنیں زود
گفتا کہ مگر مصلحتِ وقت چنیں بود

گفتم کہ ز حافظ بچہ علت شدہ دور
گفتا کہ ہمہ وقت مرا داعیہ ایں بود

http://www.muftbooks.blogspot.com/

گرچه بر واعظ شہر ایں سخن آساں نشود
تا ریا ورزد و سالوس مسلماں نشود
خواہ شہر کے واعظ کے لئے یہ بات آساں نہ ہو
جب تک ریا اور مکاری کرے گا مسلمان نہ ہوگا

رندی آموز و کرم کن کہ نہ چنداں ہنرست
حیوانے کہ ننوشد مے و انساں نشود
رندی سیکھ اور بخشش کر اس لئے کہ کوئی ہنر نہیں ہے
اس حیوان کے لئے جو شراب نہ پئے انسان نہیں بنتا

گوہر پاک بباید کہ شود قابل فیض
ورنہ ہر سنگ و گلے لؤلؤ و مرجاں نشود
فیض کے قابل ہونے کے لئے پاک جوہر چاہیے
ورنہ ہر پتھر اور مٹی موتی اور مونگا نہیں بنتا

اسم اعظم بکند کار خود اے دل خوش باش
کہ بتلبیس و حیل دیو مسلماں نشود
اے دل خوش رہ، اسم اعظم اپنا کام کرتا ہے
اس لئے کہ مکاری اور حیلہ بازی سے شیطان مسلمان نہیں ہوتا

درد مندیکہ کند درد نہاں پیش طبیب
درد او بے سببے قابل درماں نشود
وہ مریض جو اپنا مرض طبیب کے سامنے چھپاتا ہے
اس کا درد بے شک علاج کے قابل نہیں ہوتا

عشق می ورزم و امید کہ ایں فن شریف
چوں ہنرہائے دگر موجب حرماں نشود
میں عشق اختیار کرتا ہوں اور امید ہے کہ یہ شریف فن
دوسرے ہنروں کی طرح محرومی کا سبب نہ ہوگا

دوش میگفت کہ فردا بدہم کام دلت
سببے ساز خدایا کہ پشیماں نشود
وہ کل کہتا تھا کہ کل تیرے دل کا مقصد پورا کروں گا
اے خدا سبب پیدا کر دے کہ وہ شرمندہ نہ ہو

حسن خلقے ز خدا می طلبم خوئے ترا
تا دگر خاطر ما از تو پریشاں نشود
میں تیری عادت کے لئے خدا سے حسن خلق طلب کرتا ہوں
تاکہ پھر تجھ سے ہماری طبیعت پریشان نہ ہو

ہر کہ در پیش بتاں از سر جاں میلرزد
بے تکلف تن او لائق قرباں نشود
جو معشوقوں کے سامنے جان جانے کے خیال سے کانپتا ہے
بے شک اس کا جسم قربان ہونے کے لائق نہیں ہوتا

ذرہ را تا نبود ہمت عالی حافظ
طالب چشمۂ خورشید درخشاں نشود
اے حافظ جب تک ذرہ بلند ہمت نہ ہو
روشن آفتاب کے چشمہ کا طالب نہیں ہوتا

گرچہ از غمزہ بتم زخمے بدل کاری کند
گاہ گاہ از مرہم باشد کہ دلداری کند
اگرچہ میرا محبوب غمزہ سے دل پر کاری زخم لگاتا ہے
ہو سکتا ہے کہ کبھی کبھی مرہم سے میری دلداری کرے

گر نباشد از مے لعل تو بوئے در مشام
عاشقاں را دیدہ دائم کار خماری کند
اگر تیرے ہونٹ کی شراب کی بو دماغ میں نہ ہو
عاشقوں کی آنکھ ہمیشہ خماری کا کام کرے

زاہدے را ذوق گر ہمچو منے حاصل شود
مست می آید ہمہ توبہ ز ہشیاری کند
اگر زاہد کو مجھ جیسوں کا ذوق حاصل ہو جائے
شراب سے مست ہو جائے اور ہوشیاری سے توبہ کرے

ہم بتا کم وادیے ہم میکنم مستانہ رقص
ساقیا آں مطرب امروز اگر یاری کند
خوشی کے مارے میں بھی مستانہ رقص کروں گا
اے ساقی اگر وہ مطرب آج میری مدد کرے

تا خورد از دست تو جام صبوحی یک صباح
اہل تقوی ہر شبے تا صبح بیداری کند
تاکہ کسی صبح تیرے ہاتھ سے صبوحی کا جام پی لے
متقی ہر رات صبح تک بیداری کرتا ہے

http://www.muftbooks.blogspot.com/

حافظ مسکیں غریب کز پئے او شد خراب
حافظ مسکین اور غریب اس کے پیچھے ویران ہو گیا
گر رسیدے ساقیا از بادہ معماری کند
اگر ساقی آ جائے تو شراب کے ذریعہ آباد کر دے

گر زلف پریشانت در دست صبا افتد
اگر تیری بکھری ہوئی زلف صبا کے ہاتھ پڑ جائے
ہر جا کہ دلے باشد بر باد ہوا افتد
جہاں کہیں کوئی دل ہو، ہوا میں برباد ہو جائے

ما کشتی صبر خود در بحر غم افگندیم
ہم نے اپنے صبر کی کشتی غم کے سمندر میں ڈال دی
تا آخر ازیں طوفاں ہر تختہ کجا افتد
دیکھئے! اس طوفان سے ہر تختہ کہاں پہنچے

ہر کس بہ تمنائے فالے ز رخت گیرد
ہر شخص تیرے چہرے کی تمنا میں فال نکالتا ہے
بر تختۂ فیروزی تا قرعہ کرا افتد
دیکھئے، کامیابی کے تختے پر کس کا قرعہ پڑے

آں بادہ کہ دل ہا را از غم دہد آزادی
وہ شراب، جو دلوں کو غم سے آزادی دیتی ہے
پر خون جگر گردد چوں دور بما افتد
جب ہماری باری آتی ہے جگر کے خون سے بھر جاتی ہے

گر زلف سیاہت را من مشک ختن گفتم
اگر میں نے تیری سیاہ زلف کو ختن کا مشک کہہ دیا
در تاب مشو جاناں در گفتہ خطا افتد
تو اے جاناں غصہ نہ کر، کہنے میں غلطی ہو جاتی ہے

حال دل حافظ شد از دست غم ہجرت
تیرے ہجر کے غم کے ہاتھوں حافظ کے دل کا حال ایسا ہو گیا ہے
چوں عاشق سرگرداں کز دوست جدا افتد
جیسا کہ وہ حیران عاشق جو دوست سے جدا ہو جائے

مرا بہ رندی و عشق آں فضول عیب کند
مجھ کو رندی اور عشق کا وہ فضول شخص عیب لگاتا ہے
کہ اعتراض بر اسرار علم غیب کند
جو علم غیب کے رازوں پر اعتراض کرتا ہے

کمال صدق و محبت ببیں نہ نقص گناہ
سچائی اور محبت کے کمال کو دیکھ، نہ کہ گناہ کے عیب کو
کہ ہر کہ بے ہنر افتد نظر بعیب کند
اس لئے کہ جو بے ہنر ہوتا ہے اس کی نظر عیب پر پڑتی ہے

چناں بزد رہ اسلام غمزۂ ساقی
ساقی کی ادا نے اسلام پر ایسا ڈاکہ مارا
کہ اجتناب ز صہبا مگر صہیب کند
کہ اب شاید، صہیب ہی شراب سے بچ سکے

ز عطر حور بہشت آں زماں برآید بوئے
جنت کی حور کے عطر سے اسی وقت خوشبو نکلے گی
کہ خاک میکدۂ ما عبیر جیب کند
جبکہ ہمارے شراب خانہ کی خاک کو گریبان کی خوشبو بنائے

کلید گنج سعادت قبول اہل دل است
سعادت کے خزانہ کی کنجی اہل دل کے یہاں مقبول ہونا ہے
مباد کس کہ دریں نکتہ شک و ریب کند
ایسا نہ ہو کہ اس نکتہ میں کوئی شک اور شبہ کرے

شبان وادی ایمن گہے رسد بمراد
وادیٔ ایمن کا گڈریا اس وقت مراد کو پہنچتا ہے
کہ چند سال بجاں خدمت شعیب کند
جبکہ چند سال دل سے شعیب کی خدمت کرے

ز دیدہ خوں بچکاند فسانۂ حافظ
حافظ کا قصہ، آنکھوں سے خون ٹپکا دیتا ہے
چو یاد عہد شباب و زمان شیب کند
جب وہ جوانی کے وقت اور بڑھاپے کے زمانہ کو یاد کرتا ہے

۱ ہر شخص اپنے دل کی مراد کا فال نکالنا چاہتا ہے لیکن یہ معلوم نہیں کہ قرعہ کس کے نام نکلے۔

۲ زلف کو مشک ختن کہنا مجھ سے غلطی ہو گئی ہے [illegible] پر عیب لگانا مناسب نہیں ہے

۳ [illegible]

۴ حضرت صہیب تقویٰ صحابہ میں نہایت مشہور تھا۔

۵ اہل دل میں مقبول ہونا سعادت مندی کی دلیل ہے

۶ حضرت موسیٰ نے حضرت شعیب کی آٹھ سال بکریاں چرائیں جب کہیں وادیٔ ایمن میں ان کو تجلی نصیب ہوئی

http://www.muftbooks.blogspot.com/

مژدہ اے دل کہ مسیحا نفسے می آید
اے دل خوش ہو کہ کوئی مسیحا جیسے سانس والا آتا ہے
کہ ز انفاس خوشش بوئے کسے می آید
اس لئے کہ اس کے عمدہ سانسوں سے کسی کی خوشبو آ رہی ہے

از غم و درد مکن نالہ و فریاد کہ دوش
غم اور درد سے نالہ اور فریاد نہ کر اس لئے کہ کل رات
زدہ ام فالے و فریاد رسے می آید
میں نے فال نکالی ہے اور ایک فریاد رس آتا ہے

ز آتش وادی ایمن نہ منم خرم و بس
وادی ایمن کی آگ سے صرف میں ہی خوش نہیں ہوں
موسیٰ اینجا بامید قبسے می آید
موسیٰ بھی اس جگہ چنگاری کی امید میں آتا ہے

ہیچکس نیست کہ در کوئے تواش کارے نیست
کوئی شخص ایسا نہیں ہے جس کو تیرے کوچہ میں کوئی کام نہ ہو
ہر کس اینجا بامید ہوسے می آید
اس جگہ ہر شخص ایک ہوس کی امید میں آتا ہے

کس ندانست کہ منزلگہ معشوق کجاست
کوئی نہیں جانتا کہ معشوق کی منزل کہاں ہے؟
اینقدر ہست کہ بانگ جرسے می آید
بس اتنا ہے کہ گھنٹے کی آواز آتی ہے

جرعہ دہ کہ بمیخانۂ ارباب کرم
ایک گھونٹ دے، اس لیے کہ سخیوں کے شرابخانہ میں
ہر حریفے ز پئے ملتمسے می آید
ہر دوست ایک آرزو لے کر آتا ہے

خبر بلبل ایں باغ مپرسید کہ من
اس باغ کے بلبل کی بات نہ پوچھو اس لیے کہ میں
نالۂ می شنوم کز قفسے می آید
ایک نالہ سن رہا ہوں جو ایک پنجرے سے آ رہا ہے

دوست را گر سر پرسیدن بیمار غم است
اگر دوست کو غم کے بیمار کو پوچھنے آنے کا خیال ہے
گو بیا خوش کہ ہنوزش نفسے می آید
تو کہہ دو خوشی سے آجائے اس لیے کہ ابھی اس کا سانس چل رہا ہے

یار دارد سر صید دل حافظ یاراں
اے دوستو! محبوب کو حافظ کے دل کے شکار کرنے کا خیال ہے
شاہبازے بشکار مگسے می آید
ایک شاہباز ایک مکھی کے شکار کے لئے آتا ہے

مطرب عشق عجب ساز و نوائے دارد
عشق کا مطرب عجب ساز اور آواز رکھتا ہے
نقش ہر پردہ کہ زد راہ بجائے دارد
جس پردے کے نقش کو بجاتا ہے ایک مقام کی طرف جاتا ہے

عالم از نالۂ عشاق مبادا خالی
خدا کرے عاشقوں کے نالہ سے دنیا خالی نہ ہو
کہ خوش آہنگ و فرح بخش نوائے دارد
کیونکہ وہ عمدہ آواز اور تفریح دینے والی لے رکھتا ہے

پیر دردی کش ما گرچہ ندارد زر و زور
ہمارا تلچھٹ پینے والا پیر اگرچہ زر اور زور نہیں رکھتا ہے
خوش عطا بخش و خطا پوش خدائے دارد
لیکن اچھا عطا بخش، اور خطا پوش خدا رکھتا ہے

از عدالت نبود دور گرش پرسد حال
اس کے انصاف سے بعید نہ ہوگا، اگر حال پوچھے
پادشاہے کہ بہ ہمسایہ گدائے دارد
وہ بادشاہ جو پڑوس میں ایک فقیر رکھتا ہے

محترم دار دلم کایں مگس قند پرست
میرے دل کو محترم رکھ، اس لیے کہ یہ شکر پرست مکھی
تا ہوا خواہ تو شد فر ہمائے دارد
جب سے تیری ہوا خواہ ہوئی ہے ہما کی شان رکھتی ہے

اشک خونیں بطبیباں بنمودم گفتند
میں نے خونی آنسو طبیبوں کو دکھائے انہوں نے کہا
درد عشق است و جگر سوز دوائے دارد
عشق کا درد ہے جس کی دوا جگر کو جلانے والی ہے

ے وادی ایمن میں جب حضرت موسیٰ کو روشنی نظر آئی وہ اسکو آگ سمجھ کر اس میں سے چنگاری لینے کے لیے گئے تب اس پر حقیقت کھلی کہ یہ آگ نہیں ہے خدائی تجلی ہے۔

ے [illegible]

ے قافلے کے اونٹوں کی گردنوں میں گھنٹیاں باندھی جاتی تھیں تاکہ معلوم ہو سکے کہ قافلہ جا رہا ہے [illegible]

ے [illegible]

ے [illegible]

ے اس درد کی دوا سے جگر جل جاتا ہے [illegible]

http://www.muftbooks.blogspot.com/

تم از غمزہ میاموز کہ در مذہب عشق — ہر عمل اجرے و ہر کردہ جزائے دارد
تو نے غلط کو، دستیم دماں ہے کہ عشق کے مذہب میں — ہر عمل ایک اجر اور ہر [illegible] ایک بدلہ رکھتا ہے

نغز گفت آں بت ترسا بچہ بادہ فروش — شادیِ روئے کسے خور کہ صفائے دارد
اس کافر بت، معشوق، شراب فروش نے کیا اچھا کہا — کسی ایسے شخص کے چہرے کی خوشی کر، جس کو صفائی حاصل ہے

خسروا حافظ درگاہ نشیں فاتحہ خواند
اے بادشاہ! درگاہ نشیں، حافظ نے فاتحہ پڑھی

وز زبانِ تو تمنائے دعائے دارد
اور تیری زبان سے، دعا کی تمنا رکھتا ہے

من و انکارِ شراب ایں چہ حکایت باشد — غالباً ایں قدرم عقل کفایت باشد
میں اور شراب کا انکار، یہ کیا قصہ ہوگا! — شاید اس قدر عقل، میرے لئے کافی ہوگی

منکہ شبہا رہِ تقوی زدہ ام با دف و چنگ — ایں زماں سر بہ رہ آرم چہ حکایت باشد
میں جس نے دف اور چنگ کے ساتھ راتوں تقوے پر ڈاکہ ڈالا — اب اگر میں سر راستہ پر لاؤں کیا بات ہوگی؟

زاہد ار راہ برندی نبرد معذور است — عشق کاریست کہ موقوفِ ہدایت باشد
زاہد اگر رندی کے راستہ پر نہ چلے، معذور ہے — عشق ایسا کام ہے جو ہدایت پر موقوف ہے

تا بغایت رہِ میخانہ نمیدانستم — ورنہ مستوریِ ما تا بچہ غایت باشد
میں تو اب تک، شراب خانہ کا راستہ نہیں جانتا تھا — ورنہ ہماری پرہیزگاری، کس حد تک ہوتی

بندۂ پیرِ مغانم کہ ز جہلم برہاند — پیرِ ما ہرچہ کند عینِ رعایت باشد
میں پیر مغاں کا غلام ہوں کیونکہ اس نے مجھے جہل سے چھڑا دیا — ہمارا پیر جو کچھ کرے، عین مناسب ہو

زاہد و عجب و نماز و من و مستی و نیاز — تا خود او را ز میاں با کہ عنایت باشد
زاہد ہے اور عجب اور نماز، اور میں ہوں اور مستی اور عاجزی — دیکھئے! ان کی خود کس پر مہربانی ہو

دوش ازیں غصہ نخفتم کہ حکیمے میگفت
کل شب میں اس رنج سے نہ سویا کہ ایک حکیم کہتا تھا

حافظ ار بادہ خورد جائے شکایت باشد
حافظ اگر شراب پئے گا، شکایت کا موقع ہوگا

مسلماناں مرا وقتے دلے بود — کہ با وے گفتمے گر مشکلے بود
اے مسلمانو! میرا بھی کسی وقت ایسا دل تھا — اگر کوئی مشکل پیش آتی تھی، تو میں اس سے کہتا تھا

دلے ہمدرد و یارے مصلحت بیں — کہ استظہارِ ہر اہلِ دلے بود
ایک ہمدرد دل، اور ایک مصلحت بیں دوست — جو ہر صاحب دل کی پشت پناہ تھا

بگردابے چو می افتادم از غم — بتدبیرش امیدِ ساحلے بود
جب میں غم کے کسی بھنور میں پھنستا تھا — اس کی تدبیر سے کسی ساحل کی امید ہوتی تھی

ز من ضائع شد اندر کوئے جاناں — چہ دامنگیر یا رب منزلے بود
وہ دل مجھ سے معشوق کے کوچہ میں گم ہو گیا — اے خدا! کیسی دامنگیر منزل تھی

۔ تو میں شراب کو کافر ترک روں
ے شب [illegible]
[illegible]
نہیں ہوگی لہٰذا اعلان
رستہ پر نہیں چل سکتا
ہے
ے جو کوئی میخانے کے راستہ
سے نا واقف ہیں وہ پہلے
ہم شکی بنتے ہوئے
تھے
ے ظاہر ہے کہ خدا کو
نیاز مندی ہی پسند ہے
ے بھول کر
کہ دل
ہو کر
تا تھی کی
بات کرتا تھا
لہٰذا مجھے بڑا دکھ ہوا
ے غزل کا مضمون
مسلسل ہے جس نے
دل کی کیفیت کو ظاہر
کیا ہے
ے ایسا دل جس سے
سب کچھ توقعات
تھیں کیونکہ کوچہ
میں گم ہو گیا وہ کوچہ
بڑا دامنگیر ثابت ہوا

http://www.muftbooks.blogspot.com/

بحالِ ایں پریشاں رحمت آرید
اس پریشان کی حالت پر رحم کرو
کہ وقتے کاردانِ کاملے بود
اس لیے کہ ایک وقت وہ ایک کامل واقف کار تھا

منِ آشفتہ را در ہر بلائے
مجھ پریشان کے لیے، ہر مصیبت میں
رفیقِ کاروانِ قابلے بود
قافلہ کا، ایک قابل رفیق تھا

مرا تا عشق تعلیمِ سخن کرد
مجھے، جب سے عشق نے بات کرنی سکھائی
حدیثم نکتۂ ہر محفلے بود
میری بات، ہر محفل کا نکتہ تھی

ہنر بے عیبِ حرماں بود لیکن
ہنر محرومی کے عیب سے خالی تھا، لیکن
ز من محروم تر کے سائلے بود
مجھ سے زیادہ محروم کب کوئی بھکاری تھا

بر اشکم در طلب دُرہا فشانید
طلب میں، میرے آنسوؤں نے موتی بکھیرے
ولے از وصلِ او بیحاصلے بود
لیکن، اس کے وصل سے محروم تھے

مگو دیگر کہ حافظ نکتہ دانست
پھر نہ کہنا، کہ حافظ نکتہ داں ہے
کہ ما دیدیم محکم غافلے بود
اس لیے کہ ہم نے دیکھا ہے بڑا غافل تھا

معاشراں ز حریفِ شبانہ یاد آرید
اے ساتھیو! رات کے دوست کو یاد کرو
حقوقِ بندگیِ مخلصانہ یاد آرید
مخلصانہ غلامی کے حقوق کو یاد رکھو

چو در میانِ مراد آورید دستِ امید
جب مراد کو کمر میں، امید کا ہاتھ ڈالو
ز عہدِ صحبتِ ما در میانہ یاد آرید
اس وقت، ہماری دوستی کا زمانہ یاد رکھو

چو عکسِ بادہ کند جلوہ در رخِ ساقی
جب شراب کا عکس، ساقی کے رخ میں جلوہ دکھائے
ز زہدِ من بسرود و ترانہ یاد آرید
گانے اور ترانے کے ساتھ میرے زہد کو بھی یاد رکھو

بوقتِ سرخوشی از آہ و نالۂ عشاق
مستی کے وقت، عاشقوں کی آہ اور نالہ کو
بصوتِ نغمۂ چنگ و چغانہ یاد آرید
چنگ اور چغانہ کے نغمے کی آواز پر یاد رکھو

نمی خورید زمانے غمِ وفاداراں
تم تھوڑی دیر کے لیے بھی وفاداروں کا غم نہیں کھاتے
ز بیوفائیِ دورِ زمانہ یاد آرید
دورِ زمانہ کی بے وفائی کو یاد رکھو

سمندِ دولت اگر تند و سرکش رفتے
دولت کا گھوڑا، اگرچہ تیز اور سرکش ہے، لیکن
ز ہمرہاں بسرِ تازیانہ یاد آرید
کوڑے کے وقت، ساتھیوں کو بھی یاد رکھو

بوقتِ مرحمت اے ساکنانِ صدرِ جلال
اے بزرگی کے صدر نشینو! مرحمت کے وقت
ز روئے حافظ و آں آستانہ یاد آرید
حافظ کے چہرے اور اس آستانے کو یاد رکھو

منِ صلاح و سلامت کس ایں گماں نبرد
میں اور نیکی اور سلامتی، یہ گمان کوئی نہیں کرتا
کہ کس برندِ خرابات ظنِ آں نبرد
[illegible]

یہ بھی درست ہے کہ ہنر کی قسمت ہوتی ہے۔ لیکن ہم ہمیشہ محروم رہا۔
[illegible]
مستی کے وقت عاشقوں کی آہ اور نالہ کو یاد رکھو۔
زمانے کی بیوفائی سے ڈرنا چاہیے اور وفادار دوستوں کے غم میں شریک رہنا چاہیے۔
[illegible]

http://www.muftbooks.blogspot.com/

من این مرقّع پشمینه بهر آن دارم — که زیر خرقه کشم مے کس این گماں نبرد
میں نے صوفیوں کی گدڑی اس لیے اختیار کی ہے — کہ گدڑی میں چھپا کر شراب پیا کروں اور کوئی یہ گمان نہ کرے

مباش غرہ بعلم و عمل فقیہ زماں — کہ ہیچکس ز قضائے خدائے جاں نبرد
اے فقیہِ زمانہ! علم اور عمل پہ مغرور نہ ہو — اس لیے کہ کوئی شخص خدا کی تقدیر سے جان نہیں بچا سکتا ہے

مشو فریفتہ رنگ و بقدح در کش — کہ زنگ غم ز دلت جز مے مغاں نبرد
رنگ و بو پہ فریفتہ نہ ہو اور پیالہ پی — اس لیے کہ تیرے دل کے غم کے زنگ کو سوائے شراب کے کوئی نہیں مٹا سکتا

اگرچہ دیدہ بود پاسبانِ تو اے گل — بہوش باش کہ نقدِ تو پاسباں نبرد
اے پھول! اگرچہ آنکھ تیری نگہبان ہو — ہوش رکھ! کہ تیری نقدی نگہبان ہی نہ لے جائے

من ضعیف چگونہ غمِ تو بر دارم — کہ بارِ ہجرِ تو ایں جانِ ناتواں نبرد
میں کمزور کس طرح تیرا غم برداشت کروں — کہ تیرے ہجر کا بوجھ یہ کمزور جان برداشت نہیں کر سکتی

سخن بنزدِ سخنداں ادا مکن حافظ
اے حافظ! سخنداں کے سامنے شعر نہ پڑھ

کہ تحفہ کس دُر و گوہر بہ بحر و کاں نبرد
اس لیے کہ موتی اور گوہر کا تحفہ سمندر اور کان کے پاس کوئی نہیں لے جاتا ہے

مرا مے دگر بارہ از دست بُرد — بمن باز آورد مے دست بُرد
مجھے شراب نے دوبارہ بیخود بنا دیا — مجھ پر شراب نے دوبارہ غلبہ حاصل کر لیا

ہزار آفریں بر مئے سُرخ باد — کہ از روئے مارنگِ زردی ببرد
سرخ شراب کو ہزار بار شاباش ہو — اس لیے کہ ہمارے چہرے سے زرد رنگ کو لے گئی

بنازیم دستے کہ انگور چید — مریزاد پائے کہ در ہم فشرد
ہم اس ہاتھ پر ناز ہے، جس نے انگور چنا — خدا کرے، وہ پاؤں نہ گرے جس نے نچوڑا

بروزاہدا خردہ بر من مگیر — کہ کارِ خدائی نہ کاریست خرد
اے زاہد! جا، مجھ پر عیب نہ لگا — خدائی کا کام، معمولی کام نہیں ہے

مرا از ازل عشق شد سرنوشت — قضائے نبشتہ نشاید سترد
ازل سے عشق میری تقدیر بنا — لکھی ہوئی تقدیر، مٹائی نہیں جا سکتی ہے

مزن دم ز حکمت کہ در وقتِ مرگ — ارسطو دہد جاں چو بیچارہ کرد
حکمت کی ڈینگیں نہ مار، اس لیے کہ موت کے وقت — ارسطو، بیچارہ کُردی کی طرح جان دے دیتا ہے

مکن رنجِ بیہودہ خرسند باش — قناعت کن ار نیست اطلس بہ برد
بیکار رنج نہ کر، خوش رہ — اگر اطلس نہیں ہے، تو چادر پر صبر کر

چناں زندگانی کن اندر جہاں — کہ چوں مُردہ باشی نگویند مرد
دنیا میں، اس طرح زندگی بسر کر — کہ جب تو مرے، لوگ یہ نہ کہیں کہ مر گیا

شود مستِ وحدت ز جامِ الست — ہر آں کو چو حافظ مے صاف خورد
الست کے جام سے توحید کا مست ہو جاتا ہے — جس کسی نے حافظ کی طرح صاف شراب پی لی

ے یہ مصرعہ اور اگلے شعر کا مصرعہ ثانی، شاہنامہ فردوسی کا شعر ہے جس پر حافظ نے تضمین کی ہے۔

ے شعر ... ے نجات ... کے حافظ ... ہی علم ... و عمل ... نہیں بچا ... جا سکتا ہے ... ے آنکھیں
انسان کی پاسبان بھی ہیں اور بھی تباہ کا سبب بھی ہیں سعر
ے بھی ... انگور ... شراب ... بنانے ... کے 2 ... انگور ...
وہ جو ہمارے لیے باعث ناز ہے جس پیروں نے شراب بنائی اُن کے جسم وسالم رہیں۔
ے اسلئے کہ عشق کو مستی نہیں سمجھنا چاہیے بلکہ عظمت کی بنا پر بنایا ہے
ے کُرد، کردستان کو کہا جاتا ہے جو عرب تا خواندہ ہوتے تھے۔ یعنی مرتے وقت کُردی اور ارسطو حکیم کی یکساں حالت ہے۔
ے مر کر بھی ہمیشہ زندہ رہنا چاہیے۔
ے الست سے وہی عہد مراد ہے جو ازل میں بندوں سے اللہ کی ربوبیت پر لیا ہے

http://www.muftbooks.blogspot.com/

مرا مہرِ سیہ چشماں ز دل بیروں نخواہد شد
سیاہ آنکھوں والوں کی محبت میرے دل سے نہ نکلے گی
قضائے آسمانست ایں و دیگرگوں نخواہد شد
یہ آسمانی فیصلہ ہے اور یہ نہ بدلے گا

مرا روزِ ازل کارے بجز رندی نفرمودند
میرے لیے ازل میں رندی کے سوا کوئی حکم نہیں فرمایا
ہر آں قسمت کہ آنجا شد کم و افزوں نخواہد شد
جو تقدیر وہاں بن چکی ہے، کم اور زیادہ نہ ہوگی

مجالِ من ہمیں باشد کہ پنہاں مہرِ او ورزم
میری طاقت میں یہ ہی ہے کہ چھپ کر اس کی محبت اختیار کروں
کنار و بوس و آغوشش چگویم چوں نخواہد شد
پہلو اور بوسہ اور اس کی آغوش میں کیسے کہوں کہ کیونکر نہ ہوگا

شرابِ لعل و جائے امن و یارِ مہرباں ساقی
سرخ شراب، اطمینان کی جگہ، اور مہربان دوست ساقی
دلا کے بہ شود کارت اگر اکنوں نخواہد شد
اے دل تیرا کام کب بنے گا اگر اب بھی نہ ہوگا

بیا تا در صفِ رنداں بہ بانگِ چنگ مے نوشیم
آ تاکہ رندوں کی صف میں چنگ کی دھن پر ہم شراب پئیں
کہ سازِ شرع زیں افسانہ بے قانوں نخواہد شد
اس لیے کہ شریعت کا ساز اس قصہ سے بے قانون نہ ہوگا

شبے مجنوں بہ لیلیٰ گفت کاے محبوبِ بے ہمتا
ایک رات مجنوں نے لیلیٰ سے کہا، اے بے مثال محبوب
ترا عاشق شود پیدا ولے مجنوں نخواہد شد
تجھے عاشق مل جائے گا، لیکن وہ مجنوں نہ ہوگا

رقیب آزارہا فرمود و جائے آشتی نگذاشت
رقیب نے بہت سی تکلیفیں پہنچائیں اور صلح کی کوئی گنجائش نہ چھوڑی
مگر آہِ سحرخیزاں سوئے گردوں نخواہد شد
شاید سحرخیزوں کی آہ آسمان کی طرف نہ جائے گی

بیا تا در مئے صافیت رازِ دہر بنمایم
آ تاکہ تجھے صاف شراب میں زمانے کے راز دکھاؤں
کہ کارِ عشق زیں افسانہ بے افسوں نخواہد شد
اس لیے کہ عشق کا کام اس بے جادو کے قصے سے نہ ہوگا

مشو اے دیدہ نقشِ غم ز لوحِ سینۂ حافظ
اے آنکھ غم کا نقش حافظ کے سینے کی تختی سے نہ دھو
کہ زخمِ تیرِ دلدار است و رنگِ خوں نخواہد شد
اس لیے کہ یہ محبوب کے تیر کا زخم ہے اور خون کا رنگ نہ جائے گا

معاشراں گرہ از زلفِ یار باز کنید
ساتھیو! یار کی زلف سے گرہ کھول دو
شبے خوش ست بایں قصّہ‌اش دراز کنید
اچھی رات ہے اس کو اس قصہ سے دراز کر دو

حضورِ مجلسِ انس ست و دوستاں جمعند
محبت کی مجلس کی حاضری ہے اور دوست جمع ہیں
و اِن یکاد بخوانید و در فراز کنید
وان یکاد پڑھو اور دروازہ بند کر دو

رباب و چنگ بہ بانگِ بلند میگویند
رباب اور چنگ بلند آواز سے کہتے ہیں
کہ گوشِ ہوش بہ پیغامِ اہلِ راز کنید
کہ اہلِ راز کے پیغام کی طرف ہوش کے کانوں کو متوجہ کرو

ہر آں کسے کہ دریں حلقہ نیست زندہ بعشق
جو شخص اس حلقہ میں عشق کے ذریعہ زندہ نہیں ہے
بر او چو مردہ بفتوائے من نماز کنید
اس پر میرے فتوے سے مردے کی طرح نماز پڑھو

میانِ عاشق و معشوق فرق بسیارست
عاشق اور معشوق میں بہت بڑا فرق ہے
چو یار ناز نماید شما نیاز کنید
جب دوست ناز کرے، تم عاجزی کرو

بجانِ دوست کہ غم پردۂ شما ندرد
دوست کی جان کی قسم، غم تمہارا پردہ چاک نہ کرے گا
گر اعتماد بر الطافِ کارساز کنید
اگر کارساز کی مہربانیوں پر بھروسہ کرو

۱ جہاں عاشقی اختیار میں ہے تو یہی ہے کہ اس سے محبت کر سکتے رہیں اور وصال جب ہمارے قبضہ کی بات نہیں ہے تو اس کی کیا بات کریں۔
۲ ہماری شراب نوشی سے شریعت کا نظام درہم برہم نہ ہوگا۔
۳ عاشق تو ملیں گے لیکن مجھ جیسا دیوانہ عاشق نہ ملے گا۔
۴ آہ آسمان تک نہیں پہنچتی ہے کہ رقیب کو ہلاک کرے۔
۵ عشق کا کام شراب سے چلتا ہے، ہوائی باتوں سے یہ مسئلہ حل نہ ہوگا۔
۶ محبوب کی گرہ کشائی میں شب بیداری کرو۔
۷ وان یکاد الذین کفروا، اور یہ نظرِ بد دفع کرنے کو پڑھا جاتا ہے، یعنی یہ آیت پڑھو تاکہ اس مجمع کو نظر نہ لگ جائے۔
۸ جو بے عشق کے زندگی گزارتے ہیں وہ مردہ ہے۔
۹ خدا کی مہربانیوں پر بھروسہ کرو، غم تمہارا پیچھا نہ چھوڑ سکے گا۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

نخست موعظهٔ پیرِ می‌فروش اینست — که از معاشرِ ناجنس احتراز کنید

مے فروش پیر کی سب سے پہلی نصیحت یہ ہے — کہ ناجنس، ساتھی سے بچو

اگر طلب کند انعامی از شما حافظ

اگر حافظ، تم سے انعام طلب کرے

حوالتش بلبِ یارِ دل نواز کنید

اس کو دلنواز، یار کے ہونٹ کے حوالے کردو

مرا از وصلِ تو گر زانکه دسترس باشد — دگر ز طالعِ خویشم چه ملتمس باشد

مجھے اگر تیرے وصل پر دسترس ہو — پھر بھلا اپنے نصیب سے اور کیا درکار ہوگا؟

اگر بهر دو جهاں یک نفس زنم با دوست — مرا ز هر دو جهاں حاصل آں نفس باشد

بر آستانِ تو غوغائے عاشقاں چه عجب — که هر کجا شکرستاں بود مگس باشد

تیری چوکھٹ پر عاشقوں کا شور کیا تعجب کی بات ہے — اس لیے کہ جہاں کہیں شکرستان ہوگا مکھیاں ہوں گی

ز رو خلاص کجا باشد آں غریقے را — که سیلِ محنتِ عشقش ز پیش و پس باشد

چه حاجت ست بشمشیر قتلِ عاشق را — که نیم جانِ مرا یک کرشمه بس باشد

عاشق کے قتل کے لیے تلوار کی کب ضرورت ہے — اس لیے کہ مجھ جیسے آدھی جان کے لیے ایک ادا کافی ہے

هزار بار شود آشنا و دیگر بار — مرا ببیند و گوید که ایں چه کس باشد

ہزار بار جان پہچان والا ہوتا ہے اور پھر — مجھے دیکھتا ہے، اور کہتا ہے یہ کون ہوگا؟

ازیں سبب که مرا دستِ بخت کوتاهست — کجا بسروِ بلندِ تو دسترس باشد

چونکہ میرے نصیب کا ہاتھ کوتاہ ہے — تیرے بلند سرو تک مجھے کب دسترس ہو سکتی ہے؟

خوش ست بادهٔ رنگین و صحبتِ جاناں

رنگین شراب اور معشوق کی صحبت اچھی چیز ہے

مدام حافظِ بیدل دریں هوس باشد

بیدل حافظ، ہمیشہ اس ہوس میں رہے گا

میزنم هر نفس از دستِ فراقت فریاد — آه اگر نالهٔ زارم نرساند بتو باد

تیرے فراق کے ہاتھ سے میں ہر وقت فریاد کرتا ہوں — اگر ہوا میرا نالہ زار تجھ تک نہ پہنچائے تو افسوس ہے

چه کنم گر نکنم ناله و فریاد و فغاں — کز فراقِ تو چنانم که بد اندیش مباد

کیا کروں اگر نالہ، فغاں اور فریاد نہ کروں — اس لیے کہ تیرے فراق میں ایسا ہوں کہ دشمن بھی نہ ہو

روز و شب غصه و خوں میخورم و چوں نخورم — چوں ز دیدارِ تو دورم بچه باشم دلشاد

رات دن غم اور خون کھاتا ہوں اور کیسے نہ کھاؤں — جبکہ تیرے دیدار سے دور ہوں تو خوش دل کیسے رہوں

تا ز چشمِ من سوخته دل دور شدی — اے بسا چشمهٔ خونیں که دل از دیده گشاد

جب سے تو مجھ جلے دل کی آنکھ سے دور ہوا ہے — بہت خون کے چشمے ہیں جو دل نے آنکھ سے جاری کیے ہیں

۱ ناجنس کی صحبت سے بچنا چاہیے۔ ۲ اس کے ہونٹ کا بوسہ انعام کافی ہوگا۔ ۳ اگر وصل میسر آجائے تو اس سے بڑھ کر اور کیا تمنا ہو سکتی ہے۔ ۴ دوست کے ساتھ تھوڑا سا وقت گزار لینا ہر دو جہان کا خلاصہ ہے۔ ۵ معشوق کی ادا ہی کافی ہے۔ ۶ میرے قتل کے لیے تلوار کی کیا ضرورت ہے ایک ادا کافی ہے۔ ۷ ہر بار بھول جانا ہوتا ہے۔ ۸ جس مصائب ہوں تو خلاصی کیسے ہو سکتی ہے۔ ۹ تیرے جدائی میں آنکھوں کے راستے خون کے چشمے نکلتے ہیں۔

زیں بار بره صد قطرهٔ خوں بیش چکید
ہر پلک کی جڑ سے سو سے زیادہ خون کے قطرے ٹپکے

چوں برآورد دل از دست فراقت فریاد
جبکہ دل نے، تیرے فراق کے ہاتھ سے فریاد کی

حافظ دل شدہ مستغرقِ یادت شب و روز
بے دل حافظ علی جان تیری یاد میں ڈوبا ہوا ہے

تو ازیں بندۂ دلخستہ بکلی آزاد
تو اس دل خستہ، غلام سے بالکل آزاد ہے

مژدہ اے دل کہ دگر بادِ صبا باز آمد
اے دل! خوشخبری ہو کہ باد صبا پھر آئی

ہدہدِ خوش خبر از طرفِ سبا باز آمد
خوشخبری لانے والا ہدہد سبا کی طرف سے پھر آیا

برکش اے مرغِ سحر نغمۂ داؤدی را
اے صبح کے پرندے! نغمۂ داؤدی شروع کر

کہ سلیمانِ گل از طرفِ ہوا باز آمد
کیونکہ پھول کا سلیمان، ہوا کی طرف سے پھر آیا

لالہ بوئے مےِ نوشیں بشنید از دمِ صبح
صبح کے سانس سے لالے نے خوش ذائقہ شراب کی خوشبو سونگھی

داغِ دل بود بامید دوا باز آمد
اس کا دل داغ دار تھا، دوا کی امید میں پھر آیا

عارفے کو کہ کند فہم زبانِ سوسن
دیدہ ور عارف کہاں ہے، جو سوسن کی زبان سمجھے

تا بگوید کہ چرا رفت و چرا باز آمد
اور بتائے کہ کیوں گئی، اور کیوں پھر آئی؟

مردمی کرد و کرم بختِ خدا دادۂ من
میرے خدا داد نصیب نے شرافت اور کرم کیا

کاں بتِ سنگدل از راہِ وفا باز آمد
کہ وہ سنگدل بت وفا کے طریقہ پر لوٹ آیا

جانِ من از پئے ایں قافلہ بس آہ کشید
میری جان نے اس قافلہ کے پیچھے بہت آہیں کھینچیں

تا بگوشِ دلم آوازِ درا باز آمد
یہاں تک کہ میرے دل کے کان میں گھنٹے کی آواز پھر آگئی

گرچہ ما عہد شکستیم و گنہ حافظ کرد
اگرچہ ہم نے عہد شکنی کی اور حافظ نے گناہ کیا

لطفِ او بیں کہ بصلح از درِ ما باز آمد
اس کی مہربانی دیکھ کہ صلح کے لیے ہمارے دروازے سے پھر آگیا

نفس برآمد و کام از تو بر نمی آید
دم نکل گیا اور تجھ سے مقصد پورا نہیں ہوتا ہے

فغاں کہ بختِ من از خواب بر نمی آید
فریاد ہے کہ میرا نصیب نیند سے بیدار نہیں ہوتا ہے

مگر بروئے دلآرائے یارِ من ورنہ
شاید میرے یار دل آرا کے چہرے سے ہو جائے ورنہ

بہیچ گونہ دگر کار بر نمی آید
کسی دوسرے طریقہ پر کام نہیں نکلتا ہے

دریں خیال بسر شد دریغ عمرِ عزیز
افسوس ہماری عمر عزیز اس خیال میں ختم ہو گئی

بلائے زلفِ سیاہت بسر نمی آید
تیری کالی زلف کی مصیبت ختم نہیں ہوتی ہے

چناں بحسرتِ خاکِ درِ تو می میرم
تیرے در کی خاک کی حسرت میں اس طرح سے مرتا ہوں

کہ آبِ زندگیم در نظر نمی آید
کہ آب حیات میری نظر میں نہیں آتا ہے

بسے حکایتِ دل ہست با نسیمِ سحر
صبح کی ہوا سے کہنے کے بہت سے دل کے قصے ہیں

ولے ببختِ من امشب سحر نمی آید
لیکن میرے نصیب سے آج کی رات صبح نہیں ہوتی ہے

اے صبا! تجھ پر ... سلیمان ... کی خبریں لا کر دی تھیں ... سوسن کو دس زبانوں والا مانا گیا ہے۔ اس لیے کہ اس کے پھول کی دس پنکھڑیاں ... ہیں یعنی سوسن سے دریافت کرے کہ وہ کیوں گئی تھی اور پھر کیوں آئی ہے ... قافلہ کی آواز سننے کے لیے ... جان نکل گئی اور مقصد پورا نہ ہوا۔ ... محبوب کا چہرہ ... نسیم سحر سے کہنا چاہتے ہیں لیکن ... رات صبح ہی نہیں ہوتی ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

قدِ بلندِ ترا تا بہ بر نمی گیرم
جب تک تیرے بلند قد کو بغل میں نہیں لیتا ہوں
درختِ بختِ مرادم بہ بر نمی آید
میری مراد کے نصیب کا درخت پھل نہیں دیتا ہے

تغیّرِ زلفِ تو شد دل کزو خوش ہوائے داشت
دل تیری زلف میں تغیّر ہو گیا اس سے جو اس کی خواہش تھی
وز آں غریبِ بلاکش خبر نمی آید
اور اس مصیبت زدہ پردیسی کی خبر نہیں آتی ہے

فدائے دوست نکردیم عمر و مال دریغ
زندگی اور مال کو ہم نے دوست پر نثار نہ کیا افسوس ہے
کہ کارِ عشق ز ما ایں قدر نمی آید
کہ ہم سے عشق کا اتنا سا کام تمام نہیں ہوتا ہے

ہمیشہ تیرِ سحرگاہِ من خطا نشدے
میرا صبح کے وقت کا تیر کبھی خطا نہیں کرتا تھا
کنوں چہ شد کہ یکے کارگر نمی آید
اب کیا ہوا کہ ایک بھی کارگر نہیں ہوتا ہے

ز شستِ صدق کشادم ہزار تیرِ دعا
میں نے سچائی کی شست سے دعا کے ہزار تیر چھوڑے
ازاں میانہ یکے کارگر نمی آید
ان میں سے ایک بھی کارگر نہیں ہوتا ہے

کلیدِ شرطِ وفا ترکِ سر بود حافظ
اے حافظ وفا کی اصلی شرط سر کو چھوڑ دینا ہے
برو اگر ز تو ایں کار بر نمی آید
چلا جا، اگر تجھ سے یہ کام نہیں ہوتا ہے

زبسکہ شد دلِ حافظ رمیدہ از ہمہ کس
حافظ کا دل سب لوگوں سے بھاگا ہوا ہے
کنوں ز حلقۂ زلفت بدر نمی آید
جو اب تیری زلف کے حلقے سے باہر نہیں آتا ہے

نقدہا را بود آیا کہ عیارے گیرند
کب اچھا ہوگا کہ نقدوں کو پرکھیں
تا ہمہ صومعہ داراں پئے کارے گیرند
تاکہ سب عبادت خانہ والے کسی کام میں لگ جائیں

مصلحت دیدِ من آنست کہ یاراں ہمہ کار
میری رائے میں تو مناسب یہ ہے کہ دوست سب کام
بگذارند و خمِ طرۂ یارے گیرند
چھوڑ دیں، اور دوست کے حلقۂ زلف کو پکڑ لیں

خوش گرفتند حریفاں سرِ زلفِ ساقی
دوستوں نے ساقی کی زلف کو اچھی طرح پکڑ لیا ہے
گر فلک شاں بگذارد کہ قرارے گیرند
اگر آسمان ان کو موقع دے کہ وہ سکون لے

یا رب ایں بچۂ ترکاں چہ دلیرند بخوں
اے خدا یہ ترک بچے خون بہانے میں کس قدر دلیر ہیں
کہ بہ تیرِ مژہ ہر لحظہ شکارے گیرند
کہ ہر دم پلکوں کے تیر سے ایک شکار کر لیتے ہیں

رقص بر شعرِ تر و نالۂ نے خوش باشد
پاکیزہ شعر اور بانسری کے نالے کی دھن پر رقص اچھا ہوتا ہے
خاصہ رقصے کہ در آں دستِ نگارے گیرند
خاص طور پر وہ رقص جس میں کسی حسین کا ہاتھ پکڑ لیں

قوّتِ بازوئے پرہیز بخوباں مفروش
حسینوں کے سامنے پرہیزگاری کی قوّتِ بازو کی نمائش نہ کر
کہ دریں خیل حصارے بسوارے گیرند
اس لیے کہ اس لشکر میں ایک قلعہ ایک سوار کے ذریعہ فتح کر لیتے ہیں

زاغ چوں شرم ندارد کہ نہد پا بر گل
جب کوا اس سے شرم نہیں کرتا کہ پھول پر پاؤں دھرے
بلبلاں را سزد ار دامنِ خارے گیرند
بلبلوں کے لیے مناسب ہے کہ کانٹے کا دامن تھام لیں

تا کنند اہلِ نظر خاکِ رہت کحلِ بصر
تاکہ اہلِ نظر تیرے راستے کی خاک کو آنکھ کا سرمہ بنائیں
عمرہا شد کہ سرِ راہگذارے گیرند
عمریں گزر گئیں کہ وہ راستے پر بیٹھے ہوئے ہیں

۱ جب تک تو بغلگیر نہ ہو گا میرا نصیب بار آور نہ ہو گا۔
۲ افسوس کی بات ہے کہ ہم اپنی عمر و دولت دوست پر نثار نہ کر سکے۔
۳ میری صبح کی دعائیں خود مقبول ہوا کرتی تھیں لیکن اب کوئی دعا مقبول نہیں ہوتی ہے۔
۴ سر دینا تو عشق کی اولیٰ شرط ہے اگر عاشق یہ نہ کر سکے تو اس کو یہ راستہ چھوڑ دینا چاہیے۔
۵ اگر اعمال کی پرکھ ہونے لگے تو پھر عبادت گزار اپنی دنیا کے کام کاج میں مشغول ہو کر کسی کام میں لگیں۔
۶ میری رائے میں یہی مناسب ہے کہ سب کام چھوڑ کر معشوق کی زلف میں لگا جائے۔
۷ حسینوں کے سامنے میں تقوے کی ڈینگیں مارنا مناسب نہیں ان کا ایک سوار تقوے کے مضبوط قلعے کو فتح کر لیتا ہے۔
۸ جب نااہل کا عروج ہے تو اہلِ کمال کو گوشہ نشینی اختیار کر لینی چاہیے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

حافظ ابنائے زمانہ را غم مسکیناں نیست
حافظ زمانے والوں کو مسکینوں کی فکر نہیں ہے
زاں میاں گر بتواں بہ کہ کنارے گیرند
اگر ہو سکے تو یہ بہتر ہے کہ وہ ان سے کنارہ کشی کر لیں

نہ ہر کہ چہرہ برافروخت دلبری داند
ایسا نہیں ہے کہ جس نے چہرہ سنوار لیا وہ دلبری جانتا ہے
نہ ہر کہ آئینہ سازد سکندری داند
نہ ہر وہ شخص جو آئینہ بنائے، سکندری جانتا ہے

نہ ہر کہ طرف کلہ کج نہاد و تند نشست
ایسا نہیں ہے کہ جس نے ٹوپی کا کنارہ ٹیڑھا کر لیا اور اکڑ کر بیٹھ گیا
کلاہ داری و آئین سروری داند
بادشاہی اور سرداری کا طریقہ جانتا ہے

ہزار نکتۂ باریک تر ز مو اینجاست
اس جگہ ہزاروں نکتے بال سے بھی زیادہ باریک ہیں
نہ ہر کہ سر بتراشد قلندری داند
یہ نہیں ہے کہ جس نے سر منڈا لیا وہ قلندری جانتا ہے

در آب دیدۂ خود غرقہ ام چہ چارہ کنم
میں اپنی آنکھوں کے پانی میں ڈوبا ہوا ہوں کیا کروں
کہ در محیط نہ ہر کس شناوری داند
اس لیے کہ سمندر میں ہر شخص تیراکی نہیں جانتا ہے

غلام ہمت آں رند عافیت سوزم
میں اس عافیت سوز رند کی ہمت کا غلام ہوں
کہ در گدا صفتی کیمیا گری داند
جو گدائی میں کیمیا گری جانتا ہے

سواد نقطۂ بینش ز خال تست مرا
میری بینائی کے نقطہ کی سیاہی تیرے تل سے ہے
کہ قدر گوہر یکدانہ گوہری داند
اس لیے کہ دُرِ یکتا کی قدر، جوہری جانتا ہے

بباختم دل دیوانہ و ندانستم
میں نے دیوانہ دل ہار دیا اور نہ سمجھا
کہ آدمی بچۂ شیوۂ پری داند
کہ ایک آدمی زادہ پری کا طور طریقہ جانتا ہے

بقد و چہرہ ہر آنکس کہ شاہ خوباں شد
جو شخص قد اور چہرہ میں حسینوں کا بادشاہ بن گیا
جہاں بگیرد اگر دادگستری داند
وہ دنیا پر قبضہ کر لے اگر انصاف کرنا جانے

وفائے عہد نکو باشد ار بیاموزی
اگر تو سیکھے تو وفاداری بہتر بات ہے
وگرنہ ہر کہ تو بینی ستمگری داند
ورنہ جس کو بھی تو دیکھے ستمگری جانتا ہے

تو بندگی چو گدایاں بشرط مزد مکن
تو بھکاریوں کی طرح غلامی اجرت کے لیے نہ کر
کہ خواجہ خود روش بندہ پروری داند
اس لیے کہ آقا خود بندہ پروری کا طریقہ جانتا ہے

ز شعر دلکش حافظ کسے شود آگاہ
حافظ کے دلکش اشعار سے وہ شخص واقف ہو سکتا ہے
کہ لطف طبع و سخن گفتن دری داند
جو طبیعت کی پاکیزگی اور فارسی میں شعر گوئی جانتا ہے

نیست در شہر نگارے کہ دل ما ببرد
شہر میں کوئی ایسا معشوق نہیں ہے جو ہمارا دل لے جائے
بختم ار یار شود رختم ازینجا ببرد
میرا نصیب اگر دوست ہو یہاں سے میرا سامان لے جائے

کو حریفے خوش و سرمست کہ پیش کرمش
ایسا خوش اور سرمست دوست کون ہے کہ جس کے کرم کے آگے
عاشق سوختہ دل نام تمنا ببرد
دل جلا عاشق تمنا کا نام لے

۱ یعنی ہر شخص عاشق نہیں بن سکتا۔ مشہور ہے کہ سکندر کے پاس آئینہ تھا جس کے ذریعے اس کو اپنی ساری مملکت کے احوال معلوم ہوتے رہتے تھے۔
۲ محض سر منڈا لینے سے انسان قلندر نہیں بن جاتا ہے۔
۳ آنکھوں کی پتلی کی سیاہی محبوب کے تل سے حاصل ہوئی ہے۔ تیرا تل دُرِ یکتا ہے جس کی قدر میں جانتا ہوں۔
۴ ظلم و ستم کو تو ہر شخص جانتا ہے وفاداری سیکھنے کی چیز ہے۔
۵ اجرت کی نیت سے عبادت گداگری ہے۔
۶ فارسی زبان کی سات قسموں میں سے ایک قسم کا نام دری ہے جو سب سے زیادہ فصیح سمجھی جاتی ہے۔
۷ یعنی مجھ سے کسی دوسرے شہر میں جانے سے کوئی دلبر لے جائے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

در خیال این همه لعبت بہوس میبازم
ہم خیال میں بیشمار کھیل اس امید پر کھیل رہا ہوں

بو کہ صاحب نظرے نام تماشا برد
ہو سکتا ہے کوئی صاحب نظر دیکھنے کا نام لے

راہ عشق ارچہ کمیں گاہ کمانداران است
عشق کا راستہ اگرچہ تیر اندازوں کی گھات کی جگہ ہے

ہر کہ دانستہ رود صرفہ زاعدا برد
جو سمجھ بوجھ کر چلتا ہے دشمنوں سے بازی لے جاتا ہے

سحر با معجزہ پہلو نزند دل خوش دار
جادو معجزے کی برابری نہیں کر سکتا، دل خوش رکھ

سامری کیست کہ دست از ید بیضا برد
سامری کون ہے جو ید بیضا سے بازی جیت لے!

جام مینائی مے سد رہ تنگدلیست
شراب کا مینائی جام، غم کے راستے کے لئے روک ہے

منہ از دست کہ سیل غمت از جا برد
ہاتھ سے نہ رکھ، ورنہ غم کا سیلاب تجھے بہا لے جائے گا

باغبانا ز خزاں بے خبرت مے بینم
اے باغباں تجھ کو خزاں سے بے خبر دیکھ رہا ہوں

آہ ازاں روز کہ بادت گل رعنا برد
اس دن پر افسوس جب ہوا تیرے حسین پھول کو لے جائے گی

رہزن دہر نخفتست مشو ایمن ازو
زمانہ کا ڈاکو سویا ہوا نہیں ہے اس سے مطمئن نہ ہو

اگر امروز نبردست کہ فردا برد
اگرچہ آج نہیں لے گیا ہے کل لے جائے گا

بانگ گاوے چو صدا باز دہد عشوہ مخر
بیل کی آواز اگر بلند ہو، دھوکہ نہ کھا

کے سہا عکس ز خورشید مصفا برد
سہا روشن آفتاب کا عکس کب لے جا سکتا ہے؟

علم و فضلے کہ بچل سال دلم جمع آورد
وہ علم و فضل جو چالیس سال میں میرے دل نے جمع کیا

ترسم آں نرگس مستانہ بیغما برد
مجھے ڈر ہے کہ وہ مستانہ آنکھ ایک دم سے لوٹ لے جائے

حافظ ارجاں طلبد نرگس مستانۂ او
اے حافظ اس کی مستانہ آنکھ اگر جان طلب کرے

خانہ از غیر بپرداز و بہل تا برد
گھر کو دوسرے سے خالی کر دے اور چھوڑ تا کہ لے جائے

نفس باد صبا مشک فشاں خواہد شد
باد صبا کی پھونک مشک چھڑکنے والی ہو جائے گی

عالم پیر دگر بارہ جواں خواہد شد
بوڑھا عالم دوبارہ جوان ہو جائے گا

ارغواں جام عقیقی بسمن خواہد داد
ارغوان، عقیقی جام سمن کو دے گا

چشم نرگس بشقائق نگراں خواہد شد
نرگس کی آنکھ گل لالہ کو دیکھنے والی ہو جائے گی

گل عزیز است غنیمت شمریدش صحبت
پھول پیارا ہے اس کی صحبت کو غنیمت سمجھو

کہ بباغ آمد ازیں راہ و ازاں خواہد شد
اس لئے کہ اس راستے سے باغ میں آیا ہے اور اس راستے سے چلا جائے گا

زیں تطاول کہ کشید از غم ہجراں بلبل
اس ظلم سے جو بلبل نے ہجر کے غم میں برداشت کیا

تا سراپردۂ گل نعرہ زناں خواہد شد
پھول کے پردے تک نعرے لگاتی چلی جائے گی

اے دل ار عشرت امروز بفردا فگنی
اے دل اگر تو آج کے عیش کو کل پر ڈالے گا

مایۂ نقد بقا را کہ ضماں خواہد شد
بقائی نقدی کے سرمایہ کا کون ضامن بنے گا

ماہ شعباں مدہ از دست قدح کایں خورشید
شعبان کے مہینے میں پیالہ ہاتھ سے نہ چھوڑ کہ یہ آفتاب

از نظر تا شب عید رمضاں خواہد شد
رمضان کی عید کی رات تک نگاہ سے غائب ہو جائے گا

۱۔ خیالی کھیل سے مراد ... کہ شاید کوئی صاحب نظر اس کو سمجھے
۲۔ سامری وہ شخص ہے جس نے جادو کا بچھڑا بنا کر بنی اسرائیل کو گمراہ کیا تھا۔ ید بیضا سے حضرت موسیٰ کا وہ ہاتھ مراد ہے جو روشن ہو جاتا تھا اور جادوگروں کو شکست دیتا تھا۔
۳۔ شراب غموں کو دل تک نہیں جانے دیتی ہے، اگر پیالہ چھوڑ دیا غم برباد کر دیں گے۔
۴۔ ... تباہ ہو جائے گا
۵۔ سامری کا بنایا ہوا بچھڑا جو جادو کے زور سے بولتا تھا حضرت موسیٰ کے معجزے کے مقابلے میں بے حقیقت ہے۔ سہا ستارہ آفتاب کی روشنی نہیں چھین سکتا ہے۔
۶۔ گھر کو غیروں سے بالکل خالی کر دو تاکہ لوٹنے میں آسانی ہو۔
۷۔ موسم بہار کا آنا ہے ... یعنی پھول سمن کو پیش کرے گا، نرگس گل لالہ کو دیکھے گی۔
۸۔ بلبل ...

مطربا مجلس انس ست غزلخوان و سرود
اے مطرب، محبت کی مجلس ہے غزل پڑھ اور گا

چند گوئی کہ چنین ست و چناں خواہد شد
کب تک کہے گا کہ ایسا ہے، اور ویسا ہوگا

گر ز مسجد بخرابات شدم عیب مکن
اگر میں مسجد سے شراب خانہ چلا گیا عیب نہ کر

مجلس وعظ دراز ست و زماں خواہد شد
وعظ کی مجلس دراز ہے اور وقت ختم ہو جائے گا

حافظ از بہر تو آمد سوئے اقلیم وجود
حافظ تیری وجہ سے وجود کی دنیا میں آیا ہے

قدمے نہ بوداعش کہ رواں خواہد شد
اس کو رخصت کرنے کے لیے قدم رکھ وہ روانہ ہو جائے گا

نقد صوفی نہ ہمہ صافی و بیغش باشد
صوفی کا نقد سب صاف اور بے کھوٹ نہیں ہوگا

اے بسا خرقہ کہ مستوجب آتش باشد
بہت سی گدڑیاں ہیں جو آگ کے قابل ہوں گی

صوفی ما کہ ز ورد سحری مست شدے
ہمارا صوفی جو صبح کے وظیفہ سے مست ہوتا تھا

شامگاہش نگراں باش کہ سرخوش باشد
اس کو شام کے وقت دیکھ نشے میں ہوگا

خوش بود گر محک تجربہ آید بمیاں
کیا اچھا ہو اگر تجربہ کی کسوٹی درمیان میں آ گئے

تا سیہ روی شود ہر کہ درو غش باشد
تاکہ جس کسی میں بھی کھوٹ ہو وہ روسیاہ ہو جائے

ناز پرورد تنعم نبرد راہ بدوست
عیش کا ناز پروردہ،، دوست تک نہیں پہنچ سکتا

عاشقی شیوۂ رندان بلاکش باشد
عاشقی بلاکش رندوں کا طریقہ ہوتا ہے

خط ساقی گر ازیں گونہ زند نقش بر آب
ساقی کا خط اگر اسی طرح پانی پر نقش کھینچے گا

اے بسا رخ کہ بخونابہ منقش باشد
بہت سے چہرے ہیں جو خون سے نقشیں ہوں گے

غم دنیائے دنی چند خوری بادہ بخور
کمینی دنیا کا غم کب تک کھائے گا شراب پی

حیف باشد دل دانا کہ مشوش باشد
افسوس ہوگا، اگر سمجھدار کا دل پریشان ہو

دلق و سجادۂ حافظ ببرد بادہ فروش
حافظ کی گدڑی، اور مصلّیٰ شراب فروش لے جائے گا

گر شراب از کف آں ساقی مہوش باشد
اگر اس چاند جیسے ساقی کے ہاتھ سے منسوب ہوگی

نسبت رویت اگر با ماہ و پرویں کردہ اند
اگر تیرے چہرے کو چاند اور ثریا سے نسبت دی ہے

صورت نادیدہ تشبیہے بتخمیں کردہ اند
بغیر صورت دیکھے، اندازے سے تشبیہ دی ہے

شمۂ از داستان عشق شور انگیز ماست
ہمارے شور انگیز عشق کی داستان کا تھوڑا سا حصہ ہیں

ایں حکایتہا کہ از فرہاد و شیریں کردہ اند
یہ قصے جو فرہاد اور شیریں کے بیان کیے گئے ہیں

نکہت جاں بخش دارد خاک کوئے گلرخاں
پھول جیسے رخسار والوں کے کوچہ کی خاک جان بخش خوشبو رکھتی ہے

عارفاں آنجا مشام عشق مشکیں کردہ اند
عارفوں نے اس جگہ سے عشق کو دماغ معطر کیا ہے

خاکیاں بے بہرہ اند از جرعۂ کاس الکرام
خاک نشین، معشوقوں کے پیالے کے گھونٹ سے محروم رہا

ایں تطاول بیں کہ با عشاق مسکیں کردہ اند
اس ظلم کو دیکھو، جو مسکین عاشقوں کے ساتھ ہوا ہے

۱ خوش ہوتی ہے جو وقت نکل جائے گا۔
۲ صوفی کی گدڑی جو آگ میں جلائے گی۔
۳ ہمارا صوفی جو صبح کے ورد سے مست رہتا تھا اب شام کو شراب سے مست ہے۔
۴ دنیا میں اگر تجربہ کی کسوٹی ہوتی تو دنیا میں بہت سے روسیاہ ہوتے۔
۵ اگر شراب میں ساقی کو رخسار نظر آتا رہا تو بہت سے خون کے آنسو روئیں گے۔
۶ عقلمند کو دنیا کے غموں سے تشویش میں نہ رہنا چاہیے۔
۷ حافظ کی دولت اور گدڑی شراب ...
۸ جن لوگوں نے محبوب کے چہرے کو چاند اور ثریا سے تشبیہ دی ہے بغیر دیکھے دی ہے ...
۹ فرہاد و شیریں کے قصے ہمارے عشق کی تھوڑی سی داستان ہے۔
۱۰ خاک نشین یعنی عاشق محروم ہیں۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

شہر زاغ و زغن زیبائے صید و قید نیست
چیل اور کوے کا شکار ... لائق نہیں ہے

کایں کرامت ہمرہ شہباز و شاہیں کردہ اند
انہوں نے یہ اعزاز شہباز اور شاہین کو بخشا ہے

ساقیا مے دہ کہ با حکم ازل تدبیر نیست
اے ساقی شراب دے کہ ازل کے حکم کے مقابلے کوئی تدبیر نہیں ہے

قابل تغییر نبود آنچہ تعیین کردہ اند
جو انہوں نے متعین کیا ہے بدلنے کے قابل نہیں ہے

از خرد بیگانہ شو چوں جانش اندر بر بکش
عقل سے بیگانہ ہو، جان کی طرح بغل میں دبا لے

دختر رز را کہ نقد عقل کابیں کردہ اند
اس انگور کی بیٹی کو، جس کا مہر نقد عقل مقرر کیا ہے

در سفالیں کاسۂ رنداں بخواری منگرید
رندوں کے مٹی کے پیالے کو ذلت سے مت دیکھو

کایں حریفاں خدمت جام جہاں بیں کردہ اند
اس لیے کہ ان دوستوں نے جہاں بیں جام کی خدمت کی ہے

تیر مژگان دراز و غمزۂ جادو نکرد
لمبی پلکوں کے تیر، اور ادا کے جادو نے نہ کیا

آنچہ آں زلف دراز و خال مشکیں کردہ اند
وہ جو اس دراز زلف اور کالے تل نے کیا ہے

یک شکر انعام ما و دولت رخصت نداد
ہمارا انعام تھوڑی سی شکر بھی اور تیرے ہونٹ نے اجازت نہ دی

ہم تو انصافش بدہ شیریں لباں ایں کردہ اند
تو ہی اس کا انصاف کر، شیریں ہونٹ والوں نے یہ کیا ہے

شاہداں از آتش رخسار رنگیں دمبدم
معشوقوں نے رنگین رخسار کی آگ سے ہر لحظہ

زاہداں را رخنہا اندر دل و دیں کردہ اند
زاہدوں کے دل اور دین میں شگاف ڈال دیئے ہیں

شعر حافظ را کہ یکسر مدح احسان شماست
حافظ کے اشعار کو جو سراسر آپ کے احسان کی تعریف ہے

ہر کجا بشنیدہ اند از لطف تحسیں کردہ اند
جہاں بھی انہوں نے سنا ہے لطافت کی تعریف کی ہے

واعظاں کیں جلوہ بر محراب و منبر میکنند
یہ واعظ جو کہ محراب اور منبر پر جلوہ گری کرتے ہیں

چوں بخلوت میروند آں کار دیگر میکنند
جب تنہائی میں جاتے ہیں، وہ دوسرا کام کرتے ہیں

مشکلے دارم ز دانشمند مجلس باز پرس
مجھے ایک مشکل درپیش ہے مجلس کے عقلمند سے دریافت کر

توبہ فرمایاں چرا خود توبہ کمتر میکنند
توبہ کا حکم دینے والے خود توبہ کم کیوں کرتے ہیں

گوئیا باور نمیدارند روز داوری
گویا انہیں انصاف کے دن کا یقین نہیں ہے

کایں ہمہ قلب و دغل در کار داور میکنند
اس لیے کہ یہ سب کھوٹ اور فریب خدا کے معاملے میں کرتے ہیں

یارب ایں نودولتاں را بر خر خودشاں نشاں
اے خدا ان نودولتوں کو ان کے گدھے پر بٹھا

کایں ہمہ ناز از غلام ترک و استر میکنند
اس لیے کہ یہ سب ناز ترکی غلام اور خچر کی وجہ سے کرتے ہیں

بندۂ پیر خراباتم کہ درویشان او
میں شراب خانہ کے ایسے پیر کا غلام ہوں کہ اس کے فقیر

گنج را از بے نیازی خاک بر سر میکنند
بے نیازی کی وجہ سے خزانے کے سر پر خاک ڈالتے ہیں

اے گدائے خانقہ باز آ کہ در دیر مغاں
اے خانقاہ کے بھکاری آ جا کیونکہ آتش پرستوں کے مندر میں

میدہند آبے و دلہا را توانگر میکنند
ایک پانی دیتے ہیں اور دلوں کو مالدار بنا دیتے ہیں

حسن بے پایان او چنداں کہ عاشق میکشد
اس کا بے انتہا حسن، جس قدر عاشقوں کو قتل کرتا ہے

زمرۂ دیگر بعشق از غیب سر بر میکنند
دوسری جماعت، عشق میں غیب سے سر ابھارتی ہے

۔ باز اور شاہین کو تربیت دے کر شکار کیا جاتا ہے ... جانور کو ان پکڑ لاتے ہیں
۔ شراب انسان کی عقل لے لیتی ہے
[illegible]

http://www.muftbooks.blogspot.com/

خانهٔ خالی کن دلا تا منزلِ جاناں شود — کیں ہوسناکاں دل و جاں جائے دیگر میکنند
اے دل گھر کو خالی کر دے تاکہ وہ معشوق کی منزل بنے — اس لئے کہ یہ لالچی دل اور جان کو دوسری جگہ بناتے ہیں

آہ آہ از دستِ صرافانِ گوہر ناشناس — ہر زماں خرمہرہ را با دُر برابر میکنند
گوہر کو نہ پہچاننے والے صرافوں کے ہاتھ سے فریاد ہے — ہر وقت کوڑی کو موتی کے برابر کرتے ہیں

بر درِ میخانۂ عشق اے ملک تسبیح گوی — کاندر آنجا طینتِ آدم مخمر میکنند
اے فرشتے عشق کے شراب خانہ کے دروازہ پر تسبیح پڑھ — اس لئے اس جگہ آدم کی مٹی کو خمیر کرتے ہیں

صبحدم از عرش می آمد خروشِ یار گفت
صبح کے وقت عرش سے گفتگو کا شور آ رہا تھا
قدسیاں گوئی کہ شعرِ حافظ از بر میکنند
گویا عرش والے حافظ کے اشعار یاد کرتے ہیں

ہر کہ شد محرمِ دل در حرمِ یار بماند — وانکہ ایں کار ندانست در آں کار بماند
جو شخص دل کا راز دار بنا وہ یار کے حرم میں رہا — جس نے یہ کام نہ جانا اس کام سے عاجز رہا

اگر از پردہ بروں شد دلِ من عیب مکن — شکرِ ایزد کہ نہ در پردۂ پندار بماند
اگر میرا دل پردہ سے باہر آگیا تو عیب نہ لگا — خدا کا شکر ہے کہ وہ غرور کے پردہ میں نہ رہا

صوفیاں واستدند از گروِ مے ہمہ رخت — خرقۂ ماست کہ در خانۂ خمار بماند
صوفیوں نے تمام سامان شراب کی گروی سے چھڑا لیا — ہماری گدڑی ہے کہ شراب فروش کے گھر میں رہ گئی

خرقہ پوشانِ دگر مست گذشتند و گذشت — قصۂ ماست کہ در ہر سرِ بازار بماند
گدڑی پہننے والے سب مست گذرے اور ختم ہوا — ہمارا قصہ ہے کہ ہر بازار میں موجود رہ گیا

داشتم دلقے و صد عیب مرا میپوشید — خرقہ رہنِ مے و مطرب شد و زنار بماند
میرے پاس ایک گدڑی تھی اور میرے سو عیب چھپاتی تھی — گدڑی شراب اور مطرب میں گروی ہو گئی اور زنار رہ گیا

از صدائے سخنِ عشق ندیدم خوشتر — یادگارے کہ دریں گنبدِ دوار بماند
میں نے عشق کی بات کی صدا سے زیادہ بہتر نہ دیکھا — کوئی یادگار جو اس گھومنے والے گنبد میں باقی رہ گئی

ہر مے لعل کز آں جامِ بلوریں ستدم — آبِ حسرت شد و در چشمِ گہربار بماند
ہر وہ سرخ شراب جو میں نے اس بلوری جام سے حاصل کی — وہ حسرت کا پانی بن گئی اور موتی برسانے والی آنکھ میں رہ گئی

جز دلم کو ز ازل تا بابد عاشقِ اوست — جاوداں کس نشنیدم کہ دریں کار بماند
میرے دل کے سوا جو ازل سے ابد تک اس کا عاشق ہے — میں نے کسی کو ہمیشہ نہیں سنا جو اس کام میں مشغول رہا ہو

گشت بیمار کہ چوں چشمِ تو گردد نرگس — شیوۂ او نشدش حاصل و بیمار بماند
نرگس بیمار ہوئی تاکہ تیری آنکھ کی طرح ہو جائے — اس کا طور طریق اس کو حاصل نہ ہوا اور بیمار رہ گئی

بر جمالِ تو چناں صورتِ چیں حیراں شد — کہ حدیثش ہمہ جا بر در و دیوار بماند
چین کی تصویر تیرے حسن پر ایسی حیران ہو گئی — کہ اس کا قصہ سب جگہ در و دیوار پر رہ گیا

بتماشاگہِ زلفش دلِ حافظ روزے — شد کہ باز آید و جاوید گرفتار بماند
اس کی زلف کی تماشا گاہ میں جب حافظ کا دل ایک دن — گیا کہ وہ لوٹ آئے گا اور ہمیشہ کے لئے گرفتار ہو گیا

ے دل جب غیر سے خالی ہوتا ہے تب وہ محبوب کی منزل بنتا ہے۔
ے حدیث شریف میں آیا ہے جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے خدا کو پہچان لیا۔
ے عاشق مستوں کی مستی میں آ گئی تو گدڑی اور مستوری پندار کا پردہ تھی۔
ے دوسرے صوفی گدڑی والے سامان شراب کے بدلے گروی رکھا تھا اس کو چھڑا لائے۔
ے پہلے عشاق کا جو عشق کا قصہ تھا قصہ بھی ختم ہو گیا اور ہمارا جاری ہے۔
ے میری گدڑی گناہوں کو چھپائے ہوئے تھی جب شراب میں گروی ہو گئی تو زنار نظر آنے لگا۔
ے جو شراب پیتا ہوں وہ محبوب کے شراب کی حسرت میں آنسو ہو جاتی ہے۔
ے نرگس نے تیری آنکھوں کی نرگس کی تیری آنکھوں کی سی ادائیں تو اس کو حاصل نہ ہوئیں بیماری حاصل ہو گئی۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

ہر آں کو خاطرِ مجموع و یارِ نازنیں دارد
ہر شخص اطمینانِ قلب اور نازنین دوست رکھتا ہے

سعادت ہمدمِ او گشت و دولت ہمنشیں دارد
سعادت اس کی ساتھی ہو گئی اور دولت کو ساتھ رکھتا ہے

جنابِ عشق را درگہ بسے بالاتر از عقل است
جنابِ عشق کی درگاہ، عقل سے بہت بلند ہے

کسے آں آستاں بوسد کہ جاں در آستیں دارد[1]
وہ شخص اس چوکھٹ کو بوسہ دیتا ہے جو جان کو آستین میں رکھتا ہے

بخواری منگر اے منعم ضعیفان و فقیراں را
اے دولت مند ضعیفوں اور فقیروں کو ذلت سے نہ دیکھ

کہ صدرِ مسندِ عزت فقیرِ رہ نشیں دارد
اس لیے کہ عزت کی مسند کا صدر مقام راہ نشین فقیر رکھتا ہے

دہانِ تنگِ شیرینش مگر مہرِ سلیمان است
اس کا تنگ شیریں دہانہ شاید سلیمان کی انگوٹھی ہے

کہ نقشِ خاتمِ لعلش جہاں زیرِ نگیں دارد
اس لیے کہ اس کے ہونٹ کی انگشتری کا نقش دنیا کو زیرِ نگیں رکھتا ہے

چو بر روئے زمیں باشی توانائی غنیمت داں
جب تک تو زمین کے اوپر ہے، طاقت کو غنیمت سمجھ

کہ دوراں ناتوانیہا بسے زیرِ زمیں دارد
اس لیے کہ زمانہ زمین کے نیچے بہت سی کمزوریاں رکھتا ہے

بلاگردانِ جان و دل دعائے مستمنداں است
حاجتمندوں کی دعا، جان و دل کی مصیبت کو ٹالنے والی ہے

کہ بیند خیر از آں خرمن کہ ننگ از خوشہ چیں دارد[2]
اس کھلیان سے کیا بھلائی دیکھ سکتا ہے جو خوشہ چیں سے ننگ رکھتا ہے

صبا از عشقِ من رمزے بگو با آں شہِ خوباں
اے صبا میرے عشق کی رمز اس شاہِ خوباں کو سنا دے

کہ صد جمشید و کیخسرو غلامِ کمتریں دارد[3]
جو سو جمشید اور کیخسرو کمترین غلام رکھتا ہے

لبِ لعل و خطِ مشکیں چو آنش ہست و اینش ہست
سرخ لب اور مشکیں خط جبکہ اس کے وہ بھی ہے اور یہ بھی[4]

بنازم دلبرِ خود را کہ حسنش آن و ایں دارد
مجھے اپنے دلبر پر ناز ہے کہ اس کا حسن وہ اور یہ رکھتا ہے

اگر گوید نمیخواہم چو حافظ بندۂ مفلس
اگر وہ کہے کہ میں حافظ جیسا مفلس غلام نہیں چاہتا ہوں

بگوئیدش کہ سلطانی گدائے رہ نشیں دارد[5]
تو اس سے کہو کہ راہ نشیں فقیر بادشاہت رکھتا ہے

ہر آنکہ جانبِ اہلِ وفا نگہ دارد
ہر وہ شخص جو وفاداروں کا خیال رکھتا ہے

خداش در ہمہ حال از بلا نگہ دارد[6]
اس کو خدا تمام حالتوں میں بلا سے محفوظ رکھتا ہے

گرت ہواست کہ معشوق نگسلد پیوند
اگر تجھے خواہش ہے کہ معشوق جوڑ نہ توڑے

نگاہدار سرِ رشتہ تا نگہ دارد
تعلقات کا خیال رکھ، تاکہ وہ خیال رکھے

حدیثِ دوست نگویم مگر بحضرتِ دوست
میں دوست کی باتیں دوست کے سوا کسی سے نہیں کہتا ہوں

کہ آشنا سخنِ آشنا نگہ دارد[7]
اس لیے کہ دوست، دوست کی بات محفوظ رکھتا ہے

سر و زر و دل و جانم فدائے آں محبوب
میرا سر اور مال اور دل اور جان اس محبوب پر قربان ہے

کہ حقِ صحبتِ مہر و وفا نگہ دارد
جو محبت اور وفا کی صحبت کے حق کا خیال رکھتا ہے

دلا معاش چناں کن کہ گر بلغزد پائے
اے دل اس طرح زندگی گزار کہ اگر پیر پھسلے

فرشتہ ات بدو دستِ دعا نگہ دارد[8]
تو دعا کے دونوں ہاتھوں سے فرشتہ تجھے بچائے

نگہ نداشت دلِ ما و جائے رنجش نیست
اس نے ہمارے دل کو سنبھال کر نہ رکھا، اور رنجش کا موقع نہیں ہے

ز دستِ بندہ چہ خیزد خدا نگہ دارد
بندہ کے ہاتھ سے کیا اٹھتا ہے، خدا حفاظت کرتا ہے

[1] جان جو آستین دارد یعنی سر ہتھیلی پر رکھے ہوئے ہو۔
[2] شعر: جو کھلیان سینکڑوں خوشہ چینوں سے عار رکھتا ہے اس سے بھلائی کی امید نہیں ہو سکتی ہے۔
[3] سیکڑوں جمشید اور کیخسرو اس کے کمترین غلاموں میں شامل ہیں۔
[4] یہ سرخ ہونٹ ہیں اور اس کے رخسار پر مشکی خط ہے۔
[5] یعنی حافظ اگرچہ غلام ہے لیکن حقیقتاً بادشاہ ہے۔
[6] جو اپنے وفاداروں کو نوازتا ہے خدا اس کو نوازتا ہے۔
[7] عاشق کی باتوں کا معشوق ہی قدردان ہوتا ہے۔
[8] انسان ایسی زندگی گزارے کہ اس کی لغزش پر بھی فرشتے اس کے لیے دست بدعا ہو جائیں۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

صبا در آں سرِ زلف ار دلِ مرا بینی — ز روئے لطف بگویش کہ جا نگہ دارد

غبارِ راہگذارت کجاست تا حافظ
بیادگارِ نسیمِ صبا نگہ دارد

ہمائے اوجِ سعادت بدامِ ما افتد — اگر ترا گذرے بر مقامِ ما افتد

حبابؔ وار براندازم از نشاط کلاہ — اگر ز روئے تو عکسے بجامِ ما افتد

ببارگاہِ تو چوں باد را نباشد راہ — کے اتفاقِ مجالِ سلامِ ما افتد

چو جاں فدائے لبت شد خیال می بستم — کہ قطرۂ ز زلالت بکامِ ما افتد

خیالِ زلفِ تو گفتا کہ جاں وسیلہ مساز — کزیں شکار فراواں بدامِ ما افتد

ملوک را چو رہِ خاکبوسِ ایں در نیست — کے التفاتِ جوابِ سلامِ ما افتد

بناامیدی ازیں در مرو بزن فالے — بود کہ قرعۂ دولت بنامِ ما افتد

شبے کہ ماہِ مراد از افق طلوع کند — بود کہ پرتوِ نورے ببامِ ما افتد

ز خاکِ کوئے تو ہر گہ کہ دم زند حافظ
نسیمِ گلشنِ جاں در مشامِ ما افتد

ہر کرا با خطِ سبزت سرِ سودا باشد — پائے ازیں دائرہ بیروں ننہد تا باشد

در قیامت کہ سر از خاکِ لحد برگیرم — داغِ سودائے توام سرِ سویدا باشد

ظلِّ ممدودِ خمِ زلفِ توام بر سرباد — کاندریں سایہ قرارِ دلِ شیدا باشد

http://www.muftbooks.blogspot.com/

چو دلِ من دمے از پردہ برون آی و درآی — کہ دگر بارہ ملاقات نہ پیدا باشد

میرے دل کی طرح چھپتی ہوئی پردے سے نکل آ — اس لیے کہ دوبارہ ملاقات نہ ہوگی

تا کے اے دُرِّ گرانمایہ روا خواہی داشت — کز غمت دیدۂ مردم ہمہ دریا باشد

اے قیمتی موتی! تو کب تک جائز رکھے گا — کہ تیرے غم میں، لوگوں کی آنکھیں دریا بنی ہوں

از من ہر مژہ ام آب روانست بیا — اگرت میل لبِ جوی و تماشا باشد

میری ہر پلک کی بوند سے پانی جاری ہے، آجا — اگر تجھے نہر کے کنارے سے اور سیر کی خواہش ہو

چشمت از ناز بہ حافظ نکند میل آرے

تیری آنکھیں ناز کی وجہ سے حافظ کی طرف، ہاں نہیں جھکتیں

سرگرانی صفتِ نرگسِ شہلا باشد

تیزی، نرگسِ شہلا کی خاصیت ہوتی ہے

ہرگزم مہرِ تو از لوحِ دل و جاں نرود — ہرگز از یادِ من آں سروِ خراماں نرود

تیری محبت میرے دل اور جان کی تختی سے کبھی نہ نکلے گی — وہ ناز سے چلنے والا سرو کبھی میری یاد سے نہ جائے گا

آں چناں مہرِ توام در دل و جاں جا گرفت — کہ گرم سر برود مہرِ تو از جاں نرود

تیری محبت نے میرے دل اور جان میں اس طرح جگہ کر لی ہے — اگر میرا سر بھی چلا جائے تیری محبت جان سے نہ جائے گی

از دماغِ من سرگشتہ خیالِ رخِ دوست — بجفائے فلک و غصۂ دوراں نرود

مجھ پریشان کے دماغ سے دوست کے رخ کا خیال — آسمان کے ظلم سے اور زمانہ کے غم کی وجہ سے نہ نکلے گا

آنچہ از بارِ غمت در دلِ مسکینِ من است — برود دل ز من و از دلِ من آں نرود

تیرے غم کا بوجھ جو میرے مسکین دل پر ہے — دل مجھ سے جاتا رہے گا اور میرے دل سے وہ دور نہ ہوگا

در ازل بست دلم با سرِ زلفت پیوند — تا ابد سر نکشد وز سرِ پیماں نرود

میرے دل نے ازل میں تیری زلف سے جوڑ لگایا ہے — ابد تک سر نہ موڑے گا اور عہد سے نہ ہٹے گا

گر رود از پئے خوباں دلِ من معذور است — درد دارد چہ کند گر پئے درماں نرود

میرا دل اگر حسینوں کے پیچھے جاتا ہے معذور ہے — وہ درد میں مبتلا ہے کیا کرے اگر علاج کے پیچھے نہ جائے

ہر کہ خواہد کہ چو حافظ نشود سرگرداں

جو چاہے کہ حافظ کی طرح حیران نہ ہو

دل بخوباں ندہد در پئے ایشاں نرود

حسینوں کو دل نہ دے ان کے پیچھے نہ پھرے

ہوسِ بادِ بہارم ببوئے صحرا برد — باد بوئے تو بیاورد و قرار از ما برد

موسمِ بہار کی ہوا کی ہوس مجھے بیابان کی طرف لے گئی — ہوا تیری خوشبو لائی، اور ہمارا سکون لے گئی

ہر کجا بود دلے چشمِ تو برد از راہش — نہ دلِ خستۂ بیمارِ مرا تنہا برد

جہاں کہیں بھی کوئی دل تھا تیری آنکھ نے اس کو راستہ سے بھلا دیا — تنہا میرے خستہ، بیمار دل کو ہی نہیں لے گئی

جامِ مے دی ز لبت دم زد و آں بخشی زد — آبرو از لعلِ جاں بخش رواں بخشا برد

شراب کے جام نے تیرے ہونٹوں سے جان بخشی کا دعویٰ کیا — جاں بخش اور روح بخش یاقوت کی آبرو لے گیا

[illegible]

http://www.muftbooks.blogspot.com/

راہ ما غمزۂ آں ترک کماں ابرو زد
اس کمان جیسی ابرو والے معشوق کی ادا نے ہم پر ڈاکہ ڈالا

رخت ما خندۂ آں سرو سہی بالا برد
اس سرو سہی جیسے قد والے کا ہنسنا ہمارا سامان لوٹ لے گیا

دل سنگین ترا اشک من آورد براہ
تیرے پتھر جیسے دل کو میرے آنسو راہ پر لے آئے

سنگ را سیل تواند بہ رہ دریا برد
ہاں، پتھر کو دریا میں بہا لے جاتا ہے

آمد و گرم ببرد آب رخم اشک چو سیم
چاندی جیسے آنسو آکر میرے چہرے کی رونق لوٹ لے گئے

زر بزر داد کسے کامد و ایں کالا برد
جو آیا وہ اس سامان کو لے گیا اس نے سونے پر سونا دیا

دوش دست طلبم سلسلۂ شوق تو بست
کل میری طلب کے ہاتھ کو تیرے عشق کی زنجیر نے باندھا

پائے خیل خردم لشکر غم از جا برد
غم کے لشکر نے میری عقل کے لشکر کے پاؤں اکھاڑ دئے

بحث بلبل بر حافظ مکن از خوش سخنی
خوش کلامی میں حافظ کے پاس بلبل کی بحث نہ چھیڑ

پیش طوطی نتواں صوت ہزار آوا برد
طوطی کے سامنے بلبل کی آواز کچھ نہیں چلتی ہے

ہر کہ او یک سر موئے پند مرا گوش کند
جو شخص بال برابر بھی میری نصیحت مان لے

ہمچو من حلقۂ گیسوئے تو در گوش کند
میری طرح تیرے گیسو کا حلقہ بگوش ہو جائے

گر ببیند دہن تنگ تو معصوم دلے
اگر کوئی معصوم دل والا تیرا تنگ منہ دیکھ لے

بادہ بر یاد لبت ہمچو شکر نوش کند
تیرے ہونٹوں کی یاد پر شراب کو شکر کی طرح پیئے

دوش بر دوش بدوش تو رسید است دلم
کل رات میرا دل تیرے پاس دوش بدوش پہنچا ہے

خواہد امروز کہ جاں در سر آں دوش کند
آج اس کی خواہش ہے کہ اس کندھے کے خیال میں جان گنوا دے

در چمن سوئے گل و نرگس و سوسن بگذر
چمن میں پھول اور نرگس، اور سوسن کی جانب گذر

تا زبان ہمہ را حسن تو خاموش کند
تاکہ تیرا حسن سب کی زبان کو خاموش کر دے

زاں سبب پیچ و خم و تاب بود گیسو را
اس سبب سے تیرے گیسو کو پیچ و خم اور بل دیا ہے

تاکہ او قید دل عاشق مدہوش کند
تاکہ وہ مدہوش عاشق کے دل کو قید کر دے

گرچہ صد عرضہ کند حافظ مسکیں ز فراق
اگرچہ مسکین حافظ فراق کے بارے میں سو عرضیاں دیتا ہے

چوں ببیند رخ تو جملہ فراموش کند
جب تیرا چہرہ دیکھ لیتا ہے سب کو بھول جاتا ہے

یاد باد آنکہ نہانت نظرے با ما بود
یاد ہے کہ تیری نظر پوشیدہ ہم پر تھی

رقم مہر تو بر چہرۂ ما پیدا بود
تیری محبت کی علامت ہمارے چہرے پر نمایاں تھی

یاد باد آنکہ چو چشمت بعتابم می کشت
یاد ہے کہ جب تیری آنکھیں غصے کے ساتھ مارتی تھیں

معجز عیسویت در لب شکر خا بود
تیرے میٹھے ہونٹ میں عیسوی معجزہ تھا

یاد باد آنکہ مہ من چو کلہ بشکستے
یاد ہے کہ میرا چاند جب ٹیڑھی ٹوپی اوڑھتا تھا

در رکابش مہ نو پیک جہاں پیما بود
تو اس کی رکاب میں نیا چاند جہاں پیمائی کرتا تھا

۱۔ سرو سہی وہ سرو کہلاتا ہے جس کی ... [illegible]
[illegible]

http://www.muftbooks.blogspot.com/

یاد باد آنکہ رخت شمع طرب می افروخت
یاد ہے کہ جب تیرا رخسار مستی کی شمع روشن کرتا تھا
ویں دلِ سوختہ پروانۂ بے پروا بود
اور یہ جلا ہوا دل اس کا بے پروا پروانہ تھا

یاد باد آنکہ چو یاقوت قدح خندہ زدے
یاد ہے کہ جب یاقوت جیسا پیالہ مسکراتا تھا
در میانِ من و لعلِ تو حکایتہا بود
مجھ میں، اور تیرے ہونٹ میں حکایتیں ہوتی تھیں

یاد باد آنکہ در آں بزمگہِ خلق و ادب
یاد ہے، کہ اس اخلاق و ادب کی محفل میں
آنکہ او خندۂ مستانہ زدے صہبا بود
جو مستانہ قہقہہ لگاتی تھی، وہ شراب تھی

یاد باد آنکہ صبوحی زدہ در مجلسِ اُنس
یاد ہے کہ صبح کی شراب پی کر محبت کی مجلس میں
جز من و یار نبودیم و خدا با ما بود
میرے اور دوست کے سوا کوئی نہ ہوتا تھا اور خدا ساتھ تھا

یاد باد آنکہ خرابات نشیں بودم و مست
یاد ہے، کہ میں مست اور خرابات نشیں تھا
آنچہ در مجلسم امروز کم است آنجا بود
جو آج میری مجلس میں کم ہے وہ وہاں موجود تھی

یاد باد آنکہ باصلاح شما میشد راست
یاد ہے، کہ تمہاری اصلاح سے درست ہوتی تھی
نظمِ ہر گوہر ناسفتہ کہ حافظ را بود
ہر ان بندھے ہوئے موتیوں کی نظم جو حافظ کی تھی

یاد باد آنکہ سر کوئے توام منزل بود
یاد ہے کہ تیرے کوچہ میں میرا ٹھکانہ تھا
دیدہ را روشنی از خاکِ درت حاصل بود
تیرے در کی خاک سے آنکھ کو روشنی حاصل تھی

راست چوں سوسن و گل از اثرِ صحبتِ پاک
بالکل سوسن اور گل کی طرح پاک صحبت کے اثر سے
بر زباں بود مرا آنچہ ترا در دل بود
میری زبان پر وہ تھا، جو تیرے دل میں تھا

دل چو از پیرِ خرد نقدِ معانی میجست
عقل کے بڈھے سے دل جب نقد معانی ڈھونڈتا تھا
عشق میگفت بشرح آنکہ بر او مشکل بود
عشق تفصیل سے وہ بتا دیتا تھا جو اس پر مشکل تھا

آہ ازیں جور و تطاول کہ دریں دامگہ است
اس ظلم اور زیادتی پر آہ ہے، جو اس قید خانہ میں ہے
وائے ازاں عیش و تنعم کہ دراں منزل بود
ہائے اس عیش اور ناز و نعمت، جو اس منزل میں تھا

در دلم بود کہ بے دوست نباشم ہرگز
جیسے دل میں تھا کہ دوست کے بغیر ہرگز نہ رہوں گا
چہ تواں کرد کہ سعیِ من و دل باطل بود
کیا کیا جائے کہ میری اور دل کی کوشش غلط تھی

دوش بر یادِ حریفاں بخرابات شدم
کل دوستوں کی یاد میں شراب خانہ میں گیا
خمِ مے دیدم و خوں در دل و پا در گل بود
شراب کا مٹکا دیکھا، خون دل میں، اور پاؤں کیچڑ میں تھا

بس بگشتم کہ بپرسم سببِ دردِ فراق
بہت گھوما کہ فراق کے درد کا سبب دریافت کروں
مفتیِ عقل دریں مسئلہ لایعقل بود
عقل کا مفتی اس مسئلہ میں بے عقل تھا

راستی خاتمِ فیروزۂ بواسحاقی
درست ہے، ابواسحاق کی فیروزہ کی انگوٹھی
خوش درخشید ولے دولتِ مستعجل بود
اچھی چمکی تھی لیکن ناپائیدار دولت تھی

دیدی آں قہقہۂ کبکِ خراماں حافظ
اے حافظ تو نے اکڑ کر چلنے والے کبک کے اس قہقہہ کو دیکھا
کہ ز سرپنجۂ شاہینِ قضا غافل بود
جو قضا کے شاہین کے پنجے سے غافل تھی

http://www.muftbooks.blogspot.com/

یاری اندر کس نمی بینیم یاراں را چہ شد
ہم کسی میں دوستی نہیں دیکھتے ہیں، دوستوں کو کیا ہوا!
دوستی کی آخر آمد دوستداراں را چہ شد
دوستی گویا ختم ہو گئی، دوستوں کو کیا ہوا!

آبِ حیواں تیرہ گوں شد خضرِ فرخ پے کجاست
آبِ حیات گدلا ہو گیا، مبارک قدم خضر کہاں ہے؟
خوں چکید از شاخِ گل بادِ بہاراں را چہ شد
پھول کی شاخ سے خون ٹپک پڑا، بہار کی ہوا کو کیا ہوا!

صد ہزاراں گل شگفت و بانگِ مرغے بر نخاست
لاکھوں پھول کھلے، اور کسی پرندے کی آواز نہ نکلی
عندلیباں را چہ پیش آمد ہزاراں را چہ شد
عندلیبوں کو کیا پیش آیا، بلبلوں کو کیا ہوا!

لعلے از کانِ مروت بر نیامد سالہاست
سالوں گزر گئے مروت کی کان سے کوئی لعل نہ نکلا
تابشِ خورشید و سعیِ باد و باراں را چہ شد
آفتاب کی گرمی اور ہوا اور بارش کی کوشش کو کیا ہوا!

زہرہ سازِ خود نمیگیرد مگر عودش بسوخت
زہرہ اپنا ساز نہیں بجاتی ہے شاید اس کا عود جل گیا
کس ندارد ذوقِ مستی میگساراں را چہ شد
مستی کا کسی کو شوق نہیں ہے، شرابیوں کو کیا ہوا!

کس نمیگوید کہ یارے داشت حقِ دوستی
کوئی نہیں کہتا ہے کہ کوئی دوست دوستی کا حق ادا کرتا تھا
حق شناساں را چہ حال افتاد یاراں را چہ شد
حق کے پہچاننے والوں کا کیا حال ہوا، دوستوں کو کیا ہوا!

گوئے توفیق و کرامت درمیاں افگندہ اند
توفیق اور بندگی کی گیند درمیان میں ڈالے ہوئے ہیں
کس بمیداں در نمی آرد سواراں را چہ شد
کوئی میدان کا سامنا نہیں کرتا ہے، سواروں کو کیا ہوا!

حافظ اسرارِ الٰہی کس نمیداند خموش
اے حافظ چپ رہ، خدائی بھید کوئی نہیں جانتا ہے
از کہ می پرسی کہ دورِ روزگاراں را چہ شد
کس سے پوچھتا ہے کہ زمانہ کے دور کو کیا ہوا!

یک دو جامم دی سحرگہ اتفاق افتادہ بود
کل صبح، مجھے دو ایک جام پینے کا اتفاق ہوا تھا
وز لبِ ساقی شرابم در مذاق افتادہ بود
ساقی کے ہونٹ سے ایسے مذاق میں شراب پڑی تھی

از سرِ مستی دگر با شاہدِ عہدِ شباب
مستی کی وجہ سے جوانی کے زمانے کے معشوق سے دوبارہ
رجعتے میخواستم لیکن طلاق افتادہ بود
رجعت کرنا چاہتا تھا لیکن طلاق واقع ہو چکی تھی

نقش می بستم کہ گیرم بوسۂ زاں چشمِ مست
میں نے نقشہ جمایا کہ اس مست آنکھ کا بوسہ لوں گا
طاقت و صبر از خمِ ابروش طاق افتادہ بود
طاقت اور صبر اس کے ابرو کے خم کی وجہ سے جواب دے چکا تھا

ساقیا جام دمادم دہ کہ در سیرِ طریق
اے ساقی لبالب جام دے اس لیے کہ طریقت کے سفر میں
ہر کہ عاشق وش نیامد در نفاق افتادہ بود
جس نے عاشقانہ انداز اختیار نہ کیا نفاق میں مبتلا تھا

اے معبر مژدۂ فرما کہ دوشم آفتاب
اے تعبیر دینے والے خوشخبری دے کہ کل رات سورج
در شکر خوابِ صبوحی ہم وثاق افتادہ بود
میرا صبح کی میٹھی نیند میں ہم منزل تھا

در مقاماتِ طریقت ہر کجا کردیم سیر
طریقت کے مقامات میں، جہاں کہیں ہم نے سیر کی
عافیت را با نظربازی فراق افتادہ بود
آرام، اور نظربازی میں جدائی تھی

گر نبودے شاہ یحییٰ نصرۃ الدین از کرم
اللہ کے کرم سے، اگر شاہ یحییٰ نصرۃ الدین نہ ہوتا
کارِ ملک و دین ز نظم و اتفاق افتادہ بود
ملک اور دین کا کام انتظام اور اتفاق سے گرا ہوا تھا

ے خواجہ صاحب نے اس غزل میں اپنے ہم عصروں کی بے مروتی کا شکوہ کیا ہے۔
ے کانوں میں لعل سورج کی شعاعوں اور آب و ہوا سے بنتا ہے، یعنی عرصہ گزر گیا اور کوئی مروت والا انسان پیدا نہیں ہوا۔
ے زہرہ ستارے کو رقاصۂ فلک کہا گیا ہے۔
ے کوئی کسی کی دوستی کے حق کا قائل نہیں ہے؟
ے میں مستی سے اپنے جوانی کے زمانہ کو لوٹانا چاہتا تھا لیکن معلوم ہوا کہ اس معشوق کو اس قسم کی طلاق پڑ چکی ہے جس کے بعد رجعت ممکن نہیں ہے یعنی جوانی لوٹ کر نہیں آ سکتی ہے۔
ے سوچا تھا کہ اس کی آنکھوں کو بوسہ لوں گا لیکن طاقت نے ساتھ چھوڑ دیا۔
ے صبح کے وقت خواب میں دیکھا کہ گھر میں سورج آیا ہوا ہے یقیناً اس کی تعبیر یہ ہے کہ معشوق آئے گا۔
ے نظربازی کے ساتھ راحت اور آرام جمع نہیں ہو سکتے ہیں۔
ے شاہ یحییٰ نے شیراز فتح کرنے کے بعد شاہ یحییٰ نصرۃ الدین کو اس کا حاکم بنایا تھا جب معمولی خود مختار تھا۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

حافظ آں ساعت کہ ایں نظم پریشاں مینوشت
حافظ جس وقت یہ پریشان نظم لکھ رہا تھا
طائر فکرش بدام اشتیاق افتادہ بود
اس کے فکر کا پرندہ شوق کے جال میں پھنسا ہوا تھا

یاد باد آنکہ ز ما وقت سفر یاد نکرد
یاد رہے اگر سفر کے وقت ہمیں یاد نہ کیا
بوداعے دل غمدیدۂ ما شاد نکرد
ہمارے غمگین دل کو رخصت کرکے خوش نہ کیا

آں جوانمرد کہ میزد رقم خیر و قبول
اس جوانمرد نے جو خیر اور قبولیت کا نشان لگاتا تھا
بندۂ پیر ندانم ز چہ آزاد نکرد
بوڑھے غلام کو نہ معلوم کس وجہ سے آزاد نہ کیا

دل بامید صدائے کہ مگر در تو رسد
دل نے ایسی آواز کی امید پر کہ شاید تجھ تک پہنچ جائے
نالہا کرد دریں کوہ کہ فرہاد نکرد
اس پہاڑ میں ایسے نالے کئے جو فرہاد نے نہ کئے

ہر قبے جامہ بخونابہ بشوئیم کہ فلک
ہم کاغذی کپڑے کو خون سے دھوتے ہیں کیونکہ آسمان نے
رہنمونیم بپائے علم داد نکرد
انصاف کے جھنڈے کے نیچے ہماری رہنمائی نہ کی

سایہ تا باز گرفتی ز چمن مرغ سحر
جب سے تو نے اپنا سایہ چمن سے ہٹا لیا صبح کے پرندے نے
آشیاں در شکن طرۂ شمشاد نکرد
شمشاد کی زلف کی شکن میں گھونسلا نہیں بنایا

شاید ار پیک صبا از تو بیاموزد کار
مناسب ہے اگر صبا کا قاصد تجھ سے کام سیکھے
زانکہ چالاکتر ازیں حرکت باد نکرد
اس لئے کہ اس سے زیادہ تیز ہوا نہیں چلی

کلک مشاطہ صنعش نکشد نقش مراد
مشاطہ کی صنعت کا قلم اس کی مراد کا نقش نہیں بناتا
ہر کہ اقرار بدیں حسن خداداد نکرد
جس نے اس خداداد حسن کا اقرار نہ کیا

مطربا پردہ بگرداں و بزن راہ عراق
اے مطرب پردہ بدل اور نغمۂ عراق کو چھیڑ
کز ایں راہ بشد یار و ز ما یاد نکرد
اس لئے کہ معشوق اسی راستے سے چلا گیا اور ہمیں یاد نہ کیا

از غزلہائے عراقیست سرود حافظ
حافظ کا گانا عراقی غزلوں سے ہے
کہ شنید ایں رہ دلسوز کہ فریاد نکرد
یہ دلسوز نغمہ کس نے سنا ہے اور فریاد نہ کی

یارم چو قدح بدست گیرد
جب میرا محبوب پیالہ ہاتھ میں تھام لیتا ہے
بازار بتاں شکست گیرد
معشوقوں کا بازار شکست کھا جاتا ہے

در بحر فتادہ ام چو ماہی
میں مچھلی کی طرح دریا میں پڑا ہوا ہوں
تا یار مرا بشست گیرد
تاکہ محبوب مجھ کو کانٹے سے پکڑ لے

در پاش فتادہ ام بزاری
میں عاجزی سے اس کے قدموں میں گرا ہوا ہوں
آیا بود آنکہ دست گیرد
کب ہو سکتا ہے کہ وہ ہاتھ پکڑ لے

ہر کس کہ بدید چشم او گفت
جس نے بھی اس کی آنکھ دیکھی، وہ بولا
کو محتسبے کہ مست گیرد
محتسب کہاں ہے، جو مست کو گرفتار کرے

۱؎ معشوق [illegible] بوڑھے غلام کو آزاد کر دیا جائے۔
۲؎ عاشق [illegible] جس تیزی سے معشوق چلا گیا تو صبا کو اس کی شاگردی کرنی چاہیئے۔
۳؎ عراق جو موسیقی کے ایک پردے کا نام ہے [illegible] غزلہائے عراقی وہ غزلیں کہلاتی ہیں جن میں حقیقی مضمون ہو۔
۴؎ شراب نوشی کے بعد اس کے حسن میں اضافہ ہو جاتا ہے کہ دوسرے حسین ماند پڑ جاتے ہیں۔
۵؎ اس کی آنکھیں اس قدر مست ہیں کہ محتسب کو انہیں گرفتار کر لینا چاہیئے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

خرّم دلِ آنکہ ہمچو حافظ
حافظ کی طرح اس کا دل خوش ہے جو

جامے ز مئے الست گیرد
الست کی شراب سے ایک جام بھرے

ردیفِ ذالِ معجمہ

اے ذوقِ شہدِ لعلِ تو در کامِ من لذیذ
لعل جیسے ہونٹ کے شہد کا مزہ میرے حلق میں لذیذ ہے
حلوائے قند گرسنہ را در دہن لذیذ
قند کا حلوہ بھوکے کے منہ میں لذیذ ہوتا ہے

دندانِ یار در دہنِ تنگ خوش نمود
تنگ منہ میں محبوب کے دانت بھلے معلوم ہوئے
در کامِ حقۂ دانۂ دُرِّ عدن لذیذ
ڈبیہ کے منہ میں عدن کے موتی بھلے ہیں

شہد و شکر ہر آنچہ ببازارِ عالمست
شہد اور شکر، جو کچھ بھی دنیا کے بازار میں ہے
شیریں از وست در دہنم ایں سخن لذیذ
اس کی وجہ سے شیریں ہے میرے منہ میں یہ بات لذیذ ہے

حظے رسد بعنبرِ زلفت دماغ را
تیری زلف کے عنبر سے دماغ کو ایک حظ ملتا ہے
باشد بمغز نفحۂ مشکِ ختن لذیذ
ختن کے مشک کی مہک دماغ کو لذیذ معلوم ہوتی ہے

مارا بباغِ دیدہ ز اشکِ سفید و سرخ
ہماری آنکھ کے باغ میں سفید اور سرخ آنسوؤں سے
حظے ست چوں بباغِ گل و یاسمن لذیذ
وہ لطف حاصل ہے جیسے باغ میں گلاب اور یاسمن کی بہار لذیذ ہے

گر خلق را بکام بود لذت از بہی
اگر دنیا والوں کے تالو کو بہی سے لذت حاصل ہوتی ہے
بیمارِ عشق را شدہ سیبِ ذقن لذیذ
عشق کے بیمار کے لیے ٹھوڑی کا سیب لذیذ ہوگیا ہے

عشقِ رخت بخاطرِ حافظ ز جملہ بہ
حافظ کی طبیعت میں تیرے رخسار کا عشق سب سے بہتر ہے

در مغزِ بلبل از ہمہ بوئے چمن لذیذ
بلبل کے دماغ میں چمن کی خوشبو سب سے زیادہ لذیذ ہے

اے گفتگوئے لعلِ تو در کامِ جاں لذیذ
اے کہ تیرے ہونٹوں کی بات جان کے تالو میں لذیذ ہے
ذکرِ لبت چو طعمِ شکر در دہاں لذیذ
تیرے ہونٹوں کا ذکر شکر کے ذائقہ کی طرح منہ میں لذیذ ہے

دندانِ تست قطرۂ شیر و شکر لبت
تیرے دانت دودھ کا قطرہ اور تیرے ہونٹ شکر ہیں
در کامہاست شیر و شکر بہرِ آں لذیذ
دودھ اور شکر حلقوں میں اس وجہ سے لذیذ ہے

خونِ دل و کبابِ جگر ہر دو بہرِ تست
دل کا خون، اور جگر کے کباب دونوں تیرے لئے ہیں
باشند ہم کباب و مئے ارغواں لذیذ
کباب اور ارغوانی شراب اکٹھے لذیذ ہوتے ہیں

گفتم حدیثِ لطفِ تو آمد سخن لطیف
میں نے تیری عنایتوں کا ذکر کیا، تو بات پرلطف ہوگئی
کردم بیانِ وصفِ لبت شد بیاں لذیذ
میں نے تیرے ہونٹوں کی تعریف کی تو بیان لذیذ ہوگیا

دل ناوکِ تو خواست کہ باشد نشانہ را
دل نے تیرے تیر کی خواہش کی اس لیے کہ نشانہ بنے
نسبت بطعمہائے دگر استخواں لذیذ
دوسرے کھانوں کی بہ نسبت ہڈی زیادہ لذیذ ہے

ـــ دانتوں کو صدف کے موتیوں سے تشبیہ دی ہے۔
ـــ محبوب کے منہ کی تعریفیں میرے لئے شہد و شکر سے بھی زیادہ شیریں ہیں۔
ـــ ہم اس کے ہجر میں سفید اور سرخ آنسو بہاتے ہیں اور ان کی سفیدی اور سرخی کو ایسا منظر پیش کرتی ہے جیسا کہ گلاب و یاسمن کے باغ میں ہوتا ہے۔
ـــ دانت دودھ کے قطرے کی طرح ہیں اور ہونٹ شکر کی طرح۔
ـــ دل چاہتا ہے محبوب کے تیر کا نشانہ بنے یعنی محبوب کے تیر کی خواہش کی یعنی ہمیشہ اس کا خواستگار رہنا۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

اُو را ز بسکہ چاشنی حسن دلبری ست پیوستہ حرف او گذرد بر زباں لذیذ
اس کو چونکہ دلبری کے حسن کی بیحد چاشنی حاصل ہے تو اس کی باتیں ہمیشہ زبان کو لذیذ معلوم ہوتی ہیں

حافظ بے زشیرۂ جاں پخت حلوۃ
حافظ نے جان کے شیرے سے ایک حلوا پکایا

در آرزوئے آں لب نامد چناں لذیذ
اس ہونٹ کی تمنا میں اللہ ایسا لذیذ نہ بنا

بنویس دلا بیار کاغذ بفرست بآں نگار کاغذ
اے دل! لکھ! کاغذ لا اس محبوب کو خط بھیج

اے بادِ صبا بر آں شوخ از عاشق بے قرار کاغذ
اے بادِ صبا! اس شوخ کے پاس لیجا بے قرار، عاشق کی جانب سے پیغام

ہرگز نہ نوید او جوابے بنویسم اگر ھزار کاغذ
وہ ہرگز جواب نہیں لکھے گو اگرچہ میں ہزار خط لکھوں

تا نام تو نقش شد بر و ماند بر صفحہ روزگار کاغذ
جب سے تیرا نام اس پر نقش ہوا، باقی رہا صفحہ، زمانہ پر کاغذ

بنویس ز روئے مہربانی
مہربانی کرکے لکھ

بر حافظِ دل فگار کاغذ
خستہ دل، حافظ کو خط

ردیفِ رائے مہملہ

الا اے طوطیِ گویائے اسرار مبادا از شکر خالیت منقار
اے اسرار بیان کرنے والی طوطی! خدا کرے تیری چونچ، شکر سے خالی نہ ہو

سرت سبز و دلت خوش باد جاوید کہ خوش نقشے نمودی از خطِ یار
تو سرسبز، اور تیرا دل ہمیشہ خوش رہے اس لئے کہ تو نے یار کے خط کا اچھا نقش قائم کیا ہے

سخن سربستہ گفتی با حریفاں خدا را زیں معما پردہ بردار
تو نے دوستوں سے پوشیدہ بات کہی خدا کے لئے، اس معمہ پر سے پردہ اٹھا

بروئے ما زن از ساغر گلابے کہ خواب آلودہ ایم اے بختِ بیدار
ساغر سے، ہمارے منہ پر کچھ گلاب چھڑک اس لئے کہ اے بیدار قسمت ہم سوئے ہوئے ہیں

چہ رہ بود اینکہ زد در پردہ مطرب کہ می رقصند باہم مست و ہشیار
مطرب نے پردہ پر جو گیت گایا وہ کیا تھا! کہ مست اور ہوشیار مل کر رقص کرتے ہیں

ازیں افیوں کہ ساقی در مے افگند حریفاں را نہ سر ماند نہ دستار
اس افیون سے جو ساقی نے شراب میں ملائی دوستوں کا نہ سر رہے گا، نہ پگڑی

ے کاغذ لاکر محبوب کو خط لکھ۔
ے اے صبا! پیغام عاشق کو پہنچا۔
ے طوطی کہ راز وراصل محبوب کے خط کا مضمون ہے۔
ے میٹھا کرنے کے لئے شہد پانی چھڑک دیا جاتا ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

خرد ہر چند نقدِ کائنات است
عقل اگرچہ کائنات کی دولت ہے

چہ سنجد پیشِ عشقِ کیمیا کار
کیمیا ساز عشق کے سامنے اس کا کیا وزن ہے؟

سکندر را نمی بخشند آبے
سکندر کو پانی نہیں دیتے ہیں

بزور و زر میسر نیست ایں کار
یہ کام زور اور زر سے حاصل نہیں ہوتا ہے

بیا و حالِ اہلِ درد بشنو
آ، اور درد مندوں کا حال سن

بلفظِ اندک و معنیِ بسیار
کم الفاظ، اور زیادہ معنی کے ساتھ

بمستوران مگو اسرارِ مستی
مستی کے راز، عبادت گزاروں کو نہ بتا

حدیثِ جاں مپرس از نقشِ دیوار
دیوار کی تصویر سے، جان کی بات نہ پوچھ

بتِ چینی عدوِ دین و دل ست
چینی بت، دین اور دل کا دشمن ہے

خداوندا دل و دینم نگہ دار
اے خدا میرے دین اور دل کی حفاظت کر

خداوندی بجائے بندگاں کرد
غلاموں کے ساتھ، آقاؤں کا سا ڈھب

خداوندا از آفاتش نگہ دار
اے خدا اس کو مصیبتوں سے بچا

یمینِ دولتِ منصور شاہی
منصور شاہی، حکومت کی برکت سے

علم شد حافظ اندر نظمِ اشعار
اشعار کے نظم کرنے میں، حافظ مشہور ہو گیا

اے بادِ مشک بو بگذر سوئے آں نگار
اے مشک جیسی خوشبو والی ہوا اس محبوب کے پاس سے گذر

بکشا گرہ ز زلفش و بوئے مَن بیار
اس کی زلف کی گرہ کھول، اور میرے پاس اس کی خوشبو لا

باو بگو کہ اے مہِ نامہربانِ من
اس سے کہہ کہ اے میرے بے رحم چاند

باز آ کہ عاشقانِ تو مردند ز انتظار
آ جا اس لیے کہ تیرے عاشق انتظار میں مر گئے ہیں

دل دادہ ایم و مہرِ تو از جاں خریدہ ایم
ہم نے دل دے دیا ہے اور تیری محبت جان سے خریدی ہے

بر ما جفا و جورِ فراقت روا مدار
اپنے فراق کے ظلم اور ستم کو ہم پر روا نہ رکھ

کردی چو روزگار فراموش بندہ را
زمانہ کی طرح، تو نے غلام کو بھلا دیا

زنہار عرضِ یارِ وفادار گوش دار
وفادار دوست کی گذارش ضرور سن لے

اے دل بساز با غمِ ہجران و صبر کن
اے دل! ہجر کے ساتھ نباہ کر، اور صبر کر

اے دیدہ در فراقش ازیں بیش خوں مبار
اے آنکھ! اس کے فراق میں اس سے زیادہ خون نہ برسا

آرے خیالِ دوست ز پیشِ نظر شوی
اس دوست کے تصور کو نظر کے سامنے سے ہٹا

چوں بر وصالِ یار ندارم اختیار
چونکہ ہمیں دوست کے وصال پر اختیار نہیں ہے

حافظ تو تا بکے غمِ مالِ جہاں خوری
اے حافظ! تو کب تک دنیا کی دولت کا غم کھائے گا؟

بسیار غم مخور کہ جہاں نیست پائدار
زیادہ غم نہ کھا اس لیے کہ دنیا پائدار نہیں ہے

۱۔ عقل اگرچہ کائنات کی دولت ہے لیکن عشق کے مقابلہ میں ہیچ ہے

۲۔ شعر [illegible]

۳۔ منصور شاہ [illegible] بادشاہ ہے جو شاہ یحییٰ کو قتل کرنے کے بعد بادشاہ بنا تھا [illegible]

۴۔ عاشق و معشوق [illegible] کو مناسب نہیں ہے [illegible]

۵۔ تا بکے [illegible] پڑھنا چاہیے

http://www.muftbooks.blogspot.com/

اے بردہ گوئے حسن ز خوبانِ روزگار
اے وہ کہ حسن کی گیند دنیا کے حسینوں سے جیت لے گیا
قدت براستی چو سہی سروِ جویبار
تیرا قد سیدھا ایسا ہے! نہر کے سرو کی طرح ہے

الحق وجودِ نقش و نشانِ دہانِ تو
سچ بات یہ ہے کہ تیرے منہ کے نقش و نشان کا وجود
موہوم نقطہ ایست نہ پنہاں نہ آشکار
ایک ایسا موہوم نقطہ ہے جو نہ پوشیدہ ہے، نہ ظاہر

دادیم دل بدستِ خط و زلف و خالِ تو
ہم نے تیرے خط اور زلف و خال کے ہاتھوں میں دل دیدیا ہے
از دستِ ہر سہ تا چہ کشد ایں دلِ فگار
دیکھئے تینوں کے ہاتھوں سے یہ زخمی دل کیا مصیبت اٹھاتا ہے

باد ار ہزار دشمن اگر یار با من است
اگر دوست میرے ساتھ ہو، ہزار دشمن ہوا کریں
دانم مصاف را و نترسم ز کارزار
میں لڑائی جیتنا جانتا ہوں اور جنگ سے نہیں ڈرتا ہوں

عشقت چو در سراچۂ دل خانہ گیر شد
جب سے تیرا عشق دل کی سرائے میں مقیم ہوا ہے
زیں در اگر بدر شوم آیم باضطرار
اس دروازے سے اگر باہر نکلتا ہوں مجبوراً واپس لوٹتا ہوں

گر سرو پیشِ قدِ تو سر میکشد مرنج
اگر تیرے قد کے مقابلہ میں سرو سرکشی کرے تو رنجیدہ نہ ہو
عقلِ طویل را نبود ہیچ اعتبار
لمبے کی عقل کا کوئی بھروسہ نہیں ہوتا ہے

منصوبۂ ہوائے تو حافظ کنوں چو باخت
اب جبکہ حافظ نے تیری محبت کی بازی لگائی ہے
در ششدرِ غمت دلش افتاد مہرہ وار
گوٹ کی طرح تیرے غم کے ششدر میں اس کا دل پھنس گیا

اے خرم از فروغِ رخت لالہ زارِ عمر
اے وہ کہ تیرے رخ کی رونق سے عمر کا لالہ زار سرسبز ہے
باز آ کہ ریخت بے گلِ رویت بہارِ عمر
لوٹ آ کہ تیرے رخ کے پھول کے بغیر زندگی کی بہار ضائع ہو گئی

از دیدہ گر سرشک چو باراں رود رواست
اگر آنکھ سے آنسو بارش کی طرح بہیں تو مناسب ہے
کاندر غمت چو برق بشد روزگارِ عمر
اس لیے کہ تیرے غم میں زندگی کا زمانہ برق کی طرح ختم ہو گیا

بے عمر زندہ ام من و ایں بس عجب مدار
میں بغیر عمر کے زندہ ہوں اور اس پر زیادہ تعجب نہ کر
روزِ فراق را کہ نہد در شمارِ عمر
ہجر کے زمانہ کو عمر میں کون گنتا ہے؟

اندیشہ از محیطِ فنا نیست ہر کرا
اس کو فنا کے دریا سے ہرگز خوف نہیں ہے
بر نقطۂ دہانِ تو باشد مدارِ عمر
جس کی عمر کا مدار تیرے منہ کے نقطہ پر ہو

در ہر طرف ز خیلِ حوادث کمیں گہ است
حوادث کے لشکر کی ہر جانب گھات کی جگہ ہے
زاں رو عناں گسستہ دواند سوارِ عمر
اسی لیے زندگی کا سوار باگ چھوڑے ہوئے دوڑ رہا ہے

ایں یک دو دم کہ دولتِ دیدار ممکن است
یہ دو ایک سانس جو ملے ہیں جبکہ دیدار کی دولت ممکن ہے
دریاب کارِ دل کہ نہ پیداست کارِ عمر
دل کا مقصد پورا کر لے، اس لیے کہ عمر کا معاملہ واضح نہیں ہے

تا کے مےِ صبوح و شکر خوابِ صبحدم
صبح کی شراب اور صبح کی میٹھی نیند کب تک
بیدار گرد ہاں کہ نماند اعتبارِ عمر
ہاں بیدار ہو جا، اس لیے کہ عمر کا بھروسہ نہیں رہا

دی در گذار بود و نظر سوئے ما نکرد
کل جا رہا تھا اور اس نے ہماری طرف نظر نہ کی
بیچارہ دل کہ ہیچ ندید از گذارِ عمر
دل بیچارہ ہے کہ عمر گزرنے سے اس نے کوئی فائدہ نہ دیکھا

۱؎ سرو سہی جیسے کہ ... لگتا ہے۔
۲؎ معشوق کے منہ کو موہوم کہا جاسکتا ہے وہ معدوم۔
۳؎ دل تینوں چیزوں کے پھندے میں پھنسا ہے دیکھئے اس پر کیا گزرتی ہے۔
۴؎ سرو لمبا قد رکھتا ہے اور دراز قد والے عقل کے احمق ہوتے ہیں اس لیے اس کی سرکشی سے رنجیدہ نہ ہونا چاہیے۔
۵؎ ششدر نرد شطرنج کی بازی میں وہ مقام ہوتا ہے کہ جہاں اگر گوٹ پھنس جائے تو وہاں سے نکالنا دشوار ہوتا ہے۔
۶؎ ہجر کے زمانہ میں عمر ... کی طرح گزر رہی ہے تو آنکھوں سے بارش برسے تو کیا تعجب ہے۔
۷؎ جبکہ ایک موہوم نقطہ زندگی کا مدار ہے تو فنا سے کیا ڈر ہے۔
۸؎ عمر کا گھوڑا اس لیے دوڑتا ہے کہ ہر طرف حوادث کی گھات میں ہیں۔
۹؎ صبح کی شراب اور نیند میں وقت ضائع نہ کرنا چاہیے عمر کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

حافظ سخن بگوی کہ در صفحۂ جہاں
حافظ شعر کہہ کہ صفحت روز گار پہ
ایں نقش ماند از قلمت یادگار عمر
تیرے قلم کا یہ نقش زندگی کی یادگار رہے گا

اے صبا نکہتے از خاک رہِ یار بیار
اے صبا یار کے دروازے کی خاک کی ذرا سی خوشبو لا
ببر اندوہ دل و مژدۂ دلدار بیار
دل کا رنج دور کر دے اور محبوب کی خوشخبری لا

نکتۂ روح فزا از دہن یار بگوے
معشوق کے منہ کا کوئی روح افزا نکتہ بیان کر
نامۂ خوش خبر از عالم اسرار بیار
رازوں کی دنیا سے خوشخبری کا خط لا

تا معطر کنم از لطف نسیم تو مشام
تاکہ میں تیری نسیم کی لطافت سے دماغ کو معطر کروں
شمۂ از نفحات نفس یار بیار
محبوب کے سانس کے خوشبو کا کچھ تھوڑا سا حصہ لا

بوفائے تو کہ خاک رہ آں یار عزیز
تجھے تیری وفاداری کی قسم کہ اس پیارے معشوق کے راستہ کی
بے غبارے کہ پدید آید از اغیار بیار
اس غبار کے بغیر جو غیروں سے آئے، لا

روزگاریست کہ دل چہرۂ مقصود ندید
ایک زمانہ گزر گیا کہ دل نے مقصود کا چہرہ نہیں دیکھا
ساقیا آں قدح آئینہ کردار بیار
اے ساقی! آئینہ کی صفات کا وہ پیالہ لا

گرد از رہگذر دوست بکوری رقیب
رقیب کے اندھے پن کے لئے دوست کے راستہ کی گرد
بہر آسائش ایں دیدۂ خونبار بیار
اس خون بہانے والی آنکھ کی راحت کے لئے لا

دل دیوانہ ز زنجیر نمی آید باز
دیوانہ دل زنجیر سے باز نہیں آتا ہے
حلقۂ از خم آں طرۂ طرار بیار
اس طرار زلف کے پیچ کا ایک حلقہ لا

خامی و سادہ دلی شیوۂ جانبازاں نیست
کچاپن اور سادہ دلی، جانبازوں کا شیوہ نہیں ہے
خبرے از بر آں دلبر عیار بیار
اس عیار دلبر کے پاس سے کوئی خبر لا

شکر آں را کہ تو در عشرتی اے مرغ چمن
اے چمن کے پرندے اس شکریہ میں کہ تو عیش میں ہے
باسیران قفس مژدۂ گلزار بیار
قفس کے قیدیوں کے لیے گلزار کی کوئی خوشخبری لا

کام جاں تلخ شد از صبر کہ کردم بے دوست
بغیر دوست کے میں نے صبر کیا اس سے جان کا حلق کڑوا ہو گیا
عشوۂ زاں لب شیریں شکر بار بیار
اس کے شکر برسانے والے میٹھے ہونٹ کی کوئی ادا لا

دلق حافظ بچہ ارزد بمیش رنگیں کن
حافظ کی گدڑی کس قیمت کی ہے اس کو شراب سے رنگ
وانگہش مست و خراب از سر بازار بیار
اور پھر مست اور خراب سر بازار لا

اے صبا نکہتے از کوئے فلانے بمن آر
اے صبا فلاں کے کوچہ کی ذرا سی خوشبو میرے پاس لا
زار و بیمار غمم راحت جانے بمن آر
میں غم سے زار و بیمار ہوں، جان کی راحت میرے پاس لا

قلب بیحاصل ما را بزن اکسیر مراد
ہمارے نامراد دل پہ مراد کی اکسیر لگا دے
یعنی از خاک در دوست نشانے بمن آر
یعنی دوست کے دروازے کی خاک کا کوئی نشان میرے پاس لا

ا۔ حافظ کے اشعار زمانہ میں یادگار رہیں گے
۲۔ اس خاک میں رقیب کے میل کچیل کا کوئی شائبہ نہ ہو۔
۳۔ وہ پیالہ دے جس میں آئینہ کی طرح محبوب کا رخ نظر آئے۔
۴۔ اس دیوانہ دل کو زنجیر سے قابو میں نہیں لایا جا سکتا اس لئے محبوب کے زلف کے حلقہ کی ضرورت ہے
۵۔ معشوق کے راستہ کی خاک ہمارے دل کے لیے اکسیر ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

در کمین گاہ نظر با دل خویشم جنگ است
نظر کی کمین گاہ میں میری اپنے دل سے جنگ ہے

ز ابرو و غمزۂ او تیر و کمانے بمن آر
اس کی ابرو اور ادا کا تیر و کمان میرے پاس لا

در غریبی و فراق و غم دل پیر شدم
مسافرت اور فراق اور دل کے غم میں بوڑھا ہو گیا ہوں

ساغر مے ز کف تازہ جوانے بمن آر
شراب کا پیالہ کسی نوجوان کے ہاتھ سے میرے پاس لا

منکران را ہم ازیں مے دو سہ ساغر بچشاں
انکار کرنے والوں کو بھی اس شراب کے دو تین ساغر چکھا دے

وگر ایشاں نستانند روانے بمن آر
اور اگر وہ نہ لیں تو جلد میرے پاس لا

ساقیا عشرت امروز بفردا مفگن
اے ساقی! آج کے عیش کو کل پر نہ ڈال

یا ز دیوانِ قضا خطِ امانے بمن آر
یا تقدیر کے دفتر سے امان کا ایک خط میرے پاس لا

دلم از پردہ بشد دوش کہ حافظ می گفت
میرا دل پردے سے باہر آ گیا کل جب کہ حافظ کہہ رہا تھا

اے صبا نکہتے از کوئے فلانے بمن آر
اے صبا فلاں کے کوچہ کی خوشبو میرے پاس لا

اے بر امید وصل تو موقوف کارِ عمر
اے وہ کہ تیرے وصل کی امید پر زندگی کا کام موقوف ہے

عمرِ منی کہ پیر شوی در کنارِ عمر
تو میری زندگی ہے، خدا کرے تو زندگی کی بغل میں بوڑھا ہو

عمرِ عزیز ہمدم من باش یک دمے
پیاری زندگی! تھوڑی دیر کے لیے میرے ساتھ رہ

تا خوش شود بدولتِ وصلِ تو کارِ عمر
تاکہ تیرے وصل کی دولت سے زندگی کا معاملہ بہتر ہو جائے

دانند عاشقاں کہ نیاید بہیچ کار
عاشق جانتے ہیں کہ کسی کام نہیں آتی ہے

عمرے کہ بے تو میگذرد در شمارِ عمر
عمر کی گنتی میں وہ زندگی جو تیرے بغیر گزرتی ہے

عمرِ منی اگرچہ کہ عمرست بے وفا
تو میری زندگی ہے، اگرچہ زندگی بے وفا ہے

بادا ہزار جانِ گرامی نثارِ عمر
خدا کرے ہزاروں پیاری جانیں زندگی پر نثار ہوں

زینساں کہ عمر میگذرد در فراقِ تو
اس طریقہ پر کہ زندگی تیرے فراق میں گزرتی ہے

از جانِ خود ملول شدم در گذارِ عمر
میں زندگی گزارنے میں اپنی جان سے تنگ آ گیا ہوں

چوں بر مدارِ عمر دمے اختیار نیست
جب زندگی کے دار و مدار پر ایک دم اختیار نہیں ہے

حافظ چہ اعتماد کند بر مدارِ عمر
زندگی کے مدار پر حافظ کیا بھروسہ کرے

بعد ازیں ہرگز نہ بیند ہیچ مخوارے دگر
اس کے بعد کوئی شراب فروش ہرگز نہ دیکھے گا

ہمچو من میخوارہ و شکلِ تو خمارے دگر
مجھ جیسا شرابی اور تجھ جیسا دوسرا شراب فروش

ساقیے داریم با چندانکہ مے از دست او
ہمارا ایسا ساقی ہے کہ ہم جس قدر اس کے ہاتھ سے شراب

میخوریم و باز میگوئیم یکبارے دگر
پیتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ ایک بار اور

خرقۂ پشمینہ بفروشیم و نفروشیم زہد
ہم اونی گدڑی بیچتے ہیں، اور زہد نہیں بیچتے ہیں

وز سر گیسوئے او پوشیم زنارے دگر
اور اس کے گیسو سے دوسرا جنیو پہنتے ہیں

ساہر وکی کمان اور
غمزہ کا تیر لا
یہ نوجوان محبوب کے
ہاتھ سے شراب پینے
سے جوانی لوٹ آئیگی
یہ جس سے یہ لطیفان
ہو جاتے ہیں
ندم جول جگہ
یہ حافظ نے جب
مطلع کا پہلا
مصرعہ
پڑھا تو
دل بیخود
ہوگیا
یہ عجیب بات ہے معشوق
کے بعد گزرنے والی عمر
نہیں جوڑا جاتا ہے
اس لیے کہ وہ زندگی
نہیں محبت کا شمار ہے
یہ شعر
[illegible]

http://www.muftbooks.blogspot.com/

ہر کہ عاشق گشت میگویند خونِ دل خورد | پس نمیدانیم ما جز عاشقی کارے دگر

لوگ کہتے ہیں جو عاشق بنا وہ دل کا خون پیتا ہے | لہٰذا ہم عاشقی کے سوا کوئی دوسرا کام نہیں جانتے ہیں

حرمتِ دستارِ حافظ را بدار اے میفروش

اے شراب فروش، حافظ کی پگڑی کی عزت کر

کو جز ایں کہنہ ندارد ہیچ دستارے دگر

اس کے پاس اس پرانی پگڑی کے سوا اور پگڑی نہیں ہے

پروانہ نمی شکیبد از نور | ور قصد کند بسوزد از دور

پروانہ روشنی سے صبر نہیں کرتا ہے | اور اگر ارادہ کرتا ہے تو دور سے جل جاتا ہے

ہر کس بہوائے خود گرفتار | صاحب نظراں بروئے منظور

ہر شخص، اپنی خواہش میں گرفتار ہے | نظر والے محبوب کے چہرے کے شوق میں

آں روز کہ روزِ حشر باشد | دیوانِ قضا و عرضِ منشور ق

جس دن، حشر کا دن ہوگا | فیصلوں کے دفتر کا، عملوں کی پیشی کا

ما زندہ بذکرِ دوست باشیم | دیگر حیواں بنفخۂ صور

ہم، محبوب کے ذکر سے زندہ ہوں گے | دوسرے جاندار، صور پھونکنے سے

آنگہ کہ تو در بہشت باشی | خود کس نکند نگاہ در حور

جب تو بہشت میں ہوگا | پھر کب ہی کوئی حور پر نگاہ ڈالے گا

ما مستِ شرابِ نابِ عشقیم | نے تشنۂ سلسبیل و کافور

ہم عشق کی خالص شراب پیئے مست ہیں | نہ سلسبیل اور کافور کے پیاسے

اے یار حذر ز آہِ ما کن

اے یار، جلدی آہ سے بچ

کآتش نبرد حجابِ مستور

کہیں آگ، چھپنے والے کے پردے کو نہ جلا دے

چوں صبح کرد عزمِ جہانگیری اختیار | آفاق را ز حلۂ زربفت شد شعار

جب صبح نے دنیا کو فتح کرنے کا پختہ ارادہ کیا | اطرافِ عالم کا زربفت کے جوڑے کا لباس بنا

آفاق را طلیعۂ مہرِ جہاں فروز | آراستہ چو طلعتِ خورشیدِ کامگار

دنیا کو روشن کرنے والے سورج کی ابتدائی شعاعوں نے اطرافِ عالم کو | کامیاب سورج کے چہرہ کی طرح آراستہ کر دیا

ایں گوہر از کدام صدف خاست کز بہا | بروے ہزار کوکبِ رخشاں کنند نثار

یہ موتی کس سیپ سے نکلا، کہ قیمت کی وجہ سے | اس پر صبح، ہزاروں چمکتے ستارے نچھاور کر رہی ہے

فرصت شمار صحبت و بشنو ز گوشِ ہوش | از حالِ گردشِ فلک و دورِ روزگار

صحبت کو غنیمت جان، اور ہوش کے کان سے سن | آسمان کی گردش، اور زمانہ کے چکر کا حال

منصوبۂ ہوائے تو حافظ کنوں چہ باخت | در ششدرِ غمت دلش افتادہ در دو جا

اب حافظ، تیری محبت کا منصوبہ ہارا | اس کا دل تیرے غم کے ششدر میں پھنس گیا

[illegible]

http://www.muftbooks.blogspot.com/

دلا چندم بریزی خون ز دیده شرم دار آخر
اے دل میں کب تک آنکھ سے خون بہائے گا آخر تو شرم کر

تو نیز اے دیده خوابے کن مراد دل برآر آخر
اے آنکھ تو بھی کچھ سو جا، آخر دل کی مراد پوری کر

منم یارب که جانان را ز عارض بوسه میچینم
اے خدا میں ہی ہوں کہ محبوب کے رخسار سے بوسہ چنتا ہوں

دعائے صبحدم دیدی که چون آمد بکار آخر
تو نے دیکھا، آخر صبح کی دعا کیسی کام آئی

چو باد از خرمن دونان ربودن خوشه تا چند
دونوں کے کھلیان سے ہوا کی طرح خوشہ چینی کب تک

ز همت توشه بردار و خود تخمے بکار آخر
ہمت کا توشہ لے، آخر خود کوئی بیج بو

مراد دنیا و عقبی بمن بخشید روزی بخش
روزی عطا کرنے والے نے مجھے دنیا اور عقبیٰ کی مراد دی

بگوشم قول چنگ اول بدستم زلف یار آخر
ابتدا میں میرے کان میں چنگ کا قول اور آخر میں میرے ہاتھ میں یار کی زلف

نگارستان چین دانم نخواهد شد سرایت لیک
مجھے معلوم ہے کہ اگرچہ چین کا نگارستان نہ بنے گا لیکن

بنوک کلک رنگ آمیز نقشے می نگار آخر
قلم کی نوک سے رنگ ملا کر آخر کوئی نقش کھینچ

دلا در ملک شبخیزی گر از اندوه نگریزی
اے دل شب خیزی کی دنیا میں اگر تو رنج سے گریز نہ کرے گا

دم صبحت بشارتها بیارد زان نگار آخر
صبح کو ساقی آخر اس محبوب کی خوشخبریاں تجھے دے گا

بتے چون ماه زانو زد مے چون لعل پیش آورد
چاند جیسا معشوق زانو ہو کر بیٹھا اور لعل جیسی شراب پیش کی

تو گوئی تائبم حافظ ز ساقی شرم دار آخر
اے حافظ تو کہتا ہے کہ میں نے توبہ کر لی ہے آخر ساقی سے شرم کر

دیگر ز شاخ سرو سهی بلبل صبور
صبر والے بلبل نے سرو سہی کی شاخ سے پھر

گلبانگ زد که چشم بد از روئے گل بدور
آواز دی کہ پھول کے چہرے سے نظر بد دور ہو

اے گل بشکر آنکه شگفتی بکام دل
اے پھول اس شکر میں کہ تو دل کے مقصد کے مطابق کھل گیا

با بلبلان بیدل شیدا مکن غرور
بے دل، عاشق، بلبلوں سے غرور نہ کر

زاهد اگر بحور و قصورست امیدوار
زاہد اگر حور اور محلوں کا امیدوار ہے

ما را شرابخانه قصورست و یار حور
ہمارے لیے شراب خانہ محل اور یار حور ہے

از دست غیبت تو شکایت نمی کنم
تیری عدم موجودگی کی میں شکایت نہیں کرتا ہوں

تا نیست غیبتے نبود لذت حضور
جب تک عدم موجودگی نہیں ہوتی ہے، موجودگی کا مزہ نہیں ہے

گر دیگران بعیش و طرب خرم اند و شاد
اگر دوسرے عیش اور مستی میں خوش و خرم ہیں

ما را غم نگار بود مایه سرور
ہمارے لیے محبوب کا غم خوشی کا سرمایہ ہے

مے خور ببانگ چنگ و مخور غصه ور کسے
چنگ کی دھن پر شراب پی اور غم نہ کر اگر کوئی

گوید ترا که باده مخور گو هو الغفور
تجھے کہے کہ شراب نہ پی تو کہہ کہ وہ بخشنے والا ہے

حافظ شکایت از غم هجران چه میکنی
اے حافظ ہجر کے غم کی تو کیا شکایت کرتا ہے

در هجر وصل باشد و در ظلمت است نور
ہجر میں ہی وصل ہوتا ہے اور تاریکی میں نور ہے

۱ے دل کو شرم آنی چاہیے وہ آنکھوں سے خون بہا رہا ہے۔ صبح کی دعا سے ہی محبوب کا دیدار میسر آتا ہے۔
۳ے ہوا دوسروں کے کھلیان سے خوشہ چینی کرتی ہے انسان کو اپنی کمائی کھانی چاہیے۔
۷ے دنیا کی مراد چنگ کا نغمہ اور آخرت کی مراد زلف یار ہے۔
۹ے اگر انسان مانی جیسی نقاشی نہیں کر سکتا تو بھی کچھ نہ کچھ تو کرے۔
۱ے موسم خزاں میں بلبل صابر ہو گئی تھی اب موسم بہار آنے پر نغمہ سرائی کر رہی ہے۔
۳ے فراق کے بعد ہی وصال میں لذت پیدا ہوتی ہے۔
۵ے خدا کی مغفرت بہت بڑی ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

روئے بنماو مرا گو کہ دل از جاں برگیر
جو ودکھا اور مجھ سے کہہ کہ جان سے دل ہٹالے

پیش شمع آتش پروانہ بجاں گو درگیر
کہہ دے کہ شمع کے سامنے پروانہ کی آگ جان میں لگالے

بر لب تشنۂ من بیں و مدار آب دریغ
میرے پیاسے ہونٹ کو دیکھ اور پانی میں دریغ نہ کر

بر سر کشتۂ خویش آی و ز خاکش برگیر
اپنے مقتول کے پاس آ، اور اس کو خاک سے اٹھالے

چنگ بنواز و بساز ار نبود عود چہ باک
چنگ بجا اور درست کر اگر عود نہیں تو کیا پرواہ ہے

آتشم عشق و دلم عود و تنم مجمر گیر
میرے عشق کو آگ اور میرے دل کو عود اور میرے جسم کو انگیٹھی سمجھ لے

در سماع آی و ز سر خرقہ برانداز برقص
سماع میں آ اور سر سے خرقہ اتار پھینک

ورنہ در گوشہ نشیں دلق ریا در برگیر
ورنہ گوشہ نشیں ہو جا، ریاکاری کی گدڑی پہن لے

دوست گو یار شو و ہر دو جہاں دشمن باش
دوست کہہ دے یار بن جا اور دونوں جہان دشمن ہوں

بخت گو پشت مکن روئے زمیں لشکر گیر
نصیبہ کو کہہ دے کہ پشت نہ دکھائے اور روئے زمین کا لشکر جو چاہے

ترک درویش مگیر ار نبود سیم و زرش
فقیر کو نہ چھوڑ اگر اس کے پاس سونا چاندی نہ ہو

در غمت سیم شمار اشک و رخش را زر گیر
اپنے غم میں اس کے آنسوؤں کو چاندی اور اس کے رخ کو سونا سمجھ

میل رفتن مکن اے دوست دمے با ما باش
اے دوست جانے کا خیال نہ کر، تھوڑی دیر ہمارے ساتھ رہ

بر لب بحر فنا منتظریم اے ساقی
[illegible]

رفتہ گیر از بر ما ایں آتش و آب دل و چشم
ہمارے سینہ سے دل کی آگ کو اور آنکھ کے پانی کو گیا ہوا سمجھ

گونہ ام زرد و لبم خشک و کنارم تر گیر
میرے رنگ کو زرد اور میرے ہونٹ کو خشک اور کنار کو تر سمجھ

صوف برکش ز سر و بادۂ صافی درکش
سر سے کمبل اتار پھینک اور صاف شراب پی

سیم در باز و بر و سیم برے در برگیر
چاندی کو خرچ کر اور چاندی جیسے جسم والے کو بغل میں لے

حافظ آراستہ کن بزم و بگو واعظ را
اے حافظ! مجلس سجا، اور واعظ سے کہہ دے

کہ ببین مجلسم و ترک سر منبر گیر
کہ میری مجلس دیکھ، اور منبر چھوڑ دے

روئے بنماو وجود خودم از یاد ببر
چہرہ دکھا دے اور میرے وجود کو میری یاد سے بھلا دے

خرمن سوختگاں را ہمہ گو باد ببر
کہہ دے کہ سب جلے ہوؤں کے کھلیان کو ہوا اڑا لے جائے

ما کہ دادیم دل و دیدہ بطوفان بلا
ہم نے جنہوں نے دل اور آنکھ کو مصیبت کے طوفان کے سپرد کر دیا ہے

گو بیا سیل غم و خانہ ز بنیاد ببر
کہہ دے غم کا سیلاب آئے اور گھر کو بنیاد سے اکھاڑ لے جائے

زلف چوں عنبر خامش کہ ببوید ہیہات
افسوس ہے، اس کی کچی عنبر جیسی زلف کو کون سونگھ سکتا ہے

اے دل خام طمع ایں سخن از یاد ببر
اے خام طمع دل! اس بات کو بھلا دے

سینہ گو شعلۂ آتشکدۂ پارس بکش
سینہ سے کہہ دے پارس کے آتشکدہ کی آگ کو بجھا دے

دیدہ گو آب رخ دجلۂ بغداد ببر
آنکھ سے کہہ دے بغداد کے دجلہ کی آبرو بہا لے

سعی ناکردہ دریں راہ بجائے نرسی
کوشش نہ کرنے والا تو اس راستہ میں کسی جگہ نہ پہونچے گا

مزد اگر می طلبی طاعت استاد ببر
اگر تو مزد چاہتا ہے تو استاد کی فرمانبرداری کر

۱ شمع سے محبوب کا رخسار، آتش پروانہ عشق مراد ہے۔
۲ دشمن چہ کند چو مہرباں باشد دوست
۳ عاشق کے آنسو کو چاندی اور زرد چہرہ کو سونا سمجھ۔
۴ یعنی آنکھوں سے نہر بہا جیسے ہی بہا۔
۵ چہرہ و کنار کو جو بنا دے اور خود ہی سے خاک کردے۔
۶ سینہ میں ایسی آگ ہونی چاہیے جس سے پارسیوں کا آتش کدہ بجھ جائے۔ آنکھوں سے آنسو دجلہ سے زیادہ جاری ہونے چاہئیں۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

دوش میگفت بمژگان درازت بکشم
کل کہہ رہا تھا تجھے لمبی پلکوں سے قتل کر دوں گا

یارب از خاطرش اندیشہ بیداد ببر
اے خدا اس کی طبیعت سے ظلم کا خیال نکال دے

روز مرگم نفسے وعدۂ دیدار بدہ
میرے مرنے کے دن کے لئے تھوڑی دیر دیدار کا وعدہ کرے

وانگہم تا بہ لحد فارغ و آزاد ببر
پھر تو مجھے قبر تک فارغ اور آزاد لے جا

دولت پیر مغاں باد کہ باقی سہل ست
پیر مغاں کی دولت باقی رہے، اس کے سوا باقی آسان ہے

دیگرے گو برود نام من از یاد ببر
دوسرا کوئی چلا جائے اور میرا نام یاد سے بھلا دے

بعد ازیں چہرۂ زرد من و خاک در دوست
اس کے بعد میرا زرد چہرہ ہوگا اور دوست کے در کی خاک

بادہ پیش آر و بیکجا غمم از یاد ببر
شراب سامنے لا اور مجھے غم اکٹھا بھلا دے

حافظ اندیشہ کن از نازکی خاطر یار
اے حافظ یار کے مزاج کی نزاکت کا خیال رکھ

برو از درگہش ایں نالہ و فریاد ببر
اس کے دربار سے چلا جا اور اس نالہ اور فریاد کو لیجا

ساقیا مایۂ شباب بیار
اے ساقی جوانی کا سرمایہ لا

یک دو ساغر شراب ناب بیار
خالص شراب کے ایک دو ساغر لا

داروے درد عشق یعنی مے
عشق کے درد کی دوا یعنی شراب

کوست درمان شیخ و شاب بیار
جو بوڑھے اور جوان کا علاج ہے، لا

آفتاب ست و ماہ بادہ و جام
سورج اور چاند ہیں شراب اور جام

درمیان مہ آفتاب بیار
چاند میں سورج لا

غم دوراں مخور کہ رفت و زفت
زمانہ کا غم نہ کھا کہ گیا اور گیا

نغمۂ بربط و رباب بیار
بربط اور رباب کا نغمہ لا

میکند عقل سرکشی تمام
عقل پوری سرکشی کرتی ہے

گردنش را زمے طناب بیار
اس کی گردن کے لئے شراب کی رسی لا

بزن ایں آتش مرا آبے
میری اس آگ پر تھوڑا پانی ڈال

یعنی آں آتش چو آب بیار
یعنی وہ آگ جو پانی کی طرح ہے لا

گل اگر رفت گو بشادی رو
پھول اگر چلا گیا، کہہ دو خوشی سے جائے

بادۂ ناب چوں گلاب بیار
عرق گلاب کی طرح خالص شراب لا

غلغل قمری ار نماند رواست
قمری کا شور اگر نہیں رہا تو مناسب ہے

قلقل شیشۂ شراب بیار
شراب کے شیشے کی قلقل لا

یا صوابست یا خطا خوردن
پینا جائز ہے یا گناہ

گر خطا ہست و گر صواب بیار
خواہ گناہ ہے، خواہ جائز لا

وصل او جز بخواب نتواں دید
اس کے وصل کو خواب کے سوا نہیں دیکھا جا سکتا

داروے کوست اصل خواب بیار
وہ دوا جو نیند کی جڑ ہے لا

۱ خدا کرے وہ قتل کرے اور ظلم کا خیال ترک کرے اور تنگ دل ہے
۲ محبوب کے مزاج کی نزاکت فریاد اور نالہ کی برداشت نہیں کر سکتی ہے
۳ خالص شراب جوانی کا سرمایہ ہے۔
۴ چاند میں آفتاب یعنی جام میں شراب یعنی عقل کی سرکشی شراب کی مستی سے جاتی ہے۔
۵ قلقل وہ آواز ہے جو صراحی کے اندر سے پیدا ہوتی ہے۔
۶ وصل بیداری میں میسر نہ آئیگا بجز خواب میسر آسکتا ہے۔

گرچه مستم سه چار جام دگر — تا بکلی شوم خراب بیار

اگرچہ میں مست ہوں تین چار جام اور — لا تاکہ میں بالکل مست ہو جاؤں

یک دو رطل گران بحافظ ده

حافظ کو ایک دو بھاری پیمانے دے

گر گناه است و گر ثواب بیار

خواہ گناہ ہے، خواہ ثواب، لا

سرو بالا بلند خوش رفتار — دلبر نازنین خوش گفتار

بلند قد، خوش رفتار، سرو — نازنین دلبر، خوش کلام

دل ما برده به عیاری — از برای خدا نگاهش دار

تو چالاکی سے ہمارا دل لے گیا — خدا کے لئے اس کی حفاظت کر

زلف سنبل اگر برافشانی — نبود مشک را دگر مقدار

اگر تو سنبل کی زلف کو جھٹک دے — پھر مشک کی قدر نہ ہوگی

بیوفائی مکن دگر پیشه — بوفا کوش ای بت عیار

پھر بیوفائی کا پیشہ نہ اختیار کر — اے چالاک بت! وفا اختیار کر

گاه گاهی ببوسه ام بنواز — تا بگردی ز عمر برخوردار

مجھے، کبھی کبھی بوسہ سے نواز دے — تاکہ تو، اپنی زندگی سے پھل کھانے والا ہے

تا بدیدم دو چشم جادویت — در دل من نماند صبر و قرار

جب سے میں نے تیری دونوں جادو بھری آنکھوں کو دیکھا — میرے دل میں صبر و قرار نہیں رہا

حافظ دردمند حیران ست

دردمند، حافظ حیران ہے

بنده تست بی زر و مقدار

مفلس اور بے مرتبہ تیرا غلام ہے

شب قدرست و طی شد نامه هجر — سَلَامٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ

شب قدر ہے، اور ہجر کا نامہ لپٹ گیا ہے — وہ سلامتی ہے، جب تک فجر طلوع ہو

دلا در عاشقی ثابت قدم باش — که در این ره نباشد کار بی اجر

اے دل! عاشقی میں ثابت قدم رہ — اس لئے کہ اس راستہ میں کوئی کام بلا اجر نہیں ہے

من از رندی نخواهم کرد توبه — وَلَوْ آذَيْتَنِي بِالْهَجْرِ وَالْحَجْرِ

میں رندی سے توبہ نہ کروں گا — اگرچہ تو مجھے جدائی سے ستائے

دلم رفت و ندیدم روی دلدار — فغان از این تطاول آه از این زجر

میرا دل چلا گیا، اور میں نے محبوب کا چہرہ نہ دیکھا — اس ظلم سے فریاد ہے، اس جھڑکنے پر آہ ہے

برآ ای صبح روشن دل خدا را — که بس تاریک می بینم شب هجر

اے روشن دل صبح! خدا کے لئے نکل آ — میں فراق کی رات کو بہت تاریک دیکھ رہا ہوں

http://www.muftbooks.blogspot.com/

وفا خواہی جفاکش باش حافظ
اے حافظ اگر تو وفا چاہتا ہے تو جفا کش بن
فَاِنَّ الرِّبحَ وَالخُسرَانَ فِی التَّجرِ
اس لیے کہ تجارت میں نفع اور ٹوٹا ہے

صبا ز منزلِ جاناں گذر دریغ مدار
اے صبا محبوب کے ٹھکانے کے پاس سے گزرنا دریغ مت کر
وزو بعاشقِ مسکیں خبر دریغ مدار
اور مسکین عاشق کو اس کی خبر دینے سے دریغ مت کر

بشکر آنکہ شگفتی بکامِ دل اے گل
اے پھول اس کے شکریہ میں کہ تو دل کی مراد کے موافق کھل گیا ہے
نسیمِ وصل ز مرغِ سحر دریغ مدار
وصل کی خوشبو کو بلبل تک پہنچانے سے دریغ مت کر

مرادِ ما ہمہ موقوفِ یک کرشمہ تست
ہماری ساری مراد تیرے ایک ناز پر موقوف ہے
ز دوستانِ قدیم ایں قدر دریغ مدار
قدیم دوستوں سے اس قدر دریغ مت کر

حریفِ بزمِ تو بودم چو ماہِ نو بودی
جب تو پہلی رات کا چاند تھا تیری بزم کا شریک تھا
کنوں کہ ماہِ تمامی نظر دریغ مدار
اب جبکہ تو کامل چاند ہے، نظر کرنے میں دریغ مت کر

جہان و ہر چہ درو ہست سہل و مختصر است
دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے آسان اور مختصر ہے
ز اہلِ معرفت ایں مختصر دریغ مدار
جان پہچان والوں سے اس مختصر کو دریغ مت کر

مکارمِ تو بآفاق می برد شاعر
شاعر تیری سخاوتیں دنیا میں لیے جاتا ہے
ازو وظیفہ و زادِ سفر دریغ مدار
اس کے لئے وظیفہ اور سفر کے توشے سے دریغ مت کر

چو ذکرِ خیر طلب میکنی سخن ایں است
اگر تو ذکر خیر چاہتا ہے، تو بات یہ ہے
کہ در بہائے سخن سیم و زر دریغ مدار
کہ شعر کی قیمت میں چاندی اور سونے سے دریغ مت کر

کنوں کہ چشمۂ نوش ست لعلِ شیرینت
اب جبکہ تیرا شیریں لعل ہونٹ شہد کا چشمہ ہے
سخن بگوی و ز طوطی شکر دریغ مدار
بات کر اور طوطی کو شکر دینے میں دریغ مت کر

مسافراں کہ رحمت کنند بر بسیط
وہ مسافر جو زمین کی سیر کرتے ہیں
برائے مقدمِ ایشاں سفر دریغ مدار
ان کی پیشوائی کے لیے، سفر سے دریغ مت کر

غبارِ غم برود حال بہ شود حافظ
غم کا غبار چلا جائے گا، حال اچھا ہو جائے گا اے حافظ
تو آبِ دیدہ ازیں رہگذر دریغ مدار
تو اس راستہ پر آنکھوں کے پانی سے دریغ مت کر

عید ست و موسمِ گل و یاراں در انتظار
عید ہے اور پھول کا موسم ہے اور دوست انتظار میں ہیں
ساقی بروئے شاہ ببیں ماہ و مے بیار
اے ساقی بادشاہ کے چہرے میں چاند دیکھ اور شراب لا

دل برگرفتہ بودم از ایامِ گل و لے
میں نے موسم بہار سے دل اٹھا لیا تھا لیکن
کارے بکرد ہمتِ پاکانِ روزگار
زمانہ کے نیکوں کی توجہ نے کام کر دیا

گر فوت شد سحور چہ نقصان صبوح ہست
اگر سحری چھوٹ گئی تو کیا نقصان ہے، صبح کی شراب تو ہے
از مے کنند روزہ کشا طالبانِ یار
یار کے طالب شراب سے روزہ کشائی کرتے ہیں

اے حافظ کے کام میں کبھی ٹوٹا یعنی ظلم کبھی نفع یعنی وفا حاصل ہوتا ہے۔
اے اس کے پھول اپنے کھلنے کے شکر میں بلبل تک خوشبو پہنچا دے۔
جب تیرا آغاز حسن تھا میں تیرا ہم مجلس تھا اب جبکہ تیرا حسن تمام ہے تو کرم کر۔
اے مسافر سے مطلب کی دولت ہے۔
ان میں طوطی بھی شاعر کو کہا ہے۔
شاعر اپنی مدح گو شاعر کو طوطی کہتا ہے۔ یعنی شکر سے بات کر۔
اولیا اللہ جو دنیا میں سیاحت کرتے ہیں سیر کرتے ہیں۔
شاہ کا چہرہ دیکھ جو چاند کی طرح ہے۔
سحری سے مراد عبادت کی حالت ہے جو گزر گئی تو اب حالت سکر ہے اور شراب سے مراد معرفت ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

جز نقدِ جاں بدست ندارم شراب کو
نقدِ جاں کے سوا میرے ہاتھ میں کچھ نہیں ہے، شراب کہاں ہے؟

کاں نیز بر کرشمۂ ساقی کنم نثار
کہ وہ بھی میں ساقی کی ادا پر نچھاور کر دوں

خوش دولتے ست خرم و خوش خسروِ کریم
دولت بھی اچھی ہے اور کریم بادشاہ بھی خوش و خرم ہے

یارب ز چشم زخمِ زمانش نگاہ دار
اے خدا اس کو زمانہ کی نظرِ بد سے بچا

مے خور بشعرِ بندہ کہ زیبے دگر دہد
بندہ کے اشعار پر شراب پی اس سے کہ نئی رونق دیکھ

جامِ مرصع تو بدیں دُرِّ شاہوار
تیرا جڑاؤ جام اس بادشاہ کے لائق موتی کے ساتھ

دل در جہان مبند و ز مستے سوال کن
دنیا میں دل نہ پھنسا، اور کسی مست سے پوچھ

از فیضِ جام و قصۂ جمشیدِ کامگار
جام کے فیض، اور کامیاب جمشید کے قصہ

ایدل جناب عشق بلند ست ہمتے
اے دل عشق کی بارگاہ اونچی ہے، ہمت کر

نیکو شنو حدیث و تواں قصہ گوش دار
بات کو اچھی طرح سن، اور اس قصے پر کان رکھ

زانجا کہ پردہ پوشیِ لطفِ عمیم تست
چونکہ تیری عام مہربانی پردہ پوشی کرنے والی ہے

بر نقدِ ما بپوش کہ قلبے ست کم عیار
ہمارے کھوٹے نقد کی پردہ پوشی کر کہ وہ کم عیار ہے

ترسم کہ روزِ حشر عناں بر عناں رود
مجھے ڈر ہے کہ حشر کے دن برابر چلیں گی

تسبیحِ شیخ و خرقۂ رندِ شراب خوار
شیخ کی تسبیح، اور شراب خوار رند کی گدڑی

حافظ چو رفت روزہ و گل نیز میرود
اے حافظ چونکہ رمضان گزر گیا اور موسمِ گل بھی گزر رہا ہے

ناچار بادہ نوش کہ از دست رفت کار
مجبوراً شراب پی، کہ ہاتھ سے کام نکل گیا

عاشقِ یارم مرا با کفر و با ایماں چہ کار
میں تو یار کا عاشق ہوں، مجھے کفر اور ایمان سے کیا کام؟

تشنۂ دردم مرا با وصل و با ہجراں چہ کار
میں درد کا پیاسا ہوں، مجھے وصل اور ہجر سے کیا کام؟

از لبِ جاناں نمی یابم نشانِ زندگی
معشوق کے ہونٹ سے مجھے زندگی کا نشان نہیں ملتا ہے

بس مرا اے جانِ من با جان و با جاناں چہ کار
بس اے میری جان مجھے معشوق اور جان سے کیا کام؟

کشتۂ عشقم مرا از شحنۂ دوراں چہ غم
میں عشق کا مقتول ہوں، مجھے زمانہ کے کوتوال کا کیا غم

مفلسِ عورم مرا با زمرۂ دیواں چہ کار
میں ننگا مفلس ہوں، میرا دفتر والوں سے کیا کام؟

قبلہ و محرابِ من ابروئے دلدارست و بس
میرا قبلہ اور محراب بس دلدار کی ابرو ہے

ایں دلِ شوریدہ را با ایں چنیں و با آں چہ کار
اس دیوانہ دل کو اس اور اس سے کیا کام؟

چونکہ اندر ہر دو عالم یار می باید مرا
چونکہ دونوں جہان میں مجھے یار چاہیے

با بہشت و دوزخ و با حور و با غلماں چہ کار
بہشت اور دوزخ اور حور اور غلمان سے کیا کام؟

ہر کہ از خود شد مجرد در طریقِ عاشقی
جو عشق کے راستہ میں اپنے وجود ہی سے تنہا ہو گیا

از غم و دردش چہ آگاہی و با درماں چہ کار
اس کو درد اور غم سے کیا واقفیت، اور علاج سے کیا کام؟

صورتِ ظاہر چہ خواہی سیرتِ مرداں گزیں
تو ظاہری صورت کیا چاہتا ہے، مردوں کی عادت اختیار کر

مردِ عاشق پیشہ را با صورتِ ایواں چہ کار
عاشق پیشہ انسان کو محل کی تصویر سے کیا کام؟

۱ے تیرا جڑاؤ جام شاہوار موتی
جو بادشاہ کے لائق ہو
یہ اشعار ہیں۔

۲ے مستی بتا دے گا
کہ جام سے کیا فیض
حاصل ہوتا ہے اور
یہ کہ جمشید جیسا
بادشاہ بھی مر گیا دنیا
کسی کے ساتھ پائیدار نہیں ہے۔

۳ے قیامت میں ریاکار
شیخ کی تسبیح اور شرابخوار
کی گدڑی برابر ثابت
ہوگی۔

۴ے یہ اعلیٰ عشق ہی ہے
جسے کفر اور ایمان
سے کچھ مطلب نہیں ہے

۵ے جبکہ مجھے محبوب کے
حیات بخش
ہونٹ
حاصل
نہیں ہے
تو مجھے جان
اور جاناں کی کیا بات
کریں۔

۶ے مرنے کو کوتوال کا
کوئی ڈر نہیں ہوتا مفلس
دفتروں کے چکر نہیں
کاٹتا ہے۔

۷ے شعر
[illegible]

۸ے جو عشق میں تمام
درد حاصل کرتا ہے
اس کو دنیا کی بھی حقیقی
ہے نہ علاج کا طالب ہوتا
ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

حافظا گر عاشق و مستی دگره باز گوی
اے حافظ اگر تو عاشق اور مست ہے دوبارہ کہہ

عاشق یارم مرا با کفر و با ایمان چه کار
میں یار کا عاشق ہوں، مجھے کفر اور ایمان سے کیا کام

گر بود عمر بہ میخانہ روم بار دگر
اگر زندگی رہی، میخانہ میں دوبارہ جاؤں گا

بجز از خدمت رندان نکنم کار دگر
رندوں کی خدمت کے سوا دوسرا کام نہ کروں گا

خرم آں روز کہ با دیدۂ گریاں بروم
وہ دن مبارک ہوگا کہ روتی آنکھوں کے ساتھ جاؤں گا

تا زنم آب در میکدہ یکبار دگر
تاکہ میکدہ کے دروازہ پر دوبارہ چھڑکاؤ کروں

معرفت نیست دریں قوم خدا یا مددے
اس قوم کو پہچان نہیں ہے، اس لئے خدا مدد کر

تا برم گوہر خود را بخریدار دگر
تاکہ اپنے گوہر کو دوسرے خریدار کے پاس لے جاؤں

عافیت می طلبد خاطرم ار بگذارند
میری طبیعت عافیت چاہتی ہے، اگر چھوڑیں

غمزۂ شوخش و آں طرۂ طرار دگر
پھر اس کی شوخ ادا اور وہ طرار زلف

گر مساعد شودم دائرۂ چرخ کبود
اگر نیلے چرخ کا دائرہ میرا مددگار ہو

ہم بچنگ آورمش باز بپرکار دگر
پھر اس کو دوسری پرکار سے ہاتھ میں لے آؤں گا

راز سربستۂ ما بیں کہ بدستاں گفتند
ہمارے سربستہ راز کو دیکھ، داستان میں انہوں نے بیان کیا

ہر زماں با دف و نے بر سر بازار دگر
دف اور بانسری کے ساتھ ہر وقت ایک نئے بازار میں

یار اگر رفت و حق صحبت دیریں نشناخت
دوست اگرچہ چلا گیا اور پرانی صحبت کا حق نہ پہچانا

حاش للہ کہ روم من ز پئے یار دگر
خدا بچائے کہ میں دوسرے یار کے پیچھے جاؤں

ہر دم از درد بنالم کہ فلک ہر ساعت
میں ہر وقت درد سے نالاں ہوں کہ آسمان ہر گھڑی

کندم قصد دل زار بآزار دگر
میرے کمزور دل کا نئی تکلیف کے ساتھ ارادہ کرتا ہے

بازگویم نہ دریں واقعہ حافظ تنہاست
میں پھر کہتا ہوں اس واقعہ میں تنہا حافظ نہیں ہے

غرقہ گشتند دریں بادیہ بسیار دگر
اس جنگل میں دوسرے بہت سے تباہ ہو گئے ہیں

نصیحتے کنمت بشنو و بہانہ مگیر
تجھے ایک نصیحت کرتا ہوں، اس کو سن اور بہانہ نہ بنا

ہر آنچہ ناصح مشفق بگویدت بپذیر
مہربان ناصح جو تجھ سے کہے، اس کو قبول کر

ز وصل روئے جواناں تمتعے بردار
جوانوں کے چہرے کے وصل سے فائدہ اٹھا

کہ در کمینگہ عمرست مکر عالم پیر
اس لئے کہ بوڑھے جہاں کا مکر زندگی کی گھات میں ہے

نعیم ہر دو جہاں پیش عاشقاں بجوے
عاشقوں کے نزدیک دونوں جہانوں کی نعمتیں ایک جو کے برابر ہیں

کہ ایں متاع قلیل ست و آں بہائے حقیر
اس لئے کہ یہ تھوڑا سا اثاثہ ہے اور وہ حقیر قیمت ہے

معاشرے خوش و رودے بساز می خواہم
ایک اچھا ساتھی اور ساز میں سے ایک رود چاہتا ہوں

کہ درد خویش بگویم بنالۂ بم و زیر
تاکہ بم و زیر سروں سے اپنا درد بیان کر دوں

۱ یعنی اس غزل کے مطلع کو پھر پڑھو۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

بر آں سرم کہ ننوشم مے و گنہ نکنم
میں اس خیال میں ہوں کہ شراب نہ پیوں اور گناہ نہ کروں

اگر موافق تدبیرِ من شود تقدیر
اگر تقدیر میری تدبیر کے موافق ہو جائے

دلِ رمیدۂ ما را کہ پیش میگیرد
ہمارے بھاگے ہوئے دل کو کون راستہ سے روکے گا

خبر دہید بہ مجنونِ بستہ در زنجیر
زنجیر میں بندھے ہوئے مجنوں کو خبر دے دو

چو قسمتِ ازلی بے حضورِ ما کردند
جب ازلی تقسیم ہماری موجودگی کے بغیر ہوئی ہے

گر اندکے نہ بوفقِ رضاست خردہ مگیر
اگر تھوڑا سا مرضی کے موافق نہیں، اعتراض نہ کر

بعزمِ توبہ نہادم قدح ز کف صد بار
میں نے توبہ کے ارادہ سے سو بار پیالہ ہاتھ سے رکھا

ولے کرشمۂ ساقی نمیکند تقصیر
لیکن ساقی کی ادا کوتاہی نہیں کرتی ہے

چو لالہ در قدحم ریز ساقیا مئے ناب
لالہ کی طرح اے ساقی میرے پیالہ میں خالص شراب ڈال

کہ نقشِ خالِ نگارم نمیرود ز ضمیر
کیونکہ میرے دل سے محبوب کے تل کا نقش نہیں جاتا ہے

مے دو سالہ و محبوب چاردہ سالہ
دو سالہ شراب، اور چودہ سالہ معشوق

ہمیں بس ست مرا صحبتِ صغیر و کبیر
بڑے چھوٹے کی صحبت میں سے مجھے یہ کافی ہے

نگفتمت کہ حذر کن ز زلفِ او اے دل
اے دل میں نے تجھ سے نہیں کہا تھا کہ اس کی زلف سے بچنا

کہ میکشند دراں حلقہ باد در زنجیر
اس لئے کہ اس حلقہ میں ہوا کو بھی قید کر لیتے ہیں

بیار ساغرِ یاقوت و فیضِ در خوش آب
یاقوتی ساغر لا اور اچھی آب کے موتی کا فیض لا

حسود گو کرمِ آصفی ببین و بمیر
حاسد سے کہہ، آصفی کرم دیکھ اور مر جا

بنوش بادہ و عزمِ وصالِ جاناں کن
شراب پی اور محبوب کے وصل کا ارادہ کر

سخن شنو کہ زنندت زبامِ عرش صفیر
بات سن اس لئے کہ عرش کے بالاخانہ سے تجھے پکارتے ہیں

حدیثِ توبہ دریں بزمگہ مگو واعظ
اے واعظ اس بزم میں توبہ کی بات نہ کر

کہ ساقیانِ کماں ابرویت زنند بہ تیر
کیونکہ کمان جیسے ابرو والے ساقی تجھ پر تیر چلائیں گے

چہ جائے گفتۂ خواجو و شعرِ سلمانست
خواجو کے کلام اور سلمان کے اشعار کا کیا موقع ہے

کہ شعرِ حافظِ شیراز بہ ز شعرِ ظہیر
اس لئے کہ شیراز کے حافظ کا شعر ظہیر کے شعر سے اچھا ہے

ہمتے از عاشقاں گر عاشقی ہمراہ گیر
اگر تو عاشق ہے، عاشقوں کی ہمت ساتھ رکھ

پائے بر فرقِ خداوندِ کلاہ و گاہ گیر
تاج اور رتبہ والے کے سر پر پیر رکھ

سنگِ مستی بر سرِ صوفیِ غیرت خواہ زن
غیرت کے طالب صوفی کے سر پر مستی کا پتھر مار

داغِ حسرت بر دلِ نیلہ دنیا خواہ گیر
دنیا کے طالب کے دل پر حسرت کا داغ لگا

ز آسمانِ ہمت بیاموز و تواضع از زمین
آسمان سے ہمت اور زمین سے تواضع سیکھ

مردمی از مہر جوی و نورِ مہر از ماہ گیر
سورج سے بلندی اور چاند سے نور حاصل کر

تا بکے گیری ز سیرِ منصبے دامانِ شاہ
کسی عہدہ کے لئے بادشاہ کا دامن کب تک تھامے گا

رو چو مرداں حلقۂ درگاہِ شاہنشاہ گیر
جا مردوں کی طرح بادشاہوں کے بادشاہ کے دربار کا حلقہ پکڑ

ے میری خلاف خواہش ہوسکے ہیں بو سکتے ہیں اگر ایسے تحت ہو جائے تو بات کے قابل نہیں ہے

شعر میں بتایا ہے کہ کیونکہ ازلی تقسیم ہماری موجودگی کے بغیر ہوئی اس لئے اگر کوئی بات مرضی کے موافق نہ ہو تو اعتراض نہیں کرنا چاہئے

ے آصف تھا جو سلیمان کے وزیر کا نام ہے یہاں عادل ابن محمود جو بہ وجہ سلطان قطب الدین کا وزیر تھا

ے ظہیر سلمان ساوجی

ے خواجو کرمانی فارسی کے مشہور شاعر ہیں یعنی حافظ شیرازی کا کلام ان سب سے بہتر ہے

ے ہمت والے عاشق کی جو اسکو دنیا دار حاکم کے دل پر حسرت کا داغ لگا

ے آسمان کی ہمت سے اور زمین کی تواضع سے، سورج کی بلندی چاند کی روشنی

ے نہ بادشاہ کا دامن پکڑ بلکہ عبادت کا دروازہ پکڑ

http://www.muftbooks.blogspot.com/

گر چو شاہاں بر سریرِ ملک نتوانی نشست
اگر تو بادشاہوں کی طرح ملک کے تخت پر نہیں بیٹھ سکتا ہے
رو چو فرّاشاں طنابِ خیمہ و خرگاہ گیر
جا فراشوں کی طرح خیمہ اور خرگاہ کی رسّی تھام لے

عشق گوید روز و شب در گوشِ جانم ہر زمانے
دن رات ہر گھڑی جان کے کان میں عشق کہتا ہے
گر تو مردِ راہِ مائی زیں سپس ایں راہ گیر
اگر تو ہماری راہ کا مرد ہے اس کے بعد یہ راستہ اختیار کر

تا بکے از لا سخن گوئی بیا حافظ بیا
اے حافظ آ، آ کب تک نفی کی بات کہے گا
ایں زماں فتراکِ عشقِ سرِّ الا اللہ گیر
اب تو اللہ کے سوا کے عشق کو فتراک سے تھام لے

یوسفِ گم گشتہ باز آید بکنعاں غم مخور
گم شدہ یوسف کنعان میں واپس آجائے گا غم نہ کر
کلبۂ احزاں شود روزے گلستاں غم مخور
غموں کی کوٹھری کسی دن باغ بن جائے گی، غم نہ کر

ایں دلِ غمدیدہ حالش بہ شود دل بد مکن
اس غم زدہ دل کا حال اچھا ہو جائیگا، ناامید نہ ہو
ویں سرِ شوریدہ باز آید بساماں غم مخور
اور پریشان دماغ پھر آراستہ ہو جائیگا، غم نہ کر

گر بہارِ عمر باشد باز بر طرفِ چمن
اگر عمر کی بہار رہی، چمن کے کنارے سبزہ پھر
چترِ گل بر سر کشی اے مرغِ خوشخواں غم مخور
پھول کا چھتر تو سر پر رکھیگا اے خوش الحان پرندے غم نہ کر

دورِ گردوں گر دو روزے بر مرادِ ما نگشت
اگر زمانہ کا چکر دو روز ہماری خواہش کے مطابق نہ چلا
دائماً یکساں نماند کارِ دوراں غم مخور
زمانہ کا کام ہمیشہ یکساں نہ رہے گا، غم نہ کر

ہاں مشو نومید چوں واقف نۂ از سرِّ غیب
ہاں ناامید نہ ہو جبکہ تو غیب کے راز سے واقف نہیں ہے
باشد اندر پردہ بازیہائے پنہاں غم مخور
پردے کے اندر چھپی بازیاں ہوتی ہیں، غم نہ کر

ہر کہ سرگرداں بعالم گشت و غمخوارے نیافت
جو شخص دنیا میں پریشان پھرا، اور کوئی غمخوار نہ ملا
آخر الامر او بغمخوارے رسد ہاں غم مخور
انجام کار وہ کسی غمخوار تک پہنچتا ہے، غم نہ کر

در بیاباں گر بشوقِ کعبہ خواہی زد قدم
اگر کعبہ کے شوق میں تو بیابان میں قدم رکھنا چاہتا ہے
سرزنشہا گر کند خارِ مغیلاں غم مخور
اگر ببول کا کانٹا جھڑکیاں دے، غم نہ کر

حالِ ما در فرقتِ جاناں و ابرامِ رقیب
دوست کے فراق اور رقیب کے ستانے سے ہمارا حال
جملہ میداند خدائے حال گرداں غم مخور
حالتوں کو بدلنے والا خدا سب جانتا ہے، غم نہ کر

اے دل ار سیلِ فنا بنیادِ ہستی برکند
اے دل اگر فنا کا سیلاب ہستی کی بنیاد اکھاڑ دے
چوں ترا نوح است کشتیباں ز طوفاں غم مخور
جبکہ تیرا کشتیباں نوح ہے، طوفان کا غم نہ کر

گرچہ منزل بس خطرناک است و مقصد ناپدید
اگرچہ منزل بہت خطرناک ہے، اور مقصود اوجھل ہے
ہیچ راہے نیست کو را نیست پایاں غم مخور
کوئی راستہ ایسا نہیں ہے جس کی انتہا نہ ہو، غم نہ کر

حافظا در کنجِ فقر و خلوتِ شبہائے تار
اے حافظ فقر کے گوشہ میں اور تاریک راتوں کی تنہائی میں
تا بود وردت دعا و درسِ قرآں غم مخور
جب تک تیرا ورد دعا اور قرآن کا درس ہے، غم نہ کر

۱ لا میں نفی ہے یعنی اللہ کے ما سوا کی نفی ہوتی ہے اور الا اللہ میں اس سے عشق کے وجود کا اقرار ہوتا ہے تصوف میں ابتداءً لا کا تصور قائم کیا جاتا ہے پھر الا اللہ پر پہونچ جاتا ہے۔

۲ اس پوری غزل میں خواجہ نے إن مع العسر یسرا کی تفسیر کی ہے یعنی ہر تنگی کے بعد راحت ہے۔ کنعان حضرت یعقوب کا شہر ہے۔ مغیلاں اصل میں ام غیلان تھا، ام بمعنی ماں اور غیلان غول کی جمع، بھتنی، ببول کے درخت کو کہا جاتا ہے جو صحراء عرب میں کثرت سے پیدا ہوتا ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

ردیفِ زائے معجمہ

اے سروِ نازِ حسن کہ خوش میروی بناز — عشاق را بناز تو ہر لحظہ صد نیاز
اے حسن کے سرو ناز، تو جو ناز سے خوش خرامی کر رہا ہے — تیرے ناز پر عاشقوں کی جانب سے ہر وقت سو نیاز مندیاں ہیں

فرخندہ باد طالع نازت کہ در ازل — ببریدہ اند بر قدِ سروت قبائے ناز
تیرے ناز کا نصیبہ مبارک ہو، اس لیے کہ ازل میں — تیرے سرو کے قد کے مطابق ناز کی قبا چھانٹی ہے

آں را کہ بوئے عنبرِ زلفِ تو آرزوست — چوں عود گو بر آتشِ سوزاں بسوز و ساز
جس کو تیری زلف کے عنبر کی خوشبو کی آرزو ہے — کہہ دو اگر کی طرح جلتی آگ پر جلے اور دم سادھے

از طعنۂ رقیب نگردد عیار کم — چوں زر اگر برند مرا در دہانِ گاز
رقیب کے طعنے سے میرا کھرا پن کم نہیں ہوتا ہے — جبکہ گاز کے منہ میں مجھے سونے کی طرح رکھیں

پروانہ را ز شمع بود سوزِ دل ولے — بے شمعِ عارضِ تو دلم را بود گداز
پروانے کے دل میں جلن شمع کی وجہ سے ہوتی ہے لیکن — تیرے رخسار کی شمع کے بغیر میرا دل پگھلتا رہتا ہے

دل کز طوافِ کعبۂ کویت وقوف یافت — از شوقِ آں حریم ندارد سرِ حجاز
جس دل نے تیرے کوچہ کے کعبے کے طواف سے واقفیت حاصل کی — اس حرم کے شوق کی وجہ سے حجاز کا خیال نہیں کرتا ہے

ہر دم بخونِ دیدہ چہ حاصل وضو چو نیست — بے طاقِ ابروئے تو نمازِ مرا جواز
آنکھ کے خون سے ہر وقت وضو کرنے سے کیا فائدہ جبکہ — تیری ابرو کے طاق کے بغیر میری نماز کا جواز نہیں ہے

صوفیِ ما کہ توبہ ز مے کردہ بود دوش — بشکست عہد چوں درِ میخانہ دید باز
ہمارا صوفی، جس نے کل شراب سے توبہ کی تھی — اس نے عہد توڑ دیا جب شراب خانہ کا دروازہ کھلا دیکھا

چوں بادہ مست بر سرِ خم رفت کف زناں
جیسے مست ہوا، مست شراب کی طرح مٹکے پر پہنچا

حافظ کہ دوش از لبِ ساغر شنید راز
جب حافظ نے کل ساغر کے ہونٹ سے راز سنا

براہِ میکدہ عشاق راست در تگ و تاز — ہماں نیاز کہ حجاج را براہِ حجاز
شراب خانہ کے راستہ میں عشاق کی دوڑ بھاگ میں — وہی عاجزی ہے جو حاجیوں کو حجاز کے راستے میں

چہ گویمت کہ ز سوزِ دروں چہ می بینم — ز اشک پرس حکایت کہ من نیم غماز
میں تجھ سے کیا کہوں کہ اندرونی سوزش سے میرا کیا حال ہے — آنسوؤں سے قصہ دریافت کر کیونکہ میں چغلخور نہیں ہوں

غرض کرشمۂ حسنست ورنہ حاجت نیست — جمالِ دولتِ محمود را بزلفِ ایاز
حسن کا کرشمہ دکھانا ہے ورنہ کوئی ضرورت نہیں ہے — محمود کی دولت کے جمال کو ایاز کی زلف کی

بہیچ در نروم بعد ازیں ز حضرتِ دوست — چو کعبہ یافتم آیم ز بت پرستی باز
اس کے بعد دوست کے در سے کسی دروازہ پر نہ جاؤں گا — جب میں نے کعبہ پا لیا بت پرستی سے باز آجاؤں گا

شبے چنیں بسحر گر ز بخت میخواہم — کہ با تو شرحِ سرانجامِ خود کنم آغاز
کسی رات، اے بے نصیب ایسی رات مانگتا ہوں — جس میں تیرے ساتھ اپنے انجام کی شرح کا آغاز کروں

مطلع میں عاشق قبا تیرے قد کے مطابق ناز کی گئی ہے اسی وجہ سے تیرے در پر جب بھی ہے جب تک عاشق اپنے وجود کو عود کی طرح عشق کی آگ پر نہیں جلاتا ہے اس کو زلف محبوب کی خوشبو حاصل نہیں ہوتی۔ اگرچہ رقیب اپنے طعنوں سے میرے ... تب بھی میرا خلوص ... سونے کو ... کسوٹی پر کھوٹا کیا جاتا ہے۔ محبوب کا طاق ابرو مجھے میسر نہیں اور اس کے بغیر میری نماز جائز نہیں تو خون دل سے وضو کرنے سے کیا فائدہ ہے۔ قدرت کا حسن کا کرشمہ ظاہر کرنا تھا ورنہ محمود کو ایاز سے ... کب نیاز تھی۔

شعر ... اس سے بہتر ...

http://www.muftbooks.blogspot.com/

تنم ز ہجرِ تو چشم از جہاں فرو میدوخت
میرا بدن تیرے ہجر کی وجہ سے دنیا سے آنکھ بند کرنا چاہتا تھا

امیدِ دولتِ وصلِ تو داد جانم باز
تیرے وصل کی امید نے مجھے پھر زندگی بخش دی

چہ حلقہ ہا کہ زدم بر درِ دل از سرِ سوز
سوز کے ساتھ میں نے دل کے دروازہ پر کس قدر دستکیں لگائی ہیں

بہ بوئے روزِ وصالِ تو در شبانِ دراز
لمبی راتوں میں تیرے وصل کے دن کی تمنا میں

چو غنچہ سرِ نہفتہ نہاں کجا ماند
غنچہ کی طرح چھپا ہوا راز کب پوشیدہ رہ سکتا ہے

دلِ مرا کہ نسیمِ صباست محرمِ راز
جبکہ صبا کی نسیم میرے دل کی محرمِ راز ہے

زشوقِ مجلسِ آں ماہِ خرگہی حافظ
اے حافظ! اس خیمہ والے مہتاب کی مجلس کے شوق میں

گرت چو شمع جفائے رسد بسوز و بساز
اگر شمع کی طرح تجھے ظلم پہنچے جل اور موافقت کر

بر نیامد از تمنائے لبت کامم ہنوز
تیرے ہونٹ کی تمنا سے اب تک میرا مقصد پورا نہیں ہوا

بر امیدِ جامِ لعلت دُردی آشامم ہنوز
تیرے لعل کے جام کی امید میں میں اب تک تلچھٹ پینے والا ہوں

روزِ اول رفت دینم در سرِ زلفینِ تو
پہلے ہی دن تیری دونوں زلفوں کے خیال میں میرا دین چلا گیا

تا چہ خواہد شد دریں سودا سرانجامم ہنوز
دیکھو اس جنون میں میرا انجام اب کیا ہوگا

از خطا گفتم شبے موئے ترا مشکِ ختن
ایک رات میں نے غلطی سے تیرے بالوں کو مشکِ ختن کہہ دیا

میزند ہر لحظہ تیرے مو بر اندامم ہنوز
ہر لحظہ اب تک بال میرے بدن پر تیر مارتے ہیں

نامِ من رفت است روزے بر لبِ جاناں بسہو
ایک دن میرا نام بھولے سے محبوب کے ہونٹوں پر آ گیا تھا

اہلِ دل را بوئے جاں می آید از نامم ہنوز
اہلِ دل کو اب تک میرے نام سے جان کی خوشبو آتی ہے

پرتوِ روئے ترا در خلوتم دید آفتاب
سورج نے تیرے رخ کا نور میری خلوت میں دیکھ لیا تھا

میرود چوں سایہ ہر دم بر لبِ بامم ہنوز
اب تک سایہ کی طرح میرے بالاخانہ پر دوڑ رہا ہے

در ازل دادہ است ما را ساقیِ لعلِ لبت
ہمیں ازل میں تیرے لبِ لعلیں کے ساقی نے دیا ہے

جرعۂ جامے کہ من مدہوشِ آں جامم ہنوز
جام کا ایک ایسا گھونٹ جس سے میں اب تک اس جام کا مست ہوں

ساقیا یک جرعہ زاں آبِ آتشگوں کہ من
اے ساقی اس آگ جیسے پانی سے ایک گھونٹ عنایت کر

در میانِ پختگانِ عشقِ او خامم ہنوز
اس کے عشق کے پختہ کاروں میں میں اب تک کچا ہوں

اے کہ گفتی جاں بدہ تا باشدت آرامِ دل
اے وہ کہ تو نے کہا جان دیدے تاکہ تجھے دل کا آرام مل جائے

جاں بغمہایش سپردم نیست آرامم ہنوز
میں نے جان اس کے غموں کے سپرد کر دی لیکن اب تک آرام نہیں ہے

در قلم آورد حافظ قصۂ لعلِ لبش
حافظ اس کے ہونٹ کا قصہ تحریر میں لے آیا

آبِ حیواں میرود ہر دم ز اقلامم ہنوز
میرے قلموں سے اب تک آبِ حیات بہہ رہا ہے

بیا و کشتیِ ما در شطِ شراب انداز
آ! اور ہماری کشتی کو شراب کے دریا میں ڈال دے

غریو و ولولہ در جانِ شیخ و شاب انداز
جوش اور شور و غل بوڑھے اور جوان کی جان میں ڈال دے

---

۱ نسیم صبا میری ہمراز ہے وہ جس طرف گئی میرے راز بھی ظاہر کر دیتی، غنچہ نسیم سے کھل جاتا ہے۔
۲ محبوب کی زلف کو مشکِ ختن کہنا زلف کی توہین ہے۔
۳ چونکہ محبوب نے بھولے سے ایک بار میرا نام لے لیا تھا اسی لیے اس میں خوشبو آگئی۔
۴ سورج … تیرے … محبوب کے … نظر آگیا تھا۔
۵ لوگوں نے بتایا تھا کہ جان دینے سے راحتِ وصل ہو جاتی ہے، لیکن ایسا نہ ہوا۔
۶ جو کچھ حافظ نے قلم سے محبوب کے ہونٹوں کی توصیف لکھی ہے اس کے قلم سے آبِ حیات جاری ہو گیا ہے۔
۷ کشتی سے پیالہ مراد ہے جو کشتی کی صورت میں بنایا جاتا ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

مرا بکشتی بادہ درافگن اے ساقی
اے ساقی! مجھے شراب کی کشتی میں ڈال دے
کہ گفتہ اند نکوئی کن و در آب انداز
اس لیے کہ لوگوں نے کہا ہے نیکی کر اور دریا میں ڈال دے

زکوئے میکدہ برگشتہ ام ز راہ خطا
غلطی سے میں شراب خانے کے کوچے سے واپس لوٹ آیا!
مرا دگر ز کرم در رہِ صواب انداز
کرم کرکے مجھے دوبارہ سیدھے راستے پر ڈال دے

بیار ازاں مے گلرنگ مشکبو جامے
اس گلرنگ مشک کی سی خوشبو والی شراب کا ایک جام لا
شرار رشک و حسد در دلِ گلاب انداز
رشک اور حسد کی چنگاری گلاب کے دل میں ڈال دے

اگرچہ مست و خرابم تو نیز لطفے کن
اگرچہ میں مست اور خراب ہوں تو بھی مہربانی کر
نظر بریں دلِ سرگشتہ خراب انداز
اس حیران، اجڑے ہوئے دل پر ایک نظر ڈال دے

بہ نیم شب اگرت آفتاب می باید
اگر آدھی رات میں تجھے سورج چاہیے
ز روئے دخترِ گلچہرِ رز نقاب انداز
گلاب جیسے چہرے والی انگور کی لڑکی کے چہرے سے نقاب ہٹا دے

مہل کہ روزِ وفاتم بخاک بسپارند
مت چھوڑ کہ مجھے مرنے کے دن مٹی کے سپرد کریں
مرا بمیکدہ بردہ در خمِ شراب انداز
مجھے شراب خانہ میں لیجا کر شراب کے مٹکے میں ڈال دے

زجورِ چرخ چو حافظ بجاں رسید دلت
جبکہ آسمان کے ظلم سے اے حافظ! تیرا دل جان سے عاجز آگیا
بسوئے دیوِ محن ناوکِ شہاب انداز
مصیبتوں کے بھوت کی طرف ستارے کا تیر چلا

گر از تو یک سرِ مو سر کشد دلِ حافظ
اگر حافظ کا دل تجھ سے ایک بال برابر سرکشی اختیار کرے
بگیر و در خمِ زلفش بہ پیچ و تاب انداز
اس کو پکڑ اور زلف کے پیچ و خم میں باندھ کر ڈال دے

حالِ خونیں دلاں کہ گوید باز
خونی دل والوں کا حال، پھر کون کہے گا؟
وز فلک خونِ جم کہ جوید باز
آسمان سے جمشید کے خون کا بدلہ، پھر کون لے گا؟

جز فلاطونِ خم نشینِ شراب
مٹکے کی ستر ہے افلاطون کے علاوہ
سرِّ حکمت بما کہ گوید باز
دانائی کا راز، ہم سے پھر کون کہے گا؟

شرمش از چشمِ مے پرستاں باد
مے پرستوں کی آنکھ سے اسے شرم آنی چاہیے
نرگسِ مست اگر بروید باز
اگر مست نرگس اس کے بعد اُگے

ہر کہ چوں لالہ کاسہ گرداں شد
ہر شخص جو لالہ کی طرح پیالہ لیکر پھرنے والا ہوا
زیں جفا رخ بخوں بشوید باز
اس ظلم سے وہ پھر چہرے کو خون سے دھوئے گا

بسکہ در پردہ چنگ گفت سخن
چنگ نے کتنی ہی پردہ میں باتیں کہیں
ببرش موئے تا نموید باز
اس کے بال کاٹ دو تاکہ پھر نوحہ نہ کرے

بگشاید دلم چو غنچہ اگر
میرا دل، غنچہ کی طرح کھل جائے، اگر
ساغرِ لالہ گوں ببوید باز
لالہ جیسا ساغر پھر خوشبو دے

گردِ بیت الحرامِ خم حافظ
حافظ، مٹکے کے بیت الحرام کے چاروں طرف
گر نمیرد بسر بپوید باز
اگر نہ مرتا تو سر کے بل پھر دوڑے گا

http://www.muftbooks.blogspot.com/

خیز و در کاسۂ زر آب طربناک انداز
اٹھ، اور سونے کے پیالے میں مستی والا پانی ڈال
پیش از آنے کہ شود کاسۂ سر خاک انداز
اس سے پہلے کہ سر کا پیالہ خاکدان بنے

عاقبت منزل ما وادی خاموشان است
انجام ہمارا، ہماری منزل قبرستان ہے
حالیا غلغلہ در گنبد افلاک انداز
اب فلک کے گنبد میں شور پیدا کر

ملک ایں مزرعہ دانی کہ ثباتے نکند
اس کھیت کی ملک، تجھے معلوم ہے ثبات نہیں کرتی
آتشے از جگر جام در املاک انداز
جام کے جگر کی آگ ملکوں میں لگا دے

بسر سبز تو اے سرو کہ چوں خاک شوم
اے سرو تجھے تیرے سبز سر کی قسم کہ جب میں خاک ہو جاؤں
ناز از سر بنہ و سایہ بر آں خاک انداز
ناز سے سر خالی کر دے اور اس خاک پر سایہ ڈال دے

دل ما را کہ ز مار سر زلف تو بخست
ہمارے دل کو جو تیری زلف کے سانپ نے ڈسا ہے
از لب خود بشفا خانۂ تریاک انداز
اپنے ہونٹ کے تریاق کے شفا خانہ میں ڈال دے

غسل در اشک زدم کاہل طریقت گویند
میں نے آنسوؤں سے غسل کیا اس لیے کہ اہل طریقت کہتے ہیں
پاک شو اول و پس دیدہ بر آں پاک انداز
پہلے پاک ہو جا، پھر اس پاک پر نظر ڈال

یا رب آں زاہد خودبیں کہ بجز عیب ندید
اے خدا اس خودبیں زاہد نے عیب کے سوا کچھ نہ دیکھا
دود آہیش در آئینۂ ادراک انداز
اس کے پہچان کے آئینہ میں آہ کا دھواں ڈال دے

چشم آلودہ نظر از رخ جاناں دور است
گندی نظر والی آنکھ دوست کے رخ سے دور ہے
بر رخ او نظر از آئینۂ پاک انداز
پاک آئینہ سے اس کے رخ پر نظر ڈال

باچنیں دیدۂ آلودہ ترا نتواں دید
اس گندی آنکھ سے تجھے نہیں دیکھا جا سکتا
دیدہ از خود دہ و بر خود نظر پاک انداز
ایسی آنکھ کو ... اور اپنے اوپر پاک نظر ڈال

چوں گل از نکہت او جامہ قبا کن حافظ
حافظ! پھول کی طرح اس کی خوشبو سے کپڑے پھاڑ ڈال
ویں قبا در رہ آں قامت چالاک انداز
اور اس قبا کو اس چالاک قد کے راستہ میں پھینک دے

دلم ربودۂ لولی وشیست شور انگیز
میرا دل ایک لولی صفت، شور انگیز نے اچک لیا ہے
دروغ وعدہ و قتال وضع و رنگ آمیز
جو وعدہ خلاف، قاتل وضع اور رنگ آمیز ہے

فدائے پیرہن چاک ماہرویاں باد
حسینوں کے چاک لباس پر قربان ہوں
ہزار جامۂ تقویٰ و خرقۂ پرہیز
تقوے کے ہزار لباس اور پرہیزگاری کی گدڑیاں

فرشتہ عشق نداند کہ چیست قصہ مخواں
فرشتہ نہیں جانتا کہ عشق کیا ہے، قصہ نہ سنا
بخواہ جام شرابے بخاک آدم ریز
شراب کا جام مانگ، آدم کی خاک پر ڈال دے

غلام آں کلماتم کہ آتش افروزد
میں ان باتوں کا عاشق ہوں جو آگ بھڑکا دیں
نہ آب سرد زند در سخن بر آتش تیز
نہ ان کا جو باتوں میں تیز آگ پر ٹھنڈا پانی چھڑکیں

فقیر و خستہ بدرگاہت آمدم رحمے
تیرے دربار میں فقیر اور خستہ ہو کر آیا ہوں رحم کر
کہ جز ولائے توام نیست ہیچ دستاویز
تیری دوستی کے علاوہ میرے پاس کوئی دستاویز نہیں ہے

لہ جب تک عاشق آنسوؤں سے غسل نہیں کرتا پاک نہیں ہوتا ہے تا آئینہ پاک کے عدم حسن کا بھی ہے غا اگر مرے عیب ہی نظر کو آئینہ ادراک میں آہوں سے ماند ہو جائے تاکہ اس میں کچھ نظر آ سکے۔

کہ اس کا کو منزل کہ تو قدم جہاں ڈال دینا چاہیے اور اس کا کام سے مست ہو کر کپڑے پھاڑ دے۔

لہ ترک ... کو کہا جاتا ہے

لہ دروغ وعدہ اس کا کوئی وعدہ سچا نہیں ہے قتال وضع وہ عاشقوں کو قتل کرتا ہے رنگ آمیز یعنی دغا ظاہر ہے

لہ فرشتے عشق سے خالی ہیں عشق صرف آدم کے خمیر میں ہے لہٰذا اس پر شراب بجائے ڈالنی چاہیے

لہ وہ دستاویز جس سے میں حرم کا مستحق ہوتا ہوں۔

بیا کہ ہاتفِ میخانہ دوش با من گفت | کہ در مقامِ رضا باش و از قضا مگریز
آجا! اس لیے کہ شراب خانہ کے ہاتف نے کل مجھ سے کہا؟ | کہ رضا کے مقام پر رہ اور قضا و قدر سے مت بھاگ

پیالہ در کفنم بند تا سحرگہِ حشر | بمے ز دل ببرم ہولِ روزِ رستاخیز
میرے کفن میں پیالہ باندھ دینا تاکہ حشر کی صبح کو | شراب سے قیامت کے دن کے خوف کو دل سے دور کر دوں

مباش غرہ ببازوئے خود کہ ہر ساعت | ہزار شعبدہ بازد سپہرِ مہرانگیز
اپنے بازوؤں پر گھمنڈ نہ کر اس لیے کہ ہر وقت | مہربان آسمان ہزار شعبدے کھیلتا ہے

میانِ عاشق و معشوق ہیچ حائل نیست
عاشق اور معشوق کے درمیان کوئی آڑ نہیں ہے

تو خود حجابِ خودی حافظ از میاں برخیز
اے حافظ تو خود اپنے لیے پردہ ہے درمیان سے اٹھ جا

درآ کہ در دلِ خستہ تواں درآید باز | بیا کہ در دلِ مردہ رواں درآید باز
آجا تاکہ تیرے ٹوٹے ہوئے دل میں طاقت واپس آجائے | آجا تاکہ مردہ دل میں پھر روح آجائے

بیا کہ فرقتِ تو چشمِ من چناں بربست | کہ فتحِ بابِ وصالت مگر گشاید باز
آجا! تیرے فراق نے میری آنکھیں اس طرح بند کر دی ہیں | کہ شاید تیرے وصل کے دروازہ کا کھلنا ان کو پھر کھول دے

بپیشِ آئینہ دل ہر آنچہ می آرم | بجز خیالِ جمالت نمی نماید باز
جو کچھ دل کے آئینہ کے سامنے پیش کرتا ہوں | تیرے حسن کے خیال کے سوا کچھ نہیں دکھاتا ہے

غمے کہ چوں سپہِ زنگ ملکِ دل بگرفت | ز خیلِ شادیِ روم رخت زداید باز
جس غم نے زنگی سپاہیوں کی طرح دل کے ملک پر قبضہ کر لیا ہے | تیرے رخ کی خوشی کے لشکر سے زائل ہو جائے گا

بداں مثل کہ شب آبستن آمد است بروز | ستارہ مے شمرم تا کہ شب چہ زاید باز
اس مثل کی وجہ سے کہ رات دن سے حاملہ ہوا کرتی ہے | ستارے گن رہا ہوں، دیکھوں کہ رات پھر کیا جنتی ہے؟

ز خوفِ بادیہ دل بد مکن ببند احرام | کہ مردِ راہ نیندیشد از چہ ناید باز
جنگل کے خوف سے دل برا نہ کر احرام باندھ لے | اس لیے کہ مردِ راہ فکر نہیں کرتا ہے خواہ وہ واپس نہ آئے

بیا کہ بلبلِ مطبوعِ خاطرِ حافظ
آجا، حافظ کی طبیعت کی پسندیدہ بلبل

ببوئے گلشنِ وصلِ تو مے سراید باز
تیرے وصل کے باغ کی خوشبو کی وجہ سے پھر چہچہاتی ہے

روزِ عیش و طرب و ماہِ صیام ست امروز | کامِ دل حاصل و ایام بکام ست امروز
آج عیش اور مستی اور رمضان کے مہینہ کا دن ہے | آج دل کا مقصد حاصل ہے اور زمانہ مقصد کے مطابق ہے

گو عروسِ فلکی رخ منمائے از مشرق | کہ مرا دیدنِ آں ماہِ تمام ست امروز
کہہ دو کہ آسمانی دلہن مشرق سے چہرہ نہ دکھائے | اس لیے کہ آج مجھے اس مکمل چاند کو دیکھنا ہے

زاہدے را کہ نبود چو صوامع جائے | بیں کہ در کنجِ خرابات مقام ست امروز
وہ زاہد جس کے نزدیک عبادت خانوں کی طرح کوئی جگہ نہ تھی | دیکھ خرابات کے گوشہ میں آج اس کا مقام ہے

ا۔ اخلاق تقاضا ہے کہ راضی رہنا چاہئے قضا سے بھاگنا ممکن نہیں ہے
۲۔ کفن میں شراب کا پیالہ رکھ دے تاکہ قیامت کی پریشانیاں کو شراب پی کر دور کر سکوں۔
۳۔ انسان کی خودی بڑا پردہ ہے یہ اٹھ جائے تو وصال میسر آجاتا ہے۔
۴۔ اب آنکھ کا کھلنا بجز وصال کے ممکن نہیں ہے۔
۵۔ دل کے آئینہ سے محبوب کے سوا سب خیال مٹ گئے ہیں۔
۶۔ غم کو زنگی سپاہیوں کے لشکر سے اور معشوق کے رخ کو رومیوں کے لشکر سے تعبیر کیا ہے۔
۷۔ عاشق کے لئے خطرات مقابلہ دہ ہونے چاہئیں۔
شعر ۔ عروس فلکی سے اشارہ سورج اور ماہ تمام سے معشوق مراد ہے۔
۸۔ زاہد جیسے عبادت خانوں کے سوا کسی جگہ کو ٹھیک نہ سمجھتا تھا اب شراب خانہ میں مقیم ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

http://www.muftbooks.blogspot.com/

صبح دم بلبل مست از چہ سبب می نالد
مست بلبل صبح کے وقت کیوں نالاں ہے؟

کار او چوں ز بہاراں بنظام ست امروز
جبکہ آج اس کا کام بہاروں کی وجہ سے ٹھیک ہے

محتسب بیہدہ گو پند مدہ رنداں را
محتسب سے کہدو رندوں کو بیہودہ نصیحت نہ کرے

کانکہ با شاہد و مے نیست کدام ست امروز
آج وہ کون ہے جو معشوق اور شراب سے خالی ہے؟

شیخ واعظ کہ مرا منع ز زلفش کردے
وہ واعظ شیخ جو مجھے اس کی زلف سے منع کرتا تھا

دیدمش باز کہ چوں مرغ بدام ست امروز
جو آج میں نے اسے دیکھا تو جال میں پرندے کی طرح پھنسا ہے

گو بگویند خلائق کہ کنوں حافظ را
کہدو اگر لوگ کہیں کہ اب حافظ کی

چشم بر روئے نگار و لب جام ست امروز
نظر محبوب کے چہرے اور جام کے لب پر ہے

زلفین بہ خم تخم اندر زدہ باز
تونے چہرے پہ گھونگر والے بالوں کو پیچ در پیچ کیا ہے

وقت من شوریدہ بہم بر زدہ باز
مجھ دیوانے کے وقت کو پھر برہم کیا ہے

از روئے تو نکو چشم بداں دور کہ امروز
اس خوبصورت چہرے سے نظر بد دور کہ آج تونے

بر مہ زدہ طعنہ و بر خور زدہ باز
تونے چاند پر طعنہ زنی کی ہے اور پھر سورج پہ

بر ساغر عیشم زدہ سنگ و لیکن
میرے عیش کے ساغر پر تونے پتھر مارا ہے لیکن

با تو چہ تواں گفت کہ ساغر زدہ باز
تجھے کیا کہا جا سکتا ہے کہ تونے پھر ساغر چلایا ہے

از دود دل خستہ ام اے دوست حذر کن
اے دوست میرے ٹوٹے ہوئے دل کے دھوئیں سے بچ

کآتش بمن سوختہ دل بر زدہ باز
کیونکہ مجھ دل جلے کو تونے پھر آگ لگا دی ہے

من سر چو قلم بر سر سودائے تو دارم
قلم کی طرح میں تیرے عشق پہ سر دھرتا ہوں

با آنکہ من سر زدہ را سر زدہ باز
اس کے باوجود کہ مجھ سر کٹے کا تونے پھر سر کاٹ دیا ہے

نقد سرہ قلب کہ پالودہ ام از چشم
دل کے خالص نقد کو جس کو میں نے آنکھوں سے صاف کیا

بر سکہ روئے ہمہ بر زر زدہ باز
میرے چہرے کے سکہ ہوتے تونے پھر سونے پر مارا ہے

از غالیہ بر ہم زدہ خوش شکر و قند
خوشبو کی وجہ سے تونے شکر اور قند کو بھی خوب برہم کیا ہے

امروز ہمہ بر گل و نشکر زدہ باز
آج پھر گل اور نیشکر پر تونے حملہ کیا ہے

شہباز غمت راست کبوتر دل حافظ
تیرے غم کے باز کے لئے حافظ کا دل کبوتر ہے

ہشدار کہ بر صید کبوتر زدہ باز
ہوشیار رہو کہ تونے باز کو کبوتر کے شکار پر چھوڑا ہے

صبا بمقدم گل راح روح بخشد باز
پھول کی آمد پر صبا پھر روح کو راحت بخش رہی ہے

کجاست بلبل خوشگوئے گو برآر آواز
خوش الحان بلبل کہاں ہے، کہدو کہ چہکے

دلا ز ہجر مکن نالہ زانکہ در عالم
اے دل ہجر سے نالاں نہ ہو اس لیے کہ دنیا میں

غم ست و شادی و خار و گل و نشیب و فراز
غم ہے اور خوشی، اور خار ہے اور گل اور نیچ اور اونچ ہے

ا؎ محبوب کا چہرہ چاند اور سورج پر طعنہ زنی کر رہا ہے۔
۲؎ چونکہ محبوب مست ہے اپنا عشق کیے جو گر گئے اس سے یہ ڈر ہے کہ نہیں پھسل جائے۔
۳؎ جیسے عمل میں آگ لگی ہوئی ہے اسی دھوئیں سے تم اور زیادہ جلو۔
۴؎ جس طرح قلم تراشا جاتا ہے اور پھر سیاہی میں اسے ڈبویا جاتا ہے اسی طرح میں سر کٹنے کے باوجود سودائے عشق پر سر دھرتا ہوں۔
۵؎ مدد کریں نے دل کے سونے کو ڈالا گیا تھا اب محبوب نے میرے رخساروں کو بھی سونے کی طرح زرد کر دیا ہے۔
۶؎ موسم بہار آگیا جو بیج افزا ہے بلبل کو چہکنا چاہیے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

دوتا شدم چو کماں از غم و نمیگویم — ہنوز ترک کمان ابروان تیر انداز
غم کے ہاتھ سے کمان کی طرح دہرا ہو گیا ہوں اور نہیں کہتا — اب بھی تیر انداز کمان جیسے ابروؤں والے کو چھوڑنے کا

حکایت شب ہجراں بدشمناں مکنید — کہ نیست سینۂ ارباب کینہ محرم راز
ہجر کی رات کا قصہ دشمنوں کو مت سناؤ — اس لیے کہ کینہ والوں کا سینہ محرم راز نہیں ہے

ز طرۂ تو پریشانی دلم شد فاش — ز مشک نیست غریب آنکہ بود غماز
میرے دل کی پریشانی تیرے طرہ سے ظاہر ہو گئی — بارہ مشک پر تعجب نہیں ہے اگر وہ چغلخور ہو

ہزار دیدہ بروئے تو ناظرند و تو خود — نظر بروئے کسے نمیکنی از ناز
ہزاروں آنکھیں تیرے چہرے کو دیکھنے والی ہیں اور تو خود — کسی کے چہرہ پر ناز کی وجہ سے نظر نہیں ڈالتا ہے

اگر بسوزدت اے دل ز درد نالہ مکن — دم از محبت او میزن و بدرد بساز
اے دل اگر محبوب تجھکو جلا دے تو درد سے نالہ مت کر — اس کی محبت کا دم بھر اور درد کو گوارا کر

غبار خاطر ما چشم خصم کور کند
ہمارے دل کا غبار دشمن کی آنکھ کو اندھا کرتا ہے
تو رخ بخاک بنہ اے حافظ از مقام نیاز
اے حافظ نیاز مندی سے تو خاک پر چہرہ رکھ دے

مستم از بادۂ شبانہ ہنوز — ساقی ما نرفت خانہ ہنوز
رات کی شراب سے میں اب تک مست ہوں — ہمارا ساقی، ابھی گھر نہیں گیا

میکشد این غمم کہ میگوید — توبہ کردی ز عشق یا نہ ہنوز
مجھے یہ غم مارے ڈالتا ہے کہ وہ کہتا ہے — کہ تو نے ابھی تک، عشق سے توبہ کی ہے یا نہیں

چشم مستش ز غمزۂ جادو — میزند تیر بر نشانہ ہنوز
اس کی مست آنکھ، جادو کی ادا سے — ابھی تک نشانہ پر تیر چلاتی ہے

دُرِ دریائے عشق می طلبی — جاں نیاوردہ در میانہ ہنوز
تو عشق کے سمندر کا موتی طلب کرتا ہے — جان کو ابھی تک درمیان میں نہیں لایا ہے

نازنینا ز عشق تو باللہ — عالمے توبہ کردہ ما نہ ہنوز
اے نازنین! تیرے عشق سے خدا کی قسم — ایک جہان نے توبہ کر لی اور ہم نے اب تک نہیں کی ہے

ہست مجلس بر آں قرار کہ بود — ہست مطرب بر آں ترانہ ہنوز
مجلس اسی طرح پر ہے جیسی کہ تھی — مطرب ابھی تک اسی ترانہ پر ہے

حافظ خستہ در میاں آمد
عاجز، حافظ درمیان میں آ گیا
میکند یار ازو کرانہ ہنوز
دوست، اب تک اس سے کنارہ کرتا ہے

منم غریب دیار و توئی غریب نواز — دمے بحال غریب دیار خود پرداز
میں پردیسی ہوں، اور تو پردیسی کو نوازنے والا — تھوڑی دیر کے لیے اپنے پردیسی کی حالت پر توجہ کر

۱۔ اگرچہ عشق میں کمان ہو گیا ہوں لیکن اس کی ابرو کی کمان کو چھوڑنے کو تیار نہیں ہوں۔
۲۔ میرے دل کی پریشانی تیرے گیسو نے ظاہر کر دی ہے جو مشک ہے اور مشک چغلخور ہوتا ہی ہے
۳۔ دریائے عشق سے اس وقت تک موتی ہاتھ نہیں لگتا جب تک انسان جان کی بازی نہ لگائے۔
۴۔ دو صورت کا عشق ناپائیدار تھا ہمارا عشق پائیدار ہے۔
۵۔ چونکہ حافظ مجلس میں آ گیا اس لیے یار نے کنارہ کشی کر لی۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

بهر کمند که خواهی بگیر و بازم بند
تو جس کمند سے چاہے مجھے پکڑ لے اور پھر باندھ
بشرط آنکه ز کارم نظر نگیری باز
اس شرط پر کہ تو پھر میرے مقصد سے نظر نہ پھیرے

بر آستین خیال تو می دہم بوسه
میں تیرے خیال کی آستین کو بوسہ دیتا ہوں
بر آستان وصالت چو نیست دست نیاز
جبکہ عاجزی کا ہاتھ تیرے وصل کی چوکھٹ پر نہیں ہے

نه این زمان من شوریده دل نهادم روی
مجھ شوریدہ دل نے صرف اسی وقت چہرہ نہیں دھرا
بر آستان تو کاندر ازل نهادم باز
تیری چوکھٹ پر، بلکہ ازل میں بھی رکھ دیا تھا

ولا منال ز شامے که صبح در پے اوست
اے دل اس شام سے نالاں نہ ہو جس کے پیچھے صبح ہے
که نیش و نوش بهم باشد و نشیب و فراز
اس لئے کہ ڈنک اور شہد اور نشیب و فراز ساتھ ساتھ ہوتے ہیں

گرم چو خاک زمین خوار می کنی سهل ست
اگر تو مجھے زمین کی خاک کی طرح ذلیل کرے تو آسان ہے
خرام می کن و بر خاک سایه می انداز
ناز سے چل اور خاک پر سایہ ڈال دے

درون سینه دلم چون کبوتران بطپید
میرا دل سینہ میں کبوتروں کی طرح تڑپ اٹھا
چه آتشے ست که بر جان ما نهادی باز
یہ کیا آگ ہے جو تو نے پھر ہماری جان پر لگا دی؟

خیال قد بلند تو می کند دل من
میرا دل تیرے بلند قد کا خیال کرتا ہے
تو دست کوته من بین و آستین دراز
تو میرے کوتاہ ہاتھ دیکھ اور لمبی آستین کو دیکھ

حدیث درد من اے مدعی مگو درست
اے رقیب! میرے درد کا قصہ آج کا نہیں ہے
که حافظ از ازل اور رند بود و شاهد باز
بلکہ وہ حافظ تو ازل سے رند اور شاہد باز تھا

منم که دیده به دیدار دوست کردم باز
میں وہ ہوں جس نے دوست کے دیدار پر آنکھ کھولی ہے
چه شکر گویمت اے کارساز بنده نواز
اے کام بنانے والے، غلام کو نوازنے والے تیرا کیا شکر ادا کروں

نیازمند بلا گو رخ از غبار مشوی
عشق کے نیازمند کو کہہ کہ رخ سے غبار کو نہ دھوئے
که کیمیائے مراد ست خاک کوئے نیاز
نیاز کے کوچہ کی خاک، مراد کی کیمیا ہے

بیک دو قطره که ایثار کردی اے خواجه
اے خواجہ! ایک دو قطرہ کی وجہ سے جو تو نے قربان کئے
بسا که در رخ دولت کنی کرشمه و ناز
تو دولت کے چہرے پر بہت کچھ کرشمہ و ناز کر رہا ہے

طهارت ار نه بخون جگر کند عاشق
اگر عاشق جگر کے خون سے وضو نہ کرے
بقول مفتی عشقش درست نیست نماز
عشق کے مفتی کے بقول اس کی نماز درست نہیں ہے

ز مشکلات طریقت عنان متاب اے دل
اے دل طریقت کی مشکلات سے باگ نہ موڑ
که مرد راه نیندیشد ز نشیب و فراز
اس لئے کہ راستہ کا مرد نیچ اونچ کی فکر نہیں کرتا ہے

درین مقام مجازی بجز پیاله مگیر
اس مجازی مقام میں پیالے کے سوا نہ تھام
درین سراچه بازیچه غیر عشق مباز
اس کھیل کود کی سرائے میں عشق کے علاوہ کوئی کھیل نہ کھیل

من از نسیم سخن چین چه طرف بر بندم
میں چغلخور نسیم سے کیا تعلق پیدا کروں
چو سرو راست درین باغ نیست محرم راز
جبکہ سیدھا سرو بھی اس باغ میں محرم راز نہیں ہے

ے اگر دل کا مقصد حاصل ہو جاتا ہے تو عشق کی تمہید بھی آسان ہے۔
ے ہم محبوب کے آستانہ پر بہانے سے سر رکھتے ہیں۔
ے ہمیں خاک کی طرح ذلیل ہونا منظور ہے بشرطیکہ محبوب کا سایہ پڑ جائے۔
ے خدا کا شکر ہے کہ مجھے دوست کا دیدار حاصل ہے۔
ے چونکہ میں نے عشق میں دو چار آنسو بہائے ہیں مجھے دولت عشق حاصل ہے۔
ے نماز عشق کا وضو خون جگر سے ہوتا ہے۔
ے طریقت میں بہت سی مشکلات آتی ہیں ان سے گھبرانا نہ چاہیے۔
ے دنیا کا مقام چند روزہ ہے، اس لئے یہ مجازی مقام ہے، حقیقی مقام عالم آخرت ہے۔ دنیا بازیچۂ اطفال ہے یہاں عشق بازی ہونی چاہیے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

اگرچہ حسنِ تو از عشقِ غیر مستغنی ست · من آں نیم کہ ازیں عشقبازی آیم باز
گو تیرا حسن غیرکے عشق سے بے نیاز ہے · میں وہ نہیں ہوں کہ اس عشقبازی سے باز آجاؤں

غزل سرائی ناہید صرفہ نبرد
زہرہ کا گانا کارگر نہیں ہو سکتا

درآں مقام کہ حافظ برآورد آواز
جس جگہ کہ حافظ آواز نکالے

هزار شکر که دیدم بکامِ خویشت باز · ترا بکامِ خود و یا تو خویش را دمساز
ہزار شکر ہے کہ میں نے پھر تجھے اپنے مقصد کے موافق دیکھا · تجھے اپنے منشاء کے مطابق [illegible]

روندگانِ حقیقت رہِ بلا سپرند · رفیقِ عشق چہ غم دارد از نشیب و فراز
حقیقت پر چلنے والے مصیبت کا راستہ طے کر لیتے ہیں · عشق کا ساتھی نیچ اور اونچ کا کیا غم کرے؟

غمِ حبیب نہاں بہ ز جستجوئے رقیب · کہ نیست سینۂ اربابِ کینہ محرمِ راز
رقیب کی [illegible] دوست کا غم چھپانا بہتر ہے · اس لیے کہ کینہ والوں کا سینہ محرمِ راز نہیں ہے

چہ فتنہ بود کہ مشاطۂ قضا انگیخت · کہ کرد نرگسِ مستش سیہ بسرمۂ ناز
کیا فتنہ تھا، جو قضا کی مشاطہ نے اٹھایا · کہ اس کی مست نرگس کو ناز کے سرمے سے سیاہ کر دیا

بدیں سپاس کہ مجلس منور است بدوست · گرت چو شمع جفائے رسد بسوز و بساز
اس شکریہ میں کہ دوست سے مجلس روشن ہے · اگر شمع کی طرح تجھ پر ظلم ہو، جل اور موافقت کر

مقامِ اہلِ سعادت ملامت است اے دل · کزیں جہت پریشاں درِ سعادت باز
اے دل! سعادت مندوں کا مقام ملامت ہے · [illegible]

ملامتے کہ بروئے من آمد از غمِ عشق · ز اشک پرس حکایت کہ من نیم غماز
وہ ملامت جو عشق کے غم کی وجہ سے مجھ پر ہوئی · آنسو سے دریافت کر، میں چغلخور نہیں ہوں

امیدِ قدِ تو می داشتم ز بختِ بلند · نسیمِ زلفِ تو می خواستم ز عمرِ دراز
میں بلند نصیبے سے تیرے قد کی امید رکھتا تھا · دراز عمر سے تیری زلف کی خوشبو چاہتا تھا

بہ نیم بوسہ دعائے بخر ز اہلِ دلے · کہ کیدِ دشمنت از جان و جسم دارد باز
کسی صاحبِ دل سے آدھے بوسہ کے عوض دعا خرید لے · تاکہ تیری جان اور جسم کو دشمن کے مکر سے بچائے

زبانہائے شبانہ نگشتہ ام واقف · بحالِ من ز ترحم بہ نیم شب پرداز
میں رات کی [illegible] واقف نہیں ہوا ہوں · [illegible]

فگند زمزمۂ عشق در حجاز و عراق
حجاز اور عراق میں عشق کی گونج پیدا کر دی

نوائے بانگِ غزلہائے حافظِ شیراز
حافظ شیراز کی غزلوں کی آواز نے

[illegible] محبوب جانے عشق سے بے نیاز ہے ہم اس کے حسن کے [illegible] ہیں۔
[illegible] ناہید: زہرہ ستارہ کو کہتے ہیں، اس کو آسمان کی مطربہ مانا گیا ہے۔
[illegible] راہِ حقیقت [illegible] عشق [illegible] عاشق کو نشیب و فراز کی پرواہ نہیں ہوتی ہے۔
[illegible] آنکھ مستی [illegible] تو جو فتنہ بپا کر رہی تھی سرمے نے اس کی فتنہ گری کو اور بڑھا دیا۔
[illegible] بوسہ کے عوض دعا لے لے تاکہ تو دشمنوں سے محفوظ رہے۔
[illegible] حافظ کی [illegible] غزلوں نے فارس سے گذر کر حجاز و عراق میں عشق کی دھوم مچادی۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

ردیفِ سینِ مُہملہ

اے صبا گر بگذری بر ساحلِ رودِ اَرَسؔ
اے صبا اگر تو دریائے آرس کے ساحل پر سے گزرے

بوسہ زن بر خاکِ آں وادی و مشکیں کن نفس
اس وادی کی خاک کو بوسہ دے اور سانس کو مشکیں بنائے

منزلِ سلمیٰ کہ بادش ہر دم از ما صد سلام
سلمیٰ کی منزل کو جس پر ہماری جانب سے ہر دم سو سلام ہوں

پُر صدائے ساربانان بینی و آہنگِ جرس
تو ساربانوں کی صدا اور گھنٹے کی آواز پر دیکھے

ق

محملِ جاناں ببوس آنگہ بزاری عرضہ دار
جاناں کے کجاوہ کو چوم پھر عاجزی سے عرض کرنا

کز فراقت سوختم اے مہرباں فریاد رس
کہ تیرے فراق میں جل گیا ہوں اے مہربان فریاد کو پہنچ

عشرتِ شبگیر کن مے نوش کاندر راہِ عشق
پچھلی رات کا عیش کر شراب پی اس لئے کہ عشق کے راستہ میں

شبرواں را آشنائیہاست با میرِ عسس
چوروں کے کوتوال سے تعلقات ہوتے ہیں

دل برغبت می سپارد جاں بچشمِ مستِ یار
یار کی مست آنکھ پر دل خوشی سے جان دیتا ہے

گرچہ ہشیاراں ندادند اختیارِ خود بکس
اگرچہ عقلمندوں نے اپنا اختیار کسی کو نہیں دیا ہے

منکہ قولِ ناصحاں را خواندمے قولِ رباب
میں جو نصیحت کرنے والوں کی بات کو رباب کی آواز سمجھتا تھا

گوشمالے خوردم از ہجراں کہ اینم پند بس
ہجر نے ایسی سزا دی کہ اب مجھے یہ نصیحت کافی ہے

طوطیاں در شکرستاں کامرانی می کنند
شکرستان میں طوطیاں مزے اڑا رہی ہیں

وز تحسر دست بر سر می زند مسکیں مگس
مکھی بیچاری حسرت میں سر پر دو ہتھڑ مار رہی ہے

عشقبازی کارِ بازی نیست اے دل سر بباز
عشقبازی کھیل کود نہیں ہے اے دل سر کی بازی لگا

زانکہ گوئے عشق نتواں زد بچوگانِ ہوس
اس لئے کہ ہوس کے بلے سے عشق کی گیند نہیں لیجائی جا سکتی ہے

نامِ حافظ گر برآید بر زبانِ کلکِ دوست
اگر حافظ کا نام دوست کے قلم کی زبان پر آجائے

از جنابِ حضرتِ شاہم بس است ایں ملتمس
جنابِ حضرت بادشاہ سے میری عرض یہی درخواست ہے

بوئے بہار آمد بنال اے بلبلِ شیریں نفس
اے مشک جیسے سانس والی بلبل نالہ کر بہار کی خوشبو آگئی ہے

ور بستۂ بندی چو من فریاد می کن در قفس
اگر تو قید ہے تو پنجرہ میں میری طرح فریاد کر

من بر سرِ کوئے تو اے آرامِ جاں تا صبحدم
صبح تک اے آرام جاں تیرے کوچہ میں

فریاد و آہ و نالہ از جاں برآید چوں جرس
فریاد اور آہ و نالہ میری جان سے گھنٹی کی طرح نکلتا ہے

ہر چند می داری مرا دور از لبِ شیرینِ خود
تو جتنا بھی مجھے اپنے شیریں لب سے دور کرتا ہے

آیم روانے باز پس پیشِ تو اے جاں چوں مگس
اے جان میں مکھی کی طرح فوراً لوٹ کر تیرے سامنے آجاتا ہوں

خود ہر کرا سیم و زر است از دزد می ترسد مدام
جس کے پاس سونا اور مال ہے وہ ہمیشہ چور سے ڈرتا ہے

آنکس کہ فعلش شد چو من ترسے ندارد از عسس
جس کا کام میری طرح ہو گیا ہے وہ کوتوال سے نہیں ڈرتا ہے

۱ ان تینوں شعروں کا مطلب یہ ہے کہ اے صبا جب تو معشوق کی منزل پر پہنچے تو محمل کو بوسہ دینا اور پھر اس سے ہمارا حال زار عرض کر دینا۔

۲ آدھی رات کا عیش ... راستہ میں خوب مستی کر اور کوتوال سے نہ ڈر اس لیے کہ عشاق کوتوال ... ساز باز رکھتے ہیں۔

۳ یہ مضمون تفریح کی بات ہو تو قابل عمل ہوتی ہے۔

۴ ممکن ہے اس جگہ بھی شاہ سے سلطان احمد جلائیر والی بغداد مراد ہو جو حافظ کا بہت زیادہ عقیدتمند تھا۔

۵ تیرے ہونٹ شکرستان ہیں اور میں ان کی مکھی ہوں۔

۶ جس کے پاس مال و زر ہو وہ چور سے ڈرتا ہے مفلس کو کوتوال کا کوئی خوف نہیں ہوتا

http://www.muftbooks.blogspot.com/

گر پند خواہی دادنم ور بند خواہی کردنم
خواہ تو مجھے نصیحت کرتا ہے یا خواہ قید

ہرگز نخواہد شد برون مہرت ازیں سر ای پسر
[illegible]

جوری کہ حافظ دل خستہ را ہر دم بفریاد آوری
[illegible]

اے ترک شہر آشوب من بہرے بفریاد رس
[illegible]

جاناں ترا کہ گفت کہ احوالِ ما مپرس
اے محبوب تجھ سے کس نے کہا ہے کہ ہمارے حالات نہ پوچھ

بیگانہ گرد و قصہ ہیچ آشنا مپرس
بیگانہ بن جا اور کسی آشنا کی بات نہ پوچھ

آنجا کہ لطفِ شامل و خلقِ کریمِ تست
جبکہ تیری عام مہربانی ہے اور تیرے اچھے اخلاق ہیں

جرمِ گذشتہ عفو کن و ماجرا مپرس
پچھلی خطا کو معاف کر دے اور گذشتہ باتیں نہ پوچھ

خواہی کہ روشنت شود احوالِ سرِ عشق
اگر تو چاہتا ہے کہ عشق کے راز تجھ پر روشن ہو جائیں

از شمع پرس قصہ ز بادِ صبا مپرس
شمع سے قصہ پوچھ، بادِ صبا سے نہ پوچھ

ہیچ آگہی ز عالمِ درویشیش نبود
اس کو درویشی کی دنیا کی کچھ واقفیت نہ تھی

آنکس کہ با تو گفت کہ درویش را مپرس
جس نے تجھ سے کہا کہ درویش کو نہ پوچھ

از دلق پوشِ صومعہ نقدِ طلب مجوی
عبادت خانے کے گدڑی پہننے والے سے [illegible] نہ ڈھونڈ

یعنی ز مفلساں سخنِ کیمیا مپرس
یعنی مفلسوں سے کیمیا کی بات دریافت نہ کر

در دفترِ طبیبِ خرد بابِ عشق نیست
عقل کے طبیب کی کتاب میں عشق کا باب نہیں ہے

اے دل بدرد خو کن و نامِ دوا مپرس
اے دل درد کی عادت ڈال اور دوا کا نام نہ پوچھ

نقشِ حقوقِ خدمت و اخلاص و بندگی
خدمت اور اخلاص اور بندگی کے حقوق کا نقش

از لوحِ سینہ محو کن و نامِ ما مپرس
سینے کی تختی سے مٹا دے، اور ہمارا نام نہ پوچھ

ما قصۂ سکندر و دارا نخواندہ ایم
ہم نے سکندر اور دارا کے قصے نہیں پڑھے ہیں

از ما بجز حکایتِ مہر و وفا مپرس
ہم سے محبت اور وفا کے قصے کے علاوہ، نہ پوچھ

من زورِ دردِ عشقِ تو دائم نہ مدعی
[illegible]

از شعلہ پرس حالِ زِ پروانہ وا مپرس
شعلے سے حال پوچھ، پروانے سے نہ پوچھ

حافظ رسید موسمِ گل معرفت مخواں
اے حافظ پھول کا موسم آگیا معرفت کی گفتگو نہ کر

دریاب نقدِ عمر ز چون و چرا مپرس
زندگی کا نقد حاصل کر لے اور چون و چرا سے متعلق نہ پوچھ

دارم از زلفِ سیاہت گلہ چنداں کہ مپرس
مجھے تیری زلف سے [illegible] شکوہ ہے کہ نہ پوچھ

کہ چناں زو شدہ ام بے سر و ساماں کہ مپرس
[illegible]

کس بامید وفا ترکِ دل و دیں مکناد
[illegible]

کہ چنانم من ازیں کردہ پشیماں کہ مپرس
[illegible]

جبکہ ہر وقت فریاد بناتے ہو، یہ ہے ایک بار تو فریاد رسی کرو۔

تیرے اخلاق کا تقاضا ہے کہ پچھلی خطائیں معاف کرے اور گذشتہ باتوں کی بازپرس نہ کرے۔

یہ شمع عاشق صادق ہے صبا ہرجائی ہے۔ جس نے خود جل کر عشق کا ثبوت دیا ہے وہ درویشوں کی حقیقت سے بے خبر ہے۔

عبادت خانے کے تو مفلس ہیں ان کو کیمیا نہیں آتی ہے۔

عقل کی کتاب میں عشق کا باب نہیں ہے لہذا عقل سے عشق کی دوا دریافت کرنا بے کار ہے۔

[illegible]

http://www.muftbooks.blogspot.com/

بہ یکی جرعہ کہ آزار کسش در پے نیست — زحمتے می کشم از مردم ناداں کہ مپرس
ایک گھونٹ شراب جس کے پیچھے آزار نہیں ہے — نادان لوگوں کی اس قدر تکلیف برداشت کرتا ہوں کہ نہ پوچھ

گوشہ گیری و سلامت ہوسم بود ولے — فتنۂ می کنداں نرگس فتاں کہ مپرس
میری خواہش گوشہ گیری اور سلامتی کی تھی لیکن — وہ فتنہ ڈالنے والی نرگس ایسا فتنہ پیدا کرتی ہے کہ نہ پوچھ

زاہد از ما بسلامت بگذر کاں مے لعل — دل و دیں می برد از دست بداں ساں کہ مپرس
اے زاہد ہم سے سلامتی سے گزر جا کیونکہ یہ سرخ شراب — اس طرح ہاتھ سے دل اور دین چھین لے جاتی ہے کہ نہ پوچھ

گفتم از گوئے فلک صورت حالے پرسم — گفت آں می کشم اندر خم چوگاں کہ مپرس
میں نے کہا، آسمان کی گیند سے صورت حال پوچھوں — اس نے کہا اس کو چوگان کے خم میں ایسا کھینچتا ہوں کہ نہ پوچھ

گفتمش زلف بکیں کہ کشادی گفتا
میں نے اس سے کہا کس دشمنی کے لیے تو نے زلف کھولی تو کہا

حافظ ایں قصہ دراز است بقرآں کہ مپرس
حافظ یہ قصہ دراز ہے، تجھے قرآن کی قسم نہ پوچھ

دردِ عشقے کشیدہ ام کہ مپرس — زہرِ ہجرے چشیدہ ام کہ مپرس
میں نے عشق کا ایسا درد برداشت کیا ہے کہ نہ پوچھ — میں نے فراق کا ایسا زہر چکھا ہے کہ نہ پوچھ

گشتہ ام در جہان و آخر کار — دلبرے برگزیدہ ام کہ مپرس
میں دنیا میں بہت پھرا ہوں اور آخر کار — ایسا دلبر چنا ہے کہ نہ پوچھ

آنچناں در ہوائے خاکِ درش — میرود آبِ دیدہ ام کہ مپرس
اس کے دروازے کی خاک کی ہوس میں اس طرح — میرے آنکھ سے آنسو بہتے ہیں کہ نہ پوچھ

بے تو در کلبۂ گدائی خویش — رنجہائے کشیدہ ام کہ مپرس
اپنی فقیری کی کٹیا میں تیرے بغیر — وہ رنج برداشت کئے ہیں میں نے کہ نہ پوچھ

من بگوشِ خود از دہانش دوش — سخنانے شنیدہ ام کہ مپرس
کل میں نے اس کے منہ سے اپنے کانوں سے — وہ باتیں سنی ہیں کہ نہ پوچھ

سوئے من لب چہ میگزی کہ مگوی — لبِ لعلے گزیدہ ام کہ مپرس
میری طرف ہونٹ کیوں چباتا ہے کہ نہ کہہ — میں نے ایسا سرخ ہونٹ چبایا ہے کہ نہ پوچھ

ہمچو حافظ غریب در رہِ عشق
پردیسی حافظ کی طرح عشق کی راہ میں

بمقامے رسیدہ ام کہ مپرس
ایسے مقام پر پہنچ گیا ہوں کہ نہ پوچھ

در ضمیر ما نمی گنجد بغیر از دوست کس — ہر دو عالم را بدشمن دہ کہ ما را دوست بس
ہمارے دل میں دوست کے سوا کسی کی گنجائش نہیں ہے — دونوں جہان دشمن کو دے دے ہمارے لیے دوست کافی ہے

یار گندم گون ما گر میل کرد نیم جو — ہر دو عالم پیش چشم ما نمود یک عدس
ہمارا گندم گوں محبوب اگر آدھا جو بھی جھکا تو — دونوں جہان ہماری نظر میں ایک مسور کا دانہ نظر آئے

۱۔ ایک گھونٹ شراب کس کو کیا نقصان دے سکتی ہے جو لوگ مجھے اس قدر ستاتے ہیں۔
۲۔ یہ شراب تمہارا دل اور دین بھی لے جائے گی اور یہ شراب تباہ کر دے گی۔
۳۔ میں نے آسمان سے صورت حال معلوم کرنی چاہی اس نے کہا میرے سامنے آسمان کی کیا حقیقت ہے۔ [illegible] عاشق [illegible] کو پریشان کرتا ہے۔
۔ ایسا محبوب چنا ہے جس کی خوبیاں ناقابل بیان ہیں۔
۔ محبوب نے مجھ سے کچھ باتیں کہیں جو ناقابل بیان ہیں۔
۔ تو دوسری کہانی نہ چاہیے جس قصہ کا ذکر ہے اس کے ذکر سے باز رہو۔
۔ جس میں دوست [illegible] دنیا [illegible] جہاں [illegible]

میری چوں شمع و جمعے از پیت پیش دل | نے غلط گفتم نباشد شمع را خود پیش و پس
تو شمع کی طرح جاتا ہے اور ایک ہجوم آگے پیچھے دل ہے | نہیں میں نے غلط کہا خود شمع کا آگا پیچھا نہیں ہوتا ہے

غافلست آں کو بشمشیر از تو می پیچد عناں | قدر الفت مگر نیکو نمیداند مگس
وہ غافل ہے جو تلوار کے باعث تجھ سے باگ موڑتا ہے | شاید مکھی اچھی طرح شکر کی قدر کو نہیں جانتی ہے

خاطرم وقتے ہوس کردے کہ بینم چیزہا | تا ترا دیدم نکردم جز بدیدارت ہوس
ایک وقت میرا دل ہوس کرتا تھا کہ بہت سی چیزیں دیکھوں | جب سے تجھے دیکھا ہے میں نے تیرے دیدار کے سوا ہوس نہیں کی

مردماں را از عسس شب گر خیالے در سرست | من چنانم کز خیالم باز نشناسد عسس
انسانوں کو اگر رات کے چوکیدار کا خیال ہے | میں ایسا ہوں کہ میرے خیال کو چوکیدار پہچان نہیں سکتا ہے

گوئیت تا اشکم چو در گشت و میرسم کہ باز | بر سر آیند ایں رقیباں بکسارت چوں خس
تیرے آنسوؤں سے [illegible] | یہ تیرے رقیب تنکے کی طرح اوپر چڑھ آئیں

حافظا ایں رہ بپائے لاشۂ لنگ تو نیست
اے حافظ یہ راستہ تیرے لنگڑے [illegible]

بعد ازیں منشیں کہ گردے بر نخیزد زیں فرس
اس کے بعد بیٹھ نہ رہ کیونکہ اس گھوڑے سے گرد نہ اٹھے گی

دلا رفیق سفر بخت نیکخواہت بس | نسیم روضۂ شیراز پیک راہت بس
اے دل تیرے سفر کا ساتھی تیرا نیک خواہ نصیب کافی ہے | شیراز کے باغ کی نسیم تیرے راستہ کا قاصد کافی ہے

دگر ز منزل جاناں سفر مکن درویش | کہ سیر معنوی و کنج خانقاہت بس
اے درویش محبوب کی منزل سے پھر سفر نہ کر | تیرے لئے روحانی سیر اور خانقاہ کا گوشہ کافی ہے

بصدر مصطبہ بنشین و ساغر مے نوش | کہ ایں قدر ز جہاں کسب مال و جاہت بس
شراب خانہ کے صدر مقام پر بیٹھ اور شراب کا ساغر پی | اس لئے کہ تیرے لئے دنیا سے اتنا مال اور مرتبہ کمانا کافی ہے

زیادتی مطلب کار بر خود آساں کن | کہ شیشۂ مے صاف و بت چو ماہت بس
زیادتی نہ چاہ اپنے اوپر معاملہ آسان کرے | اس لئے کہ تیرے لئے صاف شراب کی بوتل اور چاند سا معشوق کافی ہے

فلک بمردم ناداں دہد زمام مراد | تو اہل دانش و فضلی ہمیں گناہت بس
آسمان نادان لوگوں کے ہاتھ میں مراد کی باگ پکڑا دیتا ہے | تو عقل و فضل والا ہے تیرا یہی گناہ کافی ہے

وگر کمیں بکشاید غمے ز کشور دل | حریم درگہ پیر مغاں پناہت بس
اور اگر کوئی غم دل کے ملک پر گھات لگائے | تیری پناہ کے لئے پیر مغاں کی درگاہ کا احاطہ کافی ہے

ہوائے مسکن مالوف و عہد یار قدیم | ز رہروان سفر کردہ عذر خواہت بس
محبوب وطن کی محبت اور پرانے دوست کا عہد | سفر کئے ہوئے مسافروں سے تیرا عذر خواہ کافی ہے

بمنت دگراں خو مکن کہ در دو جہاں | رضائے ایزد و انعام پادشاہت بس
دوسروں کے احسان کا عادی نہ ہو اس لئے کہ دونوں جہان میں | تیرے لئے خدا کی رضا اور بادشاہ کا انعام کافی ہے

بہیچ ورد دگر نیست حاجت اے حافظ | دعائے نیم شب و درس صبحگاہت بس
اے حافظ کسی دوسرے وظیفہ کی کوئی ضرورت نہیں ہے | آدھی رات کی دعا اور صبح کا وظیفہ تیرے لئے کافی ہے

۱۔ شمع پشت کی قوت سے مراد ہے [illegible]
۲۔ شعر [illegible]
۳۔ حافظ عشق کے راستے پر [illegible]
۴۔ درویش کو روحانی سفر [illegible] جا بیٹھ۔
۵۔ شراب خانہ کی صدر نشینی کا مرتبہ اور دنیا کی دولت میں سے شراب کا ساغر کافی ہے
۶۔ فلک نا اہلوں کی مراد پوری کرتا ہے۔
۷۔ دونوں سے [illegible]

http://www.muftbooks.blogspot.com/

گلعذارے ز گلستانِ جہاں ما را بس
دنیا کے باغ سے ایک پھول جیسے رخسار والا محبوب ہمارے لئے کافی ہے
زیں چمن سایۂ آں سروِ رواں ما را بس
اس چمن سے اس سرو رواں کا سایہ ہمارے لئے کافی ہے

من و ہمصحبتیِ اہلِ ریا دورم باد
میں اور اہل ریا کی صحبت خدا کرے مجھ سے دور رہے
از گرانانِ جہاں رطلِ گراں ما را بس
دنیا کے بھاری لوگوں سے ہمارے لئے بھاری پیالہ کافی ہے

قصرِ فردوس بپاداشِ عمل می بخشند
جنت کا محل، عمل کے بدلہ میں دیتے ہیں
ما کہ رندیم و گدا دیرِ مغاں ما را بس
چونکہ ہم رند اور گدا ہیں ہمارے لئے دیر مغاں کافی ہے

بنشیں بر لبِ جوی و گذرِ عمر ببیں
نہر کے کنارے بیٹھ، اور عمر کے گذرنے کو دیکھ
کایں اشارت ز جہانِ گذراں ما را بس
گزرنے والی دنیا کے متعلق یہ اشارہ ہمارے لئے کافی ہے

نقدِ بازارِ جہاں بنگر و آزارِ جہاں
دنیا کے بازار کے نقد، اور دنیا کی تکلیف کو دیکھ
گر شما را نہ بس ایں سود و زیاں ما را بس
اگر یہ نفع اور نقصان تمہارے لئے کافی نہیں ہے ہمارے لئے کافی ہے

یار با ماست چہ حاجت کہ زیادت طلبیم
دوست جب ہمارے ساتھ ہے کیا ضرورت ہے کہ ہم زیادہ طلب کریں
دولتِ صحبتِ آں مونسِ جاں ما را بس
اس جان کے مونس کی صحبت کی دولت ہمارے لئے کافی ہے

از درِ خویش خدا را بہ بہشتم مفرست
خدا کے لئے اپنے دروازے سے بہشت میں نہ بھیج
کہ سرِ کوئے تو از کون و مکاں ما را بس
کیونکہ کون و مکان سے تیرا کوچہ ہمارے لئے کافی ہے

نیست ما را بجز از وصلِ تو در سر ہوسے
ہمارے سر میں تیرے وصل کے علاوہ کوئی خواہش نہیں ہے
ویں تجارت ز متاعِ دو جہاں ما را بس
دونوں جہان کے سامان میں سے یہ تجارت ہمارے لئے کافی ہے

خلوتِ انس و وصالش کہ بعمرے جستم
انس و وصل کی خلوت جو ایک عمر میں نے تلاش کی ہے
دست داد است بما و ز دو جہاں ما را بس
ہمیں حاصل ہو گئی ہے اور دونوں جہان سے ہمارے لئے کافی ہے

باغ و عشرت گہِ دنیا بملوک ارزانی
باغ اور دنیا کے عیش کی جگہ بادشاہوں کو عنایت ہو
ما فقیریم و گدا کوئے بتاں ما را بس
ہم تو فقیر اور گدا ہیں، ہمارے لئے بتوں کا کوچہ کافی ہے

حافظ از مشربِ قسمت گلہ بے انصافی
اے حافظ قسمت کے طریقہ سے شکوہ بے انصافی ہے
طبع چوں آب و غزلہائے رواں ما را بس
پانی جیسی طبیعت اور رواں غزلیں ہمارے لئے کافی ہیں

ردیفِ شینِ معجمہ

اگر رفیقِ شفیقی درست پیماں باش
اگر تو ہمدرد رفیق ہے تو وعدہ کا پکا رہ
حریفِ حجرہ و گرمابہ و گلستاں باش
حجرہ اور حمام اور باغ کا یار بن

شکنجِ زلفِ پریشاں بدستِ باد مدہ
پریشان زلفوں کے پیچ کو ہوا کے ہاتھ میں نہ دے
مگو کہ خاطرِ عشاق گو پریشاں باش
یہ نہ کہہ کہ عاشقوں کی طبیعت پریشان رہے

لے گلعذار: پھول جیسے رخسار والا محبوب۔
لے من و ہمصحبتی: میں اور صحبت۔
لے جنت تو عمل کے بدلے میں ملے گی جو ہمارے پاس نہیں ہے ہمارے لئے دیر مغاں کافی ہے۔
لے دنیا میں تکلیف زیادہ ہے۔
لے ہمیشہ وصل کی تمنا رہی ہے۔
لے دنیا کی دولت وصل یار ہمارے لئے کافی ہے۔
لے طبیعت رواں اور غزلیں رواں ہیں تو پھر شکوہ کی کیا ضرورت ہے۔
لے زلفوں کو پریشان نہ کر عاشقوں کی طبیعت پریشان ہو جاتی ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

گرت ہواست کہ با خضر ہمنشیں باشی
نہاں ز چشم سکندر چو آب حیواں باش

اگر تجھے خواہش ہے کہ تو خضر کا ساتھی ہو
آب حیات کی طرح سکندر کی آنکھ سے پوشیدہ رہ

رموز عشق نوازی نہ کار ہر مرغیست
بیا و نو گل این بلبل غزلخواں باش

عشق کے رموز کو سمجھانا ہر پرندہ کا کام نہیں ہے
آ، اور اس غزل خواں بلبل کا تازہ پھول بن

طریق خدمت و آئین بندگی کردن
خدائے را کہ رہا کن بیا و سلطاں باش

خدمتگاری کا طریقہ، اور غلامی کرنے کا طریقہ
خدا کے لیے چھوڑ دے، آ، اور بادشاہ بن

دگر بہ صید حرم تیغ بر مکش زنہار
وزانچہ با دل ما کردۂ پشیماں باش

خبردار، حرم کے شکار پر پھر تلوار نہ کھینچنا
اور تو نے جو ہمارے دل کے ساتھ کیا ہے اس پر شرمندہ ہو

تو شمع انجمنی یک زبان و یک دل شو
خیال و کوشش پروانہ بین و خنداں باش

تو انجمن کی شمع ہے یک زبان اور یک دل ہو جا
پروانہ کی کوشش کے خیال کو دیکھ اور خوش رہ

کمال دلبری و حسن در نظر بازیست
بشیوۂ نظر از نادران دوراں باش

دلبری اور حسن کا کمال نظر بازی میں ہے
نظر کرنے کی حالت میں، دنیا کے نادروں میں سے ہو

خموش حافظ و از جور یار نالہ مکن
اے حافظ چپ رہ اور دوست کے ظلم سے نالاں نہ ہو
ترا کہ گفت کہ بر روئے خوب حیراں باش
تجھ سے کس نے کہا تھا کہ خوبصورت چہرہ پر عاشق ہو

اے دل غلام شاہ جہاں باش و شاہ باش
پیوستہ در حمایت لطف الٰہ باش

اے دل، جہان کے بادشاہ کا غلام بن اور بادشاہ بن
ہمیشہ خدا کی مہربانی کی حمایت میں رہ

از خارجی ہزار بیک جو نمی خرند
گو کوہ تا بکوہ منافق سپاہ باش

ہزار خارجیوں کو ایک جو کے بدلے نہیں خریدتے ہیں
اگرچہ پہاڑ سے لیکر پہاڑ تک منافقوں کی سپاہ ہو

چوں احمدم شفیع بود روز رستخیز
گو این تن بلاکش من پر گناہ باش

قیامت کے دن جبکہ احمد میرے سفارشی ہوں
گو کہ میرا یہ بلاکش جسم گناہوں سے پر ہو

آنرا کہ دوستی علی نیست کافرست
گو زاہد زمانہ و گو شیخ راہ باش

جس کو علی کی دوستی میسر نہ ہو وہ کافر ہے
خواہ وہ زمانہ بھر کا زاہد ہو، طریقت کا شیخ ہو

امروز زندہ ام بولائے تو یا علی
فردا بروح پاک اماماں گواہ باش

اے علی آج میں تیری دوستی کی وجہ سے زندہ ہوں
کل کو اماموں کی پاک روح کے طفیل تو گواہ رہنا

قبر امام ہشتم سلطان دیں رضا
از جاں ببوس و بر در آں بارگاہ باش

دین کے بادشاہ آٹھویں امام رضا کی قبر کو
جان سے بوسہ دے اور اس بارگاہ کے دروازہ پر رہ

دستت نمی رسد کہ بچینی گلے ز شاخ
بارے بپائے گلبن ایشاں گیاہ باش

تیرا ہاتھ نہیں پہنچتا کہ تو کسی شاخ سے پھول چنے
ان کی پھولوں کی شاخ کے نیچے گھاس ہو

مرد خدا کہ زاہد تقوٰی طلب بود
خواہی سفید جامہ و خواہی سیاہ باش

وہ خدا کا مرد جو زاہد تقوے کا طالب ہو
خواہ سفید کپڑے پہنے یا سیاہ کپڑے پہنے

۱۔ خضر کا ہمنشیں جب ہی بن سکتا ہے جب دنیاداروں کی نگاہ سے چھپا رہے۔
۲۔ رموز عشق بیان کرنا صرف حافظ کا کام ہے۔
۳۔ ہمارا دل حرم کا کبوتر ہے اس کو ستانا جائز نہیں ہے۔
۴۔ اے حافظ چپ رہ اور دوست کے ظلم کا شکوہ نہ کر تو خود عاشق بنا ہے۔
۵۔ خارجی وہ لوگ کہلاتے ہیں جو صفین کی جنگ میں ابتداءً حضرت علی کے طرفدار تھے پھر مخالف ہوگئے اور حضرت علی کو کافر کہنے لگے۔
۶۔ جب حضور سفارشی ہیں تو گناہوں سے گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔
۷۔ حدیث شریف کا مضمون ہے کہ علی سے مومن دوستی رکھے گا، منافق عداوت رکھے گا۔
۸۔ لباس کا مقصود تقویٰ ہے، آنکھوں کا لباس کوئی بھی ہو۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

حافظ طریق بندگیِ شاہ پیشہ کن
اے حافظ شاہ کی غلامی کو پیشہ بنا

وانگاہ در طریق چو مردانِ راہ باش
پھر طریقت میں مردانِ راہ کی طرح بن

اے ہمہ شکلِ تو مطبوع و ہمہ جائے تو خوش
اے وہ کہ تیری تمام صورت پسندیدہ ہے اور تیری ہر جگہ اچھی ہے

دلم از عشوۂ شیرینِ شکر خائے تو خوش
تیری میٹھی شکر چبانے والی ادا سے میرا دل خوش ہے

ہمچو گلبرگِ طری ہست وجودِ تو لطیف
تیرا وجود پھول کی تازہ پتی کی طرح پاکیزہ ہے

ہمچو سروِ چمنی ہست سراپائے تو خوش
چمن کے سرو کی طرح تیرا سراپا حسین ہے

ہم گلستانِ خیالم ز تو پُر نقش و نگار
تیری وجہ سے میرے خیال کا باغ بھی نقش و نگار سے پُر ہے

ہم مشامِ دلم از زلفِ سمن سائے تو خوش
تیری چمیلی کی خوشبو والی زلف سے میرے دل کا دماغ معطر ہے

شیوہ و نازِ تو شیریں خط و خالِ تو ملیح
تیرے ناز کا طریقہ شیریں ہے، تیرے خط و خال نمکین ہیں

چشم و ابروئے تو زیبا قد و بالائے تو خوش
تیری آنکھ اور ابرو خوبصورت ہیں اور تیرا قد حسین ہے

پیشِ چشمِ تو بمیرم کہ بدان بیماری
تیری آنکھ کے سامنے مر جاؤں کہ اس بیماری کے باوجود

میکند درد مرا از رخِ زیبائے تو خوش
میرے درد کو تیرے حسین چہرے سے اچھا کر دیتی ہے

در رہِ عشق کہ از سیلِ فنا نیست گذر
عشق کے راستے میں کہ فنا کے سیلاب سے گزر نہیں ہے

میکنم خاطرِ خود را بتمنائے تو خوش
اپنی طبیعت کو تیری تمنا سے خوش رکھتا ہوں

در بیابانِ طلب گرچہ ز ہر سو خطرست
طلب کے بیابان میں، اگرچہ ہر جانب سے خطرہ ہے

میرود حافظِ بیدل بتولائے تو خوش
بیدل حافظ تیری دوستی کے سہارے آرام سے چلتا ہے

باز آی و دلِ تنگِ مرا مونسِ جاں باش
لوٹ آ، میرے رنجیدہ دل کے لیے جان کا مونس بن جا

ویں سوختہ را محرمِ اسرارِ نہاں باش
اور اس سوختہ کے پوشیدہ رازوں کا محرم بن جا

زاں بادہ کہ در مصطبۂ عشق فروشند
اس شراب سے جو عشق کے شراب خانہ میں بیچتے ہیں

ما را دو سہ ساغر دہ و گو رمضاں باش
ہمیں دو تین ساغر دے اور کہہ، رمضان ہو تو ہو

در خرقہ چو آتش زدی اے عارفِ سالک
اے عارفِ سالک! جب تو نے گدڑی میں آگ لگا دی ہے

جہدے کن و سرحلقۂ رندانِ جہاں باش
کوشش کر اور دنیا کے رندوں کا سرِ گروہ بن

آں یار کہ گفتا بتو ام دل نگرانست
جس یار نے کہا ہے کہ میرا دل تیرا منتظر ہے

گو میرسم اکنوں بسلامت نگراں باش
اس سے کہہ کہ میں ابھی سلامتی سے پہنچتا ہوں، منتظر رہ

خوں شد دلم از حسرتِ آں لعلِ رواں بخش
اس روح بخشنے والے ہونٹ کی حسرت میں میرا دل خون ہو گیا

اے درجِ محبت بہماں مہر و نشاں باش
اے محبت کی ڈبیا! اسی مہر و نشان کے ساتھ رہ

تا بر دلش از غصہ غبارے ننشیند
تاکہ اس کے دل پر غصہ کی وجہ سے غبار نہ بیٹھے

اے سیلِ سرشک از عقبِ نامہ رواں باش
اے آنسوؤں کے سیلاب! خط کے پیچھے رواں ہو جا

لے شاہ و مرشد حضرت
علی کرم اللہ وجہہ جیسا کہ آگے
سے محبوب کا ہر عضو حسین
ہے اور ہر جگہ کے لئے
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
عشق [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

اے زاہد اگر وصلت مینا دہد ست | از ہمت پیران دو عالم بامان باش
اے زاہد اگر تجھ کو وصل تجھے بیسر نہ جائے | دونوں جہانوں سے بزرگوں کی باطنی توجہ سے امن میں رہ

حافظ کہ ہوس میکند از جام جہاں بیں
حافظ، جو کہ جام جہاں بیں کی ہوس کرتا ہے

گو در نظر آصف جمشید مکاں باش
اس کو کہو کہ جمشید مرتبہ آصف کی نظر میں رہے

باغباں گر پنج روزے صحبت گل بایدش | بر جفائے خار ہجراں صبر بلبل بایدش
اگر باغباں کو پھول کی پنج روزہ صحبت چاہیے | ہجر کے کانٹے کے ظلم پر اس کو بلبل جیسا صبر چاہیے

اے دل اندر بند زلفش از پریشانی منال | مرغ زیرک چوں بدام افتد تحمل بایدش
اے دل! اس کی زلف کے پھندے میں پریشانی سے نالہ نہ کر | دانا پرندہ جب جال میں پھنس جاتا ہے تو اس کو برداشت کرنا چاہیے

با چنیں زلف و رخے بادش نظر بازی حرام | ہر کہ روئے یاسمین و جعد سنبل بایدش
ایسی زلف اور رخسار کے ہوتے ہوئے اس کے لئے نظربازی حرام ہو | جس کو چنبیلی جیسا چہرہ اور سنبل کے گھونگھریالے بال چاہییں

رند عالم سوز را با مصلحت بینی چہ کار | کار ملکست آنکہ تدبیر و تحمل بایدش
دنیا کے جلانے والے رند کو مصلحت بینی سے کیا واسطہ | جس کام کو تدبیر اور تحمل کی ضرورت ہے وہ سلطنت کا کام ہے

تکیہ بر تقوی و دانش در طریقت کافریست | راہرو گر صد ہنر دارد توکل بایدش
تقویٰ اور عقل پر بھروسہ کرنا طریقت میں کفر ہے | مسافر اگر سو ہنر بھی جانتا ہو اس کو توکل کرنا چاہیے

ناز ہا زاں نرگس مستانہ اش باید کشید | ایں دل شوریدہ گر آں زلف و کاکل بایدش
اس مست نرگس کے بہت ناز اٹھانے چاہییں | اگر اس دیوانے دل کو وہ زلف اور کاکل چاہیے

ساقیا در گردش ساغر تعلل تا بچند | دور چوں با عاشقاں افتد تسلسل بایدش
اے ساقی، ساغر کی گردش میں ڈھیل کب تک | جب دور عاشقوں کی باری آ جائے تو اس کا تسلسل چاہیے

کیست حافظ تا ننوشد بادہ بے آواز چنگ
حافظ کون ہے جو چنگ کی آواز کے بغیر شراب نہ پئے

عاشق مسکیں چرا چندیں تجمل بایدش
مسکین عاشق کو اس قدر ٹھاٹ کیوں چاہیے

برد از من قرار و طاقت و ہوش | بت سنگیں دل سیمیں بنا گوش
لے گیا میرا قرار، اور طاقت، اور ہوش | پتھر جیسے دل والا، اور چاندی جیسی کنپٹی والا

نگارے چابکے شوخے پری وش | حریفے مہوشے ترکے قبا پوش
ایک حسین، چالاک، شوخ، پری جیسا | دوست، چاند جیسا، ترک، قبا پہننے والا

ز تاب آتش سودائے عشقش | بسان دیگ دائم میزنم جوش
اس کے عشق کے جنون کی آگ کی گرمی سے | میں ہمیشہ دیگ کی طرح جوش مارتا ہوں

چو پیراہن شوم آسودہ خاطر | گرت ہمچوں قبا گیرم در آغوش
پیراہن کی طرح آسودہ طبیعت ہو جاؤں گا | اگر تجھ کو قبا کی طرح آغوش میں لے لوں

ے آصف سے مراد ہیں محمود سلطان قطب الدین کا وزیر عماد ہے یعنی اگرچہ وہ وزیر ہے لیکن جمشید کا رتبہ اس کو حاصل ہے۔

ے محبوب کے چہرے اور زلف کے ہوتے ہوئے اگر کوئی چنبیلی اور سنبل کی زلف کی خواہش کرے تو اس پر نظربازی حرام ہے وہ اس میدان کا مرد نہیں ہے۔

ے اصل اعتماد تو خدا کی ذات پر ہے اور اسی پر توکل ہے۔ اپنے اعمال پر بھروسہ نہ کرنا چاہیے۔

ے حافظ تو ایک مسکین عاشق ہے وہ بغیر چنگ کی آواز کے بھی شراب پی لے گا اس کو اس قدر ٹھاٹ کی ضرورت نہیں ہے۔

ے اس مصرع اور اگلے دونوں مصرعوں میں محبوب کی صفات کا ذکر ہے۔

ے قبا ڈھیلا ہوتا ہے، قبا چست ہوتا ہے یعنی اگر وہ معشوق کو آغوش میں لے تو طبیعت میں کشادگی پیدا ہو جائے گی۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

اگر بوسیدہ گردد استخوانم — نگردد مہرش از جانم فراموش
اگر میری ہڈیاں بھی بوسیدہ ہو جائیں گی — تو اس کی محبت میری جان سے فراموش نہ ہوگی

دل و دینم دل و دینم ببردہ ست — بر و دوشش بر و دوشش بر و دوش
میرا دل اور دین، میرا دل اور دین لے گئے ہیں — اس کا سینہ اور کندھا، اس کا سینہ اور کندھا، سینہ اور کندھا

دوائے تو دوائے تست حافظ
تیری دوا ہے، تیری دوا ہے اے حافظ

لب نوشش لب نوشش لب نوش
اس کا شیریں ہونٹ، اس کا شیریں ہونٹ، شیریں ہونٹ

بجد و جہد چو کارے نمی‌رود از پیش — بکردگار رہا کردہ بہ مصالح خویش
محنت اور کوشش سے جبکہ کام نہیں بنتا ہے — اپنی مصلحتوں کو خدا پر چھوڑ دینا بہتر ہے

بپادشاہی عالم فرو نیارد سر — اگر ز سر قناعت خبر شود درویش
دنیا کی بادشاہی کے سامنے سر نہ جھکائے — اگر درویش قناعت کے راز سے واقف ہو جائے

ز رنگ تفرقہ خواہی کہ منمحی نشوی — مشو بسان ترازو تو در پے کم و بیش
اگر تو چاہتا ہے کہ تفرقہ کے [illegible] — تو ترازو کی طرح تو کم و بیش کے درپے نہ ہو

بیا کہ زاہد سالوس جان من فرسود — قدح بیار و بنہ مرہمے بریں دل ریش
آ کہ زاہد ریاکار نے میری جان گھلا دی — پیالہ لا، اور اس زخمی دل پر مرہم رکھ دے

بنوش بادہ کہ قسام صنع قسمت کرد — در آفرینش از انواع نوشدارو و نیش
شراب پی اس لیے کہ قدرت کے تقسیم کنندہ نے تقسیم کر دیا — ابتداء ہی میں تریاق اور زہر کی قسمیں

ریا حلال شمارند و جام بادہ حرام — زہے طریقت و ملت زہے شریعت و کیش
ریاکاری کو جائز اور شراب کے جام کو حرام سمجھتے ہیں — طریقت اور ملت کا کیا کہنا، شریعت اور مذہب کا کیا کہنا

بدلربائی اگر خود سر آمدی چہ عجب — کہ نور حسن تو بود از اساس عالم بیش
دلربائی میں اگر تو سردار بنا ہے تو کیا عجب ہے — اس لیے کہ تیرے حسن کا نور دنیا کی بنیاد سے پہلے تھا

دہان تنگ تو دلخواہ جان حافظ شد
تیرا تنگ منہ حافظ کی جان کا مرغوب بن گیا

بجاں بود خطرم زیں دل محال اندیش
اس نا ممکن بات سوچنے والے دل سے [illegible]

بدور لالہ قدح گیر و بے ریا میباش — ببوئے گل نفسے ہمدم صبا میباش
لالہ کے موسم میں، پیالہ پکڑ اور بے ریا بن — پھول کی خوشبو کے ساتھ تھوڑی دیر کے لیے صبا کا ساتھی بن

نگویمت کہ ہمہ سال مے پرستی کن — سہ ماہ مے خور و نہ ماہ پارسا میباش
میں تجھ سے نہیں کہتا کہ پورے سال شراب نوشی کر — تین مہینے شراب پی، نو مہینے پارسا بن

چو پیر سالک عشقت بمے حوالہ کند — بنوش و منتظر رحمت خدا میباش
جب عشق کا سالک پیر تجھے شراب کے حوالے کرے — پی لے، اور خدا کی رحمت کا منتظر بن

[illegible] تو دیکھ کر [illegible] دین قربان کر دیا ہے۔ ان مصرعوں میں [illegible] کی شوریدگی کا [illegible] ہے۔
شعر [illegible] تفرقہ [illegible] کے جلنے کی [illegible] سے بچتے رہتے ہیں۔ اگر تو نہیں چاہتا تو کمی بیشی کا خیال ترک کر۔
سالوس، مکار، بہت ہند۔ شراب پی جو تریاق ہے [illegible] یہ سب ازلی تقسیم ہے اس میں کمی کو دخل نہیں ہے۔
ریا کاری کو حلال اور شراب کو حرام سمجھنے والوں کی بھی عجب طریقت و شریعت ہے۔
یہ شریعت الٰہی میں معلوم ہوتا ہے یعنی اگر آنحضرت تمام انبیاء کے سردار ہیں تو کوئی تعجب نہیں کیونکہ آپ کا نور ازلی ہے تو ایسا ہونا ہی چاہیے تھا۔
[illegible] چیز ہے میرا دل اس کا طالب ہے [illegible] میری جان خطرہ میں پڑ گئی ہے۔

[illegible]

http://www.muftbooks.blogspot.com/

گرت ہواست کہ چوں جم بسرِ غیب رسی
اگر تجھے خواہش ہے کہ جمشید کی طرح غیب کے راز تک پہنچے
بیا و ہمدمِ جامِ جہاں نما میباش
آ، اور جام جہاں نما کا ہمدم بن

چو غنچہ گرچہ فروبستگی ست کارِ جہاں
دنیا کا معاملہ اگرچہ غنچہ کی طرح گرہ لگا ہوا ہے
تو ہمچو بادِ بہاری گرہ کشا میباش
تو موسم بہار کی طرح گرہ کھولنے والا بن

وفا مجوی ز کس ور سخن نمی شنوی
کسی سے وفا کا طالب نہ بن اور اگر تو بات نہیں سنتا ہے
بہرزہ طالبِ سیمرغ و کیمیا میباش
تو بیکار، سیمرغ اور کیمیا کا طالب بن

مریدِ طاعتِ بیگانگاں مشو حافظ
اے حافظ! غیروں کی بندگی کا طالب نہ بن
ولے معاشرِ رندانِ آشنا میباش
لیکن، دوست رندوں کا ہم صحبت بن

چو بر شکست صبا زلفِ عنبر افشانش
جب صبا نے اس کی عنبر بکھیرنے والی زلف کو پریشان کیا
بہر شکستہ کہ پیوست تازہ شد جانش
ہر شکستہ کو جو ملی اس کی جان تازہ ہو گئی

کجاست ہمنفسے تا بشرحِ غصہ دہم
وہ ہمدم کہاں ہے جس سے رنج کی تشریح کروں
کہ دل چہ میکشد از روزگارِ ہجرانش
کہ دل اس کے ہجر کے زمانے سے کیا برداشت کرتا ہے

نسیمِ صبح وفانامہ کہ برد بدوست
صبح کی نسیم جو وفانامہ دوست کے پاس لے گئی
زخونِ دیدۂ ما بود مہرِ عنوانش
اس کے عنوان کی مہر ہماری آنکھوں کے خون کی تھی

زمانہ از ورقِ گل مثالِ روئے تو بست
زمانے نے پھول کی پتی سے تیرے چہرے کی مثال بنائی
ولے ز شرمِ تو در غنچہ کرد پنہانش
لیکن تیری شرم کی وجہ سے اس کو غنچہ میں چھپا دیا

بسے شدیم و نشد عشق را کرانہ پدید
ہم بہت بھٹکے، اور عشق کا کنارہ نمودار نہ ہوا
تبارک اللہ ازیں رہ کہ نیست پایانش
تبارک اللہ اس راستے کی کوئی انتہا نہیں ہے

جمالِ کعبہ مگر عذرِ رہرواں خواہد
کعبہ کا جمال، شاید مسافروں کی عذر خواہی کرے
کہ جانِ زندہ دلاں سوخت در بیابانش
اس لیے کہ زندہ دلوں کی جان اس کے بیابان میں جل گئی

دلم کہ مہرِ تو از غیرِ تو نہاں میداشت
میرا دل جو تیری محبت کو غیر سے پوشیدہ رکھتا تھا
ببیں کہ دیدہ کند فاش پیشِ یارانش
دیکھ کہ دوستوں کے سامنے آنکھ اس کو ظاہر کرتی ہے

بدیں شکستہ بیت الحزن کہ می آرد
اس غم کی کوٹھری کے شکستہ کو کون لاتا ہے
نشانِ یوسفِ دل از چہِ زنخدانش
اس کی ٹھوڑی کے کنویں سے دل کے یوسف کا پتہ

بگیرم آں سرِ زلف و بدستِ خواجہ دہم
میں اس کی زلف کو پکڑوں گا اور آقا کے ہاتھ میں دے دوں گا
کہ دادِ من بستاند مگر ز دستانش
شاید اس کے مکر و فریب سے مجھے انصاف دلائے

سحر بطرفِ چمن می شنیدم از بلبل
صبح کو چمن کے کنارے پر میں بلبل سے سن رہا تھا
نوائے حافظِ خوش لہجۂ غزلخوانش
اس کے غزل خواں، خوش لہجہ، حافظ کی آواز

۱۔ جمشید کی طرح غیب کے راز تک پہنچنا ہے تو جام جہاں نما کا ہمدم بن۔
۲۔ دنیا کا کام غنچہ کی طرح گرہ بستہ ہے تو بہار کی ہوا کی طرح گرہ کشائی کر۔
۳۔ وفا دنیا سے عنقا ہے، جیسے کیمیا اور سیمرغ۔
یعنی وفا ناپید ہے۔
۵۔ صبا نے جب محبوب کی زلف پریشان کی تو شکستہ دلوں میں تازہ جان آ گئی ہے۔
۷۔ صبا نے ہمارے خون کے آنسوؤں سے مہر لگا کر خط محبوب کو بھیجا۔
۸۔ غنچہ میں پتی اس لیے چھپی ہوئی ہے کہ اس کو محبوب کے چہرے سے شرم آتی ہے۔
۱۰۔ جو لوگ کعبہ کی راہ میں جل کر مر گئے ہیں اور کعبہ تک نہیں پہنچ سکے کعبہ ان کی معذرت خود کرے گا۔
۱۲۔ بیت الحزن وہ کوٹھری جس میں حضرت یعقوب حضرت یوسف کے فراق کے مصائب جھیلتے تھے۔
۱۴۔ صبح کو چمن میں بلبل حافظ کی غزل گاتی تھی یعنی حافظ کا کلام مشرق و مغرب میں مشہور ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

چو جام لعل تو نوشم کجا بماند ہوش
جب میں تیرے لعل سا جام پیتا ہوں تو ہوش کہاں رہتا ہے؟

چو چشم مست تو بینم بجا نماند گوش
جب تیری مست آنکھ دیکھتا ہوں تو کان اپنی جگہ پر نہیں رہتے

منم غلام تو ور زانکہ از من آزادی
میں تیرا غلام ہوں اور چونکہ تو مجھ سے آزاد ہے

مرا بکوزہ فروش شرابخانہ فروش
مجھے شراب خانہ کے کوزہ فروش کے ہاتھ بیچ دے

بوئے آنکہ ز میخانہ کوزۂ یابم
اس امید پر کہ شراب خانہ سے ایک کوزہ حاصل کر لوں گا

روم سبوئے خراباتیاں کشم بدوش
جاتا ہوں، شرابیوں کی مشک کندھے پر اٹھاتا ہوں

مراں مگوی کہ خاموش باش و دم درکش
مجھ سے نہ کہہ کہ چپ رہ اور سانس کھینچ لے

کہ در چمن نتواں یافت مرغ را خاموش
اس لیے کہ چمن میں بلبل کو خاموش نہیں پایا جا سکتا

اگر نشان تو جویم کدام صبر و قرار
اگر تیرا پتہ ڈھونڈوں تو مجھے صبر و قرار کہاں ہے؟

وگر حدیث تو گویم کدام طاقت و ہوش
اور اگر تیری بات کروں تو طاقت اور ہوش کہاں ہے؟

شراب پختہ بخاماں دل فسردہ مدہ
پرانی شراب افسردہ دل کچوں کو نہ دے

کہ بادہ آتش تیز است و پختگاں بجوش
اس لیے کہ شراب ایک تیز آگ ہے اور پختہ کار جوش میں ہیں

نعیم روضۂ جنت بذوق آں نرسد
جنت کے باغ کی نعمت اس مزے کو نہیں پہنچتی ہے

کہ یار نوش کند بادہ و تو گوئی نوش
کہ یار شراب پئے اور تو کہے پیجئے

مرا چو خلعت سلطان عشق میدادند
جب مجھے عشق کے بادشاہ کی خلعت مل رہی تھی

ندا زدند کہ حافظ خموش باش خموش
آواز دی کہ حافظ چپ رہ، چپ

خوشا شیراز و وضع بیمثالش
شیراز اور اس کی بے مثال وضع کیسی اچھی ہے

خداوندا نگہ دار از زوالش
اے خدا! اس کو زوال سے بچا

ز رکنا باد ما صد لوحش اللہ
ہمارے رکنا باد پر سو بار لوحش اللہ ہو

کہ عمر خضر می بخشد زلالش
اس لیے کہ اس کا نیر پانی خضر کی عمر بخشتا ہے

میان جعفر آباد و مصلّے
جعفر آباد اور مصلّے کے درمیان

عبیر آمیز می آید شمالش
رکنا باد کی شمالی ہوا مشک آمیز آتی ہے

بشیراز آی و فیض روح قدسی
شیراز میں آجا، اور جبریل کا فیض

بجواہ از مردم صاحب کمالش
طلب کر، اس کے صاحب کمال انسانوں سے

کہ نام قند مصری برد آنجا
اس جگہ مصری قند کا کس نے نام لیا؟

کہ شیریناں ندادند انفعالش
کہ شیریں لب والوں نے اس کو شرمندہ نہیں کیا

صبا زاں لولی شنگول سرمست
اے صبا! اس شوخ، شنگول، مست کی

چہ داری آگہی چونست حالش
تو کیا خبر رکھتی ہے؟ اس کا حال کیا ہے؟

مکن بیدارازیں خوابم خدارا
خدا کے لیے مجھے اس نیند سے بیدار نہ کر

کہ دارم عشرتے خوش باخیالش
اس لیے کہ میرا اس کے خیال سے عمدہ میل جول ہو رہا ہے

۱؎ شراب خانہ کے کوزہ فروش کی غلامی میں شراب تو پیئے گا ہی۔ ۲؎ ایک پیالہ شراب کی تمنا میں شرابیوں کی خدمتگاری کا پیشہ ہے جس میں قدر لطف [illegible] اس بات میں ہے کہ یار پیئے اور پلائے اس قدر لطف جنت کی نعمتوں میں بھی نہیں ہے۔ ۳؎ جب مجھے عشق کی خلعت مل رہی تھی چپ رہنے کا حکم ملا۔ ۴؎ اس غزل میں خواجہ صاحب نے شیراز کی [illegible] اور مصلیٰ کی تعریفیں کی ہیں ان سے خواجہ صاحب کو بہت زیادہ محبت تھی۔ ۵؎ لوحش اللہ [illegible] [illegible] استعمال کی کثرت سے اس طرح [illegible] حسین مصری [illegible] [illegible] نہیں لیتے ہیں۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

گر آں شیریں پسر خونم بریزد
اگر وہ شیریں لڑکا میرا خون بہائے

دلا چوں شیر مادر کن حلالش
اے دل! ماں کے دودھ کی طرح اس کو حلال کر دے

چرا حافظ چو می ترسیدی از ہجر
اے حافظ جبکہ تو اس کے ہجر سے ڈرتا تھا تو کیوں؟

نکردی شکر ایام وصالش
اس کے وصال کے دنوں کا تو نے شکر ادا نہ کیا

در عہد بادشاہ خطا بخش جرم پوش
خطا بخش جرم پوش بادشاہ کے دور میں

حافظ قرابہ کش شد و مفتی پیالہ نوش
حافظ قرابہ کش، اور مفتی پیالہ نوش ہو گیا

صوفی ز کنج صومعہ در پای خم نشست
صوفی عبادت خانے کے گوشے سے اٹھ کے مٹکے کے پاس آ بیٹھا

تا دید محتسب کہ سبو میکشد بدوش
جبکہ اس نے دیکھا کہ محتسب بھی کندھے پر گھڑا لیے پھرتا ہے

احوال شیخ و قاضی و شرب الیہود شان
شیخ اور قاضی کے اور ان کے چھپ کر پینے کے حالات کا

کردم سوال صبحدم از پیر مے فروش ق
میں نے صبح کے وقت شراب فروش پیر سے سوال کیا

گفتا نہ گفتنی ست سخن گرچہ محرمی
اس نے کہا، اگرچہ تو محرم ہے لیکن بات کہنے کی نہیں ہے

درکش زبان و پردہ نگہدار و مے بنوش
زبان بند کر لے اور پردے کا خیال رکھ اور شراب پی

ساقی بہار میرسد و جام مے نماند
اے ساقی! بہار آ رہی ہے، اور شراب کا جام نہیں رہا

فکرے بکن کہ خون دل آمد ز غم بجوش
کوئی تدبیر کر کہ دل کا خون غم کی وجہ سے جوش میں آ گیا ہے

عشق ست و مفلسی و جوانی و نو بہار
عشق ہے، اور مفلسی، اور جوانی ہے اور نو بہار

عذرم پذیر و جرم بذیل کرم بپوش
میرا عذر قبول کر لے اور کرم کے دامن سے جرم کو ڈھانپ لے

اے بادشاہ صورت و معنی کہ مثل تو
اے صورت اور سیرت کے بادشاہ، جو تجھ جیسا

نادیدہ ہیچ دیدہ و نشنیدہ ہیچ گوش
کسی آنکھ نے نہیں دیکھا اور کسی کان نے نہیں سنا

چنداں بمان کہ خرقہ ازرق کند قبول
اس قدر زندہ رہ، کہ نیلا خرقہ قبول کرے

ق بخت جوانت از فلک پیر ژندہ پوش
تیرا جوان نصیب گدڑی پہننے والے بوڑھے آسمان سے

تا چند ہمچو شمع زبان آوری کنی
شمع کی طرح، تو کب تک زبان درازی کرے گا

پروانہ مراد رسید اے محب خموش
اے عاشق! خاموش ہو جا، مراد کا پروانہ آ گیا

دی شب ندا ز غیب بگوش دلم رسید
میرے دل کے کان میں کل رات غیب سے آواز آئی

حافظ تو غصہ کم خور و بنشین و مے بنوش
اے حافظ تو غم کم کھا، بیٹھ اور شراب پی

دلم رمیدہ شد و غافلم من درویش
میرا دل اڑ گیا، اور میں درویش غافل ہوں

کہ آں شکاری سرگشتہ را چہ آمد پیش
کہ اس پریشان شکاری کو کیا پیش آیا!

چو بید بر سر ایمان خویش می لرزم
میں اپنے ایمان کے بارے میں بید کی مانند لرزاں ہوں

کہ دل بدست کمان ابروے ست کافر کیش
اس لئے کہ دل ایک کمان جیسے ابرو والے کافر کیش کے ہاتھ میں ہے

ا؎ امیر مبارز الدین نے شراب خانے بند کرا دیئے تھے اس کے مرنے کے بعد شاہ شجاع نے پھر جاری کرا دیئے تو خواجہ صاحب نے اس غزل میں اسی طرف اشارہ کیا ہے۔ [illegible] حافظ اور مفتی سب شراب نوش ہو گئے ہیں۔
ب؎ شرب الیہود [illegible] کو پینا چونکہ وہ لوگ وعدے میں چھپ کر شراب پیتے تھے اس لیے چھپ کر پینے کو شرب الیہود کہا جانے لگا۔
ج؎ عیش و عشرت کے سارے اسباب جمع ہیں، اگر غلطی ہو جائے تو معاف کر دینا۔
د؎ یہ شعر قطعہ بند ہے اگلے شعر کے ساتھ مل کر مطلب پورا ہو گا۔ ایران کا قاعدہ تھا کہ بادشاہ بوڑھا ہو جانے پر گدڑی پہنتا تھا اور [illegible] گوشہ نشین ہو جاتا تھا۔ مطلب یہ ہے کہ تو بہت دنوں بادشاہ رہے، تیری عمر دراز ہو۔
ہ؎ شکاری سے دل رمیدہ مراد ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

خیالِ حوصلۂ بحر می پزم ہیہات
میں سمندر کے حوصلہ کا خیال پکا رہا ہوں، افسوس ہے
چہاست در سرِ ایں قطرۂ محال اندیش
اس نا سمجھ بات سوچنے والے قطرے کے سر میں کیا کچھ ہے

بکوئے میکدہ گریان و سرفگندہ روم
شراب خانے کے کوچہ میں روتے ہوئے اور سر جھکائے ہوئے جاؤں گا
چرا کہ شرم ہمی آیدم ز حاصلِ خویش
اس لیے کہ اپنی پونجی سے مجھے شرم آتی ہے

نہ عمرِ خضر بماند نہ ملکِ اسکندر
نہ خضر کی عمر رہتی ہے، نہ سکندر کا ملک
نزاع بر سرِ دنیائے دوں مکن درویش
اے درویش کمینی دنیا پر جھگڑا نہ کر

بنازم آں مژۂ شوخِ عافیت کش را
اس عافیت کش، شوخ پلک پر میں ناز کرتا ہوں
کہ موج میزندش آبِ نوش بر سرِ نیش
کہ جس کے ڈنک پر آبِ حیات جوش مارتا ہے

ز آستینِ طبیباں ہزار خوں بچکد
طبیبوں کی آستین سے خون کے ہزاروں قطرے ٹپکیں
گرم بتجربہ دستے نہند بر دلِ ریش
اگر میرے زخمی دل پر تجربہ کے لیے ہاتھ رکھیں

تو بندۂ گلہ از بادشہ مکن اے دل
اے دل تو غلام ہے، بادشاہ کا شکوہ نہ کر
کہ شرطِ عشق نباشد شکایت از کم و بیش
اس لیے کہ کم و بیش کی شکایت عشق کے مناسب نہیں ہوتی ہے

بداں کمر نرسد دستِ ہر گدا حافظ
اے حافظ اس کمر تک ہر فقیر کا ہاتھ نہیں پہنچتا ہے
خزینۂ بکف آور ز گنجِ قاروں بیش
قاروں کے خزانے سے زیادہ خزانہ حاصل کر

دوش با من گفت پنہاں رازدانے تیز ہوش
کل مجھ سے تیز ہوش ایک راز داں نے چپکے سے کہا
کز شما پنہاں نشاید داشت رازِ مے فروش
کہ شراب فروش کا راز تم سے پوشیدہ نہیں رکھا جا سکتا ہے

گفت آساں گیر بر خود کارہا کز روئے طبع
اس نے کہا اپنے اوپر آسان کر لے اس لیے کہ طبعاً
سخت میگردد جہاں بر مردمانِ سخت کوش
سخت کوش انسانوں پر زمانہ سخت ہو جاتا ہے

وانگہم در داد جامے کز فروغش بر فلک
پھر اس نے مجھے ایسا جام دیا کہ اس کی روشنی سے آسمان پر
زہرہ در رقص آمد و بربط زناں میگفت نوش
زہرہ رقص میں آ گئی اور وہ بربط بجاتے ہوئے کہہ رہی تھی پی لے

تا نگردی آشنا زیں پردہ بوئے نشنوی
جب تک تو اس پردہ سے آشنا نہ ہو گا کوئی خوشبو نہ سونگھے گا
گوشِ نامحرم نباشد جائے پیغامِ سروش
نامحرم کے کان فرشتے کے پیغام کی جگہ نہیں ہوتے ہیں

در حریمِ عشق نتواں زد دم از گفت و شنید
عشق کے حرم میں گفت و شنید کا دم نہیں مارا جا سکتا
زانکہ آنجا جملہ اعضا چشم باید بود و گوش
اس لیے کہ اس جگہ تمام اعضاء کو آنکھ اور کان بننا چاہیے

در بساطِ نکتہ داناں خود فروشی شرط نیست
نکتہ دانوں کی بساط پر اپنی نمائش جائز نہیں ہے
یا سخن دانستہ گو اے مردِ بخرد یا خموش
اے عقلمند! بات سمجھ کر کہہ یا چپ رہ

با دلِ خونیں لبِ خنداں بیاور ہمچو جام
جام کی طرح خونی دل کے ساتھ مسکراتے ہونٹ لا
نے گرت زخمے رسد آئی چو چنگ اندر خروش
نہ کہ اگر تجھے ایک زخم لگے، بانسری کی طرح جوش میں آ جائے

گوش کن پند اے پسر وز بہرِ دنیا غم مخور
اے بیٹے نصیحت سن، دنیا کے لیے غم نہ کر
گفتمت چوں دُر حدیثے گر توانی داشت گوش
میں نے تجھ سے موتی جیسی بات کہی ہے، اگر تو کان لگا

http://www.muftbooks.blogspot.com/

ساقیا مے دہ کہ رندیہائے حافظ عفو کرد
اے ساقی شراب دے اس لئے کہ حافظ کی رندیوں کو معاف کر دیا ہے

خسرو صاحبقران جرم بخش عیب پوش
جرم بخش، عیب پوش صاحبقران بادشاہ نے

سحر ز ہاتفِ غیبم رسید مژدہ بگوش | کہ دورِ شاہ شجاع ست مے دلیر بنوش
صبح کے وقت غیبی ہاتف کی جانب سے خوشخبری میرے کان میں پہنچی | کہ شاہ شجاع کا دور ہے دلیری سے شراب پی

شد آنکہ اہلِ نظر بر کنارہ میرفتند | ہزار گونہ سخن بر دہان و لب خاموش
وہ وقت گیا کہ نظر باز کنارے پر چلتے تھے | منہ میں ہزاروں قسم کی باتیں تھیں اور ہونٹ خاموش تھا

بہ بانگِ چنگ بگوئیم آں حکایتہا | کہ از نہفتنِ او دیگِ سینہ میزد جوش
چنگ کی دھن پر ہم وہ حکایتیں بیان کریں گے | جن کے چھپانے سے سینہ کی دیگ جوش مارتی تھی

شرابِ خانگی از بیمِ محتسب خوردن | بروئے یار بنوشیم و بانگِ نوشا نوش
چھپ کر شراب پینا محتسب کے ڈر سے تھا | یار کے سامنے، پیو، پیو کی آواز پر پیتے ہیں

زکوئے میکدہ دوشش بدوش می بردند | امامِ شہر کہ سجادہ می کشید بدوش
شراب خانہ کے کوچے سے کل اس کو کندھے پر لیجا رہے تھے | جو شہر کا امام کندھے پر مصلّے لیے پھرتا تھا

دلا دلالتِ خیرت کنم براہِ نجات | مکن بفسق مباہات و زہد ہم مفروش
اے دل! نجات کے راستے میں تیری نیک رہنمائی کرتا ہوں | فسق پر فخر نہ کر اور زہد فروشی بھی نہ کر

محلِّ نورِ تجلی ست رائے انورِ شاہ | چو قربِ او طلبی در صفائے نیت کوش
بادشاہ کی روشن رائے، تجلّی کے نور کی جگہ ہے | اگر اس کی نزدیکی چاہتا ہے نیت کی صفائی کی کوشش کر

بجز ثنائے جلالش مساز وردِ ضمیر | کہ ہست گوشِ دلش محرمِ پیامِ سروش
اس کے جلال کی تعریف کے علاوہ دل کا کوئی وظیفہ نہ بنا | اس لئے کہ اس کے دل کا کان غیبی فرشتے کے پیام کا محرم ہے

رموزِ مصلحتِ ملک خسرواں دانند
ملک کی مصلحت کے راز بادشاہ جانتے ہیں

گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش
اے حافظ! تو ایک گوشہ نشین فقیر ہے، غل نہ مچا

شرابِ تلخ میخواہم کہ مرد افگن بود زورش | کہ تا یکدم بیاسایم ز دنیا و شر و شورش
میں ایسی کڑوی شراب چاہتا ہوں جس کا نشہ مرد افگن ہو | تاکہ دنیا اور اس کے شور و شر سے ذرا آرام پاؤں

بیاور مے کہ نتواں شد زمکرِ آسماں ایمن | بلعبِ زہرۂ چنگی و بہرامِ سلحشورش
شراب لا، اس لئے کہ آسمان کے مکر سے مطمئن نہیں ہوا جا سکتا | چنگ والی زہرہ کے کھیل سے اور اس کے ہتھیار بند بہرام کی وجہ سے

کمندِ صیدِ بہرامی بیفگن جامِ جم بردار | کہ من پیمودم ایں صحرا نہ بہرام ست نے گورش
شکار کی بہرامی کمند پھینک دے، جامِ جم اٹھالے | اس لئے کہ میں نے یہ جنگل ناپا ہے، نہ بہرام ہے نہ اس کا گورخر

نظر کردن بدرویشاں منافیِ بزرگی نیست | سلیماں با چناں حشمت نظرہا بود با مورش
درویشوں کی طرف نظر کرنا، بڑائی کے منافی نہیں ہے | باوجود ایسی حشمت کے سلیمان کی نظریں چیونٹی پر تھیں

۱؎ صاحب قران وہ شخص کہلاتا ہے جس کی پیدائش کے وقت زحل اور مشتری ایک برج میں جمع ہوں ایسا شخص صاحب نصیب ہوتا ہے۔ یہاں اس سے محمود بن سلطان شاہ شجاع مراد ہے۔
۲؎ یہ غزل بھی حافظ نے اس وقت کہی ہے جب امیر مبارز الدین کے انتقال کے بعد اس کے بیٹے شاہ شجاع نے شراب خانے کھلوا دیئے تھے۔
۳؎ وہ بیہوش پڑا تھا کندھے پر ڈال کر لیجا رہے تھے۔
۴؎ بادشاہ کا قرب نیت کی صفائی سے حاصل ہوتا ہے۔
۵؎ یعنی اگر شاہ شجاع نے شراب خانے کھلوا دیئے ہیں تو کیوں شور کرتا ہے وہ ملکی مصلحتوں کو جانتا ہے۔
۶؎ شعر بوستان کو تقاضا تک دیا گیا ہے اور دنیا میں انسان کے رنگ کے اثر سے ہے بہرام سے مریخ مراد ہے قتل اور غارتگری اس کے اثر سے مانی گئی ہے۔
۷؎ بہرام عراق کا مشہور بادشاہ گذرا ہے چونکہ اس کو گورخر کے شکار کا بہت شوق تھا اس لئے اس کو بہرام گور کہا جاتا ہے۔ شعر میں گور سے دونوں معنی مراد ہو سکتے ہیں یعنی گورخر اور قبر۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

بیا تا در می صافیت راز دهر بنمایم
آ تاکہ صاف شراب میں تجھے زمانہ کا راز دکھاؤں

بشرط آنکه ننمائی بکج طبعان دل کورش
اس شرط پر کہ تو اسکو کج طبع اندھے دل والوں کو نہ دکھائے

شراب لعل می‌نوشم من از جام زمردگون
سبز زمرد کے جام سے لعل جیسی سرخ شراب پیتا ہوں

که زاهد افعی وقتست میسازم ازین کورش
اس لیے کہ زاہد وقت کا سانپ ہے اور اس سے اسکو اندھا کرتا ہوں

سماط دهر دون پرور ندارد شهد آسایش
کمینہ پرور زمانہ کا دسترخوان آرام کا شہد نہیں رکھتا ہے

مذاق حرص و آز ای دل بشوی از تلخ و از شورش
اے دل حرص اور لالچ کا مزا تلخ اور نمکین سے دھو ڈال

کمان ابروی جانان نمی‌پیچد سر از حافظ
محبوب کی ابرو کی کمان حافظ سے سر نہیں موڑتی ہے

ولیکن خنده می‌آید بدین بازوی بی‌زورش
لیکن اس کے ناطاقت بازو پر ہنسی آتی ہے

صوفی گلی بچین و مرقع بخار بخش
اے صوفی کوئی پھول چن اور گدڑی کانٹے کو بخش دے

وین زهد خشک را بمی خوشگوار بخش
اور یہ خشک زہد خوشگوار شراب کو بخش دے

طامات و زرق در ره آهنگ چنگ نه
ڈینگوں اور مکر کو چنگ کی آواز کے راستے میں رکھ دے

تسبیح و طیلسان بمی و میگسار بخش
تسبیح اور چادر کو شراب اور شراب خوار کو بخش دے

زهد گران که ساقی و شاهد نمی‌خرند
بھاری زہد جس کو ساقی اور معشوق نہیں خریدتے ہیں

در حلقهٔ چمن به نسیم بهار بخش
باغ کے حلقہ میں موسم بہار کی نسیم کو بخش دے

راهم شراب لعل زد ای میر عاشقان
اے عاشقوں کے سردار سرخ شراب نے مجھ پر ڈاکہ ڈالا ہے

خون مرا بچاه زنخدان یار بخش
میرا خون دوست کی ٹھوڑی کے کنویں کو بخش دے

یارب بوقت گل گنه بنده عفو کن
اے خدا پھولوں کے موسم میں بندہ کے گناہ معاف کر دے

وین ماجرا بسرو لب جویبار بخش
اور اس قصہ کو نہر کے کنارے کے سرو کے پاس جو ہے بخش دے

ای آنکه ره بمشرب مقصود برده
اے وہ جو مقصد کے گھاٹ پر پہنچ گیا ہے

زین بحر قطرهٔ بمن خاکسار بخش
اس سمندر کا ایک قطرہ مجھ خاکسار کو بخش دے

شکرانه گر روی ترا چشم بد ندید
اس شکرانہ میں کہ تیرے چہرے کو نظر بد نے نہیں دیکھا ہے

ما را بعفو و لطف خداوندگار بخش
ہمیں خدا کے عفو اور مہربانی کے طفیل بخش دے

ساقی چو شاه نوش کند بادهٔ صبوح
اے ساقی! جب بادشاہ صبح کی شراب پیئے

گو جام زر بحافظ شب زنده دار بخش
کہہ دے کہ سونے کا جام شب بیدار حافظ کو بخش دے

فکر بلبل همه آنست که گل شد یارش
بلبل کا صرف یہ خیال ہے کہ پھول اس کا یار بن گیا

گل در اندیشه که چون عشوه کند در کارش
پھول اس فکر میں ہے کہ اس کے معاملہ میں ناز کیسے دکھائے

دلربائی همه آن نیست که عاشق بکشند
معشوقی اور دلربائی یہی نہیں ہے کہ عاشق کو قتل کر دے

خواجه آنست که باشد غم خدمتگارش
آقا وہ ہے جس کو خدمت گزار کی فکر ہو

۱ مطلب یہ ہے کہ فیض کی تعلیم سے سانپ اندھا ہو جاتا ہے۔
۲ انسان کو ایسا ہونا چاہیے کہ زمانہ کے تلخ اور شیریں تک اس کے لیے کوئی فرق نہ ہو۔
۳ کیونکہ باوجود اس طاقت کے وہ میرے کو دل سے چاہتے ہیں۔
۴ طامات وہ باتیں جو صوفی اپنی کرامات کے طور پر کہتے ہیں۔ طیلسان وہ چادر جو عموماً صوفیا اوڑھتے تھے۔
۵ مجھے محبوب کے ہونٹوں اور چاہ زنخدان نے مار ڈالا ہے لیکن میرے خون کا بدلہ نہ لینا۔
۶ موسم بہار اور نہر پر سرو کے نیچے کے گناہ قابل معافی ہیں۔
۷ عاشق کہہ رہا ہے کہ معشوق کو رحم کرنا، معشوق کی فکر کی تدبیر میں صرف رہا ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

جائے آنست کہ خوں موج زند در دلِ لعل
موقع اس کا ہے کہ لعل کے دل میں خون جوش مارے
زیں تغابن کہ خزف می شکند بازارش
اس ٹوٹے سے کہ ٹھیکری اس کے بازار کو ٹھنڈا کرتی ہے

بلبل از فیضِ گل آموخت سخن ورنہ نبود
بلبل پھول کے فیض سے بات کرنا سیکھی ورنہ
ایں ہمہ قول و غزل تعبیہ در منقارش
یہ سب قول اور غزل اس کی چونچ میں چھپے ہوئے تھے

آں سفر کردہ کہ صد قافلۂ دل ہمرہِ اوست
وہ مسافر جس کے ہمراہ دل کے سو قافلے ہیں
ہر کجا ہست خدایا بسلامت دارش
جہاں بھی ہے اے خدا اس کو سلامت رکھ

اگر از سوئے نفس و ہوا دور شوی
اگر تو نفس اور خواہش کے وسوسے سے دور ہو جائے
بیشکے رہ ببری در حرمِ دیدارش
بیشک تو اس کے دیدار کے حرم کا راستہ طے کرلے

اے کہ از کوچۂ معشوقۂ ما میگذری
اے وہ جو ہماری معشوقہ کے کوچہ سے گذر رہا ہے
باخبر باش کہ سر می شکند دیوارش
ہوشیار رہو اس لیے کہ اس کی دیوار سر پھوڑ دیتی ہے

صحبتِ عافیت گرچہ خوش افتاد اے دل
اے دل اگرچہ آرام کی صحبت تجھے پسند آگئی ہے
جانبِ عشق عزیز است فرو مگذارش
عشق کا پہلو بھی عزیز ہے اس کو نہ چھوڑ

صوفی از سرخوش ازیں دست کہ کج کرد کلاہ
صوفی اگر اس سے مست ہے کہ اس نے ٹوپی ٹیڑھی کرلی ہے
بدو جامِ دگر آشفتہ شود دستارش
اور دو پیالوں میں اس کی پگڑی بکھر جائے گی

دلِ حافظ کہ بدیدارِ تو خوگر شدہ است
حافظ کا دل جو تیرے دیدار کا عادی ہوگیا ہے
نازپروردِ وصال ست مجو آزارش
وہ وصل کے نازوں کا پالا ہوا ہے اس کو مت ستا

کنارِ آب و پائے بید و طبعِ شعر و یارے خوش
پانی کا کنارہ اور بید کا سایہ اور موزوں طبیعت اور ایک حسین معشوق
معاشر دلبرِ شیریں و ساقی گلعذارے خوش
شیریں دلبر ساتھی ہے اور حسین پھول جیسے رخسار والا ساقی ہے

الا اے دولتِ طالع کہ قدرِ وصل میدانی
اے نصیبے کی دولت! اب تو وصل کی قدر جانتی ہے
گوارا بادت ایں عشرت کہ داری روزگارے خوش
خدا کرے تجھے یہ عیش راس آئے کہ تجھے اچھا زمانہ میسر ہے

عروسِ طبع را زیور ز فکرِ بکر می بندم
طبیعت کی دلہن کو تازہ فکر کا زیور پہناتا ہوں
بود کز نقشِ ایامم بدست افتد نگارے خوش
ہوسکتا ہے کہ زمانے کے نقش سے کوئی حسین معشوق میرے ہاتھ لگ جائے

شبِ صحبت غنیمت دان و دادِ خوشدلی بستاں
صحبت کی رات کو غنیمت سمجھ اور خوشدلی کی داد حاصل کر
کہ مہتابے دل افروز ست و طرفِ لالہ زارے خوش
اس لیے کہ دل افروز چاندنی ہے اور حسین لالہ زار کا کنارہ ہے

مے در کاسۂ چشمِ ساقی را بنام ایزد
ماشاء اللہ، ساقی کی آنکھوں کے پیالہ میں کیسی شراب ہے
کہ مستی میکند با عقل و می آرد خمارے خوش
جو عقل کے ساتھ مستی کرتی ہے اور بہترین خمار لاتی ہے

ہر آنکس را کہ بر خاطر ز عشقِ دلبرے باریست
جو شخص کسی معشوق کے عشق کا دل پر بوجھ رکھتا ہے
سپندے گو بر آتش نہ کہ داری کار و بارے خوش
اس سے کہہ دو آگ پر سپند ڈال دے کیونکہ تیرا کاروبار اچھا ہے

بغفلت عمر شد حافظ بیا با ما بمیخانہ
اے حافظ غفلت میں عمر ختم ہوگئی، ہمارے ساتھ شراب خانہ میں آ
کہ شنگولانِ سرمستت بیاموزند کارے خوش
تاکہ مست معشوق تجھے ایک بہتر کام سکھا دیں

۱۔ جبکہ ٹھیکری کی وجہ سے لعل کا بازار بگڑ جاتا ہے تو اس کا دل خون ہو جانا چاہئے۔ ۲۔ بلبل عشق کے فیض سے نغمہ سرا ہے۔ ۳۔ یہ کوچۂ عشق میں ہوتے ہیں۔ ۴۔ صوفی میں اگر کچھ نخوت ہے تو دو چار جام اس کو اور پلادو۔ ۱۔ مجھ کو عیش نصیب ہوا ہے طبیعت شعر سے موزوں ہے کہ ایسا پرلطف سماں ہے کہ دل شگفتہ ہو رہا ہے۔ ۲۔ ہر چیز کی قدر وصل کے بعد ہوتی ہے۔ ۳۔ عیش جو موجود ہے اس کو غنیمت جان کر اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ ۴۔ عشق کی دولت کو نظر بد سے بچانے کے لئے آگ پر سپند جلانا چاہیے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

ما آزمودہ ایم دریں شہر بخت خویش
اس شہر میں ہم نے اپنا مقسوم آزمایا ہے
باید بروں کشید ازیں ورطہ رخت خویش
اس بھنور سے اپنا سامان باہر نکالنا چاہیے

از بسکہ دست می گزم و آہ می کشم
میں اس قدر ہاتھ کاٹتا ہوں اور آہ بھرتا ہوں
آتش زدم چو گل بتن لخت لخت خویش
کہ پھول کی طرح اپنے پارہ پارہ جسم میں آگ لگا دی ہے[1]

دوشم ز بلبلے چہ خوش آمد کہ می سرود
کل رات مجھے بلبل کی بات کیسی بھلی معلوم ہوئی جبکہ وہ گا رہی تھی
گل گوش پہن کردہ ز شاخ درخت خویش
پھول اپنے درخت کی شاخ سے کان کھولے ہوئے تھے[2]

کاے دل صبور باش کہ آں یار تند خو
کہ اے دل صبر کر کہ وہ بد مزاج یار
بسیار تند خوے نشیند ز بخت خویش
اپنے نصیب کی وجہ سے بہت بد مزاج بیٹھا ہے

گر موج خیز حادثہ سر بر فلک زند
اگر حادثہ کی موج اٹھانے والی آسمان تک بھی پہنچ جائے
عارف بآب تر نکند رخت بخت خویش
عارف اپنے نصیب کے سامان کو پانی میں تر نہیں کرتا ہے[3]

خواہی کہ سخت و سست جہاں بر تو بگذرد
اگر تو چاہتا ہے کہ زمانہ کا سخت اور سست تجھ پر گزر جائے
بگذر ز عہد سست و سخنہائے سخت خویش
اپنے کچے وعدے اور سخت باتوں سے باز آ جا

اے حافظ ار مراد میسر شدے مدام
اے حافظ! اگر مراد ہمیشہ حاصل ہو جایا کرتی
جمشید نیز دور نماندے ز تخت خویش
جمشید بھی اپنے تخت سے دور نہ رہتا

من خرابم ز غم یار خراباتی خویش
میں اپنے خراباتی معشوق کے غم میں خراب ہو رہا ہوں
می زند غمزۂ او ناوک غم بر دل ریش
زخمی دل پر اس کی ادا غم کا تیر مارتی ہے

با تو پیوستم و از غیر تو دل ببریدم
میں تجھ سے پیوستہ ہو گیا ہوں اور تیرے غیر سے دل ہٹا لیا ہے
آشنائے تو ندارد سر بیگانہ و خویش
تیرا آشنا اپنے اور غیر کا خیال نہیں رکھتا ہے

بعنایت نظرے کن کہ من دل شدہ را
مہربانی کی نظر کر اس لیے کہ مجھ دل گشتہ کا
نرود بے مدد لطف تو کارے از پیش
تیری مہربانی کی مدد کے بغیر کوئی کام آگے نہیں بڑھتا ہے

آخر اے پادشہ حسن و ملاحت چہ شود
اے حسن اور ملاحت کے بادشاہ کیا ہو جائے گا
گر لب لعل تو ریزد نمکے بر دل ریش
اگر تیرا لعل جیسا ہونٹ زخمی دل پر نمک چھڑک دے گا[4]

خرمن صبر من سوختہ دل داد بباد
مجھ سوختہ دل کے صبر کا کھلیان ہوا پر برباد کر دیا
چشم مست تو کہ بکشاد کمیں از پس و پیش
تیری مست آنکھ نے جو آگے پیچھے سے گھات لگائی

گر چلیپائے سر زلف ز ہم بکشاید
اگر تیری زلف کا صلیب کھول دے
بس مسلماں کہ شود کشتۂ آں کافر کیش
بہت سے مسلمان اس کافر مذہب کے مقتول ہو جائیں گے[5]

پیش زانو منشین و غم بیہودہ مخور
گھٹنے پر نہ بیٹھ اور بیہودہ غم نہ کر
کہ ز غم خوردن تو رزق نگردد کم و بیش
اس لیے کہ تیرے غم کھانے سے رزق کم و بیش نہیں ہوتا ہے

چونکہ ایں کوشش بیفائدہ سودے ندہد
چونکہ یہ بے فائدہ کوشش کوئی فائدہ نہیں دیتی ہے
پس میازار دل خود ز غم اے دور اندیش
تو اے دور اندیش غم سے اپنے دل کو نہ ستا

۱؎ پھول کی پتیاں چونکہ سرخ ہوتی ہیں اس لئے گویا انہیں آگ لگی ہوئی ہے۔

۲؎ بلبل گا رہی تھی اور پھول غور سے سن رہا تھا۔ پھول کا کھلنا گوش پہن سے تعبیر ہے۔

۳؎ یعنی پھول چونکہ جسم دو رنگ رکھتا ہے اس لیے اپنی بہار کی فکر میں ہے۔

۴؎ اگر زخمی دل پر نمک چھڑکے تو تیرے نمک میں کمی نہ آئے گی۔

۵؎ صلیب محبوب کی شکل کو کہتے ہیں یہاں مراد زلف ہے جو زلف کو کافر مذہب کہا جاتا ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

پرسش حالِ دلِ سوختہ کن بہرِ خدا | نیست از شاہ عجب گر بنوازد درویش
خدا کے لیے جلے ہوئے دل کے حال کی پرسش کر | بادشاہ سے تعجب نہیں ہے اگر درویش کو نوازے

حافظ از نوشِ لبِ لعلِ تو کامے نگرفت
تیرے لعل جیسے ہونٹ کے تریاق سے حافظ نے کوئی حصہ نہ لیا

کہ زند بر دلِ ریشش دو ہزاراں سرِ نیش
جب تک کہ اس کے زخمی دل پر دو ہزار ڈنک نہ لگے

مجمعِ خوبی و لطف ست عذارِ چو مہش | لیکنش مہر و وفا نیست خدایا بدہش
اس کا چاند جیسا رخسار خوبی اور پاکیزگی کا مجموعہ ہے | لیکن اس میں محبت اور وفا نہیں ہے اے خدا اس کو عطا فرما

دلبرم شاہد و طفل ست بہ بازی روزے | بکشد زارم و در شرع نباشد گنہش
میرا دلبر معشوق ہے اور بچہ، کسی دن کھیل کود میں | مجھے بے چارہ قتل کر ڈالے گا اور شریعت میں اس کا کچھ گناہ نہ ہوگا

چار دہ سالہ بتے چابک و شیریں دارم | کہ بجاں حلقہ بگوش ست مہِ چاردہش
میں ایک چودہ سالہ ایسا چالاک اور میٹھا بت رکھتا ہوں | کہ چودھویں کا چاند دل سے اس کا غلام ہے

من ہماں بہ کہ از و نیک نگہ دارم دل | کہ بد و نیک ندیدہ است و ندارد نگہش
میرے لیے یہی بہتر ہے کہ اس سے دل کو خوب بچا کر رکھوں | کیونکہ اس نے اچھا اور برا نہیں دیکھا ہے اور دل کی حفاظت نہ کرے گا

بوئے شیر از لبِ ہمچوں شکرش می آید | گرچہ خوں میچکد از شیوۂ چشمِ سیہش
اس کے شکر جیسے ہونٹوں سے دودھ کی خوشبو آتی ہے | اگرچہ اس کی کالی آنکھوں کے شیوہ سے خون ٹپکتا ہے

در پے آں گلِ نورستہ دلِ ما یارب | خود کجا شد کہ ندیدیم دریں چند گہش
اس نو خیز پھول کے پیچھے، اے خدا ہمارا دل | خود کہاں چلا گیا کہ ہم نے اس کو بہت دنوں سے نہیں دیکھا ہے

یارِ دلدارِ من ار قلب بدیں ساں شکند | ببرد زود بہ سرداریِ خود پادشہش
میرا دلدار یار، اگر اسی طرح دل شکنی کرے گا | بادشاہ اس کو جلد اپنی سرداری میں لے لیگا

جاں بشکرانہ کنم صرف گر آں دانۂ دُر
میں شکرانے میں جان خرچ کر دوں گا اگر اس موتی کے دانے کی

صدفِ دیدۂ حافظ شود آرام گہش
حافظ کی آنکھ کی سیپ آرام گاہ بن جائے

مرا کاریست مشکل با دلِ خویش | کہ گفتن می نیارم مشکلِ خویش
مجھے اپنے دل سے ایک ایسا مشکل کام ہے | کہ میں اپنی مشکل بیان بھی نہیں کر سکتا ہوں

خیالت داند و جانِ من از غم | کہ ہر شب در چہ کارم با دلِ خویش
تیرا تصور اور میری جان جانتی ہے کہ غم کی وجہ سے | ہر رات اپنے دل کے ساتھ کس کام میں لگا ہوں

زوا پس ماندگاں یادے کن آخر | چہ رانی تند یارا محملِ خویش
پیچھے رہ جانے والوں کو ذرا یاد کر، آخر | اے دوست اپنے کجاوے کو تیز کیوں ہانکتا ہے؟

بگشتم چو مجنوں کوہ و صحرا | مگر یابم سراغ از منزلِ خویش
میں مجنوں کی طرح پہاڑ اور جنگل میں بہت گھوما | شاید کہ اپنی منزل کا سراغ پا لوں

http://www.muftbooks.blogspot.com/

مرا در اوّلِ منزل رہ اُفتاد — گم آمد کشتیم در ساحلِ خویش
یہ منزل کی ابتداء ہی میں، بھٹک گیا — اپنے ساحل پر، میری کشتی ڈوبی

چہ فرصت باکہ گم کردم دریں راہ — ز بختِ خوابناکِ غافلِ خویش
کس قدر مواقع ہی میں نے اس راہ میں کھو دیئے — اپنے خوابیدہ، غافل نصیبہ کی وجہ سے

گم از جولانئے آخر در رہِ ما
آخر ہمارے راستے میں، ایک بار تو آیا

چو حافظ خاک کرد آب و گلِ خویش
جبکہ حافظ نے اپنے جسم کو خاک بنا دیا ہے

ہاتفے از گوشۂ میخانہ دوش — گفت بہ بخشند گنہ مے بنوش
شراب خانہ کے کونے سے، کل ایک ہاتف نے — کہا، گناہ بخش دیں گے، شراب پی

عفوِ الٰہی بکند کارِ خویش — مژدۂ رحمت برساند سروش
خدا کی بخشش، اپنا کام کرتی ہے — غیبی فرشتہ رحمت کی خوشخبری دیتا ہے

لِس خردِ خام بمیخانہ بر — تا مے لعل آوردش خون بجوش
اس کچی عقل کو شراب خانہ میں لیجا — تاکہ سرخ شراب اس کے خون کو جوش میں لائے

عفوِ خدا بیشتر از جرم ماست — نکتۂ سربستہ چہ گوئی خموش
خدا کی بخشش، ہمارے گناہ ہوں سے زیادہ ہے — پوشیدہ نکتہ، کیوں بتاتا ہے، چپ رہ

گرچہ وصالش نہ بکوشش دہند — ہر قدر اے دل کہ توانی بکوش
اگرچہ اس کا وصل کوشش سے نہیں دیتے ہیں — اے دل، تجھ سے جس قدر ہو سکے کوشش کر

گوشِ من و حلقۂ گیسوئے یار — روئے من و خاکِ درِ مے فروش
میرا کان ہے، اور یار کی زلف کا حلقہ — میرا چہرہ ہے اور شراب فروش کے در کی خاک

داورِ دیں شاہ شجاع آنکہ کرد — روحِ قدس حلقۂ امرش بگوش
دین کا حاکم، شاہ شجاع وہ ہے کہ جس نے کیا ہے — جبرئیل نے، اس کے حکم کا حلقہ کان میں

اے ملک العرش مُرادش بدہ — وز خطرِ چشمِ بدش دار گوش
اے عرش کے بادشاہ، اس کی مراد پوری کر — اور نظرِ بد کے خطرے سے اس کی حفاظت کر

رندیِ حافظ نہ گناہیست صعب
حافظ کی رندی، کوئی بڑا گناہ نہیں ہے

با کرمِ پادشہِ عیب پوش
عیب پوش، بادشاہ کے کرم کے سامنے

یارب آں نوگلِ خنداں کہ سپردی بمنش — می سپارم بتو از چشمِ حسودِ چمنش
اے خدا جو مسکراتا ہوا نیا پھول تو نے میرے سپرد کیا ہے — باغ کے حاسدوں کی نظر سے اس کو میں تیرے سپرد کرتا ہوں

ہمرہِ او است دلم باد بہر جا کہ رود — ہمتِ اہلِ کرم بدرقۂ جان و تنش
میرا دل، اس کے ساتھ رہے وہ جہاں بھی جائے — اہلِ کرم کی توجہ اس کی جان و جسم کی محافظ ہو

ـــ ہم پر شروع غزل میں ہی ذکر پڑا تھا۔ ساحل پہ پہنچے بغیر کشتی تباہ ہو گئی۔ ـــ حافظ نے اپنے جسم کو راستے کی خاک بنا دیا ہے اس پہلے کی ایک بار تو وہ سمجھ گیا کہ گناہگار کو رحمت سے مایوس نہ ہونا چاہیے کیونکہ خداوندی گناہوں سے بڑھی ہوئی ہے۔ شعر

[illegible]

ـــ وصل یار اگرچہ بخشش سے حاصل نہیں ہوتی ہے بلکہ محض عطا کی دین ہے لیکن کوشش کرنا مفلس فرض ہے۔ ـــ جو مجھ پر تو نے جب میرا کیا ہے نظر سے بچانے کے لئے تیرے حوالے کرتا ہوں۔ ـــ محبوب جہاں بھی جائے گا میرا دل ساتھ ہے تمہارے ساتھ رہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

گر بسر منزلِ سلمی رسی اے بادِ صبا — چشم دارم کہ سلامے برسانی ز منش
اے بادِ صبا اگر تو سلمی کی منزل کے پاس پہونچے — مجھے امید ہے کہ تو میرا سلام اس کو پہونچا دے گی

بادب نافہ کشائی کن ازاں زلفِ سیاہ — جائے دلہائے عزیز ست بہم بر مزنش
اس کالی زلف کی ادب سے خوشبو پھیلا — وہ قیمتی دلوں کی جگہ ہے اس کو درہم برہم مت کر

چوں دلم حقِ وفا با خط و خالش دارد — محترم دار در آں طرۂ عنبر شکنش
چونکہ اس کے خط و خال سے میرا دل وفا کا حق رکھتا ہے — اس کو اس عنبر شکن زلف میں باعزت رکھ

گر چہ از کوئے وفا گشت بہ صد مرحلہ دور — دور باد آفتِ دورِ فلک از جان و تنش
اگرچہ وہ وفا کے کوچہ سے سینکڑوں مرحلہ دور ہو گیا ہے — آسمان کی گردش کی مصیبت اس کے جسم و جان سے دور رہے

در مقامیکہ بیادِ لبِ او مے نوشند — سفلہ آں مست کہ باشد خبر از خویشتنش
جس مقام پر اس کے ہونٹوں کی یاد میں شراب پیتے ہیں — وہ مدہوش کمینہ ہے جس کو اپنی خبر رہے

عرض و مال از درِ میخانہ نشاید اندوخت — ہر کہ ایں آب خورد رخت بدریا فگنش
سامان اور مال شراب خانہ کے دروازے سے جمع نہ چاہیے — جو یہ پانی پیئے اس کا سامان دریا میں ڈال دو

ہر کہ ترسد ز ملال اندۂ عشقش نہ حلال — سرِ ما و قدمش یا لبِ ما و دہنش
جو تکلیف سے ڈرے عشق کا غم اس کے لیے جائز نہیں ہے — ہمارا سر ہے اور اس کے قدم یا ہمارا ہونٹ ہے اور اس کا منہ

شعرِ حافظ ہمہ بیت الغزلِ معرفت ست
حافظ کے سب شعر معرفت کے بیت الغزل ہیں
آفریں بر نفسِ دلکش و لطفِ سخنش
اس کے دلکش سانس اور کلام کی پاکیزگی کو آفریں ہے

ردیفِ صادِ مہملہ

ازرقیب دلم نیافت خلاص — زانکہ القاص لا یحب القاص
میرے دل کو رقیب سے چھٹکارا نہ ملا — اس لیے کہ قصہ گو قصہ گو سے محبت نہیں کرتا ہے

محتسب خم شکست و من سرِ او — سن بالسن والجروح قصاص
محتسب نے مٹکا توڑا اور میں نے اس کا سر — دانت کا بدلہ دانت اور زخموں کا بدلہ زخم

مطربِ مارے بزد کہ بچرخ — مشتری ہمچو زہرہ شد رقاص
ہمارے مطرب نے ایسا ساز چھیڑا کہ آسمان پر — مشتری زہرہ کی طرح ناچنے والی بن گیا

گوہر از بحر کے بروں آرد — ترکِ سر تا نمی کند غواص
سمندر سے موتی کب باہر نکالے گا — جب تک غوطہ خور سر کی پروا نہ چھوڑے

نقدے از عشق جوئی نہ از عقل — تا کہ خالص شوی چو زرِ خلاص
کوئی سرمایہ عشق سے مانگ نہ کہ عقل سے — تاکہ کٹھالی کے سونے کی طرح تو بھی خالص ہو جائے

---

۱ یہ بھی صبا کو خطاب ہے یعنی محبوب کی زلف کو پریشان نہ کر ورنہ بہت سے دل پریشان ہو جائیں گے۔
۲ جس محفل میں محبوب کے ہونٹوں کی یاد پر شراب نوشی ہو رہی ہو اگر کوئی مست ہوش میں رہے تو وہ کمینہ ہے۔
۳ شراب خانے کے دروازہ پر جو کچھ مال اور سامان کو لٹا دینا چاہیے
۴ بیت الغزل وہ شعر کہلاتا ہے جو غزل میں سب سے اچھا ہو۔ حافظ کے تمام اشعار بیت الغزل ہیں۔
۵ یہ مشہور ہے کہ [illegible] اہل اور رقیب کی کسی طرح نہیں بنتی ہے
۶ محتسب نے شراب کا مٹکا پھوڑا تو میں نے شرعی فیصلہ کے مطابق اس کا سر پھوڑ دیا اس لیے کہ قرآن کا حکم ہے دانت کے بدلے دانت اور زخم کے بدلے زخم ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

حافظ اول ز مصحف رخ دوست
حافظ نے سب سے پہلے دوست کے چہرے کے قرآن سے

خواند الحمد و سورۂ اخلاص
الحمد للہ اور سورۂ اخلاص پڑھی

نیست کس راز کمند سر زلفت خلاص
تیری زلف کی کمند سے کسی کو رہائی نہیں ہے

میکشی عاشق مسکین و نترسی ز قصاص
مسکین عاشق کو تو قتل کرتا ہے اور انتقام سے نہیں ڈرتا

عاشق سوختہ دل تا بہ بیابان فنا
سوختہ دل عاشق جب تک فنا کے بیابان میں

نرود در حرم دل نشود خاص الخاص
نہ جائے گا دل کے حرم میں، خاص الخاص نہ بنے گا

جان نہادم بمیان شمع صفت از سر شوق
شوق کی وجہ سے میں نے شمع کی طرح جان درمیان میں رکھ دی

کردم ایثار تن خویش ز روئے اخلاص
اخلاص کی وجہ سے میں نے اپنا جسم قربان کر دیا

آتشے در دل دیوانۂ ما در زدۂ
تو نے ہمارے دیوانہ دل میں ایسی آگ لگا دی ہے

کہ چو دودیم ہمیشہ بہوایت رقاص
کہ تیری محبت میں مسلسل دھوئیں کی طرح رقاص ہے

کیمیائے غم عشق تو تن خاکی را
تیرے عشق کے غم کی کیمیا خاکی جسم کو

زر خالص کند ار چند بود ہمچو رصاص
خالص سونا کر دیتی ہے خواہ وہ کتنا ہی رانگ کی طرح ہو

بہواداری آں شمع چو پروانہ وجود
اس شمع کی محبت میں پروانہ کی طرح وجود کو

تا نسوزی نشوی از خطر عشق خلاص
جب تک تو جلا نہ دے گا عشق کے خطرے سے خلاصی نہ پائے گا

ناوک غمزۂ او دست برد از رستم
اس کے غمزہ کے تیر نے رستم سے بازی جیت لی

حاجب ابروئے او برد گرو از وقاص
اس کی ابرو کا دربان وقاص سے بازی لے گیا

قیمت در گرانمایہ چہ دانند عوام
قیمتی موتی کی قیمت عوام کیا جانیں

حافظا گوہر یکدانہ مدہ جز بخواص
اے حافظ! درِ یکتا خواص کے علاوہ کسی کو نہ دے

ردیف ضادِ معجمہ

بیا کہ می شنوم بوئے جان ازاں عارض
آ، کیونکہ میں اس رخسار سے جان کی خوشبو سونگھتا ہوں

کہ یافتم دل خود را نشان ازاں عارض
اس لیے کہ مجھے اپنے دل کا پتہ اسی رخسار سے ملا ہے

بگل بماند قد سرو ناز ازاں قامت
سرو ناز کا قد اس قامت کی وجہ سے مٹی میں دھنس گیا

خجل شدہ است گل گلستان ازاں عارض
باغ کا پھول اس رخسار سے شرمندہ ہو گیا ہے

معانیٔ کہ ز حوراں بشرح می گویند
جو خوبیاں حوروں کی تفصیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں

ز حسن و لطف ببیں ایں بیاں ازاں عارض
اس رخسار سے بیان حسن اور پاکیزگی کے ساتھ ...

[illegible]

۲ عاشق پر اعتراض ہے جب شمار ہوگا جبکہ اپنا تشوق کا عدم بے گرد دیکھا۔
۳ یہ کمال عشق نہیں ہے کہ عاشق اپنے وجود کو قربان کر دے۔
۴ دھواں چکر کھاتا ہوا اٹھتا ہے۔
۵ راہ عشق کے خطرات سے عاشق جب ہی محفوظ ہوتا ہے جبکہ اپنے وجود کو ختم کر دے۔
۶ وقاص کے معنی تیر کمان توڑنے والے کے ہیں یہاں مراد کوئی کمان گر ہے یا حضرت سعد بن ابی وقاص مراد ہیں۔
۷ معشوق کے قد سے سرو شرم سے زمین میں گڑ گیا ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

گرفته نافہ چیں بوئے مشک از آں گیسو
اس زلف سے چین کے نافہ نے مشک کی خوشبو حاصل کی ہے

گلاب یافته بوئے چناں از آں عارض
گلاب نے بھی ایسی خوشبو اس رخسار سے حاصل کی ہے

بشرم رفته تن یاسمن از آں اندام
اس جسم سے یاسمن کا جسم شرمندہ ہے

بخوں نشسته گل ارغواں از آں عارض
اس رخسار کی وجہ سے گل ارغوان خون میں نہایا ہوا ہے

ز مہر روئے تو خورشید گشته غرق عرق
تیرے چہرے کے آفتاب سے سورج پسینے میں ڈوبا ہوا ہے

نزار ماندہ مہِ آسماں از آں عارض
اس رخسار کی وجہ سے آسمان کا چاند لاغر بنا ہوا ہے

ز نظم دلکش حافظ چکید آبِ حیات
حافظ کی دلکش نظم سے آب حیات اس طرح ٹپکتا ہے

چنانکہ خوی شده جاناں چکد از آں عارض
جس طرح پسینہ بنا ہوا ہے جیسے معشوق کے رخسار سے ٹپکتا ہے

حسن و جمال تو جہاں جملہ گرفت طول و عرض
تیرے حسن اور جمال نے تمام جہان کے طول و عرض پر قبضہ کر لیا ہے

شمس فلک خجل شد ز رخ خوب ماہ عارض
اس کے چاند کے حسین رخ سے آسمان کا سورج شرمندہ ہے

از رخ تست مقتبس نور ز چارم آسماں
چوتھے آسمان کا سورج تیرے رخ سے نور حاصل کرتا ہے

ہمچو زمین ز مقتبس ماندہ بزیر بار قرض
ساقی! زمین کی طرح وہ قرض کا زیر بار ہے

دیدن حسن روئے تو بر ہمہ خلق واجب است
تیرے چہرے کے حسن کو دیکھنا تمام مخلوق پر واجب ہے

سجدہ درگہ تو شد بر ہمہ شاہ و ارض فرض
تیری درگاہ کو سجدہ زمین کے تمام بادشاہوں پر فرض ہے

گر لبِ روح پرورت گلشکرے بخشدم
اگر تیرا روح پرور ہونٹ مجھے گلقند دے

کے تن دردمند من رستہ شود ازیں مرض
میرا دردمند جسم اس مرض سے کس طرح نجات پائے

بوسہ بخاک پائے او دست کجا دہد ترا
اس کی خاک پا کا بوسہ تجھے کب میسر ہو سکتا ہے

قصہ شوق حافظا خود کہ رساندش بعرض
اے حافظ عشق کا قصہ خود اس کی خدمت میں پیش کرے گا

سوادِ دیدہ من شد ز آب چشم بیاض
آنسوؤں کی وجہ سے میری آنکھ کی سیاہی سفید ہو گئی

ہنوز چند نگارا ز من کنی اعراض
اے معشوق! کب تک مجھ سے روگردانی کرے گا

بیا کنار بگیریم و آشتی بکنیم
آ! ہم بغلگیر ہوں، اور صلح کر لیں

گذشتہ یاد چہ آری مضیٰ ما مضیٰ
گزشتہ باتوں کو کیا یاد کرتا ہے، گزر گیا جو گزرنا تھا

چہ تیزی است بمژگانِ چشم او یارب
اے خدا! اس کی آنکھوں کی پلکوں میں کس قدر تیزی ہے

برید جامۂ تقویٰ بغمزہ چوں مقراض
تقوے کے جامہ کو اس نے غمزے سے قینچی کی طرح کاٹ دیا

چو عکس زلف و رخت در میان چشم افتاد
جب تیری زلف اور رخ کا عکس آنکھ میں پڑا

گرفت دیدہ مردم از آں سواد و بیاض
انسانوں کی آنکھ کو اس سے سیاہی اور سفیدی حاصل ہوئی

غزل بقافیہ ضاد نایدے حافظ
اے حافظ ضاد کے قافیے کی غزل نہیں کہی جا سکتی

مگر ہم از تو بیابد طبیعت فیاض
شاید تیری فیاض طبیعت تجھ سے حاصل کرے

۱ اس زلف سے نافہ چین نے خوشبو حاصل کی ہے اور گلاب نے اس کے رخسار سے رنگ و بو حاصل کی ہے۔
۲ پہلی رات کا چاند اس کے رخسار کے رنگ سے لاغر بنا ہوا ہے۔
۳ سورج معشوق کے چہرے سے نور حاصل کرتا ہے
۴ روئے زمین پر معشوق کا نور پھیلا ہوا ہے۔
۵ بیمار عشق تیرے ہونٹ کے گلقند سے ہی شفایاب ہوگا۔
۶ تیرے فراق میں رونے روتے آنکھوں کی پتلیاں سفید ہوگئی ہیں، گزشتہ شکووں کو بھلا کر بغلگیر ہوجا۔
۷ آنکھ کی سیاہی اور سفیدی محبوب کی زلف اور رخ سے قائم ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

ردیفِ طائے مہملہ

گردِ عذارِ یارِ من تا بنوشت حسن خط
میرے معشوق کے رخسار کے گرد جب سے حسن نے خط کھینچا ہے

ماہ ز حسنِ روئے او راست فتادہ در غلط
اس کے چہرے کے حسن کو دیکھ کے چاند واقعی غلطی میں پڑ گیا ہے

از ہوسِ لبش کہ آں ز آبِ حیات خوشتر است
اس کے ہونٹ کے عشق میں جو آبِ حیات سے بہتر ہے

گشت رواں ز دیدہ ام چشمۂ آب ہمچو شط
میری آنکھ سے نہر جیسا چشمہ جاری ہو گیا ہے

خالِ سیاہ را بر آں عارضِ سیم رنگ بیں
اس چاندی جیسے رنگ والے رخسار پر سیاہ تل دیکھو

راست ز مشک ماندہ آں برخِ ماہ یک نقط
بالکل مشک کا ایک نقطہ ہے جو چاند کے رخ پر قائم رہا ہے

موئے کشادہ کرد خوی تا بچمن در آمدی
پسینے میں نہائے ہوئے بال کھولے جب تو چمن میں آیا ہے

شد رخِ گل چو زعفراں مشک و گلاب شد سقط
گل کا رخسار زعفران کی طرح زرد ہو گیا ہے اور مشک و گلاب بے قدر ہو گئے

گہ بہوائش میدوم گرد مثالِ جان و دل
کبھی اس کی محبت میں جان و دل کی طرح گرد پھرتا ہوں

گاہ بآب میکشم آتشِ عشق ہمچو بط
کبھی بطخ کی طرح عشق کی آگ کو پانی میں لے جاتا ہوں

گر بغلامی خودم شاہ قبول میکند
اگر مجھے بادشاہ اپنی غلامی میں قبول کرتا ہے

تا بمبارکی دہم بندہ بہ بندگیش خط
تو بندہ اس کی غلامی کی تحریر مبارک میں لکھ کر دیتا ہے

آبِ حیات حافظا گشت خجل ز نظمِ تو
اے حافظ تیری غزل سے آبِ حیات شرمندہ ہو گیا

کس بہوائے عشقِ او شعر نگفتہ زیں نمط
اس کے عشق میں اس طریقہ پر کسی نے شعر نہیں کہا ہے

ردیفِ ظائے معجمہ

ز چشمِ بد رخِ خوبِ ترا خدا حافظ
نظرِ بد سے تیرے حسین رخسار کو خدا نگہبان ہو

کہ کرد جملہ نکوئی بجائے ما حافظ
اس لیے کہ اے حافظ اس نے ہمارے ساتھ ساری بھلائیاں کی ہیں

اگرچہ خونِ دلت خورد لعلِ او بستاں
اگرچہ اس کے ہونٹ نے تیرے دل کا خون پی لیا ہے

بکامِ دل ز لبش بوسہ خوں بہا حافظ
اے حافظ دل کی مراد کے مطابق خوں بہا میں اس کے ہونٹ کا بوسہ لے

بزلف و خالِ بتاں دل مبند دیگر بار
حسینوں کی زلف اور تل میں دوبارہ دل نہ پھنسا

اگر بجستی ازیں بند و ایں بلا حافظ
اے حافظ اگر تو اس قید اور مصیبت سے بچ نکلا ہے

بیا کہ نوبتِ صلح است و دوستی و صفا
آجا کہ خلوص اور دوستی اور صلح کا وقت ہے

کہ با تو نیست مرا جنگ و ماجرا حافظ
اس لیے کہ اے حافظ تجھ سے میری کوئی لڑائی اور جھگڑا نہیں ہے

۱ معشوق کے چہرے کے گرد خط نے حریمِ حسن پیدا کر دیا ہے، چاند نے اس کو آفتاب سمجھ کر اس سے نور حاصل کرنے کا خیال کیا ہے وہ واقعی غلط خیال ہے
۲ معشوق کے رخ پر تل معلوم ہوتا ہے جیسا کہ چاند پر مشکیں نقطہ
۳ اگر شاہ مجھے غلامی میں قبول کرلے تو میں مبارکباد کے طور پر خطِ غلامی لکھ کر پیش کروں۔
۴ حافظ کے دل کا خون پیا ہے چونکہ قاتل کے ہونٹ کے چند بوسے ادا کیے جائیں۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

تو از کجا و امید وصال او ز کجا
تو کہاں اور اس کے وصل کی امید کہاں

بدامنش نرسد دست ہر گدا حافظ
اے حافظ اس کے دامن تک ہر گدا کا ہاتھ نہیں پہنچتا ہے

چہ ذوق یافت دل من ز وصل آں محبوب
اس محبوب کے وصل سے میرے دل نے کیا مزہ پایا

مراست تحفۂ جاں بخش دلربا حافظ
اس لیے کہ اے حافظ مجھے دلربا کا جاں بخش تحفہ ملا ہے

بیا بخواں غزل خوب طرفہ و پرسوز
آ پڑھ عمدہ اور عجیب اور اچھی غزل پڑھ

کہ شعر تست فرح بخش و جانفزا حافظ
اس لیے کہ اے حافظ تیرے اشعار فرحت بخشنے والے جانفزا ہیں

ردیفِ عینِ مُہملہ

بفر دولت گیتی فروز شاہ شجاع
شاہ شجاع کی دنیا کو روشن کرنے والی حکومت کے صدقہ کی قسم

کہ نیست در نظر من جہاں حقیر متاع
کہ دنیا میری نگاہ میں ایک ذلیل پونجی ہے

صراحیے و حریفے خوشم ز دنیا بس
تمام دنیا میں مجھے ایک صراحی اور اچھا دوست ہی کافی ہے

کہ غیر ازیں ہمہ اسباب تفرقہ است و صداع
اس لیے کہ اس کے علاوہ سب پریشانی اور درد سر کے سبب ہیں

مگوی وعظ و بجاے مبدل کن ایں شفقت
وعظ نہ کہہ اور اس شفقت کو ایک جام سے تبدیل کر دے

کہ نیست با تو کسے را ہیچ گونہ نزاع
پھر کسی کا تجھ سے کوئی جھگڑا نہیں ہے

زمسجدم بخرابات می‌فرستد عشق
عشق مجھے مسجد سے خرابات بھیجتا ہے

بسر میروم ایجاں نمی کنیم نزاع
اے جان سر کے بل چلتا ہوں ہم کسی سے جھگڑا نہیں کرتے

بس است ورد شبانہ مے مغانہ بیار
بس ہے معمولی ورد ہے مغنوں کی شراب لا

حریف بادہ رسید اے رفیق توبہ وداع
شراب کا ساتھی پہنچ گیا ہے اے دوست توبہ سے رخصت ہو

ہنر نمی خرد ایام و غیر ازینم نیست
زمانہ ہنر نہیں خریدتا ہے اور میرے پاس اس کے سوا کچھ نہیں ہے

کجا روم بتجارت بدیں کساد متاع
اس کھوٹی پونجی سے تجارت کرنے کہاں جاؤں

بیار مے کہ چو خورشید مشعل افروزد
شراب لا اس لیے کہ جب آفتاب مشعل روشن کرتا ہے

رسد بکلبۂ درویش نیز فیض شعاع
فقیر کی جھونپڑی میں بھی شعاع کا فیض پہنچتا ہے

جبین و چہرۂ حافظ خدا جدا مکناد
خدا حافظ کی پیشانی اور چہرہ کو جدا نہ کرے

زخاک بارگہ کبریاے شاہ شجاع
شاہ شجاع کی شان بارگاہ کی خاک سے

بامداداں کہ ز خلوتگہ کاخ ابداع
صبح کو جبکہ ایجاد کے محل کی خلوت گاہ سے

شاہ خاور فگند بر ہمہ اطراف شعاع
مشرق کا بادشاہ چاروں طرف شعاعیں ڈالتا ہے

دنیا کی چیزوں میں صرف معشوق اور صراحی کافی ہے باقی درد سر ہے۔ شاعر واعظ اپنی شفقت کو شراب پر بجائے وعظ کے ایک جام کے فدیہ سے زمانہ میں ہنر کی کساد بازاری ہے اور میرے پاس اس کے علاوہ کوئی پونجی نہیں ہے۔ میں جب صبح کو سورج طلوع ہوتا ہے اور مشرق سے نکلتا ہوا آسمان کھاتا ہوا ... تمنے اور ... کو ... دکھاتا ہے ... کے رقص ... ہوتا ہے ... شور کرتی ہے اور ... کرتی ہے اور کہتی ہے کہ زمانہ کی حالت کو دیکھ عیش و عشرت میں ... وقت دنیا کی ...

http://www.muftbooks.blogspot.com/

بر کشد آئنہ از جیبِ افق چرخِ زناں
افق کی جیب سے آسمان گھومتے ہوئے آئینہ نکالتا ہے

بنماید رخِ گیتی بہزاراں انواع
دنیا کا چہرہ ہزاروں طرح سے دکھاتا ہے

در زوایائے طرب خانۂ جمشیدِ فلک
آسمان کے جمشید کے طرب خانہ کے گوشوں سے

ارغنوں ساز کند زہرہ باہنگِ سماع
زہرہ بجانے کے ارادہ سے ارغنوں بجاتی ہے

چنگ در غلغلہ آید کہ کجا شد منکر
چنگ شور کرتا ہے کہ منکر کہاں گیا!

جام در قہقہہ آید کہ کجا شد مناع
جام قہقہہ لگاتا ہے کہ روکنے والا کہاں گیا!

وضعِ دوراں بنگر ساغرِ عشرت برگیر
زمانہ کی حالت کو دیکھ، عیش کا ساغر تھام

کہ بہر حال ہمین ست بہینِ اوضاع
اس لیے کہ بہترین حالتیں تو یہی ہیں

طرۂ شاہدِ دُنیا ہمہ مکر ست و فریب
دنیا کے معشوق کی زلف تمام تر مکر اور فریب ہے

عارفاں بر سرِ ایں نکتہ نجویند نزاع
جاننے والے اس نکتہ پر اختلاف نہیں کرتے ہیں

عمرِ خسرو طلب ار نفعِ جہاں میطلبی
اگر تو دنیا کا نفع چاہتا ہے، بادشاہ کی عمر کی درازی چاہ

کہ وجودیست عطا بخش و کریم و نفّاع
اس لیے کہ وہ عطا بخشنے والا، سخی اور نفع رساں وجود ہے

مظہرِ لطفِ ازل روشنیِ چشمِ امل
ازلی مہربانی کا مظہر ہے، امید کی آنکھ کی روشنی ہے

جامعِ علم و عمل جانِ جہاں شاہ شجاع
علم و عمل کا جامع ہے، شاہ شجاع دنیا کی جان ہے

حافظ ار بادہ خوری با صنمِ گلرخ خور
حافظ اگر تو شراب پئے تو گلابی رخسار والے معشوق کے ساتھ پی

کہ ازیں بہ نبود در دو جہاں ہیچ متاع
اس لیے کہ دونوں جہان میں اس سے بہتر کوئی پونجی نہیں ہے

در وفائے عشقِ تو مشہورِ خوبانم چو شمع
میں معشوقوں میں شمع کی طرح تیرے عشق کی وفاداری میں مشہور ہوں

شب نشینِ کوئے سربازان و رندانم چو شمع
میں شمع کی طرح سربازوں اور رندوں کے کوچہ کا شب نشین ہوں

کوہِ صبرم نرم شد چوں موم از دستِ غمت
تیرے غم کے ہاتھوں میرے صبر کا پہاڑ موم کی طرح نرم ہو گیا ہے

تا در آب و آتشِ عشقت گدازانم چو شمع
جب تک تیرے عشق کے پانی اور آگ میں شمع کی طرح پگھل رہا ہوں

بے جمالِ عالم آرائے تو روزم چوں شب ست
تیرے عالم کو سنوارنے والے جمال کے بغیر میرا دن رات ہے

با کمالِ عشقِ تو در عینِ نقصانم چو شمع
تیرے عشق کے کمال کے ہوتے ہوئے شمع کی طرح عین نقصان میں ہوں

رشتۂ صبرم بمقراضِ غمت ببریدہ شد
میرے صبر کا دھاگا تیرے غم کی قینچی سے کٹ گیا

ہمچناں در آتشِ ہجرِ تو سوزانم چو شمع
تیرے ہجر کی آگ میں اسی طرح شمع کی مانند جل رہا ہوں

گر کمیتِ اشکِ گلگونم نبودے تند رو
اگر میرے سرخ آنسوؤں کا گھوڑا تیز رفتار نہ ہوتا

کے شدے پیدا بگیتی رازِ پنہانم چو شمع
میرا چھپا ہوا راز دنیا میں شمع کی مانند کب ظاہر ہوتا

روز و شب خوابم نمی آید بچشمِ غم پرست
میری غم پرست آنکھ میں دن رات نیند نہیں آتی ہے

بسکہ در بیماریِ ہجرِ تو گریانم چو شمع
بس تیرے ہجر کی بیماری میں شمع کی طرح روتا ہوں

در میانِ آب و آتش ہمچناں سرگرمِ تست
پانی اور آگ کے درمیان بھی اسی طرح تیرے لئے سرگرم ہے

ایں دلِ زار و نزار و اشکبارانم چو شمع
میرا یہ دل جو عاجز اور لاغر ہے اور شمع کی طرح آنسو بہانے والا ہے

شب نشیں: عشق کی [illegible]
کی مجلس میں شمع کی طرح
مشہور ہوں۔
۔ جیسے [illegible]
ہر ایک شمع [illegible]
ہوا ہوں میرا
[illegible]
موم ہی
گیا ہے۔
۔ شمع ہر وقت
[illegible] اور عشق [illegible]
ہے۔
[illegible]
آنسوؤں نے راز
پھیلا دیا۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

در شبِ ہجراں مرا پروانۂ وصلے فرست
ہجر کی رات میں مجھے اپنے پاس وصل کا پروانہ بھیج دے

ورنہ از آہے جہانے را بسوزانم چو شمع
ورنہ آہ کے ذریعہ ایک جہان کو شمع کی طرح جلا دوں گا

سرفرازم کن شبے از وصلِ خود اے ماہرو
اے چاند جیسے چہرے والے کسی رات کو اپنے وصل سے سرفراز کر دے

تا منور گردد از دیدارت ایوانم چو شمع
تاکہ شمع کی طرح تیرے دیدار سے میرا مکان منور ہو جائے

ہمچو صبحم یک نفس باقیست بے دیدارِ تو
تیرے دیدار کے بغیر صبح کی طرح ایک سانس باقی ہے

چہرہ بنما دلبرا تا جاں بیفشانم چو شمع
اے دلبر چہرہ دکھا تاکہ شمع کی طرح جان قربان کر دوں

آتشِ مہرِ ترا حافظ عجب در سر گرفت
تیرے عشق کی آگ حافظ کے سر میں عجب لگی ہے

آتشِ دل کے بآبِ دیدہ بنشانم چو شمع
شمع کی طرح دل کی آگ آنسوؤں کے پانی سے کب بجھا سکتا ہوں

قسم بحشمت و جاہ و جلالِ شاہ شجاع
شاہ شجاع کے جاہ و جلال کی حشمت کی قسم

کہ نیست با کسم از بہرِ مال و جاہ نزاع
کہ مال اور مرتبہ کے لئے میرا کسی سے جھگڑا نہیں ہے

بفیضِ جرعۂ جامِ تو تشنہ ایم ولے
ہم تیرے جام کے گھونٹ کے فیض کے پیاسے ہیں لیکن

نمی کنیم دلیری نمی دہیم صداع
ہم دلیری نہیں کرتے، دردِ سر نہیں دیتے

خدائے را بمیم شست و شوئے خرقہ کنید
خدا کے لئے میری گدڑی کو شراب کے ذریعہ پاک صاف کرو

کہ من نمی شنوم بوئے خیر ازیں اوضاع
اس لئے کہ ان حالتوں سے مجھے خیر کی خوشبو نہیں آتی ہے

ببیں کہ رقص کناں میرود بنالۂ چنگ
دیکھ چنگ کے نالہ پر ناچتا جا رہا ہے

کسے کہ اذن نمیداد استماعِ سماع
وہ جو گانا سننے کی اجازت نہ دیتا تھا

بعاشقاں نظرے کن بشکرِ ایں نعمت
اس نعمت کے شکرانہ میں عاشقوں کی طرف نظر کر

کہ من غلامِ مطیعم تو بادشاہِ مطاع
کہ میں فرمانبردار غلام ہوں، اور تو مطاع بادشاہ ہے

برو ادب و نصیحت مگو کہ دیگر تو
اسے ادب سکھانے اور نصیحت ... کہ اب تو

نہ بینیم لب ازیں ہیچگہ بہیچ بقاع
اس کے بعد ... کسی جگہ ...

ز زہدِ حافظ و طاماتِ او ملول شدم
حافظ کے زہد اور اس کی ... سے میں ملول ہو گیا ہوں

بساز رود و غزل گوئی بر سرودِ سماع
رود بجا اور قوالی کی لے پر غزل سنا

ردیفِ غینِ معجمہ

سحر چو بلبلِ بیدل دمے شدم در باغ
صبح کو بیدل بلبل کی طرح ... باغ میں گیا

کہ تا چو بلبلِ بیدل کنم علاجِ دماغ
تاکہ بیدل بلبل کی طرح ہو کر دماغ کا علاج کروں

ہجر کی رات وصل کا پروانہ بھیجو ورنہ آہ کے ذریعہ دنیا کو شمع کی طرح جلا دوں گا اور شمع کو ہر طرف ... زندگی کے آخری سانس لے رہا ہوں چہرہ دکھاؤ تاکہ شمع کی طرح میں بھی جان دیدوں۔ جو آگ ہوتی ہے بجھ جاتی ہے۔ ... پانی سے وہ آگ کیسے بجھ سکتی ہے۔ ہم تو ... اٹھانے کی دلیری نہیں کرنا چاہتے ... گدڑی ... شراب سے دھو ڈالو۔ ... کو سماع کی اجازت نہ دیتا تھا اب خود چنگ کی آواز پر رقص کر رہا ہے۔

بچہرۂ گل سوری نگاہ میکردم
میں گل سوری کے چہرہ کو دیکھ رہا تھا

کہ بود در شب تارے بروشنی چو چراغ
جو اندھیری رات میں ستارہ روشنی دینے میں چراغ کی طرح تھا

چناں بحسن و جوانی خویشتن مغرور
اپنے حسن اور جوانی پر ایسا مغرور تھا

کہ داشت از دلِ بلبل ہزار گونہ فراغ
کہ بلبل کے دل سے ہزار طرح کی بے پروائی رکھتا تھا

کشادہ نرگس رعنا بحسرت آب از چشم
حسین نرگس حسرت میں آنکھ سے آنسو بہا رہی تھی

نہادہ لالۂ حمرا بجان و دل صد داغ
سرخ لالہ، دل اور جان میں سو داغ رکھتا تھا

زباں کشیدہ چو تیغے بسرزنش سوسن
سوسن سرزنش کے لیے تلوار کی طرح زبان سونتے ہوئے تھی

دہاں کشادہ شقائق چو مردمانِ نباغ
گل لالہ دو بولنے والے انسانوں کی طرح منہ کھولے ہوئے تھا

یکے چو بادہ پرستاں صراحی اندر دست
ایک بادہ پرستوں کی طرح، صراحی ہاتھ میں لیے تھا

یکے چو ساقی مستاں بکف گرفتہ ایاغ
ایک مستوں کے ساقی کی طرح پیالہ ہاتھ میں لیے تھا

نشاط و عیش جوانی چو گل غنیمت داں
خوشی اور جوانی کے عیش کو پھول کی طرح غنیمت سمجھ

کہ حافظا نبود بر رسول غیر بلاغ
اس لیے کہ اے حافظ رسول کی ذمہ داری صرف پیغام پہنچا دینا ہے

ردیفِ فائے موحدہ

طالع اگر مدد کند دامنش آورم بکف
نصیب اگر مدد کرے تو اس کا دامن ہاتھ سے پکڑ لوں گا

گر بکشم زہے طرب ور بکشد زہے شرف
اگر میں اس کو کھینچ لوں تو زہے خوشی اور اگر وہ کھینچ لے تو زہے عزت

طرفِ کرم ز کس نبست ایں دلِ پر امیدِ من
میرے اس امید والے دل نے کسی سے کرم کا فائدہ نہ اٹھایا

گرچہ صبا ہمی برد قصۂ من بہر طرف
اگرچہ صبا میرا قصہ ہر طرف لیے جاتی ہے

چند بناز پرورم مہرِ بتانِ سنگدل
سنگدل معشوقوں کی محبت کو میں کب تک ناز سے پالوں

یاد پدر نمیکنند ایں پسرانِ ناخلف
یہ نالائق لڑکے اپنے باپ کو بھی یاد نہیں کرتے ہیں

از خمِ ابروئے توام ہیچ کشائشے نشد
تیرے ابرو کے خم سے مجھے کوئی آرام نہ ملا

وہ کہ دریں خیالِ کج عمرِ عزیز شد تلف
ہائے اس غلط خیال میں پیاری عمر تلف ہو گئی

من بخیالِ زاہدی گوشہ نشین و طرفہ آنک
میں تقوے کے خیال سے گوشہ نشین ہوں اور عجیب بات یہ ہے کہ

مغبچۂ زہر طرف میزندم بچنگ و دف
ایک مغبچہ ہر طرف سے میرے لیے چنگ اور دف بجا رہا ہے

ابروئے دوست کے شود دستکش خیالِ من
دوست کی ابرو میرے خیال سے کب دست بردار ہو سکتی ہے

کس نزدست ازیں کماں تیر مراد بر ہدف
اس کمان کے ذریعہ کسی نے نشانہ پر تیر مراد نہیں مارا ہے

بیخبرند زاہداں نقش بخوان و لا تقل
زاہد بے خبر ہیں، تو نقش پڑھ اور نہ بتا

مستِ ریاست محتسب بادہ بنوش و لا تخف
محتسب ریا کاری کا مست ہے تو شراب پی اور نہ ڈر

ے گل سوری اپنے حسن اور جوانی پر مغرور تھا اور بلبل کے عشق سے بے پروا تھا۔

ے صبح کو نرگس کے پھول پر جو شبنم ہوتی ہے اس کو حسرت کے آنسوؤں سے تعبیر کیا ہے۔

ے گل سوسن نیلے رنگ کا پھول ہے جس کی پتیوں کو زبان سے تشبیہ دیجاتی ہے۔ شقائق لالہ کے پھول کو کہتے ہیں۔

ے حافظ! میرا پیغام ہے جو پہنچا دینا لازم ہے۔

ے دامن کھینچ لیا تو مقصود پورا ہوا اور اگر قتل کر دیا تو عزت ملی۔

ے صبا نے میرے عشق کی داستان ہر جگہ کہی لیکن کسی سے فائدہ حاصل نہ ہوئی۔

ے لہذا اس کھینچ تان کا کیا فائدہ ہو سکتی ہے۔

ے میں زہد کے خیال سے گوشہ نشین ہونا چاہتا ہوں لیکن مغبچے مجھے نہیں رہنے دیتے ہیں۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

صوفیِ شہر بین کہ چوں لقمۂ شبہہ میخورد
شہر کے صوفی کو دیکھو! لقمۂ مشتبہ کس طرح کھاتا ہے

پاردمش دراز باد ایں حیوانِ خوش علف
اس خوش خوراک جانور کی دم کے بال دراز ہوں

من بکدام دلخوشی مے خورم و طرب کنم
میں کس خوشیِ دل سے شراب پیوں اور مستی کروں

کز پس و پیش خاطرم لشکرِ غم کشیدہ صف
اس لئے کہ میری طبیعت کے آگے پیچھے غم کا لشکر صف باندھے کھڑا ہے

حافظا گر قدم زنی در رہِ خاندانِ عشق
اے حافظ اگر تو خاندانِ عشق کے راستے میں قدم رکھے گا

بدرقۂ رہت شود ہمتِ شحنۂ نجف
نجف کے کوتوال کی باطنی توجہ تیرے راستے کی رہبر ہوگی

ردیفِ قاف

زبانِ خامہ ندارد سرِ بیانِ فراق
قلم کی زبان فراق کے بیان کی طاقت نہیں رکھتی ہے

وگرنہ شرح دہم با تو داستانِ فراق
ورنہ تجھ سے فراق کی داستان کی تفصیل بیان کروں

رفیقِ خیلِ خیالیم و ہمرکابِ شکیب
ہم خیال کے لشکر کے ساتھی اور صبر کے ہمرکاب ہیں

قرینِ محنت و اندوہ و ہمقرانِ فراق
محنت اور رنج کے ساتھی ہیں اور فراق کے ملاقاتی ہیں

دریغ مدتِ عمرم کہ بر امیدِ وصال
افسوس ہے میری عمر تنگ پر کہ وصال کی امید میں

بسر رسید و نیامد بسر زمانِ فراق
ختم ہوگئی اور فراق کا زمانہ ختم نہ ہوا

سرے کہ بر سرِ گردوں بفخر می سودم
وہ سر جس کو میں فخر سے آسمان کے سر سے لگاتا تھا

ز روئے عجز نہادم بر آستانِ فراق
عاجزی کی وجہ سے میں نے فراق کی چوکھٹ پر رکھ دیا

چگونہ باز کنم بال در ہوائے وصال
وصال کی ہوا میں پروں کو کیسے پھیلاؤں؟

کہ ریخت مرغِ دلم پر در آشیانِ فراق
اس لئے کہ میرے دل کے پرندے نے فراق کے آشیانہ میں پر گرا دیئے ہیں

بسے نماند کہ کشتیِ عمر غرقہ شود
زیادہ وقت نہیں رہا کہ عمر کی کشتی ڈوب جائے

ز موجِ شوقِ تو در بحرِ بیکرانِ فراق
فراق کے لامتناہی سمندر میں تیرے شوق کی موج کی وجہ سے

فلک چو دید سرم را اسیرِ چنبرِ عشق
میرے سر کو آسمان نے جب عشق کے پھندے کا قیدی دیکھا

ببست گردنِ صبرم بریسمانِ فراق
تو میرے صبر کی گردن فراق کی رسی سے کس دی

کنوں چہ چارہ کہ در بحرِ غم بگردابے
اب کیا تدبیر ہے کہ غم کے سمندر کے ایک بھنور میں

فتادہ کشتیِ صبرم ز بادبانِ فراق
فراق کے بادبان کی وجہ سے میرے صبر کی کشتی پھنس گئی ہے

چگونہ دعوئے وصلت کنم بجاں کہ شدست
میں جان کے ذریعہ کس طرح سے تیرے وصل کا دعویٰ کروں کہ

تنم وکیلِ قضا و دلم ضمانِ فراق
میرا جسم قضا کا وکیل اور میرا دل فراق کا ضامن ہوگیا ہے

فراق و ہجر کہ آورد در جہاں یارب
اے خدا فراق اور ہجر کو دنیا میں کون لایا تھا؟

کہ روئے ہجر سیہ باد و خانمانِ فراق
خدا کرے ہجر کا چہرہ اور فراق کا گھر سیاہ ہو

ا صوفی جو دو شرکی کمائی کھاتا ہے ایک خوش خوراک جانور ہے خدا اس کی دم اور گردن کے بال دراز کرے
۲ شحنۂ نجف سے مراد حضرت علی کرم اللہ وجہہ مدنون ہیں بتائے جاتے ہیں شحنۂ نجف سے وہی مراد ہیں یعنی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی باطنی توجہ تیری رہنمائی کرے گی۔
۳ داستانِ فراق بیان کرنیکی قلم میں طاقت نہیں ہے ورنہ اس کی خوب تشریح کرتا۔
۴ فراق کا زمانہ اس قدر دراز تھا کہ تمام عمر وصل کی امید میں ختم ہوگئی۔
۵ اب مرغِ دل بے بال و پر ہے اس میں پرواز کی طاقت نہیں رہی ہے
۶ اب زیادہ دیر نہیں ہے ہم عنقریب فراق میں جان دیدیں گے
۷ جبکہ جسم اور دل ہی ہمارا ساتھ نہیں دیتے ہیں تو ہم وصل کا دعویٰ کس طرح کریں؟

http://www.muftbooks.blogspot.com/

ز سوز شوق دلم شد کباب دور از یار
مدام خون جگر میخورم ز خوان فراق

دوست سے دور، عشق کی حرارت سے میرا دل کباب ہو گیا ہے
میں ہمیشہ فراق کے دسترخوان سے خون جگر کھاتا ہوں

بپای شوق گر این رہ بسر شدی حافظ
بدست ہجر ندادی کسی عنان فراق

اے حافظ! اگر شوق کے ذریعہ سے راستہ طے ہوتا
فراق کی باگ، ہجر کے ہاتھ میں کوئی نہ دیتا

مباد کس چو من خستہ مبتلای فراق
کہ عمر من ہمہ بگذشت در بلای فراق

مجھ خستہ کی طرح خدا کرے کوئی فراق میں مبتلا نہ ہو
اس لیے کہ میری تمام عمر فراق کی مصیبت میں گزری

غریب و عاشق و بیدل فقیر و سرگردان
کشیدہ محنت ایام و دردهای فراق

میں پردیسی اور عاشق اور بیدل اور فقیر اور حیران ہوں
زمانے کی مصیبت اور فراق کے درد اٹھائے ہوئے ہوں

اگر بدست من افتد فراق را بکشم
بآب دیدہ دہم باز خونبہای فراق

اگر میرے ہاتھ پڑ جائے تو فراق کو مار ڈالوں
اور پھر فراق کا خون بہا آنسوؤں سے ادا کروں

کجا روم چہ کنم حال دل کرا گویم
کہ داد من بستاند دہد جزای فراق

کہاں جاؤں کیا کروں، دل کا حال کس سے کہوں
جو میرا انصاف کرے، فراق کو سزا دے

ز درد ہجر و فراقم دمی خلاصی نیست
خدای را بستان داد و دہ سزای فراق

ہجر اور فراق کے درد سے تھوڑی دیر کے لیے بھی میرا چھٹکارا نہیں ہے
خدا کے لیے میرا انصاف کر اور فراق کو سزا دے

فراق را بفراق تو مبتلا سازم
چنانکہ خون بچکانم ز دیدہای فراق

فراق کو تیرے فراق میں مبتلا کر دوں
اس طرح کہ فراق کی آنکھوں سے خون ٹپکاؤں

من از کجا و فراق از کجا و غم ز کجا
مگر کہ زاد مرا مادر از برای فراق

میں کہاں کا، فراق کہاں کا اور غم کہاں سے؟
شاید میری ماں نے مجھے فراق کے لیے جنا ہے

بداغ عشق تو حافظ چو بلبل سحری
زند بروز و شبان خون فشان نوای فراق

تیرے عشق کے داغ کی وجہ سے حافظ صبح کی بلبل کی طرح
دن رات فراق کے خون برسانے والے نعرے لگاتا ہے

مقام امن و می بیغش و رفیق شفیق
گرت مدام میسر شود زہی توفیق

امن کی جگہ، اور خالص شراب، اور مہربان ساتھی
اگر تجھے ہمیشہ میسر آ جائیں، تو زہے نصیب

جہان و کار جہان جملہ ہیچ در ہیچ است
ہزار بار من این نکتہ کردہ ام تحقیق

دنیا اور دنیا کے کام سب ہیچ در ہیچ ہیں
میں نے ہزار بار اس نکتہ کی تحقیق کر لی ہے

دریغ و درد کہ تا این زمان ندانستم
کہ کیمیای سعادت رفیق بود رفیق

افسوس اور درد ہے کہ اب تک میں نہ جانتا تھا
کہ نیک دوست خوش نصیبی کی کیمیا ہے

بمأمنی رو و فرصت شمر غنیمت وقت
کہ در کمینگہ عمرند قاطعان طریق

کسی امن کی جگہ چلا جا اور فرصت کو وقت کی غنیمت سمجھ
کیونکہ عمر کی کمین گاہ میں رہزن ہیں

۱ عشق کی منزل اگر بپائے شوق سے طے ہو جایا کرتی تو اپنے آپ کو ہجر کے سپرد کرتا۔
۲ مجھ خستگی اب یہ حالتیں ہیں۔
۳ یعنی فراق کو قتل کرکے خوشی کے آنسو خون بہا میں دوں گا
۴ لطف یہ ہے کہ فراق خود فراق میں مبتلا ہو جائے۔
۵ بلبل بھی فراق میں مبتلا ہے اور میں بھی۔
۶ توفیق خداوندی اگر یہ چیزیں مہیا ہو جائیں تو زہے نصیب۔
۷ کسی مخلص دوست کا حاصل ہو جانا کیمیائے سعادت ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

کجاست اہل دلے تا کند دلالت خیر | کہ ما بدوست نبردیم رہ بہیچ طریق
کہاں ہے وہ اہل دل کہ جو بہتری کی رہنمائی کرے | اس لیے کہ ہم نے کسی طریقہ سے دوست تک راستہ نہ پایا

فدائے غمزۂ ساقی ہزار جاں آندم | کہ تر کند لب لعل از شراب ہمچو عقیق
میں ساقی کی ادا پر ہزار جان سے قربان ہوں جب کہ | وہ عقیق جیسے لب شراب سے تر کرے

حلاوتے کہ ترا در چہ زنخدان است | بکنہ او نرسد صد ہزار فکر عمیق
وہ شیرینی جو تیری ٹھوڑی کے گڑھے میں ہے | ہزاروں گہری فکریں اس کی حقیقت کو نہیں پہنچ سکتیں

اگرچہ موئے میانت بچوں منے نرسد | خوش است خاطرم از فکر ایں خیال دقیق
اگرچہ تیری کمر کا بال مجھ جیسے تک نہیں پہنچتا | لیکن اس باریک خیال سے میری طبیعت خوش ہے

ازاں برنگ عقیق است اشک من ہر وقت | کہ مہر خاتم چشمم نشستہ ہمچو عقیق
اسی وجہ سے میرے آنسو ہر وقت عقیق کے رنگ کے ہیں | کہ میری آنکھوں کی انگوٹھی کی مہر عقیق جیسی ہے

بیا کہ توبہ ز لعل نگار و خندۂ جام | تصوریست کہ عقلش نمیکند تصدیق
تو آ اس لیے کہ محبوب کے ہونٹ اور جام کی ہنسی سے توبہ | ایک ایسا تصور ہے جس کی تصدیق عقل نہیں کرتی ہے

بخندہ گفت کہ حافظ غلام طبع توام
اس نے ہنسی میں کہا کہ اے حافظ میں تیری طبیعت کا غلام ہوں
ببیں کہ تا بچہ حدم ہمی کند تحمیق
دیکھ کس حد تک مجھے بے وقوف بناتا ہے

ردیف کاف عربی

اگر شراب خوری جرعۂ فشاں بر خاک | ازاں گناہ کہ نفعے رسد بغیر چہ باک
اگر تو شراب پیے تو ایک گھونٹ زمین پر چھڑک دے | جس گناہ سے دوسرے کو فائدہ پہنچے اس سے کوئی نقصان نہیں ہے

بزن بر اوج فلک حالیا سرادق عشق | کہ خود برد اجلت ناگہاں بتیرہ مغاک
ابھی آسمان کی بلندی پر عشق کی قنات تان دے | اس لیے کہ اچانک تجھے خود تیری موت تاریک گڑھے میں لے جائے گی

مخور دریغ و بخور مے بشاہد و دف و چنگ | کہ بے دریغ زند روزگار تیغ ہلاک
افسوس نہ کر اور معشوق اور دف و چنگ کے ساتھ شراب پی | اس لیے کہ زمانہ بے دریغ ہلاکت کی تلوار چلاتا ہے

بخاک پائے تو اے سرو ناز پرور من | کہ روز واقعہ پا وا مگیرم از سر خاک
اے میرے ناز پرور سرو مجھے اپنے پیر کی خاک کی قسم | کہ موت کے روز تیری خاک سے پاؤں نہ ہٹاؤں گا

چہ دوزخی چہ بہشتی چہ آدمی چہ ملک | بمذہب ہمہ کفر طریقت است امساک
کیا دوزخی کیا بہشتی کیا آدمی کیا فرشتہ | سب کے مذہب میں بخل طریقت میں کفر ہے

فریب دختر رز طرفہ میزند رہ عقل | مباد تا بقیامت خراب طارم تاک
انگور کی بیٹی کا فریب عجب طرح عقل پر ڈاکہ ڈالتا ہے | انگور کی ٹٹی قیامت تک برباد نہ ہو

۱۔ اب تو اہل دل کی دعا سے ہی وصال میسر آسکے گا۔
۲۔ اگرچہ کمر تک رسائی نہیں ممکن مگر باریک خیال ہی باعث لطف ہے۔
۳۔ توبہ عقلاً ممکن نہیں ہے لہٰذا اے ساقی تو آکر شراب پلا دے۔
۴۔ زمین پر ایک گھونٹ گرا دینے سے شاید کوئی پیاسا مردہ سیراب ہو جائے۔
۵۔ جب تک موت نہ آئے لطف کی زندگی گذار ورنہ زمانہ تباہی کے درپے ہے۔
۶۔ موت کے وقت محبوب کی خاک سے پاؤں ہٹانا واقف حال ہو جانا۔ بخل سب ہی کے نزدیک برا ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

براہِ میکدہ حافظ خوش از جہاں رفتی
اے حافظ تو دنیا سے میکدہ کے راستے تو خوب اچھا چلا گیا

دعائے اہلِ دلت باد مونسِ دلِ پاک
تیرے پاک دل کے لئے اہل دل کی دعا غمخوار رہے

اے دلِ ریش مرا بالبِ تو حقِ نمک
اے محبوب میرے زخمی دل کا تیرے ہونٹوں پر حق نمک ہے

حق نگہدار کہ من میروم اللہ معک
حق کی حفاظت کر کہ میں جاتا ہوں اللہ تیرے ساتھ ہو

توئی آں گوہرِ یکدانہ کہ در عالمِ قدس
تو وہ موتی ہے کہ عالم قدس میں

ذکرِ خیرِ تو بود حاصلِ تسبیحِ ملک
فرشتوں کی تسبیح کا حاصل تیرا ذکر خیر ہوتا ہے

در خلوصِ منت ار ہست شکے تجربہ کن
اگر تجھے میرے خلوص میں شک ہے تو تجربہ کر لے

کس عیارِ زرِ خالص نشناسد چو محک
کسوٹی کی طرح خالص سونے کے کھرے پن کو کوئی نہیں پہچانتا ہے

گفتہ بودی کہ شوم مست و دو بوست بدہم
تو نے کہا تھا کہ میں مست ہوں گا اور تجھے دو بوسے دوں گا

وعدہ از حد بشد و ما نہ دو دیدیم نہ یک
وعدہ حد سے گزر گیا اور ہم نے دو دیکھے نہ ایک

بکشا پستۂ خنداں و شکر ریزی کن
مسکراتا ہوا پستہ کھول اور شکر ریزی کر

خلق را از دہنِ خویش مینداز بشک
مخلوق کو اپنے منہ کے بارے میں شک میں نہ ڈال

چرخ برہم زنم ار جز بمرادم گردد
آسمان کو درہم برہم کر دوں گا اگر وہ میری مراد کے موافق نہ گھومے گا

من نہ آنم کہ زبونی کشم از چرخِ فلک
میں وہ نہیں ہوں کہ آسمان کی ذلت برداشت کروں

چوں بر حافظِ خویشش نگذاری بارے
چونکہ اس کو اپنے حافظ کے پاس آنے نہیں چھوڑتا ہے

اے رقیب از برِ او یکدو قدم دورترک
تو اے رقیب تو بھی اس سے ایک دو قدم دور رہ

اے پیکِ پے خجستہ چہ نامی فدیت لک
اے مبارک قدم قاصد تیرا کیا نام ہے میں تجھ پر قربان

ہرگز سیاہ چردہ ندیدم بایں نمک
میں نے کوئی گندمی رنگ والا اس ملاحت کا نہیں دیکھا

خوباں سزد کہ بر درِ تو آیند جملگی
حسینوں کو چاہیے کہ سب تیرے در پر آئیں

وانگاہ خاکِ پائے تو بوسند یک بیک
پھر ایک ایک کر کے تیری خاک پا کو بوسہ دیں

ہم ظاہر از دو چشمِ تو در دیدہ مردمی
تیری دونوں آنکھوں کی وجہ سے آنکھوں میں انسانیت ظاہر ہے

ہم روشن از دو لعلِ تو در دیدہ مردمک
تیرے دو ہونٹوں سے آنکھ کی پتلی روشن ہے

آدم ز حسنِ روئے تو گر بہرہ داشتے
اگر آدم تیرے چہرے کے حسن سے حصہ رکھتے

از دیدنش بسجدہ نپرداختے ملک
فرشتے ان کو دیکھنا چھوڑ کر سجدے میں نہ گرتے

صورتگرانِ چیں اگر آں چہرہ بنگرند
چین کے مصور اگر وہ چہرہ دیکھ لیں

نقشِ نگارخانۂ چیں را کنند حک
تو چین کے نگار خانہ کے نقش کو مٹا دیں

از طرفِ بام روئے چو ماہِ تو ہر شبے
ہر شب بالاخانہ کے کنارے سے تیرا چاند جیسا چہرہ

مانندِ آفتاب ہمی تابد از فلک
ایسا چمکتا ہے جیسے کہ آسمان سے سورج

http://www.muftbooks.blogspot.com/

در دوستی حافظ اگر نیست یقین
گر تجھے حافظ کی دوستی کا یقین نہیں ہے

زر خالص ست و باک نمیدارد از محک
سونا خالص ہے اور وہ کسوٹی کا ڈر نہیں رکھتا ہے

ای که شور افگندهٔ در بزم خوبان از نمک
اے وہ محبوب! کہ تو نے نمک کی وجہ سے حسینوں کی محفل میں شور ڈال دیا

داد مستان لبت در خنده دستان از نمک
[illegible]

می برد آب گهر لعلت بدر پاشی و لطف
[illegible]

میکند نرخ شکر یاقوت ارزان از نمک
[illegible]

از نمک خندان کنی هر دم تو غنچه پسته را
[illegible]

دیدهٔ آزا که گردد پسته خندان از نمک
[illegible]

شوری می بینم ازاں چاه دوئے مست در شراب
[illegible]

ذوق می یابم درآں چاه زنخدان از نمک
[illegible]

گر نبات مصر یابد جاں بشیرینی و لطف
[illegible]

قند شور انگیز لعلت میدهد جان نمک
[illegible]

شد دلم ریش از لب پرشور شیرینت ولے
[illegible]

میکند زخم مرا هر لحظه درمان از نمک
[illegible]

هر چه جام باده خواهد کرد از تلخی و شور
[illegible]

شکر شیرین لعلت میکند آں از نمک
[illegible]

آب حیواں یافت حافظ از نمکدان لبت
[illegible]

گرچه هرگز کس نیابد آب حیواں از نمک
[illegible]

هزار دشمنم ار میکنند قصد هلاک
[illegible]

گرم تو دوستی از دشمناں ندارم باک
[illegible]

مرا امید وصال تو زنده میدارد
[illegible]

وگرنه هر دمم از هجر تست بیم هلاک
[illegible]

نفس نفس اگر از باد نشنوم بویت
[illegible]

زماں زماں کنم از غم چو گل گریباں چاک
[illegible]

رود بخواب دو چشم از خیال تو هیهات
[illegible]

بود صبور دل اندر فراق تو حاشاک
[illegible]

بِضَربِ سَیفِکَ قَتلی حَیاتُنا اَبَدا
[illegible]

لِاَنَّ رُوحِی قَد طَابَ اَن یَکُونَ فِدَاک
[illegible]

۱۔ تیرے ہونٹ ذوق میں موتی کو مات کرتے ہیں اور شیرینی میں شکر سے بڑھے ہوئے ہیں
۲۔ شراب میں محبوب کی آنکھ سے مستی آتی ہے
۳۔ اس نمکین ہونٹ نے دل زخمی کر دیا ہے اور پھر نمک سے ان زخموں کا علاج کرتا ہے
۴۔ دشمن ہر کسے چہ مہرباں باشد دوست
۵۔ ہر زمان اگر تیری خوشبو سونگھوں تو میں پھول کی طرح ہر وقت گریبان چاک کروں
۶۔ دونوں مصرعوں کا ابتدائی حصہ سوال اور آخری حصہ جواب ہے

http://www.muftbooks.blogspot.com/

اگر تو زخم زنی بہ کہ دیگرے مرہم
وگر تو زہر دہی بہ کہ دیگرے تریاک

ترا چنانکہ توئی ہر نظر کجا بیند
بقدر بینش خود ہر کسے کند ادراک

عناں مپیچ اگر میزنی بشمشیرم
سپر کنم سر و دستت ندارم از فتراک

بچشم خلق عزیز آنگہے شوی حافظ
کہ بر درش بنہی روئے مسکنت بر خاک

ردیفِ لام

اگر بکوئے تو باشد مرا مجالِ وصول
رسد ز دولتِ وصل تو کار من بحصول

قرار بردہ ز من آں دو سنبلِ مشکیں
خراب کردہ مرا آں دو نرگسِ مکحول

دل از جواہرِ مہر تو صیقلے دارد
بود ز زنگِ حوادث ہر آئینہ مصقول

من شکستہ بدحال زندگی یابم
در آں زماں کہ بہ تیغِ غمت شوم مقتول

چہ جرم کردہ ام ای جان و دل بحضرتِ تو
کہ طاعتِ من بیدل نمی شود مقبول

چو بر درِ تو منِ بینوائے بے زر و زور
بہیچ باب ندارم رہِ خروج و دخول

کجا روم چہ کنم حالِ دل کرا گویم
کہ گشتہ ام ز غم و جورِ روزگار ملول

خراب تر ز دلِ من غمِ تو جائے نیافت
کہ ساخت در دلِ تنگم قرارگاہِ نزول

بدردِ عشق بساز و خموش شو حافظ
رموزِ عشق مکن فاش پیشِ اہلِ عقول

http://www.muftbooks.blogspot.com/

اے بردہ دلم را تو بدیں شکل و شمائل
اے معشوق تو نے حسن و شکل کے ذریعہ میرے دل کو لے لیا ہے
پروائے کست نے و جہانے بتو مائل
تجھے کسی کی پروا نہیں اور دنیا تیری طرف مائل ہے

گہ آہ کشم از دل و گہ تیر تو از جاں
کبھی دل سے آہ کھینچتا ہوں، کبھی جان سے تیرا تیر
پیش تو چہ گویم کہ چہا می کشم از دل
تیرے سامنے کیا کہوں کہ دل سے کیا کیا کھینچتا ہوں

وصف لب لعل تو چہ گویم بر قیباں
رقیبوں سے تیرے ہونٹ کی تعریف کیا بیان کروں
نیکو نبود معنی نازک بر جاہل
جاہل کے سامنے باریک باتیں بیان کرنا اچھا نہیں ہوتا

ہر روز چو حسنت ز دگر روز فزونست
جبکہ تیرا حسن ہر دن دوسرے دن سے بڑھ جاتا ہے
مہ را نتواں کرد بروئے تو مقابل
تو چاند کا تیرے چہرے سے مقابلہ نہیں کیا جا سکتا ہے

دل بردی و جاں میدہمت غم چہ فرستی
دل تو نے لیا اور جان تجھ کو دے دیتا ہوں تو غم کیوں بھیجتا ہے
چوں نیک حریفیم چہ حاجت بہ محصل
جبکہ ہم تیرے دوست ہیں تو وصول کرنے والے کی کیا ضرورت ہے

حافظ چو تو پا در حرم عشق نہادی
اے حافظ جبکہ تو نے عشق کے احاطہ میں پیر رکھ دیا ہے
در دامن او دست زن و از ہمہ بگسل
اس کے دامن سے وابستہ ہو جا اور سب سے کٹ جا

اے رخت چوں خلد و لعلت سلسبیل
اے وہ کہ تیرا چہرہ جنت ہے اور تیرا ہونٹ سلسبیل
سلسبیلت کرد جان و دل سبیل
تیری سلسبیل نے جان اور دل نثار کر دیئے ہیں

سبز پوشان خطت بر گرد لب
تیرے خط کے سبز پوش، ہونٹوں کے گرد
ہمچو حورانند گرد سلسبیل
ایسے ہیں، جیسے کہ سلسبیل کے گرد حوریں

ناوک چشم تو در ہر گوشہ
ہر گوشہ میں، تیری آنکھ کا تیر
ہمچو من افتادہ دارد صد قتیل
میری جیسے، سو مقتول گرے ہوئے رکھتا ہے

یا رب ایں آتش کہ در جان منست
اے خدا! یہ آگ جو میری جان میں ہے
سرد کن زانساں کہ کردی بر خلیل
اس طرح ٹھنڈی کر دے جیسی تو نے خلیل پر کی

من نمی یابم مجال اے دوستاں
اے دوستو میرا موقع نہیں ہے
گرچہ او دارد جمالے بس جمیل
اگرچہ وہ بہت زیادہ حسین جمال رکھتا ہے

پائے ما لنگ ست و منزل بس دراز
ہمارا پیر لنگڑا ہے اور منزل بہت لمبی ہے
دست ما کوتاہ و خرما بر نخیل
ہمارا ہاتھ کوتاہ ہے اور چھوہارے کھجور کے درخت پر ہیں

حسن ایں نظم از بیاں مستغنی است
اس نظم کی خوبی بیان سے بے نیاز ہے
بر فروغ خور کسے جوید دلیل
سورج کی روشنی پر کون دلیل تلاش کرتا ہے؟

آفریں بر کلک نقاشے کہ داد
اس نقاش کے قلم کو شاباش ہے جس نے دی ہے
بکر معنے را چنیں حسن جمیل
معانی کی دوشیزہ کو ایسا عمدہ حسن

معجزات ایں شعر یا سحر حلال
یہ شعر معجزہ ہے، یا حلال جادو
ہاتف آورد ایں سخن یا جبرئیل
یہ کلام ہاتف لایا ہے، یا جبرئیل!

۱ دل میں جو تیر پیوستہ ہیں کبھی ان کو کھینچتا ہوں کبھی آہیں کھینچتا ہوں اور چونکہ تو بے نیاز ہے لہٰذا تجھے اس کی تفصیل بھی نہیں بتا سکتا ہوں۔
۲ چاند کا حسن تو ہمیشہ یکساں ہے جبکہ تیرے حسن میں روز مرہ اضافہ ہو رہا ہے۔
۳ جان لینے کے تقاضے کے لیے تجھ کو غم بھیجنے کی ضرورت نہیں ہم تو بلا تقاضہ ہی جان دے سکتے ہیں
۴ سلسبیل جنت کا مشہور چشمہ ہے تیرے ہونٹوں نے جان و دل اور جان کو عزیز ترین مال بنا دیا ہے جو لٹ رہے ہیں۔
۵ ہونٹ سلسبیل ہیں اور اس پر سبزہ خط حوریں معلوم ہوتے ہیں
۶ حضرت ابراہیم خلیل اللہ پر نمرود کی آگ ٹھنڈی ہو گئی تھی۔

کس نه انداز گفت شعرے زیں نمط
اس طرح پر شعر کہنا کوئی نہیں جانتا ہے

کس نیارد سفت دُرے زیں قبیل
اس طرح کا ایک موتی کوئی نہیں پرو سکتا ہے

حافظا گر معنے داری بیار
اے حافظ! تو اگر کوئی معنی رکھتا ہے تو لا

ورنہ دعوی نیست غیر از قال و قیل
ورنہ دعویٰ سوائے قیل و قال کے کچھ نہیں ہے

بعہد گل شدم از توبۂ شراب خجل
موسم بہار میں شراب سے توبہ کر کے میں ایسا شرمندہ ہوا

کہ کس مباد ز کردار ناصواب خجل
کہ خدا کرے کوئی غلط کام سے ایسا شرمندہ نہ ہو

صلاح من ہمہ جام مے ست و من زیں بحث
میری ساری نیکی جام شراب ہے اور اس بحث سے

نیم ز شاہد و ساقی بہیچ باب خجل
میں معشوق اور ساقی سے کسی طرح شرمندہ نہیں ہوا

ز خوں کہ رفت مرا دوش در سراچۂ چشم
آنکھوں کی سرائے میں کل شب جو خون بہا

شدیم در نظر رہروان خواب خجل
ہم نیند کے مسافروں کی نظر میں شرمندہ ہو گئے

تو خوبروے تری ز آفتاب شکر خدا
تو سورج سے بھی زیادہ خوبصورت ہے خدا کا شکر ہے

کہ نیستم ز تو در روے آفتاب خجل
کہ میں تیرے سبب سے سورج کے سامنے شرمندہ نہیں ہوں

رواست نرگس مست ار فگند سر در پیش
مست نرگس نے اگر سر جھکایا تو مناسب ہے

کہ شد ز شیوۂ آں چشم پُر عتاب خجل
کیونکہ وہ اس پُر عتاب آنکھ کے کرشمے سے شرمندہ ہے

بود کہ یار نپرسد گنہ ز خلق کریم
ہو سکتا ہے کہ یار اپنے کریمانہ اخلاق کی وجہ سے گناہ کی بازپرس نہ کرے

کہ از سوال ملولیم و از جواب خجل
اس لیے کہ ہم سوال سے ملول اور جواب سے شرمندہ ہیں

بزیر لب ز چہ رو جام زہر خندہ زند
کس وجہ سے جام زیر لب زہر خند کرتا ہے

اگر نہ از لب لعل تو شد شراب خجل
اگر شراب تیرے لعل جیسے ہونٹ سے شرمندہ نہیں ہوئی

رخ از جناب تو عمریست تا نتافتہ ام
عمر گزر گئی ہے کہ میں نے تیری جناب سے منہ نہیں موڑا

نیم بیاری توفیق ازیں جناب خجل
توفیق کی مدد کی وجہ سے اس بارگاہ سے شرمندہ نہیں ہوں

ازاں نہفت رخ خویش در نقاب صدف
اسی وجہ سے سیپ کے پردے میں موتی نے منہ چھپا لیا ہے

کہ شد ز نظم تو خوشش لؤلوئے خوشاب خجل
کیونکہ اس کی نظم سے آبدار موتی شرمندہ ہو گیا

حجاب ظلمت ازاں بست آب خضر کہ گشت
آب حیات نے اسی وجہ سے تاریکی کا پردہ ڈالا ہے

ز نظم حافظ و از طبع ہمچو آب خجل
کہ حافظ کی نظم اور اس کی پانی جیسی طبیعت سے شرمندہ ہے

بچشم خوش تو اے لعبت خجستہ خصال
اے مبارک خصلتوں والی گڑیا! تیری آنکھ کے جادو کی قسم

برمز خط تو اے آیت ہمایوں فال
اے مبارک فال والی آیت! تیرے خط کے اشارے کی قسم

بنوش لعل تو اے آب زندگانی من
اے میرے آب حیات! تیرے ہونٹ کے شہد کی قسم

برنگ و بوے تو اے نوبہار حسن و جمال
اے حسن و جمال کی نوبہار! تیرے رنگ و بو کی قسم

موسم بہار میں توبہ کر لینے میں ایسا شرمندہ ہوا کہ خدا ایسی شرمندگی کسی کو نہ دے۔

شب میں تمام رات خون کے آنسو رویا ہوں کہ جیسے نیند کے قافلے آنکھ تک نہیں پہنچے۔

نرگس نے اگر سر نگوں کیا ہے تو بالکل مناسب بات ہے کیونکہ اس کے چشم کے اخلاق ایسے ہیں۔

جواب کی شرمندگی سے بچ سکتے ہیں کہ ہم سے گناہ ہوئے کی بازپرس نہ کرے۔

حافظ کی نظم سے شرمندہ ہو کر موتی سیپ میں چھپ گئے ہیں۔

شعر میں قسم ہے جواب قسم مقطع ہے یعنی محبوب کی ان تمام صفات کی قسم کہ حضور نبی کے عشق کی آیت قرآنی ہے۔ سورۂ یوسف کا آغاز ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

بآں صحیفۂ عارض کہ گشت گلشن چشم
رخسار کے اس صحیفہ کی قسم جو نظر کا باغ بنتا ہے

بآں حدیقۂ بینش کہ شد مقال خیال
نظر کے اس باغ کی قسم جو خیال کا موضوع بنا ہے

بآں عقیق کہ مارا است مہر خاتم چشم
اس عقیق کی قسم جو ہماری آنکھوں کی انگوٹھی کی مہر ہے

بآں گہر کہ شمار است در بلیغ مقال
اس موتی کی قسم جو بلیغ گفتگو میں شمار نہیں ہو سکتا

بطیب خلق تو و نفحۂ شمامۂ گل
تیرے اخلاق کی پاکیزگی اور پھول کی خوشبو کی مہک کی قسم

ببوئے زلف تو و نکہت نسیم شمال
تیری زلف اور شمالی نسیم کی خوشبو کی قسم

بجلوہائے تو و شیوہائے رفتن چشم
تیرے جلووں اور آنکھوں کی حرکت کے شیووں کی قسم

بعشوہائے تو و غمزہائے چشم غزال
تیرے عشووں اور ہرن کی آنکھ کے غمزوں کی قسم

بگرد راہ تو یعنی بسایۂ امید
تیری گرد راہ، یعنی امید کے سایہ کی قسم

بخاک پائے تو یعنی برشک آب زلال
تیری خاک پا، یعنی تیری پاکی کے لیے آب شیریں کی قسم

بسرو ماہ نمایت بآفتاب بلند
تیرے ماہ نما سرو کی قسم، بلند آفتاب کی قسم

باستان رفیعت بآسمان جلال
تیرے بلند آستانہ کی قسم، جلال کے آسمان کی قسم

کہ سخا چو گشاید دو دست جود و کرم
جب سخاوت تیری کرم اور بخشش کے دونوں ہاتھ کھول دیتی ہے

وجود سائل مسکیں رسد بنقد سوال
مسکین سائل کا وجود سوال کے نقد تک پہنچ جاتا ہے

کہ بے رضائے تو حافظ گر التفات کند
کہ اگر حافظ تیری رضامندی بغیر کسی طرف توجہ کرے

بعمر باز نماند چہ جائے مال و منال
تو وہ زندہ نہ رہے، چہ جائیکہ مال اور دولت

خوش خبر باش اے نسیم شمال
اے شمالی نسیم! تجھے خوش خبری ہو

کہ بما میرسد زمان وصال
کہ وصال کا زمانہ ہم تک پہنچ رہا ہے

مَا لِسَلْمٰی وَ مَنْ بِذِی سَلَمٍ
سلمیٰ کو کیا حال ہے، اور ذی سلم میں کون ہیں؟

أَیْنَ جِیْرَانُنَا وَ کَیْفَ الْحَالُ
ہمارے پڑوسی کہاں ہیں، اور کیا حال ہے؟

عرصۂ بزمگاہ خالی ماند
مجلس کا میدان خالی رہ گیا

از حریفان و رطل مالا مال
شراب کے شوقینوں سے اور بھرے ہوئے پیمانے

عَفَتِ الدَّارُ بَعْدَ عَافِیَۃٍ
عیش کے بعد گھر مٹ گیا

فَاسْئَلُوْا حَالَہَا عَنِ الْأَطْلَالِ
اس کا حال کھنڈرات سے پوچھو

فِیْ جَمَالِ الْکَمَالِ نِلْتَ مُنًی
کمال کے جمال میں تو نے مراد حاصل کر لی

صَرَفَ اللّٰہُ عَنْکَ عَیْنَ کَمَالٍ
خدا نظر بد کو تجھ سے پھیر دے

سایہ افگند حالیا شب ہجر
اب ہجر کی رات نے سایہ ڈال دیا

تا چہ بازند شبروان خیال
دیکھئے خیال کے شب رو کیا کھیلتے ہیں

قِصَّۃُ الْعِشْقِ لَا انْفِصَامَ لَہَا
عشق کے قصہ کا انقطاع نہیں ہے

وَصَمَتْ ہٰہُنَا لِسَانُ الْحَالِ
یہاں حال کی زبان گنگ ہو گئی

۔ یہ کہ رخسار کو گلشن چشم اور حدیقۂ بینش قرار دیا ہے چونکہ اس کو دیکھ کر آنکھیں محظوظ ہوتی ہیں اور چونکہ وہ خیال کا موضوع بحث ہے لہٰذا اسے مقال خیال قرار دیا ہے۔
۔ عقیق سے مراد ہونٹ ہیں اور چونکہ ان کا نقشہ عاشق کی آنکھوں میں جاری رہتا ہے لہٰذا ان کو آنکھ کی مہر قرار دیا ہے۔
۔ معشوق کی راہ کی خاک کو سایۂ امید اور پاؤں کی خاک کو آب زلال کا رشک قرار دیا ہے۔
۔ سلمیٰ عرب کی مشہور معشوقہ ہے یہاں مراد حافظ کا اپنا محبوب ہے۔ ذی سلم جگہ کا نام ہے۔ ان دنوں میں معشوق کے ساتھ عیش و عشرت سے گزارے ہوئے دن ... شب ہجر ... خیالات ... عشق کا قصہ ... زبان بھی اس کو پورا بیان نہیں کر سکتی ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

ترک ما سوئے کس نمی نگرد
ہمارا معشوق کسی کی طرف نہیں دیکھتا ہے

آہ ازیں کبریا و جاہ و جلال
اس تکبر اور مرتبہ اور دبدبہ سے آہ ہے

یا بریدَ الحِمیٰ حماکَ اللہ
اے حمی کے قاصد خدا تیری حمایت کرے

مرحبا مرحبا تعال تعال
مرحبا، مرحبا، آ جا، آ جا

حافظا عشق و صابری تا چند
اے حافظ! عشق اور صبر کرنا، تاکجے!

نالۂ عاشقاں خوش ست بنال
عاشقوں کا رونا بہتر ہے، رو

دارائے جہاں نصرتِ دیں خسرو کامل
شہنشاہ جہاں، دین کی مدد، مکمل بادشاہ

یحییٰ بن مظفر ملک عالم و عادل
یحییٰ بن مظفر جو عالم اور منصف بادشاہ ہے

اے آنکہ در اسلام پناہ تو گشودہ
اے وہ کہ اسلام میں تیری پناہ نے کھول دئے

بر روئے جہاں روزنۂ جان و تن و دل
روئے جہاں پر جان اور دل اور جسم کے روزن

تعظیم تو بر جان و خرد واجب و لازم
تیری تعظیم جان اور عقل پر واجب اور لازم ہے

انعام تو بر کون و مکاں فائض و شامل
تیرا انعام کون اور مکان پر جاری اور شامل ہے

روز ازل از کلک تو یک قطرہ سیاہی
ازل میں تیرے قلم سے سیاہی کا ایک قطرہ

بر روئے مہ افتاد کہ شد حل مسائل
چاند کے منہ پر گر گیا جس سے مسائل کا حل ہوگیا

خورشید چو آں خالِ سیہ دید بدل گفت
سورج نے جب اس سیاہ تل کو دیکھا، دل میں کہا

اے کاش کہ من بودمے آں ہندوئے مقبل
اے کاش میں وہ بااقبال غلام ہوتا

شاہا فلک از بزم تو در رقص و سماع است
اے شاہ تیری بزم کی وجہ سے آسمان رقص و سماع میں ہے

دستِ طرب از دامن ایں سلسلہ مگسل
مستی کا ہاتھ اس سلسلہ کے دامن سے نہ چھڑا

مے نوش و جہاں بخش کہ از زلفِ کمندت
شراب پی اور جہان کو بخش، اس لئے کہ تیری کمند کی زلف سے

شد گردنِ بدخواہ گرفتارِ سلاسل
بدخواہ کی گردن زنجیروں میں گرفتار ہے

چوں دورِ فلک یکسرہ بر منہجِ عدل است
چونکہ آسمان کا دور بالکل انصاف کے طریقہ پر ہے

خوش باش کہ ظالم نبرد راہ بمنزل
خوش رہ کیونکہ ظالم منزل تک راستہ نہیں پا سکتا ہے

حافظ قلمِ شاہِ جہاں مقسمِ رزق ست
اے حافظ شاہ جہاں کا قلم رزق کی تقسیم کرنے والا ہے

از بہرِ معیشت مکن اندیشۂ باطل
گزارے کے لئے غلط فکر نہ کر

رہرواں را عشق بس باشد دلیل
سالکوں کے لئے عشق ہی کافی راہبر ہے

آبِ چشم اندر رہش کردم سبیل
میں نے اس کے راستہ میں آنکھ کا پانی سبیل کیا

موجِ اشکِ ما کے آرد در حساب
ہمارے آنسوؤں کی موج کو کب حساب میں لاتا ہے

آنکہ کشتی راند بر خونِ قتیل
جس نے مقتول کے خون پر کشتی چلائی ہو

http://www.muftbooks.blogspot.com/

اختیاری نیست بدنامی ما
ہماری بدنامی، اختیاری نہیں ہے

ضَلَّنِی فِی الْعِشْقِ مَنْ یَهْدِی السَّبِیل
مجھے عشق میں اسی نے گمراہ کیا جو راستہ دکھاتا ہے

بے مے و مطرب بفردوسم مخواں
شراب اور مطرب کے بغیر مجھے جنت میں نہ بلا

رَاحَتِیْ فِی الرَّاحِ لَا فِی السَّلْسَبِیل
میری راحت شراب میں ہے نہ کہ سلسبیل میں

آتش روئے بتاں بر خود مزن
بتوں کے چہرے کی آگ، اپنے آپ میں نہ لگا

ورنہ از آتش گذر کن چوں خلیل
ورنہ خلیل کی طرح، آگ سے گزر جا

یا مکن با پیلباناں دوستی
یا ہاتھی والوں کے ساتھ دوستی نہ کر

یا بنا کن خانۂ در خورد پیل
یا ہاتھی کے مناسب گھر بنا

یا منہ بر خود کہ مقصد گم کنی
یا اپنے ذمہ نہ رکھ کہ تو مقصد کو گم کر دے گا

یا منہ پائے اندریں رہ بے دلیل
یا اس راستہ پر بغیر رہبر کے پیر نہ دھر

یا مکش بر چہرہ نیل عاشقی
یا چہرہ پر عاشقی کا داغ نہ لگا

یا فرو بر جامۂ تقویٰ بنیل
یا تقویٰ کا لباس، ماتمی بنا دے

شاہ عالم را بقا و عز و مال
شاہ عالم کے لیے عزت اور مال کا بقا

یا دو ہر چیزے کہ خواہد زیں قبیل
ہر وہ چیز جو وہ اس طرح کی چاہے

یار سوم پیلباناں یاد گیر
یار تو ہاتھی والوں کی عادتیں یاد کرے

یا مدہ ہندوستاں برباد پیل
یا ہاتھی کو ہندوستان کی یاد نہ دلا

عقل در حسنش نمی یابد بدل
عقل کو اس کے حسن کا بدل نہیں ملتا ہے

طبع در وصفش نمی یابد بدیل
طبیعت کو اس کی خوبیوں کا بدل نہیں ملتا ہے

حافظ از سرپنجۂ عشق نگار
حافظ معشوق کے عشق کی طاقت کی وجہ سے

ہمچو مور افتادہ زیر پائے پیل
اس طرح پڑا ہوا ہے جیسے چیونٹی ہاتھی کے پیر کے نیچے

ساقی بیار بادہ کہ آمد زمان گل
اے ساقی شراب لا کیونکہ موسم بہار آگیا ہے

تا بشکنیم توبہ دگر در میان گل
تاکہ ہم پھولوں میں پھر دوبارہ توبہ توڑیں

کوری خار نعرہ زناں تا چمن رویم
کانٹے کے اندھے پن پر نعرہ لگاتے ہوئے چمن کو جائیں

چوں بلبلاں نزول کنیم آشیان گل
بلبلوں کی طرح پھول کے آشیانہ میں اتریں

در صحن بوستاں قدح بادہ نوش کن
بستان کے صحن میں، شراب کا پیالہ پی

کایات خوشدلی برسید از زبان گل
اسے کیونکہ پھول کی زبان سے خوشدلی کی حکایتیں آگئی ہیں

گل در چمن رسید مشو ایمن از فراق
چمن میں پھول آگئے ہیں، فراق سے بےخوف نہ ہو

یار و شراب خواہ و سرا و بوستان گل
یار اور شراب اور پھول کا بوستان گھر چاہ

حافظ وصال گل طلبی ہمچو بلبلاں
اے حافظ اگر تو بلبلوں کی طرح پھول کا وصل چاہتا ہے

جاں کن فدائے خاک رہ باغبان گل
پھول کے باغبان کے راستہ کی خاک پر جان قربان کر دے

ــــــــ

ے ہماری گمراہی اختیاری نہیں ہے خدا ہی نے ہمیں گمراہ بنایا ہے۔ انسان جو کام کرے اس کے لوازمات کا خیال رکھ کر کرے۔ سے راہ عشق بغیر رہبر کے طے نہ ہو سکے گی۔ سے وہ اپنے حسن اور اوصاف میں بےنظیر ہے۔ ے موسم بہار میں کانٹوں کے علی الرغم جو چمن میں جا کر پھولوں کا استقبال کریں گے۔ سے جامہ بہ نیل فرو بردن یعنی کالا سبز یا سیاہ کرنا ماتمی لباس بنانا۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

شَمَمتُ روحَ وِدادٍ و شِمتُ برقَ وِصالٍ
ہم نے محبت کی خوشبو سونگھی، وصل کی بجلی دیکھی

بیا کہ بوے ترا میرم اے نسیمِ شمال
اے شمال کی نسیم آجا، میں تیری خوشبو پر جان دیتا ہوں

اَحادیا بجمالِ الحبیبِ قِف وانزِل
اے محبوب کے اونٹوں کے حدی خواں ٹھہر جا اور اتر

کہ نیست صبرِ جمیلم ز اشتیاقِ جمال
اس لئے کہ جمال محبوب کے شوق میں اب مجھے صبر جمیل حاصل نہیں ہے

شکایتِ شبِ ہجراں فروگذار اے دل
اے دل! شب ہجر کی شکایت چھوڑ دے

بشکر آنکہ برافگند پردہ روزِ وصال
اس کے شکریہ میں کہ وصل کے دن نے پردہ اٹھا دیا ہے

چو یار بر سرِ صلح است و عذر میخواہد
چونکہ دوست صلح پر آمادہ ہے اور عذر خواہی کرتا ہے

تواں گذشت ز جورِ رقیب در ہمہ حال
ہر حال میں رقیب کے ظلم سے درگذر کی جا سکتی ہے

بیا کہ پردہ گلریز ہفت خانۂ چشم
آجا اس لئے کہ آنکھ کے ساتوں پردوں کو ہم نے گلریز بنا لیا ہے

کشیدہ ایم بتحریر کارگاہِ خیال
خیال کے کارخانہ کی تحریر سے ہم نے کھینچا ہے

بجز خیالِ دہانِ تو نیست در دلِ تنگ
تنگ دل میں تیرے منہ کے علاوہ کوئی خیال نہیں ہے

کہ کس مباد چو من در پئے خیالِ محال
خدا کرے کوئی میری طرح محال کے خیال کے پیچھے نہ ہو

ملال مصلحتے می نمایم از جاناں
میں مصلحتاً محبوب سے تنگدلی ظاہر کرتا ہوں

کہ کس بجد ننماند ز جانِ خود ملال
اس لئے کہ کوئی شخص شدت سے اپنی جان سے تنگ نہیں ہوتا

مرا دلیست پریشاں بدستِ غم پامال
میرا پریشان دل غم کے ہاتھ پامال ہے

چنانکہ ہیچ کسش نیست واقفِ احوال
اس طرح کہ اس کے احوال سے کوئی شخص واقف نہیں ہے

اسیر و بیدل و بیجاں شدم ازاں سرِ زلف
میں اس زلف کا اسیر، بے دل اور بے جان ہو گیا ہوں

بماندہ والہ و شیدا چو مرغِ بے پر و بال
حیران اور عاشق بے بال و پر پرندے کی طرح رہ گیا ہوں

قتیلِ عشقِ تو شد حافظِ غریب ولے
غریب دل حافظ تیرے عشق سے مقتول ہو گیا ہے

بخاکِ ما گذرے کن کہ خونِ مات حلال
ہماری خاک پر سے گزر اس لئے کہ ہمارا خون تجھ پر حلال ہے

ہر نکتہ کہ گفتم در وصفِ آں شمائل
ان خوبیوں کی تعریف میں میں نے جو نکتہ بھی بیان کیا

ہر کس شنید گفتا لِلّٰہِ دَرُّ قائل
جس نے بھی سنا بولا کہنے والے کی بھلائی خدا کے لئے ہے

دل دادہ ام بیارے عاشق کشے ستمگار
میں نے ایسے یار کو دل دیا ہے جو عاشق کش ستمگر ہے

مَرضیّةُ السّجایا محمودةُ الخصائل
جس کی عادتیں پسندیدہ اور جس کی صفتیں قابل تعریف ہیں

تحصیلِ عشق و رندی آساں نمود اول
عشق اور رندی کا سیکھنا ابتداءً آسان معلوم ہوا

جانم بسوخت آخر در کسبِ ایں فضائل
انجام کار ان فضیلتوں کے حاصل کرنے میں میری جان جل گئی

گفتم کہ کے ببخشی بر جانِ ناتوانم
میں نے کہا کب آپ میری کمزور جان پر بخشش کریں گے

گفت آں زماں کہ نبود جاں در میانہ حائل
اس نے کہا جبکہ جان درمیان میں آڑے نہ رہے گی

حلاج بر سرِ دار ایں نکتہ خوش سراید
حلاج نے سولی پر یہ نکتہ خوب بتایا

از شافعی مپرسید امثالِ ایں مسائل
ایسے مسئلے امام شافعی سے نہ پوچھو

[illegible]

http://www.muftbooks.blogspot.com/

دردا کہ بر در خود بارم نداد دلبر
ہائے افسوس کہ دلبر نے مجھے اپنے دروازہ پر باریابی نہ دی
چندانکہ از جوانب انگیختم وسائل
حالانکہ میں نے ہر طرف سے وسیلے پیدا کئے

در عین گوشہ گیری بودم چو چشم مستت
میں تیری مست آنکھ کی طرح بالکل گوشہ گیری میں تھا
اکنون شدم چو مستاں بر ابروے تو مائل
اب مستوں کی طرح تیری ابرو پر مائل ہو گیا

از آب دیدہ صد رہ طوفان نوح دیدم
میں نے آنکھوں کے آنسوؤں سے سیکڑوں مرتبہ طوفان نوح دیکھا
از لوح سینہ ہرگز نقشت نگشت زائل
لیکن سینہ کی لوح سے تیرا نقش ہرگز زائل نہ ہوا

اے دوست دست حافظ تعویذ چشم زخم است
اے دوست حافظ کا ہاتھ نظر بد کا تعویذ ہے
آیا بود کہ بینم در گردنت حمائل
کیا اچھا ہو کہ تیری گردن میں لٹکا ہوا دیکھوں

ہر کس کہ ندارد بجہاں مہر تو در دل
جو شخص دنیا میں دل میں تیری محبت نہیں رکھتا ہے
حقا کہ بود طاعت او ضائع و باطل
یقیناً اس کی عبادت ضائع اور باطل ہے

برداشتن از عشق تو دل فکر محالست
تیرے عشق سے دل ہٹا لینا ناممکن خیال ہے
از جان خود آساں بود از عشق تو مشکل
اپنی جان سے ہاتھ اٹھا لینا آسان ہے تیرے عشق سے مشکل ہے

از عشق تو ناصح چہ مرا منع نماید
ناصح مجھے تیرے عشق سے کیوں منع کرتا ہے؟
اے دوست مگر ہم تو کنی حل مسائل
اے دوست تو ہی شاید مسائل حل کرے

گشتیم جہاں را کہ ببینیم و ندیدیم
ہم دنیا میں گھومے کہ دیکھیں اور نہ دیکھا
ہمچوں تو کسے زیبا در شکل و شمائل
تجھ جیسا کوئی حسین، شکل اور عادتوں میں

اے زاہد خود بیں بدر میکدہ بگذر
اے متکبر زاہد شراب خانہ کے دروازہ سے گذر
آں دلبر من بیں کہ بود میر قبائل
میرے اس دلبر کو دیکھ جو قبیلوں کا سردار ہے

از وصل تو شستند رقیباں ز طمع دست
تیرے وصل سے رقیبوں نے لالچ کا ہاتھ دھو لئے
چوں گشت مرا کام دل از لعل تو حاصل
چونکہ میرے دل کا مقصد تیرے ہونٹ سے پورا ہو گیا

حافظ تو برو بندگی پیر مغاں کن
اے حافظ تو جا اور پیر مغاں کی غلامی کر
بر دامن او دست زن و از ہمہ بگسل
اس کے دامن کو تھام لے اور سب سے ٹوٹ جا

ردیف میم

آنکہ پامال جفا کرد چو خاک راہم
جس نے مجھے راہ کی خاک کی طرح ظلم سے پامال کیا ہے
خاک می بوسم و عذر قدمش میخواہم
میں اس کی خاک بوسی کرتا ہوں اور اس کے قدم کا عذر چاہتا ہوں

من نہ آنم کہ ز جور تو بنالم حاشا
میں ہرگز وہ نہیں ہوں کہ تیرے ظلم کے ہاتھ سے نالاں ہو جاؤں
چاکر معتقد و بندۂ دولت خواہم
میں معتقد غلام اور دولت کی دعا دینے والا غلام ہوں

۱؎ آنکھوں سے اگرچہ طوفان نوح پیدا کر دئے لیکن دل سے تیرا عشق نہ گیا۔
۲؎ حافظ کا ہاتھ نظر بد کا تعویذ ہے اس لئے تیرے گلے میں لٹکا رہنا چاہیے۔
۳؎ جان سے ہاتھ اٹھا لینا آسان ہے لیکن تیرے عشق سے دست بردار ہونا محال ہے۔
۴؎ ناصح کیوں روکتا ہے اس راز کو تو ہی حل کرے گا۔
۵؎ میکدہ میں جا کر دیکھ میرا محبوب سردار قبائل ہے۔
۶؎ جس نے مجھے پامال کیا ہے اس کے قدموں کی خاک کو ہم بوسے دیتے ہیں۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

ذرهٔ خاکم و در کوی توام وقت خوش است
میں خاک کا ذرہ ہوں اور تیرے کوچہ میں وقت اچھا گزر رہا ہے

ترسم ای دوست که بادی ببرد ناگاهم
ڈرتا ہوں اے دوست کہ کہیں اچانک مجھے ہوا نہ اڑا لے جائے

صوفی صومعهٔ عالم قدسم لیکن
میں عالم قدس کے عبادت خانہ کا صوفی تھا لیکن

حالیا دیر مغانست حوالتگاهم
فی الحال مغوں کا آتش کدہ میرا حوالہ گاہ ہے

بسته‌ام در خم گیسوی تو امید دراز
میں نے تیرے گیسو کے خم سے دراز امید وابستہ کی ہے

آن مبادا که کند دست طلب کوتاهم
ایسا نہ ہو کہ وہ میرے دست طلب کو کوتاہ کر دے

پیر میخانه سحر جام جهان‌بینم داد
میخانہ کے پیر نے صبح کو مجھے جام جہاں نما دیا

و اندر آن آینه از حسن تو کرد آگاهم
اور اس آئینہ میں مجھے تیرے حسن سے باخبر کیا

با من راه‌نشین خیز و سوی میکده آی
مجھ راہ نشین کے ساتھ اٹھ اور میکدہ کی جانب آ

تا ببینی که در آن حلقه چه صاحب‌جاهم
تاکہ تو دیکھے میں اس حلقہ میں کس قدر مرتبہ والا ہوں

بر سر شمع قدت شعله‌صفت می‌لرزم
تیرے قد کی شمع پر میں شعلہ کی طرح کانپ رہا ہوں

گرچه دانم که هوای تو کشد ناگاهم
اگرچہ جانتا ہوں کہ تیری محبت مجھے اچانک قتل کر دے گی

خوشم آمد که سحر خسرو خاور می‌گفت
مجھے بھلا لگا کہ صبح کو مشرق کا بادشاہ کہہ رہا تھا

با همه پادشهی بندهٔ توران‌شاهم
میں تمام بادشاہی کے باوجود توران شاہ کا غلام ہوں

مست بگذشتی و از حافظت اندیشه نبود
تو مست ہو کر گذر گیا اور تجھے حافظ کا کوئی خیال نہ تھا

آه اگر دامن حسن تو بگیرد آهم
ہائے اگر میری آہ تیرا دامن تھام لے

از غم خویش چنان شیفته کردی بازم
تو نے پھر مجھے اپنے غم سے ایسا سودائی کر دیا

کز خیال تو بخود نیز نمی‌پردازم
کہ تیرے خیال سے اپنی طرف بھی متوجہ نہیں ہوتا

هر که از نالهٔ شبگیر من آگاه شود
جو میری رات کے نالوں سے باخبر ہو جائے

هیچ شک نیست که چون زر بدرند اندازم
کوئی شک نہیں کہ وہ میرے راز کو زر کی طرح جان لیگا

گفته بودی که بخور درد که ز هجرم چونی
تو نے کہا تھا کہ درد پی، میرے ہجر سے تیرا کیا حال ہے

آنچنانم که ببینی و ندانی بازم
میں ایسا ہوں کہ تو دیکھے اور پھر بھی نہ پہچانے

بعد ازین با رخ خوب تو نظر خواهم باخت
اس کے بعد میں تیرے حسین چہرہ کو خوب دیکھا کروں گا

گو همه خلق بدانند که شاهد بازم
گو تمام لوگ جان جائیں کہ میں شاہد باز ہوں

عهد کردی که بسوزی ز غم خویش مرا
تو نے عہد کیا ہے کہ اپنے غم سے مجھے جلا دے گا

هیچ غم نیست تو میسوز که من میسازم
کوئی فکر نہیں ہے تو جلا، میں موافقت کروں گا

آنچنان بر دل من ناز تو خوش می‌آید
میرے دل کو تیرا ناز ایسا اچھا لگتا ہے

که ملالت نکنم گر بکشی از نازم
کہ مجھے ملال نہ ہو گا اگر تو مجھے ناز سے قتل کر دے

اگر از دام تو خونریز خلاصم بخشی
اگر تو اپنے جال سے مجھے چھٹکارا بھی دے تو

هم بخاک سر کوی تو بود پروازم
پھر بھی تیرے کوچہ کی خاک ہی میری پرواز ہو گی

---

۱ ذرہ خاکی یعنی بے حقیقت
ترجمہ میں ہوا کا لفظ موت
کے لئے ہے یعنی اس کا
ڈر لگا رہتا ہے کہیں
ہوا کا جھونکا کسی جگہ
نہ لے جائے۔
۲ پیر میخانہ سے جام
جہاں بین ملا
میں حسن دکھایا
۳ توران شاہ جلال الدین
خواجہ توران شاہ کے قتل کے
بعد شاہ شجاع کا وزیر
ہو گیا تھا خواجہ صاحب
کو ان سے روابط تھے
میں خواجہ صاحب نے
اس کا ذکر کیا ہے۔
۴ اس قدر پریشان
ہوں کہ تیرا
اپنے خیال
سے
بھی غافل
ہو جاتا ہوں۔
۵ شب بیداری کی آہ
میرے راز کو جان لیگا
۶ تیرے ہجر سے میرا
حال اس قدر بدل گیا
ہے کہ تو بھی مجھے نہیں
پہچان سکتا۔
۷ جو دل کو کوئی پروا
نہیں ہے تم جتنا کو
بالکل تیار ہیں۔
۸ اگر تو نے جال سے
نکال بھی دیا تو
کوچہ میں پھر پرواز
رہے گی۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

حافظ از جان ندہد بہر تو چوں پروانہ
اگر حافظ تیرے لیے پروانہ کی طرح جان نہ دے گا
پیش روئے تو چو شمعش نفسے بگدازم
تیرے چہرے کے سامنے اس کو شمع کی طرح تھوڑا تھوڑا پگھلا دوں گا

اگر بر خیزد از دستم کہ با دلدار بنشینم
اگر مجھ سے ہو سکے، کہ میں دلدار کے ساتھ بیٹھوں
ز جام وصل مے نوشم ز باغ خلد گل چینم
وصل کے جام سے شراب پیوں گا، جنت کے باغ سے پھول چنوں گا

شراب تلخ صوفی سوز بنیادم نخواہد برد
صوفی سوز تلخ شراب میری جڑ اکھاڑ دے گی
لبم بر لب نہ اے ساقی و بستاں جان شیرینم
اے ساقی! لب پر لب رکھ اور میری شیریں جان لے لے

لبت شکر بمستاں داد و چشمت مے بمیخواراں
تیرے ہونٹ نے مستوں کو شکر دی، تیری آنکھ نے شرابیوں کو شراب
منم کز غایت حرماں نہ با آنم نہ با اینم
میں ہوں کہ انتہائی محرومی کی وجہ سے نہ اس میں ہوں نہ اس میں ہوں

مگر دیوانہ خواہم شد دریں سودا کہ شب تا روز
میں شاید اس سودا میں دیوانہ ہو جاؤں گا کہ رات سے صبح تک
سخن با ماہ میگویم پری در خواب می بینم
چاند سے باتیں کرتا ہوں، پری کو خواب میں دیکھتا ہوں

چو ہر خاکے کہ باد آورد فیضے برد از انعامے
چونکہ ہر خاک کہ ہوا لائی ہے، وہ ایک فیض اور انعام تھا
ز حال بندہ یاد آور کہ خدمتگار دیرینم
غلام کے حال کو یاد کر کہ میں قدیم خدمتگار ہوں

نہ ہر کو نقش نظمے زد کلامش دلپذیر آمد
ایسا نہیں ہے جس شخص نے بھی نظم کا نقش کھینچا اس کا کلام دلپذیر ہوا
تذرو طرفہ میگیرم کہ چالاک است شاہینم
میں عجیب کبک پکڑتا ہوں، اس لیے کہ میرا باز چالاک ہے

وگر باور نمیداری رو از صورتگر چیں پرس
اور اگر تجھے یقین نہیں ہے، جا اور چین کے نقاش سے پوچھ
کہ مانی نسخہ میخواہد ز نوک کلک مشکینم
کہ مانی، میرے مشکیں قلم کا نسخہ مانگتا ہے

وفاداری و حق گوئی نہ کار ہر کسے باشد
وفاداری اور حق گوئی ہر شخص کا کام نہیں ہوتا
غلام آصف دوراں جلال الحق والدینم
میں آصف دوراں جلال الحق والدین کا غلام ہوں

رموز عشق و سرمستی ز من بشنو نہ از حافظ
عشق اور مستی کے راز مجھ سے سن، نہ کہ حافظ سے
کہ با جام و قدح ہر شب ندیم ماہ و پروینم
اس لیے کہ میں ہر رات جام و قدح کے ساتھ ماہ و پروین کا ساتھی ہوں

ایں چہ شوریست کہ در دور قمر می بینم
یہ کیا شور ہے جو میں دور قمر میں دیکھتا ہوں
ہمہ آفاق پر از فتنہ و شر می بینم
تمام جہاں کو فتنہ اور شر سے پر دیکھتا ہوں

ہر کسے روز بہی می طلبد از ایام
ہر شخص زمانے سے بہتر دن چاہتا ہے
مشکل اینست کہ ہر روز بتر می بینم
مشکل یہ ہے کہ میں ہر دن کو بدتر دیکھتا ہوں

ابلہاں را ہمہ شربت ز گلاب و قند است
بیوقوفوں کے لیے تمام گلاب اور قند کا شربت ہے
قوت دانا ہمہ از خون جگر می بینم
عقلمند کی ساری روزی کو خون جگر سے دیکھتا ہوں

اسپ تازی شدہ مجروح بزیر پالاں
تازی گھوڑا، پالان کے نیچے زخمی ہو گیا
طوق زریں ہمہ در گردن خر می بینم
سونے کے طوق، تمام گدھے کی گردن میں دیکھتا ہوں

۱ شگون پڑا تو دوست کی صحبت جنت کے مثل ہو گی، شراب نوشی اور گلچینی کروں گا۔
۲ تیرے ہونٹوں نے مستوں کو شکر بانٹی، تیری آنکھوں نے شراب نوشوں کو شراب پلائی لیکن جہاں تک ہم دستوں میں ہوں نہ ... محروم رہا ہوں۔
۳ ہر شاعر کا کلام بہتر نہیں ہوتا ہے چونکہ حافظ کی طبیعت تیز ہے اس لیے بہترین کلام کہتا ہے۔
۴ احوال زمانہ کے تغیر پر خواجہ صاحب نے بہترین غزل کہی ہے۔
۵ ہر انسان کی خواہش ہے کہ کل آج سے بہتر ہو لیکن ہم روز بروز زیادہ خرابیاں دیکھ رہے ہیں کہ عقلمند برے ہیں اور عقلمند خون جگر پی رہے ہیں۔
۶ جلال الدین تورانشاہ شاہ شجاع کا وزیر تھا، اس غزل میں اس کو آصف دوراں کہا ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

دختراں را ہمہ جنگ ست و جدل با مادر | پسراں را ہمہ بدخواہ پدر می بینم
لڑکیوں کی ماؤں سے تمام تر جنگ اور لڑائی ہے | تمام لڑکوں کو باپ کا بدخواہ دیکھتا ہوں

ہیچ رحمے نہ برادر بہ برادر دارد | ہیچ شفقت نہ پدر را بہ پسر می بینم
بھائی بھائی پر کوئی رحم نہیں کرتا ہے | باپ کو لڑکے پر کوئی شفقت نہیں دیکھتا ہوں

پند حافظ بشنو خواجہ برو نیکی کن
اے خواجہ حافظ کی نصیحت سن، جا اور نیکی کر
زانکہ ایں پند بہ از در و گہر می بینم
اس لیے کہ اس نصیحت کو موتی اور گوہر سے بہتر سمجھتا ہوں

أَلَمْ يَأْتِ لِلْأَحْبَابِ أَنْ يَتَرَحَّمُوا | وَلِلنَّاقِضِينَ الْعَهْدَ أَنْ يَتَنَدَّمُوا
کیا دوستوں کے لیے وقت نہیں آیا کہ وہ رحم کریں | اور عہد کو توڑنے والوں کے لیے کہ وہ شرمندہ ہوں

أَلَمْ يَأْتِهِمْ أَنْبَاءُ مَنْ فَاتَ عَهْدُهُمْ | وَفِي صَدْرِهِ نَارُ الْهَوَى تَتَضَرَّمُ
کیا انہیں اس کی خبریں نہیں پہنچیں جس سے عہد فوت ہو گیا | اور اس کے سینہ میں محبت کی آگ بھڑک رہی ہے

فَيَا لَيْتَ قَوْمِي يَعْلَمُونَ بِمَا جَرَى | عَلَى مُغْرَمٍ مِنْهُمْ لِيَعْفُوا وَيَرْحَمُوا
اے کاش میری قوم جان لیتی جو کچھ گزرا | انہیں سے ایک شیدا پر تاکہ وہ معاف کریں اور رحم کریں

حَكَى الدَّمْعُ عَنِّي بِالْحَوَائِجِ أُخْبِرَتْ | فَيَا عَجَبًا مِنْ صَامِتٍ يَتَكَلَّمُ
آنسوؤں نے میری پوشیدہ حالت کو بیان کر دیا | پس ایک خاموش پر تعجب ہے جو بات کرتا ہے

بَنُو عَمِّنَا جُودُوا عَلَيْنَا بِجُرْعَةٍ | وَلِلْفَضْلِ أَسْبَابٌ بِهَا يُتَوَسَّمُ
اے چچا کے بیٹو ہمیں ایک گھونٹ عنایت کرو | اور بڑائی کی علامتیں ہیں جن سے وہ پہچانی جاتی ہے

أَيَا مَنْ فَاقَ كُلَّ السَّلَاطِينِ سَطْوَةً | تَرَحَّمْ جَزَاكَ اللهُ وَالْخَيْرَ يَغْنَمُوا
اے وہ جو تمام بادشاہوں پر دبدبہ کے لحاظ سے غالب ہے | رحم کر خدا تجھ کو بدلہ دے سعادت مند نیکی کو غنیمت جانتے ہیں

أَتَى مَوْسِمُ النَّيْرُوزِ وَاخْضَرَّتِ الرُّبَى | وَتَرَقَّ خَمْرٌ وَالنَّدَامَى تَرَنَّمُوا
نوروز کا زمانہ آگیا اور ٹیلے سرسبز ہو گئے | اور شراب رقیق ہو رہی ہے اور ساقی گا رہے ہیں

شُمُوسٌ بِهَا الْأَقْدَاحُ تَقْضِي الْعَنَا | وَفِي شَأْنِنَا عَيْشُ الرَّبِيعِ مُحَرَّمُ
یہ سورج وہ ہیں جن سے پیالوں کے ذریعہ رنج دور ہوتا ہے | اور ہمارے لیے موسم بہار کا عیش حرام بنا ہے

بِكُلٍّ مِنَ الْخِلَّانِ ذُخْرٌ وَمِنَّةٌ
دوستوں میں سے ہر ایک کے لیے ذخیرہ ہے اور احسان کرتا ہے
وَلِلْحَافِظِ الْمِسْكِينِ فَقْرٌ وَمَغْرَمُ
اور مسکین حافظ کے لیے فقر اور تاوان ہے

بارہا گفتہ ام و بار دگر می گویم | کہ من دل شدہ ایں رہ نہ بخود می پویم
میں نے بار بار کہا ہے اور پھر کہتا ہوں | کہ میں دل گم شدہ اس راستہ پر خود نہیں دوڑ رہا ہوں

در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند | آنچہ استاد ازل گفت ہماں می گویم
مجھے طوطی کی طرح آئینہ کے پیچھے رکھا ہے | جو کچھ ازل کے استاد نے کہا ہے وہی کہہ رہا ہوں

ملے وہ وقت سے کہ دوست تمام کریں اور بد عہد اپنی بد عہدی پر شرمندہ ہوں۔
ے عاشق دوستوں سے بچھڑ گیا اور اس کے سینہ میں عشق کی آگ شعلہ زن ہے۔
ے آنسو خاموش تھا لیکن آنکھوں سے میری تمام حالت کہہ دی۔
ے شراب کا گھونٹ پلا دینا بڑی فضیلت کی بات ہے۔
ے موسم بہار میں قلب میں رقت آجاتی ہے۔
ے نوروز تو وہ تھا کہ جس میں بادہ کشی ہوتی اور ذخیرہ پاس ہوتا کہ عیش کیا جاسکتا۔
ے طوطی کو آئینہ کے پیچھے کھڑا کیا جاتا ہے تاکہ آئینہ میں وہ اپنی صورت کو دوسری طوطی دیکھے اور آئینہ کے دوسری طرف سے بولنے والا بولنا شروع کر دیتا ہے وہ اپنی تصویر کو یہ سمجھ کر کہ دوسری طوطی بول رہی ہے تو وہ بھی اسی طرح سے بولنا شروع کر دیتی ہے شاعر کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ کہا جاتا ہے وہ میں کہتا چلا جاتا ہوں۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

من اگر خارم اگر گُل چمن آرائے ہست — کہ از آں دست کہ می پروردم می رویم

دوستاں عیبِ منِ بیدلِ حیراں مکنید — گوہرے دارم و صاحب نظرے می جویم

گرچہ با دلقِ ملمّع مےِ گلگوں عیب است — مکنم عیب کزو رنگِ ریا می شویم

خندہ و گریۂ عُشّاق زجائے دگر است — می سرایم بشب و وقتِ سحر می مویم

حافظ گفت کہ خاکِ درِ میخانہ مبوی — گو مکن عیب کہ من مشکِ ختن می بویم

باز آی ساقیا کہ ہوا خواہِ خدمتم — مشتاقِ بندگی و دعاگوئے دولتم

زانجا کہ فیضِ جامِ سعادت فروغِ تست — بیروں شدن نمائی زظلماتِ حیرتم

ہرچند غرقِ بحرِ گناہم ز شش جہت — تا آشنائے عشق شدم زاہلِ رحمتم

عیبم مکن برندی و بدنامی اے فقیہ — کایں بود سرنوشت ز دیوانِ فطرتم

مے خور کہ عاشقی نہ بکسب است و اختیار — کایں بود سرنوشت ز دیوانِ قسمتم

گر دم زنی ز طرّۂ مشکینِ آں نگار — فکرے کن اے صبا ز مکافاتِ غیرتم

ذرّائدئے تو تیرِ نظر تا بگوشِ ہوش — آوردہ و کشیدہ و موقوفِ فرصتم

من کز وطن سفر نگزیدم بعمرِ خویش — در عشقِ دیدنِ تو ہوا خواہِ غربتم

دریا و کوہ در رہ و من خستہ و ضعیف — اے خضرِ پے خجستہ مدد کن بہمتم

دورم بصورت از درِ دولت سرائے دوست — لیکن بجان و دل ز مقیمانِ حضرتم

http://www.muftbooks.blogspot.com/

حافظ بپیشِ چشمِ تو خواہد سپرد جاں
حافظ تیری آنکھوں کے سامنے جان دینا چاہتا ہے

دراین خیالم ار بدہد عمر مہلتم
میں اسی خیال میں ہوں اگر عمر مجھے فرصت دے

برخیز تا طریقِ تکلف رہا کنیم
اٹھ تاکہ تکلف کے طریقہ کو چھوڑیں

دکانِ معرفت بدو جو پُر بہا کنیم
معرفت کی دکان کو دو جو کے بدلے فروخت کریں

بر دیگراں نگارِ قباپوش بگذرد
قبا پوش معشوق دوسرے کے پاس سے گذرتا ہے

ما نیز جامہ ہائے صبوری قبا کنیم
ہم بھی صبر کا جامہ چاک کردیں

مقدارِ ذلت از نظرِ خلق در حجاب
مخلوق کی نگاہ سے پوشیدہ جو گناہ [illegible]

بہتر ز طاعتے کہ بروی و ریا کنیم
اس عبادت سے بہتر ہیں جو دکھاوا اور ریا سے کریں

آنکو بغیرِ سابقہ چندیں نواخت کرد
وہ جس نے بغیر پہچان بغیر اس قدر نوازش کی

ممکن بود کہ عفو کند گر خطا کنیم
ممکن ہے معاف کردے اگر ہم غلطی کریں

گر یک شبے بدستِ من افتد نگارِ من
اگر ایک رات میرا معشوق میرے ہاتھ لگ جائے

مشکل بود کہ دامنش از کف رہا کنیم
مشکل ہوگا کہ ہم اس کا دامن ہاتھ سے چھوڑیں

گفتم گذشت کامِ دلم حاصل البتہ
میں نے اس سے کہا [illegible]

گفتا تو صبر کن کہ مرادت روا کنیم
وہ بولا صبر کر تاکہ ہم تیری مراد پوری کریں

حافظ وفا نمی کند ایامِ سست عہد
اے حافظ عہد زمانہ وفا نہیں کرتا ہے

ایں پنج روزہ عمر بیا تا وفا کنیم
آ اس پانچ روزہ زندگی میں کہ ہم وفا کریں

بُشریٰ اِذَا السَّلَامَةُ حَلَّت بِذِی سَلَم
خوشخبری ہو جبکہ سلامتی ذی سلم میں اتری ہے

لِلّٰهِ حَمدُ مُعتَرِفٍ غَایَةَ النِّعَم
لا انتہاء نعمتوں کے اعتراف کرنے والے کی تعریف خدا کیلئے ہے

آں خوش خبر کجاست کزیں فتح مژدہ داد
وہ خوشخبر کہاں ہے جس نے اس فتح کی خوشخبری دی

تا جاں فشانمش چو زر و سیم در قدم
تاکہ میں چاندی اور سونے کی طرح اس کے قدم پر جان نثار کروں

از باز گشتِ شاہ چہ خوش طرفہ نقش بست
شاہ کی واپسی کے [illegible] عجیب نقش بنا

آہنگِ خصمِ او بسراپردۂ عدم
اس کے دشمن کے ارادے نے عدم کے سراپردہ [illegible]

پیماں شکن ہر آئنہ گردد شکستہ دل
وعدہ توڑنے والا لامحالہ شکستہ دل ہوتا ہے

اِنَّ العُهُودَ عِندَ مُلُوکِ النُّهٰی ذِمَم
عہد عقل کے بادشاہوں کے نزدیک ذمہ داریاں ہیں

در نیلِ غم فتاد سپہرش بطعنہ گفت
وہ غم کے نیل میں جا گرا اور اس سے آسمان نے طعنہ کے طور پر کہا

اَلْآنَ قَدْ نَدِمْتَ وَمَا یَنْفَعُ النَّدَم
اب تو شرمندہ ہوا حالانکہ ندامت مفید نہیں ہے

میجست از سحابِ امل رحمتے ولے
وہ امید کے بادل سے رحمت ڈھونڈتا تھا لیکن

جز دیدہ اش معاینہ بیروں نداد نم
اس کی آنکھوں کے سوا کسی چیز نے باہر نمی نہ دکھائی

ے اگر زندگی نے مہلت دی تو حافظ تیری آنکھوں کے سامنے جان دینا چاہتا ہے۔
ے معرفت کی دکان دو جو کے بدلے بیچ [illegible] ہے دریا کے [illegible] دیکھا ہیں۔
ے ریا کی عبادت سے چھپ کر گناہ کرنا بہتر ہے۔
ے [illegible] کی فتح کی خواجہ صاحب نے یہ غزل کہی ہے۔
ے بادشاہ کی آمد دشمن معدوم ہو گیا۔
ے عہد شکن شرمندہ ہوتا ہے اور بالآخر ایسے وقت [illegible] کرتا ہے جب [illegible] اس کو مفید نہیں ہوتا ہے

http://www.muftbooks.blogspot.com/

ساقی بیا کہ دورِ گل ست و زمانِ عیش
اے ساقی آجا پھول کا موسم اور عیش کا زمانہ ہے
پیش آر جام و ہیچ مخور غم ز بیش و کم
جام سامنے لا اور زیادتی و کمی کا غم نہ کر

اے دل تو جامِ جم بطلب مُلکِ جم مخواہ
اے دل تو جامِ جم چاہ، جمشید کی سلطنت نہ چاہ
کیں بود قولِ بلبلِ بستان سرائے جم
اس لیے کہ جمشید کے باغ کی بلبل کا یہی قول تھا

چوں خونِ خصم ہمچو صراحی بریختی
جب تو نے دشمنوں کا خون صراحی کی طرح بہا دیا
با دوستاں بعیش و طرب گیر جامِ جم
دوستوں کے ساتھ عیش اور مستی میں جامِ جم لے

بشنو ز جامِ بادہ کہ ایں زالِ نو عروس
شراب کے جام سے سن کہ اس نئی دلہن بڑھیا نے
بسیار گشت شوہر چوں کیقباد و جم
کیقباد اور جمشید جیسے بہت سے شوہر مار ڈالے ہیں

حافظ بکنجِ میکدہ دارد قرارگاہ
حافظ کو سکون کی جگہ شراب خانے کے گوشہ میں ہے
کالطَّیرِ فی الحدیقۃِ واللَّیثِ فی الاجم
جیسا کہ پرندہ باغ میں اور شیر کچھار میں

بعزمِ توبہ سحر گفتم استخارہ کنم
میں نے صبح کو توبہ کے ارادے سے استخارہ کرنا چاہا
بہارِ توبہ شکن میرسد چہ چارہ کنم
توبہ شکن بہار آرہی ہے، اب کیا تدبیر کروں

سخن درست بگویم نمی توانم دید
سچی بات کہتا ہوں، نہیں دیکھ سکتا
کہ مے خورند حریفان و من نظارہ کنم
کہ رقیب شراب پئیں اور میں دیکھتا رہوں

بدورِ لالہ دماغِ مرا علاج کنید
لالہ کے زمانہ میں میرے دماغ کا علاج کرو
گر از میانۂ اہلِ طرب کنارہ کنم
اگر میں مستوں کے درمیان سے کنارہ کروں

اگر شبے بزبانم حدیثِ تو برود
اگر کسی رات میری زبان سے تیری بات نکلے
ز بے طہارتی آنرا بمے غرارہ کنم
ناپاکی کی وجہ سے اس کا شراب سے غرارہ کروں

بتختِ گل بنشانم بتے چو سلطانے
ایک بادشاہ کی طرح معشوق کو پھولوں کے تخت پر بٹھاؤں
ز سنبل و سمنش سازِ طوق و یارہ کنم
اس کے لیے سنبل اور سمن سے ہار اور کنگن تیار کروں

مرا کہ نیست رہ و رسمِ لقمہ پرہیزی
جبکہ میرے پرہیز کے طور طریقے نہیں ہے
ہماں بباست کہ میخانہ را اجارہ کنم
یہی بہتر ہے کہ شراب خانہ کا ٹھیکہ لے لوں

ز روئے دوست مرا چوں گلِ مراد شگفت
جبکہ دوست کے چہرے سے میری مراد کا پھول کھل گیا ہے
حوالۂ سرِ دشمن بسنگِ خارہ کنم
تو دشمن کے سر کو سنگِ خارہ کے حوالہ کردوں

گدائے میکدہ ام لیک وقتِ مستی بیں
میں شراب خانہ کا فقیر ہوں لیکن مستی کے وقت دیکھ
کہ ناز بر فلک و حکم بر ستارہ کنم
کہ فلک پر ناز اور ستارے پر حکم کرتا ہوں

اگر ز لعلِ لبِ یار بوسہ یابم
اگر میں یار کے لعل جیسے ہونٹ کا ایک بوسہ پاؤں
جواں شوم ز سر و زندگی دوبارہ کنم
از سرِ نو جوان ہو جاؤں اور دوبارہ زندگی حاصل کرلوں

چو غنچہ بالبِ خنداں بیادِ مجلسِ شاہ
شاہ کی مجلس کی یاد پر ہنسنے والے ہونٹوں کے ساتھ غنچہ کی طرح
پیالہ گیرم و از شوق جامہ پارہ کنم
پیالہ تھاموں اور شوق کی وجہ سے کپڑے پھاڑ دوں

۱ جمشید کا ملک فانی ہے جامِ جم حاصل کرنا چاہیے تاکہ علم پیدا ہو۔ ۲ تو نے دشمنوں پر فتح حاصل کر لی ہے اب دوستوں کے ساتھ محفلِ طرب جما۔ ۳ کیقباد اور جمشید جیسے بہت سے اس دنیا کے مالک ہوئے اور پھر اس دنیا نے ان کو فنا کر دیا ہے۔ ۴ مجھے شراب خانے کے گوشہ میں وہی سکون حاصل ہوتا ہے جو پرندہ کو باغ یا شیر کو کچھار میں۔ ۵ استخارہ کے معنی بھلائی طلب کرنا ہیں۔ شرعی حکم ہے کہ اگر انسان کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کا فیصلہ کرنا چاہے تو دو رکعت نفل پڑھے پھر استخارہ کی مشہور دعا پڑھے اور سو جائے پھر جس طرف دل کا میلان ہو وہ کام کرے انشاء اللہ اس میں اس کی بھلائی ہوگی۔ ۶ جو شخص بری چیز [illegible] ہے [illegible] شراب ہے [illegible] سے [illegible] جو ہاتھ کے [illegible] ہیں۔ ۷ [illegible] کو گنجے کو کہا جاتا ہے۔ ۸ جبکہ حلال مقصد نہیں ہے تو بہتر ہے کہ شراب خانہ کا ٹھیکہ لیا جائے اور اس کی کمائی کھائی جائے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

نہ قاضیم نہ مدرس نہ محتسب نہ فقیہ
میں نہ قاضی ہوں نہ مدرس اور نہ محتسب ہوں نہ فقیہ

مرا چہ سود کہ منع شراب خوارہ کنم
مجھے کیا فائدہ کہ شراب خوار کو منع کروں!

ز بادہ خوردن پنہاں ملول شد حافظ
حافظ چھپ کر شراب پینے سے تنگ ہو گیا

بہ بانگ بربط و نے رازش آشکارہ کنم
بربط اور بانسری کی آواز سے اس کے راز کو فاش کرتا ہوں

بغیر ازانکہ بشد دین و دانش از دستم
اس کے علاوہ کہ دین اور عقل میرے ہاتھ سے جاتے رہے

دگر بگو کہ ز عشقت چہ طرف بربستم
بتا تیرے عشق سے مجھے اور کیا فائدہ ہوا!

اگرچہ خرمن عمرم غم تو داد بباد
اگرچہ تیرے غم نے میری عمر کا کھلیان برباد کر دیا ہے

بخاک پائے عزیزت کہ عہد نشکستم
تیرے قدموں کی پیاری خاک کی قسم کہ میں نے عہد نہیں توڑا ہے

چو ذرہ گرچہ حقیرم ببین بدولت عشق
اگرچہ میں ذرہ کی طرح حقیر ہوں، عشق کی دولت کی برکت سے

کہ در ہوائے رخت چوں بمہر پیوستم
تیرے رخ کے عشق میں کس طرح سورج سے جا ملا ہوں

بیار بادہ کہ عمریست تا من از سر مہر
شراب لا اس لئے کہ ایک عمر گزر گئی جب سے عشق کی وجہ سے

بکنج عافیت از بہر عیش ننشستم
عافیت کے گوشہ میں عیش کے لئے نہیں بیٹھا ہوں

اگر ز مردم ہشیاری اے نصیحت گو
اے نصیحت کرنے والے اگر تو عقلمند انسانوں میں سے ہے

سخن بخاک میفگن چرا کہ من مستم
بات مٹی میں نہ ڈال اس لئے کہ میں مست ہوں

چگونہ سر ز خجالت برآورم بر دوست
دوست کے سامنے شرمندگی سے کس طرح سر اٹھاؤں

کہ خدمتے بسزا برنیامد از دستم
اس لئے کہ میرے ہاتھ سے کوئی مناسب خدمت نہیں ہوئی ہے

بسوخت حافظ و آں یار دلنواز نگفت
حافظ جل گیا اور اس دلنواز یار نے نہ کہا

کہ مرہمے بفرستم چو خاطرش خستم
کہ میں کوئی مرہم بھیجوں، کیونکہ میں نے اس کا دل زخمی کیا ہے

بگذار تا ز شارع میخانہ بگذریم
چھوڑو تاکہ ہم شراب خانہ کی سڑک پر سے گزریں

کز بہر جرعہ ہمہ محتاج ایں دریم
اس لئے کہ ہم سب ایک گھونٹ کے لئے اس دروازہ کے محتاج ہیں

جائیکہ تخت و مسند جم میرود بباد
جہاں جمشید کا تخت اور مسند برباد ہو جاتے ہیں

گر غم خوریم خوش نبود بہ کہ مے خوریم
اگر ہم غم کھائیں تو اچھا نہ ہوگا، بہتر ہے کہ شراب پئیں

تا بو کہ دست در کمر او تواں زدن
تاکہ ایسا ہو کہ ہاتھ اس کی کمر میں ڈالا جا سکے

در خون دل نشستہ چو یاقوت احمریم
سرخ یاقوت کی طرح دل کے خون میں ہم بیٹھے ہیں

روز نخست چوں دم رندی زدیم و عشق
پہلے دن سے جب ہم نے رندی اور عشق کا دم بھرا

شرط آں بود کہ جز رہ ایں شیوہ نسپریم
شرط یہ ہے کہ اس راستے کے سوا کوئی راستہ نہ چلیں

واعظ مکن نصیحت شوریدگاں کہ ما
واعظ دیوانوں کو نصیحت نہ کر اس لئے کہ ہم

با خاک کوئے دوست بفردوس ننگریم
دوست کے کوچہ کی خاک کے سامنے جنت کو نہیں دیکھتے

۱ شراب خوری سے روکنا ان لوگوں کا کام ہے میرا کام نہیں ہے۔
۲ عشق سے کچھ تو نہیں فائدہ ہوا کہ دین بھی گیا اور عقل بھی گئی۔
۳ گفتہ کوسی ... عاشق قرار دیا گیا ہے جو فنا سے وجود حاصل کرتا ہے۔
۴ عقلمند انسان ایسی بات نہیں کہتا جو رائیگاں جائے۔
۵ چونکہ دوست کے لائق کوئی خدمت انجام نہیں دے سکا لہٰذا ہم شرمندہ ہیں۔
۶ دنیا نے جب کہ جمشید کے تخت و تاج کو بھی ختم کر دیا تو وہ ناقابل بھروسہ ہے۔
۷ وفاداری کا تقاضا ہے کہ راہ عشق پر قائم رہا جائے۔
۸ ہم دوست کے کوچہ کی خاک کے مقابلہ میں جنت کو بھی نظر میں نہیں لاتے ہیں لہٰذا ہمیں نصیحت کرنا بے سود ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

زاں پیشتر کہ عمر گرانمایہ بگذرد — بگذار تا قیامت روئے تو بنگریم
اس سے پہلے کہ قیمتی عمر گزر جائے — موقع دے کہ تیرے چہرے کی قیامت تک ہم دیکھیں

چوں صوفیاں بحالت و رقصند در سماع — ما نیز ہم بشعبدہ دستے برآوریم
جبکہ صوفی سماع میں حال اور رقص میں ہیں — ہم بھی شعبدے کے طور پر کچھ ہاتھ نکالیں

از جرعۂ تو خاکِ زمیں قدرِ لعل یافت — بیچارہ ما کہ پیشِ تو از خاک کمتریم
تیرے گھونٹ سے زمین کی خاک نے لعل کا مرتبہ پایا — ہم بیچارے ہیں کہ تیرے سامنے خاک سے بھی کمتر ہیں

حافظ چو رہ بکنگرۂ کاخِ وصل نیست
اے حافظ جب وصل کے محل کے کنگرہ کا راستہ نہیں ہے

با خاکِ آستانۂ ایں در بسر بریم
اس دروازہ کی چوکھٹ کی خاک پر بسر کریں

بہ تیغم گر زند دستش نگیرم — وگر تیرم زند منت پذیرم
اگر وہ مجھے تلوار سے مارے گا اس کا ہاتھ نہ پکڑوں گا — اور اگر میرے تیر مارے گا اس کا شکر گزار ہوں

کمانِ ابروئے ما را گو مزن تیر — کہ پیشِ دست و بازویت بمیرم
ہمارے کمان جیسے ابرو والے سے کہو کہ تیر نہ مارے — تاکہ تیرے ہاتھ اور بازو پر جان دوں

غمِ گیتی چو از پایم درآورد — بجز ساغر نباشد دستگیرم
دنیا کے غم نے جبکہ مجھے پچھاڑ دیا ہے — ساغر کے علاوہ میرا کوئی دستگیر نہ ہوگا

برآ اے آفتابِ صبحِ اُمید — کہ در دستِ شبِ ہجراں اسیرم
اے امید کی صبح کے آفتاب نکل آ — کیونکہ میں شب ہجر کے ہاتھوں میں قیدی ہوں

چو طفلاں تا کے اے واعظ فریبی — بسیبِ بوستان و جوئے شیرم
اے واعظ تو بچوں کی طرح کب تک پھسلائے گا — مجھ کو باغ کے سیب اور دودھ کی نہر کے ذریعہ

من آں مرغم کہ ہر شام و سحرگاہ — رسد تا سدرہ آوازِ صفیرم
میں وہ پرندہ ہوں کہ جو ہر صبح اور شام — سدرہ تک میری سیٹی کی آواز پہنچتی ہے

بفریادم رس اے پیرِ خرابات — بیک جرعہ جوانم کن کہ پیرم
اے پیر خرابات میری فریاد کو پہنچ — ایک گھونٹ سے مجھے جوان بنا کہ میں بوڑھا ہوں

بگیسوئے تو خوردم دوش سوگند — کہ از پائے تو من سر بر نگیرم
کل رات میں نے تیری زلفوں کی قسم کھائی ہے — کہ میں تیرے پیروں سے سر نہ اٹھاؤں گا

بسوز ایں خرقۂ تقویٰ چو حافظ
حافظ کی طرح تقوے کی اس گدڑی کو جلا دے

کہ گر آتش شوم در وے نگیرم
اس لیے کہ میں اگر آگ بھی بن جاؤں اسے اثر نہیں کر سکتا

بمژگانِ سیہ کردی ہزاراں رخنہ در دینم — بیا کز چشمِ بیمارت ہزاراں درد برچینم
تو نے کالی پلکوں سے میرے دین میں ہزاروں رخنے پیدا کر دئے — آ تاکہ تیری بیمار آنکھوں سے میں ہزاروں درد حاصل کر لوں

یعنی جب تک بھی وصل ممکن نہیں ہم محروم ہیں۔ دوست کا قتل کرنا ہمارے لئے باعث احسان ہے۔
یعنی ہم تو محبوب کے دست و بازو پر خود ہی جان قربان کرتے ہیں اس کو ابرو سے تیر چلانے کی ضرورت نہیں ہے۔
یعنی آفتاب صبح امید سے مراد معشوق ہے۔
یعنی ہم بچوں کی طرح سیب اور دودھ کی نہروں سے نہیں پھسلایا جا سکتا ہے۔
یعنی ہم تو سدرہ تک کی سیر کرتے ہیں۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

الا اے ہمنشین دل کہ یارانت برفت از یاد
آگاہ رہ اے دل کے ہم نشین کہ دوست تیری یاد سے بچھڑ گئے

مرا روزی مباد آں دم کہ بے یادِ تو بنشینم
وہ وقت میرے نصیب میں نہ ہو کہ تیری یاد کے بغیر بیٹھوں

زتاب آتش دوری شدم غرق عرق چوں گل
دوری کی آگ کی گرمی سے پھول کی طرح پسینہ میں ڈوب گیا ہوں

بیار اے بادِ شبگیری نسیمے زاں عرق چینم
اے صبح کی ہوا ایسی نسیم لا جس سے میں اپنا پسینہ خشک کر لوں

شب رحلت ہم از بستر روم تا قصر حور العین
سفر کے وقت بھی میں بستر سے حور العین کے محل تک پہنچ جاؤں گا

اگر در وقت جاں دادن تو باشی شمع بالینم
اگر جان دینے کے وقت تو میرے سرہانے کی شمع ہوگا

صباح الخیر زد بلبل کجائی ساقیا برخیز
بلبل نے صباح الخیر کا نعرہ لگایا اے ساقی تو کہاں ہے اٹھ

کہ غوغا میکند در سر خمارِ خمر دوشینم
اس لئے کہ کل رات کی شراب کا خمار میرے سر میں شور کر رہا ہے

اگر بر جائے من غیرے گزیند دوست حاکم اوست
اگر وہ میری بجائے کسی اور کو دوست بنائے تو وہ حاکم ہے

حرامم باد اگر من جاں بجائے دوست بگزینم
میرے لئے حرام ہوگا اگر میں اس کی بجائے جان کو پسند کروں

جہاں پیر است بے بنیاد ازیں فرہاد کش فریاد
دنیا ایک بے حقیقت بنیاد ہے [illegible]

کہ کرد افسون و نیرنگش ملول از جانِ شیرینم
اس لئے کہ اس کے جادو اور شعبدے نے مجھے شیریں جان سے بیزار کر دیا ہے

جہانِ فانی و باقی فدائے شاہد و ساقی
فانی اور باقی عالم شاہد اور ساقی پر قربان ہے

کہ سلطانی عالم را طفیلِ عشق می بینم
اس لئے کہ میں دنیا کی بادشاہت کو عشق کے طفیل دیکھ رہا ہوں

رموزِ عشق و سرمستی ز من بشنو نہ از واعظ
مستی اور عشق کے راز مجھ سے سن نہ کہ واعظ سے

کہ با جام و قدح ہر شب ندیم ماہ و پروینم
اس لئے کہ میں ہر شب جام اور پیالہ کے ساتھ چاند اور پروین کا ساتھی ہوں

حدیثِ آرزومندی کہ درایں نامہ ثبت افتاد
آرزو مندی کی جو بات اس دفتر میں لکھی ہے

ہمانا بے غلط باشد کہ حافظ داد تلقینم
یقیناً صحیح ہوگی اس لئے کہ حافظ نے مجھے پڑھائی ہے

بیا تا گل برافشانیم و مے در ساغر اندازیم
آ تاکہ پھول برسائیں اور ساغر میں شراب ڈالیں

فلک را سقف بشگافیم و طرح نو دراندازیم
آسمان کی چھت کو پھاڑ ڈالیں اور نئی بنیاد قائم کریں

اگر غم لشکر انگیزد کہ خونِ عاشقاں ریزد
اگر غم لشکر کشی کرے تاکہ عاشقوں کا خون بہائے

من و ساقی بہم سازیم و بنیادش براندازیم
میں اور ساقی متفق ہو جائیں اور اس کی بنیاد کو اکھاڑ پھینکیں

چو در دست است رودے خوش بزن مطرب سرودے خوش
چونکہ تیرے ہاتھ میں اچھا باجا ہے اے مطرب اچھا گانا گا

کہ دست افشاں غزل خوانیم و پاکوباں سر اندازیم
تاکہ رقص کرتے ہوئے ہم غزل پڑھیں [illegible]

صبا خاکِ وجودِ ما بداں عالی جناب انداز
اے صبا ہمارے وجود کی خاک کو اس بلند بارگاہ میں ڈال دے

بود کاں شاہِ خوباں را نظر بر منظر اندازیم
ہو سکتا ہے کہ ہم اس حسینوں کے بادشاہ کے رخ کو دیکھ لیں

یکے از عشق می لافد دگر طامات می بافد
ایک عشق کی ڈینگیں مارتا ہے اور دوسرا کرامات کی بکواس کرتا ہے

بیا کایں داوریہا را بہ پیشِ داور اندازیم
آ تاکہ ہم ان جھگڑوں کو خدا کے سامنے پیش کر دیں

بہشتِ عدن اگر خواہی بیا با ما بمیخانہ
اگر بہشت عدن چاہتا ہے تو ہمارے ساتھ میخانہ میں آ

کہ از پائے خمت یکسر بحوضِ کوثر اندازیم
کہ تجھے خم کے نیچے سے سیدھا حوض کوثر میں ڈال دیں

۱؎ تم سے [illegible] خدا وہ وقت نہ لائے کہ ہم تجھے بھلا سکیں۔ [illegible]

۲؎ اگر نزع کے وقت محبوب سرہانے ہوگا تو ہم سیدھے جنت میں جائیں گے۔

۳؎ صباح الخیر صبح کے وقت کا سلام ہے۔

۴؎ محبوب حاکم ہے وہ چاہے ہماری بجائے کسی دوسرے کو دوست بنا سکتا ہے لیکن ہمارے لئے جائز نہیں ہے کہ اس کی بجائے جان کو بھی پسند کریں۔

۵؎ آؤ شراب پئیں [illegible] اگر غم [illegible] تو ہم اور ساقی [illegible] شکست دیں گے۔

۶؎ ہماری خاک کو [illegible] تاکہ ہم محبوب کا دیدار کر سکیں۔

۷؎ صوفیوں کے گروہ جو عشق کے دعوے [illegible] کشف و کرامات کا [illegible] خدا کے [illegible] پیش کر دیں۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

شراب ارغوانی را گلاب اندر قدح ریزیم
سرخ شراب کے پیالے میں گلاب ڈالیں

نسیم عطر گردان را شکر در مجمر اندازیم
خوشبو پھیلانے والی نسیم کی انگیٹھی میں شکر ڈالیں

بیا جاناں شورکن ز رویت مجلس ما را
آ اے جاناں اپنے چہرے سے ہماری مجلس میں شور مچا دے

کہ دستی غزل خوانیم و در پایت سر اندازیم
کہ ہم تیرے سامنے غزل پڑھیں اور تیرے قدموں میں سر ڈالیں

سخندانی و خوشخوانی نمی ورزند در شیراز
سخندانی اور خوش الحانی شیراز والے پسند نہیں کرتے ہیں

بیا حافظ کہ ما خود را بملک دیگر اندازیم
اے حافظ آ کہ ہم اپنے آپ کو دوسرے ملک میں لے جائیں

بے تو اے سرو رواں با گل و گلشن چہ کنم
اے سرو رواں تیرے بغیر میں پھول اور چمن کا کیا کروں

زلف سنبل چہ کشم عارض سوسن چہ کنم
سنبل کی زلف کو کیا کھینچوں سوسن کے رخسار کو کیا کروں

آہ کز طعنۂ بدخواہ ندیدم رویت
افسوس دشمن کے طعنے کی وجہ سے تیرا چہرہ نہ دیکھا

نیست چوں آئینہ ام روئے ز آہن چہ کنم
آئینہ کی طرح میرا چہرہ لوہے کا نہیں ہے، میں کیا کروں

برو اے زاہد و بر دُرد کشاں خردہ مگیر
اے زاہد جا اور تلچھٹ پینے والوں پر عیب نہ لگا

کار فرمائے قدر میکند ایں من چہ کنم
تقدیر کا کارفرما کرتا ہے، میں کیا کروں

برق غیرت چو چنیں میجہد از مکمن غیب
غیب کی کمین گاہ سے جبکہ غیرت کی بجلی اس طرح چمکتی ہے

تو بفرما کہ من سوختہ خرمن چہ کنم
تو بتا، میں کھلیان جلا ہوا کیا کروں

مددے گر بچراغے نکند آتش طور
اگر طور کی آگ ایک چراغ سے میری کوئی مدد نہ کرے

چارۂ تیرہ شب وادی ایمن چہ کنم
وادی ایمن کی اندھیری رات کا میں کیا علاج کروں

شاہ ترکاں چو پسندید و بچاہم انداخت
ترکوں کے شاہ نے پسند کیا اور مجھے کنوئیں میں ڈال دیا

دستگیر ار نشود دست تہمتن چہ کنم
تہمتن کا ہاتھ اگر دستگیری نہ کرے تو میں کیا کروں

خون من ریختی از ناوک دلدوز فراق
دل کو چھید ڈالنے والے فراق کے تیر سے تو نے میرا خون بہایا

خود بگو با تو من اے دیدۂ روشن چہ کنم
اے دیدۂ روشن تو خود بتا میں تیرے ساتھ کیا کروں

حافظا خلد بریں خانۂ موروث من ست
اے حافظ خلد بریں میرا موروثی گھر ہے

اندریں منزل ویرانہ نشیمن چہ کنم
اس ویران منزل میں کیا نشیمن بناؤں

بروائے طبیب از سرکہ خبر ز سر ندارم
اے طبیب میرے پاس سے چلا جا کہ مجھے سر کی خبر نہیں

بگذار تا کنم جاں کہ ز جاں خبر ندارم
خدا کے لیے [illegible] چھوڑ، مجھے جان کی خبر نہیں ہے

بعیادتم قدم نہ کہ ز بیخودی شوم بہ
بیمار پرسی کے لیے قدم [illegible] بیہوشی سے اچھا ہو جاؤں

مے ناب نوش و ہم دہ کہ غم دگر ندارم
خالص شراب پی اور دے [illegible] مجھے کوئی دوسرا غم نہیں ہے

غم ار خوری ازیں بیش کنم غمخوری ایں
اگر تو میری غمخواری کرے [illegible]

نظرے بجز تو با کس بکسے دگر ندارم
میری نظر بجز تیرے کسی پر نہیں ہے

[illegible] جاتا تھا۔ [illegible] شیراز [illegible] اس لیے اس [illegible] اور اس قسم [illegible]

نوٹ: [illegible] برو اے طبیب از سرکہ [illegible] عشق [illegible] نیست

http://www.muftbooks.blogspot.com/

زرت کنند زیور برت کشند در بر
من بینوائے مضطر چہ کنم کہ زر ندارم

میں مفلس بے مجبور کیا کروں کہ میرے پاس سونا نہیں ہے

دگرم بگو کہ خواہم کہ زند رہت برانم
تو برین و من برآنم کہ دل از تو بر ندارم

تو اس پر ہے اور میں اس پر کہ تجھ سے دل نہ ہٹاؤں گا

من اگرچہ مے پرستم نہ بدیدہ مے بدستم
مہِ بیدلان زدستم کہ دلِ دگر ندارم

میں اگرچہ شراب پرست ہوں میرے ہاتھ میں شراب نہیں

دلِ حافظا زبوئی غمِ دل بہ تند خوئی
چہ بگویمت بگوئی سرِ دردِ سر ندارم

تجھ سے کیا کہوں ... درد سر نہیں برداشت کرتا ہوں

تا سایۂ مبارکت افتاد بر سرم
دولت غلامِ من شد و اقبال چاکرم

جب سے تیرا مبارک سایہ میرے سر پر پڑا ہے
دولت میری غلام ہو گئی ہے اور اقبال میرا خادم ہو گیا ہے

شد سالہا کہ از سرِ من بخت رفتہ بود
از دولتِ وصالِ تو باز آمد از درم

کئی سال گزرے کہ میرے سر سے مقدر دور ہو گیا تھا

بیدار در زمانہ ندیدے کسے مرا
در خواب اگر خیالِ تو گشتے مصورم

زمانہ میں پھر کوئی مجھے بیدار نہ دیکھتا
اگر نیند میں تیرا خیال میرے لیے مصور ہو جاتا

من عمر در غمِ تو بپایاں برم ولے
باور مکن کہ بے تو زمانے بسر برم

میں تیرے غم میں عمر ختم کر دوں گا لیکن
یقین نہ کر کہ تیرے بغیر تھوڑا سا وقت گزاروں گا

زاں شب کہ باز در دلِ تنگم در آمدی
صد شمع در گرفت دماغِ معطرم

جس وقت سے تو پھر میرے تنگ دل میں آیا
میرے معطر دماغ میں سو شمعیں روشن ہو گئیں

دردِ مرا طبیب نداند دوا کہ من
بے دوست خستہ خاطر و با دوست خوشترم

طبیب میرے درد کی دوا نہیں جانتا ہے کہ میں
بغیر دوست کے خستہ طبیعت اور دوست کے ساتھ خوش ہوں

گفتی بیار رختِ اقامت بکوئے ما
من خود بجانِ تو کہ ازیں کوئے نگذرم

تو نے کہا ہمارے کوچہ میں ٹھہرنے کا سامان لے آ
تیری جان کی قسم میں خود اس کوچہ سے نہ جاؤں گا

گردوں چو کرد نظمِ ثریا بنامِ شاہ
من نظمِ خود چرا نکنم از کہ کمترم

جبکہ آسمان نے ثریا کو بادشاہ کے نام پر نظم کیا ہے
میں کس سے کم ہوں میں اپنی نظم کیوں نہ بناؤں

بر کش غلامِ شاہ و مملوکِ صاحبست
حافظ کمینہ بندۂ سلطانِ کشورم

ہر شخص ایک بادشاہ کا غلام اور ایک آقا کا مملوک ہے
میں حافظ کمینہ بادشاہ کا ادنیٰ غلام ہوں

تو چو صبحی و من شمعِ خلوتِ سحرم
تبسمے کن و جاں بیں کہ چوں ہمی سپرم

تو صبح کی طرح ہے اور میں سحر کی شمعِ خلوت ہوں
تو ذرا مسکرا دے اور دیکھ میں کس طرح جان دیتا ہوں

http://www.muftbooks.blogspot.com/

چنین کہ در دلِ من داغِ زلفِ سرکشِ تست
میرے دل میں تیری سرکش زلف کا ایسا داغ ہے

بنفشہ زار شود تربتم چو در گذرم
کہ جب میں مر جاؤں گا، میری قبر بنفشہ زار ہوگی

بر آستانِ امیدت کشادہ ام درِ چشم
میں نے تیری امید کی چوکھٹ پر آنکھ کا دروازہ کھولا ہے

کہ یک نظر فگنی خود فگندی از نظرم
کہ تو ایک نظر ڈال دے، آخر تو نے مجھے نظر سے گرا دیا ہے

غلامِ مردمِ چشمم کہ با سیاہ دلی
میری آنکھ کی پتلی کا غلام ہوں کہ باوجود سیاہ دلی کے

ہزار قطرہ ببارد چو دردِ دل شمرم
ہزاروں قطرے برساتی ہے جب دل کا درد گنتا ہوں

چہ شکر گویمت اے خیلِ غم عفاک اللہ
اے غم کے لشکر میں تیرا شکر کیا ادا کروں، اللہ تجھے بخشے!

کہ روزِ بیکسی آخر نمی روی ز سرم
اس لیے کہ بیکسی کے دن بھی تو میرے سر سے نہیں جاتا ہے

بہر نظر بتِ ما جلوہ می کند لیکن
ہمارا بت ہر نظر میں جلوہ فرما ہے، لیکن

کس آں کرشمہ نہ بیند کہ من ہمی نگرم
کوئی وہ ادا نہیں دیکھتا ہے جو میں دیکھتا ہوں

بخاکِ حافظ اگر یار بگذرد چو نسیم
اگر یار نسیم کی طرح حافظ کی خاک پر سے گذرے

چو غنچہ در لحدِ تنگ خود کفن بدرم
میں اپنی تنگ لحد میں غنچہ کی طرح کفن پھاڑ لوں

چرا نہ در پئے عزمِ دیارِ خود باشم
میں اپنے وطن کے ارادے کے درپے کیوں نہ ہوں؟

چرا نہ خاکِ کفِ پائے یارِ خود باشم
اپنے یار کے پیر کی خاک کیوں نہ بنوں؟

غمِ غریبی و غربت چو بر نمی تابم
جب بے وطنی اور مسافرت کے غم کی مجھے برداشت نہیں ہے

بشہرِ خود روم و شہریارِ خود باشم
اپنے شہر جاؤں اور اپنا بادشاہ بنوں

ز محرمانِ سراپردۂ وصال شوم
وصل کے محل کے محرموں میں سے بنوں

ز بندگانِ خداوندگارِ خود باشم
اپنے بادشاہ کے غلاموں میں سے بنوں

چو کارِ عمر نہ پیداست بارے آں اولیٰ
چونکہ عمر کا معاملہ واضح نہیں ہے اب یہی مناسب ہے

کہ روزِ واقعہ پیشِ نگارِ خود باشم
کہ موت کے دن، اپنے محبوب کے سامنے رہوں

ز دستِ بختِ گراں خواب و کارِ بے ساماں
گراں خواب نصیب اور بے سروسامان کام کی وجہ سے

اگر کنم گلہ، رازدارِ خود باشم
اگر میں گلہ کروں تو اپنا راز دار بنوں گا

ہمیشہ پیشۂ من عاشقی و رندی بود
میرا پیشہ ہمیشہ عاشقی اور رندی تھا

دگر بکوشم و مشغولِ کارِ خود باشم
میں پھر کوشش کرونگا اور اپنے کام میں مشغول ہوجاؤں گا

بود کہ لطفِ ازل رہنموں شود حافظ
ہو سکتا ہے کہ اے حافظ ازلی عنایت رہنما بن جائے

وگرنہ تا بابد شرمسارِ خود باشم
ورنہ تا قیامت تک اپنے آپ سے شرمندہ رہوں گا

چل سال بیش رفت کہ من لاف میزنم
چالیس سال گزر گئے کہ میں ڈینگیں مارتا ہوں

کز چاکرانِ پیرِ مغاں کمترین منم
کہ میں پیر مغاں کے کمترین غلاموں میں سے ہوں

۱۔ تیری زلف سے اس قدر عشق ہے کہ مرنے کے بعد میری قبر سے بنفشہ اگے گی۔ بنفشہ کو زلف سے تشبیہ دی جاتی ہے۔

۳۔ حالانکہ سیاہ دل بے رحم ہوتا ہے۔ لیکن میری آنکھ کی پتلی میرے درد پر روتی ہے۔

۴۔ میں غم کے لشکر کا شکر گذار ہوں کہ وہ بیکسی کی حالت میں بھی میرا ساتھ نہیں چھوڑتا ہے۔

۶۔ نسیم سے غنچہ کھل جاتا ہے۔

۷۔ خواجہ صاحب شیراز سے باہر کبھی نہیں نکلے۔ لہذا یہاں وطن سے مراد عالم قدس ہے یعنی میں خدا سے جدا ہوا ہوں اس لیے وطن لوٹنا چاہیے اور حقیقی بادشاہ کے پاس وقت گزارنا چاہیے۔

۸۔ موت کا حال معلوم نہیں، لہذا قیامت سے پہلے ہی محبوب کے سامنے پہنچ جانا چاہیے۔

۹۔ اگر ازلی مہربانی رہنمائی نہ کرے گی تو ہمیشہ شرمندگی رہے گی۔

۱۰۔ چالیس سال سے پیر مغاں کی غلامی کا دعویٰ ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

ہرگز بیُمنِ عاطفتِ پیرِ مے فروش
مے فروش پیر کی مہربانی کی برکت سے کبھی بھی

ساغر تہی نشد ز مۓ صافِ روشنم
پیالہ روشن شراب سے میرا کبھی خالی نہ ہوا

درحقِ من بدُرد کشی ظنِ بد مبر
تلچھٹ پینے کی وجہ سے میرے بارے میں بدگمانی نہ کر

کآلودہ گشت خرقہ ولے پاک دامنم
گرچہ گدڑی آلودہ ہو گئی ہے لیکن میں پاک دامن ہوں

شہبازِ دستِ پادشہم ایں چہ حالت است
میں بادشاہ کے ہاتھ کا شہباز ہوں یہ کیا حالت ہے؟

کز یاد بردہ اند ہوائے نشیمنم
کہ ہوا کیا قضا و قدر نے مجھ سے نشیمن کی محبت بھلا دی

حیف است بلبلے چو من اکنوں دریں قفس
افسوس، مجھ جیسی بلبل اب اس پنجرے میں

با ایں لسانِ عذب کہ خامش چو سوسنم
اس شیریں زبان کے ہوتے ہوئے میں سوسن کی طرح چپ ہوں

آب و ہوائے پارس عجب سفلہ پرور است
فارس کی آب و ہوا عجب کمینہ پرور ہے

کو ہمرہے کہ خیمہ ازیں خاک برکنم
ساتھی کہاں ہے کہ میں اس سرزمین سے خیمہ اکھاڑ لوں

توران شہ خجستہ کہ دارد مزید فضل
مبارک، توران شاہ جس کا مزید کرم ہے

شد منتِ مواہب او طوقِ گردنم
اس کے عطیوں کے احسان کا میری گردن میں طوق ہو گیا ہے

از یمنِ شاہ و دولتِ رندانِ پاکباز
بادشاہ کے فیض اور پاکباز رندوں کے اقبال کی بدولت

پیوستہ صدرِ مصطبہ ہا بود مسکنم
ہمیشہ میں شراب خانوں کا صدر مقام تھا

حافظ بزیرِ خرقہ قدح تا بکے کشی
اے حافظ گدڑی کے نیچے کب تک شراب نوش کرے گا؟

در بزمِ خواجہ پردہ ز کارت برافگنم
خواجہ کی محفل میں تیرے کام سے پردہ اٹھا دوں گا

حاشا کہ من بموسمِ گل ترکِ مے کنم
ہرگز نہیں کہ میں موسم بہار میں شراب چھوڑوں

من لافِ عقل مے زنم ایں کار کے کنم
میں عقل کی ڈینگیں مارتا ہوں، یہ کام کب کر سکتا ہوں

مطرب کجاست تا ہمہ محصولِ زہد و علم
مطرب کہاں ہے، تاکہ زہد و علم کا حاصل

در کارِ بانگِ بربط و آوازِ نے کنم
بربط اور بانسری کی آواز کے معاملہ میں لگا دوں

از قال و قیلِ مدرسہ حالے دلم گرفت
مدرسہ کے قال و قیل سے اب میں تنگ ہو گیا ہوں

یک چند نیز خدمتِ معشوق و مے کنم
تھوڑی دیر کے لیے معشوق اور شراب کی بھی خدمت کروں

کو پیکِ صبح تا گلہ ہائے شبِ فراق
صبح کا قاصد کہاں ہے تاکہ شب فراق کے شکوے

با آں خجستہ طالعِ فرخندہ پے کنم
اس مبارک نصیب مبارک قدم والے سے کروں

کے بود در زمانہ وفا جامِ مے بیار
زمانہ میں وفا کب تھی؟ شراب کا جام لا

تا من حکایتِ جم و کاؤس و کے کنم
تاکہ میں جمشید اور کاؤس اور کیخسرو کا قصہ بیان کروں

از نامۂ سیاہ نترسم کہ روزِ حشر
میں سیاہ نامۂ اعمال سے خوفزدہ نہیں ہوں کیونکہ حشر کے دن

با فیضِ لطفِ او صد ازیں نامہ طے کنم
اس کی مہربانی کے فیض سے اس قسم کے سو اعمالنامے طے کر دوں گا

خاکِ مرا چو در ازل از مے سرشتہ اند
جبکہ ازل میں میری مٹی کو شراب سے گوندھا ہے

با مدعی بگو کہ چرا ترکِ وے کنم
رقیب سے کہہ دو میں اس کو کیوں چھوڑ دوں؟

ئے تھا ہرگز یہ شراب ہے لیکن باطن اچھا ہے لہٰذا بدگمانی مناسب نہیں ہے۔

ئے میں بادشاہ کے ہاتھ پر بیٹھنے والا شہباز تھا مجھے اپنے اصل نشیمن کی یاد کیسے بھلا دی گئی

ئے حافظ جیسی خوش الحان بلبل خاموش رہے سوسن کی طرح خاموش رہے یہ بڑے افسوس کی بات ہے۔

ئے توران شاہ کے احسانات کا طوق میری گردن میں ہے توران شاہ خواجہ توران کے لقب ہو جانے کے بعد شاہ شجاع کا وزیر ہوا تھا یہی خواجہ صاحب کا بہت قدردان تھا۔

ئے عقل کا دعویٰ ہوتے ہوئے یہ بے عقلی کا کام ممکن نہیں ہے۔

ئے مدرسہ کی بحثوں سے اب تنگ آگیا ہوں کچھ دنوں کے لئے معشوق و شراب کی خدمتگاری کرنی چاہئے۔

ئے جبکہ اس جیسا مہربان موجود ہو تو سیاہ اعمالنامہ سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے

ئے ازل میں ہمارا خمیر شراب سے تیار ہوا ہے تو ہم شراب کیسے چھوڑ سکتے ہیں۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

این جانِ عاریت کہ بہ حافظ سپرد دوست
یہ عاریتی جان جو دوست نے حافظ کے سپرد کی ہے
روزے رخش ببینم و تسلیم وے کنم
ایک دن اس کا چہرہ دیکھوں گا اور اس کے سپرد کر دوں گا

حالیا مصلحتِ وقت درآں می بینم
اب میں مصلحتِ وقت اسی میں دیکھتا ہوں
کہ کشم رخت بمیخانہ و خوش بنشینم
کہ سامان شراب خانہ میں لے جاؤں اور آرام سے بیٹھوں

جز صراحی و کتابم نبود یار و ندیم
صراحی اور کتاب کے علاوہ میرا دوست اور شریکِ محفل کوئی نہ ہو
تا حریفانِ دغا را بجہاں کم بینم
تاکہ دغاباز دوستوں کو دنیا میں نہ دیکھوں

بسکہ در خرقۂ سالوس زدم لافِ صلاح
مکر کی گدڑی پہن کر میں نے نیکی کی بہت ڈینگیں ماریں
شرمسارِ رخِ ساقی و مئے رنگینم
ساقی کے چہرہ اور رنگین شراب سے شرمندہ ہوں

جامِ مے گیرم و از اہلِ ریا دور شوم
شراب کا جام لوں اور ریاکاروں سے علیحدہ ہو جاؤں
یعنی از اہلِ جہاں پاکدلی بگزینم
یعنی دنیا والوں سے پاک دلی اختیار کروں

سر بآزادگی از خلق برآرم چوں سرو
سرو کی طرح دنیا سے آزادگی میں سر کو بلند کروں
گر دہد دست کہ دامن ز جہاں برچینم
اگر موقع ملے کہ دنیا سے دامن کھینچ لوں

سینۂ تنگِ من و بارِ غمِ او ہیہات
میرا تنگ سینہ، اور اس کے غم کا بوجھ افسوس!
مردِ ایں بارِ گراں نیست دلِ مسکینم
میرا مسکین دل اس بھاری بوجھ کا مرد نہیں ہے

دل و جانم بخیالِ سرِ زلفِ تو بسوخت
میرا دل اور جان تیری زلف کے خیال میں جل گیا
ور گوا بایدت اینک نفسِ مشکینم
اگر تجھے گواہ چاہیے، میری مشکیں سانس ہے

بر دلم گردِ ستمہاست خدایا مپسند
میرے دل پر ظلموں کی گرد ہے، خدا کے لئے پسند نہ کر
کہ مکدر شود آئینۂ مہر آگینم
کہ میرا محبت بھرا آئینہ گندہ ہو

بندۂ آصفِ عہدم دلم آزردہ مکن
عہد کے آصف کا غلام ہوں میرے دل کو آزردہ نہ کر
کہ اگر دم زنم از چرخ بخواہد کینم
اس لئے کہ اگر دم ماروں تو آسمان سے میرا انتقام لے گا

من اگر رندِ خراباتم وگر حافظِ شہر
میں خواہ خرابات کا رند ہوں، خواہ شہر کا حافظ
ایں متاعم کہ تو می بینی و کمتر زینم
میری یہی پونجی ہے جو تو دیکھتا ہے بلکہ میں اس سے کم ہوں

حجابِ چہرۂ جاں میشود غبارِ تنم
میرے جسم کا غبار روح کے چہرے کا حجاب بنتا ہے
خوشا دمے کہ ازیں چہرہ پردہ برفگنم
وہ وقت کیا اچھا ہو گا جب اس چہرے سے پردہ اٹھا دوں گا

چنیں قفس نہ سزائے منِ خوش الحانست
مجھ جیسے خوش الحان کے لئے ایسا پنجرا مناسب نہیں ہے
روم بگلشنِ رضواں کہ مرغِ آں چمنم
جنت کے گلشن کو چلا جاؤں گا کیونکہ میں اسی چمن کا پرندہ ہوں

عیاں نشد کہ چرا آمدم کجا بودم
یہ نہ کھلا کہ میں کیوں آیا، کہاں تھا؟
دریغ و درد کہ غافل ز کارِ خویشتنم
افسوس اور صدمہ ہے کہ میں اپنے کام سے غافل ہوں

ـــ مصلحتِ وقت کو وقت
ہے یہی شراب خانہ
میں گوشہ نشین ہو جانا
چاہیے
ـــ مکر کی گدڑی پہن کر
نیکی کی بہت ڈینگیں
ماریں، اس لئے میں
شرمندہ ہوں
ـــ اگر دنیا سے دامن
چھڑا لوں تو آزاد سرو
کی طرح سر بلند ہو جاؤں گا
ـــ عاشق سے وصال
پر گواہ چاہیے، میں
اسے کہ گواہ ہے کہ بال
اور دل
جل گیا
ہے
ـــ آصف
زمانے سے
مراد سلطان محمود
قطب الدین کا وزیر
مراد ہے، جو خواجہ صاحب
کا خاص مربی تھا
ـــ شعر
بردا الم کہ خواجہ گفتہ
کہ دلم عیب تو کہ
ـــ خاکی جسم روح کے
پردہ کا حجاب ہے
ـــ ہم پہلے کہاں تھے
اور اس دنیا میں کیوں
آئے ہیں، ابھی یہ
نہ کھلا اور اسی وجہ سے
ہم اپنے کام سے
غافل ہیں

http://www.muftbooks.blogspot.com/

چگونہ طوف کنم در فضائے عالمِ قدس
یعنی عالم قدس کی فضا میں کس طرح گھوموں؟

چو در سراچۂ ترکیب تختہ بندِ تنم
جبکہ ترکیب کی سرائے میں جسم سے میری تختہ بندی کی گئی ہے

اگر ز خونِ دلم بوئے عشق می آید
اگر میرے دل کے خون سے عشق کی بو آتی ہے

عجب مدار کہ ہمدردِ نافۂ ختنم
تعجب نہ کرو اس لیے کہ میں ختن کے نافہ کا ہمدرد ہوں

مرا کہ منظرِ حور است مسکن و ماویٰ
جبکہ میرا مسکن اور ماویٰ حور کا منظر ہے

چرا بکوئے خراباتیاں بود وطنم
خراباتیوں کے کوچہ میں میرا وطن کیوں ہوا؟

طرازِ پیرہنِ زرکشم مبیں چو شمع
میرے سنہری لباس کی آرائش کو شمع کی طرح نہ دیکھ

کہ سوزہاست نہانی درونِ پیرہنم
کہ میرے لباس کے نیچے بہت سے سوز مخفی ہیں

بیا و ہستیِ حافظ ز پیش او بردار
آ اور حافظ کے وجود کو اس کے سامنے سے اٹھا لے

کہ با وجودِ تو کس نشنود ز من کہ منم
اس لیے کہ تیرے وجود کے سامنے کوئی مجھ سے نہیں سنے گا کہ میں ہوں

خرم آں روز کزیں منزلِ ویراں بروم
مبارک ہو وہ دن جبکہ میں اس ویران مکان سے جاؤں گا

راحتِ جاں طلبم وز پئے جاناں بروم
جان کی راحت طلب کروں گا اور محبوب کے پیچھے جاؤں گا

گرچہ دانم کہ بجائے نبرد راہِ غریب
اگرچہ میں جانتا ہوں کہ اجنبی راستہ کسی جگہ پر نہیں پہنچاتا ہے

من ببوئے خوشِ آں زلفِ پریشاں بروم
میں اس پریشان زلف کی خوشبو پر چلوں گا

چوں صبا با دلِ بیمار و تنِ بے طاقت
بیمار دل اور بے طاقت جسم کے ساتھ صبا کی طرح

بہواداریِ آں سروِ خراماں بروم
اس سرو خراماں کی محبت میں جاؤں گا

دلم از وحشتِ زندانِ سکندر بگرفت
سکندر کے قید خانہ کی وحشت سے میرا دل تنگ ہو گیا

رخت بربندم و تا ملکِ سلیماں بروم
سامان باندھ لوں گا اور سلیمان کے ملک کو جاؤں گا

در رہِ او چو قلم گر بسرم باید رفت
اس کے راستہ میں اگر قلم کی طرح سر کے بل چلنا پڑے

با دلِ دردکش و دیدۂ گریاں بروم
درد سہنے والے دل اور رونے والی آنکھوں کے ساتھ جاؤں گا

نذر کردم کہ گر ایں غم بسر آید روزے
میں نے منت مانی ہے کہ اگر کسی دن یہ غم ختم ہو گیا

تا درِ میکدہ شاداں و غزلخواں بروم
میکدے کے دروازہ تک خوش اور غزل پڑھتا ہوا جاؤں گا

بہواداریِ او ذرہ صفت رقص کناں
اس کی محبت میں ذرے کی طرح ناچتا ہوا

تا لبِ چشمۂ خورشیدِ درخشاں بروم
چمکدار سورج کے چشمے کے کنارے تک جاؤں گا

نازکاں را چو غمِ حالِ گرفتاراں نیست
نازکوں کو جبکہ گرفتاروں کی حالت کا غم نہیں ہے

سارباناں مددے تا خوش و آساں بروم
اے اونٹ والو مدد کرو تاکہ خوشی اور آسانی سے جاؤں

ور چو حافظ نبرم رہ ز بیاباں بیروں
اور اگر حافظ کی طرح بیابان سے باہر نکلنے کا راستہ نہ پاؤں

ہمرہِ کوکبۂ آصفِ دوراں بروم
آصف دوراں کی سواری کے ساتھ چلا جاؤں گا

۱ تختہ بند جسم کو کہتے ہیں چونکہ سرائے ترکیب سے دنیا مراد ہے چونکہ یہ عناصر اربعہ کی ترکیب ہے۔
۲ ہرن کے نافے کے متعلق مشہور ہے کہ ایک وقت میں ہرن کی ناف میں خون جمع ہو جاتا ہے جو مشک بنتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ہرن کا خون جو مشک بنتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کو بھی معشوق کی زلف سے عشق ہے اور یہی وجہ ہے کہ میرے خون سے عشق کی بو آتی ہے۔
۳ اگرچہ میرا ظاہر خوبصورت ہے لیکن دل غمگین ہے۔
۴ جبکہ تیرے وجود کے ہوتے ہوئے حافظ کا وجود معدوم ہے تو اس وجود کو ختم کر دینا ہی مناسب ہے۔
۵ جس دن دنیا سے عالم آخرت کی طرف کوچ ہوگا وہ دن بہت خوب ہوگا۔
۶ مشہور ہے کہ شہر یزد میں ایک قید خانہ ہے جس میں سکندر کا تابوت رکھا ہوا ہے یہاں زندان سکندر سے عنصری جسم مراد ہے۔ ملک سلیمان ... بے خوف ... کرتے ہو
۷ میں شراب خانہ تک جاؤں گا۔ ۸ آصف دوراں سے عماد بن محمود، سلطان قطب الدین کا وزیر مراد ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

خیالِ روئے تو در کارگاہِ دیدہ کشیدم
میں نے آنکھ کے کارخانہ میں تیرے چہرہ کا نقش کھینچا

بصورتِ تو نگارے ندیدم و نشنیدم
تیری صورت کا کوئی معشوق میں نے نہ دیکھا نہ سنا

امیدِ خواجگیم بود بندگیِ تو کردم
مجھے آقائی کی تمنا تھی، میں نے تیری غلامی کی

ہوائے سلطنتم بود خدمتِ تو گزیدم
مجھے سلطنت کی تمنا تھی، میں نے تیری خدمتگاری اختیار کی

اگرچہ در طلبت ہمعنانِ بادِ شمالم
اگرچہ تیری طلب میں شمال ہوا کا ساتھی تھا

بگردِ سروِ خرامانِ قامتت نرسیدم
میں تیرے قد کے خراماں سرو کی گرد تک نہ پہنچا

امید در سرِ زلفت بروزِ عہد ببستم
عہد کے دن میں نے تیری زلف سے امید باندھی

طمع بدورِ دہانت ز کامِ دل ببریدم
تیرے منہ کے دور میں، دل کے مقصد کا لالچ نکال دیا

گناہِ چشمِ سیاہِ تو بود و ناوکِ غمزہ
تیری سیاہ آنکھ اور ادا کے تیر کی خطا تھی

کہ من چو آہوئے وحشی ز آدمی برمیدم
کہ میں وحشی ہرن کی طرح آدمیوں سے بھاگ گیا

ز شوقِ چشمۂ نوشت چہ قطرہا کہ فشاندم
تیرے چشمۂ نوش کے شوق میں کس قدر قطرے چھڑکے

ز لعلِ روح فزایت چہ عشوہا کہ خریدم
تیرے روح افزا ہونٹ کے لئے کس قدر ناز میں نے اٹھائے

ز غمزہ بر دلِ ریشم چہ تیرہا کہ گشادی
تیرے غمزہ نے میرے زخمی دل پر کس قدر تیر چلائے ہیں

ز غصہ بر سرِ کویت چہ بارہا کہ کشیدم
تیرے کوچہ پر غصہ کے کس قدر بوجھ ہی بوجھ میں نے کھینچے ہیں

ز کوئے یار بیار اے نسیمِ صبح غبارے
اے صبح کی نسیم! یار کے کوچہ سے کچھ غبار لا

کہ بوئے خونِ دلِ ریش ازاں غبار شنیدم
اس میں زخمی دل کے خون کی خوشبو میں نے اس غبار سے سونگھی ہے

چو غنچہ بر سرم از کوئے او گذشت نسیمے
غنچہ کی طرح میرے سر پر اس کے کوچہ سے ایسی نسیم گذری

کہ پردہ بر دلِ خونیں ز بوئے او بدریدم
کہ اس کی خوشبو سے میں نے خونی دل کا پردہ چاک کر دیا

بخاکِ پائے تو سوگند نورِ دیدۂ حافظ
اے حافظ کی آنکھ کی روشنی یعنی تیرے پیر کی خاک کی قسم

کہ بے رخِ تو فروغ از چراغِ دیدہ ندیدم
کہ تیرے رخ کے بغیر، میں نے آنکھ کے چراغ کا نور نہ دیکھا

خیالِ روئے تو گر بگذرد بگلشنِ چشم
اگر تیرے چہرے کا خیال، آنکھ کے باغ میں جاتا ہے

دل از پئے نظر آید بسوئے روزنِ چشم
دل آنکھوں کے سوراخ کی طرف دیکھنے کے لیے آتا ہے

بیا کہ لعل و گہر در نثارِ مقدمِ تو
آجا کہ تیری تشریف آوری پر نثار کرنے کے لیے لعل اور گوہر

ز گنج خانۂ دل میکشم بمخزنِ چشم
دل کے خزانہ سے آنکھ کے خزانہ میں لا رہا ہوں

سزائے تکیہ گہت منظرے نمی بینم
تیری تکیہ گاہ کے لائق میں کوئی منظر نہیں دیکھتا ہوں

منم بعالم و ایں گوشۂ معینِ چشم
دنیا میں میں ہوں اور یہ آنکھ کا معین گوشہ

سحر سرشکِ روانم سرِ خرابی داشت
صبح اس لیے جاری آنسوؤں نے خرابی کا خیال کر رکھا تھا

گرم نہ خونِ جگر میگرفت دامنِ چشم
اگر میرے جگر کا خون آنکھ کا دامن نہ پکڑ لیتا

نخست روز کہ دیدم رخِ تو دل می گفت
پہلے دن جب میں نے تیرا رخسار دیکھا تو دل کہتا تھا

اگر رسد ضررے خونِ من بگردنِ چشم
اگر کوئی نقصان پہنچا تو میرا خون آنکھ کی گردن پر ہے

۱ تیری بندگی اور خدمتگاری سے خواجگی اور سلطانی حاصل ہوتی ہے۔
۲ روزِ عہد سے مراد ازل ہے جبکہ آدمؑ پر تنبیہ کا عہد لیا گیا تھا یعنی ہم منہ کے وصل سے تو مایوس ہیں زلف سے امید وابستہ ہے۔
۳ تیری آنکھوں کے عشق کا نتیجہ ہے کہ ہم میں بھی انسانوں سے وحشت پیدا ہو گئی ہے۔
۴ محبوب کے غمزے کے بہت سے تیر دل پر کھائے ہیں اور سر کے بہت بار برداشت کئے ہیں۔
۵ جب محبوب کا خیال آ جاتا ہے تو دیدار کے لئے دل آنکھوں کے حلقوں کی طرف دوڑتا ہے۔
۶ یعنی سفید اور خونیں آنسو جو دل میں جمع ہیں وہ آنکھوں میں آ جاتے ہیں۔
۷ محبوب کی منزل بجز کلاہ عرف ... گوشۂ چشم ہے۔

بوئے مژدۂ وصل تو تا سحر ہمہ شب
تیرے وصل کی خوشخبری کی امید پر، تمام رات صبح تک

براہ باد نہادم چراغ روشن چشم
آنکھ کو بطور روشن چراغ کے ہوا کے راستے پر رکھا

بمردمی کہ دل دردمند حافظ را
انسانیت کی قسم! کہ حافظ کے درد مند دل کو

مزن بناوک دلدوز مردم افگن چشم
دلکش نگاہ کے تیر سے، جو دلوں کو چھیدنے والا ہے، مت مار

خیز تا از در میخانہ کشادے طلبیم
اٹھ تاکہ میخانے کے دروازے سے ہم کشادگی چاہیں

بر در دوست نشینیم و مرادے طلبیم
دوست کے دروازے پر بیٹھیں اور کوئی مراد مانگیں

زاد راہ حرم دوست نداریم مگر
دوست کے حرم کے سفر کا توشہ ہمارے پاس نہیں ہے لیکن

بگدائی ز در میکدہ زادے طلبیم
شراب خانے کے دروازے سے بھیک میں ہم توشہ چاہتے ہیں

اشک آلودۂ ما گرچہ روانست ولے
ہمارے آنسو اگرچہ جاری ہیں، لیکن

برسالت سوئے آں پاک نہاد طلبیم
اس کی طرف بھیجنے کے لیے کسی پاک فطرت کو تلاش کرتے ہیں

لذت داغ غمت بر دل ما باد حرام
تیرے غم کے داغ کی لذت ہمارے دل پر حرام ہو

اگر از جور غم عشق تو دادے طلبیم
اگر تیرے عشق کے غم کے ظلم سے ہم انصاف چاہیں

نقطۂ خال تو بر لوح بصر نتواں زد
بینائی کی تختی پر تیرے تل کا نقطہ نہیں بنایا جا سکتا

مگر از مردمک دیدہ مدادے طلبیم
اِلّا یہ کہ آنکھ کی پتلی سے ہم روشنائی مانگیں

بوسہ از لب شیریں تو دل خواست بجاں
دل نے جان کے بدلے تیرے شیریں ہونٹ کا ایک بوسہ مانگا

بشکر خندہ لبت گفت مزادے طلبیم
تیرے ہونٹ نے مسکرا کر کہا ہم کچھ زیادہ چاہتے ہیں

تا بود نسخۂ عطرے دل سودا زدہ را
تاکہ سودائی دل کے لیے عطر کا ایک نسخہ ہو جائے

از خط غالیہ سائے تو سوادے طلبیم
تیرے خوشبو والے خط سے ہم سیاہی طلب کرتے ہیں

چوں غمت را نتواں یافت مگر در دل شاد
چونکہ سوائے خوش دل کے تیرا غم نہیں پایا جا سکتا ہے

ما بامید غمت خاطر شادے طلبیم
ہم تیرے غم کی آرزو میں ایک شاد دل چاہتے ہیں

بر در مدرسہ تا چند نشینی حافظ
اے حافظ مدرسہ کے دروازے پر کب تک بیٹھا رہے گا؟

خیز تا از در میخانہ کشادے طلبیم
اٹھ تاکہ میخانے کے دروازے سے ہم کشادگی طلب کریں

خیز تا خرقۂ صوفی بخرابات بریم
اٹھ تاکہ صوفی کی گدڑی کو شراب خانہ میں لے جائیں

زرق و طامات ببازار خرافات بریم
مکر و کرامات کی ڈینگوں کو خرافات کے بازار میں لے جائیں

تا ہمہ خلوتیاں جام صبوحی گیرند
تاکہ سب خلوت نشین صبوحی کا جام حاصل کریں

چنگ صبحی بدر پیر مناجات بریم
صبح کی چنگ کو سرگوشی کے پیشوا کے دروازے پر لے جائیں

ور نہد در رہ ما خار ملامت زاہد
اگر زاہد ہمارے راستے میں ملامت کے کانٹے بچھائے

از گلستانش بزندان مکافات بریم
اسے باغ سے سزا کے قید خانہ میں لے جائیں

۱؎ کشادگی در میخانے سے ہی حاصل ہوگی جس سے مراد پوری ہوگی۔
۲؎ دوست تک جانے کے لیے زاد راہ میکدہ پر گدائی کرنے سے حاصل ہوگی۔
۳؎ دوست تک پیغام پہنچانے کے لیے کوئی پاک قاصد ہونا چاہیے، ہمارے آنسو ناپاک ہیں۔
۴؎ اگر ہم عشق کے ظلم کی داد چاہیں تو ہم پر دل کے داغ کی لذت حرام ہے۔
۵؎ ہم تیرے خط رخسار سے سیاہی کے طالب ہیں تاکہ دیوانے دل کے لیے عطر کا کام کرے۔
۶؎ تیرے غم کی جگہ چونکہ دل شاد ہے لہٰذا اسی وجہ سے ہم دل کی خوشی کے خواہشمند ہیں۔
۷؎ پیر مغاں کے دروازے پر چنگ بجائیں تاکہ جلسہ ساقی کو دیکھ کر وہ سب کو شراب دیدے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

شرمم می آید از خرقۂ آلودۂ خویش
مجھے اپنی ناپاک گدڑی سے شرم آتی ہے

کہ بدیں فضل و ہنر نامِ کرامات بریم
کہ اس فضل اور ہنر کے ہوتے ہوئے ہم کرامات کا نام لیں

قدرِ وقت ار نشناسد دل و کارے نکند
اگر دل وقت کی قدر نہ پہچانے اور کوئی کام نہ کرے

بس خجالت کہ ازیں حاصلِ اوقات بریم
بہت شرمندگی ہوگی جو اوقات کے اس حاصل کو ہم لے جائیں

سوئے رندانِ قلندر بہ رہ آوردِ سفر
قلندر رندوں کے لئے سوغات کے طور پر

دلقِ پشمینہ و سجادہ طامات بریم
اونی گدڑی، اور مصلّٰی لے جائیں گے

با تو آں عہد کہ در وادیِ ایمن بستیم
وہ عہد جو ہم نے تجھ سے وادیٔ ایمن میں کیا تھا

ہمچو موسیٰ ارنی گوی بمیقات بریم
موسیٰ کی طرح ارنی کہتے ہوئے میقات تک لے جائیں گے

فتنہ میبارد ازیں طاقِ مقرنس برخیز
اس چھت سے فتنہ برس رہا ہے، اٹھ

تا بمیخانہ پناہ از ہمہ آفات بریم
تاکہ میخانہ میں تمام آفتوں سے پناہ پکڑ لیں

در بیابانِ فنا گم شدن آخر تا چند
فنا کے جنگل میں گم ہونا، آخر کب تک

رہ بپرسیم مگر پے بمہمات بریم
راستہ پوچھیں، شاید مہمات تک راستہ پا لیں

بادہ نوشیدنِ پنہاں ز نشانِ کرم ست
چھپ کر شراب پینا، سخاوت کی نشانی نہیں ہے

ایں صبا نجی برارباب کرامات بریم
اس پیغام کو کرامت والوں کے پاس لے جائیں گے

خاکِ کوئے تو بصحرائے قیامت فردا
کل کو قیامت کے میدان میں، تیرے کوچہ کی خاک کو

ہمہ بر فرقِ سر از بہرِ مباہات بریم
تمام سر پر فخر کے لئے ہم لے جائیں گے

کوسِ ناموسِ تو بر کنگرۂ عرش زنیم
تیری عزت کا نقارہ ہم عرش کے کنگرہ پر بجائیں گے

علمِ عشقِ تو بر بامِ سموات بریم
تیرے عشق کا جھنڈا آسمانوں کے بالا خانہ تک لے جائیں گے

حافظ آبِ رخِ خود بر درِ ہر سفلہ مریز
اے حافظ اپنی آبرو ہر کمینے کے دروازے پر نہ بہا

حاجت آں بہ کہ بر قاضیِ حاجات بریم
ضرورت وہی اچھی ہے جو حاجتوں کے پورا کرنے والے کے پاس لے جائیں

در خراباتِ مغاں گر گذر افتد بازم
مغوں کے شراب خانہ میں اگر میرا پھر گذر ہو جائے

حاصلِ خرقہ و سجادہ رواں در بازم
گدڑی اور مصلّے کے حاصل کو فوراً ہار دوں

حلقۂ توبہ گر امروز چو زہاد زنم
اگر زاہدوں کی طرح آج توبہ کی کنڈی کھٹکھٹاؤں

خازنِ میکدہ فردا نکند در بازم
شراب خانہ کا خزانچی کل کو پھر سے میرے لئے دروازہ نہ کھولے گا

ور چو پروانہ دہد دست فراغ البالی
اگر پروانہ کی طرح فارغ البالی حاصل ہو جائے

جز بداں عارضِ شمعے نبود پروازم
اس شمع کے رخسار کے علاوہ میری پرواز نہ ہوگی

ماجرائے دلِ سرگشتہ نگویم با کس
پریشان دل کا قصہ، کسی سے نہیں کہتا ہوں

زانکہ جز تیغِ غمت نیست کسے دمسازم
اس لئے کہ تیرے غم کی تلوار کے سوا میرا کوئی ساتھی نہیں ہے

صحبتِ حور نخواہم کہ بود عینِ قصور
میں حور کی صحبت نہیں چاہتا ہوں، کیونکہ عین غلطی ہوگی

با خیالِ تو اگر با دگرے پردازم
تیرے خیال کے ہوتے ہوئے اگر کسی دوسرے میں مشغول ہوں

سرِ سودائے تو در سینہ بماندے پنہاں
تیرے عشق کا راز سینہ میں پوشیدہ رہتا

چشمِ تردامن اگر فاش نکردے رازم
تردامن والی آنکھ، اگر میرا راز فاش نہ کرتی

http://www.muftbooks.blogspot.com/

مرغ ساں از قفس خاک ہوائی گشتم
خاک کے پنجرے سے پرندہ کی طرح ہوا میں اڑ گیا

بامیدے کہ مگر صید کند شہبازم
اس امید پر کہ شاید شہباز مجھے شکار کرے

ہمچو چنگم بکنار آر و بدہ کام دلم
چنگ کی طرح مجھے بغل میں لے اور میرے دل کا مقصد پورا کر

یا چو نے از لب خود یک نفسے بنوازم
یا بانسری کی طرح اپنے ہونٹ سے تھوڑی دیر کے لیے مجھے نواز

گر بہر موئے سرے بر تن حافظ باشد
اگر حافظ کے بدن پر ہر بال کی جگہ سر ہو

ہمچو زلفت ہمہ را در قدمت اندازم
تیری زلف کی طرح سب کو تیرے قدموں پر ڈال دوں

در خرابات مغاں نور خدا می بینم
مغوں کے شراب خانہ میں خدا کا نور دیکھتا ہوں

ویں عجب بیں کہ چہ نورے ز کجا می بینم
اس تعجب انگیز بات کو دیکھو کیسا نور کہاں سے دیکھتا ہوں

کیست دردی کش ایں میکدہ یارب کہ درش
اے خدا اس شراب خانہ کا تلچھٹ پینے والا کون ہے کہ اس کا دروازہ

قبلۂ حاجت و محراب دعا می بینم
میں حاجت کا قبلہ اور دعا کی محراب دیکھتا ہوں

جلوہ بر من مفروش اے ملک الحاج کہ تو
اے حاجیوں کے سردار میرے سامنے خود نمائی مت کر کہ تو

خانہ می بینی و من خانہ خدا می بینم
گھر کو دیکھتا ہے اور میں گھر کے مالک کو دیکھتا ہوں

سوز دل اشک رواں آہ سحر نالۂ شب
دل کی سوزش بہتے آنسو، صبح کی آہ، رات کا رونا

ایں ہمہ از اثر لطف شما می بینم
یہ سب آپ کی مہربانی کا اثر خیال کرتا ہوں

خواہم از زلف بتاں نافہ کشائی کردن
میں بتوں کی زلف سے نافہ کشائی کرنا چاہتا ہوں

فکر دور است ہمانا کہ خطا می بینم
یہ دور کا خیال ہے، بے شک میں غلط خیال کرتا ہوں

ہر دم از روئے تو نقشے زندم راہ خیال
ہر آن تیرے چہرے سے ایک نیا نقش میرے خیال پر نکلتا ہے

با کہ گویم کہ دریں پردہ چہا می بینم
میں کس سے کہوں کہ اس پردے میں کیا کیا دیکھتا ہوں

کس ندیدست ز مشک ختن و نافۂ چیں
ختن کے مشک اور چین کے نافے کو کسی نے نہیں دیکھا ہے

آنچہ من ہر سحر از باد صبا می بینم
جو کچھ میں ہر صبح کو باد صبا سے دیکھتا ہوں

نیست در دائرہ یک نقطہ خلاف از کم و بیش
دائرہ میں ایک نقطے کا بھی کم و بیش کا اختلاف نہیں ہے

کہ من ایں مسئلہ بے چون و چرا می بینم
میں اس مسئلہ کو بلا چون و چرا دیکھتا ہوں

منصب عاشقی و رندی و شاہد بازی
عاشقی کا منصب اور رندی اور معشوق بازی کا

ہمہ از تربیت لطف شما می بینم
یہ سب آپ کی مہربانی کی تربیت سے سمجھتا ہوں

دوستاں عیب نظر بازی حافظ مکنید
اے دوستو حافظ کی نظر بازی پر عیب نہ لگاؤ

کہ من او را ز محبان خدا می بینم
اس لیے کہ میں اس کو خدا کے دوستوں میں سے دیکھتا ہوں

دردم از یار است و درماں نیز ہم
میرا درد بھی دوست کی جانب سے ہے اور دوا بھی

دل فدائے او شد و جاں نیز ہم
دل اس پر فدا ہو گیا اور جان بھی

ے محبوب کی کاشش میں
باز کی طرح تیار ہوں
شاید کوئی معشوق
مل جائے اور وہ
مجھے شکار کرے۔
ے چنگ کو بغل میں
رکھ کر بجایا جاتا ہے
اس لیے بجاتے وقت
ہونٹوں سے لگی ہے
ہے کیونکہ اس کو منہ سے
لگا کر بجاتے ہیں عجیب
بات ہے
ے حاجی صرف خانہ کعبہ
کو دیکھتا ہے جو خدا کا
گھر ہے میں خدا کو دیکھتا
ہوں
ے نافہ کشائی کرنا،
خوشبو حاصل
کرنا یعنی اس
محبوب کی زلف
سے خوشبو
حاصل کرنا میرے
خام خیال ہے
ے ختن کے مشک اور
چین کے نافہ میں بھی
وہ خوشبو نہیں ہے جو
زلف یار میں ہے۔
ے یعنی دائرے کی
کیا حیثیت سے چل رہا
ہے کہ اس میں ذرا بھی
فرق نہیں ہے اسی طرح
عشق میں بھی کمی کا کوئی
مقام
نہیں ہے
شعر
قسمت کیا ہر ایک کو قسام ازل نے
جو شخص کہ جس چیز کے قابل نظر آیا
عشق کی کتاب کا صفحہ پاک ہو چکا ہے
اسے پہچانتا ہے کہ جو شخص
مناسب نہیں ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

آنکہ میگویند آں بہتر ز حسن
لوگ جو یہ کہتے ہیں، آں حسن سے بہتر ہے
یارِ ما ایں دارد و آں نیز ہم
میرا دوست یہ بھی رکھتا ہے، اور وہ بھی

ہر دو عالم یک فروغِ روئے اوست
دونوں جہاں اس کے چہرے کا شعلہ ہیں
گفتمت پیدا و پنہاں نیز ہم
میں نے تجھ سے یہ کھلم کھلا بھی کہا ہے اور پوشیدہ بھی

داستاں در پردہ میگویم ولے
میں پردے میں جو داستان کہہ رہا ہوں لیکن
گفتہ خواہد شد بدستاں نیز ہم
وہ قصہ اور کہانی کے طور پر بھی بیان کی جائے گی

یار بازا کنوں بقصدِ جانِ ما
یار نے اب پھر ہماری جان کے ارادے سے
عہد را بشکست و پیماں نیز ہم
عہد کو توڑ ڈالا، اور پیمان کو بھی

خونِ ما آں نرگسِ مستانہ ریخت
اس مستانہ نرگس نے، ہمارا خون بہا دیا
واں سرِ زلفِ پریشاں نیز ہم
اور اس پریشان زلف نے بھی

عاشق از مفتی نترسد مے بیار
عاشق مفتی سے نہیں ڈرتا، شراب لا
بلکہ از یرغوئے سلطاں نیز ہم
بلکہ بادشاہ کی، سزا سے بھی

اعتمادے نیست بر کارِ جہاں
دنیا کے کام پر، کوئی بھروسہ نہیں ہے
بلکہ بر گردونِ گرداں نیز ہم
بلکہ چکر کھانے والے آسمان پر بھی

چوں سر آمد دولتِ شبہائے وصل
جبکہ وصل کی راتوں کی دولت ختم ہو گئی
بگذرد ایامِ ہجراں نیز ہم
تو گزر جائیں گے، ہجر کے ایام بھی

از جہانِ کہنہ ما ہم بگذریم
پرانی دنیا سے، ہم بھی چلے جائیں گے
چوں گدا بگذشت و سلطاں نیز ہم
جبکہ فقیر بھی چلا گیا، اور بادشاہ بھی

نقشِ خالش خونِ چشم بارہا
اس کے تل کے نقش نے میری آنکھوں کا خون بارہا
آشکارا خورد و پنہاں نیز ہم
کھلم کھلا بھی پیا، اور پوشیدہ بھی

محتسب داند کہ حافظ مے خورد
محتسب جانتا ہے، کہ حافظ شراب پیتا ہے
و آصفِ ملکِ سلیماں نیز ہم
اور سلیمان کے ملک کا، آصف بھی

دوستاں وقتِ گل آں بہ کہ بعشرت کوشیم
اے دوستو! بہار کے موسم میں یہی بہتر ہے کہ ہم عیش کی کوشش کریں
سخنِ پیرِ مغانست بجاں مے نوشیم
پیر مغاں کا قول ہے، ہم دل و جان سے شراب پئیں

نیست در کس کرم و وقتِ طرب میگذرد
کسی میں سخاوت نہیں ہے، اور مستی کا وقت گزر رہا ہے
چارہ آنست کہ سجادہ بمے بفروشیم
تدبیر یہی ہے کہ مصلیٰ شراب کے بدلے بیچ دیں

خوش ہوائے ست فرح بخش خدایا بفرست
ہوا اچھی اور فرحت بخش ہے، اے خدا بھیج دے
نازنینے کہ برویش مے گلگوں نوشیم
ایسے نازنین کو جس کے سامنے سرخ شراب پئیں

ارغنوں سازِ فلک رہزنِ اہلِ ہنر ست
آسمان کا ارغنون بجانے والا اہلِ ہنر کا رہزن ہے
چوں ازیں غصہ ننالیم و چرا نخروشیم
اس غصہ سے ہم کیوں نالاں نہ ہوں اور کیوں شور نہ کریں

ے لوگ کہتے ہیں محبوب کی آن حسن سے بہتر ہے لیکن میرے معشوق میں آن اور حسن دونوں ہیں۔
ے جو داستان ہم آج در پردہ بیان کر رہے ہیں کل داستان بھی ہوگی۔
ے عاشق شراب نوشی میں مفتی سے ڈرتا ہے نہ بادشاہ سے
ے دنیا اور آسمان کے کام ناقابلِ اعتماد ہیں۔
ے جس طرح وصل کا زمانہ گذر گیا ہجر کا وقت بھی کٹ جائے گا لہٰذا پریشان نہ ہونا چاہیے۔
ے دنیا فانی ہے جس طرح ہر فقیر اور امیر گذر گیا ہم بھی چلے جائیں گے یہاں کی زندگی چند روزہ ہے۔
ے حافظ کی شراب نوشی محتسب بھی جانتا ہے اور عماد الدین محمود سلطان قطب الدین کا وزیر بھی خوب جانتا ہے۔
ے موسم بہار گذر رہا ہے اور کوئی سخی شراب پلانے والا نظر نہیں آتا لہٰذا اب جانماز بیچ کر پینی پڑے گی۔
ے آسمان اپنا ساز بجا کر اہلِ ہنر کو لوٹتا ہے ہم اس ظلم سے نالے اور خروش کیوں نہ کریں۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

گل بجوش آمد و از مے نزدیمش آبے
پھول جوش میں آ گیا اور ہم نے اس پر شراب کا پانی نہ چھڑکا

لاجرم ز آتش حرمان و ہوس میجوشیم
ہم لا محالہ اپنی خواہش کی محرومی کی آگ سے جل رہے ہیں

میکشیم از قدح بادہ شراب موہوم
ہم خیالی پیالے سے خیالی شراب پیا کرتے ہیں

چشم بد دور کہ بے مطرب و مے در جوشیم
چشم بد دور کہ بے مطرب اور شراب کے ہم جوش میں ہیں

حافظ ایں حال عجب با کہ تواں گفت کہ ما
اے حافظ یہ عجیب حالت کس سے کہی جا سکتی ہے کہ ہم

بلبلانیم کہ در موسم گل خاموشیم
وہ بلبلیں ہیں جو پھولوں کے موسم میں خاموش ہیں

دوش بیماریٔ چشم تو ببرد از دستم
رات تیری آنکھ کی بیماری مجھے ہاتھ سے لے گئی تھی

لیکن از لطف لبت صورت جاں می بستم
لیکن تیرے ہونٹوں کی مہربانی سے میں نے جان کی صورت باندھ لی

عشق من با خط مشکین تو امروزی نیست
تیرے سیاہ خط سے میرا عشق آج کا نہیں ہے

دیرگاہست کزیں جام ہلالی مستم
عرصہ گزر گیا ہے کہ میں اس ہلالی جام سے مست ہوں

عافیت چشم مدار از من میخانہ نشیں
مجھ میخانہ نشین سے عافیت کی امید نہ رکھ

کہ دم از خدمت رنداں زدہ ام تا ہستم
کیونکہ میں نے رندوں کی خدمت کا دم بھرا ہے جب تک ہوں

در رہ عشق از آں سوئے فنا صد خطرست
عشق کے راستہ میں فنا کے اس طرف سو خطرے ہیں

تا نگوئی کہ چو عمرم بسر آمد رستم
ہرگز نہ کہنا کہ جب میری زندگی ختم ہو گئی تو میں چھوٹ جاؤں گا

بوسہ بر درج عقیق تو حلالست مرا
تیری عقیق کی ڈبیہ کا بوسہ مجھے حلال ہے

کہ بافسون جفا عہد وفا نشکستم
اس لیے کہ ظلم کے منتر سے میں نے وفا کا عہد نہیں توڑا

بعد ازینم چہ غم از تیر کج انداز حسود
اس کے بعد مجھے ٹیڑھے تیر پھینکنے والے حاسد کا کیا غم

کہ بمحبوب کماں ابروئے خود پیوستم
کیونکہ میں اپنے کمان جیسے ابرو والے محبوب کے ساتھ مل گیا ہوں

از ثبات خودم ایں نکتہ خوش آمد کہ بجور
اپنی ثابت قدمی کی یہ بات مجھے پسند آئی کہ ظلم کی وجہ

بر سر کوئے تو از پائے طلب ننشستم
تیرے کوچے کے سرے پر میں طلب چھوڑ کر نہیں بیٹھا

صنم لشکریم غارت دل کرد و برفت
لشکری صنم نے میرا دل لوٹا اور چلا گیا

آہ اگر عاطفت شاہ نگیرد دستم
افسوس ہو گا اگر بادشاہ کی مہربانی میری دستگیری نہ کرے

رتبت دانش حافظ بفلک بر شدہ بود
حافظ کی عقل کا رتبہ آسمان سے بھی اونچا ہو چکا تھا

کرد غمخواری بالائے بلندت پستم
تیرے بلند قد کی غمخواری نے مجھے پست کر دیا

دوش سودائے رخش گفتم ز سر بیروں کنم
میں نے کل کہا اس کے رخسار کا عشق سر سے نکال ڈالوں

گفت کو زنجیر تا تدبیر ایں مجنوں کنم
وہ بولا زنجیر کہاں ہے تاکہ اس پاگل کا بندوبست کر دوں

قامتش را سرو گفتم سر کشید از من بخشم
میں نے اس کے قد کو سرو کہا تو اس نے غصے سے منہ پھیر لیا

دوستاں از راست میرنجد نگارم چوں کنم
اے دوستو میرا معشوق سچی بات سے رنجیدہ ہوتا ہے میں کیا کروں

http://www.muftbooks.blogspot.com/

نکتہ نا سنجیدہ گفتم دلبرا معذور دار
اے دلبر معذور سمجھ، میں نے نا موزوں نکتہ کہہ دیا

عشوۂ فرمائی تا من طبع را موزوں کنم
ذرا ناز کا اشارہ کر کہ میں طبیعت کو موزوں کر لوں

زرد روئی میکشم زاں طبع نازک بیگناہ
اس نازک طبع کی جانب سے بے خطا زرد روئی برداشت کر رہا ہوں

ساقیا جامے بدہ تا چہرہ را گلگوں کنم
اے ساقی جام دے تاکہ چہرے کو گلاب کی طرح کر لوں

منکہ رہ بردم بگنج حسن بے پایانِ دوست
جو میں دوست کے لا انتہا حسن کے خزانہ تک پہنچ گیا

صد گدائے ہمچو خود را بعد ازیں قاروں کنم
اس کے بعد اپنے جیسے سو فقیروں کو قاروں بنا دوں گا

اے نسیم حضرتِ سلمیٰ خدا را تا بکے
اے سلمیٰ کے دربار کی نسیم! خدا کے لیے کب تک

ربع را برہم زنم اطلال را جیحوں کنم
گھر کو برباد کروں اور کھنڈروں کو جیحون بنا دوں

اے مہ نامہرباں از بندہ حافظ یاد کن
اے نامہربان چاند! حافظ غلام کو یاد کر

تا دعائے دولتِ آں حسنِ روز افزوں کنم
تاکہ اس روز بڑھنے والے حسن کی دولت کو دعا دوں

دیدہ دریا کنم و صبر بصحرا فگنم
آنکھ کو دریا بنا دوں اور صبر کو جنگل میں پھینک دوں

واندریں کار دلِ خویش بدریا فگنم
اور اس کام میں اپنے دل کو دریا میں ڈال دوں

از دلِ تنگ گنہگار برآرم آہے
تنگ، گنہگار دل سے ایسی ایک آہ کروں

کآتش اندر گنہِ آدم و حوا فگنم
کہ آدم اور حوا کے گناہ میں آگ لگا دوں

خوردہ ام تیر فلک بادہ بدہ تا سرمست
میں نے آسمان کا تیر کھایا ہے، شراب دے تاکہ مست ہو کر

عقدہ در بندِ کمرِ ترکشِ جوزا فگنم
جوزا کے ترکش کے کمربند پر گرہ لگا دوں

جرعۂ جام بریں تختِ رواں افشانم
اس تختِ رواں پر جام کا ایک گھونٹ چھڑکتا ہوں

غلغلِ چنگ دریں گنبدِ مینا فگنم
اس نیلے گنبد میں چنگ کا شور پیدا کرتا ہوں

مایۂ خوشدلی آنجاست کہ دلدار آنجاست
خوشدلی کا سرمایہ وہاں ہے جہاں معشوق ہے

میکنم جہد کہ خود را مگر آنجا فگنم
کوشش کر رہا ہوں شاید اپنے آپ کو وہاں پہنچا دوں

بند برقع بکشا اے مہ خورشید لقا
اے سورج کی صورت والے چاند! برقع کا بند کھول

تا چو زلفت سرِ سودا زدہ در پا فگنم
تاکہ تیری زلف کی طرح دیوانے سر کو پیروں میں ڈال دوں

حافظا تکیہ بر ایام چو سہو ست و خطا
اے حافظ! جبکہ زمانہ پر بھروسہ کرنا غلطی اور بھول ہے

من چرا عشرتِ امروز بفردا فگنم
میں آج کے عیش کو کل پر کیوں ڈالوں؟

در نہانخانۂ عشرت صنمے خوش دارم
عشرت کے خلوت خانہ میں ایک خوبصورت صنم رکھتا ہوں

کز سرِ زلف و رخش نعل در آتش دارم
کہ اس کی زلف اور رخسار کے خیال سے آگ میں نعل رکھتا ہوں

گر بکاشانۂ رنداں قدمے خواہی زد
اگر تو رندوں کے گھر میں قدم رکھنا چاہے گا

نقلِ شعرِ شکریں و مے بیغش دارم
تیرے لیے شیریں شعروں کا نقل اور خالص شراب رکھتا ہوں

[illegible]

ور تو زیں دست مرا بے سر و ساماں داری
من بہ آہ سحرت زلف مشوش دارم

اور اگر تو اسی طور پر مجھے بے سر و سامان رکھے گا
میں صبح کی آہ سے تیری زلفوں کو پریشان رکھوں گا

عاشق و رندم و میخوارہ بآواز بلند
اینہمہ منصب از آں شوخ پریوش دارم

میں عاشق اور رند ہوں اور علی الاعلان شراب نوش
اس شوخ پری جیسی صورت والے کی وجہ سے یہ تمام منصب رکھتا ہوں

گر چنیں جلوہ نماید خط زنگاری دوست
من رخ زرد بخونابہ منقش دارم

اگر معشوق کا سبزہ خط اسی طرح جلوہ نمائی کرے گا
میں زرد رخسار کو خالص لہو سے منقش رکھوں گا

ناوک غمزہ بیار و زرہ زلف کہ من
جنگہا با دل مجروح بلاکش دارم

زلف کی زرہ اور غمزہ کا تیر لا، اس لیے کہ میں
زخمی، بلاکش، دل کے ساتھ لڑائیاں رکھتا ہوں

یک سر موے بدست من و یک سر با دوست
سالہا بر سر ایں موے کشاکش دارم

بال کا ایک سرا میرے ہاتھ میں اور ایک سرا دوست کے ہاتھ میں ہے
سالوں سے اس بال پر کشمکش رکھتا ہوں

حافظا چوں غم و شادی جہاں درگذرست
اے حافظ چونکہ دنیا کی خوشی اور غم گذر جانے والا ہے

بہتر آنست کہ من خاطر خود خوش دارم
بہتر یہی ہے کہ میں اپنے دل کو خوش رکھوں

دی شب بسیل اشک رہ خواب میزدم
نقشے بیاد خط تو بر آب میزدم

کل رات میں آنسوؤں کے بہاؤ سے نیند پر ڈاکہ ڈالتا تھا
تیرے خط کی یاد کا نقشہ، پانی پر بناتا تھا

روئے نگار در نظرم جلوہ می نمود
وز دور بوسہ بر رخ مہتاب میزدم

معشوق کا چہرہ میری نظر میں جلوہ دکھاتا تھا
اور میں چاند کے چہرے کا دور سے بوسہ لیتا تھا

ابروئے یار در نظر و خرقہ سوختہ
جامے بیاد گوشۂ محراب میزدم

یار کا ابرو نگاہ میں تھا، اور گدڑی جلا کر
محراب کے گوشے کی یاد میں جام اڑاتا تھا

چشمم بروئے ساقی و گوشم بقول چنگ
فالے بچشم و گوش دریں باب میزدم

میری آنکھ ساقی کے چہرے پر تھی اور کان چنگ کی بات پر
اس بارے میں آنکھ اور کان سے میں فال نکالتا تھا

نقش خیال روئے تو تا وقت صبحدم
بر کارگاہ دیدۂ بیخواب میزدم

تیرے چہرے کے خیال کا نقشہ، صبح تک
بے نیند آنکھ کے کارخانہ میں بناتا تھا

ہر مرغ فکر کز سر شاخ طرب بجست
بازش ز طرۂ تو بمضراب میزدم

فکر کا ہر پرند، مستی کی شاخ سے اڑتا تھا
تیری زلف کی مضراب سے میں اس کو پھر مارتا تھا

ساقی بصوت ایں غزلم کاسہ میگرفت
می گفتم ایں سرود و مے ناب میزدم

میری اس غزل کی آواز پر ساقی پیالہ اٹھاتا تھا
میں یہ گاتا تھا اور خالص شراب پیتا تھا

خوش بود وقت حافظ و فال مراد و کام
حافظ کا وقت اچھا تھا اور مقصد و مراد کی فال

بر نام عمر و دولت احباب میزدم
دوستوں کی دولت اور عمر کے نام پر میں نکالتا تھا

ہ یعنی اگر تو بیقرار رکھے گا تو میں بھی اپنی آہوں سے تیری زلف کو پریشان کروں گا۔ ۲ اپنے زرد رخسار کو خون کے آنسوؤں سے منقش رکھوں گا۔ ۳ یعنی ... لڑائی جاری ہے اس لیے محبوب کی نگاہ کا تیر اور زلفوں کی زرہ ... ۔ ... یعنی ترچھی نگاہ والے ... چاہتا ہوں۔ ... سے مراد بھی نقش ہے۔ شب سے مراد آنسو ... شب کا حال ... ۔ ... ساقی پر نظر اور چنگ کی آواز ... وصل ... ہے کہ ... خوشی کا خیال ... تیری زلف پھر پریشانی پیدا کر دیتی ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

دیدار شد میسر و بوس و کنار ہم
دیدار میسر آگیا، اور بغل میں لینا اور بوسہ لینا بھی
از بخت شکر دارم و از روزگار ہم
نصیبہ کا بھی شکر گزار ہوں، اور زمانہ کا بھی

زاہد برو کہ طالع اگر طالعِ من ست
زاہد چلا جا، اگر میرا نصیبہ اچھا نصیبہ ہے
جامم بدست باشد و زلفِ نگار ہم
تو میرے ہاتھ میں جام بھی ہوگا اور معشوق کی زلف بھی

ما عیب کس بمستی و رندی نمی کنیم
ہم کسی پر مستی اور رندی کا عیب نہیں لگاتے ہیں
لعلِ بتاں خوش ست و مئے خوشگوار ہم
معشوقوں کا ہونٹ بھی اچھی چیز ہے اور خوشگوار شراب بھی

اے دل بشارتے دہمت محتسب نماند
اے دل میں تجھے خوشخبری دیتا ہوں، محتسب نہیں رہا
وز مے جہاں پُرست و بُتِ میگسار ہم
اور دنیا شراب سے بھری ہے اور شراب پلانے والا معشوق بھی

آں شد کہ چشمِ بدنگراں بود از کمیں
وہ وقت گیا کہ گھات سے بُری آنکھ نگراں تھی
خصم از میاں برفت و سرشک از کنار ہم
دشمن درمیان سے چلا گیا، اور گود سے آنسو بھی

خاطر بدستِ تفرقہ دادن نہ زیرکی ست
طبیعت کو تفرقہ کے سپرد کرنا، عقلمندی نہیں ہے
مجموعۂ بخواہ و صراحی بیار ہم
تو اطمینان چاہ، اور صراحی بھی لا

بر خاکیانِ عشق فشاں جرعۂ لبش
عشق کے خاک نشینوں پر اس کے ہونٹ کا ایک گھونٹ چھڑک دے
تا خاک لعل گوں شود و مشکبار ہم
تاکہ مٹی لعل جیسی ہو جائے اور مشک پھیلانے والی بھی

چوں آبروئے لالہ و گل فیضِ حسنِ تست
چونکہ لالہ اور گل کی آبرو تیرے حسن کا فیض ہے
اے ابرِ لطف بر منِ خاکی ببار ہم
اے مہربانی کے ابر! مجھ خاکی پر بھی برس

چوں کائنات جملہ بروئے تو زندہ اند
جبکہ ساری کائنات تیرے چہرے کی بدولت زندہ ہے
اے آفتاب سایہ ز من بر مدار ہم
اے آفتاب! مجھ سے بھی سایہ نہ ہٹا

اے نظر اسیرِ تو انداز خدا بترس
اے نظر تیرے قیدی، بچا خدا سے ڈر
وز انتصافِ آصفِ جم اقتدار ہم
اور جمشید جیسے اقتدار والے، آصف کے انصاف لینے سے بھی

بر یادِ روئے انورِ او آفتابِ صبح
صبح کا آفتاب اس کے منور چہرہ کی یاد پر
جاں میکند فدا و کواکب نثار ہم
جان قربان کرتا ہے اور ستاروں کو بھی نچھاور کرتا ہے

گوئے زمیں ربودۂ چوگانِ عدلِ تست
زمین کی گیند تیرے انصاف کے بلّے کی چھینی ہوئی ہے
ویں برکشیدہ گنبدِ نیلی حصار ہم
اور یہ نیلے حصار والا، تنا ہوا گنبد بھی

تا از نتیجۂ فلک و طورِ دورِ اوست
جب تک آسمان کے نتیجہ، اور اس کے چکر کے طریقہ سے ہے
ق
تبدیلِ سال و ماہ و خزان و بہار ہم
سال اور مہینے کی تبدیلی، اور خزاں اور بہار بھی

خالی مباد کاخِ جلالت ز سروراں
تیرے جلال کا محل، سرداروں سے خالی نہ ہو
وز ساقیانِ سرو قدِ گلعذار ہم
اور سرو جیسے قد والے، پھول جیسے رخسار والے ساقیوں سے بھی

برہانِ ملک و دیں کہ ز دستِ وزارتش
ملک اور دین کی برہان کہ اس کی وزارت کے ہاتھ سے
ایامِ کاں یمیں شد و دریا یسار ہم
زمانہ کی کان داہنا ہاتھ ہو گئی ہے اور دریا بھی بایاں ہاتھ ہو گیا ہے

عزمِ سبک عنانِ تو در جنبش آورد
تیرا تیز رو ارادہ، حرکت میں لے آتا ہے
ایں پائدار مرکزِ عالی مدار ہم
اس عالی مدار، پائدار مرکز کو بھی

ؔ یعنی اگر ہم خوش نصیب ہیں تو محبوب کی زلف اور جام و شراب سے بہرہ ور ہوں گے۔
ؔ تیری نصیحت بیکار ہے
ؔ جبکہ محتسب کا ڈر بھی نہیں ہے اور شراب اور معشوق بھی موجود ہے تو اس سے زیادہ اور کیا خوشخبری ہوگی۔
ؔ دل کی پریشانی پیدا کرنا عقلمندی نہیں ہے اطمینانِ خاطر اور صراحی حاصل کرنی چاہئے۔
ؔ نظر باز تیرے عقیدہ میں ان کے اسیر ہیں خدا سے ڈر۔
ؔ اور خواجہ بن محمد وزیر سلطان قطب الدین ہے۔
ق۔
ؔ یہ بیان اگلا شعر ملکر مفہوم پورا ہوگا یعنی جب تک آسمان کی گردش سے سال اور مہینے تبدیل ہوتے ہیں تیرا گھر آباد ہو۔
ؔ برہان الدین واقف وزیر کا نام ہے یعنی اسکے وجود سے زمانہ کا مال ہے جواہر کی کان زمانے کا داہنا ہاتھ بن گئی ہے اور دریا کے موتی بایاں ہاتھ۔
ؔ یعنی تیرے ارادے کے ساتھ زمین بھی حرکت میں آجاتی ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

دیوارِ در میانهٔ چو برگِ گل دو روست — همسایه‌اند خزان و بهار هم
درمیان کی دیوار، دو رُخے پھول کی پتی کی طرح ہے — آپس میں ہمسایہ ہیں، خزاں اور بہار بھی

حافظ که در ثنائے تو چندیں گهر فشاند
حافظ جس نے تیری تعریف میں بہت سے موتی نثار کئے
پیشِ کفِ تو شد خجل و شرمسار هم
تیرے ہاتھ کے سامنے شرمندہ ہو گیا اور شرمسار بھی

روزِ عید است و من امروز دریں تدبیرم — که دهم حاصلِ سی روزه و ساغر گیرم
عید کا دن ہے، اور میں آج اس تدبیر میں ہوں کہ — تیس روزوں کی کمائی دے دوں اور ساغر لے لوں

چند روزیست که دورم ز رخِ ساقی و جام — بس خجالت که پدید آمد ازیں تقصیرم
کتنے دن ہو گئے ہیں، کہ میں ساقی کے رخ اور جام سے دور ہوں — بہت شرمندگی ہے، جو ظاہر ہوئی، میری اس کوتاہی سے

من بخلوت ننشینم پس ازیں ور مثل — زاهدِ صومعه بر پائے نهد زنجیرم
اس کے بعد میں خلوت میں نہ بیٹھوں گا، خواہ مثلاً — عبادت گاہ کا زاہد میرے پیر میں زنجیر ڈال دے

پند پیرانه دهد واعظِ شهرم لیکن — من نه آنم که دگر پندِ کسے بپذیرم
شہر کا واعظ مجھے بزرگانہ نصیحت کرتا ہے لیکن — میں وہ نہیں ہوں، جو اب کسی کی نصیحت مانوں

آنکه بر خاکِ درِ میکده جا داشت کجاست — تا نهم بر قدمِ او سر و پیشش میرم
جس کی شراب خانے کے دروازے پر جگہ تھی وہ کہاں ہے — تاکہ اس کے قدم پر سر رکھ دوں اور اس کے سامنے جان دیدوں

میکشیدم مے و سجادهٔ تقوی بر دوش — آه اگر خلق شوند آگه ازیں تزویرم
میں شراب پیا کرتا تھا، اور تقوے کا مصلیٰ کندھے پر تھا — آہ ہے، اگر لوگ میری اس مکاری سے واقف ہو جائیں

جز صراحی و کبابم نبود یار و ندیم — تا حریفانِ دغا را ز جهان کم بینم
صراحی اور کباب کے سوا میرا کوئی دوست اور ہم جلیس نہ ہوگا — تاکہ دغاباز دوستوں کو دنیا میں کم دیکھوں

خلق گویند که حافظ سخنِ پیر نیوش
لوگ کہتے ہیں کہ اے حافظ! بڈھے کی بات سن
سالخورده مئیم امروز به از صد پیرم
آج میرے جیسا بڈھا، شراب سے مست، سو بڈھوں سے بہتر ہے

روزگارے شد که در میخانه خدمت میکنم — در لباسِ فقر کارِ اهلِ دولت میکنم
ایک زمانہ گزر گیا کہ میں میخانہ میں خدمتگاری کرتا ہوں — فقیری کے لباس میں دولتمندوں کا کام کرتا ہوں

تا مگر در دام وصل آرم تذروِ خوش‌خرام — در کمینم انتظارِ وقتِ فرصت میکنم
تاکہ حسین چال والے چکور کو وصل کے جال میں پھانس لاؤں — میں گھات میں ہوں، فرصت کے وقت کا انتظار کرتا ہوں

واعظِ ما بوئے حق نشنید بشنو کایں سخن — در حضورش نیز میگویم نه غیبت میکنم
یہ بات سن لے، ہمارے واعظ نے حق کی خوشبو نہیں سونگھی ہے — میں اس کے سامنے بھی کہتا ہوں، غیبت نہیں کرتا ہوں

چوں صبا افتان و خیزاں میروم تا کوئے دوست — وز رفیقِ راه استمدادِ همت میکنم
دوست کے کوچہ تک صبا کی طرح گرتا پڑتا جاتا ہوں — اور راستے کے ساتھی سے باطنی توجہ کی مدد طلب کرتا ہوں

ے یعنی میرے اور محبوب کے درمیان میں حائل ہے اس کے دو رخ ہیں میری طرف خزاں ہے اور محبوب کی طرف بہار۔
ے تو نے حافظ کو حق سے زیادہ دیا اس لئے وہ شرمندہ ہے۔
ے رمضان میں تیس روزے رکھکر جو ثواب کمایا ہے اس کو ایک ساغر کے عوض دے ڈالوں۔
ے اب اگر زاہد پیر میں بیڑیاں بھی ڈال دیگا میں خلوت نشینی اختیار نہ کروں گا۔
ے میکدہ کا خاک نشین کہاں ہے تاکہ اس کے قدموں پر سر رکھوں اور جان دیدوں۔
ے بڑے لوگوں کی نصیحت سے پرانی شراب بہت بہتر ہے۔
ے لباس فقیرانہ ہے لیکن عشق کی دولت سے مالا مال ہوں۔
ے میں نے واعظ کو تنبیہ کیا ہے کہ اس نے حق کی بو بھی نہیں سونگھی ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

خاکِ کویت برنتابد زحمتِ ما بیش ازیں — لطفہا کردی بتا تخفیفِ زحمت میکنم
تیرے کوچہ کی خاک ہماری اس سے زیادہ برداشت نہ کرے گی — اے محبوب تو نے بہت مہربانیاں کیں میں تخفیفِ زحمت کرتا ہوں

زلفِ دلبر دامِ راہ و غمزہ اش تیرِ بلاست — یاد دار اے دل کہ چندینت نصیحت میکنم
معشوق کی زلف راہ کا دام ہے اور اس کی ادا بلا کا تیر ہے — اے دل یاد رکھ کہ تجھے میں کس قدر نصیحتیں کرتا ہوں

دیدۂ بدبیں بپوشاں اے کریمِ عیب پوش — زیں دلیریہا کہ من در کنجِ خلوت میکنم
اے عیب چھپانے والے کریم دشمن کی آنکھ سے چھپا — ان دلیریوں کو جو کہ تنہائی کے گوشہ میں کرتا ہوں

حاشَ للہ کز حسابِ روزِ حشرم باک نیست — فالِ فردا میزنم امروز عشرت میکنم
خدا کی پناہ کہ مجھے حشر کے دن کے حساب کی پروا نہیں ہے — کل کی فال لیتا ہوں، آج عیش کرتا ہوں

از یمینِ عرش آمیں میکند روح الامیں — چوں دعائے پادشاہِ ملک و ملت میکنم
جبرئیل عرش کی داہنی جانب سے آمین کہتے ہیں — جب میں ملک اور ملت کے بادشاہ کو دعا دیتا ہوں

خسروا تقییدِ جاہ و مال دارم زیں سبب — التماسِ آستاں بوسیِ حضرت میکنم
اے بادشاہ میں مرتبہ اور مال کا پابند رہتا ہوں اس وجہ سے — کہ دربار کی آستانہ بوسی کی درخواست کرتا ہوں

حافظم در محفلے دُردی کشم در مجلسے
میں ایک محفل میں حافظ ہوں ایک مجلس میں تلچھٹ پینے والا
بنگر ایں شوخی کہ چوں با خلق صحبت میکنم
اس شوخی کو دیکھو کہ مخلوق کے ساتھ کیسے گزارا کرتا ہوں

زدستِ کوتہِ خود زیرِ بارم — کہ از بالا بلنداں شرمسارم
میں اپنے کوتاہ ہاتھ سے زیر بار ہوں — کہ بلند قد والوں سے شرمندہ ہوں

مگر زنجیرِ زلفت گیرم دست — وگرنہ سر بشیدائی برآرم
شاید، تیری زلف کی زنجیر میری دستگیری کرے — ورنہ میں دیوانگی میں مشہور ہو جاؤں گا

زچشمِ من بپرس اوضاعِ گردوں — کہ شب تا روز اختر می شمارم
آسمان کے حالات میری آنکھ سے پوچھ — کہ رات سے صبح تک میں اختر شماری کرتا ہوں

چہ مے خوردم من از میخانۂ عشق — کہ ہشیاری و بیداری ندارم
عشق کے شراب خانے سے میں نے کیسی شراب پی ہے — کہ میں ہوشیاری اور بیداری نہیں رکھتا ہوں

بایں شکرانہ می بوسم لبِ جام — کہ کرد آگہ ز دورِ روزگارم
میں جام کے لب کے، اس شکرانہ میں بوسے لیتا ہوں — کہ اس نے مجھے زمانہ کے چکر سے آگاہ کر دیا

من از بازوئے خود دارم بسے شکر — کہ زورِ مردم آزاری ندارم
میں اپنے بازوؤں کا بہت شکر گزار ہوں — کہ مجھ میں مردم آزاری کا زور نہیں ہے

اگر گفتم دعائے میفروشاں — چہ باشد شکرِ نعمت میگزارم
اگر میں نے شراب فروشوں کے لیے دعا کی — تو کیا ہوا، میں تو نعمت کا شکریہ ادا کرتا ہوں

مکن عیبم ز خوں خوردن دریں دشت — کہ کارآموزِ آہوئے تتارم
اس جنگل میں خون پینے سے مجھ پر عیب نہ لگا — کیونکہ میں تاتاری ہرن کا استاد ہوں

۱ ہم نے تیرے کوچہ کو بہت تکلیفیں دیں اب زیادہ زحمت نہ دیں گے۔
۲ اگر نصیحت نہ مانو گے جال میں پھنس جاؤ گے اور مصیبت کے تیر کھاؤ گے۔
۳ خدا کرے میری تنہائی کی رنگ رلیوں سے دشمن واقف نہ ہو۔
۴ جب اللہ نے آج عیش دے دیا تو یہ نیک فال ہے حشر میں عیش میسر آئیگا۔
۵ اگر ہم زلف کے پابند نہ ہوتے تو جنگل جنگل کو ... شہرت ... ہوتی۔
۶ ... کی قریب ... ہیں اس لیے ہم ... کرتے ہیں۔
۷ جو نشے کی ... کہ ... لوگوں کو ستانے کی طاقت نہیں ہے۔
۸ جو نکتے ... احسان ہے اس کا احسان کا شکر گزاری ہیں ہم ان کو دعائیں دیتے ہیں۔
۹ تنگ ... خون سے ... ہم ... کی عادت

۱۰ — سہوی۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

تو از خاکم نخواہی بر گرفتن بجائے اشک اگر گوہر ببارم
تو مجھے زمین سے نہ اٹھائے گا اگر میں آنسوؤں کی بجائے موتی برساؤں

سرے دارم چو حافظ مست لیکن
میں حافظ کا سا دیوانہ سر رکھتا ہوں لیکن

بلطف آں پری امیدوارم
اس پری کی مہربانی کا امیدوار ہوں

زلف بر باد مده تا ندہی بر بادم ناز بنیاد مکن تا نکنی بنیادم
زلف کو پریشان نہ کر، تاکہ تو مجھے برباد نہ کرے ناز کی بنیاد نہ ڈال، تاکہ تو میری بنیاد نہ اکھاڑے

رخ برافروز کہ فارغ کنی از برگ گلم قد برافراز کہ از سرو کنی آزادم
چہرے کو روشن کر، تاکہ تو مجھے پھول کی پتی سے بے نیاز کرے قد بلند کر، تاکہ تو مجھے سرو سے آزاد کرے

زلف را حلقہ مکن تا نکنی در بندم چہرہ را آب مده تا ندہی بر بادم
زلف میں گرہ نہ لگا، تاکہ تو مجھے قید نہ کرے چہرے کو رونق نہ دے، تاکہ تو مجھے برباد نہ کرے

شہرۂ شہر مشو تا ننہم سر در کوہ شور شیریں منما تا نکنی فرہادم
شہر میں مشہور نہ ہو، تاکہ میں پہاڑوں کا رخ نہ کر لوں شیریں کی شہرت نہ پیدا کر، تاکہ تو مجھے فرہاد نہ بنا دے

مے مخور با دگراں تا نخورم خون جگر سرکش تا نکشد سر بفلک فریادم
دوسروں کے ساتھ شراب نوشی نہ کر، تاکہ میں خون جگر نہ پیوں سرکشی نہ کر، تاکہ میری فریاد سر بفلک نہ ہو

سرم از دست بشد وصل تو ننمود جمال دستگیرم کن از ہجر تو زپا افتادم
میرا سر ہاتھ سے گیا، تیرے وصل نے جمال نہ دکھایا میری دستگیری کر اس لیے کہ تیرے ہجر کی وجہ سے میں گر گیا ہوں

یار بیگانہ مشو تا نبری از خویشم غم اغیار مخور تا نکنی ناشادم
غیر کا دوست نہ بن، تاکہ تو مجھے بے خود نہ بنائے غیروں کا غم نہ کھا، تاکہ تو مجھے ناخوش نہ کرے

رحم کن بر من مسکین و بفریادم رس تا بخاک در آصف نرسد فریادم
مجھ مسکین پر رحم کر، اور میری فریادرسی کر تاکہ میری فریاد آصف کے دروازے کی خاک تک نہ پہنچے

چوں فلک جور مکن تا نکشی زار مرا رام شو تا بدہد طالع فرخ زادم
آسمان کی طرح ظلم نہ کر، تاکہ تو مجھے بے بس کر کے نہ مارے فرمانبردار بن، تاکہ میرا مبارک نصیب جاگ اٹھے

حافظ از جور تو حاشا کہ بنالد روزے
حاشا کہ حافظ کسی دن تیرے ظلم سے نالاں ہو

من از آں روز کہ در بند توام آزادم
میں جس دن سے تیری قید میں ہوں، آزاد ہوں

سالہا پیروی خدمت رنداں کردم تا بفتوائے خرد حرص بزنداں کردم
میں نے سالہا رندوں کی خدمت کی پیروی کی تب عقل کے فتوے سے حرص کو قید کیا

من بسر منزل عنقا نہ بخود بردم راہ قطع ایں مرحلہ با مرغ سلیماں کردم
میں خود عنقا کی منزل تک نہیں پہنچا میں نے اس مرحلہ کو سلیمان کے پرندے کے ساتھ طے کیا

۱ تو زلف کو پریشان کرے گا تو میں برباد ہو جاؤں گا، تو ناز کرے گا تو میں تباہ ہو جاؤں گا۔ ۲ تو رخ روشن کر تاکہ مجھے پھول کی خوشبو نہ چاہیے تیرے قد کو دیکھ کر مجھے سرو سے آزادی حاصل ہو جائے گی۔ ۳ تو زلف میں گرہ دے گا تو میں قید ہو جاؤں گا، چہرے کو پر رونق کرے گا تو میں برباد ہو جاؤں گا۔ ۴ تیری شہرت ہو گی تو میں دیوانہ وار جنگلوں کو نکل جاؤں گا، تو شیریں بنے گا تو میں فرہاد ہو جاؤں گا۔ ۵ تو دوسروں کے ساتھ شراب نوشی کرے گا تو میں خون جگر پیوں گا، سرکشی کرے گا تو میری آہیں آسمان تک پہنچیں گی۔

۶ شاعر نے عمر کا بڑا حصہ رندوں کی خدمت میں گزارا تب کہیں عقل کے ذریعے حرص کو قید کیا۔ ۷ مرغ سلیمان ہد ہد جس نے بلقیس کی خبر لا کر دی تھی۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

از خلاف آمد عادت بطلب کام کہ من
مقصد کو خلاف عادت چیزوں سے طلب کر اس لیے کہ میں نے

کسب جمعیت از آں زلف پریشاں کردم
اس پریشان زلف سے دل جمعی حاصل کی ہے

سایہ بر دل ریشم فگن اے گنج مراد
اے مراد کے خزانے! میرے زخمی دل پر اپنا سایہ ڈال

کہ من ایں خانہ بسودائے تو ویراں کردم
اس لیے کہ میں نے اس گھر کو تیرے عشق میں ویران کیا ہے

توبہ کردم کہ نبوسم لب ساقی و کنوں
میں نے توبہ کی تھی کہ ساقی کے لب کو بوسہ نہ دوں گا اور اب

میگزم لب کہ چرا گوش بناداں کردم
ہونٹ چباتا ہوں کہ نادان کی بات پر کیوں کان دھرا

نقش مستوری و مستی نہ بدست من و تست
زہد اور مستی کا نقش میرے اور تیرے ہاتھ میں نہیں ہے

آنچہ استاد ازل گفت بکن آں کردم
جو استاد ازل نے کہا کر میں نے وہ کیا

دارم از لطف ازل منزل فردوس طمع
ازل کی مہربانی سے میں فردوس کے مکان کی طمع رکھتا ہوں

گرچہ دربانی میخانہ فراواں کردم
اگرچہ میں نے شراب خانہ کی دربانی بہت کی ہے

اینکہ پیرانہ سرم صحبت یوسف بنواخت
اس بڑھاپے میں یوسف کی صحبت نے جو مجھے نوازا ہے

اجر صبریست کہ در کلبۂ احزاں کردم
یہ اس صبر کا صلہ ہے جو میں نے غموں کی کوٹھری میں کیا

گر بدیوان غزل صدر نشینم چہ عجب
اگر غزل کی مجلس میں صدر نشین ہوں تو کیا تعجب ہے؟

سالہا بندگی صاحب دیواں کردم
میں نے سالوں امیر مجلس کی خدمت کی ہے

ہیچ کس راز سدر در خم محراب فلک
آسمان کی محراب کے دائرہ میں کسی شخص کو نصیب نہیں ہوئے

آں تنعم کہ من از ہمت سلطاں کردم
وہ عیش جو میں نے بادشاہ کی توجہ سے کئے ہیں

صبح خیزی و سلامت طلبی چوں حافظ
حافظ کی طرح، صبح کو اٹھنا اور سلامت طلبی

ہرچہ کردم ہمہ از دولت قرآں کردم
جو کچھ میں نے کیا سب قرآن کی بدولت کیا ہے

سرم خوش ست و ببانگ بلند میگویم
میں مست ہوں اور بلند آواز سے کہتا ہوں

کہ من نسیم حیات از پیالہ میجویم
کہ میں زندگی کی نسیم پیالہ سے ڈھونڈتا ہوں

عبوس زہد بوجہ خمار بنشیند
زہد کی ترش روئی خمار والے چہرے سے زائل ہو جاتی ہے

مرید خرقۂ دردی کشان خوشخویم
میں خوش اخلاق تلچھٹ پینے والوں کا مرید ہوں

گرم نہ پیر مغاں در بروئے بگشاید
اگر پیر مغاں میرے لیے دروازہ نہ کھولے

کدام در بزنم چارہ از کجا جویم
میں کونسا دروازہ کھٹکھٹاؤں، کہاں سے علاج ڈھونڈوں

مکن دریں چمنم سرزنش بخودروئی
اس چمن میں خود رو ہونے پر مجھے نہ جھڑک

چنانکہ پرورشم میدہند میرویم
میری جس طرح پرورش کرتے ہیں میں اگتا ہوں

تو خانقاہ و خرابات در میانہ مبیں
تو خانقاہ اور شراب خانہ کو درمیان میں نہ دیکھ

خدا گواہ کہ ہر جا کہ ہست با اویم
خدا گواہ ہے وہ جہاں کہیں بھی ہے میں اس کے ساتھ ہوں

ز شوق نرگس مست و بلند بالائے
ایک بلند قد اور مست نرگس کے عشق میں

چو لالہ با قدح افتادہ بر لب جویم
میں لالہ کی طرح ہاتھ میں پیالہ لئے نہر کے کنارے پڑا ہوں

یہ نیکی اور بدی اختیاری نہیں ہے سب منجانب اللہ ہے۔
یہ اگرچہ بڑا گنہگار ہوں لیکن جنت الفردوس کا امیدوار ہوں۔
یہ کلبۂ احزان اس کوٹھری کو کہا جاتا ہے جہاں حضرت یعقوب نے حضرت یوسف کے فراق کے دن بسر کئے تھے۔
یہ حافظ کو صبح خیزی اور سلامت روی سب قرآن کی بدولت حاصل ہوئی ہے۔
یہ شاعر کی سرزنش کو برا خیال کرتے ہیں۔ ہم خوش اخلاق تلچھٹ نوشوں کے مرید ہیں۔ یہ ملامت نہ کر کہ ہم خود رو پودے کی طرح ہیں، ہمیں تو قدرت نے جیسا بنایا ہے ویسے بنے ہیں۔
یہ شاعر کے بارے میں یہ فرض کیا گیا ہے کہ وہ ہاتھ میں پیالہ لیے کھڑا ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

شدم نشانہ بسرگشتگی و ابروئے دوست
میں دو ابروؤں کا نشانہ بنا ہوں، اور دوست کے ابرو نے

کشیدہ درخم چوگانِ خویش چوں گویم
مجھے گیند کی طرح اپنے چوگان کے موڑ میں لے لیا ہے

غبارِ راہِ طلب کیمیائے بہروزی ست
طلب کے راستے کا غبار، خوش بختی کی کیمیا ہے

غلامِ دولتِ آں خاکِ عنبریں بویم
میں اس عنبر جیسی خوشبو والی خاک کی دولت کا غلام ہوں

نصیحتم چہ کنی ناصحا چہ میدانی
اے ناصح! مجھے کیا نصیحت کرتا ہے، تجھے کیا پتہ ہے

کہ من نہ معتقدِ مردِ عافیت جویم
میں عافیت کی تلاش کرنے والے انسان کا معتقد نہیں ہوں

بیا کہ مے بفتوائے حافظ از دلِ پاک
شراب لا تاکہ حافظ کے فتوے کے مطابق پاک دل سے

غبارِ زرق بفیضِ قدح فرو شویم
مکاری کے غبار کو ہم پیالے کے فیض سے دھو ڈالیں

صنما با غمِ عشقِ تو چہ تدبیر کنم
اے صنم! تیرے عشق کے غم کی کیا تدبیر کروں!

تا بکے در غمِ تو نالۂ شبگیر کنم
تیرے غم میں کب تک رات بھر روتا رہوں

دلِ دیوانہ از آں شد کہ نپذیرد درماں
دیوانہ دل اس سے تو گذر گیا کہ علاج کو قبول کرے

مگرش ہم ز سرِ زلفِ تو زنجیر کنم
مگر ہاں اس کو تیری زلف کی زنجیر سے قید کروں

آنچہ در مدتِ ہجرِ تو کشیدم ہیہات
افسوس ہے جو کچھ میں نے تیرے فراق کی مدت میں برداشت کیا

در دو صد نامہ محال ست کہ تحریر کنم
ناممکن ہے دو سو خطوں میں بھی اس کو لکھ سکوں

با سرِ زلفِ تو مجموعِ پریشانیِ خویش
تیری زلف کے خیال میں اپنی پریشانی کے مجموعے کو

کو مجالے کہ یکایک ہمہ تقریر کنم
کہاں مجال کہ ایک دم سب کا سب بیان کر سکوں

ندیم نگم و با شاہد و مے صحبت
میں یک رنگ ہوں اور معشوق اور شراب کا ساتھی ہوں

نتوانم کہ دگر حیلہ و تزویر کنم
اب مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا کہ پھر حیلہ اور مکاری کروں

آں زماں کآرزوئے دیدنِ جانم باشد
جب مجھے اپنی جان کے دیکھنے کی خواہش ہوتی ہے

در نظر نقشِ رخِ خوبِ تو تصویر کنم
تیرے خوبصورت چہرے کا نقشہ آنکھوں میں کھینچ لیتا ہوں

گر بدانم کہ وصالِ تو بدیں دست دہد
اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ تیرا وصل اس طرح حاصل ہو جائیگا

دل و دیں را ہمہ در بازم و توفیر کنم
دل اور دین سب کو ہار دوں اور وقف کر دوں

دور شو از برم اے واعظ و افسانہ مگو
اے واعظ میرے پاس سے چلا جا، اور افسانہ گوئی نہ کر

من نہ آنم کہ دگر گوش بہ تزویر کنم
میں وہ نہیں ہوں کہ اب مکاری پر کان دھروں

نیست امکانِ خلاص از غمِ او اے حافظ
اے حافظ اس کے غم سے چھوٹنے کا کوئی امکان نہیں ہے

چونکہ تقدیر چنیں بود چہ تدبیر کنم
چونکہ تقدیر ہی ایسی تھی اب میں کیا تدبیر کروں

صلاح از ما چہ میجوئی کہ مستاں را صلا گفتیم
ہم سے نیکی کیا ڈھونڈتا ہے کیونکہ ہم نے مستوں کو دعوت دی

بدورِ نرگسِ مستت سلامت را دعا گفتیم
تیری مست نرگس کے دور میں سلامتی کو الوداع کہہ دیا ہے

ے معشوق کی ابرو کے اشارے کا تیر انسان کو گردش میں ڈالتا ہے۔

ے ناصح نصیحت کرتے ہوئے نہیں جانتا کہ ہم تو عشق پسند ہیں نہ کہ عافیت کے معتقد ہیں۔

ے شراب کا پیالہ پاک دل کو دھوتا ہے۔

ے دیوانہ دل کا علاج نہیں ہے اگر اس کو زلف کی زنجیر سے بھی باندھا جائے۔

ے ہجر کے مصائب کو دو سو خطوں میں بھی تحریر نہیں کیا جا سکتا ہے۔

ے محبوب ہماری جان ہے جب ہم جان کو دیکھنا چاہتے ہیں محبوب کی تصویر دیکھتے ہیں۔

ے واعظ کی باتیں تزویر و افسانہ لگتی ہیں ہم اس کی باتیں نہیں سنتے ہیں۔

ے مستوں سے مراد محبوب کی آنکھیں ہیں یعنی جب ہم نے اس کی آنکھوں کو دعوت دیدی تب عافیت اور صلاح کہاں سے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

در میخانہ را بگشا کہ ہیچ از خانقہ نگشود
میخانہ کے دروازہ کو کھول، اس لیے کہ خانقاہ سے کچھ حاصل نہ ہوا

گرت باور بود ور نہ سخن ایں بود و ما گفتیم
اگر تجھے یقین آئے، ورنہ بات یہی تھی اور ہم نے کہہ دی

من از چشم خوش ساقی خراب افتادہ ام لیکن
میں ساقی کی حسین آنکھ سے مست پڑا ہوا ہوں، لیکن

بلائے کز حبیب آمد ہزارش مرحبا گفتیم
جو مصیبت دوست کی طرف سے آئی ہم نے ہزار خوش آمدید کہا

قدت گفتم کہ شمشاد است بس خجلت بہ بار آورد
میں نے تیرے قد کو شمشاد کہا، اور بہت شرمندگی کا پھل لایا

کہ ایں نسبت چرا کردیم و ایں بہتاں چرا گفتیم
کہ یہ نسبت ہم نے کیوں کی، اور یہ بہتان کیوں باندھا

اگر بر من نبخشائی پشیمانی خوری آخر
اگر تو مجھ پر بخشش نہ کرے گا، آخر کار شرمندہ ہوگا

بخاطر دار ایں معنی کہ در خدمت کجا گفتیم
اس بات کو یاد رکھنا، ہم نے تجھ سے کس جگہ کہی تھی

جگر چوں نافہ ام خوں گشت کم زینم نمی باید
میرا جگر نافہ کی طرح خون ہو گیا اور اس سے کم مناسب نہیں

جزائے آنکہ با زلفش سخن از چین خطا گفتیم
اس کی سزا کہ اس کی زلف سے ہم نے غلطی سے چین کی بات کہی

تو آتش گشتی اے حافظ ولے با یار در نگرفت
اے حافظ تو آگ بن گیا، لیکن یار پر اثر نہ ہوا

ز بدعہدی گل گوئی حکایت با صبا گفتیم
گویا کہ ہم نے پھول کی بدعہدی کی بات صبا سے کہی

صوفی بیا کہ خرقۂ سالوس بر کشیم
اے صوفی آ، کہ مکر کی گدڑی کو اتار دیں

وین دلق زرق را خط بطلاں بسر کشیم
اور اس مکر کی گدڑی پر باطل ہونے کا نشان بنا دیں

نذر و فتوح صومعہ در وجہ مے نہیم
عبادت خانے کے نذر و نیاز اور نذرانوں کو شراب کے عوض کر دیں

دلق ریا بآب خرابات بر کشیم
ریا کی گدڑی کو شراب خانہ کے پانی کے عوض اتار ڈالیں

سر قضا کہ در تتق غیب منزوی است
قضا کا راز جو غیب کے پردے میں گوشہ نشین ہے

مستانہ اش نقاب ز رخسار بر کشیم
مستانہ وار اس کے رخسار سے نقاب الٹ دیں

بیروں جہیم سرخوش و از بزم مدعی
مست ہو کر نکلیں، اور رقیب کی مجلس سے

غارت کنیم بادہ و شاہد بہ بر کشیم
شراب لوٹ لیں، اور معشوق کو بغل میں لے لیں

کام جہاں برآر کہ بخشد خدا گناہ
دنیا کا مقصد پورا کر لے، اس لیے کہ خدا گناہ بخش دے گا

روزے کہ رخت جاں بجہان دگر کشیم
جس دن جان کا سامان ہم دوسری دنیا میں لے جائیں گے

کو عشوۂ ز ابروئے تو تا چو ماہ نو
تیرے ابرو کی ادا کہاں ہے تاکہ ہلال کی طرح

گوئے سپہر در خم چوگان زر کشیم
آسمان کی گیند کو زری بلے کے خم میں لے لیں

فردا اگر نہ روضۂ رضواں بما دہند
کل اگر رضوان کا باغ ہمیں نہیں دیں گے

غلماں ز غرفہ حور ز جنت بدر کشیم
غلمان کو کھڑکی سے، حور کو جنت سے ہم باہر کھینچ لیں گے

حافظ نہ حد ماست چنیں لافہا زدن
اے حافظ اس طرح کی لاف زنی کرنا ہماری حد نہیں ہے

پا از گلیم خویش چرا بیشتر کشیم
ہم اپنی چادر سے پاؤں باہر کیوں نکالیں

۱ تجھے یقین آئے یا نہ آئے ہم نے سچی بات تجھے بتا دی ہے۔
۲ محبوب کی جانب سے آنے والی ہر مصیبت کو ہم خوش آمدید کہتے ہیں۔
۳ محبوب کے قد کو شمشاد درخت سے تشبیہ دینا محبوب کے قد کی توہین ہے۔
۴ میں نے غلطی سے زلف کی خوشبو کو تاتاری مشک کی خوشبو سے تشبیہ دی تھی۔
۵ جس طرح سے گل کی شکایت صبا سے کرنے سے گل متاثر نہیں ہوتا ہے۔
۶ عبادت گاہ میں جو نذرانے آتے ہیں وہ اس قابل ہیں کہ ان کو شراب نوشی میں صرف کیا جائے۔
۷ ہمیں مست ہو کر نکلنا چاہیے اور رقیبوں سے شراب اور معشوق چھین لینا چاہیے۔
۸ دنیا کا عیش اٹھانا چاہیے آخرت میں خدا معاف کرنے والا ہے۔
۹ اگر جنت میں جانے کا موقع نہ دیں گے تو ہم حور و غلمان کو باہر کھینچ لائیں گے۔
۱۰ پہلے شعر میں جو لاف زنی کی ہے وہ ہماری حد سے زیادہ ہے۔

۱۱ ہر شخص کو چادر کے مطابق پیر پھیلانے چاہییں۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

عاشق روئے جوانے خوش نوخاستہ ام
میں ایک خوبصورت، نوخیز، جوان کے چہرے کا عاشق ہوں

وز خدا صحبت او را بدعا خواستہ ام
اور میں نے خدا سے دعا کر کے اس کی صحبت مانگی ہے

عاشق و رندم و نظر بازم و میگویم فاش
میں عاشق اور رند اور نظر باز ہوں، اور کھلم کھلا کہتا ہوں

تا بدانی کہ بچندیں ہنر آراستہ ام
تاکہ تجھے معلوم ہو جائے کہ میں اتنے ہنروں سے آراستہ ہوں

شرمم از خرقۂ آلودۂ خود می آید
مجھے اپنی ناپاک گدڑی سے شرم آتی ہے

کہ برو پارہ بدو صد شعبدہ پیراستہ ام
جس کے ہر ٹکڑے کو میں نے سو شعبدوں سے آراستہ کیا ہے

خوش بسوز از غمش اے شمع کہ اینک من نیز
اے شمع اس کے غم میں اچھی طرح جل کیونکہ اب میں بھی

ہم بدیں کار کمر بستہ و برخاستہ ام
اسی کام پر کمر باندھے ہوں، اور اٹھا ہوں

با چنیں حیرتم از دست بشد صرفۂ کار
کام کا فائدہ ایسی حیرت میں میرے ہاتھ سے چلا گیا ہے

در غم افزودہ ام آنچہ از دل و جاں کاستہ ام
جو کچھ میں نے دل اور جان سے گھٹایا ہے غم میں بڑھایا ہے

پاسبانِ حرم دل شدہ ام شب ہمہ شب
میں ساری رات دل کے حرم کا پاسبان بنا رہتا ہوں

بو کہ بیرون بکند آں مہ ناکاستہ ام
ہو سکتا ہے کہ میرا پورا چاند سیر کرنے آ جائے

ہمچو حافظ بخرابات روم جامہ قبا
کپڑوں کو پھاڑ کر حافظ کی طرح میں شراب خانہ میں جاتا ہوں

بو کہ در برکشد آں دلبرِ نوخاستہ ام
ہو سکتا ہے کہ وہ نوخیز دلبر مجھے بغل میں لے لے

عمریست تا من در طلب ہر روز گامے میزنم
ایک عمر ہو گئی ہے کہ میں ہر روز طلب کے راستہ میں ایک قدم بڑھاتا ہوں

دستِ شفاعت ہر دمے در نیکنامے میزنم
ہر وقت سفارش کا ہاتھ کسی نیک نام کے پیچھے بڑھاتا ہوں

بے ماہ مہر افروز خود تا بگذرانم روز خود
[illegible]

دامے براہے می نہم مرغے بدامے میزنم
راستہ پر ایک جال بچھاتا ہوں، کسی پرندہ کو ایک جال میں پھنساتا ہوں

تا بو کہ یابم آگہی زاں سایۂ سروِ سہی
تاکہ ہو سکتا ہے کہ اس سرو سہی کے سایہ کا پتہ لگا لوں

گلبانگ عشق از ہر طرف بر خوشخرامے میزنم
ہر جانب ہر خوش خرام کو عشق کی آواز دیتا ہوں

ہر چند کاں آرام دل دانم نبخشد کام دل
[illegible]

نقش خیالی میکشم فالِ دوامے میزنم
خیالی نقش بناتا ہوں اور ہمیشگی کی فال نکالتا ہوں

اورنگ کو گلچہر کو نقش وفا و مہر کو
اورنگ کہاں ہے گلچہر کہاں ہے، وفا اور مہر کا نقش کہاں ہے

حالے من اندر عاشقی دادِ تمامے میزنم
اب تو میں عاشقی میں کمال کی داد دیتا ہوں

دانم سر آید قصہ ام چنداں نماند غصہ ام
[illegible]

زیں آہ خوں افشاں کہ من ہر صبح و شامے میزنم
اس خون چھڑکنے والی آہ سے جو میں ہر صبح و شام کرتا ہوں

باآنکہ از خود غائبم وز مے چو حافظ تائبم
[illegible]

در مجلسِ روحانیاں گہ گاہ جامے میزنم
روحانی لوگوں کی مجلس میں کبھی کبھی ایک پیالہ پی لیتا ہوں

سے یہ جو اوپر تمام جز ہیں ان میں ہم لگا کر ہے ہیں۔ ستے گدڑی کے ٹکڑوں کے مکڑے جوڑ کر بنائی جاتی ہے یعنی گدڑی کے ہر پیوند میں شعبدہ بازی ہے۔ ستے دل اور جان جتنی گھٹتی ہے اس کا اسی کے بقدر غم بڑھا ہے۔ ستے تاڑ جیسی ہو یعنی اس جامہ کو قبا بنانا یعنی اس کو چاک کرنا۔ سے محبوب کے وصل کیلئے ہر روز ہم ایک قدم بڑھاتے ہیں اور ہر نیک دل سے سفارش کراتے ہیں۔ سے ہر حسین کو عشق کی صدا دیتا ہوں شاید ان میں کہیں میرا معشوق بھی مل جائے۔ سے خیال وصل سے فال نکالتا ہوں کہ جب عالم خیال میں وصل ہو گیا ہے تو اب حقیقتاً بھی وصل ہو جائیگا۔ سے اورنگ ایک مشہور عاشق اور گلچہر اس کی معشوقہ گذری ہے یعنی اگر چہ اب ان کے عشق ختم ہو گئے ہیں لیکن ہم ان کے عشق و محبت کی تکمیل کر رہے ہیں۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

عشقبازی و جوانی و شراب لعل فام
عشقبازی، اور جوانی، اور لعل جیسی شراب

مجلس انس و حریف ہمدم و شرب مدام
محبت کی مجلس اور ہمدم دوست اور دائمی شراب نوشی

ساقی شکر دہان و مطرب شیریں سخن
شیریں دہن ساقی، اور شیریں کلام مطرب

ہمنشینے نیک کردار و حریف نیکنام
نیک کردار ہمنشیں، اور نیک نام دوست

شاہدے در لطف و پاکی رشک آب زندگی
ایسا معشوق جو لطافت و پاکیزگی میں آب حیات کے لئے باعث رشک ہو

دلبرے در حسن و خوبی غیرت ماہ تمام
ایسا دلبر جو حسن و خوبی میں چودھویں کے چاند کے لئے باعث غیرت ہو

بادہ گلرنگ و تلخ و عذب و خوشخوار و سبک
پھول کے رنگ کی شراب جو کڑوی اور شیریں اور خوشگوار اور ہلکی ہو

نقلے از لعل نگار و نقلے از یاقوت جام
ایک نقل محبوب کے ہونٹ کا اور ایک نقل جام کے یاقوت کا ہو

بزمگاہے دلنشیں چوں قصر فردوس بریں
فردوس بریں کے محل کی طرح دلنشیں بزمگاہ

گلشنے پیرامنش چوں روضۂ دار السلام
ایسا گلشن جس کے چاروں طرف جنت جیسے باغ ہوں

صف نشینان نیکخواہ و پیشکاران باادب
نیک خواہ صف نشین ہوں، اور باادب خدمت گار ہوں

دوستداران صاحب سر و حریفان دوستکام
رازدار دوست ہوں اور مقصد کو دوست رکھنے والے ساتھی ہوں

غمزۂ ساقی بیغمائے خرد آہختہ تیغ
ساقی کی ادا عقل کی لوٹ مار پر تلوار سونتے ہوئے ہو

زلف دلبر از برائے صید دل گستردہ دام
دلبر کی زلف دل کو شکار کرنے کے لئے جال پھیلائے ہو

ہر کہ ایں صحبت بجوید خوشدلی بر وے حلال
جو شخص ایسی صحبت چاہے، اس پر خوشدلی حلال ہے

وانکہ ایں عشرت نخواہد زندگی بر وے حرام
جو اس قسم کا عیش نہ چاہے اس پر زندگی حرام ہے

نکتہ دانے بذلہ گو چوں حافظ شیریں سخن
نکتہ داں، اور بذلہ گو شیریں سخن حافظ جیسا ہو

بخشش آموزے جہاں افروز چوں حاجی قوام
بخشش آموز اور جہاں کو روشن کرنے والا حاجی قوام جیسا ہو

عمریست تا براہ غمت رو نہادہ ایم
ایک عمر گزری ہے، جب سے ہم نے تیرے غم کے راستہ کا رخ کیا ہے

روی و ریائے خلق بیکسو نہادہ ایم
اور ہم نے مخلوق کے دکھاوے اور ریا کو ایک طرف رکھ دیا ہے

ہم جاں بداں دو نرگس جادو سپردہ ایم
ہم نے جان کو بھی ان دو جادوگر آنکھوں کے سپرد کر دیا ہے

ہم دل بداں دو سنبل ہندو نہادہ ایم
ہم نے دل کو بھی ان دو کالی زلفوں پر رکھ دیا ہے

ما ملک عافیت نہ بلشکر گرفتہ ایم
ہم نے عافیت کے ملک پر لشکر سے قبضہ نہیں کیا ہے

ما تخت سلطنت نہ ببازو نہادہ ایم
ہم نے سلطنت کا تخت قوت بازو سے نہیں حاصل کیا ہے

در گوشۂ امید چو نظارگان ماہ
امید کے گوشہ میں، چاند کو دیکھنے والوں کی طرح

چشم طلب براں خم ابرو نہادہ ایم
ہم نے طلب کی آنکھ کو اس ابرو کے خم پر لگا دیا ہے

بے بوئے زلف تو سر سودائی از ملال
تیری زلف کی خوشبو کے بغیر، رنج کی وجہ سے دیوانے سر کو

ہمچوں بنفشہ بر سر زانو نہادہ ایم
بنفشہ کی طرح، ہم نے گھٹنے پر رکھ دیا ہے

نہادہ ایم بار جہاں بر دل ضعیف
دنیا کا بار ہم نے کمزور دل پر نہیں رکھا ہے

وین کار بار بستہ بیکسو نہادہ ایم
اور اس کام کو ہم نے ایک طرف رکھ دیا ہے

ل یہ پوری غزل قطعہ بند ہے اور مضمون مسلسل ہے یعنی ان تمام چیزوں کی مجلس کا جو شخص خواہشمند نہ ہو اس پر خوشدلی حرام ہے۔
ل آب زندگی، آب حیات۔ ماہ تمام، چودھویں کا چاند۔
ل نقل اس چیز کو کہا جاتا ہے جو شراب کے ساتھ کھائی جاتی ہے۔
ل یہ اس شعر پر غزل کا مضمون مکمل ہوا ہے۔
ل حاجی قوام، ابو اسحاق بادشاہ کا وزیر تھا اس نے خواجہ صاحب کے لئے ایک مدرسہ تعمیر کرایا تھا جس میں خواجہ صاحب تفسیر اور فقہ کا درس دیا کرتے تھے۔
ل جادو آنکھوں کو، فریبی ہے اور زلف کو ہندو یعنی سیاہ مستعمل ہوتا ہے۔
ل عافیت کا ملک اور اس کی سلطنت کا تخت لشکر اور قوت بازو سے حاصل نہیں ہوتا ہے۔
ل بنفشہ کے بارے میں یہ تخیل ہے کہ وہ رنج میں سر گھٹنے پر ٹکائے ہوئے ہے۔
ل دنیا کے غموں سے ہم بالکل فارغ البال ہیں۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

تا سحرِ چشمِ یار چہ بازی کند کہ باز
دیکھئے یار کی آنکھ کا جادو کیا کھیل دکھاتا ہے اس لئے کہ
بنیاد بر کرشمۂ جادو نہادہ ایم
ہم نے جادو کے کرشمہ پر بنیاد رکھی ہے

طاق و رواقِ مدرسہ و قال و قیلِ فضل
مدرسہ کا طاق اور چھت اور بزرگی کی قیل و قال
زنہار بخاکِ کوئے تو ما رُو نہادہ ایم
ان کو چھوڑ کر ہم نے تیرے کوچہ کی خاک کا رخ کیا ہے

عمرے گذشت و ما با امیدِ اشارتے
ایک عمر گذر گئی ہے اور ہم نے ایک اشارے کی امید پر
چشمے بداں دو نرگسِ جادو نہادہ ایم
جادو بھری ان دو آنکھوں پر آنکھ رکھی ہے

ناموسِ چند سالۂ اجدادِ نیکنام
نیکنام باپ دادا کی سالہا سال کی آبرو کو
در راہِ جام و ساقیِ مہرو نہادہ ایم
ہم نے جام اور چاند جیسے چہرہ والے ساقی کے راستہ میں رکھ دیا ہے

ہشیار و عاقلیم کہ بر دست و پائے دل
ہم ہوشیار اور عقلمند ہیں کہ دل کے ہاتھ اور پاؤں پر
زنجیر و بند زاں خمِ گیسو نہادہ ایم
اس زلف کے خم کی زنجیر اور بیڑی ڈال دی ہے

اے دل بعیش کوش کہ ما نقدِ عقل و ہوش
اے دل عیش کی کوشش کر اسلئے کہ ہم نے عقل اور ہوش کے نقد کو
در راہِ یارِ سلسلہ گیسو نہادہ ایم
دراز گیسو والے یار کی راہ میں ڈال دیا ہے

فریاد اشارتے کہ دو چشمِ امیدوار
کوئی اشارہ کر اس لئے کہ ہم نے دو امیدوار آنکھوں کو ہمیشہ
پیوستہ بر دو گوشۂ ابرو نہادہ ایم
ابرو کے دونوں گوشوں پر لگا رکھا ہے

گفتی کہ حافظا دلِ سرگشتہ ات کجاست
تو نے کہا کہ اے حافظ تیرا حیران دل کہاں ہے
در حلقہ ہائے آں خمِ گیسو نہادہ ایم
ہم نے اس خم گیسو کے حلقوں میں رکھا ہے

غمِ زمانہ کہ ہیچش کراں نمی بینم
زمانہ کا وہ غم جس کا میں کوئی کنارہ نہیں دیکھتا ہوں
دواش جز مئے چوں ارغواں نمی بینم
میں اس کی دوا ارغوانی شراب کے سوا نہیں دیکھتا ہوں

نشانِ مردِ خدا عاشقی ست با خود آئی
مرد خدا کی پہچان، عاشقی ہے، ہوش میں آ
کہ در مشائخِ شہر ایں نشاں نمی بینم
اس لئے کہ شہر کے بزرگوں میں میں یہ علامت نہیں دیکھتا ہوں

دریں خمار کسم جرعۂ نمی بخشد
اس خمار میں کوئی مجھے ایک گھونٹ نہیں بخشتا ہے
ببیں کہ اہلِ دلے در جہاں نمی بینم
دیکھ، میں دنیا میں کوئی صاحب دل نہیں دیکھتا ہوں

ز آفتابِ قدح ارتفاعِ عیش بگیر
پیالے کے آفتاب سے، عیش کی بلندی حاصل کر
چرا کہ طالعِ وقت آنچناں نمی بینم
اس لئے کہ وقت کا ستارہ میں ایسا نہیں دیکھتا ہوں

نشانِ موئے میانش کہ دل درو بستم
اس کی کمر کے بال کا پتہ جس میں میں نے دل باندھا ہے
زمن مپرس کہ خود در میاں نمی بینم
مجھ سے نہ پوچھ اس لئے کہ میں خود اس کو نہیں دیکھتا ہوں

بریں دو دیدۂ حیرانِ من ہزار افسوس
میری ان دو حیران آنکھوں پر ہزاروں افسوس ہیں
کہ با دو آئینہ رویش عیاں نمی بینم
کہ دو آئینوں کے ہوتے ہوئے اس کے چہرہ کو صاف نہیں دیکھتا ہوں

قدِ تو تا بشد از جوئبارِ دیدۂ من
میری آنکھ کی نہر سے جب سے تیرا قد غائب ہوا ہے
بجائے سرو جز آبِ رواں نمی بینم
سرو کی جگہ، سوائے جاری پانی کے میں نہیں دیکھتا ہوں

ے ظاہری قیل و قال کو ترک کر کے اب ہم کوئے یار کی طرف متوجہ ہو گئے ہیں۔
ے ہم نے اپنی نسلی عزت کو جو سالہا سال میں حاصل ہوئی تھی جام و ساقی پر قربان کر دیا ہے۔
ے پہلے مصرعہ میں سوال ہے دوسرے مصرعہ میں جواب۔
ے زمانہ کے غم کا علاج سرخ شراب ہی ہے۔
ے جس میں عشق نہیں وہ مرد خدا نہیں ہے' اور اس چیز سے تمام مشائخ وقت خالی ہیں۔
ے محبوب کی کمر کو معدوم فرض کیا جاتا ہے۔
ے آنکھ کے دو آئینے موجود ہیں لیکن ہم محبوب کے چہرے کو صاف طور پر نہیں دیکھ سکتے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

بترکِ صحبتِ پیرِ مغاں نخواہم گفت
پیرِ مغاں کی صحبت کے ترک کو میں نہ کہوں گا
چرا کہ مصلحتِ خود در آں نمی بینم
اس لیے کہ اپنی مصلحت میں اس میں نہیں دیکھتا ہوں

من و سفینۂ حافظ کہ جز دریں دریا
میں ہوں اور حافظ کا دیوان، اس لیے کہ اس سمندر کے سوا
بضاعتِ سخنِ دُر فشاں نمی بینم
موتی برسانے والے کلام کا سرمایہ میں نہیں دیکھتا ہوں

فاش می گویم و از گفتۂ خود دلشادم
کھلم کھلا کہتا ہوں، اور اپنے کہے سے خوش ہوں
بندۂ عشقم و از ہر دو جہاں آزادم
میں عشق کا بندہ ہوں، اور دونوں جہان سے آزاد ہوں

طائرِ گلشنِ قدسم چہ دہم شرحِ فراق
میں پاک باغ کا پرندہ ہوں، فراق کی کیا تشریح کروں
کہ دریں دامگہِ حادثہ چوں افتادم
کہ اس حادثہ کے جال کی جگہ میں کس طرح پھنس گیا ہوں

من ملک بودم و فردوسِ بریں جایم بود
میں فرشتہ تھا، اور فردوسِ بریں میرا مقام تھا
آدم آورد دریں دیرِ خراب آبادم
اس خراب آباد مندر میں مجھے آدم لے آئے

سایۂ طوبیٰ و دلجوئیِ حور و لبِ حوض
طوبیٰ کا سایہ، اور حور کی دل جوئی، اور حوض کا کنارہ
بہوائے سرِ کوئے تو برفت از یادم
تیرے کوچے کی خواہش میں میری یاد سے نکل گئے

نیست بر لوحِ دلم جز الفِ قامتِ یار
میرے دل کی تختی پر یار کے قد کے الف کے سوا کچھ نہیں
چہ کنم حرفِ دگر یاد نداد استادم
کیا کروں، استاد نے مجھے دوسرا حرف یاد نہیں کرایا

کوکبِ بختِ مرا ہیچ منجم نشناخت
میرے نصیب کے ستارے کو کسی نجومی نے نہیں پہچانا
یارب از مادرِ گیتی بچہ طالع زادم
اے خدا میں دنیا کی ماں سے کس ستارے کے ساتھ پیدا ہوا ہوں؟

تا شدم حلقہ بگوشِ درِ میخانۂ عشق
جب سے میں عشق کے میخانہ کا حلقہ بگوش بنا ہوں
ہر دم آید غمے از تو بمبارک بادم
ہر وقت تیرا ایک غم مجھے مبارکباد دینے آتا ہے

گر خورد خونِ دلم مردمکِ دیدہ رواست
اگر آنکھ کی پتلی میرے دل کا خون پیئے تو مناسب ہے
کہ چرا دل بجگر گوشۂ مردم دادم
کیونکہ میں نے کیوں انسان کے جگر گوشہ کو دل دیا ہے؟

پاک کن چہرۂ حافظ بسرِ زلف ز اشک
زلف سے حافظ کے چہرے کو آنسوؤں سے صاف کر دے
ورنہ ایں سیلِ دمادم بکند بنیادم
ورنہ یہ مسلسل سیلاب میری بنیاد اکھاڑ دے گا

فتویٰ پیرِ مغاں دارم و عہدیست قدیم
میرے پاس پیرِ مغاں کا فتویٰ ہے اور قدیم دستور ہے
کہ حرام است مے آنجا کہ نہ یارست و ندیم
کہ شراب اس کے لیے حرام ہے جس کا کوئی یار و ہم نشین نہ ہو

چاک خواہم زدن ایں دلقِ ریائی چہ کنم
ریاکی اس گدڑی کو پھاڑنا چاہتا ہوں، کیا کروں!
روح را صحبتِ ناجنس عذابیست الیم
ناجنس کی صحبت روح کے لیے دردناک عذاب ہے

تا مگر جرعہ فشاند لبِ جاناں بر من
مگر شاید معشوق کا ہونٹ مجھ پر ایک گھونٹ چھڑک دے
سالہا زاں شدہ ام بر درِ میخانہ مقیم
اسی وجہ سے میں سالوں سے میخانہ کے در پر مقیم ہوں

۱ حافظ کے دیوان کے علاوہ کوئی دیوان معانی سے پُر نہیں ہے۔
۲ جہاں عشق عالم قدس سے تھا ہم اس دنیا میں کیسے پھنسے یعنی عشق ہی سے حضرت آدم کی لغزش ہوئی جو دنیا میں پھنسنے کا سبب بنی ورنہ جنت میں مقیم ہوتے۔
۳ محبوب کے قد کو الف سے تشبیہ دی جاتی ہے عشق کے استاد نے ہمیں حرف الف تک ہی سبق دیا ہے
۴ عشق کا غلام بنتے ہی مصیبتوں نے گھیر لیا ہے۔
۵ اگر حافظ کے آنسو زلف کے ذریعہ نہ پونچھے گا تو وہ شدت سے رو کے اپنے آپ کو تباہ کر لیگا۔
۶ دوست اور ہم نشین کے بغیر مجلس میں شراب پینا ناجائز ہے۔
۷ ناجنس سے ریا کی گدڑی مراد ہے۔
۸ عرصہ دراز سے ہم شراب خانہ کے دروازے پر اسی امید سے مقیم ہیں کہ شاید وہ لب لعل کا ایک گھونٹ ہمیں پلا دے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

مگرش صحبتِ دیرینِ من از یاد برفت | اے نسیمِ سحری یاد دہش عہدِ قدیم
شاید میری پرانی دوستی وہ بھول گیا ہے | اے صبح کی نسیم اس کو پرانا زمانہ یاد دلا دے

بعد صد سال اگر بر سرِ خاکم گذری | سر برآرد ز گلم رقص کناں عظمِ رمیم
سو سال بعد بھی اگر تو میری خاک پر سے گزرے گا | تو پرانی ہڈی ناچتی ہوئی میری مٹی سے سر نکالے گی

فکرِ بہبودِ خود اے دل ز درِ دیگر کن | دردِ عاشق نشود بہ بمداوائے حکیم
اے دل اپنی بھلائی کی فکر دوسرے دروازے سے کر | عاشق کا درد حکیم کی دوا سے اچھا نہیں ہوتا ہے

گوہرِ معرفت اندوز کہ با خود ببری | کہ نصیبِ دگران است نصابِ زر و سیم
معرفت کے موتی جمع کر تاکہ اپنے ساتھ لیجائے | کیونکہ چاندی اور سونے کی مقدار دوسروں کا حصہ ہے

دام سخت است مگر یار شود لطفِ خدا | ورنہ آدم نبرد صرفہ ز شیطانِ رجیم
جال سخت ہے، شاید خدا کی مہربانی یاری کرے | ورنہ انسان مردود شیطان سے بازی نہیں جیت سکتا

غنچہ گو تنگدل از کارِ فروبستہ مباش | کز دمِ صبح مدد یابی و انفاسِ نسیم
کلی سے کہہ دو، بند کام سے تنگدل نہ ہو | اس لئے کہ صبح کے وقت اور نسیم کے سانس سے تو کھلے گی

دلبر از ما بصد امید گرفت اول دل | ظاہراً عہد فرامش نکند خلقِ کریم
معشوق نے پہلے تو امیدیں دلا کر ہم سے دل لے لیا | ظاہر اس کا اچھا اخلاق عہد کو فراموش نہ کرے گا

حافظا سیم و زرت نیست برو شاکر باش
اے حافظ اگر تیرے پاس سونا چاندی نہیں ہے جا شکر کر

چہ بہ از دولتِ لطفِ سخن و طبعِ سلیم
کلام کی پاکیزگی اور طبعِ سلیم کی دولت سے بڑھ کر کیا ہوگا

کو فرصتے کہ خدمتِ پیرِ مغاں کنم | وز پندِ پیر دولتِ خود را جواں کنم
موقع کہاں ہے کہ میں پیرِ مغاں کی خدمت کروں | اور پیر کی نصیحت سے اپنے نصیب کو جوان کروں

من سالہا مجاورِ میخانہ بودہ ام | باقیش ہم بخدمتِ آں آستاں کنم
میں سالوں سے میخانہ کا مجاور رہا ہوں | باقی عمر بھی اس چوکھٹ کی خدمت کروں گا

دی شیشہ دید با من و بشکست محتسب | امروز زیرِ دلقِ ملمع نہاں کنم
کل محتسب نے میرے پاس بوتل دیکھی اور توڑ دی | آج شیخ کی گدڑی کے نیچے چھپاؤں گا

تنگ در رسید تا شکند شیشۂ شراب | تدبیر من از و تو مکن من چناں کنم
تنگی پہنچی تاکہ شراب کی بوتل کو توڑ دے | تو اس سے بچاؤ کی تدبیر کر میں ویسا ہی کروں گا

شیخم بگوش گفت حرام است مے مخور | گفتم بچشم ہرچہ تو گوئی ہماں کنم
شیخ نے میرے کان میں کہا شراب نہ پی حرام ہے | میں نے کہہ دیا بسروچشم، جو تو کہے گا میں وہی کروں گا

حافظ مکن فرار ز جورِ رقیبِ سگ
اے حافظ رقیب کتے کے ظلم سے نہ بھاگ

کاندر پناہِ یار ترا در اماں کنم
اس لئے کہ یار کی پناہ میں تجھے امن دے دوں گا

ﮯ قدیم دوستی کا
خیال کر اور ہمیں ہجر
میں مبتلا نہ کر۔
ﮯ شعر سے شعر
[illegible]

ﮯ معرفت علمائے
ساتھ جائیگی
چاندی
سونا دنیا
میں پڑا
رہ جائیگا۔
ﮯ عاشق کو رنج
بالا پیرِ طریقت
[illegible]

ﮯ سالوں سے شراب خانہ
کا مجاور ہوں
[illegible]

http://www.muftbooks.blogspot.com/

گر ازیں منزلِ غربت بسوئے خانہ روم
اگر اس سفر کی مصیبت سے گھر کی طرف جاؤں گا
دگر آنجا کہ روم عاقل و فرزانہ روم
پھر جہاں بھی جاؤں گا عقلمند اور دانا بن کر جاؤں گا

زیں سفر گر بسلامت بوطن باز رسم
اگر میں اس سفر سے خیریت سے گھر واپس پہنچ جاؤں گا
نذر کردم کہ ہم از راہ بمیخانہ روم
تو میں نے منت مانی ہے کہ راستے ہی سے شراب خانے جاؤں گا

تا بگویم کہ چہ کشفم شد ازیں سیر و سلوک
تاکہ بتاؤں کہ اس سلوک کی سیر میں مجھ پر کیا کشف ہوا
بدرِ میکدہ با بربط و پیمانہ روم
شراب خانے کے دروازے پر ستار اور پیمانہ لیکر جاؤں گا

آشنایانِ رہِ عشق گرم خوں بخورند
عشق کے راستے کے دوست اگر میرا خون بھی پییں
کافرم گر بشکایت برِ بیگانہ روم
میں کافر ہوں، اگر غیر کے پاس شکایت لیکر جاؤں

بعد ازیں دستِ من و زلفِ چو زنجیرِ نگار
اس کے بعد میرا ہاتھ ہوگا اور محبوب کی زنجیر جیسی زلف
تا بکے از پئے کامِ دلِ دیوانہ روم
دیوانے دل کے مقصد کے پیچھے کب تک دوڑوں

گر ببینم خمِ ابروئے چو محرابش باز
اس کے محراب جیسے ابرو کے خم کو اگر میں پھر دیکھوں
سجدۂ شکر کنم وز پئے شکرانہ روم
شکر کا سجدہ کروں گا اور شکرانہ ادا کرنے جاؤں گا

خرم آں دم کہ چو حافظ بتولائے وزیر
وہ وقت مبارک جبکہ وزیر کی دوستی کے بدولت حافظ کی طرح
سرخوش از میکدہ با دوست بکاشانہ روم
میکدے سے مست ہوکر دوست کے ساتھ گھر جاؤں گا

گرچہ از آتشِ دل چوں خمِ مے در جوشم
اگرچہ دل کی آگ سے میں شراب کے مٹکے کی طرح جوش میں ہوں
مُہر بر لب زدہ خوں میخورم و خاموشم
ہونٹ پر مہر لگائے ہوں خون پی رہا ہوں اور خاموش ہوں

قصدِ جانست طمع در لبِ جاناں کردن
معشوق کے ہونٹ کی تمنا کرنا، جان کو ہلاک کرنا ہے
تو مرا بیں کہ دریں کار بجاں میکوشم
تو مجھے دیکھو کہ اس کام میں جان سے کوشاں ہوں

من کے آزاد شوم از غمِ دل چوں ہر دم
میں دل کے غم سے کب آزاد ہو سکتا ہوں جبکہ ہر دم
ہندوئے زلفِ بتے حلقہ کند در گوشم
کسی معشوق کی کالی زلف مجھے حلقہ بگوش بناتی ہے

حاش للہ کہ نیم معتقدِ طاعتِ خویش
حاشا للہ میں اپنی اطاعت کا معتقد نہیں ہوں
ایں قدر ہست کہ گہ گہ قدحے می نوشم
اتنا تو ہے کہ کبھی کبھی کوئی پیالہ پی لیتا ہوں

ہست اُمیدم کہ علی الرغمِ عدو روزِ جزا
مجھے امید ہے کہ دشمن کے علی الرغم قیامت کے دن
فیضِ عفوش ننہد بارِ گنہ بر دوشم
اس کے عفو کا فیض گناہ کا بوجھ میرے کندھے پر نہ رکھے گا

پدرم روضۂ رضواں بدو گندم بفروخت
میرے باپ نے جنت دو گیہوں میں بیچ ڈالی
ناخلف باشم اگر من بجوے نفروشم
میں ناخلف ہوں گا اگر ایک جَو میں نہ بیچوں گا

خرقہ پوشی من از غایتِ دینداری نیست
میری خرقہ پوشی انتہائی دینداری کی وجہ سے نہیں ہے
پردۂ بر سرِ صد عیبِ نہاں میپوشم
[illegible] مجھے عیبوں پر پردہ ڈالتا ہوں

من نمی خواہم نوشم بجز از راوقِ خم
میں نہیں چاہتا مٹکے کی نتھری شراب کے سوا پیوں
چہ کنم گر سخنِ پیرِ مغاں ننیوشم
کیا کروں اگر پیرِ مغاں کی بات نہ سنوں

سے سفرِ دنیا سے مراد [illegible] یہاں سے آخرت کی طرف جانا ہے۔
سے جب سلامتی اور ہمت نے ساتھ دیا [illegible]
سے [illegible] بیان کیے جائیں گے۔
سے محبوب کے ابرو کی محراب [illegible] سجدۂ شکر ادا کرنے کے لیے جاؤں گا۔
سے دل میں اگرچہ جوش ہے لیکن ہم بالکل خاموش ہیں۔
سے محبوب کے لب کی تمنا کرنا ہلاکت کو دعوت دینا ہے۔
سے طرف [illegible] کبھی کبھی [illegible]
سے حضرت آدم علیہ السلام جنت سے نکلے [illegible] دو گیہوں کے بدلے فروخت کر دیا۔
سے ہم تو صاف چھنی ہوئی شراب پینا چاہتے ہیں [illegible] پیرِ مغاں کے حکم سے [illegible] پیتے ہیں۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

گر ازیں دست زند مطربِ مجلس رہِ عشق
اگر یونہی مطرب اسی طریقہ پر راہِ عشق گاتا رہے گا

شعرِ حافظ بَرَد وقتِ سماع از ہوشم
حافظ کے شعر سماع کے وقت مجھے بیہوش کر دیں گے

گرچہ افتاد ز زلفش گرہے در کارم
اگرچہ میرے کام میں اس کی زلف کی وجہ سے گرہ پڑ گئی ہے

ہمچناں چشمِ گشاد از کرمش میدارم
میں اسی طرح سے اس کے کرم کا امیدوار ہوں

بطرب حمل مکن سرخیٔ رویم کہ چو جام
میرے چہرے کی سرخی کو خوشی پر محمول نہ کر اس لئے کہ جام کی طرح

خونِ دل عکس بروں میدہد از رخسارم
میرے رخساروں سے دل کا خون جھلک رہا ہے

پردۂ مطربم از دست بروں خواہد برد
مطرب کا پردہ مجھے بے قابو کر دے گا

آہ اگر زانکہ درآں پردہ نباشد بارم
افسوس ہوگا اگر اس پردے میں مجھے بار نہ ملی

منم آں شاعرِ ساحر کہ ز افسونِ سخن
میں وہ جادو نگار شاعر ہوں کہ کلام کے جادو کی وجہ سے

از نئے کلک ہمہ شہد و شکر میبارم
قلم کی نے سے تمام تر شہد و شکر برساتا ہوں

بصد امید نہادیم دریں بادیہ پائے
سو امیدوں کے ساتھ ہم نے اس جنگل میں پیر رکھا ہے

اے دلیلِ دلِ گم گشتہ فرو مگذارم
اے گم شدہ دل کے رہبر مجھے چھوڑ نہ دینا

چوں کشش در گذرِ باد نمی یارم دید
جب کہ اس کو ہوا کی گزرگاہ میں بھی نہیں دیکھ سکتا ہوں

بازگویم کہ بگوید سخنے با یارم
تو کس سے کہوں کہ میرے دوست سے کوئی بات کہے

دیدۂ بخت بافسانۂ او شد در خواب
اس کے افسانے سے نصیب کی آنکھ سو گئی

کو نسیمے ز عنایت کہ کند بیدارم
مہربانی کی نسیم کہاں ہے جو مجھے جگا دے

یعلم اللہ کہ خیالے ز تنم بیش نماند
خدا جانتا ہے میرا بدن ایک خیال سے زیادہ نہیں رہا ہے

بلکہ آں نیز خیالست کہ می پندارم
بلکہ جو کچھ میں گمان کر رہا ہوں وہ بھی ایک خیال ہے

پاسبانِ حرمِ دل شدہ ام شب ہمہ شب
میں تمام رات دل کے حرم کا چوکیدار بنا رہا ہوں

تا دریں پردہ جز اندیشۂ او نگذارم
تاکہ اس پردے میں اس کے خیال کے سوا کسی کو نہ آنے دوں

دوش میگفت کہ حافظ ہمہ رنگست و ریا
کل وہ کہتا تھا کہ حافظ رنگ دکھاتا ہے

بجز از خاکِ درت با کہ بگو رو آرم
تیرے در کی خاک کے سوا اللہ میں کس طرف رخ کروں

گرچہ ما بندگانِ پادشہیم
اگرچہ ہم بادشاہ کے غلام ہیں

پادشاہانِ ملکِ صبحگہیم
صبح کے وقت ملک کے بادشاہ ہیں

گنج در آستین و کیسہ تہی
خزانہ آستین میں ہے اور تھیلی خالی ہے

جامِ گیتی نما و خاکِ رہیم
ہم جامِ جہاں نما ہیں اور راہ کی خاک ہیں

ہوشیارِ حضور و مستِ غرور
ہم حضور کے ہوشیار ہیں اور غرور کے مست ہیں

بحرِ توحید و غرقۂ گنہیم
توحید کے سمندر ہیں، اور گناہ میں غرق ہیں

۱ اگرچہ زلف کی بدولت ہمارے تمام کاموں میں گرہیں لگ گئی ہیں لیکن پھر بھی ہم کرم کے امیدوار ہیں۔
۲ چہرے کی سرخی کو میری مستی کی وجہ سے نہ سمجھو بلکہ دل کا خون ہے جو رخسار میں جھلک رہا ہے۔
۳ میں جادو بیان شاعر ہوں میرے کلام سے شہد و شکر ٹپکتا ہے۔
۴ جب اس کو ہوا بھی نہیں دیکھ سکتی تو اس تک اپنا پیغام کیسے پہنچاؤں۔
۵ اس کا افسانہ سنتے سنتے میرا نصیب سو گیا اب اس کی عنایت کی نسیم ہی اس کو بیدار کر سکے گی۔
۶ اتنا لاغر ہو گیا ہوں کہ میرا جسم محض خیال ہے اور یہی میرا خیال ہے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بالکل معدوم ہو گیا ہوں۔
۷ صبح کے وقت ہمیں روحانی بادشاہی حاصل ہوتی ہے۔
۸ چونکہ ہمیں شہود اور حضور حاصل ہے اس لئے ہم بحرِ توحید ہیں اور چونکہ ہم مست ہیں اس لئے گنہگار ہیں۔

شاہد بخت چوں کرشمہ کند ٭ ماش آئینہ رخ چو مہیم
نصیبہ کا معشوق جب ادا دکھائے ٭ ہم اس کے چاند جیسے چہرے کا آئینہ ہوں

شاہ بیدار بخت را ہر شب ٭ ما نگہبان افسر و کلہیم
بیدار بخت بادشاہ کے لیے ہر شب ٭ ہم تاج اور کلاہ کے نگہبان ہیں

گو غنیمت شمار صحبت ما ٭ کہ تو در خواب و ما بدیدہ گہیم
کہہ دو ہماری صحبت کو غنیمت سمجھے ٭ کہ تو سویا ہے اور ہم پہرہ داری کی جگہ میں ہیں

شاہ منصور واقف ست کہ ما ٭ روئے ہمت بہر کجا کہ نہیم
شاہ منصور واقف ہے کہ ہم ٭ جس طرف بھی باطنی توجہ کرتے ہیں

دشمناں را ز خوں کفن سازیم ٭ دوستاں را قبائے فتح دہیم
دشمنوں کا خون سے کفن تیار کر دیتے ہیں ٭ دوستوں کو فتح کی قبا دیتے ہیں

رنگ تزویر پیش ما نبود ٭ شیر سرخیم و افعی سیہیم
دھوکے کا رنگ ہمارے پیش نظر نہیں ہوتا ٭ ہم سرخ شیر اور سیاہ سانپ ہیں

وام حافظ بگو کہ باز دہند
کہہ دو کہ حافظ کا قرض ادا کر دیں
کردہ اعتراف و ما گوہیم
تو نے اقرار کیا ہے، اور ہم گواہ ہیں

گر دست دہد خاک کف پائے نگارم ٭ بر لوح بصر خط غباری بنگارم
اگر معشوق کے پیر کی خاک میرے ہاتھ لگ جائے ٭ بینائی کی تختی پر غبارہ خط لکھوں

پروانہ او گر برسد در طلب جاں ٭ چوں شمع ہماندم بدمے جاں بسپارم
اگر جان کی طلبی کے لیے اس کا پروانہ آ جائے ٭ شمع کی طرح اسی وقت ایک دم میں جان دے دوں

گر قلب دلم را ننہد دوست عیارے ٭ من نقد رواں در دمش از دیدہ بیارم
اگر معشوق میرے دل کے کھوٹے سکے کو تسلیم نہ کرے ٭ نقد اس کے سامنے چالو سکہ، آنکھوں سے برسا دوں

دامن مفشاں برمن خاکی کہ پس از مرگ ٭ زیں در نتواند کہ برد باد غبارم
مجھ خاکی سے دامن نہ جھاڑ اس لیے کہ مرنے کے بعد بھی ٭ اس در سے ہوا میرے غبار کو نہیں اڑا سکے گی

از بوئے کنار تو شدم غرقہ امید ٭ از موج سرشکم کہ رساند بکنارم
تیرے پہلو کی خوشبو میں، میں امید میں ڈوب گیا ہوں ٭ میرے آنسوؤں کی موج سے مجھے کنارے پر کون لگائے گا

زلفین سیاہ تو بدلداری عشاق ٭ دادند قرارے و ببردند قرارم
تیری کالی زلفوں نے عشاق کی دلداری ٭ کا اقرار کیا، اور میرے قرار کو لے گئیں

امروز مکش سر ز وفائے من و اندیش ٭ زاں شب کہ من از غم بدعا دست برآرم
آج میری وفا سے سرکشی نہ کر، اور اندیشہ کر ٭ اس رات سے کہ میں غم سے دعا کے لیے ہاتھ اٹھاؤں

اے ساقی ازاں بادہ یکے جرعہ بیاور ٭ کاں بوئے شفا میدہد از رنج خمارم
اے ساقی اس شراب کا ایک گھونٹ لا دے ٭ جو خمار کے رنج سے مجھے شفا کی امید دلا دے

۱؎ شاہد بیدار بخت سے مراد شاہ منصور ہے جو کہ شاہ یحییٰ کو شکست دے کر شیراز کا بادشاہ بنا تھا اس بادشاہ کا کئی غزلوں میں خواجہ صاحب نے ذکر کیا ہے۔
۲؎ یہ شعر قطعہ بند ہے اگلے شعر سے مل کر اس کا مضمون مکمل ہوتا ہے۔
۳؎ ہم شاہ منصور کے مخلص ہیں ہم دو رنگے نہیں ہیں۔
۴؎ صلہ کا لطیف تقاضا ہے یعنی شاہ خود جانے قرض کا اقراری ہے۔
۵؎ خط غبار ایک قسم کی تحریر کا نام ہے جس میں دو حرفی لاشوں سے حروف بنائے جاتے ہیں اور ان میں باریک باریک نقطے لگا کر باریک تحریر بھری جاتی ہے۔
۶؎ اگر چہ ولکش دل محبوب کو پسند نہیں ہے تو ہم آنسوؤں کا خاص سکہ اس کو دیں گے۔
۷؎ تیری زلفوں نے عاشقوں کی دلداری کا وعدہ کیا لیکن بے وفائی سے ہمارا سکون اور اطمینان برباد کر دیا۔
۸؎ مظلوم کی دعا اثر کرتی ہے۔ شعر ہے

http://www.muftbooks.blogspot.com/

حافظ لبِ لعلش چو مرا جان عزیز است
اے حافظ اس کا لعل جیسا ہونٹ جب مجھے جان کی طرح پیارا ہے

عمرے بود آں لحظہ کہ جاں را بلب آرم
وہ عمر کا سا وقت ایک عمر ہوگا کہ جان کو ہونٹوں پر لاؤں گا

گر دست رسد در خمِ زلفینِ تو بازم
اگر تیری دونوں زلفوں کے خم میں میرا ہاتھ پہنچ جائے

چوں گوئے چہ سرہا کہ بچوگانِ تو بازم
بہت سے سروں سے تیری چوگان کی طرح گیند بنے کھیلوں گا

زلفِ تو مرا عمرِ عزیز است ولے نیست
تیری زلف میری عمر عزیز ہے، لیکن نہیں ہے

در دست سرِ موئے ازاں زلفِ درازم
میرے ہاتھ میں اس دراز زلف کا ایک بال

پروانۂ راحت بدہ اے شمع کہ امشب
اے شمع! راحت کا پروانہ دیدے اس لیے کہ آج کی رات

از آتشِ دل پیشِ تو چوں شمع گدازم
دل کی گرمی سے میں تیرے سامنے شمع کی طرح پگھل رہا ہوں

چوں نیست نمازِ منِ آلودہ نمازے
چونکہ مجھ گنہگار کی نماز، کوئی نماز نہیں ہے

در میکدہ زاں کم نشود سوز و گدازم
اس کی وجہ سے میکدہ میں میرا سوز و گداز کم نہیں ہوتا ہے

در مسجد و میخانہ خیالت اگر آید
مسجد اور میخانہ میں اگر تیرا خیال آئے

محراب و کمانچہ ز دو ابروئے تو سازم
تو تیرے دو ابرو کو کمانچہ اور محراب بناؤں

گر خلوتِ ما را شبے از رخ بفروزی
اگر کسی رات تو ہماری خلوت کو رخ سے روشن کردے

چوں صبح در آفاقِ جہاں سر بفرازم
میں صبح کی طرح دنیا کے اطراف میں سربلند ہو جاؤں

آندم کہ بیک خندہ دہم جاں چو صراحی
جب صراحی کی طرح میں ایک قہقہہ میں جان دیدوں تو

مستانِ تو خواہم کہ گزارند نمازم
میں چاہتا ہوں کہ تیرے مست میری نماز پڑھیں

محمود بود عاقبتِ کار دریں راہ
اس راہ میں انجام کار قابل تعریف ہوگا

در سر برود در سرِ سودائے ایازم
خواہ ایاز کے عشق میں میرا سر چلا جائے

حافظ غمِ دل با کہ بگویم کہ دریں دور
اے حافظ دل کا غم کس سے کہوں اس لیے کہ اس زمانہ میں

جز جام نشاید کہ بود محرمِ رازم
جام کے سوا کوئی اس کے لائق نہیں ہے کہ میرا محرم راز ہے

گر من از سرزنشِ مدعیاں اندیشم
اگر رقیبوں کی جھڑکی سے میں ڈر جاؤں

شیوۂ مستی و رندی نرود از پیشم
مجھ سے مستی اور رندی کا شیوہ پورا نہ ہوگا

زہدِ رندانِ نوآموختہ راہے بدہ است
نو آموز رندوں کا زہد، گمراہی تک پہنچانے والا راستہ ہے

منکہ بدنامِ جہانم چہ صلاح اندیشم
میں جو کہ دنیا میں بدنام ہوں، نیکی کی کیا سوچوں!

شاہِ شوریدہ سراں خواں منِ بیساماں را
مجھ بے سامان کو، دیوانوں کا سردار کہہ

زانکہ در کم خردی از ہمہ عالم بیشم
اس لیے کہ کم عقلی میں تمام دنیا سے بڑھا ہوا ہوں

بر جبیں نقش کن از خونِ دلِ من خالے
پیشانی پر میرے خون دل کا نقطہ کھینچ

تا بدانند کہ قربانِ تو کافر کیشم
تاکہ لوگ جان جائیں میں تجھ کافر پر قربان ہوں

۔۔ تیری زلف میری زندگی ہے لیکن اس کا ایک بال بھی میرے ہاتھ میں نہ آیا۔
۔۔ چونکہ ہماری نماز صحیح نماز نہیں ہے اسلئے میکدہ میں ہمارا سوز و گداز پیدا ہوتا ہے۔
۔۔ اگر کسی شب تو ہمیں دیدار کرا دیگا تو ہم صبح کی طرح سربلند ہوجائینگے۔
۔۔ صراحی سے جو قلقل کی آواز ہوتی ہے وہ اس کا قہقہہ ہے اور اس قہقہہ سے ہی اس کی جان نکلتی ہے یعنی شراب باہر آتی ہے
۔۔ محمود اور ایاز عشق میں مشہور ہیں لہٰذا دونوں میں تعلق تحسین ہے۔
۔۔ مجبور قیصر کی خوف کرے گا مستی اور رندی میں ناقص رہیگا
۔۔ نو آموز رندوں کے لیے زہد کار است بھی منزل مقصود تک پہنچانے والا ہے
۔۔ شعر

اعتمادے بنماؤ بگذر بہر خدا
پھر وسہ ظاہر کر اور خدا کے لیے درگزر کر
تا بدانی کہ دریں خرقہ چہ نادرویشم
تاکہ تجھے معلوم ہو جائے کہ اس گدڑی میں کیسا درویش ہوں

شعر خونبار من اے دوست بر یار مخواں
اے دوست میرے خون برسانے والے اشعار دوست کے سامنے نہ پڑھ
کہ ز مژگاں سیہ بر رگ جاں زدہ نیشم
کیونکہ کالی پلکوں سے اس نے میری شہ رگ پر ڈنک لگا رکھا ہے

دامن از رشحۂ خونِ دلِ ما در چیں
جامہ دل کے خون کے چھینٹوں سے ہمارا دامن سمیٹ لے
کہ اثر در تو کند گر بخراشی ریشم
اس لئے کہ تجھ پر بھی اثر کرے گا اگر تو میرے زخم کو چھیڑے گا

من اگر رندم وگر شیخ چہ کارم با کس
مجھے خواہ رند ہوں خواہ شیخ، مجھے کسی سے کیا واسطہ
حافظِ رازِ خود و عارفِ وقتِ خویشم
میں اپنے راز کا نگہبان اور اپنے زمانہ کا عارف ہوں

ما بر آریم شبے دست و دعائے بکنیم
ہم کسی رات کو ہاتھ اٹھائیں اور دعا کریں
غمِ ہجرانِ ترا چارہ ز جائے بکنیم
کسی جگہ سے تیرے ہجر کے غم کا علاج کریں

دلِ بیمار شد از دستِ رفیقاں مددے
اے دوستو مدد کرو، بیمار دل ہاتھ سے نکل گیا
تا طبیبش بسر آریم و دوائے بکنیم
تاکہ طبیب کو اس کے پاس لائیں اور کوئی دوا کریں

خشک شد بیخِ طرب راہِ خرابات کجاست
خوشی کی جڑ خشک ہو گئی، خرابات کا راستہ کدھر ہے
تا در آں آب و ہوا نشو و نمائے بکنیم
تاکہ اس آب و ہوا میں اس کی نشو و نما کریں

آنکہ بے جرم برنجید و بہ تیغم زد و رفت
جو بلا قصور کے رنجیدہ ہوا اور مجھے تلوار سے مار کر چلا گیا
بازش آرید خدارا کہ صفائے بکنیم
خدا کے لیے اسے دوبارہ لاؤ تاکہ ہم صلح صفائی کریں

ذرۂ نفس کزو سینۂ ما بتکدہ شد
ہم نفس کے سبب سے ہمارا سینہ بت خانہ ہو گیا ہے
تیرِ آہے بگشائیم و غزائے بکنیم
ہم ایک آہ کا تیر چلائیں اور جہاد کریں

مدد از خاطرِ رنداں طلب اے دل ورنہ
اے دل رندوں کے دل سے مدد حاصل کر ورنہ
کار صعب است مبادا کہ خطائے بکنیم
کام مشکل ہے، ایسا نہ ہو کہ ہم سے کوئی غلطی ہو جائے

سایۂ طائرِ کم حوصلہ کارے نکند
کم حوصلہ پرندہ کا سایہ کوئی مدد نہیں کرتا ہے
طلبِ سایۂ میمونِ ہمائے بکنیم
کسی ہما کے بابرکت سایہ کی ہم طلب کریں

دلم از پردہ بشد حافظِ خوش لہجہ کجاست
ہمارا دل پردے سے باہر آگیا، خوش لہجہ حافظ کہاں ہے
تا بقول و غزلش سازِ نوائے بکنیم
تاکہ اس کے قول اور غزل سے ساز و نوا کا بندوبست کریں

ما سرخوشانِ مست دل از دست دادہ ایم
ہم مست سرخوشوں نے ہاتھ سے دل دے دیا ہے
ہمرازِ عشق و ہمنفسِ جامِ بادہ ایم
ہم عشق کے ہم راز اور شراب کے جام کے ساتھی ہیں

بر ما بسے کمانِ ملامت کشیدہ اند
ہم پر بہت لوگوں نے ملامت کی کمان کھینچی ہے
تا کارِ خود ز ابروئے جاناں کشادہ ایم
جبکہ ہم نے اپنا کام محبوب کے ابرو سے کھول لیا ہے

مقصد چونکہ اس کی گدڑی میں نفس پرستی نہ تھی بلکہ حسن سے عشق اور اشعار اس کو سناؤ نہیں کو اس کا احساس ہو۔ میں اپنے راز کا نگہبان ہوں اور اپنے وقت کو پہچانتا ہوں۔ مجھے کسی سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ خوشی کی جڑ خشک ہو گئی ہے شراب خانے کی آب و ہوا میں اس کی نشو و نما کرنی چاہیے۔ جو معشوق بلا قصور ہم سے خفا ہو کر چلا گیا اس کو واپس لے آؤ ہم اس سے صفائی کر لیں گے۔ نفس کی خواہشات کی وجہ سے ہمارا سینہ بتکدہ بنا ہوا ہے ہم آہ کے تیر سے اس نفس سے جہاد کریں گے۔ کم حوصلہ پرندے سے مقصد پورا نہ ہوگا ہما کی طلب کرنی چاہیے۔ شعر ہمارا دل بیقرار ہے حافظ کی غزلوں سے اسے سکون حاصل ہوگا۔ شاید ہم نے معشوق سے عشق کیا ہے ہم پر لوگ ملامت کے تیر چلا رہے ہیں۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

اے گل تو دوش جام صبوحی کشیدۂ
اے پھول تو نے کل صبح کی شراب کا جام پیا ہے
ما آں شقائقیم کہ با داغ زادہ ایم
ہم ہیں وہ گل لالہ جو داغ کے ساتھ پیدا ہوئے ہیں

پیر مغاں ز توبہ ما گر ملول شد
پیر مغاں اگر ہماری توبہ سے رنجیدہ ہوا ہے
گو بادہ صاف کن کہ بعذر ایستادہ ایم
کہہ دو شراب کو چھان لے ہم عذر خواہی کے لیے کھڑے ہیں

کار از تو میرود مددے اے دلیل راہ
[illegible]
انصاف میدہیم کہ از رہ فتادہ ایم
ہم انصاف دیتے ہیں کیونکہ ہم راستے سے بھٹک گئے ہیں

چوں لالہ مے مبین و قدح در میان کار
ہمارے معاملے میں لالہ کی طرح شراب اور پیالے کو نہ دیکھ
ایں داغ بیں کہ بر دل خونیں نہادہ ایم
اس داغ کو دیکھ جو ہم نے خونی دل پر لگایا ہے

گفتی کہ حافظا ایں ہمہ رنگ و خیال چیست
تو نے کہا اے حافظ یہ سب رنگ اور خیال کیا ہے
نقش غلط مخواں کہ ہماں لوح سادہ ایم
غلط نقش نہ پڑھ ہم اسی طرح سے سادہ تختی ہیں

ما درس سحر در رہ میخانہ نہادیم
ہم نے صبح کے درس کو میخانہ کے دروازے پر رکھ دیا ہے
اوقات دعا در رہ جانانہ نہادیم
دعا کے اوقات کو معشوق کے راستے میں رکھ دیا ہے

سلطان ازل گنج غم عشق بما داد
ازل کے بادشاہ نے عشق کے غم کا خزانہ ہمیں دیا ہے
تا روی دریں منزل ویرانہ نہادیم
جبکہ ہم نے اس ویران منزل کی طرف رخ کیا ہے

در خرمن صد عاقل و زاہد زند آتش
بے شک سینکڑوں عقلمندوں اور زاہدوں کے خرمن میں آگ لگا دیگا
ایں داغ کہ ما بر دل دیوانہ نہادیم
یہ داغ جو ہم نے دیوانے دل پر لگایا ہے

در دل ندہم رہ پس ازیں مہر بتاں را
اس کے بعد حسینوں کی محبت کو دل میں راستہ نہ دونگا
مہر لب او بر در ایں خانہ نہادیم
ہم نے اس گھر کے دروازے پر اس کے ہونٹ کی مہر لگا دی

آں بوسہ کہ زاہد زپیش داد بما دست
زاہد نے جس بوسے کے لیے ہمیں ہاتھ دیا
از روئے صفا بر لب جانانہ نہادیم
صفائی کی وجہ سے ہم نے معشوق کے ہونٹ پر رکھ دیا

چوں میرود ایں کشتی سرگشتہ کہ آخر
چونکہ یہ کشتی سرگشتہ چلتی ہے تو آخر کار
جاں در سر آں گوہر یکدانہ نہادیم
ہم نے اس موتی کے خیال میں جان لگا دی

المنۃ للہ کہ چو ما بیدل و دیں بود
خدا کا احسان ہے کہ ہماری طرح بے دل اور بے دین تھا
آں را کہ خرد پرور و فرزانہ نہادیم
جس کو ہم نے عقلمند اور دانا سمجھا

در خرقہ ازیں بیش منافق نتواں بود
گدڑی میں اس سے زیادہ منافق نہیں ہوا جا سکتا ہے
بنیادش ازیں شیوۂ رندانہ نہادیم
ہم نے اس کی بنیاد اس رندانہ طریقے سے رکھی ہے

قانع بخیالے ز تو بودیم چو حافظ
ہم حافظ کی طرح تیرے ایک خیال پر قانع تھے
یارب چہ گدا ہمت و شاہانہ نہادیم
اے خدا ہم کیسے گدا ہمت اور شاہانہ طبیعت والے ہیں

[illegible]

http://www.muftbooks.blogspot.com/

ما دریں در نہ پئے حشمت و جاہ آمدہ ایم
ہم اس دروازے پر دولت اور عزت کیلئے نہیں آئے ہیں

از بد حادثہ اینجا بہ پناہ آمدہ ایم
حادثے کے ہاتھوں سے ہم اس جگہ پناہ لینے آئے ہیں

رہرو منزل عشقیم و ز سرحد عدم
ہم منزل عشق کے مسافر ہیں اور عدم کی سرحد سے

تا باقلیم وجود ایں ہمہ راہ آمدہ ایم
وجود کے ملک تک یہ سب راستہ طے کر کے آئے ہیں

سبزۂ خط تو دیدیم و ز بستان بہشت
ہم نے تیرے رخسار کا سبزہ دیکھا اور بہشت کے باغ سے

بطلبگاری ایں مہرگیاہ آمدہ ایم
ہم اس مہر گیاہ کی طلب میں ہم آئے ہیں

با چنیں گنج کہ شد خازن او روح امیں
ایسے خزانے کے ہوتے ہوئے جس کے محافظ روح الامین ہیں

بگدائی بدر خانۂ شاہ آمدہ ایم
ہم بھیک مانگنے بادشاہ کے گھر کے دروازے پر آئے ہیں

لنگر حلم تو اے کشتیٔ توفیق کجاست
اے توفیق کی کشتی تیری بردباری کا لنگر کہاں ہے؟

کہ دریں بحر کرم غرق گناہ آمدہ ایم
کہ ہم کرم کے اس سمندر میں گناہ میں غرق ہو کر آئے ہیں

آبرو میرود اے ابر خطاپوش ببار
اے خطا کو چھپانے والے بادل! آبرو جا رہی ہے برس

کہ بدیوان عمل نامہ سیاہ آمدہ ایم
کہ عمل کے دفتر میں سیاہ نامۂ اعمال لیکر آئے ہیں

حافظ ایں خرقۂ پشمینہ بینداز کہ ما
اے حافظ! اس اونی گدڑی کو پھینک دے، اس لئے کہ ہم

از پئے قافلہ با آتش و آہ آمدہ ایم
قافلے کے پیچھے پیچھے آگ اور آہ لیکر آئے ہیں

ما ز یاراں چشم یاری داشتیم
ہم نے دوستوں سے، دوستی کی امید کی

خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم
وہ خود ہی غلط تھا، جو ہم نے سمجھا

تا درخت دوستی کے بر دہد
دیکھو دوستی کا درخت کب پھل دے؟

حالیا رفتیم و تخمے کاشتیم
فی الحال ہم چلے، بیج بو آئے ہیں

گفتگو آئین درویشی نبود
باتیں کرنا، درویشی کا طریقہ نہ تھا

ورنہ با تو ماجراہا داشتیم
ورنہ تجھ سے ہمیں بہت سی باتیں کرنی تھیں!

شیوۂ چشمت فریب جنگ داشت
تیری آنکھوں کا شیوہ، لڑائی کا دھوکا تھا

ما غلط کردیم و صلح انگاشتیم
ہم نے غلطی کی، اور صلح سمجھ لی

نکتہ ہا رفت و شکایت کس ندید
نکتے بازی ہوئی، اور کوئی شکایت نہ سمجھا

جانب حرمت فرو نگذاشتیم
ہم نے، احترام کے پہلو کو نہ چھوڑا

گلبن حسنت نہ خود شد دلفریب
تیرے حسن کی شاخ خود بخود دلفریب نہیں بن گئی ہے

ما دم ہمت برو بگماشتیم
بلکہ ہم نے اس پر باطنی توجہ کی طاقت لگا دی

چوں نہادی دل بمہر دیگراں
جب تو نے دوسروں کی محبت میں دل لگا دیا

ما امید از وصل تو برداشتیم
ہم نے تجھ سے، وصل کی امید اٹھا لی!

گفت خود دادی بما دل حافظا
اس نے کہا: حافظ! تو نے ہی خود دل دیا

ما محصل بر کسے نگماشتیم
ہم نے کسی پر تقاضا مقرر نہیں کیا

---

۱ ہم دولت اور عزت کے خواہشمند بنکر نہیں آئے ہیں، حوادث سے پناہ لینے کے لئے آئے ہیں۔
۲ مہرگیاہ ایک گھاس ہے جس کی جڑ انسانی شکل کی ہوتی ہے مشہور ہے کہ اگر کوئی شخص اس گھاس کو اپنے پاس رکھے تو تمام لوگ اس پر مہربان ہو جاتے ہیں معشوق کے سبزۂ خط کو مہرگیاہ قرار دیا ہے۔
۳ یہ چونکہ عشق کی آگ اور آہ ہے اس کے ساتھ اونی گدڑی مناسب نہیں۔
۱ ہم دوستوں سے دوستی کی امید رکھنا خود ہماری غلطی تھی۔
۲ یہ شکایت ہم عشق کے شیوہ کے خلاف تھا ورنہ ہمیں بہت شکایتیں تھیں۔
۳ آنکھوں کی دوستی کا انداز ایک جنگی فریب تھا۔
۴ ہم نے محبوب کے احترام کو ملحوظ رکھا۔
۵ اشاروں میں شکایتیں کیں ہم نے کوئی اور
۶ تو نے خود دل ہمارے حوالے کیا ہم نے کوئی تحصیلدار نہیں بھیجا تھا۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

ما نگوییم بد و میل به ناحق نکنیم
ہم کسی کو برا نہیں کہتے ہیں اور ناحق کی طرف میلان نہیں رکھتے ہیں
جامۂ کس سیہ و دلق خود ازرق نکنیم
کسی کے جامہ کو سیاہ اور اپنی گدڑی کو نیلا نہیں بناتے ہیں

رقم مغلطہ بر دفتر دانش نکشیم
ہم عقلمندی کی کتاب پر غلطی کا نشان نہیں بناتے ہیں
سر حق با ورق شعبدہ ملحق نکنیم
حق کے راز کو شعبدہ بازی کے ورق سے نہیں جوڑتے ہیں

عیب درویش و توانگر بکم و بیش بد است
فقیر اور مالدار کو عیب کم و بیش لگانا برا ہے
کار بد مصلحت آنست کہ مطلق نکنیم
اچھا کام یہ ہے کہ ہم برائی بالکل نہ کریں

خوش برانیم جہاں در نظر راہرواں
رہرووں کی نگاہ میں ہم خوب اچھی طرح چلتے ہیں
فکر اسپ سیہ و زین مغرق نکنیم
ہم کالے گھوڑے اور جڑاؤ زین کی فکر نہیں کرتے ہیں

آسماں کشتی ارباب ہنر می شکند
آسمان ہنر مندوں کی کشتی توڑ دیتا ہے
تکیہ آں بہ کہ بریں بحر معلق نکنیم
یہی بہتر ہے کہ ہم اس معلق سمندر پر بھروسہ نہ کریں

شاہ اگر جرعۂ رنداں نہ بحرمت نوشد
شاہ اگر رندوں کے گھونٹ کو عزت سے نہ پیئے
التفاتش بمے صاف مروق نکنیم
ہم صاف اور چھنی ہوئی شراب کی طرف توجہ نہ کریں

گر بدے گفت حسودے و رفیقے رنجید
اگر کسی حاسد نے برا کہا اور کوئی دوست رنجیدہ ہو گیا
گو تو خوش باش کہ ما گوش باحمق نکنیم
تو کہہ دے کہ تو خوش رہ، ہم احمق کی طرف کان نہیں لگاتے ہیں

حافظ ار خصم خطا گفت نگیریم برو
اے حافظ اگر دشمن نے غلط کہا تو ہم اس کی گرفت نہیں کرتے ہیں
ور بحق گفت جدل با سخن حق نکنیم
اور اگر اس نے صحیح کہا ہے تو ہم صحیح بات پر جھگڑا نہیں کرتے ہیں

مرا عہدیست با جاناں کہ تا جاں در بدن دارم
میرا معشوق سے وعدہ ہے کہ جب تک بدن میں جان ہے
ہواداری کویش را چو جان خویشتن دارم
اس کے کوچہ کی محبت کو اپنی جان کی طرح عزیز رکھتا ہوں

صفائے خلوت خاطر ازاں شمع چگل جویم
دل کی خلوت کی صفائی اس چگل کی شمع سے ڈھونڈتا ہوں
فروغ چشم و نور دل ازاں ماہ ختن دارم
آنکھ کی روشنی اور دل کا نور اس ختن کے چاند سے رکھتا ہوں

بکام و آرزوئے دل چو دارم خلوتے حاصل
جب دل کے مقصد اور آرزو کے مطابق خلوت حاصل ہے
چہ فکر از خبث بدگویاں میان انجمن دارم
تو انجمن میں برائی کرنے والوں کی خباثت کی کب فکر کروں گا

شراب خوشگوارم ہست و یار مہرباں ساقی
مجھے خوشگوار شراب حاصل ہے اور مہربان دوست ساقی ہے
ندارد ہیچکس یارے چنیں یارے کہ من دارم
ایسا دوست کسی کو نہیں ہے جیسا دوست میں رکھتا ہوں

مرا در خانہ سروے ہست کاندر سایۂ قدش
میرے گھر میں ایسا سرو ہے جس کے قد کے سایہ میں
فراغ از سرو بستانی و شمشاد چمن دارم
مجھے باغ کے سرو اور چمن کے شمشاد سے بے نیازی ہے

سزد کز خاتم لعلش زنم لاف سلیمانی
اس لعل کی انگوٹھی سے اگر میں سلیمانی کا دعویٰ کروں تو مناسب ہے
چو اسم اعظمم باشد چہ باک از اہرمن دارم
جب مجھے اسم اعظم حاصل ہو تو مجھے شیطان کا کیا خوف ہے

خدا را اے رقیب امشب زمانے دیدہ برہم نہ
اے رقیب خدا کے لیے آج کی رات تھوڑی دیر کے لیے سو جا
کہ من با لعل خاموشش نہانی صد سخن دارم
کیونکہ مجھے اس کے خاموش ہونٹ سے بہت سی پوشیدہ باتیں کرنی ہیں

۱ سچ کو باطل کو غلط ملط کر کے اپنی عقلمندی پر ہم دھبہ نہیں لگاتے ہیں۔
۲ خواہ کوئی مالدار ہے یا فقیر کسی پر عیب لگانا درست نہیں ہے۔
۳ آسمان کو بحر معلق قرار دیا ہے اس لئے کہ آسمان بھی سمندر کی طرح نیلگوں ہے۔
۴ اگر شاہ شراب کی عزت نہ کرے گا تو ہم بھی اس سے بے نیازی برتیں گے۔
۵ دشمن اگر غلط بات کہتا ہے تو وہ خود غلط ہے اس کی گرفت ضروری نہیں اور اگر صحیح بات کہتا ہے تو صحیح بات پر جھگڑا مناسب نہیں ہے۔
۶ چگل ترکستان کا ایک مشہور شہر ہے جہاں کے حسین مشہور ہیں، ختن بھی وہیں کا ہے جہاں کے ہرن کا نافہ پیدا ہوتا ہے۔
۷ خلوت میں جب کہ دل کا مقصد پورا ہو رہا ہے تو اگر انجمن میں میری برائی کی جائے تو میں کیا پرواہ کروں۔
۸ جب محبوب گھر میں آ گیا ہو تو چمن کے سرو اور شمشاد کی ضرورت باقی نہیں رہتی ہے۔
۹ حضرت سلیمان کی انگشتری پر اسم اعظم کندہ تھا اسی وجہ سے وہ انسانوں کے علاوہ

http://www.muftbooks.blogspot.com/

گرم صد لشکر از خوباں بقصد دل کمیں سازند | بحمد اللہ والمنہ بتے لشکر شکن دارم
حسینوں کے سو لشکر اگر میرے دل کو لوٹنے کی گھات لگائیں | خدا کا احسان اور شکر ہے میں ایک لشکر شکن معشوق رکھتا ہوں

الا اے پیر فرزانہ مکن عیبم ز میخانہ | کہ من در ترک پیمانہ دلے پیماں شکن دارم
اے عقلمند پیر مجھے میخانہ کی وجہ سے عیب نہ لگا | اس لئے کہ پیمانہ چھوڑنے میں عہد شکن دل رکھتا ہوں

چو در گلزار اقبالش خرامانم بحمد اللہ | نہ میل لالہ و نسرین نہ برگ یاسمن دارم
چونکہ میں اس کے اقبال کے چمن میں ٹہلتا ہوں خدا کا شکر ہے | مجھے لالہ اور نسرین اور یاسمین کے پھول کی خواہش نہیں ہے

برندی شہرہ شد حافظ پس از چندیں ورع اما
اس تقویٰ و پرہیزگاری کے بعد حافظ رندی میں مشہور ہو گیا لیکن

چہ غم دارم چو در عالم امین الدین حسن دارم
مجھے کیا غم ہے جب مجھے دنیا میں امین الدین حسن حاصل ہے

مرحبا طائر فرخ رخ و فرخندہ پیام | خیر مقدم چہ خبر یار کجا راہ کدام
اے مبارک قدم والے مبارک پیام پرندے خوش آمدید | تیرا آنا مبارک ہو کیا خبر ہے یار کہاں ہے کونسا راستہ ہے

یارب ایں قافلہ را لطف ازل بدرقہ باد | کہ ازو خصم بدام آید و معشوق بکام
اے خدا! اس قافلے کی ازلی مہربانی نگہبان ہو | کہ جس سے دشمن جال میں پھنسے اور دوست سے مطلب حاصل ہو

ماجرائے من و معشوق مرا پایاں نیست | ہرچہ آغاز ندارد نپذیرد انجام
میرا اور میرے معشوق کے قصہ کی انتہا نہیں ہے | جس چیز کی ابتداء نہیں ہے اس کی انتہا نہیں ہوتی ہے

چشم خونبار مرا خواب نہ در خور باشد | مَنْ لَهُ الْقَتْلُ دَوَاءٌ عَجَبًا كَيْفَ يَنَامُ
میری خون برسانے والی آنکھ کے لئے نیند مناسب نہیں ہے | قتل ہو جانا جس کی دوا ہو، تعجب ہے وہ کیسے سوئے

تو ترحم نکنی بر من بیدل دانم | ذَلِكَ دَعْوَايَ وَهَا أَنْتَ وَتِلْكَ الْأَيَّامُ
مجھے معلوم ہے تو میرے دل پر رحم نہ کرے گا | یہ میرا دعویٰ ہے، اور تو ہے، اور یہ زمانہ ہے

گل ز حد برد تنعم ز کرم رخ بنمائے | سرو می نازد و خوش نیست خدا را بخرام
پھول نے حد سے زیادہ خوشی لی کرم کرکے چہرہ دکھا | سرو ناز کرتا ہے، اور اچھی بات نہیں ہے خدا کیلئے ٹہل

مرغ روحم کہ ہمیں زد ز سر سدرہ صفیر | عاقبت دانۂ خال تو فگندش بدام
میری روح کا پرندہ جو سدرہ پر سے چہچہا رہا تھا | انجام کار تیرے تل کے دانے نے اس کو جال میں پھنسا دیا

زلف دلدار چو زنار ہمی فرماید | برو اے شیخ کہ شد بر تن ما خرقہ حرام
محبوب کی زلف زنار کی طرح حکم دیتی ہے | تو اے شیخ چلا جا، اس لئے کہ ہمارے بدن پر گدڑی حرام ہو گئی ہے

حافظ ار میل بابروئے تو دارد شاید
حافظ اگر تیری ابرو کی خواہش کرتا ہے تو مناسب ہے

جائے در گوشۂ محراب کنند اہل کلام
اہل علم محراب کے گوشہ میں جگہ بنا لیتے ہیں

مرو کہ در غم ہجر تو از جہاں برویم | بیا کہ پیش تو از خویش ہر زماں بجریم
تو نہ جا، اس لئے کہ تیرے ہجر کے غم میں دنیا سے چلے جائیں گے | تو آ جا، تاکہ تیرے سامنے ہر وقت ہم ...

http://www.muftbooks.blogspot.com/

سخن بگوی کہ پیشِ لبِ تو جاں بدہیم
بات کر تاکہ تیرے ہونٹوں کے سامنے ہم جان دیدیں

رہا مکن کہ دریں حسرت از جہاں برویم
آزاد نہ کر کہ اسی حسرت میں ہم دنیا سے چلے جائیں

رَوا مدار کہ جاں برلب ست و ما زجہاں
اس کو مناسب نہ سمجھ، کہ جان ہونٹوں پر ہے اور ہم دنیا سے

نمیدہ کامِ دل از آں لبِ دہاں برویم
اس ہونٹ اور منہ سے دل کا مقصود پائے بغیر چلے جائیں

خوش آں زماں کہ بہ بینیم بر دہاں لبِ تو
وہ وقت کیا خوب ہوگا کہ ہم منہ پر تیرے ہونٹ دیکھیں

تو خود بگوی کہ ما از برت چساں برویم
تو خود بتا دے کہ ہم تیرے پاس سے کس طرح چلے جائیں

گدائے کوئے شمائیم و ما تہی داریم
ہم تیرے کوچہ کے فقیر ہیں، اور ہم خالی ہاتھ ہیں

روا مدار کہ محروم از آستاں برویم
اس کو جائز نہ سمجھ کہ ہم چوکھٹ سے محروم چلے جائیں

نشانِ وصل بہ ما دہ بہر طریق کہ ہست
ہمیں وصل کی نشان دیدے جس راستہ سے بھی ہو

کہ بارے از پئے وصلِ تو بر نشاں برویم
تاکہ اب تیرے وصل کے لئے ہم نشان سے پہنچ جائیں

مگو کہ حافظ ازیں در برو برائے خدا
خدا کے لئے یہ نہ کہہ کہ حافظ اس دروازے سے چلا جا

کہ ہر چہ رائے تو باشد جز ایں بر آں برویم
اس لئے کہ اس کے علاوہ جو کچھ تیری رائے ہو ہم اس پر چلیں گے

مزن بر دل ز نوکِ غمزہ تیرم
ادا کی نوک سے میرے دل پر تیر نہ مار

کہ پیشِ چشمِ بیمارت بمیرم
کیونکہ میں تیری بیمار آنکھ کے سامنے مر جاؤں گا

نصابِ حسن در حدِ کمال ست
حسن کا نصاب مکمل ہے

زکاتم دہ کہ مسکین و فقیرم
مجھے زکوٰۃ دیدے اس لئے کہ میں مسکین اور فقیر ہوں

قدح پُر کن کہ من از دولتِ عشق
پیالہ بھر دے اس لئے کہ میں عشق کی دولت کی وجہ سے

جواں بختِ جہانم گرچہ پیرم
دنیا کا جواں بخت ہوں، اگرچہ بڈھا ہوں

چناں پُر شد فضائے سینہ از دوست
دوست سے سینے کی فضا اس قدر پُر ہو گئی ہے

کہ فکرِ خویش گم شد از ضمیرم
کہ میرے دل سے اپنی فکر گم ہو گئی ہے

مبادا جز حسابِ مطرب و مے
خدا کرے مطرب اور شراب کے حساب کے سوا کچھ دبیر

اگر حرفے کشد کلکِ دبیرم
اگر میرے منشی کا قلم کوئی حرف لکھے

دراں غوغا کہ کس کس را نپرسد
اس شور و غل میں کہ کوئی کسی کو نہ پوچھے گا

من از پیرِ مغاں منت پذیرم
میں اپنے پیرِ مغاں کا شکر گزار ہوں گا

چو طفلاں زاہدا تا کے فریبی
اے زاہد! بچوں کی طرح کب تک مجھے بہلائے گا

بسیبِ بوستان و شہد و شیرم
باغ کے سیب، اور شہد، اور دودھ سے

من آں مرغم کہ ہر شام و سحرگاہ
میں وہ پرندہ ہوں، کہ ہر شام اور صبح کو

ز بامِ عرش می آید صفیرم
عرش کے بالا خانہ سے میری آواز آتی ہے

قرارے کردہ ام با مے فروشاں
میں نے شراب فروشوں سے عہد کیا ہے

کہ روزِ غم بجز ساغر نگیرم
کہ غم کے دن، ساغر کے سوا کچھ نہ تھاموں گا

لے ہم جہاں سے جلب میں ایساد چوکہ حسرت دل ہی میں لے جائیں۔
سے خود حسن غیر کو محروم کرنا مناسب نہیں ہوتا ہے۔
سے دروازے سے چلے جانا حکم تو ہے لیکن ناممکن العمل ہے اس کے علاوہ جو تیرا حکم ہو ہم بجا لائیں گے۔
سے نصاب، مال کی وہ مقدار کہلاتی ہے جس پر زکوٰۃ فرض ہو جاتی ہے۔
سے سینہ میں طلب اس قدر گنجائش نہیں کہ خود ہمیں اپنا بھی خیال آسکے۔
سے اگر صاحب کتاب لکھنے والے میرے اعمال نامہ میں کچھ لکھیں تو خدا کرے شراب اور قوال کے علاوہ کچھ نہ لکھ پائیں۔
سے جب قیامت میں پریشانی ہوگی کوئی کسی کا پرسان حال نہ ہوگا پیر مغاں مجھ پر کرم کرے گا۔
سے عرش سے مراد عالم بالا ہے۔ شراب کا پیالہ ہی خاص ٹھکانہ ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

خوشا آں دم کز استغنائے مستی | فراغت بخشد از شاہ و وزیرم
وہ وقت کیا خوب ہوگا کہ جب مستی کی بے نیازی | مجھے بادشاہ اور وزیر سے بے نیاز بنا دے گی

فراواں گنج غم در سینہ دارم | اگرچہ مدعی بیند فقیرم
سینے میں غم کا بہت بڑا خزانہ رکھتا ہوں | اگرچہ رقیب مجھے فقیر سمجھتا ہے

من آندم بر گرفتم دل ز حافظ
میں نے اسی وقت سے حافظ سے دل ہٹا لیا

کہ ساقی گشت یارِ ناگزیرم
جب سے ساقی میرا ضروری دوست بن گیا ہے

مژدۂ وصلِ تو کو کز سرِ جاں برخیزم | طائرِ قدسم و از دامِ جہاں برخیزم
تیرے وصل کی خوشخبری کہاں ہے تاکہ جان سے ہاتھ دھو لوں | میں عالمِ قدس کا پرندہ ہوں، اور دنیا کے جال سے نکل جاؤں

یارب از ابرِ ہدایت برساں بارانے | پیشتر زانکہ چو گردے ز میاں برخیزم
اے خدا ہدایت کے ابر سے بارش برسا دے | اس سے پہلے کہ میں گرد کی طرح درمیان سے اٹھوں

بولائے تو کہ گر بندۂ خویشم خوانی | از سرِ خواجگیِ کون و مکاں برخیزم
تیری محبت کی قسم، اگر تو مجھے اپنا غلام کہہ دے | کون و مکاں کی بادشاہی سے میں دست بردار ہو جاؤں

بر سرِ تربتِ من بے مے و مطرب منشیں | تا ببویت ز لحد رقص کناں برخیزم
میری قبر پر شراب اور مطرب کے بغیر نہ بیٹھ | تاکہ تیری خوشبو کی وجہ سے لحد سے رقص کرتا ہوا اٹھ کھڑا ہوں

گرچہ پیرم تو شبے تنگ در آغوشم گیر | تا سحرگہ ز کنارِ تو جواں برخیزم
اگرچہ میں بوڑھا ہوں، تو ایک رات کو مجھے خوب بغل میں دبا لے | تاکہ صبح کو تیری بغل سے جوان اٹھوں

تو مپندار کہ از خاکِ سرِ کوئے تو من | بجفائے فلک و جورِ زماں برخیزم
تو یہ نہ سمجھ کہ تیرے کوچہ کی خاک سے میں | آسمان کے ظلم سے، اور زمانہ کی زیادتی سے اٹھ کھڑا ہوں گا

برنخیزم ز سرِ کوئے تو تا جاں دارم | ور رسد کار بجاں از سرِ جاں برخیزم
جب تک جان ہے، تیرے کوچے سے نہ اٹھوں گا | اگر معاملہ جان تک بھی پہنچ جائے تو جان سے ہاتھ دھو لوں گا

سرو بالا بنما اے بتِ شیریں حرکات
اے شیریں ادا والے محبوب! ذرا اپنا بلند سرو دکھا

کہ چو حافظ ز سرِ جان و جہاں برخیزم
تاکہ حافظ کی طرح، جان اور دنیا سے ہاتھ دھو لوں

من ترکِ عشقبازی و ساغر نمیکنم | صد بار توبہ کردم و دیگر نمیکنم
میں عشقبازی، اور ساغر نہیں چھوڑتا ہوں | سو بار توبہ کر چکا ہوں، اور اب نہیں کروں گا

باغِ بہشت و سایۂ طوبیٰ و قصرِ حور | با خاکِ کوئے دوست برابر نمیکنم
بہشت کا باغ، اور طوبیٰ کا سایہ، اور محل اور حور | دوست کے کوچہ کی خاک کے برابر نہیں سمجھتا ہوں

تلقین و درسِ اہلِ نظر یک اشارت است | کردم اشارتے و مکرر نمیکنم
اہلِ نظر کے درس کی تعلیم ایک اشارہ سے ہے | میں نے ایک اشارہ کر دیا ہے اور مکرر نہیں کروں گا

عشق کی مستی جب غالب ہوتی ہے تو بے نیاز کر دیتی ہے۔ محبوب کا غم بے پایاں لازوال ہے۔ سینے میں غم کا خزانہ ہے۔ لوگ مجھے فقیر سمجھتے ہیں۔ یعنی اگر تیرے وصل کا مژدہ مل جائے تو اپنی جان قربان کر دوں اس دنیا سے عالمِ قدس کو جو میرا اصلی مقام ہے چلا جاؤں۔ اگر تو مجھے اپنا غلام کہہ دے تو کون و مکاں کی بادشاہی میرے لیے ہیچ ہو جائے۔ تیرا وصل بڑھاپے کو جوان کر دے۔ محبوب کا کوچہ میرے لیے دنیا سے بہتر ہے۔ سو بار توبہ کر کے توڑ چکا ہوں اب توبہ نہیں کروں گا۔ اہلِ نظر ایک اشارے سے عمل کرتے ہیں اس لیے دوسرا اشارہ نہیں کروں گا۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

هرگز نمی شود ز سر خود خبر مرا
مجھے اپنے سر کی بھی خبر نہیں ہوتی ہے
تا در میان میکده سر بر نمی کنم
جب تک شراب خانہ میں سر نہیں اٹھاتا ہوں

شیخم بطنز گفت حرام ست مے مخور
شیخ نے مجھ سے طنزاً کہا شراب حرام ہے مت پی
گفتم بچشم گوش بہر خر نمی کنم
میں نے کہا بہت اچھا، ہر گدھے کی بات نہیں سنتا ہوں

پیر مغاں حکایت معقول میکند
پیر مغاں، مجھ سے معقول باتیں کرتا ہے
معذورم ار محال تو باور نمی کنم
اگر میں تیری ناممکن بات کا یقین نہیں کرتا ہوں تو معذور ہوں

اینم تقوی ام بس ست کہ چوں زاہدان شہر
میرے لیے اس قدر تقویٰ کافی ہے کہ شہر کے زاہدوں کی طرح
ناز و کرشمہ بر سر منبر نمی کنم
منبر پر بیٹھ کر ناز و ادا نہیں دکھاتا ہوں

زاہد بطعنہ گفت برو ترک عشق کن
زاہد نے طعنہ سے کہا جا عشق کو چھوڑ
محتاج جنگ نیست برادر نمی کنم
بھائی لڑائی کی کوئی ضرورت نہیں، میں نہیں کرتا ہوں

حافظ جناب پیر مغاں مامن وفاست
اے حافظ پیر مغاں کا دروازہ وفا کا امن ہے
من ترک خاک بوسی ایں در نمی کنم
میں اس در کی خاک بوسی کو نہیں چھوڑتا ہوں

من دوستدار روے خوش و موے دلکشم
میں حسین چہرے اور دلکش بالوں کا عاشق ہوں
مدہوش چشم مست و مے صاف بیغشم
مست آنکھ اور صاف اور خالص شراب سے مدہوش ہوں

در عاشقی گزیر نباشد ز سوز و ساز
عاشقی میں سوز و ساز کے سوا کچھ نہیں
استادہ ام چو شمع مترساں ز آتشم
میں شمع کی طرح کھڑا ہوں، مجھے آگ سے نہ ڈرا

من آدم بہشتیم اما دریں سفر
میں تو جنتی آدمی ہوں مگر اس سفر میں
حالی اسیر عشق جوانان مہوشم
فی الحال چاند جیسے نوجوانوں کی محبت کا قیدی ہوں

بخت ار مدد کند کہ کشم رخت سوے دوست
نصیب اگر مدد کرے کہ میں دوست کے پاس چلا جاؤں
گیسوے حور گرد فشاند ز مفرشم
تو حوروں کے گیسو میرے فرش کی خاک کو جھاڑیں گے

شیراز معدن لب لعل ست و کان حسن
شیراز لعل جیسے ہونٹوں کی معدن اور حسن کی کان ہے
من جوہری مفلس از آں رو مشوشم
میں مفلس جوہری ہوں اس وجہ سے پریشان ہوں

از بسکہ چشم مست دریں شہر دیدہ ام
میں نے اس شہر میں بہت سی مست آنکھیں دیکھی ہیں
حقا کہ مے نمیخورم اکنوں و سرخوشم
یقیناً میں اب شراب نہیں پیتا ہوں اور مست ہوں

شہریست پر کرشمہ و خوباں ز شش جہت
ناز و ادا سے بھرا ایک شہر ہے اور ہر طرف حسین ہیں
چیزیم نیست ورنہ خریدار ہر ششم
میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے ورنہ میں چھوں کا خریدار ہوتا

گفتی ز سر عہد ازل نکتہ بگوی
تو نے کہا کہ ازلی عہد کے راز کا نکتہ بتا
آنگہ بگویمت کہ دو پیمانہ درکشم
تب بتاؤں گا جب دو پیمانے چڑھا لوں گا

حسن عروس طبع مرا جلوہ آرزوست
میری طبیعت کی دلہن کے حسن کو جلوہ کی آرزو ہے
آئینہ ندارم ازاں آہ می کشم
میرے پاس کوئی آئینہ نہیں ہے اس وجہ سے میں آہیں بھرتا ہوں

[illegible] چونکہ میرے کلام کے قدر دان نہیں ہیں اس لیے آہیں بھرتا ہوں

http://www.muftbooks.blogspot.com/

حافظ ز تاب فکرت بیحاصلے بسوخت
حافظ بے نتیجہ فکر کی سوزش سے جل گیا
ساقی کجاست تا زند آبے بر آتشم
ساقی کہاں ہے تاکہ میری آگ پر کچھ پانی ڈالے

من کہ باشم کہ بر آں خاطر عاطر گذرم
میں کون ہوں جو اس معطر قلب میں گزروں
لطفہا میکنی اے خاک درت تاج سرم
تو مہربانیاں کرتا ہے، اے وہ کہ تیرے در کی خاک میرے سر کا تاج ہے

دلبرا بندہ نوازیت کہ آموخت بگو
اے دلبر بتا کہ تجھے بندہ نوازی کس نے سکھائی ہے
کہ من ایں ظن برقیبان تو ہرگز نبرم
کیونکہ میں تیرے رقیبوں کے بارے میں یہ گمان ہرگز نہیں رکھتا

ہمتم بدرقۂ راہ کن اے طائر قدس
اے عالم قدس کے پرندے! ہمت کو تو میرا رہبر بنا دے
کہ درازست رہ مقصد و من نوسفرم
کیونکہ منزل مقصود کا راستہ دراز ہے اور میں نیا مسافر ہوں

اے نسیم سحری بندگی ما برساں
اے صبح کی نسیم ہماری درخواست پہنچا دے
کہ فراموش مکن وقت دعائے سحرم
کہ صبح کی دعا کے وقت مجھے فراموش مت کر

خرم آں روز کزیں مرحلہ بربندم رخت
وہ دن بڑا مبارک ہوگا جب میں اس منزل سے سامان باندھوں گا
و ز سر کوئے تو پرسند رفیقاں خبرم
تیرے کوچے میں ساتھی میری خبر پوچھیں گے

پایۂ نظم بلندست و جہانگیر بگو
نظم کا مرتبہ بلند اور جہانگیر ہے، کہہ دو
تا کند پادشہ بحر دہاں پر گہرم
تاکہ سمندر کا بادشاہ میرا منہ موتیوں سے بھر دے

راہ خلوتگہ خاصم بنما تا پس ازیں
مجھے خاص خلوت گاہ کی راہ دکھا تاکہ اس کے بعد
مے خورم با تو و دیگر غم دنیا نخورم
تیرے ساتھ شراب پیوں اور پھر دنیا کا غم نہ کھاؤں

حافظا شاید اگر در طلب گوہر وصل
اے حافظ مناسب ہے اگر وصل کے موتی کی تلاش میں
دیدہ دریا کنم از اشک و در و غوطہ خورم
آنسوؤں سے آنکھ کو دریا بنا دوں اور اس میں غوطہ لگاؤں

من نہ آں رندم کہ ترک شاہد و ساغر کنم
میں وہ رند نہیں ہوں جو معشوق اور ساغر کو چھوڑ دوں
محتسب داند کہ من ایں کارہا کمتر کنم
محتسب جانتا ہے کہ میں یہ کام بہت کم کرتا ہوں

چوں صبا مجموعۂ گل را بآب لطف شست
چونکہ صبا نے پھول کے مجموعہ کو لطف کے پانی سے دھو دیا ہے
کج دلم خواں گر نظر بر صفحۂ دفتر کنم
مجھے کج دل کہنا اگر میں کتاب کے صفحے پر نظر ڈالوں

لالہ ساغر گیر و نرگس مست و بر ما نام فسق
لالہ ساغر پکڑنے والا اور نرگس مست ہے اور ہمارا نام فاسق
داوری دارم بسے یا رب کرا داور کنم
اے خدا میں بہت سی شکایتیں رکھتا ہوں کس کو منصف بناؤں

عشق دردانہ است و من غواص و دریا میکدہ
عشق موتی ہے اور میں غوطہ خور اور شراب خانہ دریا ہے
سر فرو بردم درآنجا تا کجا سر بر کنم
اس جگہ میں نے غوطہ لگایا ہے دیکھئے کہاں سر اٹھاؤں

گرچہ گرد آلود فقرم شرم باد از ہمتم
اگرچہ میں فقر سے گرد آلود ہوں مجھے اپنی ہمت سے شرم آنی چاہیے
گر بآب چشمۂ خورشید دامن تر کنم
اگر خورشید کے چشمے کے پانی سے دامن تر کروں

سے یہ حجرا اس قابل نہیں ہوں کہ اس کو یہ خیال آئے۔
سے یہ نا مسافر ہوتا تو راہبر کے بغیر بھی راستہ طے کر پاتا۔
سے چونکہ میں تیری گلی سے رخصت ہو جاؤں گا یہ ساتھی مجھے تیری گلی میں ڈھونڈتے پھریں گے
سے جو نظم میں نے کہی ہے وہ دنیا میں مشہور ہو جائے گی ایسی حالت میں بادشاہ کو چاہیے کہ موتیوں سے میرا منہ بھر دے۔
سے محتسب کو اچھی طرح معلوم ہے کہ میں مسلسل شاہد بازی اور شراب نوشی کرتا تھا۔
سے شاید کتب بینی کا وقت نہیں ہے بلکہ سیر کا وقت ہے۔
سے یعنی بادہ نوشی کے اثر میں دوسروں سے فیض اٹھانے کا خیال کروں تو مجھے شرم آنی چاہیے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

من که دارم در گدائی گنج سلطانی بدست
کے طمع در گردش گردون دون پرور کنم

عاشقان را گر در آتش می پسندد لطف دوست
تنگ چشمم گر نظر بر چشمۂ کوثر کنم

عہد و پیمان فلک را نیست چندان اعتبار
آسمان کے عہد و پیمان کا کچھ اعتبار نہیں ہے
عہد با پیمانہ بندم شرط با ساغر کنم

بازکش یکدم عنان اے ترک شہر آشوب من
تا ز اشک و چہرہ راہت پر زر و گوہر کنم

با وجود بینوائی روسیاہم چو ماہ
گر قبول فیض خورشید بلند اختر کنم

من کہ امروزم بہشت نقد حاصل میشود
مجھ جبکہ آج نقد بہشت حاصل ہوتی ہے
وعدۂ فردائے زاہد را چرا باور کنم

شیوۂ رندی نہ لائق بود وضعم را ولے
چون در افتادم چرا اندیشۂ دیگر کنم

دوش لعلت عشوہا میداد عاشق را ولے
من نہ آنم کز وے این افسانہا باور کنم

گوشۂ محراب ابروئے تو میخواہم ز بخت
تا در آنجا ہمچو مجنون درس عشق از بر کنم

وقت گل گوئی کہ زاہد شو بچشم و جان دل
میروم تا مشورت با شاہد و ساغر کنم

من کہ عیب توبہ کاران کردہ باشم بارہا
توبہ از مے وقت گل دیوانہ باشم گر کنم

زہد وقت گل چہ سودائے ست حافظ گوش دار
تا عروسے خواہم و اندیشۂ دیگر کنم

مرا می بینی و در دم زیادت میکنی دردم
ترا می بینم و شوقم زیادت میشود ہر دم

بسامانم نمی پرسی نمیدانم چہ سر داری
بدرمانم نمی کوشی نمیدانی مگر دردم

نہ راہست اینکہ بگذاری مرا یاران بگریزی
گذارے آر و بازم پرس تا خاک رہت گردم

http://www.muftbooks.blogspot.com/

ندارم دستت از دامن بجز در خاک و آن دم هم
چو بر خاکم گذر آری بگیرد دامنت گردم

فرو رفت از غم عشقت دمم دم میدہی تا کے
دمار از من برآوردی نمیگوئی برآوردم

شبے دل را بتاریکی ز زلفت باز می‌جستم
رخت میدیدم و جامے ز لعلت باز میخوردم

کشیدم در برت ناگاه و شد در تاب گیسویت
نہادم بر لبت لب را و جان و دل فدا کردم

بعزم سبزهٔ صحرا چو میگردی روان بے ما
سرشک سرخ میگیرد روان از چهرهٔ زردم

تو خوش میباش با حافظ برو گو خصم جان میده
چو گرمی از تو می‌بینم چه باک از خصم دم سردم

نماز شام غریبان چو گریه آغازم
بمویه‌ہائے غریبانه قصه پردازم

بیاد یار و دیار آنچنان بگریم زار
که از جهان ره و رسم سفر براندازم

من از دیار حبیبم نه از بلاد رقیب
مهیمنا برفیقان خود رسان بازم

خدائے را مددے اے دلیل راه کرم
بکوئے میکده دیگر علم برافرازم

خرد ز پیری من کے حساب برگیرد
که باز با صنمے طفل عشق می‌بازم

بجز صبا و شمالم نمی‌شناسد کس
عزیز من که بجز باد نیست همرازم

ہوائے منزل یار آب زندگانی ماست
صبا بیار نسیمے ز خاک شیرازم

سرشکم آمد و عیبم بگفت روئے بروی
شکایت از که کنم خانگی ست غمازم

ز چنگ زهره شنیدم که صبحدم میگفت
مرید حافظ خوش لہجه و خوش آوازم

۔ زندگی میں تیرے دامن سے وابستہ رہوں گا موت کے بعد میری خاک تیرے دامن سے لگی رہے گی۔
۔ جب محبوب بد اخلاقی سے گزرتا ہے تو عاشق کی کیا پرواہ ہے۔
۔ دنیا کی زندگی مسافرانہ ہے اس زندگی کے مصائب کو خاطر میں نہ لاؤ دوستوں کو بیان کرکے وطن کی یاد میں دیار کو یاد کرو اگر لوگ ستم پائیں تو سفر کرنا چھوڑ دیں۔
۔ میں غریب الوطن ہوں اللہ کے ہاتھوں میں سے کوئی ہے۔
۔ تاکہ میں وطن میں لوٹ کر پھر شراب خانہ میں جھنڈا بلند کروں۔
۔ جبکہ میرا معشوق کمسن ہے تو عقل میرے بڑھاپے کو کس گنتی میں لائے گی۔
۔ آنسو میرے اپنے ہی تھے جنہوں نے میری چغلخوری کی اب شکایت کس سے کروں۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

ہر چند پیر و خستہ دل و ناتواں شدم
ہر چند میں بوڑھا اور خستہ دل اور کمزور ہو گیا ہوں
ہر گہ کہ یاد روئے تو کردم جواں شدم
جس وقت تیرے چہرے کو یاد کیا جوان ہو گیا

شکر خدا کہ ہر چہ طلب کردم از خدا
خدا کا شکر ہے کہ خدا سے میں نے جو بھی طلب کیا
بر منتہائے مطلب خود کامراں شدم
اپنے مطلب کے آخر پر میں کامیاب ہو گیا

در شاہراہ دولت سرمد بتخت بخت
ہمیشگی کی دولت کے راستے میں نصیب کے تخت پر
با جام مے بکام دل دوستاں شدم
شراب کے جام کے ساتھ دوستوں کے دل کی خواہش کے مطابق ہو گیا

از آں زماں کہ فتنۂ چشمت بما رسید
جب سے تیری آنکھوں کا فتنہ ہمارے پاس آیا ہے
ایمن ز شر فتنۂ آخر زماں شدم
آخری زمانہ کے فتنے کے شر سے میں مطمئن ہو گیا

اے گلبن جواں بر دولت بخور کہ من
اے پھولوں کی جوان شاخ! دولت کا پھل کھا کہ میں
در سایۂ تو بلبل باغ جہاں شدم
تیرے سایہ میں باغ جہان کا بلبل ہو گیا ہوں

اول ز حرف لوح وجودم خبر نبود
پہلے تو مجھ کو وجود کی تختی کے ایک حرف کا بھی پتہ نہ تھا
در مکتب غم تو چنیں نکتہ داں شدم
تیرے غم کے مکتب میں میں ایسا نکتہ داں ہو گیا ہوں

قسمت حوالتم بخرابات می کند
قسمت مجھے خرابات کے حوالے کرتی ہے
ہر چند کایں چنیں شدم و آنچناں شدم
ہر چند کہ میں اس طرح ہوا اور اس طرح ہوا

من پیر سال و ماہ نیم یار بیوفاست
میں سال اور مہینے کے لحاظ سے بوڑھا نہیں ہوں دوست بے وفا ہے
بر من چو عمر میگذرد پیر از آں شدم
مجھ پر عمر کی طرح گزر جاتا ہے اسلئے بوڑھا ہو گیا ہوں

آں روز بر دلم در معنی کشادہ شد
میرے دل پر معانی کا دروازہ اس دن کھلا
کز ساکنان درگہ پیر مغاں شدم
جبکہ میں پیر مغاں کی درگاہ کے ساکنوں میں ہو گیا

دوشم نوید داد و بشارت کہ حافظا
کل اس نے مجھے خوشخبری اور بشارت دی کہ اے حافظ
باز آ کہ من بعفو گناہت ضماں شدم
واپس آ کہ میں تیرے گناہوں کی معافی کا ضامن ہو گیا ہوں

ردیف نون

اے شام بکوئے ما گذر کن
اے شام! ہمارے کوچہ سے گزر
وے صبح بحال ما نظر کن
اور اے صبح! ہمارے حال کو دیکھ

از ظلمت شب تنم بفرسود
رات کی تاریکی سے میرا بدن فرسودہ ہو گیا
یارب شب ظلمتم سحر کن
اے خدا! میری اندھیری رات کو صبح کر دے

اے باد سحر بگوی با یار
اے باد سحر! دوست سے کہہ دے
خود را تو بہ تیغ او سپر کن
اپنے آپ کو اس کی تلوار کے لئے ڈھال بنا دے

گر کشتہ شوم بداغ ہجراں
اگر میں ہجر کے داغ سے مارا جاؤں
بر کشتۂ خویشتن نظر کن
اپنے شہید پر نظر کر

ـے عمر کے اعتبار سے بوڑھا ہوں اور خستہ دل بھی ہوں لیکن محبوب کی یاد مجھے جوان بنا دیتی ہے۔
ـے جب تک محبوب کی آنکھوں کا فتنہ ان تمام فتنوں سے بڑھا ہوا ہے جو قیامت کے قریب برپا ہوں گے لہذا آنکھوں کے فتنے میں مبتلا ہو جانے کے بعد اس کا فطری نتیجہ ہے
ـے عشق سے مرتبہ دانائی کا نکتہ دان بنا اور مراتب جانی تھے۔
ـے یعنی کتنا ہی خراب اور بدحال تھا لیکن تقدیر غالب آگئی ہے
ـے یعنی سالوں اور مہینوں کے حساب سے میں بوڑھا نہیں ہوں بلکہ بے وفا نے بوڑھا بنا دیا ہے۔
ـے حقائق اور معارف شراب خانہ میں پہنچ کر کھلے۔
ـے پیر مغاں نے بچایا اور کہہ کر واپس لوٹنا گناہوں کی مغفرت کا میں ضامن ہوں۔
ـے شام اسکا ہمارے حالت پہ رحم کر۔
ـے ظلمت کی تاریکی نے جسم گھلا دیا۔ اے خدا اس رات کو صبح کر دے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

از زلفِ کمانکشش بپرہیز / وز ناوکِ غمزہ‌اش حذر کن
اس کی کمان کھینچنے والی زلف سے بچ / اور اس کی ادا کے تیر سے ڈر

اے دل اگرت ہوائے وصل است / برخیز روان و ترکِ سر کن
اے دل اگر تجھے وصل کی خواہش ہے / جلد اٹھ اور سر سے ہاتھ دھولے

چوں یار سرِ وفا ندارد / برخیز و ز شہرِ خود سفر کن
چونکہ یار کو وفا کا پاس نہیں ہے / اٹھ اور اپنے شہر سے چل دے

حافظ چو نمی رسی بمقصود
اے حافظ جبکہ تو مقصود تک نہیں پہنچتا ہے
دم درکش و قصہ مختصر کن
چپ رہ اور قصہ کو مختصر کر

اے نورِ چشمِ من سخنے ہست گوش کن / تا ساغرت پُر است بنوشان و نوش کن
اے میری آنکھوں کے نور ایک بات ہے سن / جب تک تیرا ساغر بھرا ہے، پلا اور پی

پیرانِ سخن بتجربہ گفتند گفتمت / ہاں اے پسر کہ پیر شوی پند گوش کن
بڈھوں نے تجربہ کی بات کہی ہے، میں نے تجھ سے کہدیا / ہاں اے بیٹا تاکہ تو بوڑھا ہو جائے، نصیحت سن

برہوشمند سلسلہ ننہادہ است عشق / خواہی کہ زلفِ یار کشی ترکِ ہوش کن
عشق نے عقلمند سے سلسلہ نہیں رکھا ہے / تو چاہتا ہے کہ محبوب کی زلف کھینچے تو ہوش چھوڑ دے

تسبیح و خرقہ لذتِ مستی نبخشدت / ہمت دریں عمل طلب از میفروش کن
تسبیح، اور گدڑی تجھے مستی کی لذت نہ بخشے گی / اس کام میں مے فروش سے باطنی توجہ چاہ

با دوستاں مضائقہ در عمر و مال نیست / صد جاں فدائے یار نصیحت نیوش کن
دوستوں کے ساتھ جان و مال سے دریغ نہیں ہے / نصیحت سننے والے سو جانیں قربان کردے

در راہِ عشق وسوسۂ اہرمن بسے ست / ہشدار و گوشِ دل بہ پیامِ سروش کن
عشق کے راستے میں شیطان کا بہت کچھ اندیشہ ہے / ہوشیار ہو جا، اور غیبی پیغام پر دل کا کان لگا

برگ و نوا تبہ شد و سازِ طرب نماند / اے چنگ نالہ برکش و اے دف خروش کن
سامانِ عاشقاں تباہ ہو گیا، اور مستی کا ساز نہیں رہا / اے چنگ نالہ کر، اور اے دف شور کر

ساقی کہ جامت از مے صافی تہی مباد / چشمِ عنایتے بمنِ دُرد نوش کن
اے ساقی تیرا جام خالص شراب سے خالی نہ ہو / مجھ تلچھٹ پینے والے کی طرف نظرِ عنایت کر

سرمست در قبائے زرافشاں چو بگذری
زرافشاں قبا میں مست ہو کر جب گزرے
یک بوسہ نذرِ حافظِ پشمینہ پوش کن
کمبل پوش حافظ کو ایک بوسہ نذر کردے

افسرِ سلطانِ گل پیدا شد از طرفِ چمن / مقدمش یارب مبارک باد بر سرو و سمن
چمن کی طرف سے پھولوں کے بادشاہ کا تاج ظاہر ہوا / اے خدا اس کا آنا سرو اور سمن کو مبارک ہو

۱۔ زلف کو تیر انداز اور ادا کو تیر قرار دیا ہے
۲۔ جبکہ وصل کی توقع نہیں ہے تو قصہ گوئی سے کیا فائدہ ہے۔
۳۔ یہی بات کہی ہے کہ جب تک بھی ساغر میں شراب ہے خود بھی پی اور دوسروں کو بھی پلا۔
۴۔ عشق عقل کے ساتھ جمع نہیں ہوتا اگر عشق کرنا ہے تو ہوش کو خیرباد کرو۔
۵۔ جو عشق و دوستی ہیں ان پہ جان و مال قربان کر دینا چاہیئے۔
۶۔ عشق کے سالک کو غیبی آواز پہچان رکھنا چاہیئے ورنہ شیطان وساوس ڈال کے انسان گمراہ ہو جائیگا۔
۷۔ مگر بار بار چنگ اور دف کو اپنی نوا نالہ اور خروش کرنا چاہیئے۔
۸۔ یعنی موسم بہار آگیا ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

خوش بجائے خویشتن بود ایں نشستِ خسروی
بادشاہ کا اپنی جگہ پر بیٹھنا، اچھا ہوتا

تا نشیند ہر کسے اکنوں بجائے خویشتن
تاکہ ہر شخص اب اپنی جگہ بیٹھ جائے

تا ابد معمور باد ایں خانہ کز خاکِ درش
خدا کرے یہ گھر ہمیشہ آباد رہے، اس کے دروازے کی خاک سے

ہر نفس با بوئے رحماں می وزد بادِ یمن
یمن کی ہوا ہر سانس میں رحمان کی خوشبو لیکر چلتی ہے

خاتمِ جم را بشارت دہ بحسنِ خاتمہ
جمشید کی انگوٹھی کو حسنِ خاتمہ کی بشارت دیدے

کاسمِ اعظم کرد ازو کوتاہ دستِ اہرمن
اس لئے کہ اسمِ اعظم نے شیطان کے ہاتھ کو اس سے کوتاہ کر دیا ہے

خنگِ چوگانیِ چرخت رام شد در زیرِ زیں
آسمان کا چوگانی گھوڑا تیری زین کے نیچے رام ہو گیا ہے

شہسوارا خوش بمیداں آمدی گوئے بزن
اے شہسوار تو میدان میں خوب آیا، گیند مار

جویبارِ ملک را آب از سرِ شمشیرِ تست
ملک کے چشمے میں پانی، تیری تلوار کی نوک کا دیا ہوا ہے

تو درختِ عدل بنشاں بیخِ بدخواہاں بکن
تو انصاف کا پودا لگا، دشمنوں کی جڑ اکھاڑ

شوکتِ پورِ پشنگ و تیغِ عالمگیرِ او
پشنگ کے بیٹے کا دبدبہ اور اس کی عالمگیر تلوار

در ہمہ شہنامہ باشد داستانِ انجمن
تمام شاہناموں میں انجمن کی داستان ہوگی

بعد ازیں نشگفت اگر با نکہتِ خلقِ خوشت
کوئی تعجب نہیں ہے اس کے بعد اگر تیرے اچھے اخلاق کی خوشبو سے

خیزد از صحرائے ایراں نافۂ مشکِ ختن
ختن کے مشک کا نافہ ایران کے جنگل سے پیدا ہو

گوشہ گیراں انتظارِ جلوہ خوش میکنند
گوشہ نشین، اچھے جلوے کا انتظار کر رہے ہیں

برشکن طرفِ کلاہ و برقع از رخ برفگن
ٹوپی کا کنارہ ٹیڑھا کر، اور رخسار سے برقع اتار پھینک

اے صبا بر ساقیِ بزمِ اتابک عرضہ دار
اے صبا اتابک کی محفل کے ساقی کو پیغام پہنچا دے

تا ازاں جامِ زرافشاں جرعۂ بخشد بمن
تاکہ اس زرافشاں جام سے مجھے ایک گھونٹ بخشدے

مشورت با عقل کردم گفت حافظ مے بنوش
میں نے عقل سے مشورہ کیا، اس نے کہا اے حافظ شراب پی

ساقیا مے دہ بقولِ مستشارِ مؤتمن
اے ساقی بااعتماد مشیر کے قول کے مطابق شراب دیدے

اے خسروِ خوباں نظرے سوئے گدا کن
اے حسینوں کے بادشاہ! فقیر پر ایک نظر کر

رحمے بمنِ سوختۂ بے سر و پا کن
مجھ جلے ہوئے، بے سروپا پر رحم کر

دارد دلِ درویش تمنائے نگاہے
فقیر کا دل، ایک نگاہ کا آرزو مند ہے

زاں چشمِ سیہ مست بیک غمزہ روا کن
اس مست، سیاہ آنکھ کی ایک ادا سے حاجت روائی کر دے

گر لاف زند ماہ کہ ماند بجمالت
اگر چاند ڈینگیں مارے کہ تیرے حسن کے مشابہ ہے

بنمائی رخِ خویش و مہ انگشت نما کن
اپنا رخ دکھادے، اور چاند پر انگشت نمائی کر دے

اے سروِ چماں از چمن و باغ زمانے
اے سروِ خراماں! چمن اور باغ سے تھوڑی دیر کے لئے

بخرام دریں بزم و دو صد جامہ قبا کن
اس محفل میں ٹہل، اور سیکڑوں لباس چاک کر دے

شمع و گل و پروانہ و بلبل ہمہ جمع اند
شمع، گل، پروانہ اور بلبل سب جمع ہیں

اے دوست بیا رحم بہ تنہائیِ ما کن
اے دوست آ جا، ہماری تنہائی پر رحم کر

۱؎ اگر میری انجمن آجاتا ہے تو پھر سب اپنی اپنی جگہ ترتیب سے بیٹھ جاتے ہیں۔
۲؎ ایک حدیث کا مضمون ہے حضور نے فرمایا مجھے یمن کی طرف سے رحمان کے سانس کی خوشبو آتی ہے۔
۳؎ تیری تلوار ملک کی آبیاری کر رہی ہے تو انصاف کی تخم ریزی کر۔
۴؎ پشنگ، افراسیاب کے باپ کا نام ہے۔
۵؎ ہر کسی انجمن کا تذکرہ شاہی شاہناموں کی تاریخ ہوگی ہے
۶؎ تیرے اچھے اخلاق سے ایران کی سرزمین مہک رہی ہے اور اس میں سے مشک ختن کی خوشبو آرہی ہے۔
۷؎ عقل کا مشورہ یہی ہے کہ شراب نوشی کی جائے۔
۸؎ اگر چاند برابری کا دعویٰ کرے تو اپنا رخ دکھادے وہ بدنام ہو جائے گا۔
۹؎ جامہ کو قبا کرنا یعنی اس کو چاک کرنا۔
۱۰؎ دوسرے عاشق و معشوق جمع ہیں اور میں عاشق مہجور ہوں۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

با دل شدگاں جور و جفا تا کے آخر — آہنگ وفا ترک جفا بہر خدا کن

بے دلوں پر آخر کب تک ظلم و ستم کرے گا؟ — خدا کے لئے وفا کا ارادہ کر اور ستم چھوڑ دے

مشنو سخن دشمن بدگوئے خدارا

خدا کے لئے بدگو دشمن کی بات نہ سن

با حافظ مسکین خود اے دوست وفا کن

اے دوست اپنے مسکین حافظ کے ساتھ وفا کر

اے روئے ماہ منظر تو نو بہار حسن — خال و خط تو مرکز لطف و مدار حسن

اے کہ تیرا چاند جیسا چہرہ، حسن کی نو بہار ہے — تیرا تل اور خط پاکیزگی کا مرکز، اور حسن کا مدار ہے

در چشم پر خمار تو پنہاں فسون سحر — در زلف بیقرار تو پیدا قرار حسن

تیری خمار بھری آنکھوں میں جادو کا منتر پوشیدہ ہے — تیری بے قرار زلف میں حسن کا ٹھہراؤ ظاہر ہے

ماہے نتافت چوں رخت از برج خسروی — سروے نخاست چوں قدت از جویبار حسن

شاہی برج سے تیرے چہرے جیسا کوئی چاند نہیں چمکا — حسن کی نہر سے تیرے قد جیسا کوئی سرو نہیں ابھرا

خرم شد از ملاحت تو عہد دلبری — فرخ شد از لطافت تو روزگار حسن

تیری ملاحت سے دلبری کا زمانہ خوش و خرم ہو گیا — تیری پاکیزگی سے حسن کا زمانہ بابرکت ہو گیا

از دام زلف و دانۂ خال تو در جہاں — یک مرغ دل نماند نگشتہ شکار حسن

تیری زلف کے جال اور تل کے دانے سے دنیا میں — دل کا ایک پرندہ نہیں بچا، جو حسن کا شکار نہ ہوا ہو

دائم بلطف دایۂ طبع از میان جاں — می پرورد بناز ترا در کنار حسن

فطرت کی دایہ دل و جان سے مہربانی کے ساتھ ہمیشہ — تجھے حسن کی گود میں، ناز سے پالتی ہے

گرد لبت بنفشہ از آں تازہ و تر است — کآب حیات میخورد از جویبار حسن

تیرے ہونٹوں کے چاروں طرف بنفشہ اس وجہ سے تر و تازہ ہے — کہ حسن کی نہر سے آب حیات پی رہا ہے

مثل تو گلرخے نتواں یافت در جہاں — در گلشن زمانہ تو داری بہار حسن

تجھ جیسا پھول جیسے چہرے والا دنیا میں نہیں پایا جا سکتا — زمانے کے باغ میں تو ہی حسن کی بہار رکھتا ہے

حافظ طمع برید کہ بیند نظیر دوست

حافظ نے لالچ ختم کر دیا کہ دوست کی مثال دیکھے

دیار نیست غیر تو اندر دیار حسن

حسن کے ملک میں تیرے سوا کوئی آباد نہیں ہے

اے لبت آب حیات و اے قدت سرو چمن — اے رخت خورشید خاور وے خطت مشک ختن

اے وہ کہ تیرا ہونٹ آب حیات ہے، اور تیرا قد چمن کا سرو ہے — اے وہ کہ تیرا رخ مشرق کا سورج ہے اور تیرا خط ختن کا مشک ہے

ہمچو ابرویت بچشم من کم آید ماہ نو — چوں لب لعلت نمی باشد عقیق اندر یمن

کوئی نیا چاند میری نظر میں تیرے ابرو جیسا نہیں ہے — تیرے ہونٹ لعل جیسا، یمن میں کوئی عقیق نہیں ہے

تا رخت دیدہ است گل در باغ اے سرو رواں — بر تن خود چاک میسازد ز خجلت پیرہن

اے چلتے پھرتے سرو جب باغ میں پھول نے تیرا رخسار دیکھا ہے — شرمندگی سے اپنے بدن پر لباس کو چاک کر رہا ہے

۱۔ آج تک مجھ جیسا حسین چاند سا اور حسین قد کوئی پیدا نہیں ہوا۔
۲۔ کوئی دل نہیں جو تیری زلف کے دام اور تل کے دانے میں نہ پھنسا ہو۔
۳۔ قدرت نے تجھے حسن کی گود میں ناز سے پالا ہے۔
۴۔ سبزۂ خط کو بنفشہ اور ہونٹ کو آب حیات کی نہر قرار دیا ہے۔
۵۔ ملک حسن کا صرف تو ہی ایک باشندہ ہے۔
۶۔ میری نظر میں ہلال تیری ابرو سے زیادہ خوبصورت نہیں ہے اور تیرے ہونٹوں کے مقابلہ میں کوئی عقیق نہیں ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

رشتۂ جانِ من ست آں یا ہے موئے میاں
وہ میری جان کا دھاگا ہے، یا معشوقوں کا بال ہے

ذرۂ خورشید یا دُرجِ دُرست آں یا دہن
وہ آفتاب کا ذرّہ ہے، یا موتیوں کی ڈبیہ یا منہ ہے

بوسہ می خواہم ز تو لب را بدنداں می گزی
میں تجھ سے بوسہ مانگتا ہوں، تو دانتوں سے ہونٹ کاٹتا ہے

میکنی جانم جراحت بارِ دیگر جانِ من
اے میری جان! تو میری جان کو دوبارہ زخمی کرتا ہے

عاشقِ روئے توام اے شاہِ خوباں چگل
اے حسینانِ عالم کے بادشاہ! میں تیرے چہرے کا عاشق ہوں

ایں حکایت را بدانند آشکارا مرد و زن
اس قصہ کو مرد و زن کھلم کھلا جانتے ہیں

مُرد حافظ در غمت در گردنِ تو خونِ من
تیرے غم میں حافظ مر گیا، میرا خون تیری گردن پر ہے

دادِ من بستاناز تو روزِ محشر ذوالمنن
خدا حشر کے دن تجھ سے میرا بدلہ لے گا

بالا بلند عشوہ گر سروِ نازِ من
میرے بلند قد، عشوہ گر، سروِ ناز نے

کوتاہ کرد قصۂ زہدِ درازِ من
میرے دراز زہد کے قصے کو مختصر کر دیا

دیدی دلا کہ آخرِ پیری و زہد و علم
اے دل! تو نے دیکھا کہ بڑھاپے اور زہد اور علم کے آخر میں

با من چہ کرد دیدۂ معشوقہ بازِ من
میری معشوقہ باز آنکھوں نے میرے ساتھ کیا کیا؟

از آبِ دیدہ بر سرِ آتش نشستہ ام
میں آنکھوں کے آنسوؤں سے بیقرار ہو گیا ہوں

کو فاش کرد در ہمہ آفاق رازِ من
اس لیے کہ انہوں نے تمام زمانے میں میرا راز فاش کر دیا

می ترسم از خرابیِ ایماں کہ می برد
مجھے ایمان کی خرابی کا ڈر ہے، اس لیے کہ لیجاتی ہے

محرابِ ابروئے تو حضور از نمازِ من
تیری ابرو کی محراب میری نماز سے دل کی لگن کو

مست ست یار و یادِ حریفاں نمیکند
دوست مست ہے اور عاشقوں کو یاد نہیں کرتا ہے

یادش بخیر ساقیِ مسکیں نوازِ من
میرے مسکین نواز ساقی کی یاد بخیر ہو

یارب کے آں صبا بوزد کز نسیمِ او
اے خدا! وہ صبا کب چلے گی جس کی نسیم سے

گردد شمامۂ کرمش کارسازِ من
اس کے کرم کی خوشبو میری کار ساز بن جائے

برخود چو شمع خندہ زناں گریہ میکنم
میں شمع کی طرح اپنے اوپر ہنستا ہوا روتا ہوں

تا با تو سنگدل چہ کند سوز و سازِ من
دیکھئے، تجھ سنگدل پر میرا سوز و ساز کیا اثر کرتا ہے!

نقشے بر آب میزنم از گریہ حالیا
فی الحال تو میں بے نتیجہ روتا ہوں

تا کے شود قرینِ حقیقت مجازِ من
دیکھئے، میرا مجاز کب حقیقت کے قریب ہوتا ہے!

محمود در آں دمے کہ بآخر رسید عمر
جس وقت محمود کی عمر آخر پر پہنچی

میداد جاں بزاری و میگفت ایازِ من
عاجزی کے ساتھ جان دے رہا تھا اور کہتا تھا ہائے ایاز!

گفتم بدلقِ زرق بپوشم نشانِ عشق
میں نے کہا تھا، گدڑی کی مکاری سے عشق کا نشان چھپاؤں گا

غماز بود اشک و عیاں کرد رازِ من
آنسو چغلخور تھے، اور انہوں نے میرا راز کھول دیا

زاہد ازیں نمازِ تو کارے نمیرود
اے زاہد! تیری اس نماز سے کچھ کام نہیں چلتا

ہم مستیِ شبانہ و راز و نیازِ من
میری رات کی مستی، اور راز و نیاز سے بھی

؎ محبوب کے بال کو میری جان کا دھاگا کہا ہے، اس کا منہ آفتاب کا ذرہ ہے یا موتیوں کی ڈبیہ۔
؎ بوسہ کے سوال پر غصہ میں دانتوں سے ہونٹ کاٹتا ہے جو میری جان ہیں۔
؎ میرے محبوب نے میرا پرانا زہد و تقویٰ ختم کر دیا۔
؎ کہ پوری زندگی زہد و علم میں گذاری اب آخر عمر میں عشقیہ آنکھوں نے سب کچھ ختم کر دیا۔
؎ بر سرِ آتش نشستن بیقرار ہو جانا۔
؎ نماز میں مگر تیری ابرو کے محراب کا تصور آ جاتا ہے تو نماز میں دل نہیں لگتا یہ ایمان کی خرابی کی دلیل ہے۔
؎ شمع کو خنداں اور گریاں دونوں کہا جاتا ہے کہ روشن ہے اور پگھلتا روتا ہے۔
؎ عاشق نزع کے وقت بھی معشوق کو یاد کر کے ہائے ایاز کہتا دنیا سے گیا۔
؎ زہد کی گدڑی میں عشق چھپانا چاہتا تھا لیکن آنسوؤں نے چغلی کھا دی۔
؎ نہ زاہد کی نماز ؎ موجب وصالِ الٰہی ہے نہ میری مستی اور راز و نیاز۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

یاران بناز و نعمت و ما غرق محنتیم — باری بساز کار من ای کارساز من
دوست ناز و نعمت میں ہیں اور ہم مصیبت میں ڈوبے ہیں — اے میرے کارساز! اب تو میرا کام بنا دے

حافظ ز غصه سوخت بگو حالش ای صبا
حافظ رنج سے جل مرا، اے صبا! اس کی حالت بتا دے

باشاهِ دوست پرورِ دشمن گدازِ من
میرے دوست پرور، دشمن سوز، بادشاہ کو

بهارِ گل طرب انگیز گشت و توبه شکن — بشادیِ رخِ گل بیخ غم ز دل برکن
پھولوں کی بہار مستی پیدا کرنے والی، اور توبہ شکن ہو گئی ہے — پھول کے کھلنے کی خوشی میں، غم کی جڑ دل سے اکھاڑ پھینک

طریقِ صدق بیاموز ز آبِ صافِ دل[1] — براستی طلب آزادگی ز سروِ چمن
اے دل! صاف پانی سے دل کی سچائی کا طریقہ سیکھ — چمن کے سرو سے سچائی کے ساتھ آزادی طلب کر

رسید بادِ صبا غنچه از هواداری[2] — ز خود برون شد و بر تن درید پیراهن
باد صبا آ پہنچی، محبت میں غنچہ — اپنے سے باہر ہو گیا، اور جسم پر پیرہن کو چاک کر ڈالا

ز دستبردِ صبا گردِ گل کلاله ببین[3] — شکنج گیسوی سنبل نگر بروی سمن
صبا کی دستبرد سے، گل کے چاروں طرف زلف کو دیکھ — سمن کے چہرے پر، سنبل کے گیسو کے بل دیکھ

عروسِ غنچه بدین زیور و تبسمِ خوش — معاینه دل و دین میبرد بوجهِ حسن
غنچہ کی دلہن اس زیور اور حسین تبسم کے ذریعہ — اچھے طریقے پر کھلم کھلا دل اور دین لیے جا رہی ہے

صفیرِ بلبلِ شوریده و نفیرِ هزار[4] — برای وصلِ گل آمد برون قلب حزن
پریشان بلبل کی چہچہاہٹ، اور ہزار داستان کی آواز — غمگین دل سے وصل گل کے لئے باہر نکل ہے

حدیثِ قصهٔ دوران ز جام جو حافظ
اے حافظ زمانہ کے قصے کی بات، جام سے سن

بقولِ مطرب و فتوایِ پیرِ صاحبِ فن
مطرب کے قول، اور صاحب فن پیر کے فتوے کے مطابق

بنگر در صفِ رندان نظری بهتر ازین — بر درِ میکده می‌کن گذری بهتر ازین
رندوں کی صف پر، اس سے اچھی نظر ڈال — میکدہ کے در پر، اس سے اچھی طرح گزر

در حقِ من لبت این لطف که میفرماید — گرچه خوبست ولیکن قدری بهتر ازین
میرے بارے میں جو مہربانی تیرے ہونٹ کرتے ہیں — اگرچہ اچھی ہے، لیکن ذرا اس سے اور اچھی

آنکه فکرش گره از کارِ جهان بگشاید[5] — گو درین نکته بفرما نظری بهتر ازین
جس کی فکر، دنیا کے کام کی گرہ کھولتی ہے — اس سے کہہ دو کہ اس نکتہ میں اس سے بہتر غور و فکر کرے

دل بدان رودِ گرامی چه کنم گر ندهم — مادرِ دهر ندارد پسری بهتر ازین
اس معزز لڑکے کو دل دوں، تو کیا کروں — زمانہ کی ماں کے پاس اس سے بہتر کوئی لڑکا نہیں ہے

ناصحم گفت که جز غم چه هنر دارد عشق[6] — گفتم ای خواجهٔ عاقل هنری بهتر ازین
مجھے ناصح نے کہا، غم کے سوا عشق کیا ہنر رکھتا ہے — میں نے کہا اے عقلمند خواجہ اس سے بہتر ہنر کونسا ہے؟

[1] صاف پانی اپنے ہر خس و خاشاک کو ظاہر کر دیتا ہے اس لئے صدق دل پانی سے سیکھنی چاہئے۔ سرو چمن آزاد ہے اس لئے آزادی کا سبق حاصل کرنا چاہیے۔
[2] غنچہ بھی عشق کی وجہ سے اپنی پتیاں کھول دیتا ہے اور باہر نکل آتا ہے۔
[3] ہوا نے گل کے چاروں طرف سنبل کی زلفیں بکھیری ہیں۔
[4] ہزار بلبل کی ایک قسم ہے یعنی بلبل و ہزار سب گل ہی طلب وصل کے لیے ہے۔
[5] عشق کے معاملے میں زیادہ غور و فکر کی ضرورت ہے۔
[6] ناصح نے طنز کیا عشق میں غم کے سوا اور کیا ہے میں نے کہا اس ہنر سے بہتر اور کونسا ہنر ہو سکتا ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

گر گویمت که قدح گیر و لب ساغر بوس — بشنو ای جان که نگوید دگری بهتر ازیں
اگر میں تجھ کو کہوں کہ پیالہ تھام، اور ساغر کا ہونٹ چوم — اے جان! اس لئے سن کہ کوئی دوسرا اس سے بہتر بات نہیں کہے گا

کلکِ حافظ شکریں شاخ نباتست بچیں
حافظ کا قلم، گنے کی میٹھی شاخ ہے۔ چن لے

کہ دریں باغ نبینی ثمرے بہتر ازیں
اس لئے کہ اس باغ میں تو اس سے بہتر پھل نہ دیکھے گا

چندانکہ گفتم غم با طبیباں — درماں نکردند مسکیں غریباں
جتنا بھی میں نے ہر چند طبیبوں کو غم بتایا — غریب، مسکین، علاج نہ کر سکے

آں گل کہ ہردم در دست خارست — گو شرم بادت از عندلیباں
جو پھول ہر وقت کانٹے کے ہاتھ میں ہے — اس سے کہدو! تجھے بلبلوں سے شرم آنی چاہئے

ما دردِ پنہاں با یار گفتیم — نتواں نہفتن درد از طبیباں
ہم نے چھپا ہوا درد دوست سے کہہ دیا — طبیبوں سے درد نہیں چھپایا جا سکتا ہے

یارب اماں دہ تا باز بیند — چشمِ محباں روئے حبیباں
اے خدا! امن دے تاکہ پھر دیکھ لے — دوستوں کی آنکھ، معشوقوں کے چہرے کو

درجِ محبت بر مہرِ خود نیست — یارب مبادا کامِ رقیباں
محبت کی ڈبیہ اپنی مہر پر نہیں ہے — اے خدا! رقیبوں کا مقصد پورا نہ ہو

اے منعم آخر بر خوانِ وصلت — تا چند باشم از بے نصیباں
اے دولتمند! تیرے وصل کے دسترخوان پر آخر — میں کب تک بے نصیبوں میں سے بنا رہوں گا

باآہ و دردم باروئے زردم — مانندِ باراں سر در بیاباں
میں آہ اور درد میں ہوں، زرد چہرے [illegible] — بارش کی مانند جنگل میں سر دھرے ہوں

حافظ نگشتی رسوائے گیتی
اے حافظ! تو رسوائے عالم نہ ہوتا

گر می شنیدی پندِ ادیباں
اگر ادب سکھانے والوں کی نصیحت سن لیتا

چو گل ہردم ببویت جامہ بر تن — کنم چاک از گریباں تا بداماں
تیری خوشبو سے پھول کی طرح ہر وقت بدن پر کپڑے — چاک کرتا ہوں، گریبان سے دامن تک

تنت را دیدہ گل گوئی کہ در باغ — چو مستاں جامہ را بدرید بر تن
گویا پھول نے تیرے جسم کو دیکھا ہے کہ باغ میں — مستوں کی طرح جسم پر لباس کو چاک کر لیا ہے

من از دستِ غمت مشکل برم جاں — ولے دل را تو آساں بردی از من
میں تیرے غم کے ہاتھ سے مشکل سے جان بچاتا ہوں — لیکن تو آسانی سے مجھ سے دل لے گیا

بقولِ دشمناں برگشتی از دوست — نگردد ہیچکس با دوست دشمن
دشمنوں کے کہنے سے تو دوست سے برگشتہ ہو گیا — کوئی شخص دوست کا دشمن نہیں ہوا کرتا

کہ کوئی دوسرا اس سے بہتر نصیحت نہیں کر سکتا۔ کہ مرض عشق کا علاج طبیبوں کے پاس نہیں ہے۔ کہ جو معشوق کانٹوں میں پھنسا ہے اس کو عاشق سے شرم آنی چاہئے۔ کہ کیونکہ اس مرض کا طبیب معشوق ہی ہے۔ کہ چونکہ محبوب اپنے اختیار میں نہیں ہے رقیبوں سے خطرہ ہے خدا کرے ان کا مقصد پورا نہ ہو۔ کہ پھولوں نے اپنے کپڑے تیرے عشق میں پھاڑے ہیں۔ کہ مجھے جان بچانا مشکل ہے مجھے دل دے لینا آسان ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

تنت در جامہ چوں در جام بادہ	دلت در سینہ چوں در سیم آہن
کپڑوں میں تیرا بدن، جیسا کہ جام میں شراب	سینہ میں تیرا دل، جیسا کہ چاندی میں لوہا
بیار اے شمع اشک از دیدہ چوں میغ	کہ سوزِ دل شود بر خلق روشن
اے شمع! ابر کی طرح آنکھوں سے آنسو بہا	تاکہ لوگوں پر دل کی جلن واضح ہو جائے
مرو گر سینہ ام آہِ جگر سوز	برآید ہمچو دود از راہِ روزن
مت جا، اس لیے کہ میرے سینے سے جگر سوز آہ	اس طرح نکلتی ہے جیسے دھواں سوراخ کے راستے سے
دلم را مشکن و در پا میںداز	کہ دارد در سرِ زلفِ تو مسکن
میرا دل نہ توڑ، اور پیروں میں نہ ڈال	اس لیے کہ وہ تیری زلف میں ٹھکانا رکھتا ہے

چو دل را بست در زلفِ تو حافظ
جبکہ حافظ نے دل کو تیری زلف سے وابستہ کر لیا ہے

بدیں ساں کارِ او در پا میفگن
اس طرح سے اس کے کام کو پیروں میں نہ ڈال

چوں شوم خاکِ رہش دامن بیفشاند ز من	ور بگویم دل بگرداں رو بگرداند ز من
جب میں اس کے راستے کی خاک بنتا ہوں، مجھ سے دامن جھاڑتا ہے	اور اگر میں کہتا ہوں دل پھیر دے، مجھ سے منہ پھیر لیتا ہے
گر چو شمعش پیش میرم بر غمم خندد چو صبح	ور برنجم خاطرِ نازک برنجاند ز من
اگر شمع کی طرح اس کے سامنے مرتا ہوں، صبح کی طرح میرے غم پر ہنستا ہے	اگر میں رنجیدہ ہوتا ہوں تو نازک دل کو مجھ سے رنجیدہ کرتا ہے
عارضِ رنگیں بہر کس می نماید ہمچو گل	ور بگویم باز پوشاں باز پوشاند ز من
پھول جیسا رنگین رخسار سب کو دکھاتا ہے	اور اگر میں کہتا ہوں چھپا لے تو مجھ سے چھپا لیتا ہے
دوستاں جاں دادم از بہرِ دہانش بنگرید	کو بچیزے مختصر چوں باز میماند ز من
اے دوستو! اس کے منہ کے لیے میں نے جان دی، دیکھو	تو اتنی مختصر چیز کے لیے بھی وہ مجھ سے دریغ کرتا ہے
او بخونم تشنہ و من بر لبش تا چوں شود	کام بستانم از و یا داد بستاند ز من
وہ میرے خون کا پیاسا ہے، میں اس کے ہونٹ کا، دیکھو کیا ہوتا ہے	میں اس سے مقصد حاصل کروں یا وہ مجھ سے داد لیتا ہے
چشمِ خود را گفتم آخر یک نظر سیرش ببیں	گفت میخواہی مگر تا جوئے خوں راند ز من
میں نے اپنی آنکھ سے کہا آخر ایک نظر سیر ہو کر دیکھ لے	اس نے کہا شاید تو یہ چاہتا ہے کہ وہ مجھ سے خون کی ندی بہا دے
گر چو فرہادم بتلخی جاں برآید حیف نیست	بس حکایتہائے شیریں باز میماند ز من
اگر کوہکن کی طرح تلخی سے میری جان نکل جائے تو کوئی افسوس نہیں	بہت سی شیریں حکایتیں تو میری باقی رہ جائیں گی

ختم کن حافظ کہ گر زیں گونہ خوانی درسِ عشق
اے حافظ! ختم کر، اگر عشق کا سبق اسی طرح پڑھتا رہا

خلق در ہر گوشہ افسانہ خواند ز من
لوگ ہر گوشہ میں میرا ہی افسانہ پڑھیں گے

خدا را کم نشیں با خرقہ پوشاں	رُخ از رنداں بے ساماں مپوشاں
خدا کے لیے گدڑی پہننے والوں کے ساتھ کم بیٹھ	بے سامان رندوں سے رخ نہ چھپا

لے سینہ چاندی ہے اور دل لوہا۔
ٹ تیرے سینے سے جگر سوز آہیں اس طرح نکلتی ہیں جیسے سوراخ سے دھواں نکلتا ہے۔
سے دل کو مسکن بناکر تیری زلف ہے اس کو پامال نہ کر۔
سے خاک بنکر بھی دامن جھاڑتا ہے۔
سے جب وہ مجھ سے جدا ہوتا ہے۔
سے سب کو چہرہ دکھاتا ہے مجھ سے چھپا لیتا ہے۔
سے دوستو! دیکھو۔
سے اپنی نظروں کو بھی۔

دریں خرقہ بسے آلودگی ہست
اس گدڑی میں بڑی گندگی ہے

خوشا وقت قبائے مے فروشاں
مے فروشوں کی قبا کا وقت اچھا ہے

چو مستم کردہ مستور منشیں
جب تو نے مجھے مست کر دیا ہے، چپ کر بیٹھ

چو نوشم دادہ زہرم منوشاں
جب تو نے مجھے شہد دیا ہے تو زہر نہ پلا

تو نازک طبعی و طاقت نیاری
تو نازک طبع ہے، اور برداشت نہ کر سکے گا

گرانی ہائے مشتے دلق پوشاں
مٹھی بھر گدڑی پہننے والوں کی ناگواری کو

دریں صوفی وشاں دردے ندیدم
ان صوفی نما لوگوں میں میں نے درد نہیں دیکھا

کہ صافی باد عیش دُرد نوشاں
خدا کرے تلچھٹ پینے والوں کا عیش صاف رہے

لب میگون و چشم مست بکشائی
شراب جیسے ہونٹ اور مست آنکھ کھول

کہ از شوقت مے لعل ست جوشاں
کیونکہ تیرے شوق سے سرخ شراب جوش میں ہے

بیا و زرق این سالوسیاں بیں
آ، اور ان مکاروں کی مکاری دیکھ

صراحی خوں دل و بربط خروشاں
صراحی کا دل خون ہو رہا ہے، بربط شور کر رہا ہے

تو در خوابی کجا دانی کہ عاشق
تو خواب میں ہے، تجھے کب معلوم ہے کہ عاشق

بسر در کوئے میگردد خروشاں
سر کے بل کوچہ میں شور کرتا پھر رہا ہے

ز دل گرمی حافظ پر حذر باش
حافظ کے دل کی گرمی سے ڈرتا رہ

کہ دارد سینہ چوں دیگ جوشاں
اس لیے کہ اس کا سینہ دیگ کی طرح جوش مار رہا ہے

بہتر از فکر مے و جام چہ خواہد بودن
شراب اور جام کے خیال سے اور کیا بہتر ہوگا!

تا ببینیم سر انجام چہ خواہد بودن
آخر ہم دیکھیں سر انجام کیا ہوگا؟

پیر میخانہ چہ خوش گفت معمائے دوش
میخانہ کے پیر نے کل شب کیا اچھا معمہ بتایا!

از خط جام کہ فرجام چہ خواہد بودن
جام کے خط سے، کہ انجام کیا ہوگا!

بادہ خور غم مخور و پند مقلد مشنو
شراب پی، غم نہ کر، اور معتقد کی بات نہ سن

اعتبار سخن عام چہ خواہد بودن
عوام کی بات کا کیا اعتبار ہوگا!

غم دل چند تواں خورد کہ ایام نماند
دل کا غم کب تک کھایا جائے کہ زمانہ نہیں رہا!

گو نہ دل باش و نہ ایام چہ خواہد بودن
کہہ دو، نہ دل رہے، نہ زمانہ کیا رہے گا!

مرغ کم حوصلہ را گو سر خود گیر و برو
کم حوصلہ پرندہ کو کہہ دو جائے، اچھا کام کرے

رحم آنکس کہ نہد دام چہ خواہد بودن
جو شخص جال بچھائے اس سے رحم کب ہوگا؟

دست رنج تو ہماں بہ کہ شود صرف بکام
تیری وہ تکلیف بہتر ہے جو مقصد میں صرف ہو

تا بہ بینیم کہ بنا کام چہ خواہد بودن
دیکھئے، نا کام کا کیا ہوگا

بردم از رہ دل حافظ بدف و چنگ و غزل
دف، چنگ، اور غزل کے ذریعہ میں نے حافظ کے دل کو بہکایا

تا جزائے من بدنام چہ خواہد بودن
دیکھئے مجھ بدنام کی کیا سزا ہوگی؟

۱ جگہ دیدار کا مشرب پایا ہے الزاق کا زہر نہ رہے۔
۲ تیرے ہونٹوں کی سرخی اور آنکھوں کی مستی کو دیکھ کر شراب جوش میں آ رہی ہے۔
۳ صراحی میں شراب نہیں ہے بلکہ صراحی کے دل کا خون ہے جو کہ ناہیدوں کی مکاریوں کو دیکھ کر چور ہا ہے اور بربط بھی اسی کی فریادی ہے۔
۴ خط جام سے مراد وہ نشان ہوتا ہے جو مقدار اشتہی کے لیے لگایا جاتا ہے یعنی پیر نے جام کے خط سے یہ پڑھا ہے کہ دیکھو کیا ہوتا ہے۔
۵ مقلد عوام میں سے ہے اور عوام کی بات ناقابل اعتبار ہے۔
۶ جو صیاد سے رحم کی توقع کرے وہ کم حوصلہ ہوتا ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

دانی کہ چیست دولت دیدار یار دیدن
تو جانتا ہے کہ یار کے دیکھنے کی دولت کیا ہے؟

در کوے او گدائی بر خسروی گزیدن
اس کے کوچہ کی گداگری کو بادشاہت پر ترجیح دینا ہے

از جاں طمع بریدن آساں بود و لیکن
جان سے توقع اٹھا لینا آسان ہے لیکن

از دوستان جانی مشکل بود بریدن
جانی دوستوں سے قطع تعلق کرنا مشکل ہوتا ہے

خواہم شدن بہ بستاں چوں غنچہ با دلِ تنگ
غنچہ کی طرح تنگدل ہو کر باغ میں جانا چاہتا ہوں

ق

وانجا بہ نیکنامی پیراہنے دریدن
اور اس جگہ نیکنامی کے ساتھ جامہ چاک کرنا چاہتا ہوں

گہ چوں نسیم با گل رازِ نہفتہ گفتن
کبھی نسیم کی طرح پھولوں سے چھپے راز کہنا

گہ سرِ عشقبازی از بلبلاں شنیدن
کبھی عشقبازی کے راز بلبلوں سے سننا

بوسیدن لبِ یار اول ز دست مگذار
شروع میں یار کے ہونٹ کے بوسہ کو ہاتھ سے نہ جانے دے

کآخر ملول گردی از دست لب گزیدن
کیونکہ آخر ہونٹ کاٹنے کے ہاتھوں رنجیدہ ہوگا

فرصت شمار صحبت کز ایں دو راہہ منزل
صحبت کو غنیمت سمجھ اس لیے کہ اس دوراہے منزل سے

چوں بگذریم نتواں دیگر بہم رسیدن
جب ہم نکل جائیں گے، پھر جمع نہ ہو سکیں گے

گوئی برفت حافظ از یادِ شاہ منصور
گویا کہ حافظ، منصور بادشاہ کے حافظے سے نکل گیا ہے

یارب بیادش آور درویش پروریدن
اے خدا اس کو فقراء پروری یاد دلا دے

دلم را در سرِ زلفِ تو مسکن
میرے دل کا گھر، تیری زلف میں ہے

بدینسانش فرو مگذار و مشکن
اس طرح سے اس کو نہ چھوڑ، اور نہ توڑ

وگر دل سر کشد چوں زلف از خط
اور اگر دل تیرے خط سے زلف کی طرح سرکشی کرے

بدست آرش ولے در پاش مفگن
اس کو قابو میں کر لے لیکن اس کو پیروں میں نہ ڈال

چو شمع ار چشم آئی در شبِ تار
اگر تو میری آنکھ میں اندھیری رات میں شمع کی طرح میرے سامنے آئے

شود چشم بدیدار تو روشن
تو تیرے دیدار سے میری آنکھیں روشن ہو جائیں

بہ گلزارم چہ کار اکنوں کہ گشتہ است
مجھے اب چمن سے کیا کام، اس لیے کہ بن گیا ہے

جہاں بر چشم از رویت چو گلشن
جہاں میری آنکھوں میں تیرے چہرے کی وجہ سے باغ جیسا

ز سرو قامت نشینم آزاد
تیرے قد کے سرو سے میں فارغ ہو کر بیٹھوں گا

ہمہ تن گر زباں باشم چو سوسن
اگرچہ میں سوسن کی طرح ہمہ تن زبان بن جاؤں

ز مہرت گر بتابم ذرہ روی
اگر میں تیری محبت سے ذرہ بھر منہ موڑوں

چو خورشیدم فرود آید ز روزن
سورج کی طرح وہ سوراخ سے میرے پاس اتر آئے

کجا بر تنگِ شکر دست یابد
شکر کے بورے پر کب تسلط پا سکتی ہے

گر اندیشد مگس از بادِ بیزن
اگر مکھی پنکھے کی ہوا سے ڈرے

چو حافظ ماجرائے عشقبازی
عشقبازی کا قصہ، حافظ کی طرح

نمی گوید کسے بر وجہِ احسن
کوئی اچھے طریقہ پر بیان نہیں کرتا ہے

http://www.muftbooks.blogspot.com/

دلبرِ جانانِ من بُرد دل و جانِ من
میرا دلبر، معشوق میرا دل، اور جان لے گیا

بُرد دل و جانِ من دلبرِ جانانِ من
میرا دل، اور جان لے گیا، میرا دلبر، معشوق

از لبِ جانانِ من زنده شود جانِ من
میرے محبوب کے ہونٹوں سے، میری جان زندہ ہوتی ہے

زنده شود جانِ من از لبِ جانانِ من
میری جان زندہ ہوتی ہے، میرے محبوب کے ہونٹوں سے

روضهٔ رضوانِ من خاکِ سرِ کوی دوست
میرا روضۂ رضوان، دوست کے کوچہ کی خاک ہے

خاکِ سرِ کوی دوست روضهٔ رضوانِ من
دوست کے کوچہ کی خاک، میرا روضۂ رضوان ہے

این دلِ حیرانِ من والهٔ شیدای تست
یہ میرا حیران دل، تیرا دیوانہ اور عاشق ہے

والهٔ شیدای تست این دلِ حیرانِ من
تیرا دیوانہ اور عاشق ہے، یہ میرا حیران دل

یوسفِ کنعانِ من مصرِ ملاحت تراست
اے میرے یوسف کنعان، ملاحت کا ملک مصر تیرا ہے

مصرِ ملاحت تراست یوسفِ کنعانِ من
ملاحت کا ملک مصر تیرا ہے، اے میرے یوسف کنعان

سروِ گلستانِ من قامتِ دلجوی تست
میرے باغ کا سرو، تیرا دل جو قد ہے

قامتِ دلجوی تست سروِ گلستانِ من
تیرا دل جو قد، میرے باغ کا سرو ہے

حافظِ خوش خوانِ من نقدِ کمالِ غیاث
میرا خوش الحان حافظ، فریاد کے کمال کا نقد ہے

نقدِ کمالِ غیاث حافظِ خوشخوانِ من
فریاد کے کمال کا نقد، میرا خوش الحان حافظ ہے

زِ در درآ و شبستانِ ما منوّر کن
دروازے سے آجا، اور ہمارا گھر روشن کر

دماغِ مجلسِ روحانیان معطّر کن
روحانی لوگوں کی مجلس کے دماغ کو خوشبودار بنا

بچشم و ابروی جانان سپرده‌ام دل و جان
میں نے دل و جان، محبوب کی چشم و ابرو کے سپرد کر دیئے ہیں

بیا بیا و تماشای طاق و منظر کن
آ آ، اور طاق و منظر کی سیر کر

از آن شمائلِ الطاف و حسنِ خوش که تراست
اس مہربانیوں کی عادت اور خوبصورتی کی وجہ سے جو تجھے حاصل ہے

میانِ بزمِ حریفان چو شمع سر برکن
دوستوں کی مجلس میں شمع کی طرح سر بلند کر

بگو بخازنِ جنت که خاکِ این مجلس
جنت کے پہرہ دار سے کہہ دو کہ اس مجلس کی خاک کو

بتحفه بر سوی فردوس و عودِ مجمر کن
بطور تحفہ فردوس میں لے جا اور انگیٹھی کی عود بنا

طمع بنقدِ وصالِ تو حدِّ ما نبود
تیرے نقد وصال کی طمع، ہمارے مرتبہ کی نہیں ہے

حوالتم بلبِ لعلِ همچو شکّر کن
مجھے شکر جیسے لب لعل کے حوالے کر دے

چو شاهدانِ چمن زیردستِ حسنِ تواند
چونکہ چمن کے معشوق، تیرے حسن کے ماتحت ہیں

کرشمه بر سمن و ناز بر صنوبر کن
سمن کو ادا، اور صنوبر کو ناز دکھا

ستارهٔ شبِ هجران نمی‌فشاند نور
شب ہجر کا ستارہ، روشنی نہیں دیتا ہے

ببامِ قصر برآ و چراغِ مه برکن
محل کے بالا خانہ پر آ اور چاند کے چراغ کو روشن کر دے

از این مرقّعِ پشمینه نیک در تنگم
اس اونی گدڑی سے میں بہت تنگ ہوں

بیک کرشمهٔ صوفی وشم قلندر کن
مجھ کو ایک صوفیانہ ادا سے قلندر بنا دے

۱۔ اس پوری غزل میں دوسرا مصرعہ پہلے مصرعہ کے الفاظ کو رد و بدل کر کے کہا گیا ہے، لیکن اس غزل میں صنعت کے علاوہ کوئی خاص خوبی نہیں ہے۔

۲۔ شمائل سے محبوب کے خد و خال اور منظر سے محبوب کی آنکھیں مراد ہیں اور خطاب عام ہے۔

۳۔ [illegible]

۴۔ میرے کوچہ کی خاک اس قابل ہے کہ اس سے جنت کو معطر کیا جائے۔

۵۔ ہماری یہ حیثیت تو نہیں ہے کہ وصال میسر ہو سکے، ایک بوسہ ہی دیدے۔

۶۔ چاند اور ستارے تیرے چہرے سے نور حاصل کرتے ہیں۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

فضول نفس حکایت بسے کند ساقی
اے ساقی! نفس بہت سی فضول باتیں کرتا ہے
تو کار خود مده از دست و مے بساغر کن
تو اپنا کام نہ چھوڑ، اور ساغر میں شراب ڈال

لب پیالہ ببوس آنگہاں بمستاں ده
پیالے کے ہونٹ چوم، پھر مستوں کو دے
بایں لطیفہ مشام خرد معطر کن
اس لطیفے سے عقل کے دماغ کو خوشبودار کر دے

وگر فقیہ نصیحت کند کہ مے مخورید
اور اگر فقیہ نصیحت کرے کہ شراب نہ پیو
پیالہ بدہش گو دماغ را تر کن
اس کو ایک پیالہ دے کہ کہہ دماغ کو تر کر لے

حجاب دیدهٔ ادراک شد شعاع جمال
جمال کی شعاعیں، ادراک کی آنکھ کا پردہ بن گئیں
بیا و خرگہ خورشید را منور کن
آ، اور خورشید کی خیمہ گاہ کو روشن کر دے

شنیده‌ام از در و دیوار کوئے او صد بار
میں نے سو بار اس کے کوچے کے در و دیوار سے سنا ہے
کہ خاک راه شو انگاه خاک بر سر کن
کہ اس جگہ راستے کی خاک بن جا، اور سر پر خاک ڈال

پس از ملازمت عیش و عشق مہرویاں
عیش کی پابندی، اور حسینوں کے عشق کے بعد
ز کارہا کہ کنی شعر حافظ از بر کن
جو کام تو کرے، حافظ کے اشعار کو یاد کر لے

شاه شمشاد قداں خسرو شیریں دہناں
شمشاد جیسے قد والوں کا بادشاہ، شیریں دہن والوں کا شاہ
کہ بمژگاں شکند قلب ہمہ صف شکناں
جو پلکوں سے تمام صف شکنوں کا دل توڑ دے

مست بگذشت و نظر بر من درویش انداخت
مست ہو کر گزرا، اور مجھ فقیر پر نظر ڈالی
گفت کاے چشم و چراغ ہمہ شیریں سخناں ق
بولا اے تمام شیریں کلام والوں کے چشم و چراغ

تا کے از سیم و زرت کیسہ تہی خواہد بود
کب تک چاندی اور سونے سے تیری تھیلی خالی رہے گی
بنده ما شو و برخور ز ہمہ سیم تناں
ہمارا کہنا مان لے اور تمام چاندی جیسے جسم والوں سے نفع اٹھا

کمتر از ذره نہ پست مشو مہر بورز
تو ذرے سے کم نہیں ہے، پست نہ ہو، محبت اختیار کر
تا بخلوتگہ خورشید رسی چرخ زناں
تاکہ آفتاب کی خلوت گاہ میں چکر لگاتا ہوا پہنچ جائے

پیر پیمانہ کش ما کہ روانش خوش باد
ہمارے پیمانہ کش پیر نے خدا کرے اس کی روح خوش ہو
گفت پرہیز کن از صحبت پیماں شکناں
کہا، وعدہ شکنوں کی صحبت سے بچ

دامن دوست بدست آر و ز دشمن بگسل
دوست کا دامن تھام لے، اور دشمن سے قطع تعلق کر لے
ق مرد یزداں شو و ایمن گذر از اہرمناں
مرد خدا بن جا، اور شیطانوں سے بچ کر چل

بر جہاں تکیہ مکن ور قدحے مے داری
دنیا پر بھروسہ نہ کر، اور اگر تیرے پاس ایک پیالہ شراب کا ہے
شادی زہره جبیناں خور و نازک بدناں
تو زہرہ جبینوں اور نازک بدن معشوقوں کی خوشی میں پی

با صبا در چمن لالہ سحر می گفتم
میں نے چمن میں صبح کو صبا سے پوچھتا تھا
کہ شہیدان کہ اند ایں ہمہ خونیں کفناں
کہ یہ خونی کفن والے، کس کے شہید ہیں؟

گفت حافظ من و تو محرم ایں راز نہ ایم
اس نے کہا، اے حافظ میں اور تو اس راز کے محرم نہیں ہیں
از مے لعل حکایت کن و سیمیں ذقناں
سرخ شراب، اور چاندی جیسی ٹھوڑی والوں کی بات کر

http://www.muftbooks.blogspot.com/

شرابِ لعل کش و روئے مہ جبیناں بیں
لعل جیسی شراب پی، اور چاند جیسی پیشانی والوں کا چہرہ دیکھ
خلافِ مذہبِ آناں جمالِ ایناں بیں
ان کے مذہب کے خلاف ان کا حسن دیکھ

بزیرِ دلقِ ملمع کمندہا دارند
نبی کی گدڑی کے نیچے بہت سی کمندیں رکھتے ہیں
درازدستی ایں کوتہ آستیناں بیں
ان چھوٹی آستین والوں کی دراز دستی دیکھ

بخرمنِ دو جہاں سر فرو نمی آرند
دونوں جہان کے کھلیان کے لئے بھی سر نہیں جھکاتے ہیں
دماغِ کبرِ گدایان و خوشہ چیناں بیں
خوشہ چیں، فقیروں کے تکبر دماغ کو دیکھ

گرہ ز ابروئے پُرچیں نمیگشاید یار
پرشکن ابرو سے دوست گرہ نہیں کھولتا ہے
نیازِ اہلِ دل و نازِ نازنیناں بیں
اہلِ دل کی عاجزی اور نازنینوں کے ناز کو دیکھ

حدیثِ عہدِ محبت ز کس نمی شنوم
محبت کے عہد کی بات میں کسی سے نہیں سنتا ہوں
وفائے صحبتِ یاران و ہمنشیناں بیں
دوستوں اور ہم نشینوں کی صحبت کی وفا کو دیکھ

اسیرِ عشق شدن چارۂ خلاصِ من ست
میرے چھٹکارے کی تدبیر، عشق کا قیدی ہو جانا ہے
ضمیرِ عاقبت اندیشِ پیش بیناں بیں
دور اندیشوں کی عاقبت اندیش طبیعت کو دیکھ

غبارِ خاطرِ حافظ بِبرد صیقلِ عشق
عشق کی صیقل نے حافظ کی طبیعت کے غبار کو ختم کر دیا
صفائے نیتِ پاکان و پاک دیناں بیں
پاکوں اور پاک دین والوں کی نیت کی صفائی کو دیکھ

صبح ست ساقیا قدحے پُر شراب کن
اے ساقی! صبح ہے شراب سے ایک پیالہ بھر دے
دورِ فلک درنگ ندارد شتاب کن
آسمان کی گردش دیر نہیں کرتی ہے، جلدی کر

زاں پیشتر کہ عالمِ فانی شود خراب
اس سے پہلے کہ فنا ہونے والا عالم اجڑے
ما را ز جامِ بادۂ گلگوں خراب کن
ہمیں سرخ شراب کے جام سے مست کر دے

خورشیدِ مے ز مشرقِ ساغر طلوع کرد
شراب کا سورج، ساغر کے مشرق سے نکل آیا ہے
گر برگِ عیش میطلبی ترکِ خواب کن
اگر عیش کا سامان چاہتا ہے، نیند کو ختم کر دے

روزیکہ چرخ از گلِ ما کوزہا کند
جس دن آسمان ہماری مٹی سے پیالے بنائے گا
زنہار کاسۂ سرِ ما پُر شراب کن
دیکھنا ہمارے سر کے پیالے کو شراب سے بھر دینا

ما مردِ زہد و توبہ و طامات نیستیم
ہم زہد اور توبہ اور ڈینگوں کے مرد نہیں ہیں
با ما بجامِ بادۂ صافی خطاب کن
صاف شراب کے پیالے کے متعلق ہم سے بات کر

ہمچوں حباب دیدہ بروئے قدح کشائی
بلبلے کی طرح شراب کے رخ پر آنکھ کھول
ویں خانہ را قیاس اساس از حباب کن
اور اس گھر کو بلبلے کی بنیاد پر قیاس کر

ایامِ گل چو عمر برفتن شتاب کرد
موسم بہار نے زندگی کی طرح جانے میں جلدی کی
ساقی بدورِ بادۂ گلگوں شتاب کن
اے ساقی سرخ رنگ کی شراب کے دور میں جلدی کر

کارِ صواب بادہ پرستی ست حافظا
اے حافظ! شراب پرستی صحیح کام ہے
برخیز و روئے عزم بکارِ صواب کن
اٹھ اور صحیح کام کی طرف ارادہ کا منہ کر

http://www.muftbooks.blogspot.com/

فاتحہ چو آمدی بر سرِ خستہ بخواں
جب تو کسی خستہ کے سرہانے آئے تو فاتحہ پڑھ

لب بکشا کہ میدہد لعلِ لبت بمردہ جاں
لب کھول کیونکہ تیرا لعل لب مردہ کو جان بخشتا ہے

آنکہ بپرسش آمد و فاتحہ خواند و میرود
جو عیادت کے لئے آیا اور فاتحہ پڑھ کر جا رہا ہے

گو نفسے کہ روح را میکنم از پیش رواں
دو سانس کہاں ہے تاکہ روح کو اس کے آگے روانہ کر دوں!

اے کہ طبیبِ خستۂ روی زبانِ من ببیں
اے وہ کہ تو زخمی کا طبیب ہے، میرا چہرہ اور زبان دیکھ

کیں دم و دودِ سینہ ام بارِ دلست بر زباں
اس لئے کہ سینہ کا سانس اور دھواں زبان کیلئے دل کا بوجھ ہے

گرچہ تب استخوانِ من کرد ز مہر گرم و رفت
اگرچہ بخار نے میری ہڈیوں کو محبت سے گرم کر دیا اور چلا گیا

ہمچو تبم نمیرود آتشِ مہر از استخواں
محبت کی آگ میری ہڈیوں سے بخار کی طرح نہیں جاتی ہے

باز نشاں حرارتم ز آبِ دو دیدہ و ببیں
دونوں آنکھوں کے پانی سے میری گرمی کو پھر ختم کر دے

نبضِ مرا کہ میدہد ہیچ ز زندگی نشاں
اور میری نبض کو دیکھ کہ زندگی کا کچھ پتہ دیتی ہے!

حالِ دلم چو خالِ تو ہست درو آتشش وطن
میرے دل کا حال تیرے تل کی طرح ہے جس کا وطن آگ ہے

جسمم ازاں دو چشمِ تو خستہ شدست و ناتواں
میرا جسم تیری ان دو آنکھوں سے خستہ اور ناتواں ہو گیا ہے

آنکہ مدام شیشہ ام از پئے عیش دادہ است
جس نے ہمیشہ مجھے عیش جیسی شراب کی بوتل دی ہے

شیشہ ام از چہ میبرد پیشِ طبیب ہر زماں
ہر وقت میرے قارورے کو طبیب کے سامنے کیوں لیجاتا ہے

حافظ از آبِ زندگی شعرِ تو داد شربتم
اے حافظ تیرے شعروں نے مجھے آبِ حیات کا شربت پلایا ہے

ترکِ طبیب کن بیا نسخۂ شعرِ من بخواں
طبیب کو چھوڑ، آ، اور میرے اشعار کی کتاب پڑھ

کرشمۂ کن و بازارِ ساحری بشکن
ادا دکھا دے، اور جادوگری کا بازار ٹھنڈا کر دے

بغمزہ رونقِ بازارِ سامری بشکن
اور آنکھ کے اشارے سے سامری کے بازار کی رونق ختم کر دے

بباد دہ سر و دستارِ عالمے یعنی
ایک جہان کے سر اور دستار کو برباد کر دے یعنی

کلاہ گوشہ بآئینِ دلبری بشکن
گوشۂ کلاہ (ٹوپی) کو معشوقانہ انداز سے ٹیڑھا کر دے

بروں خرام و ببر گوئے خوبی از ہمہ کس
باہر ٹہل، اور سب سے حسن کی بازی جیت لے

سزائے حور بدہ رونقِ پری بشکن
حور کو سزا دے، اور پری کی رونق ختم کر دے

بآہوانِ نظر شیرِ آفتاب بگیر
نگاہ کے ہرنوں کے ذریعہ آفتاب کے شیر کو پکڑ لے

بابروانِ دوتا قوسِ مشتری بشکن
ٹیڑھی ابروؤں کے ذریعہ مشتری کی کمان توڑ دے

چو عطر سائے شود زلفِ سنبل از دمِ باد
ہوا کے چلنے سے جب سنبل کی زلف عطر چھڑکے

تو قیمتش بسرِ زلفِ عنبری بشکن
تو اس کی قیمت عنبری زلف سے گھٹا دے

بزلف گوئی کہ آئینِ سرکشی بگذار
زلف سے کہہ دے کہ سرکشی کا طریقہ چھوڑ دے

بغمزہ گوئی کہ قلبِ ستمگری بشکن
ادا سے کہہ دے کہ ستمگری کے دل کو توڑ دے

چو عندلیبِ فصاحت فروش شد حافظ
اے حافظ بلبل جیسی فصاحت فروش ہو گیا

تو رونقش بسخن گفتنِ دری بشکن
تو فارسی کلام کہکر اس کی رونق گھٹا دے

سے تیرے لعل جیسے ہونٹ مسیحا ہونے کی تاثیر رکھتے ہیں کہ اس سے مردہ زندہ ہو جاتا ہے۔ لینا میری تربت پر آکر فاتحہ پڑھ دینا۔
سے محبوب فاتحہ پڑھ کر واپس ہو رہا ہے میرے پاس اب جان نہیں ورنہ پیچھے روانہ کر دیتا۔
سے طبیب نبض اور زبان دیکھ کر مرض کی تشخیص کرتے ہیں۔
سے محبت کی گرمی نے بخار کی گرمی تو ختم کر دی لیکن اب اس گرمی سے شفا کی امید نہیں ہے۔
سے معشوق کا تل جیسا ... کی آگ میں ہے اور میرا دل بھی آگ میں ہے۔
سے میرا علاج شیشۂ شراب سے متعلق ہے لیکن قارورہ کی شیشی ...
سے معشوق ادا سے ... اور اس کا جادو ... سامری شعبدہ باز جادوگر ... جس نے جادو کا بچھڑا بنا کر بنی اسرائیل کو گمراہ کر دیا تھا جبکہ حضرت موسیٰ کوہ طور پر گئے ہوئے تھے۔
سے کج کلاہی کے ساتھ ... ہو جائے گا۔
سے ... پیچ و تاب ...

سے شیر آسمان کا برج اسد کو کہا جاتا ہے مشتری ستارے کو ... کمان لئے دکھایا جاتا ہے محبوب کی آنکھوں کو ہرن سے تعبیر کیا گیا ہے۔ سے حافظ کے اشعار کے مقابل بلبل کی فصاحت ...

http://www.muftbooks.blogspot.com/

گلبرگ را ز سنبل مشکیں نقاب کن
پھول کی پتی پر مشکیں سنبل کا نقاب ڈال دے
یعنی کہ رخ بپوش و جہانے خراب کن
یعنی چہرہ چھپا لے اور دنیا کو ویران کر دے

بکشا بعشوہ نرگس مست و خراب را
ادا سے بدمست و مخمور نرگس کو کھول دے
وز رشک چشم نرگس رعنا پر آب کن
اور رشک سے نرگس رعنا کی آنکھ کو آنسو سے بھر دے

بفشاں عرق ز چہرہ و اطراف باغ را
چہرے سے پسینہ چھڑک دے اور باغ کے اطراف کو
چوں شیشہائے دیدۂ ما پر گلاب کن
ہماری آنکھوں کے شیشوں کی طرح گلاب سے بھر دے

بوئے بنفشہ بشنو و زلف نگار گیر
بنفشہ کی خوشبو سونگھ اور معشوق کی زلف تھام
بنگر برنگ لالہ و عزم شراب کن
لالے کے رنگ کو دیکھ، اور شراب کا ارادہ کر

زانجا کہ رسم و عادت عاشق کشی تست
چونکہ تیری عادت اور رسم عاشق کشی ہے
شمشیر کیں بخون دل ما خضاب کن
کینے کی تلوار کو ہمارے دل کے خون سے رنگ دے

ما بخت خویش و خوئے ترا آزمودہ ایم
ہم نے اپنا نصیبہ، اور تیری عادت آزمائی ہے
با دشمناں قدح کش و با ما عتاب کن
دشمنوں کے ساتھ پیالہ پی، اور ہم پر عتاب کر

حافظ وصال می طلبد از رہ دعا
حافظ، دعا کے ذریعہ وصل چاہتا ہے
یارب دعائے خستہ دلاں مستجاب کن
اے خدا! خستہ دلوں کی دعا قبول فرما

ما سر خوشیم بادۂ ما در پیالہ کن
ہم سرمست ہیں، ہماری شراب پیالہ میں ڈال دے
بدمست را بغمزۂ ساقی حوالہ کن
مدہوش کو، ساقی کے اشارۂ چشم کے حوالے کر دے

در جام ماہ بادۂ چوں آفتاب ریز
چاند کے جام میں سورج جیسی شراب ڈال دے
بر روئے روز سنبل مشکیں کلالہ کن
دن کے چہرے پر مشکیں زلف والا سنبل ڈال دے

اے پیر خانقہ بخرابات شو دمے
اے خانقاہ کے بوڑھے تھوڑی دیر کے لیے شراب خانہ میں جا
غسلے بر آر و توبۂ ہفتاد سالہ کن
نہا، اور ستر سالہ توبہ کر

صوفی بگریہ چہرۂ مجلس بشو چو شمع
اے صوفی: شمع کی طرح گریہ سے مجلس کا چہرہ دھو
آہنگ رقص ما ہمہ از آہ و نالہ کن
آہ و نالہ کے ساتھ ہم سب کے رقص کا قصد کر

گر نو عروس عشق در آید بعقد تو
اگر عشق کی دلہن تیرے نکاح میں آئے
مہر دو کون حافظش اندر قبالہ کن
تو اے حافظ! دونوں جہانوں کا مہر اس کے قبالہ میں لکھ دے

مرغ دلم طائریست قدسی عرش آشیاں
میرا مرغ دل قدسی پرندہ ہے جس کا آشیانہ عرش ہے
از قفس تن ملول سیر شدہ از جہاں
بدن کے پنجرے سے رنجیدہ، دنیا سے دل بھرا ہوا

از در ایں خاکداں چوں بپرد مرغ ما
اس خاکدان کے در سے جب ہمارا پرندہ اڑے گا
باز نشیں کند بہ سر آں آشیاں
اس گھونسلے پر پھر اپنا ٹھکانا بنا دے گا

۱ گلبرگ سے چہرہ اور سنبل مشکیں سے زلفیں مراد ہیں۔
۲ چونکہ تیری عادت ہی عاشق کشی ہے لہذا مناسب ہے ہمارے خون سے تلوار رنگ لے۔
۳ سرخوش وہ کہلاتا ہے جس کو نشہ ہو
۴ عرف سرور ہو۔ بدمست شدہ ہوش کھو بیٹھے
۵ ستر سال عمر جو خانقاہ میں گذری ہے اس سے توبہ کر۔
۶ عشق کی دولت دونوں جہان خرچ کر کے حاصل ہو جائے تو بھی غنیمت ہے۔
۷ میرا دل عالم قدس کا پرندہ ہے دنیا سے تنگ آ گیا ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

چوں پرد زیں جہاں سدہ بود جائے او
جب اس جہان سے اڑے گا، اس کی جگہ سدرہ ہوگی

تکیہ گہ باز ما کنگرۂ عرش داں
ہمارے باز کے بیٹھنے کی جگہ، عرش کا کنگرہ سمجھ

سایۂ دولت فتد بر سر عالم بسے
دنیا کے سر پر بہت زیادہ دولت کا سایہ پڑے گا

گر بزند مرغ ما بال و پرے در جہاں
اگر دنیا میں ہمارا پرندہ کہیں پر پھیلا جائے گا

در دو جہانش مکاں نیست بجز فوق عرش
دونوں جہان میں اس کا مکان نہیں ہے سوائے عرش کی بلندی کے

کان وے از معرفت جائے وے از لامکاں
اس کی کان معرفت ہے، اس کی جگہ لامکاں ہے

عالم علوی بود جلوہ گہِ مرغ ما
ہمارے پرندہ کی جلوہ گاہ عالم بالا ہے

آبخور او بود گلشن باغ جناں
اس کے پانی کا گھاٹ جنتوں کے باغ کا گلشن ہے

چوں دم وحدت زنی حافظ شوریدہ حال
اے شوریدہ حال حافظ جبکہ تو وحدت کا دم بھرتا ہے

خامۂ توحید کش بر ورق انس و جاں
انسانوں اور جنوں کے ورق پر توحید کا قلم پھیر

منم کہ شہرۂ شہرم بعشق ورزیدن
میں وہ ہوں کہ عشق اختیار کرنے میں تمام شہر میں مشہور ہوں

منم کہ دیدہ نیالودہ ام بہ بد دیدن
میں وہ ہوں جس نے برا دیکھنے سے اپنی آنکھ کو گندہ نہیں کیا

وفا کنیم و ملامت کشیم و خوش باشیم
ہم وفا کرتے ہیں ملامت برداشت کرتے ہیں اور خوش رہتے ہیں

کہ در طریقت ما کافری ست رنجیدن
اس لئے کہ ہماری طریقت میں رنجیدہ ہونا کفر ہے

بمے پرستی از آں نقش خود برآب زدم
شراب نوشی سے میں نے اپنے آپ کو اس لیے نقش برآب بنایا ہے

کہ تا خراب کند نقش خود پرستیدن
تاکہ وہ خود پرستی کے نقش کو صاف کر دے

بہ پیر میکدہ گفتم کہ چیست راہِ نجات
میں نے میکدہ کے پیر سے پوچھا کہ نجات کا راستہ کیا ہے

بخواست جام مے و گفت بادہ نوشیدن
اس نے شراب کا جام منگایا، اور کہا شراب پینا

عناں بمیکدہ خواہیم تافت زیں مجلس
ہم اس مجلس سے میکدہ کی طرف باگ موڑیں گے

کہ وعظ بے عملاں واجب است نشنیدن
اس لئے کہ بے عملوں کا وعظ نہ سننا واجب ہے

مراد ما ز تماشائے باغ عالم چیست
دنیا کے باغ کی سیر سے ہمارا کیا مقصد ہے؟

بدست مردم چشم از رخ تو گل چیدن
آنکھوں کی پتلیوں کے ذریعہ تیرے رخسار سے پھول چننا

برحمت سر زلف تو واثقم ورنہ
میں تیری زلف کے کرم سے واثق ہوں ورنہ

کشش نبود ز آں سو چہ سود کوشیدن
جب ادھر سے کشش نہ ہو، کوشش کرنے سے کیا فائدہ

ز خط یار بیاموز مہر با رخ خوب
حسین رخ کی محبت، یار کے خط سے سیکھ لے

کہ گرد عارض خوباں خوش ست گردیدن
حسینوں کے رخسار کے گرد چکر کاٹنا بہت خوب ہے

مبوس جز لب معشوق و جام مے حافظ
اے حافظ معشوق کے ہونٹ اور شراب کے جام کے سوا کچھ نہ چوم

کہ دست زہد فروشاں خطاست بوسیدن
اس لئے کہ زہد فروشوں کا ہاتھ چومنا غلطی ہے

ے عالم بالا ہے یعنی عرش کے کنگرہ سے پرواز آشیانہ بنائے گا۔
ے نور کو ہما قرار دیا ہے جس کا سایہ پڑنے سے سلطنت حاصل ہوتی ہے۔

ے میری آنکھ نے صرف لوگوں کی بھلائی کو دیکھا ہے کسی کی برائی کو میں نہیں دیکھتا ہوں۔
ے شراب کی مستی کے ذریعہ میں اپنی خودی کو فنا کرتا ہوں۔
ے میں دنیا کی ہر چیز میں اسی کا جلوہ نظر آتا ہے۔

ے معشوق کا سبزہ خط معشوق کے رخسار کا عاشق ہے۔
ے زہد فروشوں کی دست بوسی گناہ ہے، معشوق اور جام کی لب بوسی چاہئے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

میسوزم از فراقت روے از جفا بگرداں
ہجراں بلائے ما شد یارب بلا بگرداں

[illegible]

مہ جلوہ می نماید بر سبز خنگ گردوں
تا او بسر در آید بر رخش پا بگرداں

چاند آسمان کے سبز گھوڑے پر جلوہ نمائی کر رہا ہے — گھوڑے پر سوار ہو تا کہ وہ اوندھا گرے

یغمائے عقل و دیں را بیروں خرام سرمست
بر سر کلاہ بشکن در بر قبا بگرداں

عقل اور دین کی لوٹ مار کے لیے مست ہو کر باہر نکل — سر پر ٹوپی ٹیڑھی کر لے، بدن پر قبا الٹ دے

مرغول را بگرداں یعنی برغم سنبل
گرد چمن بخورے ہمچوں صبا بگرداں

[illegible]

اے نور چشم مستاں در عین انتظارم
چنگ حزین و جامے بنواز یا بگرداں

[illegible] — غمگین چنگ کو چھیڑ یا جام کو گردش میں لا

دوراں چو می نویسد بر عارضت جہاں خط
یارب نوشتۂ بد از یار ما بگرداں

زمانہ چونکہ معشوقوں کے رخسار پر خط لکھتا ہے — اے خدا! بری لکھائی کو ہمارے یار سے پھیر دے

حافظ ز خوبرویاں قسمت جز ایں قدر نیست
گر نیستت رضائے حکم قضا بگرداں

اے حافظ حسینوں سے تیری تقدیر میں اتنا ہی ہے — اگر تیری رضا مندی نہیں ہے تو تقدیر کا حکم پھیر دے

نکتۂ دلکش بگویم خال آں مہرو ببیں
عقل و جاں را بستۂ زنجیر آں گیسو ببیں

[illegible] — عقل اور جان کو اس گیسو کی زنجیر میں بندھا ہوا دیکھ

عیب دل کردم کہ وحشی طبع و ہر جائی مباش
گفت چشم نیم مست و غمزۂ آں آہو ببیں

میں نے دل پر عیب لگایا کہ وحشی طبع اور ہرجائی نہ بن — اس نے کہا اس ہرن کی نیم مست آنکھ اور غمزہ دیکھ

عاشقان آفتاب از دلبر ما غافل اند
اے نصیحت گو خدا را روے ما و رو ببیں

سورج کے عاشق ہمارے معشوق سے بے خبر ہیں — اے نصیحت گر! خدا کے لیے [illegible] اور چہرہ دیکھ

لرزہ بر اعضائے مہر از رشک آں مہرو نگر
نافہ را خوں در جگر زاں زلف عنبر بو ببیں

سورج کے اعضا پر اس مہرو کے رشک سے لرزہ دیکھ — نافہ کے جگر میں اس عنبر کی سی خوشبو والی زلف سے خون دیکھ

حلقۂ زلفش تماشا خانۂ باد صباست
جان صد صاحبدل آنجا بستۂ یک مو ببیں

اس کی زلف کا حلقہ، باد صبا کی تماشا گاہ ہے — سو صاحبدلوں کی جان اس جگہ ایک بال میں بندھی ہوئی دیکھ

زلف دلبندش صبا را بند در گردن نہد
با ہواداران رہرو حیلۂ ہندو ببیں

اس کی دلبند زلف، صبا کی گردن میں پھندا ڈالتی ہے — عاشق، مسافروں کے ساتھ ہندو کا داؤ دیکھ

آنکہ من در جستجویش از خرد بیروں شدم
کس ندیدست و نبیند مثلش از ہر سو ببیں

وہ جس کی تلاش میں، میں عقل سے بیگانہ ہو گیا — اس جیسا کسی نے نہیں دیکھا اور نہ دیکھے گا، ہر طرف دیکھ

از مراد شاہ منصور اے فلک رخ بر متاب
تیزی شمشیر بنگر نیروئے بازو ببیں

اے آسمان! شاہ منصور کی مراد سے روگردانی نہ کر — تلوار کی تیزی دیکھ، بازو کی قوت دیکھ

[illegible]

http://www.muftbooks.blogspot.com/

حافظ اگر در گوشۂ محراب می‌نالد رواست
اگر حافظ اس کی محراب کے گوشہ میں نالہ کرتا ہے تو درست ہے

اے نصیحت گو خدا را آں خم ابرو ببیں
اے نصیحت گر! خدا کے لیے ابرو کے اس خم کو دیکھ

یارب آں آہوئے مشکیں بختن باز رساں
اے خدا! اس مشکیں ہرن کو، ختن میں واپس پہونچا

واں سہی سرو رواں را بچمن باز رساں
اور اس سیدھے سرو رواں کو چمن میں واپس پہونچا

دل آزردۂ ما را بہ نسیمے بنواز
ہمارے آزردہ دل کو، ایک نسیم سے نواز

یعنی آں جان ز تن رفتہ بتن باز رساں
یعنی اس جسم سے نکلی ہوئی جان کو جسم میں واپس پہونچا

ماہ و خورشید بامر تو بمنزل چو رسند
چونکہ تیرے حکم سے چاند اور سورج منزل تک پہونچتے ہیں

یار مہ روئے مرا نیز بمن باز رساں
میرے چاند جیسے چہرے والے معشوق کو بھی مجھ تک پہونچا

سخن اینست کہ ما بے تو نخواہیم حیات
بات یہ ہے کہ ہم تیرے بغیر زندگی کے خواہاں نہیں ہیں

بشنو اے پیک سخن گیر و سخن باز رساں
اے پیغام لینے والے، قاصد سن، اور پھر جواب پہونچا

سنگ و گل گشت عقیق از اثر گریۂ من
میرے رونے کے اثر سے، پتھر، اور مٹی عقیق بن گئے

یارب آں گوہر رخشاں بیمن باز رساں
اے خدا! اس چمکدار گوہر کو یمن میں واپس پہونچا

برو اے طائر میمون ہمایوں طلعت
اے مبارک اور بابرکت چہرے والے پرندے جا

پیش عنقا سخن از زاغ و زغن باز رساں
عنقا کے پاس کوّے اور چیل کی بات پھر پہونچا

آنکہ بودے وطنش دیدۂ حافظ یارب
جس کا وطن حافظ کی آنکھ تھی اے خدا!

بمرادش ز غریبی بوطن باز رساں
اس کو با مراد، سفر سے وطن تک واپس پہونچا

ردیفِ واو

اے آفتاب آئینہ دار جمال تو
اے وہ کہ آفتاب، تیرے جمال کا آئینہ دار ہے

مشک سیاہ مجمرہ گردان خال تو
سیاہ مشک، تیرے تل کو دھونی دینے والا ہے

اے نو بہار ما رخ فرخندہ فال تو
اے کہ ہماری نو بہار تیرا مبارک فال والا چہرہ ہے

شرح کار نامۂ خوبی جمال تو
تیرا جمال، حسن کے کارنامہ کی شرح ہے

صحن سرائے دیدہ بشستم ولے چہ سود
میں نے آنکھوں کا صحن سرائے دھویا لیکن کیا فائدہ

کایں گوشہ نیست در خور خیل خیال تو
چونکہ یہ گوشہ تیرے خیال کے لشکر کے مناسب نہیں ہے

مطبوع تر ز روئے تو صورت نبست ہیچ
تیرے چہرے سے زیادہ پسندیدہ، کوئی صورت نہیں بنائی

طغرا نویس ابروئے مشکیں مثال تو
تیرے مشکیں مثال ابرو کے طغرا نویس نے

در اوج ناز و نعمتی اے پادشاہ حسن
اے حسن کے بادشاہ تو ناز و نعمت کی بلندی پر ہے

یارب مباد تا بقیامت زوال تو
خدا کرے، قیامت تک تیرا زوال نہ ہو

ا؎ یہ غزل خواجہ صاحب نے کسی دوست کے سفر میں چلے جانے پر کہی ہے۔
ا؎ خدا کے حکم سے چاند اور سورج بھی اپنی منزل تک پہونچتے ہیں معشوق کو بھی وہاں تک پہونچا دے گا۔
ا؎ یمن عقیق کے لیے مشہور ہے۔
ا؎ عقیق یمنی میرے سرخ آنسوؤں سے پیدا ہوا ہے۔
ا؎ وہ دوست میری آنکھوں میں رہتا تھا
ا؎ مجمرہ انگیٹھی، مجمرہ گردان دھونی دینے والا
ا؎ تجھ تو کس کے لیے میں نے اپنی آنکھیں دھوئیں لیکن وہ اس قابل کہاں کہ اس میں تیری تصویر نزول کر سکے

http://www.muftbooks.blogspot.com/

تا پیشوائے بخت درآمد تہنیت کناں
جب نصیب کی پیشوائی میں مبارکباد دیتا ہوا جاؤں

کو مژدۂ ز مقدم عید وصال تو
تیرے وصال کی عید کے آنے کی خوشخبری کہاں ہے

تا آسمان ز حلقہ بگوشان ما شود
تاکہ آسمان ہمارے حلقہ بگوشوں میں ہو جائے

کو عشوۂ ز ابروئے ہمچوں ہلال تو
تیرے ہلال جیسے ابروؤں کی ادا کہاں ہے!

در چین زلفش اے دل مسکیں چگونۂ
اے مسکین دل! تو اس کی زلف کے پیچ میں کیسا ہے

کآشفتہ گفت باد صبا شرح حال تو
کہ باد صبا نے تیرے حال کی تفصیل پریشان بتائی

برخاست بوئے گل ز در آشتی درآئی
پھول کی خوشبو جاگ گئی ہے، صلح کے راستے سے آجا

اے نو بہار ما رخ فرخندہ فال تو
اے کہ! تیرا مبارک فال والا چہرہ ہماری نوبہار ہے

در صدر خواجہ عرض کدامیں جفا کنم
خواجہ کے دربار میں کون کونسی جفا بیان کروں

شرح نیازمندی دل یا ملال تو
دل کی نیازمندی کی شرح، یا تیرا رنجیدہ ہونا

آں نقطۂ سیاہ کہ آمد مدار نور
وہ کالا نقطہ، جو نور کا مدار ہے

عکسیست در حدیقۂ بینش ز خال تو
تیرے تل کا ایک عکس ہے، آنکھ کے باغ میں

حافظ دریں کمند سر سرکشاں بسے ست
اے حافظ اس کمند میں بہت سے سرکشوں کے سر ہیں

سودائے کج مپز کہ نباشد مجال تو
بیہودہ خیال نہ پکا، کہ تیری طاقت نہیں ہے

اے پیک راستان خبر سرو ما بگو
اے سچوں کے قاصد! ہمارے سرو کی خبر بتا

احوال گل بہ بلبل دستانسرا بگو
پھول کے احوال، داستان گو بلبل کو بتا

ما محرمان خلوت انسیم غم مخور
ہم محبت کی خلوت کے محرم ہیں، غم نہ کھا

با یار آشنا سخن آشنا بگو
آشنا کی باتیں، آشنا دوست سے کہہ

دلہا ز دام طرہ چو بر خاک می فشاند
زلف کے جال سے جب وہ دلوں کو خاک پر جھاڑتا تھا

با آں غریب ما چہ گذشت اے صبا بگو
اے صبا! بتا، ہمارے مسافر پر کیا گزری؟

بر ہم چو میزد آں سر زلفین مشکبار
جب وہ دونوں مشکیں زلفیں ہلتی تھیں

با ما سر چہ داشت ز بہر خدا بگو
اس کا ہمارے بارے میں کیا خیال ہوتا تھا خدا کے لئے بتا

گر دیگرت بر آں در دولت گذر فتد
اگر تیرا دوبارہ اس در دولت پر گذر ہو

بعد از ادائے خدمت و عرض دعا بگو
آداب بجا لانے، اور دعا کے بعد کہہ

ق

ہر کس کہ گفت خاک در دوست توتیاست
جس نے یہ کہا کہ دوست کے در کی خاک توتیا ہے

گو ایں سخن معاینہ در چشم ما بگو
کہہ کہ یہ بات علانیہ ہماری آنکھوں کے سامنے کہے

مرغ چمن بموئے من دوش میگریست
بلبل، کل میری آہ و زاری پر رو رہی تھی

آخر تو واقفی کہ چہ رفت اے صبا بگو
اے صبا تو واقف ہے، بتا کیا ہوا؟

در راہ عشق فرق غنی و فقیر نیست
عشق کی راہ میں، مالدار اور فقیر کا فرق نہیں ہے

اے پادشاہ حسن سخن با گدا بگو
اے حسن کے بادشاہ! فقیر سے بات کر

ـ تیرے وصال کی مژدہ ... اپنے نصیب کی پیشوائی ... مبارکباد پیش کرتا ہوا جاؤں۔
ـ آسمان اپنے چاند پر فخر کرتا ہے ...
ـ موسم بہار آگیا ہے ...
ـ ہماری آنکھ کی پتلی کا کالا نقطہ تیرے تل کا عکس ہے۔

آں مے کہ در سبو دلِ صوفی بعشوہ بُرد
وہ شراب جو صراحی میں ہے جس نے اداسے صوفی کا دل لے لیا
کے در قدح کرشمہ کند ساقیا بگو
اے ساقی بتا وہ پیالہ میں کب ناز دکھائے گی؟

آنکس کہ منع ما ز خرابات می کند
جو شخص ہمیں خرابات سے منع کرتا ہے
گو در حضورِ پیرِ من ایں ماجرا بگو
اس سے کہہ کہ میرے پیر کی موجودگی میں یہ بات کہے

جاں پرورست قصۂ اربابِ معرفت
معرفت والوں کا قصہ، جان پرور ہے
رمزے از و بپرس و حدیثے بیا بگو
اس کا کوئی نکتہ معلوم کر، اور حدیث کوئی آ کر بیان کر

ہر چند ما بدیم تو ما را بداں مگیر
اگرچہ ہم برے ہیں، لیکن اس پر ہماری گرفت نہ کر
شاہانہ ماجرائے گناہِ گدا بگو
شاہانہ انداز پر، فقیر کے قصور سے درگزر کر

بر ایں فقیر نامۂ آں محتشم بخواں
اس فقیر کے سامنے اس باحشمت کا لکھا پڑھ
با ایں گدا حکایتِ آں پادشا بگو
اس فقیر سے اس بادشاہ کا قصہ بیان کر

حافظ گرت بمجلسِ او راہ میدہند
اے حافظ! اگر تجھے اس کی محفل میں جانے دیں
مے نوش و ترکِ زرق برائے خدا بگو
شراب نوشی کر، اور خدا کے لیے مکاری چھوڑ دے

اے خونبہائے نافۂ چیں خاکِ راہِ تو
اے وہ کہ تیرے راستہ کی خاک، چین کے نافہ کا خوں بہا ہے
خورشید سایہ پرورِ طرفِ کلاہِ تو
سورج، تیری ٹوپی کے گوشہ کے سایہ کا پروردہ ہے

نرگس کرشمہ میبرد از حد برو ل خرام
نرگس حد سے زیادہ اداؤں دکھاتی ہے، باہر ٹہل
اے جاں فدائے شیوۂ چشمِ سیاہِ تو
اے وہ کہ جان، تیری کالی آنکھ کی ادا پر قربان ہے

خونم بخور کہ ہیچ ملک با چنیں جمال
میرا خون پی لے، اس لیے کہ ایسے حسن کے ہوتے ہوئے کوئی فرشتہ
از دل نیایدش کہ نویسد گناہِ تو
دل سے اس پر راضی نہ ہوگا کہ تیرا گناہ لکھے

آرام و خوابِ خلقِ جہاں را سبب توئی
مخلوق کے آرام، اور نیند کا تو ہی سبب ہے
زاں شد کنارِ دیدہ و دل تکیہ گاہِ تو
اس لیے آنکھ، اور دل کی گود، تیری تکیہ گاہ ہے

با ہر ستارۂ سرو کار است ہر شبم
مجھے ہر رات میں ہر ستارہ سے سروکار رہے
از حسرتِ فروغِ رخ ہمچو ماہِ تو
تیرے چاند جیسے چہرہ کے نور کی حسرت کی وجہ سے

یارانِ ہمنشیں ہمہ از ہم جدا شدند
ہمنشیں دوست، سب ایک دوسرے سے جدا ہو گئے
ماییم و آستانۂ دولت پناہِ تو
ہم ہیں اور تیرا دولت پناہ آستانہ

یارِ بداں مباش کہ مانند بختِ نیک
بروں کا دوست نہ بن، تو اچھے نصیب کی طرح
یارِ تو باد ہر کہ بود نیک خواہِ تو
تیرا وہی دوست ہو، جو تیرا نیک خواہ ہو

فردائے روزِ حشر کہ عرضِ خلائق ست
کل حشر کے دن جبکہ مخلوق کی پیشی ہے
باشد دراں میان کہ افتد نگاہِ تو
شاید ایسا ہو کہ اس درمیان میں تیری نگاہ مجھ پر پڑ جائے

حافظ طمع مبر ز عنایت کہ عاقبت
اے حافظ! مہربانی سے، امید قطع نہ کر کہ اس نے کام آخر
آتش زند بخرمنِ غم دودِ آہِ تو
تیری آہ کا دھواں غم کے کھلیان میں آگ لگا دے گا

شیخ اسپ پیر کے پاس پہنچے گا تو اس کی کرامت سے خود بھی خراباتی بن جائے گا۔
معرفت والوں سے معرفت کے رموز دریافت کرکے بیان کر۔
بادشاہ گدا کی باتوں پر گرفت نہیں کرتے ہیں تو بھی ہمارے ساتھ یہی سلوک کر۔
تیرے راستہ کی خاک اتنی قیمتی ہے کہ نافہ چین کے خون کا بدلہ ہے۔
تیرے حسین چہرے کی بنا پر فرشتے بھی تیرے گناہ نہیں لکھیں گے۔
شب بیداری اور اختر شماری کر کے یہ سوچ کہ قیامت کے دن تیری نظر پڑ جائے تو سب مشکلیں حل ہو جائیں گی۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

اے قبائے پادشاہی راست بر بالائے تو
اے وہ کہ بادشاہی قبا تیرے قد پر موزوں ہے
زینتِ تاج و نگیں از گوہرِ والائے تو
تاج، اور نگینہ کی رونق تیرے بلند جوہر سے ہے

آفتابِ فتح را ہر دم طلوعے میدہد
فتح مندی کے سورج کو ہر وقت ایک طلوع بخشتا ہے
از کلاہِ خسروی رخسارِ مہ سیمائے تو
تیرا چاند جیسا رخسار، شاہی تاج سے

جلوہ گاہِ طائرِ اقبال گردد ہر کجا
اقبال کے پرندہ کی جلوہ گاہ بن جاتی ہے وہ جگہ
سایہ اندازد ہمائے چترِ گردوں سائے تو
جہاں تیرا آسمان سے لگنے والا چتر کا ہما سایہ ڈال دے

از رسومِ شرع و حکمت با ہزاراں اختلاف
ہزاروں اختلاف کے باوجود شریعت اور دانائی کے طریقوں کا
نکتۂ ہرگز نشد فوت از دلِ دانائے تو
ایک نکتہ بھی تیرے دانا دل سے نہیں چھوٹا ہے

آبِ حیوانش ز منقارِ بلاغت میچکد
اس کی بلاغت کی چونچ سے آبِ حیات ٹپکتا ہے
طوطیِ خوش لہجہ یعنی کلکِ شکر خائے تو
خوش لہجہ طوطی، یعنی تیرے شکر چبانے والے قلم سے

گرچہ خورشیدِ فلک چشم و چراغِ عالم است
اگرچہ آسمان کا سورج دنیا کا چشم و چراغ ہے
روشنائی بخشِ چشمِ اوست خاکِ پائے تو
تیرے پیر کی خاک اس کی آنکھ کو روشنی بخشنے والی ہے

آنچہ اسکندر طلب کرد و ندادش روزگار
جو چیز سکندر نے چاہی، اور زمانہ نے اس کو نہ دی
جرعۂ بود از زلالِ جامِ جاں افزائے تو
وہ تیرے جان کو بڑھانے والے جام کے زلال کا ایک گھونٹ تھا

عرضِ حاجت در حریمِ حرمتت محتاج نیست
تیری حرمت کے محل میں حاجت کو پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے
رازِ کس مخفی نماند بر فروغِ رائے تو
تیری رائے کے نور سے کسی کا راز چھپا ہوا نہیں رہتا ہے

خسروا پیرانہ سر حافظ جوانی میکند
اے بادشاہ! بڑھاپے میں حافظ جوانی کرتا ہے
برامیدِ عفوِ جاں بخشِ گنہ فرسائے تو
تیری جان بخشنے والی، گناہ کو مٹا دینے والی معافی کی امید پر

اے در چمنِ خوبی رویت چو گلِ خودرو
اے وہ کہ حسن کے چمن میں تیرا چہرہ خودرو پھول کی طرح ہے
چینِ شکنِ زلفت چوں نافۂ چیں خوشبو
تیری زلف کی شکن چین کے نافہ کی طرح خوشبودار ہے

ماہ است رخت یا روز مشک است خطت یا شب
تیرا چہرہ چاند ہے یا دن، تیرا خط مشک ہے یا رات
سیم است برت یا عاج سنگ است دلت یا رو
تیرا جسم چاندی ہے یا ہاتھی دانت، تیرا دل پتھر ہے یا کانسی

لعلت بہ پرنداں بشکست لبِ پستہ
تیرے ہونٹ کے لعل نے دانتوں سے پستہ کے لب کو توڑ دیا
زلفت بخمِ چوگاں بربود دلم چوں گو
تیری زلف نے چوگان کے خم سے میرے دل کو گیند کی طرح اڑا لیا

آں رائحۂ زلفت یا نکہتِ عنبر
وہ زلف کی خوشبو ہے، یا عنبر کی مہک
یا غالیہ میساید در باغچۂ حسنِ او
یا اس کے حسن کے باغیچہ میں غالیہ کو رگڑا جا رہا ہے

گفتی سخنِ خود را با یار بباید گفت
تو نے کہا اپنی بات دوست سے کہنی چاہئے
اے کاش توانستم گفتن سخنے با او
اے کاش! میں کوئی بات اس سے کہہ سکتا

بدگوئے تو آں باشد کز یار کند منعت
تیرا بدگو وہ ہوگا جو تجھے دوست سے روکے
گر یار نکو باشد مشنو سخنِ بدگو
اگر دوست اچھا ہو، تو بدگو کی بات نہ سن

۱ تاج اور نگین کی رونق تیری ذات سے ہے
۲ رخسار کو آفتاب اور کلاہ کو خسروی کا مطلع قرار دیا ہے۔
۳ چترِ شاہی کو ہما قرار دیا ہے۔ جس طرح یہ ہے کہ جس پر اس کا سایہ پڑ جائے وہ بادشاہ بن جاتا ہے۔
۴ شریعت اور حکمت کے مسئلوں میں اگرچہ بہت سے اختلافات ہیں لیکن اس کی نظر ہر پہلو پر ہے۔
۵ قلم کو طوطی سے تشبیہ دی ہے اور مداد کو آبِ حیات قرار دیا ہے۔
۶ سکندر جس آبِ حیات کی طلب میں ظلمات میں گیا وہ تیرے جام کا ایک گھونٹ ہے۔
۷ چہرہ کو خودرو پھول سے تشبیہ دی اور زلف کی خوشبو کو چین کے نافہ سے۔
۸ چہرہ کو چاند اور دن سے، خط کو مشک اور رات سے، جسم کو چاندی اور ہاتھی دانت سے، دل کو پتھر اور کانسی سے تشبیہ دی ہے
۹ غالیہ اس خوشبو کو کہا جاتا ہے جو مشک وغیرہ کے ملانے سے بنایا جاتا ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

با ما بہ ازیں میاش تا راز نگردد فاش — نبود بد اگر باشی با دل شدگاں نیکو
ہمارے ساتھ تو اس سے اچھا معاملہ کر تاکہ راز نہ کھلے — اگر عاشقوں کے ساتھ تو بھلائی کریگا، تو کوئی برائی نہ ہوگی

استادِ غزل سعدی ست پیش ہمہ کس اما
سب کی نظر میں، سعدی غزل کا استاد ہے لیکن
دارد سخنِ حافظ طرزِ سخنِ خاجو
حافظ کا کلام، خاجو کے کلام کا انداز رکھتا ہے

بجانِ پیرِ خرابات و حقِ صحبتِ او — کہ نیست در سرِ من جز ہوائے خدمتِ او
پیرِ خرابات کی جان، اور اس کے حقِ صحبت کی قسم — کہ میرے سر میں اس کی خدمت کی خواہش کے سوا کچھ نہیں ہے

بہشت اگرچہ نہ جائے گناہگاران ست — بیار بادہ کہ مستظہرم برحمتِ او
بہشت، اگرچہ گنہگاروں کی جگہ نہیں ہے — شراب لا، اس لیے کہ مجھے اس کی رحمت پر بھروسہ ہے

چراغِ صاعقہ آں شراب روشن باد — کہ زد بخرمنِ من آتشِ محبتِ او
خدا کرے اس شراب کی بجلی کا چراغ روشن رہے — جس نے میرے کھلیان میں اس کی محبت کی آگ لگادی ہے

بر آستانۂ میخانہ گر سرے بینی — مزن بپائے کہ معلوم نیست نیتِ او
اگر میخانہ کی چوکھٹ پر تو کوئی سر دیکھے — اس کو ٹھوکر نہ مار، اس لیے کہ اس کی نیت معلوم نہیں ہے

بیار بادہ کہ دوشم سروشِ عالمِ غیب — نوید داد کہ عام ست فیضِ رحمتِ او
شراب لا، اس لیے کہ کل مجھکو عالمِ غیب کے فرشتے نے — خوشخبری دی ہے کہ اس کی رحمت کا فیض عام ہے

مکن بچشمِ حقارت نگاہ بر منِ مست — کہ نیست معصیت و زہد بے مشیتِ او
مجھ مست پر، حقارت سے نگاہ نہ ڈال — اس لیے کہ گناہ اور زہد اس کی مشیت کے بغیر نہیں ہے

نمیکند دلِ من میل زہد و توبہ ولے — بنامِ خواجہ بکوشیم و فرِ دولتِ او
میرا دل، زہد اور توبہ کی طرف میلان نہیں کرتا ہے لیکن — خواجہ اور اس کی دولت کے دبدبے کے نام پر کوشش کرینگے

ولا طمع مبر از لطفِ بے نہایتِ دوست — کہ نیست جز کرم و رحم خلق رغبتِ او
اے دل، دوست کی لا انتہا مہربانی سے امید نہ توڑ — اس لیے کہ مخلوق پر رحم و کرم کے سوا اس کو کسی چیز کی رغبت نہیں

مدام خرقۂ حافظ ببادہ در گرو ست
حافظ کی گدڑی، ہمیشہ شراب میں گروی ہے
مگر زخاکِ خرابات بود فطرتِ او
شاید شراب خانہ کی خاک سے اس کی پیدائش تھی

تابش بنفشہ میدہد طرۂ مشکسائے تو — پردۂ غنچہ میدرد خندۂ دلکشائے تو
تیری مشکبار زلف، بنفشہ کو بل دیتی ہے — تیری دلکشا مسکراہٹ، غنچہ کی پردہ دری کرتی ہے

اے گلِ خوش نسیمِ من بلبلِ خویش را مسوز — کز سرِ صدق میکند شب ہمہ شب دعائے تو
اے میرے خوشبودار پھول! اپنی بلبل کو نہ جلا — اس لیے کہ وہ سچائی کے ساتھ رات بھر تجھے دعا دیتی ہے

دشمن و دوست گو بگو ہر غرضے کہ ممکن ست — جورِ ہمہ جہانیاں میکشم از برائے تو
دشمن اور دوست سے کہہ کہ جو کہنا چاہے کہے — میں تیری خاطر تمام دنیا والوں کا ظلم برداشت کرتا ہوں

ـــــ اگر جو ہے بہتر سلوک کرے گا جاری آہ وزاری عشق کا راز فاش کردیگی۔
ــــ خاجو فارسی کے مشہور شاعر ہیں خواجہ صاحب کہتے ہیں کہ اگرچہ تمام شعرا نے سعدی کو غزل کا استاد مانا ہے۔ لیکن میں خاجو کا طرز پسند ہے
ــــ ممکن ہے وہ خود ولی شان سے اس جگہ گیا ہو۔ ــــ یہ کہ نیکی اور بدی سب اسی کے اختیار سے ہے
ــــ بیعنی ہماکر بل آجانا اشک کی شہرت کی برائی کرتا ہے۔
ــــ بنفشہ میں بل اس کی زلف سے آتے ہیں اسی کی مسکراہٹ غنچہ کی مسکراہٹ کو شرماتی ہے
ــــ بلبل کو نہ جلا وہ تیری دعا گو ہے مجھے اب دوست دشمن کے کہنے کی پرواہ نہیں ہے

http://www.muftbooks.blogspot.com/

خرقۂ زہد و جامِ مے گرچہ نہ درخورِ ہم ست
زہد کی گدڑی اور شراب کا جام، اگرچہ ایک دوسرے کے لائق نہیں ہے

این ہمہ نقش میزنم در طلبِ وفائے تو
تیری وفا کی طلب میں یہ سب نقشے بنا رہا ہوں

شورِ شراب و سوزِ عشق آں نفسم رود زیاد
شراب کا شور اور عشق کی سوزش میں اس وقت بھولوں گا

کایں سرِ پُر ہوس شود خاکِ درِ سرائے تو
جب یہ ہوس بھرا سر تیرے گھر کے دروازے کی خاک بن جائیگا

مُلک ملول گشتے از نفسِ فرشتگاں
جو ملک فرشتوں کے سانس سے بھی رنجیدہ ہوتا تھا

قال و مقالِ عالمے میکشم از برائے تو
تیرے لئے ایک دنیا کی باتیں برداشت کر رہا ہوں

مہرِ رخت سرشتِ من خاک بست سرشتِ من
تیرے چہرے کی محبت میری سرشت ہے، تیرے کوچہ کی خاک میری سرشت ہے

عشقِ تو سرنوشتِ من راحتِ من رضائے تو
تیرا عشق میرا نوشتۂ تقدیر ہے، میری راحت تیری رضا مندی ہے

دلقِ گدائے عشق را گنج بود در آستیں
عشق کے بھکاری کی گدڑی کی آستین میں خزانہ ہوتا ہے

زود بسلطنت رسد ہر کہ بود گدائے تو
سلطنت پر جلد پہنچ جائے گا، جو تیرا بھکاری ہوگا

دولتِ عشق بیں کہ چوں از سرِ فقر و احتشام
عشق کی دولت کو دیکھ، کہ فقر و خوشی کی وجہ سے کس طرح

گوشۂ تاجِ سلطنت میشکند گدائے تو
تیرا بھکاری سلطنت کے تاج کے گوشے کو ٹھوکر لگاتا ہے

شاہ نشینِ چشمِ من تکیہ گہِ خیالِ تست
میری آنکھ کا شاہ نشین، تیرے خیال کی تکیہ گاہ ہے

جائے دعاست شاہِ من بے تو مباد جائے تو
اے میرے شاہ! دعا کا موقع ہے، خدا کرے تیری جگہ تیرے بغیر نہ رہے

خوش چمنیست عارضت خاصہ کہ در بہارِ حسن
تیرا رخسار حسین چمن ہے، خصوصاً جبکہ حسن کی بہار میں

حافظِ خوش کلام شد مرغِ سخن سرائے تو
خوش کلام حافظ تیرا چہکنے والا پرندہ بن گیا ہے

خطِ عذارِ یار کہ بگرفت ماہ ازو
یار کے رخسار کا وہ خط جس سے چاند رنجیدہ ہے

خوش حلقہ ایست لیک بدر نیست راہ ازو
پیارا حلقہ ہے لیکن اس سے نکلنے کا راستہ نہیں ہے

ابروئے دوست گوشۂ محرابِ دولت ست
دوست کی ابرو اقبال کی محراب کا گوشہ ہے

آنجا بمال چہرہ و حاجت بخواہ ازو
وہاں چہرہ رگڑو، اور اس سے ضرورت مانگ

اے جرعہ نوشِ مجلسِ جم سینہ پاک دار
اے جمشید کی مجلس کے جرعہ نوش! سینہ کو پاک رکھ

کائینہ ایست جامِ جہاں بیں کہ آہ ازو
کیونکہ جام جہاں بیں ایک آئینہ ہے جس سے آہ کا اثر ہوتا ہے

سلطانِ غم ہر آنچہ تواند بگو بکن
غم کے بادشاہ سے کہہ دو، جو کر سکے کر

من بردہ ام بہ بادہ فروشاں پناہ ازو
میں نے اس سے شراب فروشوں کی پناہ لی ہے

صوفی مرا بمیکدہ برد از طریقِ عقل
صوفی نے عقل کے راستے سے مجھے شراب خانہ میں پہنچا دیا

ایں دود بیں کہ نامۂ من شد سیاہ ازو
اس دھوئیں کو دیکھ کہ اس سے میرا اعمالنامہ سیاہ ہو گیا

کردارِ اہلِ صومعہ ام کرد مے پرست
عبادت خانہ والوں کے عمل نے مجھے شراب پرست بنا دیا

بنگر کہ کارِ من بچساں شد تباہ ازو
دیکھو اس سے میرا کام کیسا تباہ ہو گیا

ساقی چراغِ مے بہ رہِ آفتاب دار
اے ساقی! شراب کا چراغ، سورج کے راستے میں رکھ

گو بر فروز مشعلۂ صبحگاہ ازو
کہہ دو کہ وہ صبح کی مشعل اس سے روشن کرے

ے جب تیرا قدم گھر پر جاؤں وہ دل کو تو یہ سب کچھ نعمتیں ختم ہو جاتی ہیں۔

ے پہلے اس قدر نازک طبع تھا کہ فرشتوں کا سانس بھی ناگوار گزرتا تھا۔

ے آستین میں جیب بنائی جاتی تھی۔

ے میری آنکھوں میں ہر وقت تیرا تصور سمایا ہوا ہے خدا کرے یہ آنکھیں اس سے محروم نہ ہوں۔

ے خط یار کا حسن دیکھ کر چاند شرمندہ ہو جاتا ہے جو اس حلقہ میں پھنس گیا وہ پھر نہیں نکل سکتا ہے۔

ے غم بھلا مجھ کو نہیں نکال سکتا ہے میں نے شراب فروشوں کی پناہ لی ہے۔

ے صوفیوں کے کارناموں سے نفرت کھا کر میں شراب خانہ میں پہونچ گیا۔

ے سورج کو اپنی روشنی شراب سے حاصل کرنی چاہیے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

آبے بروزنامۂ اعمالِ ما فشاں
ہمارے اعمال کے روزنامچہ پر پانی چھڑک—
بتواں مگر سترد حروفِ گناہ ازو
شاید گناہوں کے حروف اس سے دھو جائیں

آخر دریں خیال کہ دارد گدائے شہر
بالآخر اس خیال کی وجہ سے جو شہر کا فقیر رکھتا ہے
روزے شود کہ یاد کند پادشاہ ازو
کوئی دن ہو گا کہ بادشاہ اس کو یاد کرے گا

حافظ کہ سازِ مجلسِ عشاق ساز کرد
وہ حافظ جس نے عاشقوں کی مجلس کے ساز کو تیار کیا ہے
خالی مباد عرصۂ ایں بزم گاہ ازو
خدا کرے اس مجلس کا میدان اس سے خالی نہ ہو

گفتا بروں شدی بتماشائے ماہِ نو
اس نے کہا تو نیا چاند دیکھنے باہر نکلا!
از ماہِ ابروانِ منت شرم نیست رو
مجھے، میرے ابروؤں کے چاند سے شرم ہونی چاہئے

عمریست تا دلم ز مقیمانِ زلفِ تست
ایک زمانہ گزر گیا جب سے میرا دل تیری زلف کے ساکنوں میں ہے
غافل زحفظِ جانبِ یارانِ خود مشو
اپنے دوستوں کی جانب کی نگرانی کرنے سے غافل نہ ہو

مفروش عطرِ عقل بہندوئے زلفِ یار
یار کی کالی زلف کے پاس عقل کا عطر نہ بیچ
کانجا ہزار نافۂ مشکیں بہ نیم جو
اس لئے کہ اس جگہ مشک کے ہزار نافے آدھے جو کے برابر ہیں

تخمِ وفا و مہر دریں کشت زارِ عشق
اس عشق کے کھیت میں وفا اور محبت کا بیج
آنگہ عیاں شود کہ رسد موسمِ درو
جب ظاہر ہوتا ہے جب کٹنے کا وقت آتا ہے

ساقی بیار بادہ کہ رمزے بگویمت
اے ساقی! شراب لا کہ میں تجھ سے ایک بھید کہوں
از سیرِ اخترانِ کہن سال و ماہِ نو
پرانے عمر کے ستاروں اور نئے چاند کی سیر کا

ق

شکلِ ہلال ہر سرِ مہ مید ہد نشاں
مہینے کے شروع میں چاند کی شکل پتہ دیتی ہے
از افسرِ اتابک و پرچِ کلاہِ او
اتابک کے تاج اور کسی بادشاہ کی ٹوپی کے پر کا

حافظ جنابِ پیرِ مغاں مامنِ وفاست
اے حافظ! پیر مغاں کی بارگاہ وفا کا مامن ہے
درسِ وفا و مہر برو خواں و زو شنو
وفا اور محبت کا سبق اس کو سنا اور اس سے سن

گلبنِ عیش میدمد ساقیِ گلعذار کو
عیش کے پھول کی شاخ کھل رہی ہے، گلگوں رخسار ساقی کہاں ہے؟
بادِ بہار می وزد بادۂ خوشگوار کو
بہار کی ہوا چل رہی ہے، خوشگوار شراب کہاں ہے؟

ہر گلِ نو ز گلرخے یاد ہمی کند ولے
ہر نیا پھول ایک گلرخ کو یاد کر رہا ہے لیکن
گوشِ سخن شنو کجا دیدۂ اعتبار کو
بات سننے والا کان، عبرت حاصل کرنے والی آنکھ کہاں ہے؟

مجلسِ بزمِ عیش را غالیۂ مراد نیست
عیش کی مجلس میں مراد کی خوشبو نہیں ہے
اے دمِ صبحِ خوش نفس نافۂ زلفِ یار کو
اے خوش نفس صبح کے جھونکے! یار کی زلف کا نافہ کہاں ہے؟

حسن فروشیِ گلم نیست تحمل اے صبا
اے صبا! پھول کی حسن فروشی کی مجھ میں برداشت نہیں ہے
دست زدم بخونِ دل بہرِ خدا نگار کو
دل کے خون میں ہاتھ ڈالا، خدا کے لئے معشوق کہاں ہے؟

ـ ہمارے اعمال نامہ پر شراب چھڑک دینا وہ گناہ دھو دے گی۔
ـ معشوق کی ابروؤں کو دیکھ لینے کے بعد چاند دیکھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔
ـ زلف کے مقابلہ میں عقل کا عطر کوئی کام نہیں دیتا ہے۔
ـ عشق کا بیج بڑی مدت میں اگتا ہے۔
ـ شراب پی کر چاند اور ستاروں کے راز بتاسکتا ہوں۔
ـ مجوسی نجومی چاند کے تغیرات سے دنیا کی ناپائیداری کا اشارہ کرتے ہیں۔
ـ شعر

http://www.muftbooks.blogspot.com/

شمع سحر بزرگ لاف بعارض تو زد — خصم زباں دراز شد خنجر آبدار کو
صبح کی شمع نے تیرے رخسار کے مقابلہ کی ڈینگیں ماریں — دشمن زبان دراز ہو گیا ہے، آبدار خنجر کہاں ہے؟

گفت مگر ز لعل من بوسہ نداری آرزو — مردم ازیں ہوس ولے قدرت و اختیار کو
اس نے کہا شاید تجھے میرے ہونٹ کے بوسے کی آرزو نہیں ہے؟ — میں اس تمنا میں مر گیا لیکن قدرت اور اختیار کہاں ہے؟

حافظ اگرچہ در سخن خازن گنج حکمت است
حافظ اگرچہ بات کہنے میں دانائی کے خزانہ کا خزانچی ہے
از غم روزگار دوں طبع سخن گزار کو
کمینے زمانہ کے غم کی وجہ سے بات کہنے والی طبیعت کہاں ہے؟

مرا چشمیست خوں افشاں ز دست آں کماں ابرو[۲] — جہاں پر فتنہ می بینم ازاں چشم و ازاں ابرو
میری آنکھ خون چھڑکنے والی ہے اس کمان جیسے ابرو والے کی وجہ سے — میں دنیا کو اس آنکھ اور اس ابرو سے فتنوں سے بھری ہوئی دیکھتا ہوں

غلام چشم آں ترکم کہ در خواب خوش مستی — نگاریں گلشنش روئے ست و مشکیں سائباں ابرو
میں اس ترک کی آنکھ کا غلام ہوں جو مستی کی میٹھی نیند میں ہے — اس کا چہرہ خوبصورت باغ ہے اور اس کا ابرو مشکیں سائبان ہے

ہلالی شد تنم زیں غم کہ با طغرائے ابرویش[۳] — کہ باشد مہ کہ بنماید ز طاق آسماں ابرو
اس غم میں میرا جسم ہلال ہو گیا کہ اس کے ابرو کے طغرے کے سامنے — چاند کون ہوتا ہے جو آسمان کے طاق سے ابرو دکھائے

ہمیشہ چشم مستش را کمان حسن در زہ باد — کہ از پشتی تیر او کشد بر مہ کماں ابرو
خدا کرے اس کی مست آنکھ کے لئے حسن کی کمان چلہ چڑھی رہے — اس لئے کہ اس کے تیر کی مدد سے ابرو، چاند پر کمان کھینچتا ہے

روان گوشہ گیراں را جبینش طرفہ گلزاریست — کہ بر طرف سمن زارش ہمی گردد چماں ابرو
گوشہ نشینوں کی روح کے لئے اس کا ماتھا عجیب باغ ہے — کہ اس کے چنبیلی کے تختہ کے کنارے پر ابرو ٹہل رہی ہے

رقیباں غافل و ما را ازاں چشم و جبیں ہر دم[۴] — ہزاراں گونہ پیغام ست و حاجب در میاں ابرو
رقیب غافل ہیں اور ہم کو اس آنکھ اور پیشانی سے ہر وقت — ہزاروں قسم کے پیغام ہیں اور درمیان میں ابرو دربان ہے

دگر حور و پری را کس نگوید با چنیں حسنے[۵] — کہ ایں را ایں چنیں چشم ست و آں را آں چناں ابرو
اب کوئی ایسے حسن کے ساتھ حور اور پری کی نسبت نہ کہے گا — کہ اس کی آنکھ ایسی ہے اور اس کا ابرو ویسا ہے

تو کافر دل نمی بندی نقاب زلف و می ترسم — کہ محرابم بگرداند خم آں دلستاں ابرو
اے کافر دل! تو زلف کا نقاب نہیں باندھتا ہے اور میں ڈرتا ہوں — کہ اس دلکش ابرو کا خم میری محراب پلٹ دے گا

اگرچہ مرغ زیرک بود حافظ در وفاداری
اگرچہ حافظ، وفاداری میں چالاک پرندہ تھا
بہ تیر غمزہ صیدش کرد چشم آں کماں ابرو
اس کمان جیسے ابرو والے کی آنکھ نے غمزہ کے تیر سے اس کا شکار کر لیا

مزرع سبز فلک دیدم و داس مہ نو[۷] — یادم از کشتۂ خویش آمد و ہنگام درو
میں نے آسمان کا سبز کھیت اور نئے چاند کی درانتی دیکھی — مجھے اپنی کھیتی اور کھیتی کاٹنے کا وقت یاد آ گیا

گفتم اے بخت بخسپیدی و خورشید دمید — گفت با ایں ہمہ از سابقہ نومید مشو
میں نے کہا: اے نصیب! تو سو گیا اور سورج نکل آیا — اس نے کہا: باوجود اس سب کے تقدیر سے ناامید نہ ہو

۱ پہلا مصرعہ سوال ہے دوسرا مصرعہ جواب ہے۔
۲ اس کی چشم دلربا نے مجھے ہی نہیں رلایا بلکہ تمام دنیا فتنوں میں مبتلا ہو گئی ہے۔
۳ ابرو کو طغرے کی تشبیہ دی جاتی ہے لیکن میرے معشوق کے ابرو کے سامنے ہلال کی کوئی حقیقت نہیں۔
۴ اس کی ابرو اس کی آنکھ کے پیغام ادا کرتی ہے لیکن رقیبوں کو پتہ نہیں چلتا ہے۔
۵ اگر تو میرے محبوب کو سامنے دیکھ لے تو حور و پری کی تعریفیں کرنا چھوڑ دے۔
۶ میں سمجھ گیا اب میں بوڑھا ہو گیا ہوں۔
۷ آسمان کا سبز کھیت اور چاند کی درانتی دیکھ کر مجھے اپنی نیکیوں کی کمی کا احساس ہوا۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

تکیہ بر اخترِ شبگرد مکن کیں عیار
تاجِ کاؤس ربود و کمرِ کیخسرو

گر روی پاک و مجرد چو مسیحا بہ فلک
از فروغِ تو بخورشید رسد صد پرتو

آسماں گو مفروش ایں عظمت کاندر عشق
خرمنِ مہ بجوے خوشۂ پروین بدو جو

جامِ جمشید من دہ کہ نیرزد بر من
گنجِ قاروں بجو و ملکِ سلیماں بدو جو

گوشوارِ زر و لعل ارچہ گراں دارد گوش
دورِ خوبی گذران ست نصیحت بشنو

چشمِ بد دور ز خالِ تو کہ در عرصۂ حسن
بیدقے راند کہ بُرد از مہ و خورشید گرو

ہر کہ در مزرعِ دل تخمِ وفا سبز نکرد
زردروئی کشد از حاصلِ خود گاہِ درو

اندریں دائرہ میباش چو دف حلقہ بگوش
ور قفائے خوری از دائرۂ خویش مرو

آتشِ زرق و ریا خرمنِ دیں خواہد سوخت
حافظ ایں خرقۂ پشمینہ بینداز و برو

مطربِ خوش نوا بگو تازہ بتازہ نو بنو
بادۂ دلکشا بجو تازہ بتازہ نو بنو

با صنمے چو لعبتے خوش بنشیں بخلوتے
بوسہ ستاں بکام ازو تازہ بتازہ نو بنو

ساقیِ سیم ساقِ من نیست ندیم بیاریش
زود دگر بکن شیو تازہ بتازہ نو بنو

بر ز حیات کے خوری گر نہ مدام مے خوری
بادہ بخور بیادِ او تازہ بتازہ نو بنو

شاہدِ دلربائے من میکند از برائے من
نقش و نگار و رنگ و بو تازہ بتازہ نو بنو

بادِ صبا چو بگذری بر سرِ کوئے آں پری
قصۂ حافظش بگو تازہ بتازہ نو بنو

http://www.muftbooks.blogspot.com/

ردیفِ ہائے ہوّز

از خونِ دل نوشتم نزدیکِ یار نامہ
میں نے دل کے خون سے دوست کے پاس خط لکھا ہے

انی رأیت دہراً من ہجرک القیامہ
میں نے تیرے ہجر میں زمانہ کو قیامت دیکھا ہے

ہر چند کآزمودم از وے نبود سودم
میں نے ہر چند آزمایا، اس سے مجھے فائدہ نہیں ہوا

من جرّب المجرّب حلّت بہ الندامہ
جس نے تجربہ شدہ کا تجربہ کیا، وہ شرمندہ ہوا

دارم من از فراقت در دیدہ صد علامت
میں تیرے فراق کی وجہ سے آنکھ میں سو علامتیں رکھتا ہوں

لیست دموع عینی ہذا لنا العلامہ
میری آنکھ کے یہ آنسو کیا ہمارے لئے علامت نہیں ہیں؟

پرسیدم از طبیبے احوالِ دوست گفتا
میں نے طبیب سے دوست کے احوال پوچھے تو بولا

فی بعدہا عذاب فی قربہا السلامہ
اس کی دوری میں عذاب ہے، اس کے قرب میں سلامت ہے

گفتم ملامت آید گر گردِ دوست گردم
میں نے کہا ملامت آتی ہے، اگر دوست کے چاروں طرف گھومتا ہوں

واللّٰہ ما رأینا حبّاً بلا ملامہ
خدا کی قسم ہم نے کوئی محبت ملامت کے بغیر نہیں دیکھی ہے

حالِ درونِ ریشم محتاجِ شرح نبود
میرے زخمی دل کا حال، شرح کا محتاج نہیں ہے

خود میشود محقق از آبِ چشمِ خامہ
قلم کی آنکھ کے پانی سے خود ثابت ہو رہا ہے

بادِ صبا ز عالم ناگہ نقاب برداشت
میرے حال سے، باد صبا نے اچانک نقاب اٹھا دیا

کالشمس فی ضحاہا تطلع من الغمامہ
جیسا کہ سورج چاشت کے وقت بادل سے نکل آئے

حافظ چو طالب آمد جامے و جانِ شیریں
چونکہ حافظ طلبگار بن کر آیا ہے، ایک جام شراب اور شیریں جان کے

حتی یذوق منہ کأساً من الکرامہ
تاکہ وہ اس سے، بندگی کا ایک جام چکھے

اے از فروغِ رویت روشن چراغِ دیدہ
اے کہ تیرے چہرے کے نور سے آنکھوں کا چراغ روشن ہے

مانندِ چشمِ مستت چشمِ جہاں ندیدہ
تیری مست آنکھ جیسی دنیا کی آنکھ نے نہیں دیکھی

ہمچوں تو نازنینے سر تا پا لطافت
تجھ جیسا نازنین، از سر تا پا لطافت

گیتی نشاں ندادہ ایزد نیافریدہ
دنیا نے نہیں دکھلایا، خدا نے نہیں پیدا کیا

بر زاہدے کہ دیدہ یاقوتِ مے فروشت
جس زاہد نے، تیرے شراب فروش ہونٹ کو دیکھا

سجادہ ترک دادہ پیمانہ در کشیدہ
اس نے مصلے کو چھوڑا، شراب پینے لگا

در قصدِ خونِ عاشق ابرو و چشمِ شوخت
عاشق کے خون کے ارادہ سے تیری ابرو اور شوخ آنکھ نے

گاہے کمیں کشادہ گہ آں کماں کشیدہ
کبھی اس نے گھات لگائی، کبھی اس نے کمان کھینچی

تا کے کبوترِ دل چوں مرغِ نیم بسمل
دل کا کبوتر نیم بسمل پرندہ کی طرح کب تک

باشد ز تیرِ ہجرت در خاک و خوں طپیدہ
تیرے ہجر کے تیر سے، خاک اور خون میں تڑپے گا

تا کے فرو گزاری چوں زلفِ خود دلم را
اپنی زلفوں کی طرح تو میرے دل کو کب تک چھوڑے رکھے گا

سرگشتہ و پریشاں اے نورِ ہر دو دیدہ
سرگشتہ اور پریشان اے دونوں آنکھوں کے نور

ے یعنی میں نے فراق کی کیفیت محبوب کو خون سے لکھ کر بھیجی ہے۔
ے محبوب کو بار بار آزمایا لیکن شرمندگی کے سوا کچھ حاصل نہ ہوا۔
ے حافظ تیرا چاہنے والا ہے جان سے، اور ایک جام محبت اس کو پلا کر باخوش کر دے۔
ے میری آنکھیں تیرے چہرے کے نور سے روشن ہیں۔
ے زاہد تیرے ہونٹ دیکھ کر مصلے چھوڑ کر شراب خانے پہونچ جاتے ہیں۔
ے یعنی آنکھ نے گھات لگائی ہے اور ابرو نے کمان کھینچی ہے۔
ے میرا دل مرغ نیم بسمل کی طرح تڑپ رہا ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

میلے اگر ندارد با عارض تو ابرو
اگر ابرو کو تیرے رخسار کا عشق نہیں ہے

پیوستہ از چہ باشد چوں قدِ من خمیدہ
تو تیرے قد کی طرح ہمیشہ جھکا ہوا کیوں رہتا ہے

گر بر لبم نہی لب باہم حیات باقی
اگر تو میرے ہونٹوں پر ہونٹ رکھ دے مجھ کو حیاتِ جاوید مل جائے

آندم کہ جانِ شیریں باشد بلب رسیدہ
جبکہ شیریں جان، جو ہونٹوں پر پہنچی ہوئی ہو گی

از سوزِ سینہ ہر دم دودم بسر بر آید
میرے سینہ کی سوزش سے ہر وقت دھواں اٹھتا ہے

چوں عود چند باشم در آتش آرمیدہ
عود کی طرح میں کب تک آگ میں پڑا رہوں گا

در خار خارِ ہجراں افتادہ در کشاکش
میں ہجر کے کانٹوں ہی کانٹوں کی کشمکش میں پڑا ہوا

وز گلبنِ وصالت ہرگز گلے نچیدہ
اور تیرے وصل کی شاخ سے ہرگز کوئی پھول نہ چنا

بر چہرہ بخت نیکت تعویذ چشم بدرا
تیرے نیک نصیبے نے چہرہ بد نظر کے تعویذ کے لئے

ہر دم و انِ یکاد از اخلاص بر دمیدہ
ہر وقت اخلاص سے وان یکاد پڑھ کر پھونکا

گر دستِ من نگیری با خواجہ باز گویم
اگر تو میری دستگیری نہ کرے گا تو میں خواجہ سے کہہ دوں گا

کز عشوہ دلِ ز حافظ چوں بردہ و بریدہ
کہ وہ حافظ کا دل اداؤں سے کس طرح لے گیا ہے

از من جدا مشو کہ توام نورِ دیدہ
مجھ سے جدا نہ ہو، کیونکہ تو میری آنکھ کا نور ہے

آرامِ جان و مونسِ قلبِ رمیدہ
جان کا آرام ہے اور وحشی دل کا غمخوار ہے

از دامنِ تو دست ندارند عاشقاں
عاشق تیرے دامن سے ہاتھ نہ ہٹائیں گے

پیراہنِ صبوریِ ایشاں دریدہ
تو نے ان کے صبر کا پیراہن چاک کر دیا ہے

از چشم زخمِ دہر مبادت گزند از آنکہ
زمانہ کی نظر سے تجھے نقصان نہ پہنچے کیونکہ

در دلبری بغایتِ خوبی رسیدہ
دلبری میں تو انتہائی خوبی کو پہنچ گیا ہے

منعم کنی ز عشق وے اے مفتیِ زماں
اے مفتیِ زماں! تو مجھے اس کے عشق سے روکتا ہے

معذور دارمت کہ تو او را ندیدہ
میں تجھے معذور سمجھتا ہوں، کیونکہ تو نے اس کو دیکھا نہیں ہے

چشم بد از تو دور کہ در طرزِ دلبری
تجھ سے نظرِ بد دور ہے، اس لئے کہ دلبری کے طرز میں

خط بر جمالِ یوسفِ کنعاں کشیدہ
تو نے کنعان کے یوسف کے جمال پر خط کھینچ دیا ہے

پایم نمی رسد بزمیں دیگر از نشاط
اب خوشی سے میرا پاؤں زمین پر نہیں ٹکتا ہے

تا سوئے من بلطف و عنایت تو دیدہ
جب سے تو نے مہربانی اور عنایت سے میری طرف دیکھا ہے

داری خیالِ پرسشِ عشاقِ بینوا
بے سرو سامان عاشقوں کی پرسش کا تجھے خیال ہے

گویا کہ بوئے صدق از ایشاں شنیدہ
گویا کہ تو نے ان سے سچائی کی بو سونگھ لی ہے

زیں سرزنش کہ کرد ترا دوست حافظا
اے حافظ! دوست نے جو تجھے یہ سرزنش کی ہے

بیش از گلیمِ خویش مگر پا کشیدہ
شاید تو نے اپنی چادر سے زیادہ پیر پھیلائے ہیں

http://www.muftbooks.blogspot.com/

اے کہ با سلسلۂ زلفِ دراز آمدۂ
اے وہ کہ تو زلف دراز کی زنجیر لیکر آیا ہے

فرصتت باد کہ دیوانہ نواز آمدۂ
خدا تیری عمر دراز کرے کیونکہ تو دیوانہ نواز واقع ہوا ہے

آب و آتش بہم آمیختۂ از لبِ لعل
لعل جیسے ہونٹ سے تو نے آگ اور پانی کو آپس میں ملا دیا ہے

چشمِ بد دور کہ خوش شعبدہ باز آمدۂ
چشم بد دور، تو اچھا شعبدہ باز واقع ہوا ہے

چشمِ تو گرچہ بہر غمزہ دلم بربایند
تیری آنکھیں اگرچہ ادا سے میرے دل کو اچک لیتی ہیں

لیک صد حیف کہ بیگانہ نواز آمدۂ
لیکن صد افسوس کہ تو بیگانہ نواز واقع ہوا ہے

ساعتے ناز مفرما و بگرداں عادت
تھوڑی دیر کے لیے ناز نہ کر، اور عادت بدل دے

چوں بپرسیدنِ اربابِ نیاز آمدۂ
جبکہ تو نیاز مند دل کو پوچھنے آیا ہے

آفرین بر دلِ نرمِ تو کہ از بہرِ ثواب
تیرے نرم دل کو شاباش جو ثواب کی خاطر

کشتۂ غمزۂ خود را بنماز آمدۂ
اپنی ادا کے شہید کی نماز پڑھنے آیا ہے

زہدِ من با تو چہ سنجد کہ بیغمائے دلم
تیرے سامنے میرے زہد کا کیا اعتبار [illegible]

مست و آشفتہ بخلوتگہِ راز آمدۂ
مست اور برہم ہو کر راز کی خلوت گاہ میں آیا ہے

پیشِ بالائے تو میرم چہ بصلح و چہ بجنگ
میں تیرے قد پر جان دیتا ہوں خواہ صلح ہو خواہ جنگ

کہ بہر حال برانداز و ناز آمدۂ
اس لیے کہ تو ہر حال میں ناز کے ایک انداز کے ساتھ آیا ہے

گفت حافظ دگرت خرقہ شراب آلود است
اس نے کہا کہ حافظ تیری گدڑی پھر شراب آلود ہے

مگر از مذہبِ ایں طائفہ باز آمدۂ
شاید تو اس گروہ کے مذہب سے پھر گیا ہے

چراغِ روئے ترا شمع گشت پروانہ
تیرے چہرے کے لیے شمع، پروانہ بن گئی ہے

مرا ز عشقِ تو از حالِ خویش پروا نہ
مجھے تیرے عشق کی وجہ سے اپنے حال کی پروا نہیں ہے

خرد کہ قیدِ مجانینِ عشق می فرمود
وہ عقل جو عشق کے دیوانوں کو قید کرنے کا حکم دیا کرتی

ببوئے حلقۂ زلفِ تو گشت دیوانہ
تیری زلف کے حلقہ کی خوشبو سے دیوانی ہو گئی ہے

بمژدہ جاں بصبا داد شمع در نفسے
شمع نے [illegible] خوشخبری کے [illegible] صبا کو جان دے دی

ز شمعِ روئے تواش چوں رسید پروانہ
جب تیرے چہرے کی شمع سے اس کے پاس خبر پہنچی

ببوئے زلفِ تو گر جاں بباد رفت چہ شد
تیری زلف کی خوشبو کی وجہ سے اگر جان برباد ہو گئی تو کیا ہوا

ہزار جانِ گرامی فدائے جانانہ
سیکڑوں عزیز جانیں محبوب پر قربان ہیں

بر آتشِ رخِ زیبائے تو بجائے سپند
تیرے حسین رخسار کی آگ پر [illegible]

بغیرِ خالِ سیاہت کہ دید بہ دانہ
تیرے سیاہ تل کے سوا [illegible] کس نے دیکھا ہے

چہ نقشہا کہ برانگیختیم و سود نداشت
[illegible] انہوں نے کوئی فائدہ نہ دیا

فسونِ ما برِ او گشتہ است افسانہ
جیسا کہ جادو اس پر افسانہ ہو گیا

مرا بدورِ لبِ دوست ہست پیمانے
دوست کے ہونٹ کے [illegible]

کہ بر زباں نبرم جز حدیثِ پیمانہ
کہ زبان پر پیمانہ کی بات کے سوا کچھ نہ لاؤں گا

من غریب ز غیرت فتادم از پا دوش — نگارِ خویش چو دیدم بدستِ بیگانہ

میں غریب کل غیرت سے گر پڑا — جب میں نے اپنے معشوق کو غیر کے قبضہ میں دیکھا

حدیثِ مدرسہ و خانقہ مگوے کہ باز

مدرسہ اور خانقاہ کی بات مت کر اس لیے کہ پھر

فتادہ در سرِ حافظ ہوائے میخانہ

حافظ کے سر میں میخانہ کی محبت سما گئی ہے

خنک نسیمِ معنبر شمامۂ دلخواہ — کہ در ہوائے تو برخاست بامداد پگاہ

وہ عنبر جیسی خوشبو والی نسیم مبارک ہے — جو تیری محبت میں صبح کے وقت چل پڑی ہے

دلیلِ راہ شو اے طائرِ خجستہ لقا — کہ دیدہ آب شد از شوقِ خاکِ آں درگاہ

اے مبارک پرندے راستہ بتا — اس درگاہ کی خاک کے شوق میں آنکھیں پانی ہو گئیں

منم کہ بے تو نفس میزنم زہے خجلت — مگر تو عفو کنی ورنہ چیست عذرِ گناہ

میں تیرے بغیر سانس لے رہا ہوں، بہت شرمندگی ہے — شاید کہ تو معاف کر دے، ورنہ گناہ کا عذر کیا ہے

بیادِ شخصِ نزارم کہ غرقِ خونِ دل است — ہلال را ز کنارِ شفق کنند نگاہ

میرے لاغر جسم کو دیکھو جو دل کے خون میں ڈوبا ہے — ہلال کو شفق کے کنارے سے دیکھتے ہیں

ز دوستانِ تو آموخت در طریقتِ مہر — سپیدہ دم کہ صبا چاک زد شعارِ سیاہ

تیرے عاشقوں سے سیکھا ہے، محبت کے راستے میں — صبح کے وقت جو صبا نے سیاہ لباس چاک کیا ہے

بعشقِ روئے تو روزے کہ از جہاں بروم — ز تربتم بدمد سرخ گل بجائے گیاہ

جس دن میں تیرے چہرے کے عشق میں دنیا سے جاؤں گا — میری قبر سے گھاس کی بجائے سرخ پھول اگیں گے

مدہ بخاطرِ نازک ملالت از من راہ

میری طرف سے نازک طبیعت میں رنج کو راستہ نہ دے

کہ حافظِ تو ہمیں لحظہ گفت بسم اللہ

اس لیے کہ تیرے حافظ نے اسی وقت بسم اللہ کی ہے

دامن کشاں ہمی شد در شربِ زر کشیدہ — صد ماہرو ز رشکش جیبِ قصب دریدہ

معشوق کھینچے ہوئے سنہری لباس میں دامن کھینچتا ہوا جا رہا تھا — سیکڑوں ماہ رو اس کے رشک سے کتان کے گریبان پھاڑ چکے

از تابِ آتشِ مے بر گردِ عارضش خوی — چوں قطرہائے شبنم بر برگِ گل چکیدہ

شراب کی گرمی سے اس کے رخسار کے گرد پسینہ تھا — جیسے گلاب کی پتی پر شبنم کے قطرے ٹپکے ہوئے ہوں

یاقوتِ جانفزایش از آبِ لطف زادہ — شمشادِ خوش خرامش از ناز پروریدہ

اس کے جانفزا ہونٹ لطافت کے پانی سے پیدا ہوئے ہیں — اس کا خوش رفتار قد ناز سے پلا ہوا ہے

لفظے فصیح شیریں قدے بلند چابک — روئے لطیف نازک چشمے خوش کشیدہ

اس کے فصیح الفاظ میٹھے ہیں، اس کا بلند قد چست ہے — اس کا لطیف چہرہ نازک ہے، اس کی حسین آنکھیں لمبی ہیں

آں لعلِ دلکشش بیں واں خندۂ پر آشوب — واں رفتنِ خوشش بیں واں گامِ آرمیدہ

اس کے وہ دلکش ہونٹ اور پر فتنہ ہنسی دیکھ — اس کی حسین چال اور ناز بھرے قدم دیکھ

http://www.muftbooks.blogspot.com/

آں آہوئے سیہ چشم از دام ما بروں شد
وہ کالی آنکھ والا ہرن، ہمارے جال سے نکل گیا

یاراں چہ چارہ سازم بایں دلِ رمیدہ
یارو اس بھاگے ہوئے دل کی میں کیا تدبیر کروں

تا کے کشم عتابت از چشمِ نیم خوابت
تیرا غصہ، تیری نیم خواب آنکھوں سے کب تک برداشت کروں

روزے کرشمہ کن اے نورِ ہر دو دیدہ
اے دونوں آنکھوں کی روشنی! کسی دن ناز فرما دے

زنہار تا توانی اہلِ نظر میازار
خبردار جب تک تجھ سے ہو سکے، اہلِ نظر کو نہ ستا

دنیا وفا ندارد اے یارِ برگزیدہ
اے منتخب دوست: دنیا وفادار نہیں ہے

بس شکر باز گویم در بندگیِ خواجہ
خواجہ کی خدمت میں بہت شکریہ پھر ادا کروں

گر اوفتد بدستم آں میوۂ رسیدہ
اگر وہ پکا پھل میرے ہاتھ لگ جائے

ہر چند گفت دشمن در حقِ ما شنیدی
دشمن نے جو ہماری برائی کی، تو نے سن لی

یارب کہ مدعی را باد از زباں بریدہ
اے خدا! رقیب کی زبان کٹ جائے

گر خاطرِ شریفت رنجیدہ شد ز حافظ
اگر تیرا مزاج شریف حافظ سے رنجیدہ ہوا ہے

باز آ کہ توبہ کردیم از گفتہ و شنیدہ
واپس آجا کہ کہنے سننے سے ہم نے توبہ کی

در سرائے مغاں رُفتہ بود و آب زدہ
مغنوں کی سرائے کا دروازہ جھاڑو دیا ہوا اور چھڑکاؤ کیا ہوا تھا

نشستہ پیر و صلائے بشیخ و شاب زدہ
پیر مغاں بیٹھا ہوا تھا اور بوڑھے اور جوان کو صلاح دے رہا تھا

سبو کشاں ہمہ در بندگیش بستہ کمر
سبو اٹھانے والے سب اس کی خدمت میں کمر بستہ تھے

ولے ز طرفِ کلہ خیمہ بر سحاب زدہ
لیکن ٹوپی کے کنارے سے ابر پر خیمہ لگائے ہوئے تھے

فروغِ جام و قدح نورِ ماہ پوشیدہ
پیالے اور جام کی روشنی چاند کے نور کو چھپائے ہوئے تھی

عذارِ مغبچگاں راہِ آفتاب زدہ
مغبچوں کے رخسار، سورج کو مات کئے ہوئے تھے

گرفتہ ساغرِ عشرت فرشتۂ رحمت
رحمت کے فرشتے نے عیش کا ساغر تھاما ہوا تھا

ز جرعہ بر رخِ حور و پری گلاب زدہ
گھونٹ سے حور و پری کے رخسار پر گلاب چھڑکا ہوا تھا

ز شور و عربدۂ شاہدانِ شیریں کار
شیریں کار معشوقوں کے شور اور فساد سے

شکر شکستہ سمن ریختہ رباب زدہ
شکر بکھری ہوئی، پھول گرے ہوئے، ستار ٹوٹا ہوا تھا

عروسِ بخت در آں حجلہ با ہزاراں ناز
اس حجلہ میں نصیب کی دلہن ہزار ناز کے ساتھ

شکستہ وسمہ و بر برگِ گل گلاب زدہ
وسمہ لگائے ہوئے تھی اور گلاب کی پتیوں پر گلاب چھڑکے ہوئے تھی

سلام کردم و با من بروئے خنداں گفت
میں نے سلام کیا، اور اس نے ہنستے ہوئے مجھ سے کہا

کہ اے خمار کشِ مفلسِ شراب زدہ ق
اے مفلس نشے باز! شراب کے خمار والے

کہ کرد اینکہ تو کردی بضعفِ ہمت و رائے
یہ کس نے کیا ہے جو تو نے کیا کم ہمتی اور کمزور رائے کے ساتھ

ز گنج خانہ شدہ خیمہ بر خراب زدہ
خزانے سے نکل آیا اور شراب خانہ میں خیمہ لگایا

وصالِ دولتِ بیدار ترسمت ندہند
مجھے ڈر ہے، تجھے بیدار دولت کا وصل نہ دیں گے

کہ خفتۂ تو در آغوشِ بختِ خواب زدہ
کیونکہ تو خواب زدہ نصیب کی گود میں سویا ہوا ہے

http://www.muftbooks.blogspot.com/

فلک جنیبه کش شاه نصرة الدین باد | بیا ببین فلکش دست در رکاب زده
آسمان، شاہ حضرت نصرۃ الدین کا کوتل گھوڑا لیجانے والا ہو | آ، دیکھ، آسمان نے اس کی رکاب تھام رکھی ہے

ہلال تا کہ مگر نعل مرکبش گردد | ز بام عرش صدش بوسه بر تراب زده
ہلال، تاکہ اُس کی سواری کا نعل بن جائے | عرش کے بالاخانہ سے اس کی مٹی کو سینکڑوں بوسے دیئے ہیں

خرد که ملهم غیب ست بهر کسب شرف | ز روئے صدق صدش بوسه بر جناب زده
عقل جو غیبی باتوں کا الہام پانے والا ہے عزت حاصل کرنے کے لئے | صدق دل سے اس کی بارگاہ کو سینکڑوں بوسے دیتی ہے

بیا بمیکده حافظ که بر تو عرضه کنم
اے حافظ! میکدہ میں آ، تاکہ تجھ پر پیش کروں

هزار صف ز دعاهای مستجاب زده
قبول شدہ دعاؤں کی ہزار صفیں

دوش رفتم بدر میکده خواب آلوده | خرقه تر دامن و سجاده شراب آلوده
کل میں شراب خانہ کے دروازہ پر خواب آلودہ چلا گیا | گدڑی تر دامن تھی اور مصلیٰ شراب آلودہ تھا

آمد افسوس کنان مغبچهٔ باده فروش | گفت بیدار شو اے رہرو خواب آلوده
بادہ فروش مغبچہ افسوس کرتا ہوا آیا | بولا، اے خواب آلودہ مسافر! بیدار ہو جا

شست و شوئی کن و آنگه بخرابات خرام | تا نگردد ز تو این دیر خراب آلوده
پاک دھو لے، پھر شراب خانہ میں چل پھر | تاکہ تجھ سے یہ خرابہ گندا نہ ہو جائے

بهوائے لب شیرین دهنان چند کنی | جوهر روح بیاقوت مذاب آلوده
شیریں دہن معشوقوں کے عشق میں کب تک کرے گا | روح کے جوہر کو پگھلے ہوئے یاقوت سے آلودہ

بطهارت گذران منزل پیری و مکن | خلعت شیب چو تشریف شباب آلوده
بڑھاپے کی منزل کو پاکی سے گزار، اور | بڑھاپے کے خلعت کو جوانی کے لباس سے گندا مت کر

آشنایان ره عشق درین بحر عمیق | غرقه گشتند و نگشتند بآب آلوده
عشق کے راستے کے شناسا، اس گہرے سمندر میں | ڈوب گئے، لیکن پانی سے آلودہ نہیں ہوئے

پاک و صافی شو و از چاه طبیعت بدر آی | که صفائی ندهد آب تراب آلوده
پاک و صاف بن، اور طبیعت کے کنویں سے باہر نکل | اس لیے کہ مٹی ملا ہوا پانی صفائی نہیں دیتا ہے

گفتم اے جان جهان دفتر گل عیبی نیست | که شود وقت بهار از می ناب آلوده
میں نے کہا اے جان جہاں! اگر عیب نہیں ہے پھولوں کی کتاب | بہار کے موسم میں خالص شراب سے آلودہ ہو جائے

گفت حافظ برو و نکته بیاران مفروش
بولا، اے حافظ! جا، اور دوستوں کے سامنے نکتہ آرائی مت کر

آه ازین لطف بانواع عتاب آلوده
غصہ کی قسموں سے ملی ہوئی اس مہربانی پر افسوس ہے

سحرگاهان که مخمور شبانه | گرفتم باده با چنگ و چغانه
صبح کے وقت جبکہ میں رات کا مخمور تھا | میں نے چنگ، اور چغانہ کے ساتھ شراب لی تھی

۱ یعنی ہلال گھوڑے کے نعل کے مشابہ ہوتا ہے یعنی ہلال کی تمنا ہے کہ اس کے گھوڑے کے نعل بن جائے۔
۲ یعنی میری دعائیں قبول ہو چکی ہیں۔
۳ ان تینوں شعروں کا مضمون مسلسل ہے یعنی میں کل نیم خوابی کی حالت میں شراب خانہ میکدہ پر پہنچ گیا تو وہاں ایک مغبچہ آگیا اور کہا جا دھو کر صاف ستھرا ہو جا تاکہ شراب خانہ گندا نہ ہو جائے گا۔
۴ یعنی تیرے آنسو یاقوت پگھلے ہوئے ہیں۔ ... جوانی کے عیوب سے گندا مت کر ... بڑھاپے میں جوانی کے گناہوں سے بچنا چاہیے۔
۵ یعنی عاشق دنیا میں رہتے ہیں لیکن دنیا کی گندگیوں سے آلودہ نہیں ہوتے ہیں۔
۶ میں نے معشوق سے کہا جب بہار کا موسم ہو تو پھولوں کی کتاب ... تھوڑی سی شراب سے آلودہ ہو جاتی ہے تو اس میں کوئی عیب نہیں ہے۔
۷ معشوق نے کہا جاؤ نکتہ بازی مت کرو ... یہ معشوق کی خفگی سے بھری ہوئی مہربانی تھی۔
۸ صبح کے وقت میں نے چنگ و چغانہ کے ساتھ شراب نوشی کی اور بے خود ہو گیا۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

نہادم عقل را زادِ رہ از مے
میں نے عقل کو شراب کا توشہ دیا

ز شہرِ ہستیش کردم روانہ
ہستی کے شہر سے، میں نے اس کو روانہ کر دیا

نگارِ مے فروشم عشوۂ داد
میرے شراب فروش معشوق نے ایسی ادا دکھائی

کہ ایمن گشتم از مکرِ زمانہ
کہ میں زمانہ کے مکر سے محفوظ ہو گیا

زساقیِ کماں ابرو شنیدم
کمان جیسے ابرو والے ساقی سے میں نے سنا

کہ اے تیرِ ملامت را نشانہ
کہ اے وہ جو کہ ملامت کے تیر کا نشانہ ہے!

نبندی زاں میاں طرفے کمروار
اس کمر سے تو خادم کوئی نفع حاصل کرے گا

اگر خود را ببینی درمیانہ
اگر اپنے آپ کو درمیان میں دیکھے گا

برو ایں دام بر مرغِ دگر نہ
جا، یہ جال دوسرے پرندہ پر ڈال

کہ عنقا را بلندست آشیانہ
اس لیے کہ عنقا کا آشیانہ بلند ہے

ندیم و مطرب و ساقی ہمہ اوست
شراب کا ساتھی اور مطرب اور ساقی سب وہی ہے

خیالِ آب و گل در رہ بہانہ
راستہ میں پانی اور مٹی کا خیال ایک بہانہ ہے

کہ بندد طرفِ وصل از حسن شاہے
ایسے شاہ کے حسن سے کون وصل کا فائدہ اٹھا سکتا ہے!

کہ با خود عشق ورزد جاودانہ
جو ہمیشہ خود اپنے آپ سے عشق کرے

بدہ کشتیِ مے تا خوش برانیم
شراب کی کشتی عنایت کر تاکہ ہم اچھی طرح چلائیں

ازیں دریائے ناپیدا کرانہ
اس دریائے ناپیدا کنارے سے

سرا خالی ست از بیگانہ مے نوش
مکان غیروں سے خالی ہے شراب پی

کہ نبود جز تو اے مردِ یگانہ
کیونکہ اے یگانہ مرد تیرے سوا کوئی دوسرا نہیں ہے

وجودِ ما معمائیست حافظ
اے حافظ! ہمارا وجود ایک معما ہے

کہ تحقیقش فسون ست و فسانہ
کہ جس کی تحقیق ایک منتر اور افسانہ ہے

عید ست و موسمِ گل ساقی بیار بادہ
عید ہے اور موسم بہار، اے ساقی شراب لا!

ہنگامِ گل کہ دیدست بے مے قدح نہادہ
شراب کے بغیر کس نے پیالہ موسم بہار میں رکھا دیکھا ہے!

زیں زہد و پارسائی بگرفت خاطرِ من
اس زہد اور پارسائی سے میرا جی گھبرا گیا

ساقی پیالۂ دہ تا دل شود کشادہ
اے ساقی ایک پیالہ دے تاکہ دل کھلے

واعظ کہ دی نصیحت میکرد عاشقاں را
جو واعظ کل عاشقوں کو نصیحت کر رہا تھا

امروز دیدمش مست تقوی بباد دادہ
آج میں نے اس کو مست دیکھا تقویٰ کو برباد کیے ہوئے

ایں یک دو روزِ دیگر گل را غنیمتے داں
بہار کے ان چند باقی دنوں کو غنیمت سمجھ

گر عاشقی طرب کن با ساقیانِ سادہ
اگر تو عاشق ہے سادہ رو ساقیوں کے ساتھ عیش کر

در مجلسِ صبوحی دانی چہ خوش نماید
تجھے معلوم ہے صبح کی شراب کی محفل میں کس قدر اچھا لگتا ہے؟

عکسِ عذارِ ساقی بر جامِ مے فتادہ
شراب کے جام پر ساقی کے رخسار کا عکس پڑا ہوا

http://www.muftbooks.blogspot.com/

گل رفت اے حریفاں غافل چرا نشینید — بے بانگِ رود و چنگ و بے یار و جامِ بادہ
اے دوستو! موسمِ بہار جا رہا ہے، تم غافل کیوں بیٹھے ہو؟ — رود اور چنگ کی آواز کے بغیر، اور یار اور شراب کے جام کے بغیر

مطرب چو پردہ سازد شاید اگر بخواند
مطرب جب ساز درست کرے، مناسب ہو اگر پڑھے

از طرزِ شعرِ حافظ در بزمِ شاہزادہ
حافظ کے اشعار کے طرز پر شاہزادہ کی مجلس میں

عیشم مدام ست از لعلِ دلخواہ — کارم بکام ست الحمد للہ
میرا عیش ہمیشہ محبوب کے ہونٹ سے ہے، وہ عیش حاصل ہے — خدا کا شکر ہے میرا کام مقصد کے مطابق ہے

اے بختِ سرکش تنگش بہر کش — گہ جامِ زر کش گہ لعلِ دلخواہ
اے سرکش نصیبہ! اس کو زور سے بغل میں دبا — کبھی سنہرا پیالہ پی، کبھی دلخواہ ہونٹ سے لطف حاصل کر

ما را بمستی افسانہ کردند — پیرانِ جاہل شیخانِ گمراہ
ہمیں مستی سے مشہور کر دیا — جاہل پیروں اور گمراہ شیخوں نے

از قولِ زاہد کردیم توبہ — وز فعلِ عابد استغفر اللہ
ہم نے زاہد کے قول سے توبہ کی — اور عابد کے فعل سے استغفر اللہ

جاناں چہ گویم شرحِ فراقت — چشمے و صد نم جانے و صد آہ
اے جاناں! میں تیرے فراق کی کیا شرح کروں! — ایک آنکھ ہے اور سو آنسو، ایک جان ہے اور سو آہیں

کافر مبیناد ایں غم کہ دیدہ است — از قامتت سرو از عارضت ماہ
خدا کرے یہ غم کافر بھی نہ دیکھے، جو دیکھا ہے — سرو نے تیرے قد سے اور چاند نے تیرے رخسار سے

رو بر نتابم از راہِ خدمت — سر بر ندارم از خاکِ درگاہ
خدمت کے راستے سے میں روگردانی نہ کروں گا — درگاہ کی خاک سے میں سر نہ اٹھاؤں گا

از صبرِ عاشق خوشتر نباشد — صبر از خدا خواہ صبر از خدا خواہ
عاشق کے صبر سے کوئی چیز بہتر نہ ہوگی — صبر خدا سے چاہ، صبر خدا سے چاہ

دلقِ ملمع زنارِ راہ است — صوفی نداند ایں رسم و ایں راہ
شیخ کی گدڑی، راہ کا زنار ہے — صوفی اس رسم اور اس راہ کو نہیں جانتا ہے

دی شب بروئیش خوش بود وقتم — از وصلِ جاناں صد لوحش اللہ
کل رات میں اس کے چہرے سے خوش وقت تھا — جاناں کے وصل سے سو آفریں ہے

شوقِ رخت برد از یادِ حافظ
حافظ کو تیرے رخ کے شوق نے بھلا دیا

وردِ شبانہ درسِ سحرگاہ
رات کا وظیفہ، صبح کا درس

گر تیغ بارد در کوئے آں ماہ — گردن نہادیم الحکم للہ
اس چاند کے کوچہ میں اگر تلوار برسے — ہم نے تو گردن رکھ دی ہے، حکم خدا کا ہے

ا معشوق کو بغل میں دبا، کبھی جامِ زر کو بوسے، کبھی اس کے ہونٹ کا۔
۲ زاہد کے قول سے توبہ کرنی چاہئے اور عابدوں کے افعال پر استغفر اللہ پڑھنی چاہئے۔
۳ ایک آنکھ ہے اور سو آنسو ہیں، ایک جان ہے اور سو آہیں ہیں۔
۴ سرو اس کا قد دیکھ کر اور چاند اس کا چہرہ دیکھ کر ایسے غم میں مبتلا ہیں جو خدا دشمن کو بھی نہ دکھائے۔
۵ راہِ عشق
۶ شیخ کی گدڑی زنار کا کام کرتی ہے مگر صوفی ان باتوں سے واقف نہیں ہے۔
۷ لوحش اللہ، لا اوحش اللہ کا مخفف ہے، اس کا لفظی ترجمہ ہے خدا اس کو وحشت میں نہ ڈالے، دعا اور تعجب کے موقع پر بولا جاتا ہے۔
۸ ہم نے تو تلوار کے نیچے سر دھر دیا ہے، اب خدا جو چاہے فیصلہ کرے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

مَن رند و عاشق آنگاه توبه
میں رند اور عاشق ، اور پھر توبہ!

أَسْتَغْفِرُ اللّٰه أَسْتَغْفِرُ اللّٰه
استغفر اللہ ، استغفر اللہ

آئینِ تقویٰ ما نیز دانیم
تقویٰ کے طریقے ہم بھی جانتے ہیں

آما چه چاره با بختِ گمراه
لیکن گمراہ نصیبے کے ہوتے ہوئے کیا چارہ ہے!

ما شیخ و زاهد کمتر شناسیم
ہم شیخ اور زاہد کو بہت کم پہچانتے ہیں

یا جامِ باده یا قصه کوتاه
یا شراب کا جام، یا قصہ مختصر

مِهرِ تو عکسی بر ما نیفگند
تیری محبت نے ہم پر ذرا سا بھی عکس نہیں ڈالا

آئینه رویا آه از دلت آه
اے آئینہ جیسے چہرے والے تیرے دل سے آہ ہے آہ

اَلصَّبْرُ مُرٌّ وَالْعُمْرُ فَانٍ
صبر کڑوا ہے ، زندگی فنا ہونے والی ہے

یَا لَیْتَ شِعْرِی حَتّٰی مَ اَلْقَاه
اے کاش میں جان جاتا، کب تک اس سے ملوں گا؟

عاشق مخور غم گر وصل خواهی
اے عاشق! غم نہ کر، اگر تو وصل چاہتا ہے

خوں بایدت خورد در گاه و بیگاه
موقع اور بے موقع تجھے خون پینا چاہیے

حافظ نبودی زین گونه بیدل
اے حافظ! تو اس قسم کا بے دل نہ بنتا

گر می شنیدی پندِ نکوخواه
اگر تو خیر خواہ کی نصیحت سنتا

ماهِ منی پرده بر انداخته یعنی چه
اے میرے چاند تو نے پردہ اٹھا دیا ہے کیوں؟

مست از خانه برون تاخته یعنی چه
تو مست ہو کر گھر سے نکل آیا ہے آخر کیوں؟

شاهِ خوبانی و منظورِ گدایان شده
تو حسینوں کا شاہ ہے، اور فقیروں کا منظور نظر ہو گیا ہے

قدرِ این مرتبه نشناخته یعنی چه
نہ معلوم اس مرتبہ کی قدر تو نے کیوں نہیں پہچانی ہے؟

زلف در دستِ صبا گوش به پیغامِ رقیب
زلف صبا کے ہاتھ میں، کان رقیب کے پیغام پر

این چنین با همه در ساخته یعنی چه
نہ معلوم کیوں تو نے اس طرح سب کے ساتھ ساز باز کر لی ہے؟

نه سرِ زلفِ خود اول تو بدستم دادی
کیا تو نے پہلے اپنی زلف میرے ہاتھ میں نہ دی تھی؟

بازم از پای در انداخته یعنی چه
نہ معلوم پھر کیوں مجھے تو نے گرا دیا ہے؟

سخنت رمزِ دهان گفت و کمر سرِ میان
تیری گفتگو نے منہ کا، اور پٹی نے کمر کا راز ظاہر کر دیا

وز میان تیغ بما آخته یعنی چه
نہ معلوم ہم پر تو نے میان سے کیوں تلوار سونتی ہے!

هر کس از مهرهٔ مهرِ تو بشغلی مشغول
ہر شخص تیری محبت کے مہرے سے ایک شغل میں مشغول ہے

عاقبت با همه در باخته یعنی چه
آخر تو نے سب کے ساتھ کیوں بازی لگائی ہے؟

حافظا در دلِ تنگت چو فرود آمد یار
اے حافظ! تیرے تنگ دل میں یار کس طرح آ گیا؟

خانه از غیر نپرداخته یعنی چه
تو نے کیوں گھر کو غیر سے خالی نہیں کیا!

— رند اور عاشق تو ہو گئے اب تمہارا ہے بھی استغفر اللہ پڑھنا چاہیے۔
یہ شعر جانتا ہوں تو چاہتا ہے ہم پر طبیعت اور مہربانی آتی سے تو نے ہم پر تھوڑی سی مہربانی بھی نہ کی تیرے تو محبت دل پر آہ ہے۔
— تیرے معشوق نے چہرے سے نقاب الٹ دیا ہے اور مست ہو کر معلوم کیوں گھر سے نکل کر آیا ہوا ہے یعنی صبح ہو رہا ہے و خشاء فتنہ پا ہو جائے گا۔
— فقیروں کی منظور نظر بن جانا بہت بڑا مرتبہ ہے
— تیرے منہ اور کمر لوگوں کو علم نہ تھا تو نے بات کی اور پٹی کسی ای سے ان دونوں چیزوں کا راز ظاہر ہو گیا اس میں ہم بے قصور ہیں۔
— جب تک تو کسی محبت سے دل کو خالی نہ کر لے گا محبوب تیرے دل میں داخل نہیں ہو گا۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

نصیبِ من چو خرابات کردہ است الٰہ
خدا نے جب شراب خانہ میرے مقدر میں کر دیا ہے

دریں میانہ بگو زاہدا مرا چہ گناہ
اے زاہد! بتا اس بیچ میں میرا کیا گناہ ہے!

کسیکہ در ازلش جامِ مے نصیب افتاد
ازل ہی میں جس کے نصیب میں شراب کا جام واقع ہوا ہے

چرا بحشر کنند ایں گناہ را درخواہ
اس گناہ کا سوال، حشر میں کیوں کرتے ہیں!

بگو بزاہدِ سالوسِ خرقہ پوشِ دورُوی
دو رُخے گدڑی پوش، مکار، زاہد سے کہہ دو

کہ دستِ زرق دراز است و آستین کوتاہ
کہ مکر کا ہاتھ دراز، اور آستین کوتاہ ہے

تو خرقہ را ز برائے ہوا ہمی پوشی
تو گدڑی، خواہشِ نفسانی کے لیے پہنتا ہے

کہ تا بزرق بری بندگانِ حق از راہ
تاکہ مکاری سے بندگانِ خدا کو راستے سے ہٹائے

غلامِ ہمتِ رندانِ بے سروپایم
میں مفلس رندوں کی ہمت کا غلام ہوں

کہ ہر دو کون نیرزد بپیشِ شاں یک کاہ
کہ ان کی نظر میں دونوں جہان ایک تنکے کے برابر نہیں!

مرادِ من ز خرابات چونکہ حاصل شد
چونکہ میرا مقصد شراب خانہ سے پیدا ہو گیا ہے

دلم ز مدرسہ و خانقاہ گشت سیاہ
میرا دل مدرسہ اور خانقاہ سے بیزار ہو گیا ہے

برو گدائے درِ پیر گدائے شو حافظ
اے حافظ! جا اور پیر کا در کا گدا بن

تو ایں مراد نیابی مگر بیمنِ اللہ
بجز صدقۂ اللہ کے تو یہ مراد نہ پائے گا

وصالِ او ز عمرِ جاوداں بہ
اس کا وصال عمرِ جاوداں سے بہتر ہے

خداوندا مرا آں دہ کہ آں بہ
اے خدا! مجھے وہ دے جو کہ وہ بہتر ہے

بشمشیرم زد و باکس نگفتم
اس نے مجھے تلوار سے مارا اور میں نے کسی سے نہ کہا

کہ رازِ دوست از دشمن نہاں بہ
دوست کا راز، دشمن سے چھپانا بہتر ہے

شبے میگفت چشمِ کس ندیدہ است
ایک شب وہ کہہ رہا تھا کسی کی آنکھ نے نہیں دیکھا ہے

ز مروارید گوشم در جہاں بہ
دنیا میں میرے کان کے موتی سے بہتر

دلا دائم گدائے کوئے او باش
اے دل! ہمیشہ اس کے کوچے کا فقیر بنا رہ

بحکمِ آنکہ دولتِ جاوداں بہ
اس لیے کہ مستقل دولت بہتر ہوتی ہے

بخلدم زاہدا دعوت مفرمای
اے زاہد! مجھے جنت کی دعوت نہ دے

کہ ایں سیبِ زنخ زآں بوستاں بہ
اس لیے کہ یہ ٹھوڑی کا سیب اس باغ سے بہتر ہے

بداغِ بندگی مُردن بریں در
اس در پر غلامی کا داغ لیے کر مرنا

بجانِ او کہ از ملکِ جہاں بہ
اس کی جان کی قسم، دنیا کی سلطنت سے بہتر ہے

گُلے کاں پایمالِ سروِ ما گشت
جو پھول ہمارے سرو سے پامال ہوا

بود خاکش ز خونِ ارغواں بہ
اس کی خاک، ارغواں کے خون سے بہتر ہے

خدا را از طبیبِ من بپرسید
خدا کے لیے! میرے طبیب سے پوچھو

کہ آخر کے شود ایں ناتواں بہ
کہ آخر یہ بیمار کب اچھا ہو گا!

۔ جبکہ میرے مقدر میں شراب نوشی لکھی ہے تو میرا کیا قصور ہے اور مجھ سے حشر میں کیوں باز پرس ہے۔
۔ زاہد دولی اور فقیروں کی آستینیں چھوٹی ہوتی تھیں یعنی دنیا کی آستین تو چھوٹی ہے لیکن حقیقتاً ہاتھ دراز ہے۔
۔ شب وصال مجھے خدا کے لیے کچھ دو بوسوں کی صدائیں جو دولت سے بہتر ہیں۔
۔ معشوق کا وصال عمر جاودانی سے بہتر ہے۔ اے خدا مجھے وصل بھی عنایت فرما۔
۔ مستقل دولت کے کوچے کی گدائی ہے۔
۔ محبوب کی غلامی میں جان دینا دنیا کی سلطنت سے بہتر ہے۔
۔ جو پھول محبوب کے قدموں سے پامال ہو گیا اس کی خاک ارغواں کے خون سے بہتر ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

جوانا سر متاب از پندِ پیراں
اے جوان! بوڑھوں کی نصیحت سے روگردانی نہ کر
کہ رائے پیر از بختِ جواں بہ
اس لیے کہ بوڑھے کی رائے جوان قسمت سے بہتر ہے

اگرچہ زندہ رود آبِ حیات ست
اگرچہ زندہ رود، آبِ حیات ہے
ولے شیرازِ ما از اصفہاں بہ
لیکن ہمارا شیراز اصفہان سے بہتر ہے

سخن اندر دہانِ دوست گوہر
دوست کے منہ میں بات، گوہر ہے
ولیکن گفتۂ حافظ ازاں بہ
لیکن حافظ کا کلام، اس سے بہتر ہے

ردیفِ یائے تحتانی

آں غالیہ خط گر سوئے ما نامہ نوشتے
اگر وہ غالیہ بھرے خط والا، ہمیں خط لکھتا
گردوں ورقِ ہستیِ ما در نہ نوشتے
تو آسمان ہماری ہستی کے ورق کو لپیٹ نہ کرتا

ہر چند کہ ہجراں ثمرِ وصل برآرد
اگرچہ ہجر، وصل کا پھل لاتا ہے
دہقانِ ازل کاش کہ ایں تخم نہ کشتے
کاش کہ ازل کا کاشتکار یہ بیج نہ بوتا

آمرزشِ نقد ست کسے را کہ دریں جا
اس کو نقد عطا حاصل ہے، جس کا یہاں
یارے ست چو حورے و سرائے چو بہشتے
حور جیسا دوست ہے اور جنت جیسا گھر ہے

مفروش بباغِ ارم و نخوتِ شداد
باغِ ارم اور شداد کے تکبر کے بدلے نہ بیچ
یک شیشۂ مے و نوشِ لبے و لبِ کشتے
شراب کی ایک بوتل کو اور محبوب کے ہونٹ اور کھیت کے کنارہ کو

تنہا نہ منم کعبۂ دل بتکدہ کردہ
تنہا میں ہی اپنا دل کو بتکدہ بنائے نہیں ہوں
در ہر قدمے صومعۂ ہست و کنشتے
ہر قدم پر ایک صومعہ اور ایک آتشکدہ ہے

در مصطبۂ عشق تنعم نتواں کرد
عشق کے شراب خانہ میں عیش پرستی نہیں کی جا سکتی ہے
چوں بالشِ زر نیست بسازیم بخشتے
جب سونے کا تکیہ نہیں ہے، ہم کسی اینٹ کو بنا لیں گے

کلکت کہ مریزاد زبانِ شکر ریزش
تیرے قلم نے، خدا اس کی میٹھی زبان نہ گرائے
مہر از تو ندید ارنہ جوابے بنوشتے
تیری محبت نہ دیکھی، ورنہ کوئی جواب لکھتا

معمارِ وجود ار نزدے رنگِ تو از عشق
وجود کا معمار، اگر تجھ میں عشق کی رنگ آمیزی نہ کرتا
در آبِ محبت گلِ آدم نہ سرشتے
آدم کی مٹی کو محبت کے پانی سے نہ گوندھتا

تا کے غمِ دنیائے دنی اے دلِ ناداں
اے نادان دل! کمینی دنیا کا غم کب تک
حیف ست ز خوبے کہ شود عاشقِ زشتے
افسوس ہے اس حسین پر جو برے کا عاشق بنے

آلودگیِ خرقہ خرابیِ جہان ست
گدڑی کی گندگی، دنیا کی بربادی ہے
کو راہروے پاک دلے خوب سرشتے
ایسا راہ گیر کہاں ہے جو پاک دل، نیک طبیعت ہو

ے جو موتی یار کے منہ کی
گفتگو میں ہے وہ حافظ کی
تقریر میں بھی نہیں ہے۔
ے زندہ رود اصفہان
کی ایک نہر کا نام ہے
ے یعنی ہم فراق سے
ڈرتے۔
ے ہجر کے بعد اگرچہ
وصل میسر آجاتا ہے
لیکن کیا اچھا ہوتا اگر
ہجر ہی نہ ہوتا۔
ے جنت کی حور و قصر
تو ادھار ہے یہاں جس
کو اچھا دوست اور
اچھا گھر میسر آجائے
اس کو یہ چیزیں نقد
حاصل ہیں۔
ے شراب کا شیشہ
اور معشوق
کا بوسہ
اور کھیت
کا کنارہ وغیرہ
باغِ ارم جو شداد نے
جنت بنائی تھی اور
شداد کا تکبر ان کے بدلے
نہ دینا چاہیے۔
ے ہر قدم پر اس کا
جلوہ ہے۔
ے تیرے قلم نے
چونکہ تجھ میں محبت کا
رنگ نہ پایا اس لیے
ہمیں جواب نہ لکھا۔
ے تیری ذات ایسی حسین
ہے کہ اس سے عشق کیا
جائے اگر منظور یہ نہ
ہوتا تو آدم کی مٹی
کو محبت کے پانی سے
نہ گوندھا جاتا۔
ے انسان کو ...

ے حسین صاحبِ ذات کی بے توقیری ہے کہ دنیا جیسی کمینی چیز پر عاشق ہونا کی بات ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

از دست چرا ہشت سر زلف تو حافظ
حافظ نے تیری زلف کیوں ہاتھ سے چھوڑی!
تقدیر چنیں بود چہ کردے کہ نہشتے
تقدیر ہی ایسی تھی، کیا کرتا اگر نہ چھوڑتا

پیام دوست شنیدن سعادت ست و سلامت
دوست کا پیغام سننا سعادت اور سلامتی ہے
مَن المُبَلِّغُ عَنِّی اِلٰی سُعَادَ سَلَامِی
میری جانب سے میرا سلام سعاد کو پہنچانے والا کون ہے؟

اَتَتْ رَوَائِحُ رَنْدِ الحِمٰی وَزَادَ غَرَامِی
حمیٰ کے رند کی خوشبوئیں آگئیں، اور میرا عشق بڑھ گیا
فدائے خاک در دوست باد جان گرامی
خدا کرے ہماری بزرگ جان دوست کے در پر فدا ہو جائے

بیا بشام غریبان و آب دیدۂ من بیں
شام غریباں میں آ، اور میری آنکھ کے آنسو دیکھ
بسان بادۂ صافی در آبگینۂ شامی
صاف شراب کی طرح، شامی شیشے میں

اِذَا تَغَرَّدَ مِنْ ذِی الاَرَاکِ طَائِرُ خَیْرٍ
بھلائی کا پرندہ جب ذی الاراک کے قریب آئے
فَلَا تَفَرَّدَ عَنْ رَوْضِهَا اَنِیْنُ حَمَامِی
تو میرے کبوتر کا رونا اس کے باغ سے جدا نہ ہو

خوشا دمے کہ درآئی و گویمت بسلامت
وہ وقت کیا اچھا ہو کہ تو آئے اور میں تجھے سلامتی کہوں
قَدِمْتَ خَیْرَ قُدُومٍ نَزَلْتَ خَیْرَ مَقَامٍ
تو خوب آیا، بہترین جگہ اترا!

بسے نماند کہ روز فراق ما بسر آید
زیادہ وقت نہیں رہا ہے کہ فراق کا زمانہ ختم ہو جائے
رَأَیْتُ مِنْ هَضَبَاتِ الحِمٰی قِبَابَ خِیَامٍ
میں نے حمیٰ کے چٹیل میدانوں میں خیموں کے قبے دیکھے ہیں

من ارچہ ہیچ ندارم سزائے خدمت شاہاں
میں اگرچہ بادشاہوں کے دربار کے لائق کچھ نہیں رکھتا ہوں
زبہر کار صوابم قبول کن بغلامی
ثواب کے کاموں کی وجہ سے مجھے غلامی میں قبول کر لے

امید ہست کہ زودت بکام خویش ببینم
امید ہے کہ میں جلد تجھے اپنے مقصد کے مطابق پاؤں گا
تو شاد گشتہ بفرماندہی و من بغلامی
کہ تو آقائی میں خوش ہو گیا ہے، اور میں غلامی میں

بَعُدْتُ مِنْكَ وَقَدْ صِرْتُ ذَائِبًا كَهِلَالٍ
میں تجھ سے دور ہوا اور میں پگھل کر ہلال جیسا ہو گیا
اگرچہ روئے چو ماہت ندیدہ ام بتمامی
اگرچہ میں نے تیرا چاند جیسا چہرہ مکمل نہیں دیکھا

وَاِنْ دُعِیْتُ بِخُلْدٍ وَصِرْتُ نَاقِضَ عَهْدٍ
اور اگر میں خلد میں بلایا جاؤں اور میں عہد شکن ہو گیا ہوں
فَمَا تَطِیْبُ نَفْسِی وَمَا اسْتَطَابَ مَنَامِی
تو نہ میرے جی میں خوشی ہو اور نہ نیند خوشگوار ہو

چو سلک در خوشابست شعر نغز تو حافظ
اے حافظ! تیری نغز کے اشعار آبدار موتیوں کی لڑی کی طرح ہیں
کہ گاہ لطف سبق می برد ز نظم نظامی
کہ لطف کے وقت نظامی کی نظم سے سبقت لیجاتے ہیں

اکنوں کہ ز گل باز چمن شد چو بہشتے
اب جبکہ چمن پھولوں کی وجہ سے پھر ایک بہشت جیسا ہو گیا ہے
ساقی مے گلگوں لب جلب کشتے
اے ساقی! گلگوں کھیتی کے کنارے سرخ شراب منگا

اے کاج قضا نامۂ عمرم ننوشتے
اے کاش، قضا میرا عمر نامہ نہ لکھتی
و اکنوں کہ نوشتت بزودی ننوشتے
اور اب جبکہ اس نے لکھ دیا ہے تو جلدی نہ لکھتی

۱؎ سعاد محبوبہ کے جنگل کی خوشبو نے میرے عشق کو بڑھا دیا کوئی میرا سلام بھی اس تک پہنچا دے۔ رند ایک خوشبودار درخت ہے حمیٰ چراگاہ یہاں سعاد کی منزل مراد ہے۔
۲؎ اراک، پیلو کا درخت ذی الاراک پیلو کا جنگل، مراد مقام محبوب ہے۔
۳؎ اگر میری موت کسی حالت میں ہو کر بھی وفادار رہ جو ساقی مجھے تیری اچھی حالت میسر ہو آئے۔
۴؎ موسم بہار آگیا ہے شراب خوشی بھری چاہیے۔
۵؎ اگر عمر پیدا ہو ہو سکے جو ہونا ہے ہو گئے ہیں تو دراز عمر بھی چاہیے تھی۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

زنگ غمت از دل مے گر رنگ زداید
جس رنگ تیرے غم کو دل سے اگر رنگ کو صاف کر دیتی
بشنو کہ چنیں گفت مرا پاک سرشتے
سن! مجھ سے ایک پاک طبیعت نے ایسا کہا ہے

گر محتسبت بر کدوئے بادہ زند سنگ
اگر محتسب تیری شراب کی تومڑی پر پتھر مارے
بشکن تو کدوئے سر او نیز بخشتے
تو بھی اس کے سر کا کدو اینٹ سے توڑ دے

جہل من و علم تو فلک را چہ تفاوت
میری نادانی، اور تیرے علم میں آسمان کے لیے کیا فرق ہے؟[۱]
آنجا کہ بصر نیست چہ خوبے و چہ زشتے
جہاں بینائی نہیں ہے، کیا اچھائی اور کیا برائی!

زاہد مکنم نیز حکایت کہ بنقدم
اے زاہد! مجھ سے اور حکایت (قصہ) بیان نہ کر، کیونکہ مجھے نقد حاصل ہے[۲]
ترکیست چو حورے و سرائے چو بہشتے
حور جیسا ایک معشوق اور بہشت جیسا ایک مکان

بر خاک رہ خواجہ کہ ایوان کمال ست
خواجہ کے راستہ کی خاک پر، جو کہ کمال کا محل ہے
گر بالش زر نیست بسازیم بخشتے
اگر سونے کا تکیہ حاصل نہیں ہے، کسی اینٹ پر گذارا کر لیں گے

ترسا بچہ دوش ہمی گفت کہ حافظ
کل ترسا بچہ یہ کہہ رہا تھا کہ حافظ
حیف است کہ ہر دم کند آہنگ کنشتے
افسوس ہے، ہر وقت آتشکدہ کا قصد کرتا ہے[۳]

اے باد نسیم یار داری
اے ہوا! تیرے پاس یار کی خوشبو ہے
زاں نفحۂ مشکبار داری
اسی وجہ سے تیری مشکبار خوشبو ہے[۴]

زنہار مکن دراز دستی
ہرگز، دراز دستی نہ کر
با طرۂ او چہ کار داری
تیرا، اس کی زلف سے کیا مطلب ہے؟

اے گل تو کجا و روئے زیباش
اے پھول! کہاں تو اور کہاں اس کا حسین چہرہ![۵]
او مشک تر و تو خار داری
وہ تازہ مشک ہے، اور تو خار دار ہے

ریحاں تو کجا و خط سبزش
اے ریحان! کہاں تو اور کہاں اس کا سبز خط!
او تازہ و تو غبار داری
وہ تازہ ہے اور تو غبار دار ہے

نرگس تو کجا و چشم مستش
اے نرگس! کہاں تو اور کہاں اس کی مست آنکھ![۶]
او سرخوش و تو خمار داری
وہ مست ہے، اور تجھ پر خمار ہے

اے سرو تو با قد بلندش
اے بلند سرو! تو اس کے بلند قد کے مقابلہ میں
در باغ چہ اعتبار داری
باغ میں کیا عزت رکھتا ہے!

اے عقل تو با وجود عشقش
اے عقل! تو اس کے عشق کے ہوتے ہوئے[۷]
در دست چہ اختیار داری
اپنے ہاتھ میں کیا اختیار رکھتی ہے!

روزے برسی بوصل حافظ
اے حافظ! تو ایک دن وصل تک پہنچ جائیگا
گر طاقت انتظار داری
اگر تو انتظار کی طاقت رکھتا ہے

[۱] آسمان اندھا ہے اس کے سامنے جہل وعلم یکساں ہیں۔
[۲] زاہد اُدھار کا وعدہ کرتا ہے ہمیں اِدھر حور نقد حاصل ہیں۔
[۳] حافظ مسلمان ہوکر ہر وقت آتشکدہ کا خیال کرتا ہے
[۴] ہوا اس لیے مشکبار ہو رہی ہے کہ اس میں محبوب کی خوشبو مل گئی ہے۔
[۵] پھول میں کانٹا ہے محبوب کا رخسار اس عیب سے بری ہے۔
[۶] محبوب کی آنکھ مست ہے اور نرگس خمار میں ہوتا ہے۔
[۷] عشق کے سامنے عقل بے اختیار ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

اے بیخبر بکوش کہ صاحب خبر شوی
اے بے خبر! کوشش کر تاکہ تو صاحب خبر بنے

تا راہرو نباشی کے راہبر شوی
جب تک تو مسافر نہ بنے گا، رہبر کیسے بنے گا

در مکتب وجود بپیش ادیب عشق
زندگی کے مکتب میں عشق کا ادیب کے سامنے

ہاں اے پسر بکوش کہ روزے پدر شوی
ہاں اے بیٹا! کوشش کر تاکہ کسی دن باپ بنے

دست از مس وجود چو مردان رہ بشوی
مردان راہ کی طرح وجود کے تانبے سے ہاتھ دھوئے

تا کیمیائے عشق بیابی و زر شوی
تاکہ عشق کی کیمیا پائے اور سونا بن جائے

خواب و خورت ز مرتبہ عشق دور کرد
تجھے سونے اور کھانے نے عشق کے مرتبے سے دور کر دیا ہے

آنگہ رسی بدوست کہ بے خواب و خور شوی
تو دوست تک اس وقت پہنچے گا جب بے خواب و خور بن جائیگا

گر نور عشق حق بدل و جانت او فتد
اگر اللہ کے عشق کا نور تیرے دل اور جان پر پڑ جائے

باللہ کز آفتاب فلک خوبتر شوی
خدا کی قسم آسمان کے سورج سے بہتر ہو جائے گا

از پائے تا سرت ہمہ نور خدا شود
تیرے سر سے پیر تک سب خدا کا نور ہو جائے گا

در راہ ذوالجلال چو بے پا و سر شوی
جب تو خدائے ذوالجلال کی راہ میں بے سر و پا بن جائے گا

بنیاد ہستی تو چو زیر و زبر شود
تیری ہستی کی بنیاد جب زیر و زبر ہو جائے

در دل مدار ہیچ کہ زیر و زبر شوی
کچھ دل میں خیال نہ کر کہ تو زیر و زبر ہو جائے گا

وجہ حقیقت ار شودت منظر نظر
اگر تیرے پیش نظر حقیقت کا چہرہ ہو جائے گا

زیں پس شکے نماند کہ صاحب نظر شوی
اس کے بعد کوئی شک نہیں کہ تو صاحب نظر ہو جائیگا

گر در سرت ہوائے وصال ست حافظا
اے حافظ! اگر تیرے سر میں وصل کی تمنا ہے

باید کہ خاک درگہ اہل بصر شوی
تجھے چاہئے کہ تو اہل بصیرت کی درگاہ کی خاک بن جائے

اے پادشہ خوباں داد از غم تنہائی
اے حسینوں کے بادشاہ! تنہائی کے غم سے فریاد ہے

دل بے تو بجاں آمد وقت ست کہ باز آئی
تیرے بغیر دل جان سے عاجز آگیا ہے، وقت ہے کہ تو واپس آ جا

اے درد توام درماں در بستر ناکامی
اے وہ کہ ناکامی کے بستر میں تیرا درد میرا علاج ہے

وے یاد توام مونس در گوشہ تنہائی
اے وہ کہ گوشہ تنہائی میں تیری یاد میری مونس ہے

مشتاقی و مہجوری دور از تو چنانم کرد
عشق اور ہجر نے تجھ سے دور ہو کر مجھے ایسا کر دیا

کز دست بخواہد شد دامان شکیبائی
کہ صبر کا دامن ہاتھ سے چھوٹ جائے گا

دائم گل ایں بستاں شاداب نمی ماند
اس باغ کا پھول ہمیشہ شاداب نہیں رہتا ہے

دریاب ضعیفاں را در وقت توانائی
طاقت کے وقت کمزوروں کی دلجوئی کر

صد باد صبا اینجا با سلسلہ می رقصند
اس جگہ سیکڑوں باد صبا زنجیر کے رقص کرتی ہیں

اینست حریف اے دل تا باد نہ پیمائی
اے دل! یہ دوست موجود ہے تاکہ تو ہوا نہ ناپے

در دائرہ قسمت ما نقطہ پرکاریم
ہم قسمت کے دائرہ میں پرکار کا نقطہ ہیں

لطف آنچہ تو اندیشی حکم آنچہ تو فرمائی
مہربانی وہی ہے جو تو خیال کرے، حکم وہ ہے جو تو دے

شعر کی محنت سے
راہبر بنتا ہے، جب سفر
کی مصیبتیں اٹھاتا ہے
تب رہبری کا سلیقہ ہے
سے مکتب عشق میں
جب تو محنت کریگا
تب ہی بڑا بنے گا۔
سے جب انسان خود کو
کو مٹا دیتا ہے کامل
بنتا ہے۔
سے انسان کا سونا
کھانا وہ عشق میں
رکاوٹ ہیں۔
سے عشق الٰہی کا نور
انسان کو آفتاب سے
افضل بنا دیتا ہے۔
سے اگر تو اپنے وجود
کو مٹائے گا
تو وہ کچھ
کر تباہ
ہو جائیگا
سے تیرا درد
ہی میری دوا ہے۔
سے حسن کیا خیال ہے تیرا
ہے اس کے بھروسے
ہوئے ناتوانوں پر
رحم کر۔
سے سیکڑوں پریشان
اس کی زلف میں ہیں
کہاں تک تجھے حوالہ
تو دل کی بے آبرو
بہتر ہے۔
سے ہم دائرہ قسمت
میں پرکار کے نقطہ
کی طرح بے اختیار ہیں۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

فکرِ خود و رائے خود در عالمِ رندی نیست
رندوں کی دنیا میں اپنی فکر اور اپنی رائے نہیں چلتی ہے
کفر است دریں مذہب خود بینی و خود رائی
اس مذہب میں خود بینی اور خود رائی کفر ہے

یا رب بکہ بتواں گفت ایں نکتہ کہ در عالم
اے خدا یہ نکتہ کس سے کہا جا سکتا ہے کہ دنیا میں
رخسارہ بکس ننمود آں شاہدِ ہرجائی
اس ہرجائی معشوق نے کسی کو رخسار نہیں دکھایا ہے

دیشب گلۂ زلفت با بادِ صبا کردم
گزشتہ رات میں نے تیری زلف کا شکوہ بادِ صبا سے کیا
گفتا غلطی بگذر زیں فکرتِ سودائی
اس نے کہا تو غلطی پر ہے اس پاگل پن کو چھوڑ دے

ساقی چمنِ گل را بے روئے تو رنگے نیست
اے ساقی پھول کے چمن میں تیرے چہرے کے بغیر کوئی رنگ نہیں
شمشاد خراماں کن تا باغ بیارائی
شمشاد کو خراماں کر تا باغ کو رونق بخشے

زیں دائرۂ مینا خونیں جگرم مے دہ
اس مینائی دائرہ سے میں خونی جگر ہوں شراب دے
تا حل کنم ایں مشکل زیں ساغرِ مینائی
تاکہ اس مینائی ساغر سے میں اس مشکل کو حل کروں

حافظ شبِ ہجراں شد بوئے خوشِ صبح آمد
اے حافظ ہجر کی رات ختم ہوئی، صبح کی خوشبو آئی
شادیت مبارکباد اے عاشقِ شیدائی
اے شیدائی عاشق! تجھے خوشی مبارک ہو

اے در رخِ تو پیدا انوارِ پادشاہی
اے وہ کہ تیرے رخ میں بادشاہی کے انوار ظاہر ہیں
در فکرتِ تو پنہاں صد حکمتِ الٰہی
تیری فکر میں سو خدائی حکمتیں پوشیدہ ہیں

کلکِ تو بارک اللہ در ملک و دیں کشادہ
[illegible]
صد چشمۂ آبِ حیواں از قطرۂ سیاہی
سیاہی کے ایک قطرے سے آبِ حیات کے سینکڑوں چشمے

بر اہرمن نتابد انوارِ اسمِ اعظم
شیطان پر اسمِ اعظم کے نور نہیں چمکتے ہیں
ملک آنِ تست و خاتم فرما ہر آنچہ خواہی
ملک اور انگوٹھی تیری ملکیت ہے، تو جو چاہے حکم دے

در حشمتِ سلیماں ہر کس کہ شک نماید
سلیمان کے دبدبہ میں جو شخص شک ظاہر کرے
بر عقل و دانشِ او خندند مرغ و ماہی
پرندے اور مچھلیاں اس کی عقل اور سمجھ پر ہنسیں گی

تیغے کہ آسمانش از فیضِ خود دہد آب
وہ تلوار جس پر آسمان اپنے فیض سے آب چڑھائے
تنہا جہاں بگیرد بے منتِ سپاہی
سپاہیوں کے احسان کے بغیر، تنہا ملک فتح کرے گی

گر پرتوے ز تیغت بر کان و معدن افتد
اگر تیری تلوار کا ذرا سا عکس کان اور معدن پر پڑ جائے
یاقوتِ سرخ رو را بخشند رنگِ کاہی
سرخ یاقوت کو گھاس کا رنگ دے دیں گے

دانم دلت ببخشد بر اشکِ شب نشیناں
مجھے معلوم ہے [illegible] شب نشینوں کے آنسوؤں پر
گر حالِ ما بپرسی از بادِ صبحگاہی
اگر صبح کی ہوا سے ہمارا احوال دریافت کرے گا

ساقی بیار آبے از چشمۂ خرابات
اے ساقی! شراب خانہ کے چشمے سے پانی لا
تا خرقہ ہا بشوئیم از عجبِ خانقاہی
تاکہ ہم خانقاہی تکبر سے گدڑی دھو لیں

باز ار چہ گاہ گاہے بر سر نہد کلاہے
اگرچہ کبھی کبھی باز بھی سر پر تاج رکھتا ہے
مرغانِ قاف دانند آئینِ پادشاہی
بادشاہی کے طریقے کوہِ قاف کے پرندے جانتے ہیں

لہ خواہ ہر شب یہ تیری ... اسکو کسی نے نہیں دیکھا ہے۔

لہ اس کی تب سے رہائی ممکن نہیں ہے بیدا شور پیدا ہے۔

لہ چمن کی رونق محبوب سے ہی ہے محبوب وہ خرام ناز سے چلیگا تب رونق آئے گی۔

لہ یہ قصیدہ شاہ شجاع کی تعریف میں ہے جس نے شاہ یحییٰ کو شکست دیکر شیراز پر قبضہ کر لیا تھا۔

لہ تیرا قلم لوگوں کے لیے آبِ حیات کا کام کرتا ہے۔

لہ شیطان ... ہے کہ حضرت سلیمان کی انگوٹھی پر اسم اعظم کندہ تھا جس کی وجہ سے وہ انسانوں اور جنوں پر حکومت کرتے تھے صخر نامی ... نے وہ انگوٹھی چرا لی تھی لیکن پھر بھی حکومت اس کو راس نہ آئی۔

لہ تیری تلوار کو آسمانی تائید حاصل ہے بغیر لشکر کے بھی تو ملک فتح کر سکتا ہے۔

لہ اگر تیری تلوار کا عکس کانوں پر پڑ جائے تو یاقوت ... کی وجہ سے زرد پڑ جائے۔

لہ عبادت کا تکبر شراب سے ہی دھویا جا سکتا ہے۔

[illegible] ... باز ... شب نے ... کوہِ قاف ... خان ... شاہ شجاع ... ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

در دُودمانِ آدم تا وضعِ سلطنت ہست
آدم کے خاندان میں جب سے سلطنت کا طریقہ ہے

مثلِ تو کس ندیدہ است ایں علم را کماہی
اس علم کو کما حقہٗ تیری طرح کسی نے نہیں جانا ہے

کلکِ تو خوش نویسد در شانِ یار و اغیار
تیرا قلم دوستوں اور غیروں کے حق میں خوب لکھتا ہے

تعویذِ جانفزائی و افسونِ عمر کاہی
جانفزائی کا تعویذ، اور عمر گھٹانے کا منتر

عمریست پادشاہا کز مے تہی ست جامم
اے بادشاہ! کافی وقت گزر گیا ہے کہ شراب سے میرا جام خالی ہے

اینک ز بندہ دعوی وز محتسب گواہی
یہ بندہ کا دعویٰ ہے، اور محتسب کی گواہی ہے

اے عنصرِ تو مخلوق از کیمیائے عزت
اے وہ کہ تیری حقیقت عزت کی کیمیا سے بنی ہے

وے دولتِ تو ایمن از صدمتِ تباہی
اور وہ کہ تیری دولت تباہی کے صدمے سے محفوظ ہے

جائے کہ برقِ عصیاں بر آدمِ صفی زد
جس جگہ پر گناہ کی بجلی آدم صفی اللہ پر گری

مارا چگونہ زیبد دعوائے بیگناہی
ہمیں بے گناہی کا دعویٰ کیسے زیب دے سکتا ہے!

یا ملجاء البرایا یا واہب العطایا
اے مخلوق کے ملجا! اے عطیوں کے دینے والے!

عطفاً علیٰ مقل حلت بہ الدواہی
مہربانی کر اس تنگدست پر جس پر مصیبتیں نازل ہوگئی ہیں

جور از فلک نیاید تا تو ملک صفاتی
جب تک تو فرشتہ صفت موجود ہے آسمان ظلم نہ کر سکے گا

ظلم از جہاں بروں شد تا تو جہاں پناہی
دنیا سے ظلم غائب ہو گیا ہے جب تک تو دنیا کی پناہ ہے

حافظ چو دوست از تو گہ گاہ میبرد نام
اے حافظ! جبکہ دوست تیرا کبھی کبھی نام لیتا ہے

رنجش ز بختِ منما باز آ بعذر خواہی
نصیبے سے رنجیدہ نہ ہو، عذر خواہی کے لیے لوٹ آ

اے دل آں بہ کہ خراب از مے گلگوں باشی
اے دل! یہ بہتر ہے کہ تو سرخ شراب سے مست ہو

بے زر و گنج بصد حشمتِ قاروں باشی
بغیر سونے اور خزانے کے، قارون کی سی سیکڑوں شوکت میں ہو

در مقامے کہ صدارت بفقیراں بخشند
جس جگہ کہ فقیروں کو صدارت دیں

چشم دارم کہ بجاہ از ہمہ افزوں باشی
مجھے توقع ہے کہ تو مرتبہ میں سب سے بڑھا ہوا ہو

تاجِ شاہی طلبی گوہرِ ذاتی بنما
اگر تو شاہی تاج چاہتا ہے، ذاتی جوہر دکھا

ور خود از گوہرِ جمشید و فریدوں باشی
اگرچہ تو جمشید اور فریدوں کی نسل سے ہو

در رہِ منزلِ لیلیٰ کہ خطرہاست بجاں
لیلیٰ کی منزل کے راستے میں جان کے لیے بہت خطرے ہیں

شرطِ اول قدم آنست کہ مجنوں باشی
پہلے ہی قدم کی یہ شرط ہے کہ تو مجنون بن جائے

کارواں رفت و تو در خوابِ بیاباں در پیش
قافلہ چلا گیا اور تو نیند میں ہے اور آگے جنگل ہے

کے روی رہ ز کہ پرسی چہ کنی چوں باشی
کب چلے گا، راستہ کس سے پوچھے گا، کیا کرے گا، کیسے رہے گا؟

نقطۂ عشق نمودم بتو ہاں سہو مکن
میں نے تجھے عشق کا نقطہ دکھا دیا ہے، دیکھنا بھول نہ جانا

ورنہ چوں بنگری از دائرہ بیروں باشی
ورنہ جب تو دیکھے گا دائرہ سے باہر نکل جائے گا

ساغرے نوش کن و جرعہ بر افلاک فشاں
ایک ساغر پی، اور آسمانوں پر ایک گھونٹ چھڑک

تا بچند از غمِ ایام جگر خوں باشی
کب تک زمانہ کے غم سے جگر کو خون کرتے رہو گے!

۱۔ تیرے قلم کے ذریعہ دوستوں کی عمر بڑھتی اور دشمنوں کی عمر گھٹتی ہے۔
۲۔ جب حضرت آدم گناہ سے نہ بچ سکے تو ہم کیا بچیں گے۔
۳۔ جب تک تیری بادشاہت ہے تب تک کوئی ظلم نہیں کر سکتا ہے اور دنیا سے ظلم ختم ہو گیا ہے۔
۴۔ دل میں اگر دولت عشق ہے تو بغیر خزانوں کے قارون کی دولت میسر ہے۔
۵۔ بادشاہت کیلئے ذاتی جوہر درکار ہے۔ صرف نسل سے کام نہیں چلتا ہے۔
۶۔ عشق کے راستے میں جان کے لیے بہت خطرے ہیں۔ پہلا قدم [illegible] رکھنے کی یہ شرط ہے کہ انسان مجنون صفت بنے۔
۷۔ انسان اگر خواب غفلت میں پڑا رہے گا تو پھر منزل طے نہ کر سکے گا۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

حافظ از فقر مکن نالہ کہ گر شعر اینست

اے حافظ! افلاس سے شکایت مت کر، اس لیے کہ اگر یہی شعر ہیں

ہیچ خوشدل نپسندد کہ تو محزوں باشی

کوئی خوش دل یہ پسند نہ کرے گا کہ تو غمگین رہے

اے دل بکوئے عشق گذارے نمیکنی

اے دل! تو عشق کے کوچہ میں کیوں نہیں گذرتا ہے

اسباب جمع داری و کارے نمیکنی

تیرے پاس سارے اسباب جمع ہیں اور تو کوئی کام نہیں کرتا ہے

چوگان کام در کف و گوئے نمیزنی

ہاتھ میں مقصد کا بلا ہے، اور گیند نہیں مارتا ہے

باز ظفر بدست و شکارے نمیکنی

ایسا باز ہاتھ میں ہے، اور تو کوئی شکار نہیں کرتا ہے

ایں خوں کہ موج میزند اندر جگر چرا

یہ خون جو جگر میں موجیں مار رہا ہے، کیوں

در کار رنگ و بوئے نگارے نمیکنی

کسی معشوق کے رنگ و بو کے کام میں نہیں لگاتا ہے!

مشکیں ازاں نشد دم خلقت کہ چوں صبا

تیرے اخلاق کا سانس اس وجہ سے مشکیں نہیں ہوا کہ صبا کی طرح

بر خاک کوئے دوست گذارے نمیکنی

تو دوست کے کوچہ کی خاک پر سے نہیں گذرتا ہے

گر دیگراں بجاں غم جاناں خریدہ اند

اگر دوسروں نے محبوب کا غم جان کے بدلے خریدا ہے

اے دل تو ایں معاملہ بارے نمیکنی

اے دل! تو یہ معاملہ آخر کیوں نہیں کرتا ہے!

ترسم کزیں چمن نبری آستین گل

مجھے خطرہ ہے کہ تو اس چمن سے پھولوں بھری آستین نہیں لے جا سکیگا

کز گلبنش تحمل خارے نمیکنی

اس لیے کہ تو اس کی شاخ سے کسی کانٹے کی برداشت نہیں کرتا ہے

در آستین کام تو صد نافہ مندرج

تیرے مقصد کی آستین میں سیکڑوں نافے بندھے ہوئے ہیں

وانرا فدائے طرۂ یارے نمیکنی

تو ان کو یار کی زلف پر قربان نہیں کرتا ہے

ساغر لطیف و دلکش و مے افگنی بخاک

ساغر لطیف اور دلکش ہے اور تو شراب خاک پر گرا دیتا ہے

واندیشہ از بلائے خمارے نمیکنی

اور تو خمار کی مصیبت کی فکر نہیں کرتا ہے

حافظ برو کہ بندگی بارگاہ دوست

اے حافظ! جا، دوست کی بارگاہ کی بندگی

گر جملہ میکنند تو بارے نمیکنی

اگر سب کرتے ہیں، تو تو ایک بار بھی نہیں کرتا ہے

اے دل اگر از چاہ زنخداں بدر آئی

اے دل! اگر تو ٹھوڑی کے کنویں سے باہر نکلے تو

ہر جا کہ روی زود پشیماں بدر آئی

جہاں کہیں جائیگا، جلد پشیمان ہو کر واپس آ جائیگا

ہشدار کہ گر وسوسۂ عقل کنی گوش

ہوشیار رہ، اگر عقل کے وسوسہ کی طرف کان لگائیگا

آدم صفت از روضۂ رضواں بدر آئی

آدم کی طرح رضوان کے باغ سے باہر نکل آئیگا

تا کے چو صبا بر تو گمارم دم ہمت

صبا کی طرح کب تک تجھ پر اپنی ہمت کو متوجہ رکھوں

کز غنچہ چو گل خرم و خنداں بدر آئی

کہ غنچے سے پھول کی طرح تو ہنسی خوشی باہر نکل آئے

در تیرہ شب ہجر تو جانم بلب آمد

تیرے ہجر کی تاریک رات میں میری جان ہونٹوں پر آ گئی

وقت ست کہ ہمچوں مہ تاباں بدر آئی

وقت ہے کہ روشن چاند کی طرح تو باہر نکل آئے

ل۔ اگر حافظ کے اشعار کی یہی خوبی ہے تو اس کو فقر کی شکایت نہ ہوگی۔

۲۔ جب سامان عشق مہیا ہیں تو عشق کی راہ میں کچھ کام کرنا چاہیے۔

۳۔ اگر خون جگر کسی محبوب کے کام آ گیا تو رنگ لائیگا۔

۴۔ اخلاق میں مشک کی خوشبو جب پیدا ہوگی جب تیرا دوست کے کوچہ سے گذر ہوگا۔

۵۔ اگر تو کانٹوں کی برداشت نہ کریگا تو آستین کو پھولوں سے نہ بھر سکیگا۔

۶۔ جو دل معشوق سے روٹھ جائیگا خراب ہوگا۔

۷۔ عقل بہکاتی ہے اگر اس کی بات کی طرف دھیان کیا تو جنت ہاتھوں سے جاتی رہیگی۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

جاں میدہم از حسرت آں لعل روان بخش — باشد کہ چو خورشید درخشاں بدر آئی
اے روح بخش ہونٹ کی حسرت میں جان دیتا ہوں — ہو سکتا ہے کہ چمکدار سورج کی طرح تو باہر نکل آئے

شاید کہ بآبے فلکت دست بگیرد — گر تشنہ لب از چشمۂ حیواں بدر آئی
شاید آسمان پانی سے تیری دستگیری کرے — اگر تو چشمۂ حیوان سے پیاسا باہر نکل آئے

در خانۂ غم چند نشینی بملامت — وقت ست کہ از دولت سلطاں بدر آئی
غم کے گھر میں تو کب تک ملامت کے ساتھ بیٹھا رہے گا؟ — وقت ہے کہ بادشاہ کی دولت کی وجہ سے تو باہر نکلے

بر خاک رہت بستہ ام از دیدہ دو صد جوی — باشد کہ تو چوں سرو خراماں بدر آئی
تیرے راستہ کی خاک پر میں نے آنکھوں سے سینکڑوں نہریں جاری کر دیں — ہو سکتا ہے کہ تو سرو خراماں کی طرح باہر نکل آئے

حافظ مکن اندیشہ کہ آں یوسف مصری
اے حافظ! فکر نہ کر، کیونکہ وہ مصری یوسف
باز آید و از کلبۂ احزاں بدر آئی
لوٹ آئے گا، اور تو غموں کی کوٹھری سے باہر نکلے گا

اے قصۂ بہشت ز کویت حکایتے — شرح جمال حور ز رویت روایتے
اے وہ کہ بہشت کا قصہ تیرے کوچہ کی ایک معمولی کہانی ہے — حور کے حسن کی شرح تیرے چہرے کی ایک معمولی روایت ہے

انفاس عیسیٰ از لب لعلت لطیفۂ — وآب خضر ز نوش لبانت کنایتے
حضرت عیسیٰ کے سانس تیرے ہونٹوں کا معمولی نکتہ ہیں — اور آب خضر تیرے ہونٹوں کے شہد کا ایک اشارہ ہے

کے عطر سائے مجلس روحانیاں شدے — گل را اگر نہ بوئے تو کردے رعایتے
روحانی لوگوں کی مجلس میں پھول عطر بیز کب ہوتا — اگر تیری خوشبو پھول کے ساتھ رعایت نہ کرتی

در آرزوئے خاک در دوست سوختیم — یاد آور اے صبا کہ نکردی حمایتے
دوست کے در کی خاک کی آرزو میں ہم جل گئے — اے صبا! یاد رکھ تو نے کوئی حمایت نہیں کی

در آتش از خیال رخش دست میدہد — ساقی بیا کہ نیست ز دوزخ شکایتے
آگ میں اگر اس کے رخ کا خیال حاصل ہو جاتا ہے — تو اے ساقی آجا کیونکہ دوزخ کی کوئی شکایت نہیں ہے

بوئے دل کباب من آفاق را گرفت — ویں آتش اندر او بکند ہم سرایتے
میرے کباب شدہ دل کی بو نے تمام دنیا کو گھیر لیا — اور یہ آگ اس میں بھی سرایت کرے گی

اے دل بہ ہرزہ دانش و دینت بباد رفت — صد مایہ داشتی و نکردی کفایتے
اے دل! بیکار عقل اور دین برباد ہو گئے — تو بہت سرمایہ رکھتا تھا اور تو نے کوئی کفایت شعاری نہ کی

ہر پارہ از دل من و از غصہ قصۂ — ہر سطرے از خیال تو از رحمت آیتے
میرے دل کا ہر ٹکڑا، رنج و غم کا ایک قصہ ہے — تیرے خیال کی ہر سطر، رحمت کی ایک آیت ہے

دانی مراد حافظ ازیں آہ و نالہ چیست
تجھے معلوم ہے اس آہ و نالہ سے حافظ کا کیا مقصد ہے؟
از تو کرشمۂ و ز خسرو عنایتے
تیری ایک ادا اور بادشاہ کی ایک عنایت

[illegible]

http://www.muftbooks.blogspot.com/

اے ز شرم عارضت گل کردہ خوئی
اسے وہ کہ تیرے رخسار کی شرم سے پھول پسینے پسینے ہے

در عرق پیش عقیقت جام مے
تیرے عقیق (لب) کے سامنے شراب کا جام پسینہ میں ڈوبا ہوا ہے

ژالہ بر لالہ است یا بر گل گلاب
لالہ پر اوس ہے یا گل پر گلاب

یا بر آتش آب یا بر روت خوئے
یا آگ پر پانی ہے یا تیرے چہرے پر پسینہ

میشد از چشم آں کمان ابرو و دل
وہ کمان ابرو آنکھوں سے اوجھل ہو رہا تھا اور دل

از پیش میرفت و گم می کرد پے
اس کے پیچھے جا رہا تھا اور راستہ بھول رہا تھا

امشب از زلفش نخواہم داشت دست
آج کی رات اس کی زلف سے ہاتھ نہ ہٹاؤں گا

زد مؤذن بانگ بر میزن کرے
مؤذن جب اذان دے تو دے

چوں بنی عامر بے مجنوں شوند
بنی عامر کی طرح بہت سے مجنوں ہو جائیں گے

گر بروں آید یکے لیلیٰ ز حے
اگر تھوڑی دیر کے لیے لیلیٰ قبیلے سے باہر آ جائے

نے ز دے لب بر لب مطرب نہاد
نے نے تھوڑی دیر کے لیے مطرب کے ہونٹ پر ہونٹ رکھا

چنگ را در زیر ناخن کردے
نے نے چنگ کو ناخن میں کر دیا

آنکہ بہر جرعہ جاں مید ہد
جو شخص ایک گھونٹ پر جان دیتا ہے

جاں از و بستان و جامے دہ بوے
اس سے جان لے لے اور اس کو ایک جام دے

عود بر آتش نہ و منقل بسوز
آگ پر عود رکھ اور انگیٹھی سلگا

غم مدار از کثرت سرمای دے
دے (مہینہ) کے زیادہ جاڑے کا غم نہ کر

با تو ریش پس گر فلک خواری کند
اس کے بعد اگر تجھے آسمان ذلیل کرے

باز گو در حضرت دارائے رے
رے کے بادشاہ کے دربار میں جا کر کہہ

خسرو آفاق بخشش کز سخا
بخشش کی دنیا کا بادشاہ جس کی سخاوت کی وجہ سے

نامۂ حاتم ز نامش گشت طے
حاتم کا نامہ اس کے نام کی وجہ سے طے ہو گیا

چنگ را بر دست مطرب دہ دمے
تھوڑی دیر کے لیے چنگ کو مطرب کے ہاتھ پر رکھ

گو گرش بخراش و بخروش زوے
کہہ کہ اس کی رگ کو چھیل اور اس سے شور کر

جام مے پیش آر و چوں حافظ مخور
شراب کا پیالہ سامنے رکھ اور حافظ کی طرح دکھ

غم کہ جم کے بود یا کاؤس کے
غم نہ کر جمشید کب تھا، اور کاؤس کب

ایکہ بر ماہ از خط مشکیں نقاب انداختی
اسے وہ کہ تو نے مشکی خط سے چاند پر نقاب ڈالا ہے

لطف کردی سایہ بر آفتاب انداختی
تو نے مہربانی کی، آفتاب پر ایک سایہ ڈالا ہے

تا چہ خواہد کرد برما آب زلف عارضت
دیکھیے تیرے رخسار کی زلف کی چمک ہم سے کیا کرتی ہے

حالیا نیرنگ نقش خویش بر آب انداختی
فی الحال تو تو نے اپنے نقش کا نیرنگ پانی پر کھینچا ہے

گوئے خوبی بردی از خوبان عالم شاد باش
شاباش، تو دنیا کے حسینوں سے حسن کی بازی جیت گیا

جام کیخسرو طلب کافراسیاب انداختی
کیخسرو کا جام طلب کر کیونکہ تو نے افراسیاب کو پچھاڑ دیا ہے

لے محبوب کے عرق آلود رخ کی یہ تشبیہات ہیں۔
لے موذن اذان تک کی مہلت نہیں ہے۔ مطلب یہ کہ ہم موذن کی اس پکار کی پرواہ نہ کریں گے اور محبوب کے ساتھ رہیں گے۔
لے قیس جس کو مجنوں کہا جاتا ہے بنی عامر قبیلہ کا تھا۔ حی یعنی قبیلہ۔
لے بانسری کو یہ مرتبہ ملا اس نے مطرب کے لب پر لب رکھ کر اس کو [illegible] چنگ [illegible] ناخن سے بجایا جاتا ہے۔
لے دے سے جاڑوں کا مہینہ ہے جو شمسی ماہ دسمبر میں پڑتا ہے۔
لے رے قدیم شہر جہاں کے حکام [illegible] یہ شعر [illegible] کی تعریف میں ہے۔
لے [illegible] بخشش حاتم طائی سے بڑھی ہوئی ہے اسی لئے اس کا دفتر لپیٹ دیا گیا [illegible]
لے [illegible]

[illegible]

http://www.muftbooks.blogspot.com/

گرچہ از مستی خرابم طاعت من رد مکن
اگرچہ میں مستی کی وجہ سے خراب ہوں، میری بندگی کو رد نہ کر
کاندریں شغلم بامید ثواب انداختی
کیونکہ تو نے مجھے اس شغل میں ثواب کی امید پر ڈالا ہے

گنج عشق خود نہادی در دل ویران من
تو نے میرے ویران دل میں اپنے عشق کا خزانہ رکھ دیا ہے
سایۂ دولت بریں کنج خراب انداختی
اس برباد گوشہ پر تو نے دولت کا سایہ ڈال دیا ہے

خواب بیداراں ببستی آنگہ از نقش خیال
تو نے بیداروں کی نیند کو باندھ دیا ہے پھر خیال کے نقش سے
تہمتے بر شبروان خیل خواب انداختی
نیند کے لشکر کے ڈاکوؤں پر تو نے تہمت رکھ دی ہے

پردہ از رخ برفگندی یک نظر در جلوہ گاہ
جلوہ گاہ میں تھوڑی دیر کے لیے تو نے رخ سے پردہ اٹھا دیا ہے
وز حیا حور و پری را در حجاب انداختی
اور حیا کی وجہ سے تو نے حور و پری کو پردے میں ڈال دیا

از برائے صید دل در گردنم زنجیر زلف
دل کے شکار کے لیے میری گردن میں زلف کی زنجیر
چوں کمند خسرو مالک رقاب انداختی
گردنوں کے مالک، بادشاہ کی کمند کی طرح تو نے ڈال دی

نصرۃ الدین شاہ یحییٰ اے کہ تاج آفتاب
اے نصرۃ الدین بادشاہ یحییٰ آفتاب کے تاج کو
از پئے تعظیم و قدرت در تراب انداختی
تعظیم و قدرت کی وجہ سے تو نے مٹی میں ملا دیا

داور دارا شکوہ اے آنکہ تاج آفتاب
اے دارا کے دبدبہ والے بادشاہ، آفتاب کے تاج کو
از پئے تعظیم بر خاک جناب انداختی
تعظیم کی وجہ سے اپنی بارگاہ کی خاک پر تو نے گرا دیا ہے

زینہار از آب شمشیرت کہ شیراں را ازاں
تیری تلوار کی آب سے پناہ ہے کہ شیروں کو اس سے
تشنہ میکردی و گرداں را در آب انداختی
تو نے پیاسا کر دیا، اور پہلوانوں کو پانی میں گرا دیا

بادہ نوش از جام عالم بیں کہ بر اورنگ جم
جہاں بین جام سے شراب پی، اس لیے کہ جمشید کے تخت پر
شاہد مقصود را از رخ نقاب انداختی
مقصود کے معشوق کے رخ سے تو نے نقاب الٹ دیا

ہر کسے با شمع رخسارت بوجہے عشق باخت
ہر شخص تیرے رخسار کی شمع سے ایک طرح کا عشق رکھتا ہے
زاں میاں پروانہ را در اضطراب انداختی
ان میں سے پروانے کو تو نے پریشانی میں ڈال دیا ہے

از فریب نرگس مخمور و چشم مے پرست
نشیلی نرگس اور شراب پرست آنکھوں کے فریب کی وجہ سے
حافظ خلوت نشیں را در شراب انداختی
گوشہ نشین حافظ کو تو نے شراب میں مبتلا کر دیا ہے

اے کہ دائم بخویش مغروری
اے وہ کہ تو ہمیشہ خودی میں مغرور ہے
گر ترا عشق نیست معذوری
اگر تجھے عشق نہیں ہے، تو تو معذور ہے

گرد دیوانگان عشق مگرد
عشق کے دیوانوں کے چاروں طرف چکر نہ کاٹ
کہ بعقل عقیلہ مشہوری
کیونکہ تو بلند رتبہ عقل میں مشہور ہے

مستی عشق نیست در سر تو
تیرے سر میں عشق کی مستی نہیں ہے
رو کہ تو مست آب انگوری
جا تو انگور کے پانی کا مست ہے

روئے زرد است و آہ دردآلود
زرد چہرہ، اور درد بھری آہ
عاشقاں را گواہ رنجوری
عاشقوں کی بیماری کے گواہ ہیں

۱ تیرے خیال نے عاشقوں کی نیند اڑا دی ہے اور تہمت نیند کے لشکر پر دھری جا رہی ہے کہ وہ حملہ آور ہوا ہے۔
۲ شاہ یحییٰ وہ بادشاہ ہے جس کو امیر تیمور نے شیراز فتح کرنے کے بعد گدی پر بٹھا دیا تھا۔
۳ [illegible] یعنی جام جہاں نما سے شراب پی۔
۴ ہر شخص کو کسی قسم کا عشق ہے پھر پروانہ ہی کیوں مضطرب ہے۔
۵ خود پسندی کی وجہ سے دولت عشق حاصل نہیں ہوتی ہے۔
۶ عشق کی مستی ہونی چاہیے شراب کی مستی بے حقیقت ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

بگذر از ننگ و نام خود حافظ
اے حافظ! اپنی ذلت و عزت کو چھوڑ

ساغر مے طلب کہ مخموری
شراب کا پیالہ مانگ، کیونکہ تو خمار میں ہے

ای کہ در کشتنِ ما ہیچ مدارا نکنی
اے معشوق تو ہمارے قتل کرنے میں کوئی رعایت نہیں کرتا ہے

سود و سرمایہ بسوزی و محابا نکنی
تو نفع اور سرمایہ کو جلاتا ہے اور کوئی خوف نہیں برتتا ہے

دردمندانِ محبت زہرِ ہلاہل نوشند
تیری محبت کے بیمار، قاتل زہر پیتے ہیں

قصدِ ایں قوم خطا باشد ہیں تا نکنی
اس قوم کو قتل کرنا غلطی ہوگی، ہرگز نہ کرنا

رنجِ ما را کہ تواں برد بیک گوشۂ چشم
ہمارا رنج، جو ایک گوشۂ چشم سے دور کیا جا سکتا ہے

شرطِ انصاف نباشد کہ مداوا نکنی
انصاف نہ ہوگا اگر تو اس کا علاج نہ کرے

دیدۂ ما کہ بامیدِ تو دریاست چرا
ہماری آنکھ جو تیری تمنا میں دریا ہے کیوں

بتفرج گذرے بر لبِ دریا نکنی
تفریح کے لیے تو دریا کے کنارے نہیں جاتا ہے

نقلِ ہر جور کہ از خلقِ کریمت گویند
تیرے شریف اخلاق کا لوگ جو ظلم بیان کرتے ہیں

قولِ صاحب غرضان ست تو آنہا نکنی
وہ خود غرضوں کی بات ہے، تو یہ نہیں کرتا ہے

بر تو گر جلوہ کند شاہدِ ما اے زاہد
اے زاہد اگر ہمارا معشوق تجھے جلوہ دکھا دے

از خدا جز مے و معشوق تمنا نکنی
تو شراب اور معشوق کے سوا خدا سے کوئی تمنا نہ کرے

حافظا سجدہ بمحرابِ دو ابروش کن
اے حافظ اس کی دونوں ابروؤں کی محراب میں سجدہ کر

کہ دعائے ز سرِ صدق جز آنجا نکنی
اس لیے کہ سچی دعا اس جگہ کے سوا نہیں کر سکتا ہے

ای کہ در کوئے خرابات مقامے داری
اے وہ کہ تو شراب خانہ کے کوچہ میں قیام رکھتا ہے

جمِ وقتِ خودی ار دست بجامے داری
اگر تیرے ہاتھ میں جام ہے تو تو اپنے وقت کا جمشید ہے

ای کہ با زلف و رخِ یار گذاری شب و روز
اے وہ کہ تو رات دن دوست کی زلف اور رخ کے ساتھ گزارتا ہے

فرصتت باد کہ خوش صبحے و شامے داری
تجھے زیادہ موقع ملے کیونکہ تو اچھی صبح و شام رکھتا ہے

ای صبا سوختگاں بر سرِ رہ منتظر اند
اے صبا! جلے ہوئے راستہ پر منتظر ہیں

اگر از یارِ سفر کردہ پیامے داری
اگر سفر میں گئے ہوئے دوست کا تیرے پاس کوئی پیغام ہے

بوئے جاں از لبِ خنداں قدح میشنوم
میں جان کی خوشبو پیالے کے ہنستے ہوئے ہونٹ سے سونگھتا ہوں

بشنو اے خواجہ تو گر زانکہ مشامے داری
اے خواجہ اگر تیرے پاس دماغ ہے تو تو بھی سونگھ

کامے ار می طلبد از تو غریبے چہ شود
اگر تجھ سے کوئی پردیسی کوئی مقصد طلب کرے تو کیا ہو جائے گا

توئی امروز دریں شہر کہ نامے داری
تو ہی ہے جو آج اس شہر میں مشہور ہے

خالِ سرسبزِ تو خوش دانۂ عیشے ست ولے
تیرا ہرا بھرا تل عیش کا بہترین دانہ ہے لیکن

بر کنارِ چمنش وہ کہ چہ دامے داری
ہائے! اس کے چمن کے کنارے تو کیا جال رکھتا ہے

ے جب تک عشق پیدا نہ ہو انسان تنگی میں مبتلا رہتا ہے۔ مکمل عشق ان چیزوں کو ختم کر دیتا ہے۔

ے تو نے جو اسباب کچھ تباہ کر دیا مجھ کو اس کی مروت نہیں برتتا ہے۔

ے زہر ہلاہل کا قاتل زہر جو کسی دوا سے اچھا نہ ہو اہل چین کے علاوہ یہ ایک پہاڑ کا نام ہے اس پر ایک بوٹی اگتی ہے اس کی جڑ قاتل زہر ہے۔

ے شعر [illegible]

ے تیرے [illegible] عمرو [illegible] تھے [illegible] بیان کرتے [illegible] ان کی بات [illegible] ہے۔

ے اگر شراب خانہ میں کسی کے ہاتھ میں جام ہے تو وہ اپنے وقت کا جمشید ہے۔

ے جس کو محبوب کے رخ اور زلف میسر ہے وہ بڑا خوش وقت ہے۔

ے فرق میں جلے ہوئے عاشق منتظر [illegible] ہیں اسے صبا! [illegible] اس شہر میں [illegible]

http://www.muftbooks.blogspot.com/

گو بہنگامِ وفا گرچہ ثباتت نبود — می کنم شکر کہ بر جور دوامے داری
گو وفا کے وقت اگرچہ تیرا ٹھکانا نہیں ہے — میں شکر گزار ہوں، کہ ظلم پر تو جماؤ رکھتا ہے

مہرباں شد فلک و ترکِ جفاکاری کرد — تو نئی ایجاں کہ دریں شیوہ قوامے داری
آسمان مہربان بنا اور اس نے جفا کاری چھوڑ دی — اے جان تو ہی ہے جو اس طریقہ میں مستقل ہے

اے کہ با وصلِ دل آرام گزیدی خلوت — بغنیمت شمر ایں عیش کہ کامے داری
اے وہ کہ معشوق کے وصل کے ساتھ خلوت نشیں بنا — اس عیش کو غنیمت سمجھ، کہ تو بامراد ہے

بس دعائے سحرت حافظِ جاں خواہد بود
صبح کی بہت سی دعا تیری جان کی نگہبان ہو گی
تو کہ چوں حافظِ شب خیز غلامے داری
چونکہ تو شب بیدار، حافظ جیسا غلام رکھتا ہے

اے کہ مہجوریٔ عشاق روا میداری — بندگاں را ز برِ خویش جدا میداری
اے وہ کہ عاشقوں کی مہجوری کو تو جائز رکھتا ہے — غلاموں کو اپنے پاس سے تو علیحدہ رکھتا ہے

تشنۂ بادیہ را ہم بزلالے دریاب — بامیدے کہ دریں رہ بخدا میداری
جنگل کے پیاسے کی بھی صاف پانی سے مدد کر — اس امید پر جو تو اس راستہ میں خدا سے رکھتا ہے

دل ربودی و بحل کردمت ایجاں لیکن — بازیں دار نگاہش کہ مرا میداری
تو نے دل لے لیا، اور اے جان میں نے تجھے معاف کر دیا لیکن — اس کی حفاظت اس سے زیادہ کر جتنی تو میری کرتا ہے

ساغرِ ما کہ حریفانِ دگر می نوشند — ما تحمل نکنیم ار تو روا میداری
ہمارا جام جو دوسرے حریف پی رہے ہیں — ہم برداشت نہیں کرتے ہیں، اگر تو جائز رکھتا ہے

اے مگس عرصۂ سیمرغ نہ جولانگہِ تست — عرضِ خود میبری و زحمتِ ما میداری
اے مکھی! سیمرغ کا میدان تیری جولانگاہ نہیں ہے — تو اپنی آبرو ریزی کرتی ہے اور ہمیں تکلیف پہنچاتی ہے

تو بتقصیرِ خود افتادی ازیں در محروم — از کہ می نالی و فریاد چرا میداری
تو اپنی کوتاہی سے اس در سے محروم ہوا ہے — کس سے نالہ کرتا ہے، اور کیوں فریاد کرتا ہے؟

اے دلِ خام طمع شرمے ازیں قصہ بدار — کارِ ناکردہ چہ امیدِ عطا میداری
اے خام تمنا والے دل! اس معاملہ سے ذرا شرم کر — کام کئے بغیر، تو بخشش کی کب امید کرتا ہے؟

حافظا عادتِ خوباں ہمہ جورست و جفا
اے حافظ! حسینوں کی عادت تو سراسر ظلم و زیادتی ہے
تو کزیں طائفہ امید وفا میداری
تو کون ہے جو اس گروہ سے وفا کی امید رکھتا ہے؟

ایں خرقہ کہ من دارم در رہنِ شراب اولیٰ — ویں دفترِ بے معنی غرقِ مئے ناب اولیٰ
یہ گدڑی جو میں پہنے ہوئے ہوں، اس کو شراب میں رہن رکھنا بہتر — اور اس بے معنی دفتر کو خالص شراب میں ڈوبنا بہتر ہے

چوں عمر تبہ کردم چندانکہ نگہ کردم — در کنجِ خراباتے افتادہ خراب اولیٰ
چونکہ میں نے عمر تباہ کر دی ہے، جس قدر بھی میں نے غور کیا — کسی خرابات کے گوشے میں، مست پڑا رہنا بہتر ہے

لے تو وفا میں مستقل مزاج نہیں ہے جفا میں بڑا مستقل مزاج ہے۔ اے محبوب حسن والا!

لے شب بیدار حافظ تیرا غلام ہے اور صبح کے وقت تیرے لیے دعا کرتا ہے جو ضرور مقبول ہوتی ہے۔

لے پیاسے کو پانی پلانا بڑے ثواب کا کام ہے

لے تو نے دل چرا لیا ہے اور میں نے تجھے معاف کر دیا ہے۔ تو نے میری تو بہت قدر کی ہے اس کی بے قدری نہ کرنا۔

لے عشق کے میدان میں جانبازی جن کا کام ہے، کم ہمت خود بھی ذلیل ہوتا ہے اور دوسروں کو بھی پریشان کرتا ہے۔

لے جب انسان اپنی کوتاہی سے محروم ہو تو پھر نالہ اور فریاد فضول ہے۔

لے دفتر سے مراد علومِ ظاہری کی وہ کتابیں ہیں جو تصوف سے خالی ہیں۔ شراب کی محبت کو وسعت بنانا چاہیئے اور اس کی بھی ضرورت ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

من حالِ دلِ شیدا با خلق نخواہم گفت
میں دیوانے دل کا حال لوگوں سے نہ کہوں گا
کایں قصہ اگر گویم با چنگ و رباب اولیٰ
اس لیے کہ اگر میں یہ قصہ بیان کروں تو چنگ و رباب کے ساتھ بہتر ہے

تا بے سروپا باشد اوضاعِ فلک زیں ساں
جب تک آسمان کے حالات اسی طرح بے سروپا رہیں گے
در سر ہوسِ ساقی در دست شراب اولیٰ
تو سر میں ساقی کا عشق اور ہاتھ میں شراب رہنا بہتر ہے

از ہمچو تو دلدارے دل بر نکنم آرے
تجھ جیسے معشوق سے میں دل نہ ہٹاؤں گا، ہاں
گر تاب کشم بارے زاں زلفِ بتاب اولیٰ
اگر تاب میں اس پر شکن زلف سے کھینچوں تو بہتر ہے

چوں مصلحت اندیشی دور است ز درویشی
چونکہ درویشی سے مصلحت اندیشی بعید ہے
ہم سینہ پر آتش بہ ہم دیدہ پر آب اولیٰ
سینہ آگ سے بھرا ہوا بہتر ہے اور آنکھ پانی سے بھری بہتر ہے

چوں پیر شدی حافظ از میکدہ بیروں شو
اے حافظ جب تو بوڑھا ہو گیا ہے، شراب خانہ سے باہر جا
رندی و ہوسناکی در عہدِ شباب اولیٰ
رندی اور عشق بازی جوانی میں بہتر ہے

الحمد للہ علی معدلۃ السلطان
میں شاہ کے انصاف پر خدا کی تعریف کرتا ہوں
احمد شیخ اویس حسن ایلخانی
جو احمد شیخ اویس حسن ایلخانی ہے

خان بن خان شہنشاہِ شہنشاہ نژاد
وہ خان کا بیٹا خان، شہنشاہ کا بیٹا شہنشاہ ہے
آنکہ می زیبد اگر جانِ جہانش خوانی
اگر تو اس کو جانِ جہاں کہے تو مناسب ہے

دیدہ نادیدہ باقبالِ تو ایماں آورد
آنکھ بن دیکھے تیرے اقبال پر ایمان لائی
مرحبا اے بہمہ لطف خدا ارزانی
خوش آمدید، تو خدا کی تمام مہربانیوں کے لائق ہے

بر شکن کاکلِ ترکانہ کہ در طالعِ تست
تیری کاکلوں میں ... ترکانہ بل ڈال ... طالع میں ہے
بخشش و کوشش قاآنی و چنگیز خانی
قاآنی اور چنگیز خانی بخشش اور کوشش ہے

ماہ اگر بے تو بر آید بدو نیمش بزنند
اگر تیرے بغیر چاند نکلے تو اس کے دو ٹکڑے کر دیں
دولتِ احمدی و معجزۂ سبحانی
احمدی دولت اور خدائی معجزہ

جلوۂ حسنِ تو دل می برد از شاہ و گدا
تیرے حسن کا جلوہ شاہ و گدا کا دل لے لیتا ہے
چشمِ بد دور کہ ہم جانی و ہم جانانی
چشم بد دور، کہ تو جان بھی ہے اور جاناں بھی

گرچہ دوریم بیادِ تو قدح می نوشیم
اگرچہ ہم دور ہیں، تیری یاد میں پیالہ پیتے ہیں
بعدِ منزل نبود در سفرِ روحانی
روحانی سفر میں منزل کی دوری نہیں ہوتی ہے

از گلِ فارسیم غنچۂ عیشے نشگفت
فارس کی مٹی سے عیش کا کوئی غنچہ نہ کھلا
حبذا دجلۂ بغداد و مے ریحانی
بغداد کے دجلے اور ریحانی شراب پر آفرین ہے

سرِ عاشق کہ نہ خاکِ درِ معشوق بود
عاشق کا وہ سر جو معشوق کے در کی خاک نہ بنے
کے خلاصش بود از محنتِ سرگردانی
اس کو سرگردانی کی تکلیف سے کب نجات ممکن ہے

ہمہ اطراف گرفت و ہمہ آفاق کشاد
تمام اطراف پر قبضہ کر لیا، پورے آفاق کو فتح کر لیا
صیتِ مسعودی و آوازۂ شہ سلطانی
انصاف کرنے والے بادشاہ کی ... شہرت نے

ے یہ قصیدہ سلطان احمد ابن شیخ اویس ابن حسن ایلخانی کی تعریف میں کہا ہے جو بغداد کا حاکم تھا
ے قاآن چنگیز خاں کا لڑکا تھا جو نہایت سخی تھا۔ چنگیز خاں ترکستان کا مشہور جہانگیر بادشاہ تھا جس کی پیدائش ۵۴۹ھ میں ہوئی۔ اس نے جلد ہی ایشیا کی حکومت کو فتح کر دیا تھا، یہ خود آتش پرست تھا۔ اس کے بعد اسی کا پوتا قازان مسلمان ہوا ہے۔
ے دجلہ بغداد کا مشہور دریا ہے
ے جو عاشق معشوق کے در کی خاک نہ بنے ہمیشہ پریشان رہے گا

http://www.muftbooks.blogspot.com/

اے نسیم سحری خاک رہِ یار بیار
اے صبح کی نسیم! دوست کے راستے کی خاک لا
تاکند حافظ ازآں دیدۂ جاں نورانی
تاکہ حافظ اس سے جان کی آنکھ کو نورانی بنائے

اے بادِ صبا بگذر آنجا کہ تو میدانی
اے بادِ صبا اس جگہ جا، جس کو تو جانتی ہے
احوالِ دلم برگو پیدا کہ تو میدانی
میرے دل کے احوال صاف صاف بتا دے جیسا کہ تو جانتی ہے

در پردہ کہ اسرارش ہرگز نشوی محرم
جب تو اس کے رازوں کے پردوں کی محرم ہو جائے
بر دوست بگو با او زآنہا کہ تو میدانی
ان رازوں میں سے وہ راز اس سے کہہ دے جو تو جانتی ہے

چوں جور و جفائش را دیدی کہ زحد بگذشت
جب تو نے دیکھا ہے کہ اس کا ظلم و جور حد سے بڑھ گیا
پیشش تو بیاں فرما از ما کہ تو میدانی
ہماری وہ حالت جو تو جانتی ہے اس سے کہہ دے

دردِ دلِ ریشم را چوں نیست دوا پیدا
میرے زخمی دل کی جبکہ کوئی دوا موجود نہیں ہے
لطفے کن و درمانش فرما کہ تو میدانی
تو مہربانی کر اور اس کا علاج کر جو کہ تو جانتی ہے

چوں سرمۂ بینائی در دیدہ کشم گردے
گرد کو بینائی کے سرمے کی طرح آنکھ میں لگاؤں
گر بادِ صبا آرد زآنجا کہ تو میدانی
اگر بادِ صبا اس جگہ سے لائے جو تجھے معلوم ہے

گفتم زلبت بوسہ وز حافظ مسکیں جاں
میں نے کہا تیرے ہونٹ کا بوسہ اور مسکین حافظ کی جان
ہستی تو بدیں راضی گفتا کہ تو میدانی
تو اس پر راضی ہے، اس نے کہا کہ تو جانتا ہے

بچشم مہر اگر با من مہم را یک نظر بودے
میری طرف اگر مہربانی کی آنکھ سے ایک نظر ہوتی
ازاں سیمیں بدن کامم بخوبی بیشتر بودے
تو اس چاندی جیسے بدن سے میرا مقصد پوری طرح حاصل ہو جاتا

زشوق افسانۂ ہردم گشتے در جہاں عالم
ہر دم اس کے شوق سے ایک سرشار کرتا
دریغا گر متاعِ من ازیں مختصر بودے
ہائے افسوس اگر میری پونجی اس سے بھی مختصر ہوتی

اگر برقع برافگندے ازاں روئے چو مہ روشنے
اگر کسی دن چاند جیسے رخ سے برقع الٹ دیتا
مدام از نرگسِ مستش جہاں پر شور و شر بودے
تو اس کی مست آنکھ سے دنیا ہمیشہ شور و شر سے بھری ہوتی

ہمش مہر آمدے بر من زمہر آں شاہِ خوباں را
اس حسینوں کے بادشاہ کو بھی مجھ پر محبت کی وجہ سے رحم آتا
گر از درد دلِ زارم یکے روزش خبر بودے
اگر میرے دل زار کے درد کی اس کو ایک دن بھی خبر ہو جاتی

بوصلش گر مرا رفتے زہجراں فرصتے بودے
اگر اس کے وصل کے لیے مجھے ہجر سے فرصت ہوتی
مبارک ساعتے بودے چہ خوش بودے اگر بودے
مبارک وقت ہوتا، کیا اچھا ہوتا اگر ایسا ہوتا

شبے ناگہ اگر افتادے میانش در کنارِ من
اگر کسی شب اچانک وہ میری بغل میں آ جاتا
نثارِ خاکِ راہِ او مرا ایں جان و سر بودے
میری یہ جان اور سر اس کے راستے کی خاک پر قربان ہو جاتا

نگفتے کس بشیرینی چو حافظ شعر در عالم
دنیا کے اندر حافظ کی طرح کوئی شعر نہ کہتا
اگر طوطی طبعش را ز لعل او شکر بودے
اگر اس کی طبیعت کی طوطی کو اس کے ہونٹ سے شکر حاصل ہوتی

ے یعنی محبوب کی مستی سے کہ محبت انتہائی کو پہنچ گئی ہے۔
ے وہ راز یہ ہے کہ جو اس کے عاشق ہیں ان کا جگر خون ہے۔
ے یہ ظلم و جفا کی وجہ سے انتہائی شکوہ نہیں بتلاتا ہیں۔
ے تیری عنایت اور مہربانی اس کا علاج ہے۔
ے یعنی محبوب کے قدموں کی گرد۔
ے میں
ے اب
ے بوسہ دو مہینے ادا۔
جان دے دے اور نہیں کہ سودا پیشگی ہے کہ تیری جان میرے بوسے کی قیمت نہیں ہو سکتی ہے۔
ے افسوس ایک کی سر سے جو ایک بری شے کیا جا سکتا ہے۔
ے اگر حافظ کو محبوب کے لب کا ایک بوسہ میسر آ جائے تو پھر اشعار کی شیرینی میں اس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

بامدعی مگوئید اسرارِ عشق و مستی
دیکھو مدعی سے مستی اور عشق کے راز نہ کہو

تا بیخبر بمیرد در رنجِ خود پرستی
تاکہ خود پرستی کے رنج میں بے خبر ہو کر مر جائے

با ضعف و ناتوانی ہمچوں نسیم خوش باش
ضعف اور کمزوری کے باوجود نسیم کی طرح خوش رہ

بیماری اندریں رہ خوشتر ز تندرستی
اس رہ میں بیماری، تندرستی سے اچھی ہے

تا فضل و علم بینی بے معرفت نشینی
جب تک علم و فضل پر نظر رکھے گا معرفت سے خالی بیٹھا رہے گا

یک نکتہ ات بگویم خود را مبیں کہ رستی
تجھ سے ایک نکتہ کہتا ہوں، خود بینی نہ کر نجات پا جائیگا

در آستانِ جاناں از آسماں میندیش
معشوق کی چوکھٹ پر، آسمان کا خیال نہ کر

کز اوجِ سربلندی افتی بخاکِ پستی
کیونکہ سربلندی کے عروج سے پستی کی خاک پر گر جائے گا

عاشق شو ارنہ روزے کارِ جہاں سرآید
عاشق ہو، ورنہ ایک دن دنیا کا کام ختم ہو جائے گا

ناخواندہ نقشِ مقصود از کارگاہِ ہستی
وجود کے کارخانہ سے مقصود کا نقش پڑھے بغیر

آں روز دیدہ بودم ایں فتنہا کہ برخاست
میں نے یہ فتنے اسی دن دیکھ لیے تھے، کہ اٹھے تھے

کز سرکشی زمانے با ما نہ نشستی
جبکہ سرکشی کی وجہ سے تھوڑی دیر بھی تو ہمارے پاس نہ بیٹھتا تھا

خار ار چہ جاں بکاہد گل عذرِ آں بخواہد
کانٹا اگر جان کو گھٹاتا ہے، پھول اس کی عذر خواہی کرتا ہے

سہل است تلخیِ مے در جنبِ ذوقِ مستی
مستی کے ذوق کے پہلو میں شراب کی تلخی آسان ہے

صوفی پیالہ پیما ساقی قرابہ پر کن
اے صوفی! پیالہ تھام، اے ساقی صراحی بھر دے

اے کوتہ آستیناں تا کے درازدستی
اے چھوٹی آستین والو! دراز دستی کب تک

در حلقۂ مغانم دوش آں صنم چہ خوش گفت
مغوں کے حلقہ میں کل اس بت نے کیا اچھی بات کہی

با کافراں چہ کارت گر بت نمی پرستی
تجھے کافروں سے کیا واسطہ، اگر تو بت پرستی نہیں کرتا ہے

در مذہبِ طریقت خامی نشانِ کفرست
طریقت کے مذہب میں کچا پن کفر کی علامت ہے

آرے طریقِ رنداں چالاکیست و چستی
ہاں رندوں کا طریقہ چالاکی اور چستی ہے

سلطانِ ما خدا را زلفت شکست ما را
اے بادشاہ، خدا کے لئے تیری زلف نے ہمیں شکستہ کر دیا

تا کے کند سیاہے چندیں درازدستی
ایک حبشی کب تک اتنی دراز دستی کرے گا

گر خرقۂ ببینی مشغولِ کارِ خود باش
اگر تو کوئی گدڑی دیکھے، اپنے کام میں لگا رہ

ہر قبلہ کہ باشد مشغولِ خود پرستی
جو کوئی بھی قبلہ ہے، خود پرستی میں مشغول ہے

در گوشۂ سلامت مستور چوں تواں بود
سلامتی کے گوشے میں کس طرح چھپا جا سکتا ہے

تا نرگسِ تو گوید با ما رموزِ مستی
جب تک تیری آنکھیں ہم سے مستی کے راز کہہ رہی ہیں

عشقت بدستِ طوفاں خواہد سپرد جاناں
اے جان! تجھے عشق طوفان کے حوالے کر دے گا

چوں برق ازیں کشاکش پنداشتی کہ رستی
تو نے سمجھا ہے کہ بجلی کی طرح اس کشمکش سے چھوٹ جائیگا

از راہِ دیدہ حافظ تا دیدہ زلفِ پستت
حافظ نے جب سے آنکھوں سے تیری نیچی زلفوں کو دیکھا ہے

با جملہ سربلندی شد پائمالِ پستی
تمام سربلندیوں کے ہوتے ہوئے پستی سے پائمال ہو گیا ہے

---

۱ نسیم بھی اس کی طرح ہے یعنی باوجود ضعف اور کمزوری کے خوش رہتی ہے۔

۲ جب تک انسان میں اپنے علم و فضل کا غرور ہے وہ خود بینی میں مبتلا ہے اور معرفت خداوندی اس کو حاصل نہیں ہے۔

۳ سربلندی کا مقصد حصول عشق ہے۔

۴ جب تو نے سرکشی کی تھی ہم جب ہی سمجھ گئے تھے کہ اب مصیبتوں میں پھنسیں گے۔

۵ یہ اچھائی [illegible]

۶ کوتاہ آستین سے مراد نقیب الہی طالب زاہد ہیں جو چھوٹی آستینوں کو پہنتے تھے۔

۷ جو لوگ خرقہ یعنی لباس پہنے ہوئے ہیں اور قبلۂ عالم کہلاتے ہیں سب خود پرست ہیں ان سے تعلق نہ رکھنا چاہیے۔

۸ یہ تیرا خیال غلط ہے کہ عشق کی مصیبت سے جلد نجات پا جائے گا۔ عشق تو تجھے طوفان غم میں مبتلا کر دیگا۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

بجانِ او کہ گرم دسترس بجاں بودے
اس کی جان کی قسم اگر میرا جان پر قابو ہوتا

کمینہ پیشکش بندگانش آں بودے
اس کے غلاموں کے لیے وہ حقیر پیشکش ہوتی

اگر دلم نشدے پائے بندِ طرّۂ او
اگر میرا دل اس کی زلف کا پابند نہ ہوتا

کیم قرار دریں تیرہ خاکداں بودے
اس اندھیرے خاکدان میں مجھے کب قرار ہوتا

بگفتمے کہ بہا چیست خاکِ پائے ترا
میں کہتا کہ تیرے پیروں کی خاک کی کیا قیمت ہے

اگر حیاتِ گرانمایہ جاوداں بودے
اگر قیمتی زندگی ہمیشہ رہنے والی ہوتی

بخواب نیز نمی بینمش چہ جائے وصال
میں اس کو خواب میں بھی نہیں دیکھتا ہوں چہ جائیکہ وصال

چو ایں نبود و ندیدیم بارے آں بودے
جب یہ نہ تھا اور ہم نے نہ دیکھا تو کاش وہ ہوتا

ببندگیٔ قدش سرو معترف گشتے
سرو اس کے قد کی غلامی کا اقرار کرتا

اگر چو سوسنِ آزادہ دہ زباں بودے
اگر آزاد سوسن کی طرح دس زبانوں والا ہوتا

ز پردہ نالۂ حافظ بروں کے افتادے
حافظ کا نالہ پردے سے باہر کب آتا

اگر نہ ہمدمِ مرغانِ صبح خواں بودے
اگر وہ صبح کو چہکنے والے پرندوں کا ساتھی نہ ہوتا

بچشم کردہ ام ابروئے ماہ سیمائے
ایک چاند جیسے چہرے والے کے ابرو کو میں نے آنکھ میں جگہ دی ہے

خیالِ سبز خطے نقش بستہ ام جائے
ایک سبزہ خط کے خیال کا میں نے ایک جگہ نقش بنایا ہے

زمامِ دل بکسے دادہ ام من مسکین
مجھ مسکین نے دل کی لگام ایسے کو پکڑا دی ہے

کہ نیستش بکس از تاج و تخت پروائے
کہ جس کو کسی کے تخت و تاج کی پرواہ نہیں ہے

سرم ز دست شد و چشم از انتظار بسوخت
میرا سر ہاتھ سے جاتا رہا اور آنکھیں انتظار میں جل گئیں

در آرزوئے سر و چشمِ مجلس آرائے
کسی مجلس کو آراستہ کرنے والے کے خیال اور انتظار کی آرزو میں

زہے کمال کہ منشورِ عشقبازیٔ من
بہت کمال ہوگا کہ میری عشقبازی کا حکمنامہ

ازاں کمانچۂ ابرو رسد بطغرائے
اس ابرو کے کمانچے سے دستخط شدہ پہنچ جائے

مرا کہ از رخِ تو ماہ در شبستان است
میرے گھر میں جبکہ تیرے رخ کی وجہ سے چاند موجود ہے

کجا بود بفروغِ ستارہ پروائے
تو ستارے کی روشنی کی کیا پرواہ ہوگی

نگہ درست دل آتش بخرقہ خواہم زد
دل تنگ ہے، گدڑی میں آگ لگا دوں گا

بیا ببیں تو اگر می کنی تماشائے
آ جا، دیکھ، اگر تو کچھ تماشا دیکھنا چاہتا ہے

بروزِ واقعہ تابوتِ ما ز سرو کنید
موت کے دن ہمارا تابوت سرو کا بنانا

کہ مردہ ایم ز داغِ بلند بالائے
اس لیے کہ ہم ایک بلند قد والے کا داغ لیکر مرے ہیں

درآں مقام کہ خوباں بغمزہ تیغ زنند
جس جگہ حسین، ادا کی تلوار مارتے ہیں

عجب مکن ز سرے کو فتادہ در پائے
اگر کوئی سر کسی پیر پر پڑا ہو تو تعجب نہ کر

فراق و وصل چہ باشد رضائے دوست طلب
فراق اور وصل کیا ہوتا ہے دوست کی رضا طلب کر

کہ حیف باشد ازو غیر او تمنائے
کیونکہ اس سے اس کے غیر کی تمنا کرنا ظلم ہے

---

۱ یعنی تو اس کی زلف کی پابندی نے دنیا میں ٹھہرا رکھا ہے ورنہ ہمارا یہاں کب کا کام تھا۔

۲ خاک زندگی اس کی خاک پائی قیمت کے لائق نہیں ہے مگر عمر جاودانی ہوتی تو وہ دیکر اس کی خاکپا حاصل کرتا۔

۳ وصل تو کجا خواب میں بھی اس کو دیکھنا میسر نہیں ہے "آں" سے مراد وصل ہے "آں" سے اس کو خواب میں آنا مراد ہے

۴ سوسن کے پھول کی دس پتیاں زبان کی شکل کی ہوتی ہیں اس لیے سوسن کو دس زبانوں والا کہا جاتا ہے۔

۵ محبوب کی ابرو آنکھوں میں اور اس کے قد کا خیال دل میں جما ہوا ہے۔

۶ منشور شاہی حکم نامہ کو کہتے ہیں جس میں شاہی لقب و نام ہوتا تھا جو کمانچہ پر لکھا جاتا تھی۔

۷ چونکہ مجھے سرو قد سے عشق ہے لہٰذا مجھے بھی سرو کی لکڑی کے صندوق میں دفن کرنا۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

زشوق سر بدر آرند ماہیاں از آب
شوق کی وجہ سے مچھلیاں پانی سے سر ابھاریں گی

اگر سفینۂ حافظ رسد بدریائے
اگر حافظ کا دیوان کسی دریا پر پہنچے گا

بشو زاہد باقیدے کہ داری
اے زاہد تو اس امید کو لے پھر جو تو رکھتا ہے

کہ دارم ہمچناں امیدواری
اس لیے کہ میں اسی طرح کی امید وار رکھتا ہوں

بجز ساغر کہ دار د لالہ در دست
اس ساغر کے سوا کہ جو لالہ ہاتھ میں لیتے ہے

بیا ساقی بیاور آنچہ داری
ساقی آجا، جو کچھ تیرے پاس ہے لے آ

مرا در رشتۂ دیوانگاں کش
مجھے دیوانوں کے دھاگے میں پرو دے

کہ مستی خوشتر ست از ہوشیاری
اس لیے کہ ہوشیاری سے مستی بہتر ہے

بپرہیز از من اے صوفی بپرہیز
بچ، اے صوفی! مجھ سے، بچ

کہ کردم توبہ از پرہیزگاری
اس لیے کہ میں نے پرہیزگاری سے توبہ کر لی ہے

بیا دل در خم گیسوئے او بند
آ، اس کی زلفوں کے پیچ میں دل کو باندھ

اگر خواہی خلاص و رستگاری
اگر خلاصی اور چھٹکارا چاہتا ہے

بوقت گل خدارا توبہ بشکن
بہار کے موسم میں خدا کے لیے توبہ توڑ ڈال

کہ عہد گل ندارد استواری
اس لیے کہ موسم بہار میں پائیداری نہیں ہے

عزیزا نو بہار عمر بگذشت
اے پیارے! عمر کی بہار گزر گئی

چو بر طرف چمن باد بہاری
جس طرح کہ باد بہاری، چمن کے کنارے سے

بیا حافظ بہ پند تلخ کن گوش
اے حافظ آ، کڑوی نصیحت سن لے

چرا عمرے بغفلت میگذاری
عمر کیوں غفلت میں گزار رہا ہے؟

شنو ایں نکتہ کہ خود راز غم آزادہ کنی
یہ نکتہ سن لے تاکہ تو اپنے آپ کو غم سے آزاد کرے

خوں خوری گر طلب روزی ننہادہ کنی
اگر مقدر کی ہوئی نہ روزی کی طلب کرے گا خون پیے گا

آخر الامر گل کوزہ گراں خواہی شد
انجام کار تو کمہاروں کی مٹی بنے گا

حالیا فکر سبو کن کہ پر از بادہ کنی
اب تدبیر کر لے تاکہ صراحی کو شراب سے بھر لے

جہد بنما کہ در ایام گل و عہد شباب
کوشش کر کہ جوانی اور بہار کے زمانے میں

عیش با آدمی چند پریزادہ کنی
چند، پری زاد، آدمیوں کے ساتھ عیش کرے

تکیہ بر جائے بزرگاں نتواں زد بگزاف
بیکار سے بزرگوں کی جگہ پر تکیہ لگا کر نہیں بیٹھا جا سکتا

مگر اسباب بزرگی ہمہ آمادہ کنی
مگر یہ کہ تو بزرگی کے تمام اسباب جمع کرے

اجرہا باشدت اے خسرو شیریں حرکات
اے شیریں حرکتوں والے بادشاہ! تجھے بہت ثواب ملے گا

گر نگاہے سوئے فرہاد دل افتادہ کنی
اگر دل گم شدہ فرہاد کی جانب نگاہ کرے گا

ے شوق میں تمنا میں خوش ہو میں اپنی قسمت ہی نکالے ہے
[illegible]

ے دنیا کے افکار اور غموں سے نجات کی اگر صورت ہے کہ تو طلب یار میں گرفتار ہو جائے

ے جس طرح باد بہاری تیزی سے چمن سے گزر جاتی ہے اسی طرح میری عمر گزر چکی ہے۔

ے جو روزی مقدر میں نہیں ہے اس کی طلب، خون جگر پینا ہے

ے انجام کار انسان مٹی میں ملتا ہے اور کمہار اس سے کوزے تیار کرتا ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

خاطرت کے رقم فیض پذیرد ہیہات
مگر از نقش پراگندہ ورق سادہ کنی

افسوس تیرا دل فیض کو نقش تجھ سے قبول کر سکتا ہے
سوائے اس کے کہ ورق کو بیہودہ نقش سے صاف کرے

اے صبا بندگیٔ خواجہ جلال الدین کن
کہ جہان پر سمن و سوسن آزادہ کنی

اے صبا! خواجہ جلال الدین کی غلامی کر
تاکہ تو چمن کو سمن اور آزاد سوسن سے بھر دے

کارِ خود گر بخدا باز گزاری حافظ
اے بسا عیش کہ با بختِ خداداد کنی

اے حافظ! اگر تو اپنے کام کو خدا پر چھوڑ دے تو
خداداد نصیب کی بدولت بہت عیش کرے گا

بصوتِ بلبل و قمری اگر ننوشی مے
علاج کے کنمت آخر الدواء الکی

بلبل اور قمری کی صدا پر اگر تو شراب نہ پیئے گا
تو تیرا علاج داغ سے کروں گا، آخری علاج داغ دینا ہے

ذخیرۂ بنہ از رنگ و بوئے فصلِ بہار
کہ میرسند ز پے رہزنانِ بہمن و دے

فصلِ بہار کے رنگ و بو سے کوئی ذخیرہ جمع کر لے
اس لئے کہ بہمن اور دے کے ڈاکو راستے میں آ رہے ہیں

زمانہ ہیچ نبخشد کہ باز نستاند
مجو ز سفلہ مروت مجو ز ناکس شے

زمانہ کوئی ایسی چیز نہیں بخشتا ہے جو واپس نہ لے
کمینے سے انسانیت اور نااہل سے کسی چیز کا طلبگار نہ ہو

چو گل نقاب برافگند و مرغ زد ہو ہو
منہ ز دست پیالہ چہ میکنی ہے ہے

جب پھول نے نقاب پھینک دی اور پرندے نے ہو ہو کا نعرہ لگایا
ہاتھ سے پیالہ نہ رکھ، ہائے ہائے کیا کرتا ہے

خزینہ داریِ میراث خوارگاں کفر است
بقولِ مطرب و ساقی بفتوئے دف و نے

میراث خوروں کا خزانہ جمع کرنا، کفر ہے
مطرب اور ساقی کے قول اور دف و نے کے فتوے کے مطابق

چو ہست آبِ حیاتت بدست تشنہ ممیر
فَلَا تَمُتْ وَمِنَ الْمَاءِ کُلُّ شَیْءٍ حَیّ

جب آبِ حیات تیرے ہاتھ میں ہے پیاسا نہ مر
پس نہ مر اور پانی سے ہر چیز زندہ ہے

نوشتہ اند بر ایوانِ جنۃ الماویٰ
کہ ہر کہ عشوۂ دنیا خرید وائے بوے

جنت الماویٰ کے محل پر لکھا ہے
کہ جس نے دنیا کی ادا خریدی اس پر افسوس ہے

سخا نماند سخن طے کنم بیا ساقی
بدہ بشادیِ روح و روانِ حاتمِ طے

سخاوت نہیں رہی، بات ختم کرتا ہوں، ساقی آ جا
اور حاتم طائی کی روح اور اس کی خوشی کی خاطر شراب دے

شکوہ و سلطنت و حکم کے ثباتے داشت
ز تختِ جم سخنے ماندہ است و افسرِ کے

شکوہ اور سلطنت کا دبدبہ کب باقی رہ سکا ہے
جمشید کے تخت اور کیخسرو کے تاج کی باتیں ہی باقی ہیں

بخیل بوئے خدا نشنود بیا حافظ
پیالہ گیر و کرم کن کہ الضمانُ علیّ

بخیل خدا کی خوشبو نہیں سونگھ سکتا ہے، حافظ آ جا
پیالہ تھام اور سخاوت کر، مجھ پر ذمہ داری ہے

بفراغِ دل زمانے نظرے بماہروئے
بہ از آنکہ چترِ شاہی ہمہ روز ہای و ہوئے

دل کی فراغت کے ساتھ تھوڑی دیر کیلئے کسی ماہرو کی طرف دیکھ
اس سے بہتر ہے کہ شاہی چتر ہو اور روزانہ ہاؤ ہو

۔ انسان کو کینہ کی کدورت سے دل کو صاف کرنا چاہئے جب کہیں محبوب کا نقش دل پر قائم ہوتا ہے۔
۔ جلال الدین توران شاہ، شاہ شجاع کا وزیر تھا ... قتل کے بعد پھر شیراز آیا تھا۔
۔ آخر الدواء الکی ... [illegible]
۔ بہمن اور دے ... خزاں کا موسم ہوتا ہے۔
۔ [illegible] ... چیز نہ مانگنی چاہئے۔
۔ [illegible] ... پیالہ ہاتھ سے نہ رکھ۔
۔ میراث خوارگاں وہ لوگ ... [illegible]
۔ [illegible]

[illegible]

http://www.muftbooks.blogspot.com/

بخدا کز شکم آید بدو چشم روشن خود
خدا کی قسم مجھے اپنی دونوں روشن آنکھوں پر رشک آتا ہے

کہ نظر دریغ باشد بچنیں لطیف روئے
کہ ایسے پاکیزہ چہرہ کو دیکھنا افسوس کی بات ہے

دل من شد و ندانم چہ شد آں غریب مارا
میرا دل گم ہو گیا، اور مجھے معلوم نہیں کہ ہمارا وہ مسافر کیا ہوا

کہ گذشت عمر و نامد خبرے ز ہیچ سوئے
اس لیے کہ ایک عمر گذر گئی، اور کسی طرف سے کوئی خبر نہیں آئی

نفسم بآخر آمد نظرم ندید سیرت
میرا دم نکلنے لگا، میری نگاہ نے تیری رفتار نہ دیکھی

بجز ایں نماند مارا ہوسے و آرزوئے
اس کے علاوہ ہماری کوئی ہوس اور آرزو نہیں رہی

بکن اے صبا مشوش سر زلف آں پری را
اے صبا! اس پری کی زلفوں کو پریشان نہ کر

کہ ہزار جان حافظ بفدائے تار موئے
کہ حافظ کی ہزار جانیں ایک بال پر قربان ہیں

بگرفت کار حسنت چوں عشق من کمالے
تیرے حسن کے کام نے بھی میرے عشق کی طرح کمال حاصل کر لیا ہے

خوش باش زانکہ نبود ایں ہر دو را زوالے
خوش رہ، اس لیے کہ ان دونوں کو زوال نہیں ہوگا

در وہم می نگنجد کاندر تصور عقل
وہم میں بھی نہیں آتی ہے کہ عقل کے تصور میں

آید بہیچ معنی زیں خوب تر مثالے
کسی اعتبار سے بھی اس سے بہتر تصویر آسکے گی

شد حظ عمر حاصل گر زانکہ با تو مارا
زندگی کا لطف حاصل ہو گیا، اگر ہمیں تجھ سے

یکدم بعمر روزے روزی شود وصالے
زندگی میں کسی دن ایک دم کے لیے بھی وصل میسر آ جائے

آندم کہ با تو باشم یکسال ہست روزے
جس وقت میں تیرے ساتھ ہوتا ہوں، ایک سال ایک دن ہوتا ہے

وآندم کہ بے تو باشم یک روز ہست سالے
اور جس وقت تیرے بغیر ہوتا ہوں، ایک دن ایک سال ہوتا ہے

من چوں خیال رویت جاناں بخواب بینم
اے جاناں! میں تیری خیالی تصویر کو خواب میں کس طرح دیکھوں

کز خواب می نبیند چشمم بجز خیالے
اس لیے کہ میری آنکھیں خواب میں خیال کے سوا کچھ نہیں دیکھتی ہیں

رحم آر بر دل من کز مہر روئے خوبت
میرے دل پر رحم کر، اس لیے کہ تیرے حسین چہرہ کی محبت سے

شد شخص ناتوانم باریک چوں ہلالے
میرا کمزور جسم ہلال کی طرح باریک ہو گیا ہے

حافظ مکن شکایت گر وصل یار خواہی
اے حافظ! اگر تو وصل یار چاہتا ہے، شکایت نہ کر

زیں بیشتر بباید بر ہجر احتمالے
ہجر کا اس سے بھی زیادہ احتمال چاہیے

بلبل ز شاخ سرو بگلبانگ پہلوی
بلبل نے سرو کی شاخ سے فارسی صدا میں

میخواند دوش درس مقامات معنوی
کل، معنوی مقامات کا سبق پڑھ رہی تھی

یعنی بیا کہ آتش موسیٰ نمود گل
یعنی آجا، اس لیے کہ پھول نے موسیٰ کی آگ دکھا دی ہے

تا از درخت نکتہ تحقیق بشنوی
تاکہ تو درخت سے تحقیق کا نکتہ سنے

مرغان باغ قافیہ سنجند و بذلہ گو
باغ کے پرند، قافیہ سنج اور بذلہ گو ہیں

تا خواجہ مے خورد بغزلہائے پہلوی
تاکہ فارسی غزلوں کے ساتھ خواجہ شراب پیئے

شعر: تیرا حسن اور میرا عشق دونوں کامل ہیں اس لیے ان کو زوال نہ ہوگا۔

یعنی سرو کی شاخ عصائے موسیٰ تھی کہ پھول نے آتش موسیٰ کو ظاہر کر دیا ہے۔ حضرت موسیٰ آگ کو دیکھ کر آگے بڑھے تھے، ان کو درخت سے یہ آواز آئی تھی کہ میں خدا ہوں۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

جمشید جز حکایتِ جام از جہاں نبرد
جمشید دنیا سے، جام کے قصے کے سوا کچھ نہ لے گیا

زنہار دل مبند بر اسبابِ دنیوی
خبردار، دنیوی اسباب سے دل نہ لگا

خوش فرشِ بوریا و گدائی و خوابِ امن
بوریے کا فرش، اور گدائی اور اطمینان کی نیند خوب ہے

کایں عیش نیست درخورِ اورنگِ خسروی
اس لیے کہ یہ عیش شاہی تخت کے بھی لائق نہیں ہے

درویشم و گدا و برابر نمی کنم
میں درویش ہوں اور گدا ہوں اور برابر نہیں کرتا ہوں

پشمینہ کلاہِ خویش بصد تاجِ خسروی
اپنی کمبل کی ٹوپی کو، سو شاہی تاجوں کو

ایں قصۂ عجب شنو از بختِ واژگوں
یہ عجب قصہ سن، اوندھے نصیب کی وجہ سے

مارا بکشت یار بانفاسِ عیسوی
عیسوی سانسوں سے ہمیں دوست نے قتل کر دیا

چشمت بغمزہ خانۂ مردم خراب کرد
تیری آنکھوں نے، ادا سے لوگوں کے گھر برباد کر دیے

مخموریت مباد کہ خوش مست میروی
تجھے خمار نہ ہو کہ تو بہت مست ہو کر چلتا ہے

دہقانِ سالخوردہ چہ خوش گفت باپسر
بڈھے کاشتکار نے لڑکے سے کیا اچھی بات کہی

کاے نورِ چشمِ من بجز از کشتہ ندروی
اے میرے نورِ چشم! بوئے ہوئے کے سوا کچھ نہ کاٹے گا

مے خور بشعرِ بندہ کہ دلتنگیت مباد
بندے کے اشعار پر شراب پی، خدا کرے تجھے دل تنگی نہ ہو

بعد از تو خاک بر سرِ اسبابِ دنیوی
تیرے بعد دنیا کے اسباب کے سر پر خاک

ساقی مگر وظیفۂ حافظ زیادہ داد
شاید ساقی نے، حافظ کو زیادہ مقدار دی

کاشفتہ گشت طرۂ دستارِ مولوی
اس لیے کہ مولوی کی پگڑی کا طرّہ بکھر گیا

بگردِ مہ ز عنبر خط کشیدی
تو نے چاند کے چاروں طرف عنبر کا خط کھینچا

دو ہفتہ ماہ را در خط کشیدی
چودھویں کے چاند کو تو نے غلام بنا لیا

غبارِ زر اگر خواہی خط آموخت
تو شاید عطارد کو خط سکھاتا ہے؟

کہ بر سطحِ قمر سرخط کشیدی
اس لیے کہ تو نے چاند پر نقشے کھینچے ہیں

نہادی خارِ غم آں لحظہ گل را
پھول پر تو نے اس وقت غم کا کانٹا چبھویا

کہ چوں لالہ ز عنبر خط کشیدی
جبکہ لالہ کی طرح، تو نے عنبر کا خط کھینچا

گر افسونِ تبِ عشقم نہ کردی
اگر تو نے میرے عشق کے بخار کا تعویذ نہیں کیا ہے

چرا بر گردِ عنبر خط کشیدی
تو تو نے عنبر کی گرد پر خطوں کو کیوں کھینچا ہے؟

غمِ دردِ دلِ حافظ نداری
تجھے حافظ کے دل کے درد کا غم نہیں ہے

کہ گردِ روئے دلبر خط کشیدی
اس لیے کہ تو نے دلبر چہرے کے گرد خط کھینچا ہے

بجانا ما گذار ایں کینہ داری
اے محبوب! ہم سے یہ کینہ پروری چھوڑ دے

کہ حقِ صحبتِ دیرینہ داری
کیونکہ، تجھ پر قدیم دوستی کا حق ہے

جام کی جمشید جس
طرح بوریے پر فقیری
میں آتی ہے بادشاہی
میں وہ میسر نہیں ہے
ے حالانکہ عیسیٰ کے
سانس سے مردے
زندہ ہوتے تھے۔
ے حافظ کو آج شراب
مقدار سے زیادہ مل
گئی ہے اس لیے
دستار بگڑ گیا
گئی ہے۔
ے چاند کو
سے بنا کر
سنگھارنے
ایسا حسین ہو گیا ہے
کہ اس نے چودھویں
رات کے چاند کو غلام
بنا لیا ہے اور خط کھینچ کر
اسے محکوم سا کر لیا۔
ے عطارد کو آسمان
کا منشی مانا گیا ہے تو نے
اس کو خط سکھانے
کے لیے چاند پر نقشے
کھینچ دیے ہیں۔
ے خشک و عنبر سے
تعویذ لکھے جاتے ہیں۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

نصیحت گوش کن کاین دُر بسی بہ
نصیحت سن لے، اس لیے کہ یہ موتی بہت بہتر ہے
از آں گوہر کہ در گنجینہ داری
اس موتی سے، جو تو خزانے میں رکھتا ہے

بفریادِ خمارِ مُفلساں رس
مفلسوں کے خمار کی فریاد رسی کر
خدارا اگر مے دوشینہ داری
خدا کیلئے، اگر تیرے پاس رات کی بچی ہوئی شراب ہے

ولیکن کے نمائی رُخ بہ رنداں
لیکن تو رندوں کو چہرہ کب دکھا سکتا ہے!
تو کز خورشید و مہ آئینہ داری
چونکہ تو آفتاب اور ماہتاب کا آئینہ رکھتا ہے

بدِ رنداں مگو اے شیخ ہشدار
اے شیخ! ہوشیار ہو، رندوں کو برا نہ کہہ
کہ با حکمِ خدائے کینہ داری
اس لیے کہ تو خدا کے حکم کے ساتھ کینہ رکھتا ہے

نمی ترسی ز آہِ آتشینم
میری آتشیں آہ سے تو نہیں ڈرتا ہے
تو دانی خرقہ پشمینہ داری
تجھے معلوم ہے، تو اونی گدڑی رکھتا ہے

ندیدم خوشتر از شعرِ تو حافظ
میں نے، اے حافظ! تیرے اشعار سے زیادہ اچھے نہیں دیکھے
بقرآنے کہ اندر سینہ داری
اس قرآن کی قسم، جو تو سینہ میں رکھتا ہے

بیار بادہ و بازم رہاں ز رنجوری
شراب لا، اور مجھے بیماری سے نجات دے
کہ ہم بہ بادہ تواں کرد دفعِ مخموری
اس لئے کہ اعضا شکنی کو شراب ہی سے دور کیا جا سکتا ہے

بہیچ وجہ نباشد فروغِ مجلسِ اُنس
محبت کی مجلس کسی طریقہ پر روشن نہیں ہوتی
مگر بروئے نگار و شرابِ انگوری
محبوب کے چہرے، اور انگوری شراب کے سوا

ز سحرِ غمزۂ فتانِ خویش غرہ مباش
اپنے فتنہ برپا کرنے والے غمزہ کے جادو پر گھمنڈ نہ کر
کہ آزمودم و سودے نداشت مغروری
اسلئے کہ میں نے آزمایا ہے اور گھمنڈ نے کوئی فائدہ نہیں دیا ہے

بیک فریب بدادم صلاحِ خویش از دست
ایک دھوکے میں، میں نے اپنی نیکی ہاتھ سے دیدی
دریغ آنہمہ زہد و صلاحِ مستوری
اس تمام زہد، اور گوشہ نشینی کی نیکی پر افسوس ہے

ادیبا چند نصیحت کنی کہ عشق مباز
اے ادیب! کتنی نصیحت کرے گا کہ عشق بازی نہ کر
اگرچہ نیست ادب ایں سخن چہ دستوری
اگرچہ یہ بات کہنا ادب نہیں ہے، تو کیسا آدمی ہے!

بعشق زندہ بود جانِ مردِ صاحبدل
صاحب دل انسان کی جان عشق سے زندہ ہوتی ہے
اگر تو عشق نداری برو کہ معذوری
اگر تو عشق نہیں رکھتا ہے تو جا کیونکہ تو معذور ہے

رسید دولتِ وصل و گذشت محنتِ ہجر
وصل کی دولت آگئی، ہجر کی مشقت گزر گئی
نماند کشورِ دل باز رہ بمعموری
دل کے ملک نے پھر آبادی کی طرف رخ کیا ہے

بہر کسے نتواں گفت رازِ دل حافظ
اے حافظ! دل کا راز ہر کسی سے نہیں کہا جا سکتا
مگر بدانکہ کشیدہ است محنتِ دوری
سوائے اس کے جس نے فراق کی مصیبت سہی ہے

ا۔ اس شعر میں نصیحت سے مراد ہے کہ اگر رات کی بچی ہوئی شراب ہے تو اس سے مفلسوں کے خمار کا علاج کر۔
ا۔ رندوں کو برا کہنا خدائی حکم سے کینہ رکھنا ہے۔
ا۔ مجلس عیش محبوب کے چہرے اور انگوری شراب سے رونق پاتی ہے۔
ا۔ اگرچہ یہ کہنا بے ادبی ہے لیکن تیرا بار بار عشق بازی کو ترک کرنے کی نصیحت کرنا کون سا ادب ہے۔
ا۔ شعر: ہر کسی سے دل کا راز نہیں کہا جا سکتا ہے جو ہجر کے مصائب جھیل چکا ہو۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

پدید آمد رسوم بیوفائی
بیوفائی کے نشانات، ظاہر ہو گئے
نماند از کس نشانِ آشنائی
کسی کی دوستی کا نشان، نہ رہا

بہ نزد از فاقہ پیش ہر خسیسے
ہر کمینے کے سامنے، فاقہ کی وجہ سے پھیلاتے ہیں
کنوں اہلِ ہنر دست گدائی
اب اہل ہنر بھیک کا ہاتھ

کسے کو فاضل ست امروز در دہر
آج جو زمانہ میں، صاحبِ فضیلت ہے
نمی بیند زغم یکدم رہائی
غم سے تھوڑی دیر کے لئے بھی رہائی نہیں دیکھتا ہے

کسے کو جاہل ست اندر تنعم
جو جاہل ہے، عیش پرستی میں
متاعِ او بود ہر دم بہائی
اس کا سامان ہر وقت قیمتی ہے

اگر شاعر بخواند شعر چوں آب
اگر شاعر پانی جیسے اشعار سنائے
کہ دل را زو فزاید روشنائی
جس سے دل میں نور پیدا ہو

نبخشندش جوے از بخل و امساک
بخل اور کنجوسی کی وجہ سے اس کو ایک جَو بخشیں گے
اگر خود فی المثل باشد سنائی
مثلاً، وہ اگر خود سنائی ہو

خرد در گوش ہوشم دوش میگفت
کل عقل میرے ہوش کے کان میں کہہ رہی تھی
قناعت را بضاعت ساز و میسوز
صبر کو پونجی بنالے، اور جلتا رہ

برو صبرے بکن در بینوائی
جا، بے سرو سامانی میں صبر کر
دریں درد و عنا در بینوائی
اس درد، اور مشقت میں، بینوائی میں

بیا حافظ بجاں ایں پند مینوش
اے حافظ! آ جان سے یہ نصیحت سن لے
کہ گر از پا بیفتی بر سر آئی
کہ اگر تو گرے گا، تو سر کے بل ہو گا

ترا کہ ہر چہ مرادست در جہاں داری
دنیا میں، جو تیری مراد ہے وہ تجھے حاصل ہے
چہ غم زحالِ من زار و ناتواں داری
تو مجھ لاغر، اور کمزور کے حال کا کیا غم رکھتا ہے

بخواہ جان و دل از بندہ و رواں بستاں
بندہ سے جان، اور دل طلب کر اور فوراً لے لے
کہ حکم بر سر آزادگان رواں داری
اس لئے کہ آزادوں پر تیرا حکم جاری ہے

بنوش مے چو بکروی اے حریف مدام
اے وہ کہ جو تو گول مٹول والا ہے ہمیشہ شراب پی
علی الخصوص دریں دم کہ سرگراں داری
خصوصاً اب جبکہ تو، خمار میں ہے

بیاض روئے ترا نیست نقش در خور از آنکہ
تیرے چہرے کی سفیدی کو نقش کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ
سوادے از خط مشکیں بر ارغواں داری
ارغوان میں، مشکی خط کی ایک سیاہی رکھتا ہے

میان نداری و دارم عجب کہ ہر ساعت
تو کمر نہیں رکھتا ہے، اور مجھے تعجب ہے کہ ہر وقت
میانِ مجمع خوباں کنی میاں داری
حسینوں کے مجمع میں، تو سرداری کرتا ہے

مکن عتاب ازیں بیش و جور بر دلِ من
میرے دل پر اس سے زیادہ غصہ اور ظلم نہ کر
بکن ہر آنچہ توانی کہ جائے آں داری
جو کچھ تو کرسکتا ہے کر، تو اس کا حق رکھتا ہے

ے یہ غزل زمانے کی شکایت سے ہے یعنی دنیا میں کسی سے بھی وفا کی امید نہیں ہے۔ ے ہر جاہل عزت دار ہے، دنیا کا قیمتی سامان اس کو حاصل ہے۔ ے کسی شاعر کی قدر نہیں خواہ وہ حکیم سنائی کیوں نہ ہو اس کو کوئی کوڑی نہیں دیتا ہے۔ ے مصیبتوں کے بعد ہی سربلندی حاصل ہوتی ہے۔ ے محبوب جبکہ مالدار ہے اس کو ہم غریبوں کی کیا پرواہ ہے۔ ے تمام عاشق تیرے فرمانبردار ہیں جو چاہے حکم دے اگر جان مانگے گا وہ بھی تجھے دیدیں گے۔ ے تیرے سرخ رخسار پر مشکی خط کے سبب جو سیاہ دھبا ہے اس کی کیا ضرورت ہے کہ تیرے چہرے پر کوئی نقش و نگار بنایا جائے اس سے کہ سیاہ داغ پر کوئی نقش قائم نہیں ہو سکتا ہے۔ ے میاں ندارد سے مراد وہ شخص جو دولت کی نہ ہو والی کو کہتے ہیں کیونکہ لئے کمر دار رہتا ہے یعنی تیرے خود میاں کمر نہیں

ے حسینوں کو میاں داری سے ے یعنی عتاب اور غضب کے سوا اور جو تیرا جی چاہے وہ کر۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

باختیار گرت صد ہزار تیر جفاست
اگر تیرے اختیار میں ظلم کے لاکھوں تیر ہیں

بقصد جانِ منِ خستہ در کماں داری
وہ میری خستہ جان کے ارادے سے کمان میں رکھتا ہے

بکش جفائے رقیباں مدام و دل خوش دار
ہمیشہ رقیبوں کا ظلم برداشت کر اور دل کو خوش رکھ

کہ سہل باشد اگر یارِ مہرباں داری
کیونکہ یہ آسان ہے اگر تو وفادار دوست رکھتا ہے

وصالِ دوست گرت دست میدہد یکدم
اگر تجھے کسی وقت دوست کا وصال حاصل ہو جائے

برو کہ ہر چہ مراد است در جہاں داری
تو جا کہ دنیا میں جتنی مرادیں ہیں سب تجھے حاصل ہو گئی ہیں

چو ذکرِ لعلِ لبت میکنم خرد گوید
میں جب تیرے لعل جیسے ہونٹ کا ذکر کرتا ہوں تو عقل کہتی ہے

حدیث یا شکرست اینکہ در دہاں داری
بات ہے یا شکر ہے جو تو منہ میں رکھتا ہے

چو گل بدامن ازیں باغ میبری حافظ
اے حافظ! جبکہ تو اس باغ سے دامن پھولوں سے بھر کر لے جاتا ہے

چہ غم ز نالہ و فریادِ باغباں داری
تو باغبان کے نالہ و فریاد کا کیا غم رکھتا ہے

تو مگر بر لبِ جوئے زہوس بنشینی
تو شاید ہوس کی وجہ سے نہر کے کنارے پر بیٹھتا ہے

ورنہ ہر فتنہ کہ بینی ہمہ از خود بینی
ورنہ جو فتنہ تو دیکھتا ہے خود تیری ہی وجہ سے ہے

بخدائے کہ توئی بندۂ بگزیدۂ او
تجھے اس خدا کی قسم جس کا تو برگزیدہ بندہ ہے

کہ بجائے منِ بیدل دگرے نگزینی
کہ مجھ بیدل کی بجائے دوسرے کو منتخب نہ کر

صبر بر جورِ رقیباں چہ کنم گر نکنم
اگر رقیبوں کے ظلم پر صبر نہ کروں تو کیا کروں

عاشقاں را نبود چارہ بجز مسکینی
عاشقوں کے لیے مسکینی کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے

ادب و شرم ترا خسروِ مہرویاں کرد
ادب اور شرم نے تجھے ماہرویوں کا بادشاہ بنا دیا

آفریں بر تو کہ شائستۂ صد تحسینی
تجھے شاباش ہے کیونکہ تو سینکڑوں تعریفوں کے لائق ہے

عجب از لطفِ تو اے گل کہ نشینی با خار
اے پھول! تیری مہربانی پر تعجب ہے کہ کانٹے کے ساتھ بیٹھتا ہے

ظاہراً مصلحتِ وقت درآں می بینی
بظاہر تو اس میں وقت کی مصلحت دیکھتا ہے

حیفم آید کہ خرامی بتماشائے چمن
مجھے افسوس ہوتا ہے کہ تو چمن کی سیر کو جائے

کہ تو خوشتر ز گل و تازہ تر از نسرینی
اس لیے کہ تو پھول سے زیادہ حسین اور نسرین سے زیادہ شگفتہ ہے

گر امانت بسلامت ببرم باکے نیست
اگر امانت کو صحیح و سالم لے جاؤں تو کچھ پرواہ نہیں ہے

بیدلی سہل بود گر نبود بیدینی
بیدل ہونا آسان ہے اگر بے دینی نہ ہو

بادِ صبحی بہوایت زِ گلستاں برخاست
صبح کی ہوا تیری محبت میں باغ سے اٹھی

کہ تو خوشبو چو گلِ سوری و چوں نسرینی
چونکہ تو گلِ سوری اور نسرین کی طرح خوشبودار ہے

سخن بیغرض از بندۂ مخلص بشنو
بے غرض بات مخلص خادم سے سن

اے کہ منظورِ بزرگانِ حقیقت بینی
اے وہ کہ تو حقیقت شناس بزرگوں کا منظورِ نظر ہے

نازنینے چو تو پاکیزہ رخ و پاک نہاد
تجھ جیسا پاکیزہ رخ اور پاک باطن نازنین

بہتر آنست کہ با مردمِ بد ننشینی
بہتر یہ ہے کہ تو بروں کے ساتھ نہ بیٹھے

اگر دوست دشمنی ہو تو رقیبوں کے ظلم سہنے آسان ہوتے ہیں۔ ۔ تو حسن کے لحاظ سے کہ دنیا کے کمالات کیوں جاتا ہے تو حسن اس قدر حسین ہے کہ سب لطف اس سے پیدا ہوتے ہیں۔

شعر

۔ عاشق رقیبوں کا ظلم سہتے رہتے ہیں۔ ۔ جو عشق سے محبوب اور خدا سے رقیب مراد ہے۔ امانت سے مراد ایمان ہے جس کا ذکر آیۃ انا عرضنا الامانۃ میں کیا گیا ہے یعنی اگر بیدل ہو تو کوئی حرج نہیں ہے بے دینی بری چیز ہے۔ ۔ کسی بداطوار کی تنبیہ لگا شعر کو دو مصرعوں سے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

شیشہ بازی سرشکم نگری از چپ و راست
دائیں بائیں سے تو میرے آنسوؤں کی شیشہ بازی دیکھے گا
گر بدیں منظرِ بینش نفسے بنشینی
اگر تو اس بینائی کے منظر میں تھوڑی دیر کے لئے بیٹھے گا

بعد ازیں ما و گدائی بسرِ منزلِ عشق
اس کے بعد ہم ہوں گے اور عشق کی منزل کی فقیری ہو گی
راہرو را نبود چارہ بجز مسکینی
مسافر کے لئے مسکینی کے سوا چارہ نہیں ہے

تو بدیں دلکشی و نازکی اے مایۂ حسن
اے حسن کے سرمایہ! تو اس دلکشی و نزاکت کے ساتھ
لائقِ بزمگہِ خواجہ جلال الدینی
خواجہ جلال الدین کی مجلس کے لائق ہے

سیلِ ایں اشکِ رواں صبرِ دلِ حافظ برد
اس جاری آنسوؤں کا سیلاب حافظ کے صبر کو بہا لے گیا
بَلَغَ الطَّاقَۃُ یَا مُقْلَۃَ عَیْنِیْ بِیْنِیْ
طاقت ختم ہو گئی اے میری آنکھ کی پتلی! تو جدا ہو جا

جاں فدائے تو کہ ہم جانی و ہم جانانی
جان تجھ پر قربان، کہ تو جان بھی ہے اور جاناں بھی ہے
ہر کہ شد خاکِ درت رست ز سرگردانی
جو تیرے در کی خاک بن گیا پریشانی سے نجات پا گیا

سرسری از سرِ کوئے تو نیارم برخاست
میں تیرے کوچہ سے آسانی سے نہیں اٹھ سکتا
کارِ دشوار نگیرند بدیں آسانی
اس آسانی سے دشوار کام نہیں کرتے ہیں

خام را طاقتِ پروانۂ پرسوختہ نیست
خام کار میں پر جلے ہوئے پروانہ کی طاقت نہیں ہے
نازکاں را نرسد شیوۂ جاں افشانی
جان قربان کرنا نازک لوگوں کا شیوہ نہیں ہے

بے تو آرام گرفتن بود از ناکامی
تیرے بغیر آرام کرنا، ناکامی ہے
با تو گستاخ نشستن بود از حیرانی
تیرے پاس گستاخی سے بیٹھنا، حیرانی ہے

فاش کردند رقیبانِ تو سرِ دلِ من
تیرے رقیبوں نے میرے دل کا راز ظاہر کر دیا
چند پوشیدہ بماند خبرِ پنہانی
چھپی ہوئی خبر کب تک چھپ سکتی ہے؟

تا بماند تر و شاداب نہالِ قدِ تو
تاکہ تیرے قد کا پودا تر اور شاداب رہے
واجب آنست کہ بر دیدۂ ما بنشانی
مناسب یہ ہے کہ تو ہماری آنکھوں پر لگا دے

در خمِ زلفِ تو دیدم دلِ خود را روزے
میں نے ایک دن اپنے دل کو تیری زلف کے پیچ میں دیکھا
گفتمش چونی و چوں میرہی اے زندانی
میں نے اس سے کہا، تو کیسا ہے اے قیدی کیسے چھوٹے گا؟

گفت آرے چہ کنی گر نبری رشکِ من
وہ بولا، ہاں تو کیا کرے اگر مجھ پر رشک نہ کرے
ہر گدا را نبود مرتبۂ سلطانی
ہر فقیر کو بادشاہی کا مرتبہ حاصل نہیں ہو سکتا ہے

راستی حدِ تو حافظ نبود صحبتِ ما
سچ تو یہ ہے اے حافظ! تیرا رتبہ ہماری صحبت کے لائق نہیں ہے
بس اگر بر سرِ ایں کوئے کنی سگبانی
یہی کافی ہے، اگر تو اس کوچہ کے کتوں کی نگرانی کرے

جائے حضور و گلشنِ امنست ایں سرائے
یہ گھر حاضری کی جگہ، اور امن کا باغ ہے
زیں در بشادمانی و عیش و طرب در آئے
اس دروازہ سے خوشی اور عیش و مستی میں داخل ہو

---

۱ شیشہ بازی، رقاصوں کا ایک طریقہ ہے جس میں وہ شراب اور شربت سے شیشے بھر کر سر پر رکھ کر ناچتے ہیں اور شیشے کو سر سے نہیں گرنے دیتے یعنی تو میرے آنسوؤں کا رقص دیکھے گا۔

۲ جلال الدین شاہ شجاع کا وزیر تھا جو حافظ کا ممدوح ہے۔

۳ تیرے در سے آسانی سے اٹھنا ممکن نہیں ہے یعنی مشکل کام ہے اور مشکل کام آسانی سے کوئی نہیں کرتا مجبوراً کرنا پڑتا ہے۔

۴ معشوق کے بغیر آرام سے بیٹھنا ناکامی کی دلیل ہے اور تیرے سامنے بے ادبی سے بیٹھنا حیرانی کی بات ہے کہ سر والا ادب نہیں کر سکتا، گستاخ ہو جاتا ہے۔

۵ معشوق نے دل کو زلف میں پھنسا ہوا دیکھ کر کہا تو اس قید سے نجات نہ پا سکے گا، اگر تو مجھ پر رشک کرے تو یہ ہے کہ تجھے وصال نصیب ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

اے کاخِ دولتِ تو چہ کاخے کہ اندرست — در شاخسارِ گلشنِ تو سایۂ ہمائے

اے وہ کہ تیری دولت کا محل کیسا محل ہے کہ داخل ہے! — تیرے باغ کی شاخوں میں، کسی ہما کا سایہ

ہر صبح در ہوائے درت میکند صبوح — جمشیدِ تختِ چرخ بجامِ جہاں نمائے

تیرے دروازے کی خواہش میں ہر صبح کو صبوحی پیتا ہے — جامِ جہاں نما کے ذریعے آسمان کے تخت کا جمشید

بادِ تو ہمچو آتشِ موسیٰ خجستہ پے — خاکِ تو ہمچو آبِ خضر زندگی فزائے

تیری ہوا، موسیٰ کی آگ کی طرح، مبارک قدم ہے — تیری خاک آبِ خضر کی طرح زندگی بڑھانے والی ہے

فرخندہ نو گلِ تو چمن را حیات دہ — جعدِ بنفشۂ تو صبا را گرہ کشائے

تیرا مبارک تازہ پھول چمن کو زندگی عطا کرنے والا ہے — تیرے بنفشہ کے گھنگریالے بال صبا کی گرہ کھولنے والے ہیں

مرغولِ سنبل از دمِ کوئے تو خوش نسیم — زلفِ صبا ز خاکِ جنابِ تو مشکسائے

سنبل کے بل دار بال تیرے کوچہ کی ہوا سے خوشبودار ہیں — صبا کی زلف تیرے دربار کی خاک سے مشکبار ہے

خورشید در ہوائے تو چوں ذرہ پائے کوب — جمشید در حریمِ تو چوں بندگاں بپائے

آفتاب تیری محبت میں ذرہ کی طرح ناچنے والا ہے — جمشید تیرے احاطہ میں غلاموں کی طرح کھڑا ہے

حافظ مقیمِ درگہِ او باش و عیش کن

اے حافظ! اس کے دربار میں مقیم ہو جا اور عیش کر

کاندر بہشت بہتر ازیں گوشہ نیست جائے

اس لیے کہ اس گوشہ سے بہتر بہشت میں بھی جگہ نہیں ہے

چو سرو گر بخرامی دمے بگلزارے — خورد ز غیرتِ روئے تو ہر گلے خارے

اگر تو تھوڑی دیر کے لیے باغ میں سرو کی طرح ٹہلے — تیرے چہرہ کی غیرت سے ہر پھول خار کھائے

ز کفرِ زلفِ تو ہر حلقۂ و آشوبے — ز سحرِ چشمِ تو ہر گوشۂ و بیمارے

تیری زلف کے کفر کی وجہ سے ہر حلقہ میں ایک فتنہ ہے — تیری آنکھ کے جادو سے ہر گوشہ میں ایک بیمار ہے

نثارِ خاکِ رہت نقدِ جانِ ما ہر چند — کہ نیست نقدِ رواں را بر تو مقدارے

تیرے راستہ کی خاک پر ہماری نقدِ جان قربان ہے اگرچہ — جان کی نقدی کی تیرے یہاں کوئی قدر نہیں ہے

مرو چو بختِ من اے چشمِ مستِ یار بخواب — کہ در پے است ز ہر سوت آہِ بیدارے

اے یار کی مست آنکھ! میرے نصیب کی طرح مت سو — اس لیے کہ ہر جانب سے ایک بیدار کی آہ تیرے پیچھے ہے

دلا ہمیشہ مزن لافِ زلفِ دلبنداں — چو تیرہ رائے شدی کے کشایدت کارے

اے دل! ہمیشہ حسینوں کی زلف کی ڈینگیں نہ مار — جب تو تاریک رائے ہو گیا پھر تیرے کام کی کشائش کب ہوگی

سرم برفت و زمانے بسر نرفت ایں کار — دلم گرفت و نبودت سرِ گرفتارے

میرا سر چلا گیا اور یہ معاملہ ایک لمحہ کو بھی پورا نہ ہوا — میرا دل رنجیدہ ہو گیا اور تجھے گرفتار کا خیال نہ آیا

چو نقطہ گفتمش اندر میانِ دائرہ آئے

میں نے اس سے کہا، نقطہ کی طرح دائرہ کے درمیان آ جا

بخندہ گفت کہ حافظ برو چو پرگارے

اس نے ہنس کر کہا کہ اے حافظ! پرکار کی طرح چکر لگا

ے اس محل کے شبستاں کی شاخوں کا جس پر سایہ پڑ جائے اس کو سلطنت حاصل ہے، یعنی ہما کے سایہ کی تاثیر ہے۔

ے آفتاب ہر روز صبح کو تیرے صحن کی تمنا میں صبوحی کے جام پیتا ہے۔

ے جس طرح حضرت موسیٰ کی آگ بابرکت ثابت ہوئی اسی طرح تیری ہوا بابرکت ہے

ے نو گل سے رخسارہ اور بنفشہ سے محبوب کی زلف مراد ہے۔

ے ذرہ کو آفتاب کا عاشق مانا ہے، آفتاب تیرے ذرہ کا عاشق ہے۔

ے محبوب کے دربار بہشت سے بھی زیادہ بہتر ہے۔

ے تیری زلف کے ہر حلقہ نے ایک فتنہ پیدا کر دیا ہے تیری آنکھ کو ہر جانب ایک بیمار پڑا ہے۔

ے چونکہ بیدار لوگوں کی آہیں پیچھے لگی ہیں لہٰذا غافل ہونا مناسب نہیں ہے۔

ے میں نے اس سے کہا تو عاشقوں کے بیچ اس طرح ہو جا جس طرح دائرہ میں نقطہ ہوتا ہے۔

ے اس نے کہا تو پرکار کی طرح دور رہ اور گھومتا رہ، نقطہ دائرہ میں مرکز ہوتا ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

چوں در جہانِ خوبی امروز کامگاری
چونکہ تو آج حسن کی دنیا میں کامیاب ہے
شاید کہ عاشقاں را کامے ز لب برآری
تو شاید عاشقوں کو مقصد ہونٹوں سے پورا کر دے

با عاشقان بیدل تا چند ناز و عشوہ
بے دل عاشقوں سے، ناز و ادا کب تک کرے گا؟
بر بیدلانِ مسکیں تا کے جفا و خواری
بے دل مسکینوں پر ظلم اور ذلت کب تک رکھے گا؟

تا چند ہمچو چشمت در عینِ ناتوانی
تیری آنکھوں کی طرح کب تک، عین ناتوانی میں رہوں گا؟
تا چند ہمچو زلفت در تاب و بیقراری
تیری زلفوں کی طرح کب تک پیچ و تاب اور بیقراری میں رہوں گا؟

جورے کہ از تو دیدم دردے کہ از تو بردم
تیرا جو ظلم میں نے دیکھا، تیرا جو درد میں نے اٹھایا
گر شمۂ بدانی شاید کہ رحمت آری
اگر اس کا تھوڑا سا بھی تو جان جائے، شاید تو رحم کرے

از بادۂ وصالت گر جرعۂ بنوشم
اگر تیرے وصل کی شراب کا ایک گھونٹ میں پی لوں
تا زندہ ام نورزم آئینِ ہوشیاری
جب تک زندہ رہوں ہوشیاری کا طریقہ نہ اختیار کروں

در ہجر ماندہ بودم بادِ صبا رسانید
میں ہجر میں تھک گیا تھا، بادِ صبا نے پہنچا دی
از بوستانِ وصلت بوئے امیدواری
امید کی خوشبو، تیرے وصل کے باغ سے

ما بندہ ایم و عاجز تو خواجہ و قادر
ہم غلام ہیں اور عاجز، تو آقا ہے اور قادر
گر میکشی بزورم ور میکشی بزاری
خواہ مجھے زور سے کھینچ لے، خواہ مجھے ذلت سے مار ڈالے

دکانِ عاشقی را بسیار مایہ باید
عاشقی کی دکان کے لیے، بہت سرمایہ چاہیے
دلہائے ہمچو آتش چشمانِ رودباری
آگ جیسے دل، نہروں جیسی آنکھیں

گرچہ ببوئے وصلت در حشر زندہ گردم
اگرچہ تیرے وصل کی خوشبو سے میں حشر میں زندہ ہو جاؤں گا
سر بر نیارم از خاک از روئے شرمساری
شرمندگی کی وجہ سے، مٹی سے سر نہ اٹھاؤں گا

آخر ترحمے کن بر حالِ زارِ حافظ
حافظ کے حالِ زار پر، آخر کچھ رحم کر
تا چند نا امیدی تا چند خاکساری
ناامیدی کب تک، خاکساری کب تک؟

چہ بودے ار دلِ آں ماہ مہرباں بودے
اگر اس چاند کا دل، مہربان ہوتا تو کیا اچھا ہوتا
کہ کار ما نہ چنیں بودے ار چناں بودے
اگر ایسا ہوتا، تو ہمارا کام ایسا نہ ہوتا

بگفتمے کہ چہ ارزد نسیمِ طرۂ دوست
میں بتاتا کہ دوست کی زلف کی نسیم کی کیا قیمت ہے
گرم بہر سرِ موئے ہزار جاں بودے
اگر میرے ہر بال میں، ہزار جانیں ہوتیں

براتِ خوشدلیِ ما چہ کم شدے یارب
اے خدا کیا کمی آ جاتی، ہماری خوشدلی کی دستاویز کو
گرش نشانِ اماں از بدِ زماں بودے
اگر زمانہ کے ہاتھ سے امان کا نشان اس پر لگا ہوتا

گرم زمانہ سرافراز داشتے و عزیز
اگر زمانہ مجھے سر بلند اور باعزت رکھتا
سریرِ عزتم آں خاکِ آستاں بودے
اس دہلیز کی خاک، میری عزت کا تخت ہوتی

خیال اگر نشدے سدِ آبِ دیدۂ من
اگر تیرا خیال میری آنکھوں کے پانی کی روک نہ ہوتا
ہزار چشمہ بہر گوشہ رواں بودے
ہر طرف ہزاروں چشمے رواں ہو جاتے

۱ یعنی تیری وجہ سے جس قدر تکالیف میں مبتلا ہوں اگر تجھے ان کا علم ہو جائے تو تجھے ترس آ جائے۔
۲ تیرے وصل کی شراب کا ایسا نشہ ہوگا جس سے کبھی ہوش میں نہ آؤں گا۔
۳ عاشقی کی دکان کا سرمایہ آگ جیسے دل اور دریا جیسی آنکھیں ہیں۔
۴ حشر میں تیرے وصل کی خوشبو سے زندہ ہو جاؤں گا لیکن شرمساری کی وجہ سے قبر سے سر باہر نہ نکالوں گا۔
۵ یعنی اگر اس کی مہربانی ہوتی تو ہم اس قدر تکالیف میں نہ ہوتے۔
۶ کیا کروں صرف ایک جان ہے اگر ہر بال میں ہزاروں جانیں ہوتیں تب بتاتا کہ اس کی زلف کی خوشبو کی کیا قیمت ہے یعنی وہ سب اس پر قربان کر دیتا۔
۷ برات، دستاویز۔ یعنی اگر ہماری خوشی کی دستاویز پر زمانہ سے امن کے دستخط ہوتے تو نے خط تیرے ہجراں کیا کمی آ جاتی۔
۸ میرے لیے وجہ عزت یہی ہے کہ مجھے تیرے در کی خاک کا تخت میسر آ جائے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

کسے بکوئے ویم کاشکے نشاں دادے — کہ تا فراغتے از باغ و بوستاں بودے
کوشش، کوئی بے اس کے کوچہ کا پتہ بتا دیتا — تاکہ باغ اور چمن سے کچھ فراغت ہو جاتی

برخِ چو مہرِ فلک بے نظیرِ آفاق ست — بدل دریغ کہ یک ذرہ مہرباں بودے
وہ رخسار کے اعتبار سے آسمان کے سورج کی طرح دنیا میں بے مثال ہے — افسوس، دل کے اعتبار سے اگر ذرہ برابر مہربان ہوتا

ز پردہ کاش بروں آمدے چو قطرۂ اشک — کہ بر دو دیدۂ ما حکمِ او رواں بودے
کاش وہ پردے سے آنسوؤں کے قطرے کی طرح باہر آتا — تاکہ ہماری دونوں آنکھوں پر اس کا حکم جاری ہوتا

اگر نہ دائرۂ عشق راہ بربستے
اگر عشق کا دائرہ راستہ بند نہ کرتا

چو نقطہ حافظِ بیدل نہ در میاں بودے
تو حافظ بے دل، نقطہ کی طرح اس کے درمیان ہوتا

چہ قامتے کہ ز سرتا قدم ہمہ جانی — چہ صورتے کہ بہیچ آدمی نمی مانی
کیا قد ہے کہ سر سے پیر تک سب جان ہے — کیا صورت ہے کہ تو کسی آدمی کے مشابہ نہیں ہے

نہ صورتی کہ گلِ گلستانِ فردوسی — نہ قامتی کہ سہی سروِ باغ و بستانی
صورت نہیں ہے، بلکہ تو جنت کے باغ کا پھول ہے — قد نہیں ہے، بلکہ تو باغ اور بوستان کا سرو سہی ہے

بے حکایتِ حسنت شنیدہ ام جاناں — کنوں کہ دیدمت الحق ہزار چندانی
اے جاناں! میں نے تیرے حسن کے بہت قصے سنے ہیں — اب جبکہ میں نے تجھے دیکھا، یقیناً تو ہزار گنا ہے

تنم چو چشمِ تو دارد نشانِ بیماراں — دلم چو زلفِ تو دارد سرِ پریشانی
میرا جسم، تیری آنکھ کی طرح، بیماروں جیسا ہے — میرا دل، تیری زلف کی طرح، پریشان ہے

ز جستجوئے تو ننشینم ار چہ ہر نفسم — میانِ خونِ دل و آبِ دیدہ بنشانی
میں تیری طلب نہ چھوڑوں گا، اگرچہ مجھے ہر سانس میں — تو دل کے خون، اور آنکھ کے آنسوؤں میں بٹھائے

ز خاکِ پائے عزیزِ تو سر نگردانم — گرم ز دستِ فراق بسر بگردانی
تیرے پیر کی خاک سے میں سر نہ پھیروں گا — اگرچہ تو فراق کے ہاتھوں مجھے سرگرداں کرے

تو چوں سپہرِ جفا پیشۂ و احوالم — چو روزگار نہادست رو بویرانی
تو آسمان کی طرح ظلم پیشہ ہے، اور میرے احوال نے — زمانہ کی طرح، ویرانی کا رخ کیا ہے

ز روئے لطف و ترحم چرا نہ بخشائی
تو از روئے مہربانی اور رحم، بخشش کیوں نہیں کرتا ہے؟

چو دردِ محنتِ حافظ یقیں ہمیدانی
جبکہ تو حافظ کے درد اور مشقت کو یقین سے جانتا ہے

خوشتر از کوئے خرابات نباشد جائے — گر بہ پیرانہ سرم دست دہد ماوائے
شراب خانہ کے کوچہ سے بہتر کوئی جگہ نہ ہوگی — اگر بڑھاپے میں مجھے کوئی ٹھکانا میسر آ جائے

آرزو میکندم از تو چہ پنہاں دارم — شیشۂ بادہ و کنجے و رخِ زیبائے
میری آرزو ہے، تجھ سے کیا چھپاؤں — شراب کی بوتل، اور گوشہ، اور تیرا زیبا رخ

ے اس کے کوچہ کا علم ہو تو باغ و بوستان سے بہتر ہے۔
ے حافظ کو مرکز بنایا، ورنہ وہ دائرۂ عشق کا مرکز ہوتا۔
ے اس قدر حسین قد ہے کہ سر سے قدم تک جانِ عاشقاں ہے۔
ے میں نے تیرے حسن کے بہت قصے سنے تھے لیکن جب دیکھا تو ان سے ہزار گنا زیادہ پایا۔
ے اگرچہ میرا دل خون شدہ اور آنکھیں اشکبار ہیں لیکن میں تیری طلب سے دست کش نہ ہوں گا۔
ے آسمان ظلم میں، اور زمانہ ویرانی میں ضرب المثل ہے۔
ے جب کسی کے درد اور مشقت کا یقین ہو جاتا ہے تو رحم ہی جاتا ہے۔
ے بڑھاپے میں اگر خرابات کا گوشہ مل جائے تو اس سے بہتر کوئی جگہ نہ ہوگا۔
ے تو حال دل سے واقف ہے مجھ کو کوئی تمنا چھپانی مناسب نہیں ہے، میری آرزو ہے کہ گوشۂ تنہائی، شیشۂ شراب اور تیرا چہرہ مل جائے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

جائے من دیر مغانست و مرا وقت وطنے
میری جگہ دیر مغاں ہے، اور یہ ایک تو وقت وطن ہے

رائے من روئے بتانست و مبارک رائے
میری رائے معشوقوں کا چہرہ ہے اور یہ مبارک رائے ہے

چہ کنی گوش کہ در دہر چو من شیدا نیست
کیا سنتا ہے کہ زمانے میں مجھ جیسا شیدا کوئی نہیں ہے

نیست ایں جز سخن بوالہوسے رعنائے
یہ محض ایک بوالہوس، احمق کی بات ہے

صنما غیر تو در خاطر ما کے گنجد
اے صنم تیرا غیر ہمارے دل میں کب سما سکتا ہے

کہ مرا نیست بغیر از تو زکس پروائے
اس لیے کہ مجھے تیرے سوا کسی کی پرواہ نہیں ہے

بادب باش کہ ہرگز نتواند گفتن
باسلیقہ بن، اس لیے کہ ہرگز نہیں بتا سکتا ہے

سخن دیر مگر برہمنے دانائے
بتخانہ کی بات، سوائے عقلمند برہمن کے

رحم کن بر دل مجروح خراب حافظ
حافظ کے تباہ زخمی دل پر رحم کر

زانکہ ہست از پئے امروز یقیں فردائے
اس لیے کہ آج کے بعد یقیناً ایک کل ہے

خوش کرد یاوری فلکت روز داوری
آسمان نے انصاف کے دن تیری اچھی مدد کی

تا شکر چوں کنی و چہ شکرانہ آوری
دیکھیے تو کس طرح شکر کرتا ہے، اور کیا شکرانہ لاتا ہے

در کوئے عشق شوکت شاہی نمی خرند
عشق کے کوچہ میں شاہی دبدبہ نہیں خریدتے ہیں

اقرار بندگی کن و دعوائے چاکری
غلامی کا اقرار، اور نوکری کا دعویٰ کر

آنکس کہ اوفتاد خدایش گرفت دست
جو شخص گرا، خدا نے اس کا ہاتھ پکڑا

پس بر تو باد تا غم افتادگاں خوری
پس تیرا فرض ہو کہ گرے ہوؤں کا غم کھائے

ساقی بمژدگانی عیش از درم درآی
اے ساقی عیش کی خوشخبری کے انعام میں تو میرے دروازے سے آ

تا یکدم از دلم غم دنیا بدر بری
تاکہ تھوڑی دیر کے لیے میرے دل سے دنیا کے غم کو نکال دے

در شاہراہ جاہ و بزرگی خطر بسے ست
مرتبہ اور بڑائی کے راستے میں بہت خطرے ہیں

آں بہ کزیں گریوہ سبکبار بگذری
بہتر ہے کہ اس ٹیلے سے تو ہلکا پھلکا گزرے

سلطان و فکر لشکر و سودائے تاج و گنج
بادشاہ ہے اور لشکر کا فکر اور تاج اور خزانے کا جنون

درویش و امن خاطر و کنج قلندری
درویش ہے اور اطمینان خاطر اور فقیری کا گوشہ

نیل مراد بر حسب فکر و ہمت ست
مقصد کا حصول، فکر اور ہمت کے موافق ہے

از شاہ نذر خیر و ز توفیق یاوری
بادشاہ کی جانب سے نذر خیر ہے اور توفیق کی جانب سے مدد ہے

یک حرف صوفیانہ بگویم اجازت ست
میں ایک صوفیانہ بات کہتا ہوں اجازت ہے؟

اے نور دیدہ صلح بہ از جنگ و داوری
اے نور چشم! صلح، لڑائی اور جھگڑے سے بہتر ہے

گر بر حساب روز جزا مطلع شوی
اگر تو جزا کے دن کے حساب سے باخبر ہو جائے

درویشی اختیار کنی بر توانگری
مالداری سے درویشی کو پسند کرے

حافظ غبار فقر و قناعت ز رخ مشوی
اے حافظ! قناعت اور فقر کا غبار چہرہ سے نہ دھو

کایں خاک بہتر از عمل کیمیاگری
اس لیے کہ یہ خاک کیمیاگری کے عمل سے بہتر ہے

۱؎ یہ بات سننے کے قابل نہیں ہے یہ تو کوئی بوالہوس ہی کہہ سکتا ہے کہ میں ہی تیرا شیدائی ہوں تیرے تو لاکھوں شیدائی ہیں۔

۲؎ دیر کے راز برہمن ہی بتا سکتا ہے اس سے معلوم کرنے چاہئیں۔

۳؎ کل سے مراد قیامت ہے یعنی تو رحم کرے گا تو کل تیرے اوپر رحم ہوگا۔

۴؎ عشق کے کوچہ میں شاہی دبدبہ کام نہیں دیتا ہے، وہاں غلامی اور انکساری کام آتی ہے۔

۵؎ دنیاوی جاہ اور بزرگی میں بہت خطرے ہیں اس لیے مناسب ہے صبر و قناعت اختیار کیا جائے۔

۶؎ شعر ...

http://www.muftbooks.blogspot.com/

در همه دیر مغاں نیست چو من شیدائی
کہیں آتشکدے میں مجھ جیسا شیدائی نہیں ہے

خرقہ جائے گرو بادہ و دفتر جائے
گفنی ایک جگہ شراب میں رہن ہے اور کتاب دوسری جگہ

دل کہ آئینہ شاہی ست غبارے دارد
جو دل شاہی آئینہ ہے، وہ دھندلا ہوگیا ہے

از خدا می طلبم صحبت روشن رائے
میں خدا سے کسی روشن رائے کی صحبت مانگتا ہوں

کردہ ام توبہ بدست صنمے بادہ فروش
ایک شراب فروش صنم کے ہاتھ پر میں نے توبہ کی ہے

کہ دگر مے نخورم بے رخ بزم آرائے
کہ پھر کبھی بزم آرا کے بغیر شراب نہ پیوں گا

جوئہا بستہ ام از دیدہ بداماں کہ مگر
میں نے آنکھوں سے دامن میں نہریں جاری کر دی ہیں

در کنارم بنشانند سہی بالائے
کسی سرو قد کو میرے پہلو میں بٹھا دیں

نرگس ایں نکتہ مگر شمع برآرد بزباں
اس نکتہ کو شاید شمع زبان پر لائے

ورنہ پروانہ ندارد ز سخن پروائے
ورنہ پروانہ کو بات کرنے کی پروا نہیں ہے

کشتی بادہ بیاور کہ مرا بے رخ دوست
شراب کی کشتی لا، اس لئے کہ دوست کے بغیر

گشتہ ہر گوشہ چشم از غم دل دریائے
آنکھ کا ہر گوشہ دل کے غم سے ایک دریا بن گیا ہے

سخن غیر مگو با من معشوقہ پرست
مجھ معشوق پرست سے، غیر کی بات نہ کر

کز وے و جام مئیم نیست بکس پروائے
اس لئے کہ اس کے اور شراب کے جام کے سوا مجھے کسی کی پروا نہیں

نرگس ار لاف زد از شیوۂ چشم تو مرنج
نرگس نے اگر تیری آنکھ کے شیوے کی ڈینگ ماری، رنجیدہ نہ ہو

نروند اہل نظر از پئے نابینائے
نظر والے، نابینا کے پیچھے نہیں چلیں گے

عہد کردم کہ دگر خون دل خود نخورم
میں نے عہد کر لیا ہے کہ اب اپنے دل کا خون نہ پیوں گا

مگر از دست حریفے صنمے رعنائے
مگر کسی دوست کے ہاتھ سے جو حسین صنم ہو

ہمہ شب گریہ کناں بر در میخانہ درآئی
ہر رات کو روتا ہوا، میخانہ کے دروازے پر آ

تا دہد باد صبا خردہ بخاک پائے
تاکہ صبا کسی کی خاک پا تجھے تحفہ میں دے

ایں حدیثم چہ خوش آمد کہ سحرگہ می گفت
یہ بات مجھے کیسی اچھی لگی کہ صبح کے وقت کہہ رہا تھا

بر در میکدہ با دف و نے ترسائے
ایک آتش پرست شراب خانہ کے دروازہ پر دف اور بانسری لئے ہوئے

گر مسلمانی از این ست کہ حافظ دارد
اگر مسلمانی ایسی ہی ہے، جو حافظ رکھتا ہے

آہ اگر از پئے امروز بود فردائے
تو اگر آج کے بعد کل ہو، تو آہ ہے

دو یار زیرک و از بادۂ کہن دو منے
دو ذہین دوست ہوں، اور دو من پرانی شراب

فراغتے و کتابے و گوشۂ چمنے
فراغت ہو، اور کتاب اور کسی چمن کا گوشہ

ز تندباد حوادث نمی تواں دیدن
حوادث کی تیز ہوا کی وجہ سے نہیں دیکھا جا سکتا

دریں چمن کہ گلے بودہ است یا سمنے
کہ اس چمن میں کوئی پھول تھا یا کوئی چنبیلی

من ایں مقام بدنیا و آخرت ندہم
میں اس مقام کو دنیا اور آخرت کے بدلے میں نہیں دوں گا

اگرچہ در پیم افتند خلق انجمنے
خواہ مخلوق گروہ در گروہ میرے پیچھے پڑے

ہر آنکہ کنجِ قناعت بگنجِ دنیا داد
جس نے قناعت کے گوشہ کو دنیا کے خزانے کے بدلے دے دیا
فروخت یوسفِ مصری بکمتریں ثمنے
اس نے کم داموں میں مصری یوسف کو بیچ ڈالا

بیا کہ رونقِ ایں کارخانہ کم نشود
آ کیونکہ اس کارخانہ کی رونق کم نہ ہوگی
ز زہدِ ہمچو توئے یا ز فسقِ ہمچو منے
تجھ جیسے کے زہد اور مجھ جیسے کے فسق سے

نگارِ خویش بدستِ خساں ہمی بینم
میں اپنے معشوق کو کمینوں کے قبضے میں دیکھ رہا ہوں
چنیں شناخت فلک حقِ خدمتِ چو منے
مجھ جیسے کی خدمت کا حق، آسمان نے ایسا پہچانا

ببیں در آئینہ نقشبند صورتِ غیب
غلائی آئینہ میں، غیب کی صورت دیکھ
گرت ز ملکِ قناعت ہوس کند وطنے
اگر ہوس قناعت کے ملک میں تیرا وطن بنا دے

ازیں سموم کہ بر طرفِ بوستاں بگذشت
یہ لو جو باغ کی جانب چلی اس سے
عجب کہ رنگِ گلے ماند و بوئے یاسمنے
تعجب ہوگا اگر پھول کا رنگ اور یاسمن کی خوشبو باقی رہے

بصبر کوش تو اے دل کہ حق رہا نکند
اے دل تو صبر کی کوشش کر اس لیے کہ اللہ نہیں چھوڑتا ہے
چنیں عزیز نگینے بدستِ اہرمنے
ایسا قیمتی نگینہ، کسی دیو کے ہاتھ میں

بگوشۂ بنشیں سرخوش و تماشا کن
مست ہو کر گوشہ میں بیٹھ جا، اور سیر کر
ز حادثاتِ زمانے زرخِ شکردہنے
کسی شکر جیسے منہ والے کے رخ کی، حوادثِ زمانہ سے بچ کر

بروزِ حادثہ غم با شراب باید گفت
مصیبت کے دن، غم شراب سے کہنا چاہیے
کہ اعتماد بکس نیست در چنیں زمنے
اس لیے کہ ایسے زمانہ میں، کسی پر بھروسہ نہیں ہے

مزاجِ دہر تبہ شد دریں بلا آرے
زمانہ کا مزاج بدتر ہو گیا، ہاں اس مصیبت میں
کجاست فکرِ حکیمے و رائے برہمنے
کسی حکیم کی فکر اور کسی برہمن کی رائے کہاں ہے؟

بخواہ آئینۂ جام و سیر در وے بیں
جام کا آئینہ مانگ! اور اس میں سیر کر
کہ کس بباد نداد است اینچنیں زمنے
اس لیے کہ ایسا وقت کسی نے برباد نہیں کیا ہے

شنیدہ ام کہ سگاں را قلادہ می بندی
میں نے سنا ہے، کہ تو کتوں کے پٹے ڈالتا ہے
چرا بگردنِ حافظ نمی کنی رسنے
تو حافظ کی گردن میں تو رسی کیوں نہیں باندھتا ہے

دیدم بخواب دوش کہ ماہے بر آمدے
میں نے کل رات خواب میں دیکھا کہ ایک چاند نکلا ہے
کز عکسِ روئے او شبِ ہجراں سر آمدے
جس کے چہرے کے عکس سے، ہجر کی رات ختم ہو گئی

تعبیر رفت یارِ سفر کردہ میرسد
یہ تعبیر ہوئی کہ سفر میں گیا ہوا دوست آ رہا ہے
اے کاش ہر چہ زودتر از در در آمدے
اے کاش جس قدر بھی جلد ممکن ہو دروازے سے اندر آ جائے

ذکرش بخیر ساقیِ فرخندہ فالِ من
اس کا ذکر خیر سے ہو، میرا مبارک فال والا ساقی
کز در مدام با قدح و ساغر آمدے
جو ہمیشہ پیالہ اور ساغر لیکر دروازے سے آتا تھا

فیضِ ازل بزور و زر ار آمدے بدست
ازلی فیض اگر طاقت اور روپے سے ہاتھ آتا
آبِ خضر نصیبۂ اسکندر آمدے
تو آبِ حیات، سکندر کے نصیب میں ہوتا

۱ خدا کی خدائی میں کسی کے زہد سے اضافہ ہو جاتا ہے نہ کسی کی رندی سے کمی۔
۲ صبر کر محبوب غیب کے قبضہ میں نہ رہیگا
۳ حوادثِ زمانہ سے قطع نظر کر کے انسان کو معشوق کا جلوہ دیکھنا چاہئے۔
۴ غمِ دل شراب سے کہا جا سکتا ہے وہی رازداں ہے ہر شخص پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا ہے۔
۵ ایک زمانہ میں جمشید کے پیالے علم و فن میں مشہور تھے یعنی دنیا کا افسانہ ان میں دکھائی دیتا ہے
۶ حافظ تیرے در کا کتا ہے اس کے گلے میں بھی قلادہ ڈال دے
۷ خواب میں چاند دیکھنے کی تعبیر ہے کہ معشوق سفر سے واپس آجائے گا۔
۸ شعر

http://www.muftbooks.blogspot.com/

آں عہد یاد باد کہ از بام و در مرا | ہر دم پیام یار و خط دلبر آمدے
وہ زمانہ یاد ہے کہ بالاخانہ اور دروازے سے میرے پاس | ہر وقت یار کا پیام، اور دلبر کا خط آتا تھا

خوش بودے ار بخواب بدیدے دیار خویش | تا یاد صحبتش سوئے ما رہبر آمدے
اچھا ہوتا، اگر وہ اپنا وطن خواب میں دیکھتا | تاکہ اس کی صحبت کی یاد ہماری طرف رہبر بن کر آتی

آں کو ترا بسنگدلی گشت رہنموں | اے کاشکے کہ پاش بسنگے بر آمدے
جو شخص سنگدلی کے ساتھ تیرا رہنما بنا | اے کاش کہ اس کا پیر کسی پتھر پر پڑتا

کے یافتے رقیب تو چنداں مجال ظلم | مظلومے ار شبے بدرِ داور آمدے
تیرے رقیب کو اس قدر ظلم کا موقع کب ملتا | اگر مظلوم کسی رات منصف کے دروازے پر آ جاتا

خامانِ رہ نرفتہ چہ دانند ذوقِ عشق | دریا دلے بجوئی و دلیرے سر آمدے
راستے طے نہ کئے ہوئے ناپختہ لوگ عشق کا ذوق کب جانتے ہیں | کسی دریا دل اور دلیر بلند مرتبہ کو ڈھونڈ

جاناں نثار کردمے آں دلنواز را | گر ہمچو روح جلوہ کناں در بر آمدے
اس دلنواز پر میں جان نثار کر دیتا | اگر وہ روح کی طرح جلوہ دکھاتا ہوا بغل میں آ جاتا

گر دیگرے بشیوۂ حافظ زدے رقم
اگر کوئی دوسرا بھی حافظ کے طریقہ پر لکھتا
مقبولِ طبعِ شاہِ سخن پرور آمدے
تو وہ سخن پرور بادشاہ کی طبیعت کو پسند آ جاتا

رفتم بباغ تا کہ بچینم سحر گلے | ق | آمد بگوش ناگہم آوازِ بلبلے
میں صبح کو باغ میں گیا تاکہ کوئی پھول توڑوں | اچانک میرے کان میں ایک بلبل کی آواز آئی

مسکیں چو من بعشقِ گلے گشتہ مبتلا | واندر چمن فگندہ بفریاد غلغلے
وہ مسکین میری طرح کسی پھول کے عشق میں مبتلا تھی | اور اس نے چمن میں فریاد سے شور پکار کیا تھا

میگشتم اندر آں چمن و باغ دمبدم | ق | میکردم اندر آں گل و بلبل تاملے
میں برابر اس چمن اور باغ میں گشت کر رہا تھا | اس پھول اور بلبل کے بارے میں غور کر رہا تھا

چوں کرد در دلم اثر آوازِ عندلیب | گشتم چنانکہ ہیچ نماندم تحملے
بلبل کی آواز نے جب میرے دل پر اثر کیا | میں ایسا ہو گیا کہ مجھ میں برداشت نہ رہی

بس گل شگفتہ میشود ایں باغ را ولے | کس بے بلائے خار نچیدست از و گلے
اس باغ میں بہت سے پھول کھلتے ہیں، لیکن | کسی نے کانٹے کے ظلم کے بغیر اس سے پھول نہیں چنا ہے

گل یارِ خار گشتہ و بلبل قرینِ عشق | آں را تغیرے و نہ ایں را تبدلے
پھول کانٹے کا یار بنا اور بلبل عشق کی ساتھی | نہ اس میں کوئی تغیر ہے، نہ اس میں کوئی تبدیلی

حافظ مدار امید فرح از مدارِ چرخ
اے حافظ! آسمان کی گردش سے خوشی کی امید نہ رکھ
دارد ہزار عیب و ندارد تفضلے
وہ ہزار عیب رکھتا ہے، اور کوئی خوبی نہیں رکھتا

۱؎ ایک زمانہ تھا کہ ہر وقت نامہ و پیام تھا اب بالکل فراموش کر دیا۔
۲؎ پا بسنگ بر آمدن، مصیبت میں گرفتار ہونا یعنی جس نے سنگدلی سے محبوب کی رہنمائی کی وہ بڑی تقاضائے مصیبت میں مبتلا کرے۔
۳؎ نظم سخن سیع بلیغ ہے طرز حافظ میں یعنی اگر کوئی دوسرا بھی حافظ جیسا کلام کہتا تو بادشاہ اس کی بھی قدر کرتا۔
۴؎ پھول توڑنے باغ میں گیا دیکھا وہاں بھی میری طرح بلبل پھول کے عشق میں مبتلا ہے اور فریاد کر رہی ہے۔
۵؎ باغ میں چمن کی سیر میں گل اور بلبل کے تعلق پر غور کر رہا تھا لیکن بلبل کے نالوں نے اس قدر متاثر کیا کہ برداشت نہ رہی۔
۶؎ باوجودیکہ پھول کا تعلق عاشق سے ہوا لیکن رقیب سے بھی اسے عاشق نے اپنی وضع نہ ترک کی۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

روزگاریست کہ ما را نگراں میداری
ایک زمانہ گزر گیا کہ تو ہمیں انتظار میں رکھتا ہے

مخلصاں را نہ بوضع دگراں میداری
کیا تو مخلصوں کو غیروں کے طریقہ پر نہیں رکھتا ہے!

گوشۂ چشم رضائے بمنت باز نشد
تیری رضامندی کا گوشۂ چشم ، مجھ پر نہ کھلا

این چنیں عزت صاحب نظراں میداری
تو صاحب نظروں کی ایسی عزت کرتا ہے!

نہ گل از داغ غمت رست نہ بلبل در باغ
تیرے غم کے داغ سے ، باغ میں نہ پھول اُگا نہ بلبل

ہمہ را نعرہ زناں جامہ دراں میداری
تو سب کو نعرہ مارنے والا ، گریباں پھاڑنے والا بناتا ہے

پدر تجربہ آخر توئی اے دل ز چہ روی
اے دل تو بڑا تجربہ کار ہے ، پھر کیوں

طمع مہر و وفا زیں پسراں میداری
محبت اور وفا کا لالچ ، ان لڑکوں سے رکھتا ہے

گرچہ رندی و خرابی گنہ ماست ولے
اگرچہ رندی ، اور خرابی ہمارا گناہ ہے لیکن

عاشقے گفت کہ ما را تو براں میداری
ایک عاشق نے کہا کہ تو ہمیں اس حالت پر مجبور کرتا ہے

جوہر جام جم از کان جہانے دگرست
جام جم کا جوہر دوسرے جہان کی کان کا ہے

تو تمنا ز گل کوزہ گراں میداری
تو کمہاروں کی مٹی سے ، تمنا کرتا ہے

کیسۂ سیم و زرت نیک بباید پرداخت
چاندی اور سونے کی تھیلی تجھے بالکل خالی کر دینی چاہیے

زیں تمنا کہ تو از سیمبراں میداری
اس تمنا پر جو تو چاندی جیسے جسم والوں سے رکھتا ہے

اے کہ در دلق ملمع طلبی ذوق حضور
اے وہ کہ تو رنگ برنگی گدڑی میں ذوق حضور طلب کرتا ہے

چشم سرے عجب از بے بصراں میداری
تعجب ہے ، اندھوں سے بھید کی توقع رکھتا ہے

چوں توئی نرگس باغ نظر اے چشم و چراغ
اے چشم و چراغ چونکہ تو نظر کے باغ کی نرگس ہے

سر چرا بر من دلخستہ گراں میداری
مجھ دل خستہ سے تو سرگرانی کیوں رکھتا ہے!

دین و دل رفت ولے راست نمی آرم گفت
دین اور دل برباد ہو گیا لیکن میں سچی بات نہیں کہہ سکتا

کہ من سوختہ دل را تو براں میداری
کہ مجھ سوختہ دل کو تو ان باتوں پر آمادہ کر رہا ہے

تا صبا بر گل و بلبل ورق حسن تو خواند
جب سے صبا نے گل اور بلبل کو تیرے حسن کا ورق پڑھ کر سنایا

ہمہ را شیفتہ و دل نگراں میداری
تو سب کو فریفتہ ، اور پریشان رکھتا ہے

ساعد آں بہ کہ بپوشی چو تو از بہر نگار
بہتر ہے کہ تو کلائی کو چھپائے ، جبکہ تو نقش و نگار کی خاطر

دست در خون دل پرہنراں میداری
ہاتھ کو ہنر مندوں کے دل کے خون میں ڈالتا ہے

گذراں روز سلامت بملامت حافظ
اے حافظ! سلامتی کے دن کو ملامت کی حالت میں گزار

چہ توقع ز جہان گذراں میداری
گزرنے والی دنیا سے ، کیا توقع رکھتا ہے!

زاں مے صاف کہ در پختہ شود ہر خامے
اس صاف شراب کو جس سے ہر کچا پختہ بن جاتا ہے

گرچہ ماہ رمضان ست بیاور جامے
اگرچہ رمضان کا مہینہ ہے ، ایک جام لا

روزہا رفت کہ دست من مسکیں نگرفت
ایک زمانہ گزر گیا کہ مجھ مسکین کی دستگیری نہیں کی

ساق شمشاد قدے ساعد سیم اندامے
شمشاد جیسے قد والے کی پنڈلی نے چاندی جیسے جسم والی کلائی نے

۱ یعنی مخلصوں کے ساتھ تیرا وہ طرز عمل ہے جو غیروں کے ساتھ ہونا چاہیے تھا۔
۲ پھول نے تیرا جامہ تیرے عشق میں چاک کیا ہے اور بلبل تیرے عشق میں نعرہ لگا رہی ہے
۳ پیر تجربہ یعنی بڑا تجربہ کار ، زید اور پسر کی مناسبت ظاہر ہے۔
۴ جام جم میں جو خوبی ہے وہ کمہاروں میں نہیں ہو سکتی غالب نے کہا ہے: اور بازار سے لے آئے اگر ٹوٹ گیا جام جم سے تو مرا جام سفال اچھا ہے
۵ جو لوگ ریا کی گدڑی پہنتے ہیں ان کو مشاہدۂ حق حاصل نہیں ہو سکتا وہ اندھے ہیں ان سے حق کی بصیرت کی توقع بیکار ہے
۶ شہادت تو سچی ہی ہے لیکن بے دینی کی وجہ سے کیا نہیں کہہ سکتا کیونکہ تو ہی مجھے بے دل اور بے دین بنا رہا ہے
۷ تاکہ دشمن تیرے حسن کو دیکھ نہ سکیں۔
۸ ساعد کا ۔۔۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

روزه هر چند که مهمان عزیز است دلا
اے دل! یقیناً روزہ معزز مہمان ہے

رفتنش موهبتے دان و شدن انعامے
اس کے جانے کو عطا، اسکے جانے کو انعام سمجھ

مرغ زیرک بدر صومعه اکنون نپرد
اب سمجھدار پرندہ عبادت خانے کے دروازے پر پرواز نہیں کرتا

که نهاده است بهر مجلس وعظے دامے
اس لئے کہ وعظ کی ہر مجلس میں ایک جال لگا ہوا ہے

گله از زاهد بدخو نکنم رسم این است
بد مزاج زاہد کا میں کیا شکوہ کروں، یہی طریقہ ہے

که چو صبحے بدمد در پیش افتد شامے
کہ جب صبح نمودار ہوتی ہے، شام اس کا پیچھا کرتی ہے

یار من چوں بخرامد بتماشائے چمن
میرا دوست جب چمن کی سیر کو جائے

برسانش ز من اے پیک صبا پیغامے
اے صبا کے قاصد! میرا اس کو ایک پیغام پہنچا دے

کو حریفے که شب و روز مے صاف کشد
وہ دوست کہاں ہے جو دن رات صاف شراب پیتا ہے

بود آیا که کند یاد ز دُرد آشامے
کیا ایسا ہوگا کہ وہ کسی تلچھٹ پینے والے کو یاد کرے

حافظا گر ندهد داد دلت آصف عهد
اے حافظ! اگر وقت کا بادشاہ تیرے دل کی داد نہ دے

کام دشوار بدست آوری از خودکامے
ایک خود غرض سے تیرا مقصد مشکل سے حاصل ہوگا

ز دلبرم که رساند نوازش قلمے
معشوق کی جانب سے قلمی نوازش کون پہنچائے گا

کجاست پیک صبا گر ہمی کند کرمے
صبا کا قاصد کہاں ہے؟ کہ وہ مہربانی کرے

دلم گرفت ز سالوس و طبل زیر گلیم
مکاری اور چادر کے نیچے کے نقارے سے میرا دل گرفتہ ہوا

خوشا دمے که بمیخانه بر کشم علمے
وہ وقت کیسا اچھا ہوگا کہ میں شراب خانہ پر جھنڈا لگاؤں گا

حدیث چون و چرا درد سر دهد ساقی
اے ساقی! چون و چرا کی بات درد سر پیدا کرتی ہے

پیاله گیر و بیاسا ز عمر خویش دمے
پیالہ تھام، اپنی زندگی میں تھوڑی دیر آرام کر لے

طبیب راه نشین درد عشق نشناسد
راستہ پر بیٹھا ہوا طبیب، عشق کا درد نہیں پہچانتا ہے

برو بدست کن اے مرده دل مسیح دمے
اے مردہ دل! جا کسی مسیحا جیسے سانس والے کو حاصل کر

قیاس کردن و تدبیر عقل در ره عشق
عشق کے راستہ میں قیاس آرائی اور عقل کی تدبیر

چو شبنمے ست که در بحر میکشد رقمے
اس شبنم کی طرح ہے جو سمندر پر نشان بنائے

بیا که وقت شناسان دو کون بفروشند
آ! اسلئے کہ وقت کو پہچاننے والے دونوں جہان کو بیچتے ہیں

بیک پیاله صافی و صحبت صنمے
ایک صاف پیالہ اور ایک بت کی صحبت کے بدلے

دوام عیش و تنعم نه شیوه عشق ست
ہمیشہ عیش اور تنعم، عشق کا طریقہ نہیں ہے

اگر معاشر مائی بنوش جام غمے
اگر تو ہمارا ساتھی ہے تو غم کا جام پی

نمیکنم گله لیک ابر رحمت دوست
میں شکوہ نہیں کرتا ہوں لیکن دوست کے ابر رحمت نے

بکشت زار جگر خستگاں نداد نمے
جگر خستہ لوگوں کی کھیتی کو سیراب نہیں کیا

بیا که خرقه من گرچه وقف میکده هاست
آ! اگرچہ میری گدڑی شراب خانوں میں گروی ہے

ز مال وقف نبینی بنام من درمے
تو وقف کے مال کا ایک درہم میرے نام نہ دیکھے گا

http://www.muftbooks.blogspot.com/

چرا یک نے قندش نمی‌ارزد آں را	کہ کرد صد شکرافشانی از نے قلمے
اس کو ایک گنے کے برابر بھی کیوں نہیں دیتے ہیں؟	جس نے قلم کی نے سے شکر کے سیکڑوں دانے چھڑکا دیئے

سزائے قدر تو شاہا بدست حافظ چیست
اے بادشاہ تیرے مرتبہ کے مناسب حافظ کے پاس کیا ہے؟

بجز نیاز شبے یاد عائے صبحدمے
سوائے رات کی عاجزی اور صبح کے وقت کی دعا کے

زیں خوش رقم کہ بر گل رخسار میکشی	خط بر صحیفۂ گل و گلزار میکشی
اس حسین نقش و نگار سے جو تو رخسار پر بناتا ہے	گل اور گلزار کی کتاب پر تو خط کھینچتا ہے

اشک حرم نشین نہانخانۂ مرا	زاں سوئے ہفت پردہ ببازار میکشی
میرے دل خانے کے حرم نشین آنسو کو تو	سات پردوں کے پیچھے سے بازار کی طرف کھینچتا ہے

ہردم بیاد آں لب میگون و چشم مست	از خلوتم بخانۂ خمار میکشی
اس شراب جیسے ہونٹوں اور مست آنکھوں کی یاد میں ہر وقت	تو مجھے خلوت سے شراب خانہ کی طرف کھینچتا ہے

گفتی سر تو بستہ بفتراک ما سزد	سہل است اگر تو زحمت ایں بار میکشی
تو نے کہا تیرا سر ہمارے فتراک سے بندھنے کے لائق ہے	آسان ہے اگر تو اس بوجھ کی تکلیف برداشت کرے

با چشم و ابروئے تو چہ تدبیر دل کنم	وہ زیں کماں کہ بر من بیمار میکشی
تیری آنکھ اور ابرو کے مقابلہ میں دل کی کیا تدبیر کروں	اس کمان کو شاباش جسے تو ایک بیمار پر کھینچتا ہے

باز آ کہ چشم بد ز رخت دور میکنم	اے تازہ گل کہ دامن ازیں خار میکشی
لوٹ آ، تاکہ بدنظر کو تیرے رخ سے دور کر دوں	اے وہ تازہ پھول جو اس کانٹے سے دامن کھینچتا ہے

کابل روے چو باد صبا را ببوئے زلف	ہردم بقید سلسلہ در کار میکشی
باد صبا جیسی سست رفتار کو زلف کی خوشبو کے لیے	ہر وقت زنجیر کی بیڑی کے ذریعہ بیگار میں کھینچتا ہے

حافظ دگر چہ می طلبی از نعیم دہر
اے حافظ دنیا کی لذت سے تو اور کیا چاہتا ہے؟

مے می چشی و طرۂ دلدار میکشی
تو شراب چکھتا ہے، اور معشوق کی زلف کو کھینچتا ہے

ز کوئے یار می آید نسیم باد نوروزی	ازیں باد ار مدد خواہی چراغ دل برافروزی
معشوق کے کوچہ سے نوروزی ہوا کی خوشبو آ رہی ہے	اس ہوا سے اگر تو مدد چاہے تو دل کے چراغ کو روشن کر لے

چو گل گر خردۂ داری خدا را صرف عشرت کن	کہ قاروں را غلطہا داد سودائے زر اندوزی
اگر تو پھول کی طرح زر رکھتا ہے تو خدا کے لیے عیش میں خرچ کر	اس لیے کہ قارون کو سونا جمع کرنے کی ہوس نے نقصان پہنچائے

سخن در پردہ میگویم چو گل از غنچہ بیروں آی	کہ بیش از پنج روزے نیست حکم میر نوروزی
میں پردے کی بات کہتا ہوں پھول کی طرح کلی سے باہر نکل	اس لیے کہ نوروز کے سردار کا حکم پانچ دن سے زیادہ نہیں ہے

مئے دارم چو جاں صافی و صوفی میکند عیبش	خدایا ہیچ عاقل را مبادا بخت بدروزی
میں جان جیسی صاف شراب رکھتا ہوں اور صوفی اس پر عیب لگاتا ہے	اے خدا کسی عقلمند کا بدبخت مقدر نہ ہو

ے حافظ بادشاہ کی خدمت میں حاجت کی دعا میں پیش کر سکتا ہے۔
ے خط کشیدن کسی چیز کو باطل قرار دینا یعنی تو اپنے چہرے کے نقش و نگار سے گل و گلزار کی کتاب کو باطل بنا رہا ہے۔
ے آنکھ کے سات پردے ہیں یعنی میرے آنسو جو سات پردوں میں چھپے ہوئے تھے تو ان کو سر بازار لا رہا ہے۔
ے فتراک، شکار بند یعنی ہم اپنا سر پیش کرنے کو تیار ہیں اگر تو یہ بوجھ برداشت کر سکے۔
ے ہمارے اور معشوق کی آنکھ یا عاشق مراد ہے۔
ے دنیا میں اس سے زیادہ اور کیا چاہیے معشوق ہو اور جام شراب۔
ے خردہ گل وہ زیرہ جو پھول کے اندر ہوتا ہے اس کو نقدی بھی کہتے ہیں۔
ے ایام نوروز یعنی بہار بہت جلد ختم ہو جاتی ہے۔
ے میری صاف شراب پر صوفی عیب لگا رہا ہے یہ بڑا بدبخت ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

طریق کام جستن چیست ترک کام خود گفتن
مقصد کو حاصل کرنے کا طریقہ کیا ہے، اپنا مقصد چھوڑ دینا
کلاہ سروری اینست اگر این ترک بدوزی
سرداری کی ٹوپی یہی ہے، اگر تو یہ ٹوپی سی لے

جدا شد یار شیرینت کنون تنها نشین اے شمع
اے شمع! تیرا شیریں یار جدا ہو گیا، اب اکیلی بیٹھی رہ
که حکم آسمان اینست اگر سازی اگر سوزی
کیونکہ آسمان کا حکم یہی ہے، خواہ تو موافقت کرے خواہ جلے

بعجب علم نتوان شد ز اسباب طرب محروم
علم کے غرور کے باعث مستی کے اسباب سے محروم نہیں ہو سکتے
بیا زاهد که جاهل را زیادت میرسد روزی
اے عابد! آ اس لیے کہ جاہل کو روزی زیادہ پہنچتی ہے

ندانم نوحهٔ قمری بطرف جویباران چیست
مجھے معلوم نہیں قمری کا نوحہ نہر کے کنارے کس لئے ہے
مگر او نیز همچون من غمے دارد شبانروزی
شاید وہ بھی میری طرح دن رات کوئی غم رکھتی ہے

بروے نوش و رندی ورز و ترک زهد کن زاهد
اے زاہد! جا شراب پی، رندی اختیار کر اور زہد ترک کر دے
کزین بهتر هنر دیگر عجب دارم گر آموزی
مجھے تعجب ہو گا اگر تو اس سے بہتر اور ہنر سیکھے گا

به بستان رو که از بلبل طریق عشق گیری یاد
باغ میں جا، تاکہ بلبل سے عشق کا طریقہ یاد کرے
بمجلس آی کز حافظ سخن گفتن بیاموزی
مجلس میں آ، تاکہ حافظ سے بات کرنا سیکھے

ساقیا سایهٔ ابرست و بهار و لب جوی
اے ساقی! بادل کا سایہ ہے اور بہار ہے اور دریا کا کنارہ
من نگویم چه کن از اهل دلی خود تو بگوی
میں نہیں کہتا کہ تو کیا کام کر، تو صاحب دل ہے خود کہتا جا

بوئے یکرنگی ازین قوم نیاید بر خیز
یکرنگی کی خوشبو اس قوم سے نہیں آتی ہے، اٹھ
دلق آلودهٔ صوفی بمئے ناب بشوی
صوفی کی گندی گدڑی کو خالص شراب سے دھو

سفله طبع ست جهان بر کرمش تکیه مکن
دنیا کمینہ طبیعت ہے اس کے کرم پر بھروسہ نہ کر
اے جهاندیده ثبات قدم از سفله مجوی
اے جہاندیدہ! کمینے سے ثابت قدمی نہ ڈھونڈھ

گوش بگشای که بلبل بفغان میگوید
کان کھول کہ بلبل فریاد کے ساتھ کہہ رہی ہے
خواجه تقصیر مفرما گل توفیق ببوی
اے خواجہ! کوتاہی نہ کر، توفیق کا پھول سونگھ

یک نصیحت کنمت بشنو و صد گنج ببر
میں تجھے ایک نصیحت کرتا ہوں سن لے، اور سو خزانے لے جا
از در عشق درآ و بره عیب مپوی
عشق کے راستہ چلا آ اور عیب کا راستہ نہ چل

شکر ایزد که دگر بار رسیدی به بهار
خدا کا شکر ہے کہ دوبارہ موسم بہار کو پہنچ گیا ہے
بیخ نیکی بنشان و ره توفیق بجوی
نیکی کا بیج بو اور توفیق کا راستہ ڈھونڈھ

روئے جانان طلبی آینه را قابل ساز
تو معشوق کے چہرے کا طالب ہے، تو آئینہ کو قابل بنا
ورنه هرگز گل و نسرین ندمد ز آهن و روی
ورنہ گل اور نسرین کبھی لوہے اور کانسے سے نہیں اگتے ہیں

پیشتر زانکه شوی خاک در میکده ها
اس سے پہلے کہ تو شرابخانوں کے دروازے کی خاک ہو جائے
یک دو روزے بسر اندر ره میخانه بپوی
ایک دو روز شرابخانہ کے راستے پر سر کے بل چل

گفتی از حافظ ما بوئے ریا می آید
تو نے کہا ہمارے حافظ سے ریاکاری کی بو آتی ہے
آفرین بر نفست باد که خوش بردی بوی
تیرے سانس پر شاباش، کہ خوب بو سونگھی

سلطنت خود غرضی
چھوڑ کر جب کام آئے
گا تب ہی تو مقصد
حاصل ہوتا ہے اور
جب ہی سرداری
حاصل ہوتی ہے۔
۳ راہ عشق میں علم
ایک پردہ ہے علم
کے غرور کی وجہ سے
مستی سے محروم
نہ رہنا چاہئے۔
۶ باغ میں جا کر
بلبل سے عشق کرنا
سیکھ مجلس میں آکر
حافظ سے شعر کہنے
کا سلیقہ حاصل کر۔
۱ خواہش ہے
کہ ساقی
شراب
[illegible]
[illegible]
۲ مکار، صوفی مخلص
نہیں ہیں مکاروں میں
ریاکاری کا عیب ہے
ان کی گندگی کو شراب سے
دھو کر ریاکاری سے
پاک کرنا چاہیے۔
۵ نصیحت سننے
کے لائق ہے کہ عشق کا
راستہ طے کر، اور برائی
میں نہ لگ۔
۷ جب تک قلب کو
صاف نہ کرے گا اس
میں یار کا جلوہ نظر
نہ آئے گا۔
۹ شعر حافظ ریا
سے بچا ہوا ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

ساقی بیا کہ شد قدحِ لالہ پُر زِ مے
اے ساقی! آ کہ لالہ کا پیالہ شراب سے بھر گیا
طامات تا بچند و خرافات تا بکے
کرامات کی ڈینگیں کب تک اور خرافات کب تک!

بگذر ز کبر و ناز کہ دیدہ است روزگار
تجھ جیسے ناز چھوڑ دے کیونکہ زمانہ دیکھ چکا ہے
چینِ قبائے قیصر و طرفِ کلاہِ کے
قیصر کی قبا کی شکن، اور کیخسرو کی ٹوپی کا کنارہ

ہشیار شو کہ مرغِ سحر گشت مست ہاں
ہاں ہوشیار ہو جا، کہ صبح کا پرندہ مست ہو گیا ہے
بیدار شو کہ خوابِ عدم در پے ست ہے
خبردار! بیدار ہو جا کہ خوابِ عدم در پے ہے

خوش نازکانہ می چمی اے شاخِ نوبہار
اے نوبہار کی شاخ! تو بہت خوب ناز سے ٹہل رہی ہے
کآشفتگی مبادت از آشوبِ بادِ دے
خدا کرے تجھے دَے کی ہوا کے فتنے سے پریشانی نہ ہو

بر مہرِ چرخ و عشوۂ او اعتماد نیست
آسمان کی محبت اور اس کی ادا پر بھروسہ نہیں ہے
اے وائے بر کسے کہ شد ایمن ز مکرِ وے
اس پر افسوس ہے جو اس کے مکر سے مطمئن ہو گیا

فردا شرابِ کوثر و حور از برائے ماست
کل کوثر کی شراب اور حور ہمارے لیے ہے
وامروز نیز دلبرِ مہروی و جامِ مے
اور آج بھی چاند جیسے رخ والا دلبر اور جامِ مے حاصل ہے

بادِ صبا ز عہدِ صبیٰ یاد میدہد
بادِ صبا، بچپن کا زمانہ یاد دلاتی ہے
جاں دارُوئے کہ غم ببرد در دِہ اے صبی
اے لڑکے! جان کی دوا، جو غم دور کرے لا دے

حشمت مبین و سلطنتِ گل کہ گسترید
پھول کی سلطنت اور دبدبہ دیکھ کر بچھا دیا ہے
فراشِ باد ہر ورقے را بزیرِ پے
ہوا کے فراش نے، ہر پتی کو پیر کے نیچے

دردہ بیادِ حاتمِ طے جامِ یک منی
حاتم طائی کی یاد پر ایک منی جام دے
تا نامۂ سیاہِ بخیلاں کنیم طے
تاکہ ہم بخیلوں کے سیاہ نامۂ اعمال لپیٹ دیں

زاں مے کہ داد رنگِ طیبی بارغواں
وہ شراب جس نے ارغواں کو طیبی رنگ دیا
بیروں فگند لطفِ مزاج از رخش بخوے
مزاج کی پاکیزگی نے اس کے رخ سے پسینہ بہا دیا

بشنو کہ مطربانِ چمن راست کردہ اند
سن کیونکہ چمن کے مطربوں نے درست کر لیا ہے
آہنگِ چنگ و بربط و طنبور و نای و نے
چنگ، بربط، طنبورہ، نائی، اور بانسری کی آواز کو

مسند بباغ بر کہ بخدمت چو بندگاں
مسند کو باغ میں لے جا کہ خدمت میں غلاموں کی طرح
استادہ است سرو و کمر بستہ است نے
سرو کھڑا ہے اور بانسری نے کمر باندھی ہے

اشیائے روزگار ہمے ساز در گرو
دنیا کی چیزوں کو شراب کے بیچ گرو رکھ دے
کز عمر رادہ باز نماندہ است ہیچ شے
اس لیے کہ راستے کے سوائے کوئی چیز باقی نہیں رہتی ہے

حافظ حدیثِ سحر فریبِ خوشت رسید
اے حافظ! تیری جادو کی طرح فریب دینے والی اچھی بات پہنچ گئی ہے
تا حدِ چین و شام و باقصائے روم و رے
چین اور شام کی حد تک اور روم اور رے کے آخری حد تک

سحر با باد میگفتم حدیثِ آرزومندی
صبح کو ہوا سے میں آرزومندی کی بات کہہ رہا تھا
خطاب آمد کہ واثق شو بالطافِ خداوندی
آواز آئی تو خداوند کی مہربانیوں پر یقین رکھ

ے لالہ کا پیالہ ایسے میں
ہو جاتا ہے جیسے کہ گویا وہ
شراب سے بھرا ہوا ہے
یہ گویا سے بعد ہوا ہے
موسم آگیا ہے اب
شراب نوشی ہونی چاہیے
ے زمانہ تماشا دیکھ چکا ہے
اس نے قیصر اور کیخسرو
جیسے بادشاہوں کی
سلطنتیں دیکھیں لیکن
کسی کو باقی نہ چھوڑا
ے صبح ہو گئی ہے چمن
مستی میں چہچہا رہا ہے
بیدار ہو جا کیونکہ موت
سر پر کھڑی ہے
ے آسمان کی محبت
اور ناز و ادا کا ہرگز
اعتبار نہیں ہے
ے یہیں
آج بھی
معشوق
اور جام شراب
حاصل ہے اور کل جنت
میں شراب کوثر اور
حوریں ملیں گی
ے پھول کی سلطنت
اور جاہ و جلال کو ہوا
پامال کر دیتی ہے
اس کی پتیاں بکھر جاتی
ہیں اور پیروں میں
روندی جاتی ہیں
ے شراب نے ارغواں کو
طیبی رنگ عطا کیا
اس پر جو قطرات ہیں
وہ پسینہ کی صورت ہیں
وہی شراب ہے جو ہم نے
پی تھی
ے بانسری پر پتیاں
کسی جاتی ہیں اسی لئے

سرو کو ... بستہ ... ے شعر ... چند ... کے خطوط ... بعد ... ے ... حافظ ... ہو گیا ہے

http://www.muftbooks.blogspot.com/

قلم را آن زبان نبود کہ سرّ عشق گوید باز
قلم کے لئے وہ زبان نہیں ہے کہ عشق کا راز کھول کر کہے
ورائے حدِ تقریر است شرح آرزومندی
آرزومندی کی تشریح تقریر کی حد سے آگے ہے

دل اندر زلفِ لیلیٰ بند و کار از عقل مجنوں کن
لیلیٰ کی زلف سے دل وابستہ کر اور مجنوں کے عشق کا کام اختیار کر
کہ عاشق را زیاں دارد مقالاتِ خردمندی
اس لیے کہ عقلمندی کی باتیں عاشق کو نقصان پہنچاتی ہیں

الا اے یوسفِ مصری کہ کردت سلطنت مغرور
آگاہ ہو اے مصری یوسف! تجھے سلطنت نے مغرور بنا دیا
پسر را باز پرس آخر کجا شد مہرِ فرزندی
باپ کو پوچھ "آخر بیٹے کی محبت کہاں چلی گئی؟"

بسحرِ غمزۂ فتّاں دوا بخشی و درد انگیز
فتنہ پرور غمزہ کی ادا سے دوا بخشنے والا اور درد انگیز ہے
بچینِ زلف مشک افشاں دل آویزی و دلبندی
زلف کے بل سے مشک افشاں، دل آویزی اور دلبندی کرتا ہے

جہانِ پیرِ رعنا را مروّت در جبلّت نیست
بڈھے خوبصورت جہان کی فطرت میں مروت نہیں ہے
ز مہر او چہ می‌خواہی در و ہمت چہ می‌بندی
اس کی محبت سے تو کیا چاہتا ہے، اس کا ارادہ کیوں کرتا ہے؟

ہمائے چون تو عالی قدر حرصِ استخواں تا کے
تجھ جیسا بلند مرتبہ ہما، اور ہڈی کی محبت کب تک!
دریغ ایں سایۂ دولت کہ بر نا اہل افگندی
اس دولت کے سایہ پر افسوس جو تو نے نااہل پر ڈالا

درین بازار اگر سود است با درویشِ خرسند است
اس بازار میں اگر نفع ہے، تو خوش و خرم فقیر کو ہے
خدایا منعمم گرداں بدرویشی و خرسندی
اے خدا! فقیری اور خوشی سے مجھے مالدار بنا دے

وفائے صبح و شامم تو کلیدِ گنجِ مقصود است
تیری صبح اور شام کی دعا مقصود کے خزانے کی کنجی ہے
بدیں راہ و روش میرو کہ با دلدار پیوندی
اس راستہ اور رفتار سے چلا چل، تو محبوب سے مل جائے گا

بخوباں دل مدہ دیگر ببیں آں بیوفائیہا
حسینوں کو دل نہ دے، ان بیوفائیوں کو پھر دیکھ
کہ با تیغِ زباں کردند مکّارانِ الوندی
کہ زبان کی تلوار سے الوند کے مکاروں نے کیا کچھ کیا

زِ شعرِ حافظِ شیراز میگویند و میرقصند
شیراز کے حافظ کے اشعار کو پڑھتے ہیں اور رقص کرتے ہیں
سیہ چشمانِ کشمیری و ترکانِ سمرقندی
کشمیری سیاہ چشم، اور سمرقندی معشوق

سحرگہ رہروے در سرزمینے
صبح کو ایک مسافر، ایک سرزمین میں
ہمی گفت ایں معما با قرینے
یہ معما ایک ساتھی سے کہہ رہا تھا

کہ اے صوفی شراب آنگہ بود صاف
کہ اے صوفی! شراب اس وقت صاف ہوتی ہے
کہ در شیشہ بماند اربعینے
جبکہ چالیس روز، بوتل میں رہتی ہے

گر انگشتِ سلیمانی نباشد
اگر سلیمان کی انگلی نہ ہو
چہ خاصیت دہد نقشِ نگینے
نگینہ کا نقش کب تاثیر دکھائے گا؟

خدا زاں خرقہ بیزار است صد بار
خدا اس گدڑی سے سو بار ناراض ہے
کہ صد بت باشدش در آستینے
جس کی آستین میں سو بت ہوں

درونہا تیرہ شد باشد کہ از غیب
باطن تاریک ہو گئے ہیں، ہو سکتا ہے کہ غیب سے
چراغے برکند خلوت نشینے
کوئی خلوت نشین، چراغ روشن کر دے

۱ لیلیٰ اور مجنوں کے کام میں عقل کا مشورہ نقصان پہنچاتا ہے۔
۲ معشوق کو زوال پذیر حسن پر مغرور ہو کر عاشق کو فراموش نہ کرنا چاہیے۔
۳ تیری آنکھیں درد بھی پیدا کرتی ہیں اور دوا بھی، درحقیقت تیری زلف دل کو خوش بھی کرتی ہے اور رنجیدہ بھی۔
۴ مشہور ہے کہ ہما کی غذا صرف ہڈیاں ہیں اور دوسرا مصرع پہلے مصرع کی تشریح ہے۔
۵ دنیا میں صرف خوش مزاج فقیر خوش رہتا ہے۔
۶ اے انسان صبح و شام جد و جہد میں لگا رہتا ہے تو مقصود حاصل ہو ہی جاتا ہے۔
۷ شیشہ میں بند رہنا مشقت برداشت کرنا ہے تب اس میں صفائی پیدا ہوتی ہے جس طرح شراب چالیس روز شیشے میں بند رہتی ہے تب نکھرتی ہے۔
۸ قلوب تاریک و ظلمت ہو گئے ہیں، مرد از غیب ظہور میں آئے جو گمراہ کو راہ بتلائے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

مروت گرچہ نامِ بے نشانست
مروت، اگرچہ بے معنی لفظ ہے

نیازے عرضہ کن بر نازنینے
کسی نازنین کی خدمت میں اپنا نیاز مندی پیش کر

ثوابت باشد اے دارائے خرمن
اے کھلیان رکھنے والے! تجھے ثواب ہوگا

اگر رحمے کنی بر خوشہ چینے
اگر تو کسی خوشہ چیں پر، ذرا رحم کرے گا

نمی بینم نشاط و عیش در کس
میں کسی میں بھی عیش و نشاط نہیں دیکھتا ہوں

نہ درمانِ دلے نے دردِ دینے
نہ کسی دل کا علاج، نہ دین کا درد

اگرچہ رسمِ خوباں تند خوئیست
اگرچہ بد مزاجی، حسینوں کی عادت ہے

چہ باشد گر بسازی با غمینے
کیا ہو جائے گا، اگر تو ایک غمگین کی دلجوئی کرے گا!

درِ میخانہ بکشا تا بپرسم
میخانہ کا دروازہ کھول تاکہ میں دریافت کروں

مآلِ حالِ خود از پیش بینے
کسی پیش بیں سے اپنے حال کا انجام

نہ ہمت را امیدِ سربلندیست
نہ ہمت کو سربلندی کی امید ہے

نہ دعوت را کلیدِ آہنینے
نہ دعا کے پاس، لوہے کی کنجی ہے

ز حافظ را حضورِ درسِ قرآں
نہ حافظ کو قرآن کے درس میں حضورِ قلب ہے

نہ دانشمند را علم الیقینے
نہ فقیہ کو، علم الیقین حاصل ہے

سحرم ہاتفِ میخانہ بدولتخواہی
صبح مجھے شرابِ خانہ کی غیبی آواز نے خیر خواہی کے طور پر

گفت باز آی کہ دیرینہ ایں درگاہی
کہا کہ تو اس دربار کا پرانا ساتھی ہے واپس لوٹ آ

ہمچو جم جرعۂ مے کش کہ ز سرِ ملکوت
جمشید کی طرح شراب کا گھونٹ پی تاکہ عالم بالا کے راز

پرتوِ جامِ جہاں بیں دہدت آگاہی
جہان بین جام کا عکس تجھے خبردار کر دے

باگدایانِ درِ میکدہ اے سالکِ راہ
اے راستے کے سالک! شراب خانہ کے دروازے کے فقیروں سے

بادب باش گر از سرِ خدا آگاہی
ادب کے ساتھ رہ، اگر تو خدائی راز سے باخبر ہے

بر درِ میکدہ رندانِ قلندر باشند
میکدہ کے در پر قلندر، رند ہوتے ہیں

کہ ستانند و دہند افسرِ شاہنشاہی
جو شاہی تاج، اتارتے، اور عطا کرتے ہیں

خشت زیرِ سر و بر تارکِ ہفت اختر پائے
سر کے نیچے اینٹ، اور ساتوں ستاروں کے سر پر

دستِ قدرت نگر و منصبِ صاحب جاہی
قدرت کا ہاتھ، اور مرتبہ والے کا رتبہ دیکھ

اگرت سلطنتِ فقر ببخشند اے دل
اے دل! اگر تجھے فقر کی بادشاہی دی جائے

کمتریں ملکِ تو از ماہ بود تا ماہی
تو تیرا ادنیٰ ملک، چاند سے مچھلی تک ہوگا

قطعِ ایں مرحلہ بے ہمرہیِ خضر مکن
خضر کی ہمراہی کے بغیر، اس منزل کو طے نہ کر

ظلماتست بترس از خطرِ گمراہی
اندھیرے ہیں، گمراہی کے خطرے سے ڈر

سرِ ما و درِ میخانہ کہ طرفِ بامش
ہمارا سر ہے اور میخانہ کا در، اس کے بالاخانہ کا کنارہ

بفلک بر شدہ دیوار باین کوتاہی
باوجود چھوٹے ہونے کے اس کی دیوار آسمان سے بلند ہے

یہ دنیا میں غفلت ترک عیش و نشاط ختم ہو چکا جیسا کہ دنیا سے شاید میخانہ میں کوئی ایسا آدمی مل جائے جو پیش بیں ہو اپنا انجام معلوم کر لوں یہ یقین کی تین قسمیں ہیں علم الیقین کسی چیز کی حقیقت کو جان کر یقین کرنا مثلاً یہ کہ زہر کھانے والا مر جاتا ہے عین الیقین آنکھوں سے دیکھ کر یقین کرنا مثلاً زہر کھا کر مرنے والے کو دیکھ کر یقین کرنا حق الیقین خود تجربہ کر کے یقین حاصل کرنا مثلاً زہر کھا کر اپنے آپ کو ہلاک کر کے زہر کے قاتل ہونے کا یقین کر لے یہ یقین درجے کا تو بڑا نام ہے جام شراب پی تاکہ تجھے عالم بالا کی سیر نصیب ہو یہ شعر ... بہت بلند ہے۔ اگر کسی کو فقر کی سلطنت حاصل ہو جائے تو پوری کائنات اس کی سلطنت کا تھوڑا سا حصہ ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

تو در فقر ندانی زدن از دست مده
تو فقر کے دروازے کو کھٹکھٹانا نہیں جانتا ہے، نہ چھوڑ

مسند خواجگی و مجلس توران شاہی
خواجگی کی مسند، اور توران شاہ کی مجلس کو

اے سکندر بنشین و غم بیہودہ مخور
اے سکندر بیٹھا رہ، اور بیکار غم نہ کھا

کہ نہ بخشند ترا آب حیات از شاہی
اس لئے کہ شاہی کی وجہ سے تجھے آب حیات نہ دیں گے

اے گدایان ترا عار ز شاہنشاہی
اے وہ کہ تیرے گداؤں کو شہنشاہی سے عار ہے

ہمہ کس را تو دہی منصب صاحب جاہی
سب کو تو ہی صاحب جاہ کا مرتبہ دیتا ہے

حافظ خام طمع شرمے ازیں قصہ بدار
اے غلط لالچ کرنے والے حافظ! اس قصہ سے شرم کر

علمت چیست کہ مزدش دو جہاں میخواہی
تیرا کام کیا ہے کہ تو اس کی اجرت دونوں جہان چاہتا ہے

سَلَامُ اللّٰہِ مَا کَرَّ اللَّیَالِیْ
اللہ کا سلام ہو، جب تک بھی راتیں گزر جائیں

عَلٰی مَلِکِ الْمَکَارِمِ وَالْمَعَالِیْ
بزرگیوں، اور بلندیوں کے بادشاہ پر

عَلٰی وَادِی الْاَرَاکِ وَمَنْ عَلَیْہَا
پیلو کے جنگل پر، اور ان پر جو وہاں ہیں

وَدَارٍ بِاللِّوٰی فَوْقَ الرِّمَالِ
اور میرے گھر پر جو لوی میں، ریتیلی زمین پر ہے

دعاگوئے غریبان جہانم
میں دنیا کے مسافروں کا دعاگو ہوں

وَاَدْعُوْ بِالتَّوَاتُرِ وَالتَّوَالِیْ
اور میں متواتر اور پے در پے دعا کرتا ہوں

منال اے دل کہ در زنجیر زلفش
اے دل! نالہ نہ کر اس لئے کہ اس کی زلف کی زنجیر میں

ہمہ جمعیت ست آشفتہ حالی
پریشان حالی، پورا اطمینان ہے

اَمُوْتُ صَبَابَۃً یَا لَیْتَ شِعْرِیْ
میں صبر کرتے کرتے مرا جاتا ہوں، اے کاش! میں جان جاتا

مَتٰی نَطَقَ الْبَشِیْرُ عَنِ الْوِصَالِ
وصل کی خوشخبری دینے والا کب بولے گا؟

فَحُبُّکَ رَاحَتِیْ فِیْ کُلِّ حِیْنٍ
ہر گھڑی، تیری محبت، میری راحت ہے

وَذِکْرُکَ مُوْنِسِیْ فِیْ کُلِّ حَالٍ
اور ہر حالت میں تیرا ذکر، میرا مونس ہے

سویدائے دل من تا قیامت
میرے دل کا سیاہ نقطہ، قیامت تک

مبادا ز سوز سودائے تو خالی
خدا کرے تیرے عشق کی جلن سے خالی نہ ہو

کجا یابم وصال چون تو شاہے
مجھ جیسا بادشاہ کا میں وصل کب حاصل کر سکتا ہوں؟

من بدنامِ رندِ لا اُبالی
میں بدنام، لاپرواہ رند

زخطت صد جمال دیگر افزود
تیرے سبزۂ خط سے سو حسن اور زیادہ ہو گئے

کہ عمرت باد صد سال جلالی
خدا کرے تیری عمر سو قمری سالوں کی ہو

بر آں نقاش قدرت آفریں باد
قدرت کے اس نقاش کو شاباش ہے

کہ گرد مہ کشد خط ہلالی
جو چاند کے چاروں طرف ہلالی خط کھینچتا ہے

بہر منزل کہ رو آرد خدایا
وہ جس منزل کی طرف بھی رخ کرے، اے خدا!

نگہدارش بحفظ لایزالی
دائمی حفاظت سے تو اس کی حفاظت کر

ے آب حیات سلطنت کے زور سے نہیں ملتی ہے۔
ے تو تمام انسانوں کو منصب جاہ دیتا ہے لیکن تیرے در کے گدا شاہی کو عار سمجھتے ہیں۔
ے حافظ کے ایسے کون سے کارنامے ہیں جن کی اجرت میں دونوں جہان مانگتا ہے؟
ے بادشاہ پر اور اس گھر پر جو پیلو کے جنگل میں مقیم ہے اور میرے گھر پر خدا کا سلام ہے۔
ے اس کی زلف میں گرفتار ہونے سے ہی دل کو چین ملتا ہے۔
ے سویدا خون کا ایک نقطہ ہے جو دل کے درمیان میں ہے، یہ وہی مدار زندگی ہے۔
ے سے چہرہ اور خط ہلالی سے سبزۂ خط مراد ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

تو می باید که باشی ورنه سهلست زیانِ مایهٔ جانی و مالی
ہاں بچنے کو تو رہے، ورنہ آسان ہے جانی، اور مالی سرمایہ کا نقصان

خدا داند که حافظ را غرض چیست
خدا جانتا ہے، کہ حافظ کا کیا مدعا ہے؟

وَعِلْمُ اللّٰہِ حَسْبِیْ مِنْ سُؤَالِیْ
اور میرے مانگنے کی بجائے اللہ کا جاننا میرے لیے کافی ہے

سلامے چو بوئے خوش آشنائی بداں مردمِ دیدهٔ روشنائی
آشنائی کی خوشبو جیسا سلام اُن روشن آنکھوں کی پتلی پر

درودے چو نورِ دلِ پارسایاں بداں شمعِ خلوتگہِ پارسائی
نیکوں کے دلوں کے نور جیسا سلام اس نیکی کی خلوت گاہ کی شمع پر

نمی بینم از همدماں هیچ بر جا دلم خوں شد از غصه ساقی کجائی
ہم ساتھیوں میں سے کسی کو بھی جگہ پر نہیں دیکھتا ہوں اے ساقی! تو کہاں ہے، غم سے میرا دل خون ہو گیا ہے؟

ز کوئے مغاں رو مگرداں که آنجا فروشند مفتاحِ مشکل‌گشائی
مغوں کے کوچہ سے رو گردانی نہ کر اس لئے کہ وہاں مشکل کشائی کی کنجی فروخت کرتے ہیں

عروسِ جہاں گرچه در حدِ حسن ست ز حد می برد شیوهٔ بیوفائی
دنیا کی دلہن، اگرچہ حسن کی حد میں ہے بے وفائی کی عادت حد سے بڑھا رہی ہے

مئے صوفی‌افگن کجا می فروشند که در تابم از دستِ زهدِ ریائی
صوفی کو پچھاڑ دینے والی شراب کہاں بیچتے ہیں؟ اس لیے کہ ریاکاری کے زہد کے ہاتھوں میں بل کھا رہا ہوں

رفیقاں چناں عهدِ صحبت شکستند که گوئی نبودست خود آشنائی
دوستوں نے دوستی کا عہد اس طرح توڑ ڈالا کہ گویا، دوستی تھی ہی نہیں

دلِ خستهٔ من گرش همتے نیست نخواهد ز سنگیں‌دلاں مومیائی
اگرچہ میرے ٹوٹے ہوئے دل میں ہمت نہیں ہے وہ پتھر جیسے دل والوں سے مومیائی نہ مانگے گا

مرا گر تو بگذاری اے نفسِ طامع بسے پادشاهی کنم در گدائی
اے لالچی نفس! اگر تو مجھے چھوڑ دے فقیری میں بہت بادشاہی کروں گا

بیاموزمت کیمیائے سعادت ز همصحبتِ بد جدائی جدائی
میں تجھے نیک بختی کی کیمیا سکھاتا ہوں برے ہم صحبت سے، جدائی ہی جدائی ہو

مکن حافظ از جورِ گردوں شکایت
اے حافظ! زمانہ کے ظلم کی شکایت نہ کر

چه دانی تو اے بنده کارِ خدائی
اے بندے، خدائی کام کو تو کیا جانے؟

سُلَیْمٰی مُنْذُ حَلَّتْ بِالْعِرَاقِ أُلَاقِیْ فِیْ هَوَاهَا مَا أُلَاقِیْ
پیاری سلمٰی جب سے عراق میں مقیم ہوئی ہے میں اس کی محبت میں برداشت کر رہا ہوں جو بھی برداشت کر رہا ہوں

ے خدا میرا مقصد جانتا ہے
بچا پڑا مجھے سوال
کرنے کی ضرورت نہیں ہے
وہ بغیر مانگے دیتا ہے
ے دوست سب
بھر گئے ہیں رنج سے میرا
دل خون ہو رہا ہے
خراب ہوا۔
ے دیر مغاں میں ہی
مشکلیں آسان ہوتی
ہے ایسی شراب دیکر
ہے جو صوفیوں کو
پچھاڑ دے اس لئے
کرمیں ان کی ریاکاری
سے عاجز آگیا ہوں
ے اگرچہ
میرا دل
بے ہمت
ہو چکا ہے
لیکن پھر بھی
کمینوں کا احسان
اٹھانے کے لیے تیار
نہیں ہے۔
ے سعادت کی کیمیا
یہ ہے کہ نیکوں کی
صحبت اختیار کرے
ے میری محبوبہ جب سے
دور عراق میں جا بسی
میں ہجر کے مصائب
برداشت کر رہا ہوں

http://www.muftbooks.blogspot.com/

الا اے ساربانِ محملِ دوست — الیٰ رکبانکم طال اشتیاقی
اے دوست کے کجاوے کے ساربان بس — تمہارے سواروں کی طرف میرا شوق بڑھ گیا ہے

بساز اے مطربِ خوشخوان و خوشگو — بشعرِ پارسی صوتِ عراقی
اے خوش الحان اور خوش گفتار مطرب ا تو — فارسی اشعار، عراقی لہجے میں

بیا ساقی بدہ رطلِ گرانم — سقاک اللہ من کاسٍ دھاقِ
ساقی آ، مجھے بھاری پیالہ دے — خدا تجھے لبالب پیالے سے سیراب کرے

جوانی بازمی آرد بیادم — صدائے چنگ و نوشانوشِ ساقی
مجھے جوانی پھر یاد دلا رہی ہے — چنگ کی آواز اور ساقی کی نوشانوش

مئے باقی بدہ تا مست و خوشدل — بیاراں بر فشانم عمرِ باقی
بچی ہوئی شراب دیدے، مست اور خوش دل ہو کر — دوستوں پر قربان کر دوں بقیہ زندگی

درونم خوں شد از نادیدنِ دوست — الا تعساً لایام الفراقِ
دوست کے نہ دیکھنے سے، میرا دل خون ہو گیا — فراق کے دنوں کے لیے ہلاکی ہو

دمے با نیکخواہاں متفق باش — غنیمت داں امورِ اتفاقی
تھوڑی دیر کے لیے خیر خواہوں کے ساتھ مل بیٹھ — اتفاقی باتوں کو غنیمت سمجھ

سیمائے مجرد را طرازد — کہ با خورشید سازد ہم وثاقی
مجرد، سیما کو یہ بات زیب دیتی ہے — کہ آفتاب کے ساتھ، ہم خانہ ہو

عروسِ بس خوشی اے دخترِ رز — ولے گہ گہ سزاوارِ طلاقی
اے انگور کی بیٹی! تو بہت حسین دلہن ہے — لیکن کبھی کبھی، طلاق کے قابل ہے

ربیعُ العمرِ فی مرعیٰ حماکم — حماک اللہ یا عھد التلاقِ
زندگی کا موسم بہار تمہارے گلی کی چراگاہ میں ہے — اے ملاقات کے زمانے خدا تیری حفاظت کرے

خرد در زندہ رود انداز و مے نوش — بگلبانگِ جوانانِ عراقی
عقل کو زندہ رود میں پھینک دے اور شراب پی — عراقی جوانوں کی آواز پر

تمانی الشیبُ من کلِّ العذاری — سویٰ تقبیلِ خدٍّ واعتناقِ
بڑھاپے نے مجھے ہر باکرہ لڑکی سے روک دیا — سوائے رخسار کے بوسہ لینے اور گلے لگانے کے

وصالِ دوستاں چوں روزیِ ماست — مگو واعظ سخنہائے فراقی
چونکہ دوستوں سے وصال، ہمارا مقدر ہے — اے واعظ! جدائی کی باتیں نہ کر

دموعی بعدکم لا تحقروھا — فکم بحرٍ جمعنا من سواقِ
ہمارے آنسو ہو تمہارے فراق میں ہیں ان کو حقیر نہ سمجھو — بہت سے سمندر ہیں، جو ہم نے نہروں سے جمع کئے ہیں

مضت فرصُ الوصالِ وما شعرنا
وصل کی فرصتیں گزر گئیں، اور ہمیں پتہ نہ چلا
بگو حافظ غزلہائے فراقی
اے حافظ! اب فراق کی غزلیں کہو

ہ چونکہ محبوب عراق چلا گیا ہے لہٰذا اب مجھے فارسی اشعار عراقی لہجے میں اچھے آ گئے ہیں۔
ہ چنگ کی آواز اور ساقی کی نوشانوش کی صدا جوانی کا زمانہ یاد دلاتی ہے
ہ فراق کے زمانہ کو خدا برباد کرے جس نے دل کو خون بنا دیا ہے
ہ تھوڑی دیر کے لیے ہم جیسے خیر خواہوں کے ساتھ مل بیٹھ کر غنیمت سمجھ۔
ہ حضرت مسیح علیہ السلام نے مجرد رہ کر تمام عمر عالم تجرد میں گذاری اسی لیے آفتاب کے چوتھے آسمان پر ہمسایہ بن گئے۔ چونکہ حافظ مجرد تھا لہٰذا صفت ...
ہ ربیع، موسم بہار ... اپنے محبوب کی ... زندہ رود اصفہان کی مشہور ندی ہے جس کا پانی بہت ستھرا ہے۔
ہ بڑھاپے نے عورتوں کی اجازت روک دی ہے مگر بار بار لڑکیوں کو بوس و کنار کر لیتا ہوں۔
ہ وصال کی فرصتیں غفلت میں گذر گئیں اب صرف فراق کی غزلیں پڑھتے رہنے کے اور کوئی چارہ نہیں ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

سَبَتْ سَلْمیٰ بِصُدْغَیْهَا فُؤَادِیْ
اپنی دونوں زلفوں سے سلمیٰ نے میرا دل قید کر لیا

وَرُوْحِیْ کُلَّ یَوْمٍ لِیْ یُنَادِیْ
اور میری روح مجھے ہر روز پکارتی ہے

خدا را بر من بیدل ببخشای
خدا کے لئے مجھ بیدل پر بخشش کر

وَوَاصِلْنِیْ عَلٰی رَغْمِ الْاَعَادِیْ
اور دشمنوں کی خواہش کے برخلاف مجھے وصل عطا کر

اَمَنْ اَنْکَرْتَنِیْ عَنْ حُبِّ سَلْمیٰ
اے وہ شخص کہ تو نے سلمیٰ سے میری محبت کا انکار کیا

غَرِیْقُ الْعِشْقِ فِیْ بَحْرِ الْوِدَادِ
میں محبت کے سمندر میں عشق کا ڈوبا ہوا ہوں

نگارا در غم سودائے عشقت
اے محبوب! تیرے عشق کے جنون کے غم میں

تَوَکَّلْنَا عَلٰی رَبِّ الْعِبَادِ
ہم نے بندوں کے خدا پر توکل کیا ہے

دلِ حافظ شد اندر چین زلفت
تیری زلفوں کی شکن میں حافظ کا دل گم ہو گیا

بِلَیْلٍ مُظْلِمٍ وَاللّٰهُ هَادِ
اندھیری رات میں، اور خدا راستہ دکھانے والا ہے

سینہ مالامال درد ست اے دریغا مرہمے
سینہ درد سے مالامال ہے، افسوس کوئی مرہم ہوتا

دل ز تنہائی بجاں آمد خدا را ہمدمے
دل تنہائی کی وجہ سے عاجز آگیا، خدا کے لئے کوئی ہمدم ہوتا

خیز تا خاطر بداں ترکِ سمرقندی دہیم
اٹھ تاکہ ہم اس سمرقندی معشوق کو دل دیدیں

کز نسیمش بوئے زلفِ جوئے مولیاں آید ہمے
جس کی نسیم سے محبوب کی زلف کی خوشبو آ رہی ہے

چشم آسائش کہ دارد زیں سپہرِ گرم رو
اس تیز رفتار آسمان سے آرام کی امید کون رکھتا ہے؟

ساقیا جامے بیاور تا بیاسایم دمے
اے ساقی جام دے تاکہ تھوڑی دیر کے لئے میں آرام کر لوں

زیرکے را گفتم ایں احوال خود خندید و گفت
میں نے ایک عقلمند کو اپنا یہ حال سنایا، وہ ہنسا اور بولا

صعب کارے بوالعجب دردے پریشاں عالمے
سخت کام ہے، عجب درد ہے، ایک پریشان حالت ہے

سوختم در چاہِ صبر از بہرِ آں شمعِ چگل
اس چگل کی شمع کی خاطر میں صبر کے کنویں میں جل اٹھا

شاہِ ترکاں غافلست از حالِ ما کو رستمے
ترکوں کا شاہ ہمارے حال سے غافل ہے، رستم کہاں ہے؟

در طریقِ عشقبازی امن و آسائش خطاست
عشقبازی کے راستہ میں اطمینان اور آرام غلط ہے

ریش باد آں دل کہ با دردِ تو جوید مرہمے
خدا کرے وہ دل زخمی ہو جو تیرے درد کے ہوتے ہوئے مرہم کا خواہاں ہو

اہلِ کام و ناز را در کوئے رنداں راہ نیست
غرض اور ناز والوں کے لئے رندوں کے کوچہ میں راستہ نہیں ہے

رہروے باید جہانسوزے نہ خامے بے غمے
جہاں سوز مسافر درکار ہے، نہ کہ کچا اور بے غم

آدمِ خاکی بدیں عالم نمی آید بدست
خاکی قسم کا آدمی اس دنیا میں دستیاب نہیں ہوتا ہے

عالمے دیگر بباید ساخت از نو آدمے
ایک نئے آدم سے دوسرا عالم بنانا چاہئے

گریۂ حافظ چہ سازد پیشِ استغنائے دوست
دوست کی بے نیازی کے سامنے حافظ کا رونا کیا کام بنائیگا؟

کاندریں طوفاں نماید ہفت دریا شبنمے
اس لئے کہ اس طوفان میں ساتوں سمندر ایک شبنم ہیں

ا سلمیٰ ایک خاص محبوبہ کا نام تھا لیکن اب ہر محبوبہ کو سلمیٰ کہا جاتا ہے جیسا کہ لیلیٰ۔

۲ ترکی سلطنت سے رئیس مراد ہیں جن میں دل اپنا راستہ بھول گیا ہے۔

۳ اس دنیا میں قرار سکون مل سکتا ہے۔

۴ کوئی عقلمند عشق کی باریکیوں کو نہیں سمجھ سکتا ہے۔

۵ چگل ترکستان میں ایک شہر ہے، حسن خیز شہر مشہور ہے۔ کیخسرو کے دور میں رستم کو بیجا کیخسرو نے افراسیاب شاہ توران کی بیٹی منیژہ پر عاشق ہوگیا افراسیاب نے موقعہ پاکر بیژن کو گرفتار کرکے ایک اندھے کنویں میں قید کردیا تب رستم گرفتار ہوا تو وہاں پہنچ کر کنویں کو توڑا اور بیژن کو چھڑا لایا اس شعر میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

۶ اس دنیا میں ٹھیک ٹھیک مرد اب کسی نے آدم سے نئی دنیا بنانی چاہئے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

شد بہار و گذشت موسم دَے — آگہی گر زچرخ و گردش وے
موسم بہار ختم ہوگیا، اور دے کا مہینہ گزر گیا — اگر تو آسمان، اور اس کی گردش سے باخبر ہے

سوئے من یار آمد و بگذشت — رفت بر باد عمر من ہے ہے
یار میری جانب آیا، اور نکل گیا — ہائے ہائے، میری عمر برباد ہوگئی

زیر ایں قصر صد ہزار گذشت — ہمچو کاؤس و قیصر و جم و کے
اس محل کے نیچے، لاکھوں گزر گئے — کاؤس اور قیصر، اور جمشید، اور کیخسرو جیسے

دل بدنیا مبند اگر مردی — زانکہ دنیاست لاشہ و لاشے
اگر تو مرد ہے، دنیا سے دل نہ لگا — اس لیے کہ دنیا مردار، اور ہیچ ہے

زندگی یافتم زمے آرے — وَ مِنَ الْمَاۗءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ
ہاں، میں نے شراب سے زندگی حاصل کی — اور ہر زندہ، پانی ہی سے ہے

یار با ماست روز و شب حافظ
اے حافظ! یار دن رات ہمارے ساتھ ہے
ہمچو جانے کہ ہست در رگ و پے
اس جان کی طرح جو رگ، اور پٹھے میں ہے

شہر یست پُر ظریفاں از ہر طرف نگارے — یاراں صلائے عشق ست ار میکنید کارے
ظریفوں سے شہر بھرا پڑا ہے اور ہر جانب ایک معشوق ہے — اے یارو! عشق کی پکار ہے، اگر کوئی کام کرو

چشم فلک ندیدہ زیں خوبتر حریفے — در دام کس نیفتد زیں خوب تر شکارے
اس سے زیادہ حسین دوست، آسمان کی آنکھ نے نہیں دیکھا ہے — اس سے بہتر شکار کسی کے جال میں نہ پھنسے گا

اے روئے خوبت از گل صد بار نازنیں تر — یارب کہ رہ نیابد بر دامن تو خارے
اے دلبر! تیرا چہرہ، پھول سے سوگنا نازنین ہے — خدا کرے تیرے دامن کی طرف، کانٹے کو راستہ نہ ملے

چشمے کہ دیدہ باشد جسمے زجاں مرکب — بر دامنش مبادا زیں خاکداں غبارے
ایسا جسم جو جان سے بنا ہو کس کی آنکھ نے دیکھا ہوگا؟ — خدا کرے اس کے دامن پر اس خاکدان سے غبار نہ پڑے

چوں من شکستہ را از پیش خود چہ رانی — کم غایت تمنا بوسے ست یا کنارے
مجھ جیسے شکستہ کو اپنے سامنے سے کیوں بھگاتا ہے؟ — اس لیے کہ میری انتہائی تمنا، بوسہ ہے یا معانقہ

مے بیغش ست بشتاب وقت خوش ست دریاب — سالِ دگر کہ دارد امید نو بہارے
خالص شراب ہے جلدی کر، اچھا وقت ہے پالے — دوسرے سال نو بہار کی امید کون رکھتا ہے؟

چوں ایں گرہ کشایم ویں راز وا نمایم — دردے و صعب دردے کارے و سخت کارے
میں کس طرح یہ گرہ کھولوں اور اس راز کو کس طرح ظاہر کروں — درد ہے اور سخت درد، کام ہے اور مشکل کام

در بوستاں حریفاں مانند لالہ و گل — ہر یک گرفتہ جامے بر یادِ گلعذارے
باغ میں دوستوں نے لالہ اور گل کی طرح — ہر ایک نے جام تھام رکھا ہے کسی گل رخسار معشوق کی یاد پر

ہر تارِ موئے حافظ در دستِ ترکِ شوخے — مشکل تواں نشستن در ایں چنیں دیارے
حافظ کے بالوں کا ہر تار، ایک شوخ ترک کے ہاتھ میں ہے — اس جیسے وطن میں، بیٹھنا مشکل ہے

ے یار میرے پاس سے ہو کر گزر گیا اور میرے پاس نہ ٹھہرا گویا میری عمر برباد گئی۔
ے دنیا سے دل نہ لگانا چاہیے اس نے سیکڑوں شہنشاہوں کو ہلاک کیا ہے۔
ے شعر [illegible] شکار کسی کے جال میں نہیں پھنسا ہے۔
ے اس کا جسم جان سے بنا ہے خدا اس کو مصائب سے بچائے۔
ے کرم کردہ مختلف ہے یعنی میری تمنا صرف بوسہ دینا ہے۔
ے دوسرے موسم بہار تک کون جیتا ہے اسی موسم میں کام کر لے۔
ے حافظ کا رونگٹا رونگٹا ایک شوخ معشوق کے ہاتھ میں ہے لہٰذا وہ چین سے کیسے بیٹھ سکتا ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

صبا تو نکہت آں زلفِ مشکبو داری — بیادگار بمانی کہ بوئے او داری
اے صبا! تو اس مشک جیسی خوشبو والی زلف کی خوشبو رکھتی ہے — تو یادگار رہے گی کیونکہ تو اس کی خوشبو رکھتی ہے

دلم کہ گوہر اسرار حسن و عشق درست — تواں بدست تو دادن گرش نکو داری
میرا وہ دل، جس میں حسن اور عشق کے رازوں کے موتی ہیں — تیرے ہاتھ میں دیا جا سکتا ہے اگر تو اسکو اچھی طرح رکھے

دراں شمائل مطبوع ہیچ نتواں گفت — جز ایں قدر کہ رقیبانِ تندخو داری
ان پسندیدہ اخلاق کے بارے میں کچھ نہیں کہا جا سکتا ہے — اس کے علاوہ کہ تو بدمزاج نگہبان رکھتا ہے

نوائے بلبلت اے گل کجا پسند افتد — کہ گوش ہوش بمرغانِ ہرزہ گو داری
اے پھول! تجھے بلبل کی آواز کب پسند آئے گی؟ — اس لیے کہ تیرا ہوش کا کان بیہودہ گو پرندوں کی طرف ہے

ز جرعۂ تو سرم مست گشت نوشت باد — خود از کدام خم است اینکہ در سبو داری
تیرے ایک گھونٹ سے میرا سر مست ہو گیا، خدا کرے تجھے خوشگوار ہو — یہ کون سے مٹکے کی ہے، جو تیری صراحی میں ہے؟

قبائے حسن فروشی ترا برازد و بس — کہ ہمچو گل ہمہ آئین رنگ و بو داری
حسن فروشی کی قبا، صرف تجھے زیب دیتی ہے — اس لیے کہ تو پھول کی طرح رنگ اور خوشبو کے سب طریقے رکھتا ہے

زمانہ گر بہ مشکِ ختن دہد بر باد — فدائے تو کہ خط و خال مشکبو داری
اگر زمانہ ختن کا سارا مشک برباد کر دے — میں تجھ پر قربان کہ تو مشک کی خوشبو والے خط و خال رکھتا ہے

دم از ممالکِ خوبی چو آفتاب زدن — ترا رسد کہ غلامانِ ماہرو داری
آفتاب کی طرح حسین علاقوں کا دم بھرنا — تجھے پہنچتا ہے، کیونکہ تو چاند جیسے چہرے والے غلام رکھتا ہے

بسرکشی خود اے سرو جویبار مناز — کہ گر بدو رسی از شرم سر فرو داری
اے نہر کے سرو! اپنی سربلندی کا ناز نہ کر — اس لیے کہ اگر تو اس کے پاس پہنچے تو شرم سے سر جھکا لے

دعاش گفتم و خنداں بزیر لب میگفت — کہ کیستی تو و با ما چہ گفتگو داری
میں نے اس کو دعا دی، اور وہ زیر لب مسکراتا ہوا کہہ رہا تھا — کہ تو کون ہے، اور تجھے ہم سے کیا کہنا ہے؟

ز کنج مدرسہ حافظ مجوی گوہر عشق
اے حافظ! مدرسہ کے گوشہ میں عشق کا گوہر تلاش نہ کر
قدم بروں نہ اگر میل جستجو داری
اگر جستجو کی خواہش ہے تو باہر قدم نکال

بعثت و ژالہ میچکد از ابر بہمنی — برگ صبوح ساز و بدہ جام یکمنی
صبح ہے اور بہمن کے مہینے کے ابر سے برف برس رہی ہے — صبح کی شراب کا سامان تیار کر اور ایک من والا جام دے

در بحر مائی و منی افتادہ ام بیار — مے تا خلاص بخشدم از مائی و منی
میں خودی اور انانیت کے سمندر میں پڑا ہوں، لا — شراب، تاکہ وہ مجھے خودی اور انانیت سے نجات دے

خونِ پیالہ خور کہ حلال است خونِ او — در کار یار کوش کہ کاریست کردنی
پیالہ کا خون پی، اس لیے کہ اس کا خون حلال ہے — یار کے معاملہ میں کوشش کر، کیونکہ یہ کرنے کا کام ہے

گر صبحدم خمار ترا درد سر دہد — پیشانی خمار ہماں بہ کہ بشکنی
اگر تجھے صبح کے وقت خمار درد سر میں مبتلا کرے — یہی بہتر ہے کہ تو خمار کا سر پھوڑ دے

۱ چونکہ صبا میں محبوب کی زلف جیسی خوشبو ہے لہٰذا وہ یادگار رہیگی۔
۲ اس کی خوبیوں میں کوئی گفتگو کا موقع نہیں ہے لیکن اس قدر ہے کہ اس کے نگہبان سخت مزاج ہیں۔
۳ چونکہ محبوب غیر کی طرف متوجہ ہے تو بلبل کی کب سنے گا۔
۴ اگر زمانے سے ختن کا مشک مفقود ہو جائے تو کوئی پرواہ نہیں ہے کیونکہ خط و خال کافی ہیں۔
۵ دوسرے ستاروں کی روشنی آفتاب کی عطا کردہ ہے لہٰذا وہ اگر حسن کا دعویٰ کرے تو اس کو حق ہے، اسی طرح معشوق عزیز آفتاب کے ہے اور دوسرے حسین ستارے ہیں۔
۶ سرو محبوب کے سامنے جا کر اس کے قد کے مقابلہ میں شرما جائیگا۔
۷ عشق کا موتی مدرسے سے باہر قدم نکالنے سے حاصل ہو سکیگا۔
۸ بہمن ایک فارسی مہینہ کا نام ہے۔ برگ ساز و سامان۔ من ایک سیر یا چھٹانک کا ہوتا ہے۔
۹ شعر

صبح ... خمار وہ اعضا شکنی جو نشہ کے اترنے کے وقت ہوتی ہے جس کو شراب دور کرے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

ساقی بہوش باش کہ غم در کمین ماست
اے ساقی ہوشیار رہ کیونکہ غم ہماری گھات میں ہے
مطرب نگاہ دار ہمیں رہ کہ میزنی
اے مطرب اس طرز کا خیال رکھ جو تو بجا رہا ہے

مے دہ کہ سر بگوش من آورد چنگ و گفت
شراب دے کیونکہ چنگ نے میرے کان میں سر ڈال کر کہا
خوش باش و پند بشنو ازیں پیر منحنی
خوش رہ، اور اس کبڑے بڈھے کی نصیحت سن لے

ساقی بہ بے نیازیِ رنداں کہ مے بیار
اے ساقی! خدا کی بے نیازی کی قسم، شراب لا
تا بشنوی ز صوتِ مغنی ہُوَ الغنی
تاکہ تو مطرب کی آواز سے "وہ بے نیاز ہے" سنے

حافظ نہالِ قدِ تو در جویبارِ چشم
حافظ نے تیرے قد کے پودے کو آنکھوں کی نہر میں
خوں خورد و بر نشاند و تو خواہی کہ برکنی
خون پیا، اور لگایا، اور تو چاہتا ہے کہ اکھاڑ دے

طفیلِ ہستیِ عشقند آدمی و پری
آدمی اور پری عشق کے وجود کا طفیل ہیں
ارادتے بنما تا سعادتے ببری
ارادت ظاہر کر، تاکہ تو سعادت حاصل کرے

چو مستعدِ نظر نیستی وصال مجوی
چونکہ تجھ میں دیکھنے کی استعداد نہیں، وصال نہ ڈھونڈ
کہ جامِ جم نکند سود وقتِ بے بصری
اس لیے کہ نابینائی کے وقت جامِ جم فائدہ نہیں دیتا

مے صبوح و شکر خوابِ صبحدم تا چند
صبوحی شراب، اور صبح کی میٹھی نیند کب تک؟
بعذرِ نیم شبی کوش و نالۂ سحری
آدھی رات کی معذرت اور صبح کی گریہ و زاری کی کوشش کر

بوئے زلف و رخت میروند و می آیند
تیری زلف کی خوشبو اور رخ کے پاس آتے جاتے ہیں
صبا بغالیہ سائی و گل بجلوہ گری
صبا خوشبو پھیلانے کے لئے اور پھول جلوہ دکھانے کو

بکوش خواجہ و از عشق بے نصیب مباش
اے خواجہ کوشش کر اور عشق سے بے نصیب نہ رہ
کہ بندہ را نخرد کس بعیبِ بے ہنری
اس لیے کہ بندہ کو بے ہنری کے عیب کی وجہ سے کوئی نہیں خریدتا

بیا و سلطنت از ما بخر بمایۂ حسن
آ اور حسن کے سرمایہ کے بدلے ہم سے سلطنت خرید لے
ازیں معاملہ غافل مشو کہ حیف خوری
اس معاملے سے غافل نہ ہو، ورنہ افسوس کرے گا

دعائے گوشہ نشیناں بلا بگرداند
گوشہ نشینوں کی دعا، مصیبت ٹال دیتی ہے
چرا بگوشۂ چشمے بما نمی نگری
گوشۂ چشم سے تو ہمیں کیوں نہیں دیکھتا ہے؟

مرا ازیں ظلمات آنکہ رہنمائی کرد
جس نے میری ان تاریکیوں میں رہنمائی کی
دعائے نیم شبی بود و گریۂ سحری
وہ آدھی رات کی دعا، اور صبح کا رونا تھا

ز ہجر و وصلِ تو در حیرتم چہ چارہ کنم
میں حیران ہوں تیرے ہجر اور وصل کی کیا تدبیر کروں؟
نہ در برابرِ چشمی نہ غائب از نظری
نہ تو آنکھوں کے سامنے ہے، نہ نظر سے غائب ہے

طریقِ عشق طریقے عجب خطرناکست
عشق کا راستہ عجب خطرناک راستہ ہے
نعوذ باللہ اگر رہ بمامنے نبری
خدا کی پناہ اگر تجھے کسی امن کی جگہ کا راستہ نہ ملے

ہزار جانِ گرامی بسوخت زیں غیرت
اس غیرت سے ہزاروں قیمتی جانیں جل گئیں
کہ ہر صباح و مسا شمعِ مجلسِ دگری
کہ تو ہر صبح و شام دوسرے کی مجلس کی شمع ہے

۔ پیر منحنی سے چنگ مراد ہے چونکہ وہ کبڑی ہوتی ہے اور چونکہ اس کے کان مروڑے جاتے ہیں کان کے پاس ہوتا ہے لہٰذا سر بگوش آورد کہا ہے
۔ خدا کی ذات بے نیاز ہے وہ ہماری شراب خوری پر کیا گرفت کرے گا۔ الله غنی ہے۔
۔ ایک حدیث میں آیا ہے خدا نے فرمایا میری ذات ایک مخفی خزانہ تھی میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں، اسی پہچان کی خاطر جن و انس کو پیدا فرمایا۔
۔ صبا اور پھول کی آمد و رفت اس لیے ہے کہ صبا تیری زلف سے خوشبو حاصل کرے اور پھول تیرے رخ سے جلوہ گری حاصل کرے۔
۔ ہماری طرف گوشۂ چشم سے التفات کر اور ہم گوشہ نشینوں کی دعائیں لے لے۔
۔ دنیا کی تاریکیوں سے مجھے دعا اور رونے نے نجات دی ہے۔
۔ اگر عشق کا راستہ کسی امن کی جگہ تک نہ پہنچے تو بڑی خطرے کی بات ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

چو هر خبر که شنیدم رهے بحیرت داشت
ہر خبر سے جو میں نے سنی اس نے حیرت تک پہنچایا

از این پس من و ساقی و وضع بیخبری
اس کے بعد میں ہوں گا اور ساقی اور بےخبری کی حالت

ز من بحضرت آصف که می برد پیغام
میری جانب سے آصف کے دربار میں کون پیغام لے جاتا ہے

که یاد گیرد دو مصرع ز من بلفظ دری
کہ فارسی زبان کے میرے دو مصرعے یاد کرلے

بیا که وضع جهان را چنانکه می بینم
آ، دنیا کی حالت جیسی کہ میں دیکھ رہا ہوں

گر امتحان بکنی مے خوری و غم نخوری
اگر تو آزمائے گا تو شراب پیے گا اور غم نہ کھائے گا

کلاه سروریت کج مباد بر سر حسن
حسن کے سر پر تیری بادشاہی کی ٹوپی ٹیڑھی نہ ہو

که زیب تخت و سزاوار بخت و تاج سری
اس لیے کہ تو تخت کی زینت اور اقبال کے لائق اور سر کا تاج ہے

بیمن همت حافظ امید هست که باز
حافظ کی باطنی توجہ کی برکت سے امید ہے کہ پھر

اری اسامر لیلای لیلة القمر
میں اپنی لیلیٰ سے چاندنی رات میں قصہ گوئی کرتا دیکھوں گا

عمر بگذشت به بیحاصلی و بوالهوسی
ناکامی اور بوالہوسی میں زندگی بیت گئی

اے پسر جام میم ده که به پیری برسی
اے لڑکے! مجھے شراب کا جام دے تاکہ تو بڑھاپے کو پہنچے

چه شکرهاست درین شهر که قانع شده‌اند
اس شہر میں کیا شکر ہے، کہ قانع ہو گئے ہیں

شاهبازان طریقت به شکار مگسی
طریقت کے شاہباز مکھی کے شکار پر

بال بگشا و صفیر از شجر طوبی زن
پر کھول اور طوبیٰ کے درخت پر سے سیٹی بجا

حیف باشد چو تو مرغے که اسیر قفسی
افسوس ہے کہ تجھ جیسا پرندہ قفس کا قیدی ہے

کاروان رفت و تو در خواب و بیابان در پیش
قافلہ چلا گیا اور تو سویا ہے، اور جنگلات کی جگہ سامنے ہے

وه که بس بیخبر از غلغل بانگ جرسی
افسوس ہے کہ تو گھنٹی کی آواز کے شور سے بہت بےخبر ہے

دوش در خیل غلامان درش می رفتم
کل میں اس کے دروازے کے نوکروں کے گروہ میں جا رہا تھا

گفت کاے بیکس و بیچاره تو بارے چه کسی
اس نے کہا کہ اے بےکس اور بےچارے تو آخر کس کا دوست ہے!

تا چو مجمر نفسے دامن جانان گیرم
تاکہ انگیٹھی کی طرح تھوڑی دیر کے لیے معشوق کا دامن پکڑ لوں

دل بر آتش بنهادم ز پے خوش نفسی
میں نے دل کو آگ پر رکھ دیا، سانس کو خوشبودار بنانے کے لیے

لمع البرق من الطور و آنست به
جیسے بجلی چمکی اور میں نے وہ دیکھی

فلعلی لک آت بشهاب قبس
پس، شاید کہ میں تیرے لیے آگ کا شعلہ لے آؤں

با دل خون شده چون نافه خوشش باید بود
نافہ کی طرح خون شدہ دل پر اس کو خوش ہونا چاہیے

هر که مشهور جهان گشت به مشکین نفسی
جو دنیا میں مشک جیسے سانس سے مشہور ہو گیا ہو

چند پوید بهواے تو ز هر سو حافظ
حافظ ہر جانب سے تیرے عشق میں کتنا دوڑے

یسر الله طریقا بک یا ملتمسی
اے میرے مرتجیٰ! خدا تیری طرف راستہ آسان کر دے

---

۱ دنیا کی باتیں مجھے حیرت میں ڈال رہی ہیں اب شراب پی کر اپنے آپ کو بےخبر بنا لوں گا۔
۲ وہ فارسی کے دونوں مصرعے اگلے شعر میں ذکر کیے ہیں۔
۳ عالم بےبندگی کا شراب نوشی ہے، دوسرے مصرعے میں ساقی کے لیے دعا ہے۔
۴ معلوم نہیں دنیا میں کیا مٹھاس ہے کہ بڑے بڑے صوفیا اس میں پھنسے ہیں۔
۵ مرغ سے مراد روح ہے یعنی جسم کے پنجرے سے نکل اور طوبیٰ جو جنت کا درخت ہے اس پر بسیرا کر۔
۶ ساتھی چلے جاتے ہیں اور تو خواب غفلت میں سو رہا ہے۔
۷ میں کل اس کے غلاموں کے ہمراہ جا رہا تھا تو طنز کیا ہو کر عار کا بھی ہے درگاہ کرنے لگا تو کس کا عاشق ہے۔
۸ انگیٹھی کی آگ پر خوشبو ڈالی جاتی ہے تاکہ وہ مہکے، میں نے بھی دل کو آتش عشق پر رکھ دیا ہے تاکہ میں مہک پیدا ہو۔
۹ خون جلتا ہے م

جب حافظ میں خشک بستا ہے تب اہر طرف سے کوئی خون جلانا پڑتا ہے۔ ۱۰ آصف سے مراد محمود وزیر قطب الدین مراد ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

کتبتُ قصۃَ شوقی و مدمعی باکی
میں نے اپنے شوق کا قصہ لکھا اور میرا آنسو بہہ رہا تھا

بیا کہ بے تو بجاں آمدم ز غمناکی
آ جا اس لیے کہ تیرے بغیر غم کی وجہ سے جان سے عاجز ہوں

بسا کہ گفتہ ام از شوق با دو دیدۂ خویش
بہت دفعہ میں نے اپنی دونوں آنکھوں سے اشتیاق میں کہا ہے

ایا منازلَ سلمیٰ و این سلماک
اے سلمیٰ کے مقامات، اور تیری سلمیٰ کہاں ہے؟

عجیب واقعہ ولیس غریب حادثہ ایست
عجیب واقعہ، اور بہت نادر حادثہ ہے

انا اصطبرتُ قتیلاً و قاتلی شاکی
میں قتل ہو کر خاموش ہوں، اور میرا قاتل شاکی ہے

کرا رسد کہ کند عیب دامن پاکت
کس کی طاقت ہے کہ تیرے پاک دامن پر عیب لگائے

کہ ہمچو قطرہ کہ بر برگ گل چکد پاکی
اس لیے کہ تو اس قطرہ کی طرح جو پھول کی پتی پر ٹپکا ہو، پاک ہے

ز خاک پائے تو داد آبروئے لالہ و گل
تیرے پیروں کی خاک سے لالہ اور گل کو آبرو دی

چو کلکِ صنع رقم زد ز آبی و خاکی
جب قدرت کے قلم نے آبی اور خاکی کا نقش بنایا

صبا عبیرفشاں گشت ساقیا برخیز
اے ساقی اٹھ، صبا عبیر چھڑکنے والی ہو گئی ہے

وہات شمسۃ کرم مطیبۃ زاک
اور پاک و صاف انگور کی شراب لا

اثر نماند ز من بے شمائلت آرے
تیری صورت کے بغیر میرا نشان نہ رہا، ہاں

اری مآثر محیای من محیاک
میں اپنی زندگی کے نشان تیری صورت سے سمجھتا ہوں

دعِ التکاسلَ تغنم فقد جریٰ مثل
سستی چھوڑ دے، مال غنیمت حاصل کر لے گا، کیونکہ مثل مشہور ہے

کہ زادِ راہرواں چستی است و چالاکی
کہ مسافروں کا توشہ، چستی اور چالاکی ہے

بآبروئے گل و خاک پائے سرو قدت
پھول کی آبرو اور سرو کے پیروں کی خاک کی قسم کھاتا ہوں

چنیں بدیع جمالے ز آبی و خاکی
ایسے عمدہ جمال والا، آبی اور خاکی میں

ز وصفِ حسنِ تو حافظ چگونہ نطق زند
حافظ تیرے حسن کی خوبیوں کو کس طرح بیان کرے؟

کہ چوں صفاتِ الٰہی ورائے ادراکی
تو خدائی صفات کی طرح، ادراک سے پرے ہے

کہ برد بنزد شاہاں ز من گدا پیامے
مجھ فقیر کا بادشاہوں کے پاس کون پیغام لے جائے

کہ بکوئے مے فروشاں دو ہزار جم بجامے
کہ شراب فروشوں کے کوچہ میں دو ہزار جمشید ایک جام کے عوض ہیں

اگر ایں شراب خام است اگر آں حریف پختہ
اگر یہ شراب کچی ہے، اگر وہ رقیب پختہ ہے

بہزار بار بہتر ز ہزار پختہ خامے
ایک کچا ہزار بار، ہزار پختہ سے بہتر ہے

شدہ ام خراب و بدنام و ہنوز امیدوارم
میں برباد اور بدنام ہو گیا ہوں، اور اب بھی امیدوار ہوں

کہ زنید خلاص یابم بدعائے نیکنامے
کہ کسی نیک نام کی دعا کے ذریعے، بدی سے نجات پا جاؤں

تو کہ کیمیا فروشی نظرے بقلب ما کن
تو جو کیمیا فروش ہے، ہمارے قلب پر ایک نظر ڈال دے

کہ بضاعتے نداریم و فگندہ ایم دامے
اس لیے کہ ہم کوئی سرمایہ نہیں رکھتے ہیں اور ہم نے جال بچھایا ہے

بکجا برم شکایت بکہ گویم ایں حکایت
شکایت کہاں لے جاؤں، یہ حکایت کس سے کہوں

کہ لبت حیاتِ ما بود و نداشتی دوامے
کہ تیرے ہونٹ ہماری زندگی تھے اور تجھے ہمیشگی نہ تھی

http://www.muftbooks.blogspot.com/

عجب از وفائے جاناں کہ تفقدے نفرمود
معشوق کی وفاداری پر تعجب ہے، کہ مہربانی نہ فرمائی

نہ بنامہ پیامے نہ بپرسش سلامے
نہ تو نامہ و پیام سے، نہ پرسش اور سلام سے

بر و اے پارسایاں کہ نماند پارسائی
اے نیکو! چلے جاؤ، اس لیے کہ نیکی ختم ہو گئی

مے ناب درکشیدیم و نماند ننگ و نامے
ہم نے خالص شراب پی لی، اور ننگ و نام نہیں رہا

ز رہم میفگن اے شیخ بدانہائے تسبیح
اے شیخ! تسبیح کے دانوں سے مجھ کو راستہ سے نہ ہٹا

کہ چو مرغ زیرک افتد نفتد بہیچ دامے
اس لیے کہ ہوشیار پرندہ جب گرتا ہے تو کسی جال میں نہیں پھنستا

سر خدمت تو دارم بخرم بلطف و مفروش
مجھ کو تیری خدمتگاری کا خیال ہے، مجھ کو منت سے خرید لے، نہ بیچ

کہ چو بندہ کمتر افتد بمبارکی غلامے
اس لیے کہ بندہ کی طرح مبارک کوئی غلام کم ہوگا

بگشائی تیر مژگان و بریزی خون حافظ
تو پلکوں کے تیر چلاتا ہے، اور حافظ کا خون بہاتا ہے

کہ چناں کشندہ را نکند کس انتقامے
اس لیے کہ ایسے قاتل سے کوئی بدلہ نہیں لیتا

گفتند خلائق کہ توئی یوسف ثانی
لوگوں نے کہا، کہ تو یوسف ثانی ہے

چوں نیک بدیدم بحقیقت بہ از آنی
جب ہم نے خوب دیکھا تو حقیقت تو اس سے بہتر ہے

در عشق توام شہرہ چو فرہاد و عجب نیست
میں تیرے عشق میں فرہاد کی طرح مشہور ہوں، اور تعجب نہیں ہے

اے خسرو خوباں کہ تو شیریں زمانی
اے حسینوں کے بادشاہ تو اپنے زمانہ کی شیریں ہے

تشبیہ دہانت نتواں کرد بہ غنچہ
تیرے منہ کو غنچہ سے تشبیہ نہیں دیا جا سکتا ہے

ہرگز نبود غنچہ بایں تنگ دہانی
غنچہ ایسا تنگ دہن کبھی نہیں ہو سکتا ہے

صد بار بگفتی کہ دہم زاں دہنت کام
تو نے سو بار کہا کہ اس منہ سے تیرا مقصد پورا کر دوں گا

چوں سوسن آزاد چرا جملہ زبانی
آزاد سوسن کی طرح، تو مجسم زبان کیوں ہے؟

گفتی کہ دہم کامت و جانت بستانم
تو نے کہا تیرا مقصد پورا کر دوں گا اور تیری جان لے لوں گا

ترسم ندہی کامم و جانم بستانی
مجھے ڈر ہے، تو میرا مقصد پورا نہ کرے، اور میری جان لے لے

چشم تو خدنگ از سپر جاں گذرانید
تیری آنکھ نے، تیر جان کی ڈھال کے پار کر دیا

بیمار کہ دیدہ است بایں سخت کمانی
ایسی سخت کمان والا بیمار، کس نے دیکھا ہے؟

چوں اشک بیندازیش از دیدۂ مردم
آنسوؤں کی طرح اس کو لوگوں کی نظروں سے گرا دیتا ہے

آنرا کہ دمے از نظر خویش برانی
جس کو تھوڑی دیر کے لیے، تو اپنی نظر سے ہٹا دے

گر سرو بماند از قد و رفتار تو بر جائے
اگر سرو تیرے قد اور رفتار کے سامنے ٹھہر گیا

بخرام کہ از سرو گذشتی بروانی
اے پیارے تو روانی میں سرو سے بڑھ گیا ہے

در راہ تو عاشق چو قلم کرد ز سر پائے
عاشق نے تیرے راستہ میں قلم کی طرح سر کو پیر بنا لیا

چوں نامہ چرا یکدمش از لطف نخوانی
تو اس کو تھوڑی دیر کے لیے مہربانی سے خط کی طرح کیوں نہیں پڑھتا ہے؟

حافظ بجفا از تو شکایت ننماید
حافظ تیرے ظلم کی شکایت نہیں کرتا ہے

زاں رو کہ بہر جور تو لطفیست نہانی
اس لیے کہ تیرے ہر ظلم میں ایک چھپی ہوئی مہربانی ہے

ے شاہد میں نے شراب پی کر پارسائی اور ننگ و نام کو صاف ختم کر دیا لہٰذا پرہیزگار صاحب! پارساؤں کو کوئی کام نہیں ہے۔

ے اے شیخ! میں تیری تسبیح کے دانوں سے تیرے جال میں نہیں پھنس سکتا ہوں، میں ایک ہوشیار پرندہ ہوں۔

ے مجھ جیسے قاتل کو بدلہ میں قتل نہیں کیا جا سکتا ہے لہٰذا تو بے تامل مجھے قتل کر دے۔

ے لوگ تجھے یوسف ثانی کہتے ہیں لیکن جب میں نے خوب دیکھا تو تو یوسف سے بڑھ کر ہے۔

ے لوگ تیرے منہ کو غنچہ سے تشبیہ دیتے ہیں لیکن یہ غلط ہے، کیونکہ تنگ دہنی اس کو میسر نہیں ہے۔

ے تیری آنکھیں بیمار ہیں لیکن بڑی سخت کمان والی ہیں، تیری آنکھ کا تیر ڈھال کو پار کر گیا۔

ے جس کو تو نظر سے گرا دے وہ آنسوؤں کی طرح لوگوں کی نظر سے گر جاتا ہے۔

ے قلم سر کے بل چلتا ہے۔ خط کو ہر آدمی توجہ سے پڑھتا ہے۔

ے جب تیرے ظلم میں بھی کرم ہے تو حافظ شکوہ کیسے کرے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

از پیش مراں حافظِ غمدیدۂ خود را
اپنے غم زدہ حافظ کو ، سامنے سے نہ ہٹا

کز عشق رخت داد دل و دین و جوانی
کیونکہ اس نے تیرے رخ کے عشق میں دل، دین اور جوانی دے دی ہے

گذشتی بر منِ غمدیدہ از راہِ جفاکاری
مجھ غم زدہ پر تو ازروئے جفا کاری گزرا

بلے تو عمری و بر عمر کے باشد وفاداری
ہاں تو زندگی ہے، اور زندگی میں وفاداری کب ہوتی ہے؟

رقیبے در پے آزارِ جانِ ماست واویلا
بہت افسوس، رقیب ہماری جان کے درپے آزار ہے

سگِ کوئے تو پیدا کردہ خوئے مردم آزاری
تیرے کوچہ کے کتے نے مردم آزاری کی عادت ڈال لی ہے

خطا باشد بدورِ عارض و زلفینِ او گفتن
اس کے رخسار اور زلفوں کے دور میں غلط ہوگا کہ

سخن از نعتبانِ چینی و از مشکِ تاتاری
باتیں چینی گلبدنوں اور تاتاری مشک کی

بدہ ساقی مے نابم کہ یکدم بیخبر گردم
اے ساقی خالص شراب دے تاکہ فوراً بے خبر ہو جاؤں

کہ جانم بر لب آمد از تکلفہائے ہشیاری
کیونکہ ہوشیاری کی تکلیفوں سے میری جان ہونٹوں پر آگئی ہے

تو خواہی خونِ ما ریزی و خواہی لطف و احساں کن
تو خواہ ہمارا خون بہائے، خواہ مہربانی اور احسان کرے

عنانِ اختیارِ ما بدستِ تست و مختاری
ہمارے اختیار کی باگ تیرے ہاتھ میں ہے اور تو مختار ہے

گشتہ از آتشِ مے عارضِ تو گل واے
شراب کی آگ سے تیرا رخسار پھول بن گیا ہے

چوں نالم من دل سوختہ بلبل واے
میں دل جلا ، بلبل کی طرح کیسے نالہ کروں

دلبرا بر رخِ زیبائے تو آں زلفِ سیاہ
اے دل ہمارا ، تیرے حسین رخ پر ، وہ کالی زلف

سایہ بر سمن انداختہ سنبل واے
سمن پر سنبل کی طرح سایہ ڈالے ہوئے ہے

واے آں عکس کہ تو شد مے و رندی نکند
اس شخص پر افسوس ہے جو شراب نہ پیے اور رندی نہ کرے

شیشۂ مے چو صلا بر زدہ ات گل واے
جبکہ شراب کی بوتل نے تجھ کو شراب کی طرح آواز دی ہے

میکند قمریِ محنت زدہ در گوشۂ باغ
مصیبت زدہ قمری ، باغ کے گوشہ میں زاری کرتی ہے

از غمِ لالہ و گل نالۂ بلبل واے
لالہ اور پھول کے غم سے بلبل کی طرح

ظاہر آنست کہ از بہرِ پریشانیِ ماست
یہ ظاہر ہے کہ ہماری پریشانی کے لئے

حلقہ حلقہ شدہ آں زلفِ تسلسل واے
وہ سلسلہ وار زلف ، حلقہ در حلقہ ہوئی ہے

کے شود ہم نفس چو تو گدائے حافظ
اے حافظ تجھ جیسا فقیر ہم نفس کب ہو سکتا ہے؟

بادشاہے کہ بود اہلِ تجمل واے
وہ بادشاہ جو شان و شوکت والوں کی طرح ہے

لبش می بوسم و در میکشم مے
میں اس کے ہونٹوں کو بوسہ لیتا ہوں اور شراب پیتا ہوں

بآبِ زندگانی بردہ ام پے
مجھے آب حیات کا پتہ لگ گیا ہے

۱؎ محبوب میری زندگی ہے اور زندگی گذرنے والی چیز ہے اس سے وفا کی امید غلط ہے۔
۲؎ رقیب کتے ہیں اور کتے مردم آزار ہوا کرتے ہیں۔
۳؎ دنیا کی تکالیف سے عاجز ہوں شراب مدہوش کر دے۔
۴؎ شراب نے اپنے معشوق کو چہرہ گل کی طرح چمک اٹھا تو میں بلبل جیسے نالے کیوں نہ کروں۔
۵؎ چہرہ کو سمن اور زلفوں کو سنبل قرار دیا ہے۔
۶؎ زلفیں ہماری پریشانی میں اضافہ کرنے کے لئے گرہ در گرہ ہوتی ہیں۔
۷؎ آب زندگانی یہی ہے کہ معشوق کے ہونٹوں کو بوسہ دیا جائے اور شراب پی جائے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

نوازش می توانم گفت باکس — نہ کس را میتوانم دید باوے
میں نہ اس کا راز کسی سے کہہ سکتا ہوں — نہ اس کے ساتھ کسی کو دیکھ سکتا ہوں

گل از خلوت بباغ آورد مسند — بساط زہد را چوں غنچہ کن طے
پھول، خلوت سے باغ میں مسند لے آیا — زہد کے بستر کو غنچہ کی طرح لپیٹ دے

بدہ جام مے واز جم مکن یاد — کہ میداند کہ جم کے بود و کے کے
شراب کا جام دے، اور جمشید کو یاد نہ کر — کون جانتا ہے کہ جمشید کب تھا اور کیقباد کب تھا

بزن بر چنگ چنگ اے ماہ مطرب — رگش بخراش تا بخروشم از وے
اے چاند جیسے مطرب! چنگ پر چنگل مار — اس کی رگ کو حرکت دے تاکہ میں اس سے خروش میں آؤں

چو چشمت مست را مخمور مگذار — بیاد لعلش اے ساقی بدہ مے
اپنی آنکھوں جیسے مست کو خمار شکنی میں نہ چھوڑ — اس کے ہونٹوں کی یاد پر اے ساقی شراب دے

نخواہد جاں ازاں قالب جدائی — کہ باشد خون جامش در رگ و پے
اس جسم سے، جان، جدائی نہیں چاہتی ہے — جس کے رگ و پے میں جام کا خون ہو

لبش می بوسم و خوں میخورد جام — رخش می بینم و گل میکند خوے
میں اس کے ہونٹ کو بوسہ دیتا ہوں اور جام خون پیتا ہے — میں اس کا رخسار دیکھتا ہوں اور پھول کو پسینہ آتا ہے

چو مرغ باغ میگوید کہ ہوہو — مدہ از دست جام بادہ ہے ہے
جب باغ کا پرندہ ہو ہو کہے — ہائے ہائے! ہاتھ سے شراب کا جام نہ چھوڑ

چو مجنوں در پئے دیدار لیلٰے — بباید گشتن اے دل گرد ہر حے
لیلیٰ کے دیدار کی خواہش میں مجنوں کی طرح — ہر قبیلہ کے گرد اے دل گردش کرنی چاہیے

تو با سلطان گل خوش باش و مے نوش — غنیمت داں خلاص بہمن از دے
تو پھول کے بادشاہ کے ساتھ خوش رہ اور شراب پی — بہمن کے دے سے نجات پانے کو غنیمت سمجھ

زبانت در کش اے حافظ زمانے
تھوڑی دیر کے لئے اے حافظ! اپنی زبان بند کرلے
حدیث بے زباں را بشنو از نے
بانسری سے، بے زبان کی بات سن لے

مخمور جام عشقم ساقی بدہ شرابے — پر کن قدح کہ بے مے مجلس ندارد آبے
اے ساقی شراب دے میں جام عشق سے خمار میں ہوں — پیالہ بھر دے اس لئے کہ شراب کے بغیر مجلس پر رونق نہیں ہوتی ہے

عشق رخ چو ماہش در پردہ راست ناید — مطرب بزن نوائے ساقی بدہ شرابے
اس کے چاند جیسے رخسار کا عشق پردہ میں ٹھیک نہیں رہ سکتا — اے مطرب! ساز بجا! اے ساقی! شراب دے

شد حلقہ قامتم چو حلقہ تا بعد ازیں رقیبت — زیں در دگر نراند مارا بہیچ بابے
میرا قد حلقہ کی طرح ہوگیا تاکہ رقیب اس کے بعد — ہم کو پھر اس دروازے سے کسی طرف نہ بھگائے

چوں آفتاب رویش در دیدہ می نگنجد — اے دل چہ سود داری در دیدہ اضطرابے
جبکہ اس کے چہرہ کا سورج آنکھوں میں نہیں سماتا ہے — اے دل! آنکھوں کے اضطراب سے تجھے کیا فائدہ ہے؟

۱ے موسم بہار آگیا ہے اب غنچہ کی طرح زہد کا بساط لپیٹ کے مئے نوشی شروع کرنی چاہئے۔ ۳ے معلوم نہیں کہ جمشید کب ہوا تھا اور کیقباد کس زمانہ کا بادشاہ تھا لہٰذا اس دنیا کی ناپائداری کے پیش نظر شراب نوشی مناسب ہے۔ ۵ے مست وہ ہے جس پر شراب کا نشہ چڑھا ہوا ہو، مخمور وہ ہے جس پر نشہ کا اتار ہو۔ ۶ے جو شخص شراب سے سیراب ہوتا ہے اسکی روح جسم کو چھوڑنا نہیں چاہتی ہے۔ ۷ے شعر میں اسکے لب کا بوسہ لیتا ہوں تو جام کو رشک پیدا ہوتا ہے اس کے رخ کو دیکھتا ہوں تو پھول شرمندگی سے پسینہ پسینہ ہوتا ہے۔ ۸ے یعنی جب موسم بہار میں پرندے چہچہائیں تو شراب کا پیالہ ہاتھ سے نہ رکھنا چاہئے۔ ۱۰ے شعر [illegible]

اور میرا قد حلقہ کی طرح ہوگیا ہے مگر حلقہ [illegible]

http://www.muftbooks.blogspot.com/

در انتظارِ رویت ما و امیدواری | وز عشوهٔ لبانت ما و خیال و خوابے
تیرے چہرے کے انتظار میں ہم ہیں اور امیدواری | اور تیرے ہونٹوں کی ادا کا خواب و خیال ہے اور ہم

دستِ غرض میالای برکاسۂ کردانی | انجام کار نبود از وے امید آبے
[illegible] | کہ انجام کار، اس سے پانی کی امید نہیں ہے

حافظ چه می نهی تو دل بر وصالِ جاناں
اے حافظ: محبوب کے وصال پر تو کیا دل لگاتا ہے؟
کے تشنه سیر گردد از لمعهٔ سرابے
پیاسا، سراب کی چمک سے کب سیراب ہوتا ہے؟

منم و آں زلف چوں زنجیر مارے | پریشاں حال و رُو و دیوانه وارے
میں ہوں، اور وہ زلف زنجیر جیسا سانپ | پریشان حال، اور دیوانوں جیسا چہرہ

بغیر از عاشقی و مے پرستی | ز دستم بر نیاید هیچ کارے
مے پرستی، اور عاشقی کے سوا | میرے ہاتھ سے کوئی کام نہیں بنتا ہے

نگردد گردِ او غم هر که بگرفت | چو چشمش گوشهٔ از کنجِ غارے
غم اس کے پاس بھی نہیں آسکتا جس نے اختیار کر لیا | اس کی آنکھوں کی طرح، غار کا گوشہ

زبارانِ سرشک از چشمِ پُر خوں | حریمِ کوئے او شد لاله زارے
پرخون آنکھوں کے آنسوؤں کی بارش سے | اس کے کوچہ کا صحن، لالہ زار بن گیا ہے

دریں صحرائے غم چوں گردبادم | همیشه بیقرارے خاکسارے
اس غم کے جنگل میں میں، بگولے کی طرح ہوں | ہمیشہ ایک بے قرار، خاکسار

دریں گلشن ندیدم جانبِ گل | کزو در پائے دل نشکسته خارے
اس چمن میں میں نے وہ پھول نہیں دیکھا | جس کی وجہ سے دل کے پیر میں کانٹا نہ ٹوٹ گیا ہو

نباشد هیچ عاشق همچو حافظ
کوئی عاشق حافظ کی طرح نہ ہوگا
فقیرے بیکسے بے اعتبارے
فقیر، بے کس، بے اعتبار

ما ئیم و غمِ عشقِ جوانے و خیالے | وز ماه و رخش گشته تنم همچو هلالے
ہم ہیں اور ایک جوان کے عشق کا غم اور ایک خیال | اور اس کے رخ کے چاند سے، میرا جسم ہلال کی طرح ہو گیا ہے

با محنتِ هجرِ تو شب و روز قرینم | تا با تو کجا دست دهد روزِ وصالے
میں تیرے ہجر کی تکلیف کا ساتھی ہوں | دیکھئے تیرے وصال کا دن کب میسر آئے

احوالِ مرا عرضه کنی پیشِ نگارم | اے بادِ صبا گر بود آنجات مجالے
میرے احوال، میرے محبوب پر پیش کر دینا | اے بادِ صبا، اگر اس جگہ تیرا گزر ہو

ور زانکه ز حالِ منِ بیچاره بپرسد | گو از غمِ هجرانِ تو گشته ست خلالے
اور اگر وہ مجھ بے چارے کا حال پوچھے | کہہ دینا تیرے فراق کے غم میں تنکا بن گیا ہے

[illegible]

http://www.muftbooks.blogspot.com/

هر کس ز جہاں منصب و مالے طلبیدہ
ہر شخص نے دنیا میں مرتبہ اور مال کی طلب کی ہے

ما را غم عشق تو بہ از منصب و مالے
ہمارے لئے تیرے عشق کا غم، مرتبہ اور مال سے بہتر ہے

خاکم نخواہیم بدنیا و بہ عقبٰے
مجھے خواہش ہے کہ ہم دنیا اور عقبیٰ کے بدلے میں نہیں چاہتے

جز خاک سر کوئے تو مالے و منالے
کوئی مال و دولت سوائے تیرے کوچہ کی خاک کے

گفتم بجہاں آرزوئے وصل تو دارم
میں نے کہا دنیا کے بدلے تیرے وصل کی آرزو رکھتا ہوں

گفتا چہ کنی حافظ سودائے محالے
اس نے کہا اے حافظ تو ایک ناممکن چیز کا خیال کیا کرتا ہے؟

مے خواہ و گل افشاں کن از دہر چہ میجوئی
شراب مانگ اور پھول بکھیر، زمانہ سے کیا تلاش کرتا ہے؟

ایں گفت سحر گہ گل بلبل تو چہ میگوئی
پھول نے صبح کے وقت یہ کہا، بلبل تو کیا کہتی ہے؟

مسند بگلستاں بر تا شاہد و ساقی را
مسند باغ میں بچھا، تاکہ تو معشوق اور ساقی کو

لب گیری و رخ بوسی مے نوشی و گل بوئی
ہونٹ پکڑے، چہرہ چومے، شراب پئے اور پھول سونگھے

شمشاد خراماں کن آہنگ گلستاں کن
شمشاد کو ٹہلا، گلستاں کا ارادہ کر

تا سرو بیاموزد از قد تو دلجوئی
تاکہ سرو تیرے قد سے دلجوئی سیکھے

اے غنچۂ خنداں دولت بکہ خواہد بود
اے مسکراتے غنچے! تیری دولت کس کو حاصل ہوگی

اے شاخ گل رعنا از بہر کہ میروئی
اے حسین پھول کی شاخ! تو کس کے لئے اُگتی ہے؟

امروز کہ بازارت پر جوش خریدارست
آج جبکہ تیرا بازار، خریداروں سے پُرجوش ہے

دریاب و بنہ گنجے از مایۂ نیکوئی
غنیمت سمجھ اور بھلائی کے سرمایہ سے خزانہ جمع کرلے

آں طرہ کہ ہر موئش صد نافۂ چیں ارزد
وہ زلف جس کا ہر بال چین کے سو نافوں کی قیمت کا ہے

خوش بودے اگر بودے بوئش ز خوش خوئی
کیا اچھا ہوتا، اگر اس میں خوش اخلاقی کی خوشبو ہوتی

چوں شمع نکوروئی در رہگذر بادست
خوبصورتی، شمع کی طرح ہوا کے راستہ پر ہے

طرف ہنرے بر بند از طور نکوروئی
خوبصورتی کے طریقے سے کسی ہنر کا فائدہ حاصل کر

ہر مرغ بدستانے در گلشن شاد آمد
ہر پرندہ کسی داستان کے ساتھ، بادشاہ کے باغ میں آیا ہے

بلبل بنوا سازی حافظ بدعاگوئی
بلبل نغمہ سرائی کے ساتھ، حافظ دعا گوئی کے ساتھ

نسیم صبح سعادت بداں نشاں کہ تو دانی
اے خوش نصیبی کی صبح کی نسیم اس پتہ پر جو تو جانتی ہے

خبر بکوئے فلاں بر بداں زباں کہ تو دانی
فلاں کے کوچہ میں خبر پہنچا اس زبان میں جو تو جانتی ہے

تو پیک حضرت شاہی مرا دو دیدہ براہت
تو شاہی دربار کی قاصد ہے، میری دونوں آنکھیں منتظر ہیں

کرم نما و بفرما خبر چناں کہ تو دانی
کرم کر، اور خبر سنا جس طرح کہ تو جانتی ہے

بگو کہ جان ضعیفم ز دست رفت خدا را
کہہ کہ میری کمزور جان ہاتھ سے چلی گئی خدا کے لئے

ز لعل روح فزایت ببخش آنکہ تو دانی
اپنے روح بڑھانے والے ہونٹ سے وہ چیز بخش جو تو جانتی ہے

۱ دنیا میں ہر شخص جاہ و مال کا طالب ہے لیکن ہم تو صرف تیرے عشق کا طالب ہیں۔
۲ پھول نے بلبل سے کہا تو کیا کہتی ہے یہ سب بیکار باتیں ہیں بس شراب نوش کر اور گل افشانی کر۔
۳ باغ میں مسند بچھا معشوق کے ہونٹوں اور رخسار کو بوسے دے ساقی سے شراب پی اور پھول سونگھ۔
۴ اے شمشاد جیسے قد والے محبوب باغ میں ٹہل تاکہ سرو تیرے قد سے دلجوئی سیکھ لے۔
۵ یہ جو تو مسکرا رہا ہے بوسے غنچے کی طرح ہے اور حسین پھول کی شاخ معلوم ہوتا ہے کہ معلوم اس کا وصل کس کے مقدر میں ہے۔
۶ محبوب کی زلف کے ہر بال سے سیکڑوں نافوں کی خوشبو ہے کاش اس میں خوش اخلاقی کی بھی خوشبو ہوتی۔
۷ شمع کی طرح ہے مجھے کچھ ہنر سیکھنا ہے کیونکہ حسن زوال پذیر ہے۔
۸ دنیا میں عشق ترجمہ کی زبان ... محبوب سے ملنا ... خوبصورت ...

http://www.muftbooks.blogspot.com/

من این دو حرف نوشتم چنانکه غیر ندانست
میں نے یہ دو حرف اس طرح پر لکھے ہیں کہ دوسرا نہ جان سکے
تو هم ز روی کرامت چنان بخوان که تو دانی
تو بھی کرم کر کے ایسے طریقے پر پڑھ کہ تو ہی جانے

خیال تیغ تو با من حدیث تشنه و آب است
تیری تلوار کا خیال ہمارے لیے پیاسے اور پانی کا قصہ ہے
اسیر عشق چو کردی بکش چنان که تو دانی
عشق کا قیدی جب تو نے بنا لیا تو مار ڈال جس طرح تو جانے

امید در کمر زرکشت چگونه ببندم
تیری زریں کمر کی امید کیسے باندھوں
دقیقه‌ایست نگارا در آن میان که تو دانی
اے معشوق! اس کے اندر ایک باریک نکتہ ہے جس کو تو ہی جانتا ہے

یکیست ترکی و تازی درین معامله حافظ
اے حافظ! اس معاملہ میں ترکی اور عربی زبان یکساں ہیں
حدیث عشق بیان کن بهر زبان که تو دانی
عشق کی بات بیان کر ہر اس زبان میں جو تو جانتا ہے

نوبهار است در آن کوش که خوشدل باشی
نو بہار ہے، اس میں کوشش کر کہ تو خوش دل رہے
که بسی گل بدمد باز و تو در گل باشی
اس لیے کہ بہت سے پھول کھلیں گے اور تو مٹی میں ہو گا

چنگ در پرده همی میدهدت پند ولی
چنگ پردہ کے اندر تجھے نصیحت دیتی ہے، لیکن
وعظت آنگاه دهد سود که قابل باشی
تجھے وعظ اس وقت فائدہ دے گا جبکہ تجھ میں صلاحیت ہو

من نگویم که کنون با که نشین و چه بنوش
میں نہیں کہتا کہ اب کس کے ساتھ بیٹھ اور کیا پی
که تو خود دانی اگر زیرک و عاقل باشی
اس لیے کہ تو خود جانتا ہے اگر تو ذہین اور عقلمند ہے

در چمن هر ورقی دفتر حالی دگر است
چمن میں ہر ورق، دوسرے کے حال کا دفتر ہے
حیف باشد که ز حال همه غافل باشی
افسوس ہو گا کہ تو سب کے حال سے غافل ہو

گرچه راهیست پر از بیم ز ما تا بر دوست
ہم سے دوست تک اگرچہ خطرناک راستہ ہے
رفتن آسان بود ار واقف منزل باشی
اگر تو منزل سے واقف ہے تو جانا آسان ہے

نقد عمرت ببرد غصهٔ دنیا بگزاف
دنیا کا غم تیری نقد عمر کو فضول لے جائے گا
گر شب و روز درین قصهٔ باطل باشی
اگر تو رات دن اس باطل قصہ میں رہے گا

حافظا گر مدد از بخت بلندت باشد
اے حافظ! اگر بلند نصیبہ کی تجھے مدد حاصل ہو گی
صید آن شاهد مطبوع شمائل باشی
تو تو اس پسندیدہ اخلاق معشوق کا شکار ہو گا

نور خدا نمایدت آینهٔ مجردی
مجرد آئینہ تجھے خدا کا نور دکھاتا ہے
از در ما درآ اگر طالب عشق سرمدی
ہمارے دروازے سے اندر آ، اگر تو دائمی عشق کا طالب ہے

باده بده که دوزخ ار نام گناه ما برد
شراب دے، کیونکہ اگر دوزخ ہمارے گناہ کا نام لے گا
آب بر آتشش زند معجزهٔ محمدی
محمدی معجزہ اس کی آگ پر پانی چھڑک دے گا

شعبده بازیی کنی هر دم و نیست این روا
تو ہر وقت شعبدہ بازی کرتا ہے، اور یہ جائز نہیں ہے
قال رسول ربنا ما انا فقط بمن ادعی
[illegible]

۱۔ یہ میرا خط ہے جو کہ تجھے خط لکھا ہے، تو بھی پیار سے پڑھ۔
۲۔ یعنی تیرے ہاتھوں قتل کی ایسی ہی تمنا ہے جیسے پیاسے کو پانی کی۔
۳۔ ظاہر ہے تیری کمر پتلی کے درمیان کمر ہے جو نہایت دقیق اور باریک ہے۔
۴۔ یہ چنگ اپنے پردہ سازنے نصیحت دیتی ہے اگر صلاحیت ہے تو نصیحت کا اثر ہو گا۔
۵۔ شعر [illegible]
۶۔ محبوب تک پہنچنے کا راستہ خطرناک ہے، واقف کار ہی منزل تک پہنچ سکتا ہے۔
۷۔ انسان حقیقی ہے کسی معشوق کا شکار بن سکتا ہے۔
۸۔ جب تک انسان دنیاوی دھندوں سے قطع تعلق نہیں کرتا ہے خدا کا جلوہ نظر نہیں آتا ہے۔
۹۔ خوب رہے۔ آنحضور کا معجزہ جہنم کی آگ بجھا دے گا۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

از چہ بعد بکشی تیغ جفا بکین من — فکر نمی کنی مگر نی عہد محمدی
جان من بھلا تو ظلم کی تلوار میری دشمنی کے لیے کیوں سونتتا ہے — شاید تو نبی محمد ﷺ پر فخر نہیں کرتا ہے

گر تو بایں جمال و فر سوئے چمن کنی گذر — سوسن و سرو و گل بتو جملہ شوند مقتدی
اگر تو اس حسن اور شان و شوکت سے چمن کی طرف گزرے — سوسن اور سرو اور گلاب سب تیرے مقتدی ہو جائیں

نقش خودی ز لوح دل پاک کنی تو در زماں — گر بدہی بجان و دل راہ بکوئے بیخودی
خودی کا نقش دل کی تختی سے تو اسی وقت دھو ڈالے گا — اگر تو عشق کے کوچہ کو دل اور جان سے طے کرے گا

جان و دل تو حافظا بستہ دام آرزوست
اے حافظ! تیرا جان اور دل عشق کے جال میں گرفتار ہیں
اے متعلق خجل دم مزن از مجردی
اے شرمندگی میں پھنسے ہوئے، آزادی کا دم نہ بھر

نوش کن جام شراب یکمنی — تا بداں بیخ غم از دل برکنی
شراب کا یکمنی جام پی — تاکہ اس کے ذریعہ تو دل سے غم کی جڑ اکھاڑ پھینکے

دل کشادہ دار چوں جام شراب — سرگرفتہ چند چوں خم دنی
جام شراب کی طرح دل کو کشادہ رکھ — ذلیل مٹکے کی طرح سر بند کب تک رہے گا؟

چوں ز جام بیخودی رطلے کشی — کم زنی از خویشتن لاف منی
جب بیخودی کے جام سے تو ایک رطل پی لے گا — پھر خودی کی ڈینگیں اپنے متعلق نہ مارے گا

دل بمے بربند تا مردانہ وار — گردن سالوس و تقوی بشکنی
شراب سے دل لگا، تاکہ مردانہ وار — تو مکر اور تقوے کی گردن مروڑ دے

خاک ساں شو در قدم نے ہمچو ابر — جملہ رنگ آمیزی و تردامنی
قدموں میں خاک کی طرح بچھ جا، نہ کہ ابر کی طرح — سب رنگ آمیزی اور تردامن ہو

خیز و جہدے کن چو حافظ تا مگر
اٹھ اور حافظ کی طرح کوشش کر تاکہ شاید
خویش را در پائے معشوق افگنی
تو اپنے آپ کو معشوق کے قدموں میں ڈال دے

وقت را غنیمت داں آنقدر کہ بتوانی — حاصل از حیات اے جاں یکدم است تا دانی
جس قدر تجھ سے ہو سکے وقت کو غنیمت جان — اے جان! اگر تو سمجھے تو زندگی کا خلاصہ ایک سانس ہے

پیش زاہد از رندی دم مزن کہ نتواں گفت — با طبیب نامحرم حال درد پنہانی
رندی کی بات زاہد سے نہ کر، کیونکہ نہیں کہا جا سکتا — چھپے درد کا حال نامحرم طبیب سے

باد عائے شبخیزاں اے شکر دہاں مستیز — در پناہ یک اسم است خاتم سلیمانی
اے شیریں دہن! شب بیداروں کی دعا سے نہ الجھ — سلیمانی انگوٹھی ایک نام کی پناہ میں ہے

کام بخشی دوراں عمر در عوض دارد — جہد کن کہ از عشرت کام خویش بستانی
زمانے کی مقصد بخشی کا بدلہ پوری عمر ہے — کوشش کر کہ عیش و عشرت سے تو اپنا مقصد نکال لے

سانس کی بابت جو جہنم کے متعلق آیا ہے انھا علیھم مؤصدۃ فی عمد ممددۃ وہ آگ ان پر بند کر دی جائے گی، وہ آگ کے لمبے لمبے ستونوں میں گھرے ہوں گے، یعنی تو مجھے قتل کرتا ہے اور اسے یہ عقیدہ نہیں رکھتا ہے۔ اگر تو عقل سے کام لے گا تو بیخودی کو خودی چھوڑ دے گا۔ مے جام کا شکستہ ہوا ہو تب مٹکے کا سر بند ہوا ہوتا ہے۔ ابر میں طرح طرح کے رنگ پیدا ہوتے ہیں اور وہ تر دامن ہوتا ہے۔ نکلنے والے سانس کا اعتبار نہ آنے والے کا بھروسہ، صرف موجودہ سانس کا نام زندگی ہے۔ حضرت سلیمان کی حکمرانی صرف اسم اعظم کی برکت سے تھی جو آپ کی انگوٹھی پر کندہ ہوا تھا جب اس کی تاثیر معلوم تھی تو شب بیدار اللہ کے بہت سے ناموں کا ورد کرتے ہیں ان کی قوت کا خود اندازہ لگا لے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

یوسف عزیزم رفت اے برادراں رحمے
اے بھائیو! رحم کرو، میرا پیارا یوسف چلا گیا

کز غمش عجب دیدم حالِ پیرِ کنعانی
اس کے غم میں کنعان کے بوڑھے کا عجب حال دیکھا

میروی و مژگانت خونِ خلق میریزد
تو جاتا ہے اور تیری پلکیں لوگوں کا خون بہاتی ہیں

تند میروی جاناں ترسمت فرومانی
اے جاناں! تو تیز چل رہا ہے میں ڈرتا ہوں تو تھک جائے گا

پندِ عاشقے بشنو وز در طرب باز آ
عاشق کی نصیحت سن اور خوشی اور مستی کے دروازے سے لوٹ آ

کاینہمہ نمی ارزد شغلِ عالمِ فانی
کیونکہ فانی دنیا کے یہ تمام شغل کچھ قیمت نہیں رکھتے

زاہدِ پشیماں را ذوقِ بادہ در جانست
شرمندہ زاہد کی جان میں شراب کا شوق ہے

عاقلا مکن کارے کآورد پشیمانی
اے عقلمند! وہ کام نہ کر جو شرمندہ کرے

خم شکن نمیداند ایں قدر کہ صوفی را
مٹکا توڑنے والا، یہ نہیں جانتا ہے کہ صوفی کے

جنسِ خانگی باشد ہمچو لعلِ رمانی
گھر کی جنس رمانی لعل جیسی ہوتی ہے

گر تو فارغی از من اے نگارِ سنگیں دل
اے سنگین دل معشوق! اگر تو مجھ سے بے پروا ہے

حالِ خود بخواہم گفت پیشِ آصفِ ثانی
میں اپنا حال آصف ثانی کے سامنے کہوں گا

از درم درآمد مست پیرِ خم بشادی دست
[illegible]

روشنی بماپیوست راستی بارمانی
اگر تو دامن تھام کرے تو روشنی ہم سے وابستہ ہو گئی

باغباں چو من زینجا بگذرم حرامت باد
اے باغباں! اگر میں یہاں سے چلا جاؤں تو تجھے حرام ہے

گر بجائے من سروے غیرِ دوست بنشانی
اگر میری جگہ دوست کے علاوہ تو کوئی سرو لگائے

دل ز ناوکِ چشمت گوش داشتم لیکن
میں نے تیری آنکھ کے تیر سے دل کی حفاظت کی لیکن

ابروئے کماندارت می برد بہ آسانی
تیری کماندار ابرو اس کو آسانی سے لیجاتی ہے

جمع کن باحسانے حافظِ پریشاں را
ذرا سا احسان کر کے پریشان حافظ کو دل جمعی عطا کرے

اے شکنجِ گیسویت مجمعِ پریشانی
اے وہ کہ تیری زلفوں کے خم پریشانی کا مجمع ہیں

ہزار جہد بکردم کہ یارِ من باشی
میں نے ہزار کوششیں کی ہیں کہ تو میرا دوست بنے

قرار بخشِ دلِ بیقرارِ من باشی
میرے بیقرار دل کو اطمینان بخشنے والا بنے

دمے بکلبۂ احزانِ عاشقاں آئی
تھوڑی دیر کے لیے عاشقوں کی غموں کی کوٹھری میں آئے

شبے انیسِ دلِ سوگوارِ من باشی
کسی رات کو میرے غمگین دل کا دوست بنے

دراں چمن کہ بتاں دست عاشقاں گیرند
جس چمن میں معشوق عاشقوں کی دستگیری کرتے ہیں

گرت ز دست برآید نگارِ من باشی
اگر تجھ سے بھی یہ ہو سکے، تو تو میرا معشوق بنے

چراغِ دیدۂ شب زندہ دارِ من گردی
تو میری شب بیدار آنکھ کا چراغ بن جائے

امیرِ روز من و روزگارِ من باشی
میرے دن اور وقت کا بھی حاکم بن جائے

رفیق و مونس و آرامِ جانِ من گردی
تو میری جان کا آرام، رفیق اور مونس ہو جائے

انیسِ خاطرِ امیدوارِ من باشی
میرے امیدوار دل کا دوست بھی بن جائے

ا عاشقوں کے سامنے
ہے اس قدر تیزی سے
[illegible]
رہ جائے گا۔
یہ شعب جا ہے
[illegible]
اس کو یہ معلوم نہیں
کہ صوفی بھی گھر کی
[illegible]
سے نسبت ہے۔
[illegible] آصف ثانی
[illegible]
خواجہ صاحب آصف
ثانی [illegible]
[illegible]
کو کہتے ہیں۔
جب ہم دنیا سے
چلے جائیں تو
ہمارے [illegible]
دوست
کے [illegible]
[illegible]
نظروں کے تیر سے
[illegible]
لیکن [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
حضرت یوسف کے
[illegible]
جس چمن میں معشوق
عاشقوں کی دستگیری
کرتے ہیں اگر تو میری
دستگیری کرے تو تو
میرا محبوب ہے۔
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

http://www.muftbooks.blogspot.com/

چو خسروان ملاحت بہ بندگاں نازند | دراں میانہ خداوندگارِ من باشی
جب حسن کے بادشاہ غلاموں پر فخر کریں | اس وقت تو میرا آقا بن جائے

ازاں عقیق کہ خونیں دلم ز عشوۂ او | اگر کنم گلہ رازدارِ من باشی
اس عقیق کا، جس کے ناز سے میں خونی دل ہوں | اگر میں شکوہ کروں تو میرا رازدار بن جائے

شود غزالۂ خورشید صید لاغر من | گر آہوئے چو تو یکدم شکارِ من باشی
سورج کا ہرن میرا کمزور شکار بن جائے | اگر تجھ جیسا ہرن تھوڑی دیر کے لیے میرا شکار بن جائے

سہ بوسہ کز دو لبت کردۂ وظیفۂ من | اگر ادا نکنی وامدارِ من باشی
اپنے دو ہونٹوں کے جو تین بوسے تو نے میرے لیے مقرر کیے ہیں | اگر تو ادا نہ کرے تو میرا قرض دار ہو

من ایں مراد نہ بینم بعمر خود کہ شبے | بجائے اشک رواں در کنارِ من باشی
کیا میں اپنی زندگی میں یہ مراد حاصل کر سکوں گا کہ کسی رات | جاری آنسوؤں کی بجائے تو میری بغل میں ہو

من ارچہ حافظ شہرم جوے نمی ارزم
میں اگرچہ شہر کا حافظ ہوں، ایک جو کے برابر بھی نہیں ہوں
مگر تو از کرم خویش یارِ من باشی
ہاں، اگر تو کرم کرکے میرا یار بن جائے

ہوا خواہِ توام جاناں و میدانم کہ میدانی | کہ ہم نادیدہ میدانی و ہم ننوشتہ میخوانی
اے جان! میں تیرا خیر خواہ ہوں اور مجھے معلوم ہے کہ تو جانتا ہے | کیونکہ تو بن دیکھے بھی جانتا ہے، بدون لکھے بھی پڑھ لیتا ہے

ملامت گر چہ دریابد ز راز عاشق و معشوق | نبیند چشم نابینا خصوص اسرارِ پنہانی
عاشق اور معشوق کے راز کو ملامت گر کیا جان سکتا ہے | اندھی آنکھ نہیں دیکھتی خاص طور پر چھپے ہوئے رازوں کو

ملک در سجدۂ آدم زمیں بوسِ تو نیت کرد | کہ در حسن تو چیزے یافت غیر از طورِ انسانی
فرشتہ نے آدم کو سجدہ کرنے میں تیری زمین بوسی کی نیت کی | کیونکہ اس نے تیرے حسن میں انسانی طور طریقے کے علاوہ کوئی چیز پائی

خمِ زلفت بنام ایزد دکنوں مجموعۂ دلہاست | مبادا ایں جمع را یارب غم از بادِ پریشانی
بنام خدا تیری زلف کا خم، اہل دلوں کا مجموعہ ہے | اے خدا اس جمع کو پریشانی کی ہوا کا غم نہ ہو

بیفشاں زلف و صوفی را بپا بازی و رقص آور | کہ از ہر رقعۂ دلقش ہزاراں بت بیفشانی
زلف کو جھٹک دے اور صوفی کو رقص میں لا | تاکہ اس کی گدڑی کے ہر پیوند سے تو ہزاروں بت جھاڑ دے

دریغا عیش شبگیرے کہ در خواب سحر بگذشت | ندانی قدرِ وصال اے دل کہ در ہجراں فرومانی
افسوس رات کے عیش پر جو صبح کی نیند میں گزر گیا | اے دل تو وصل کی قدر نہیں جانتا جب تک ہجر میں عاجز نہ ہو جائے

ملول از ہمرہاں بودن طریقِ کاردانی نیست | بکش دشواریِ منزل بیادِ عہدِ آسانی
ساتھیوں سے تنگ ہونا ہوشیاری کا طریقہ نہیں ہے | آسانی کے زمانہ کی یاد میں منزل کی دشواری کو برداشت کر

کشادِ کارِ مشتاقاں دراں ابروئے دلبند است | خدارا یک نفس با ما گرہ بکشا ز پیشانی
عاشقوں کے کام کی کشادگی اس محبوب کی ابرو میں ہے | خدا کے لیے تھوڑی دیر ہمارے ساتھ پیشانی کی گرہ کھول

چراغ افروزِ چشمِ ما نسیمِ زلفِ خوبانست | مبادا ایں قوم را یارب غم از بادِ پریشانی
ہماری آنکھوں کو روشن کرنے والی، حسینوں کی زلف کی نسیم ہے | اے خدا اس قوم کو پریشانی کی ہوا کا غم نہ ہو

۱ جب حسین اپنے عاشقوں کی کثرت پر فخر کریں تو مجھے تو اپنا غلام شمار کر دے۔
۲ اگر تو میرا بن جائے تو پھر آفتاب میرا معمولی خادم ہو۔
۳ تو نے جو بوسہ دینے کا وعدہ کیا ہے اگر پورا نہ کرے گا تو مقروض رہے گا۔
۴ حافظ شہر ہونے کے باوجود کسی قابل نہیں ہوں اگر تو میرا یار بن جائے تو سب عزت کرنے لگیں۔
۵ ملامت گو ان رشتوں کو نہیں سمجھ سکتا جو عاشق و معشوق کے درمیان ہوتا ہے۔
۶ تیری زلفوں کے پیچ میں عاشقوں کے دلوں کا مجمع ہے خدا کرے اس کو پریشانی نہ ہو۔
۷ اگر تو زلف ہلا دے تو صوفی رقص کرنے لگیں اور ان کی گدڑیوں میں جو بت پوشیدہ ہیں، وہ گر جائیں گے، یا ظاہر ہو جائے۔
۸ شب وصال کو جو سوتا رہا ہے وہ ہجر کی مشقتیں آسان معلوم ہوں۔

۹ اگر تیری پیشانی پر بل ہوں تو عاشق غمزدہ رہتے ہیں اور کشادہ پیشانی ہوتی ہے تو ان کو خوشی محسوس کرتے ہیں۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

امید از بخت میدارم کہ بکشایم گرہ بندت
مجھے نصیب سے امید ہے کہ تیرا بند کھولوں گا

بآں شرطیکہ خاطر را ازیں مسکیں نرنجانی
اس شرط پر کہ تو اس مسکین سے طبیعت کو رنجیدہ نہ کرے

خیال چنبر زلفش فریبت میدہد حافظ
اے حافظ! تجھے اس کی زلف کے حلقہ کا خیال فریب دیتا ہے

نگر تا حلقۂ اقبال ناممکن نجنبانی
دیکھ خبردار کہ تو ناممکن اقبال کا حلقہ نہ ہلائے

یا مبسماً یحاکی درجاً من اللآلی
اے موتیوں کی ڈبیہ سے مشابہ ہونٹ

یا رب چہ درخور آمد گردت خطِ ہلالی
یا خدا تیرے چاروں طرف خطِ ہلال کس قدر اچھا ہے

اے با غمِ تو مارا پیوند لایزالی
اے معشوق تیرے غم کے ساتھ ہمارا ہمیشہ کا جوڑ ہے

قد ضاع فی ہواکم عمری و لا ابالی
تمہاری محبت میں میری عمر ضائع ہو گئی اور مجھے پروا نہیں ہے

یا لائماً تبرّا عن موثقی و عادی
اے سوار! میرے محبوب ... خبر [illegible]

ان تلق اہل نجد بلّغ بحسب حالی
اگر تم نجد والوں سے ملو، میرے حسب حال بات کہہ دینا

مسند فراز دولت کانِ شکوہ و شوکت
دولت کی مسند کو بلند کرنے والا، شوکت کی کان

برہانِ ملک و ملت بونصر بوالمعالی
ابونصر ابوالمعالی، برہان الملک والملت ہے

دل رفت و دیدہ خوں شد تن خستہ و علال شد
دل چلا گیا، آنکھیں خون ہو گئیں، جسم خستہ ہو گیا [illegible]

فی العشق معجبات یأتین بالتوالی
عشق بکھیڑا ہے، عجائب پے در پے آتے ہیں

حالی خیالِ وصلت خوش میدہد فریبم
فی الحال تیرے وصل کا خیال مجھے [illegible] فریب دیتا ہے

تا خود چہ نقش بازد ایں صورتِ خیالی
دیکھئے ابھی یہ خیالی صورت کیا نقش کھیلے

خوئے تو گر نگردد دہر ار دگر نگردد
اگر تیری عادت نہ بدلے گی، دہر اگر پھر [illegible]

عاشق دریں جوانب عارف دریں حوالی
عاشق ان جانبوں میں، عارف ان علاقوں میں

دل خوں شدم ز دستش از نازِ چشمِ مستش
اس کے ہاتھوں میرا دل خون ہو گیا، اس کی مست آنکھ کے ناز سے

اوذیت بالتجنی یا ما للہوی و ما لی
میں بے رخی سے ستایا گیا، میرا اور عشق کا کیا حال ہے

بمودات رمل کان الحبیب فیہا
اس ریگستان کی [illegible] میں میرا دوست تھا

طاسا العقول طرا من نظر الجمال
سب عقلیں اڑ گئیں، چاندوں کو دیکھنے سے

العین ما استنامت شوقاً باہل نجد
اہل نجد کے عشق میں میری آنکھ نہیں سوئی

والقلب ذاب وجداً فی دمنۃ الغزال
ہرن کی رہنے کی جگہ میں دل غم سے پگھل گیا

دلبر بہ عشقبازی خونم حلال دانست
دلبر نے عشقبازی میں میرا خون حلال سمجھا

فتوائے عشق چونست اے عز مرد و والی
اے آقاؤں کی [illegible] عشق کا فتویٰ کیسا ہے؟

مے دہ کہ گرچہ گشتم نامہ سیاہ عالم
شراب دے کہ اگرچہ میں دنیا بھر کا سیاہ نامہ [illegible]

نومید کے تواں بود از لطفِ لایزالی
ابدی، ہمیشہ باقی رہنے والے کرم سے ناامید کب ہوا جا سکتا ہے؟

از چار چیز مگذر گر زیرکی و عاقل
چار چیزوں کو نہ چھوڑ اگر تو عقلمند اور زیرک ہے

امن و شراب بیغش معشوق و جائے خالی
اطمینان، اور بے میل شراب، معشوق اور تنہائی کی جگہ

ستر! تیرا وصل تو محال ہے لیکن تیری زلف کا خیال بھی فریب میں مبتلا کئے ہوئے ہے [illegible]
[illegible]

http://www.muftbooks.blogspot.com/

ساقی بیار جامے وز خلوتم بروں کن

اے ساقی ایک جام لا اور مجھے خلوت سے نکال

تا دربدر بگردم قلاش و لاابالی

تاکہ میں مفلس اور بے پرواہ در بدر پھروں

صافیست جام خاطر در دورِ آصف عہد

آصف زمانہ کے عہد میں دل کا جام صاف ہے

قم فاسقنی رحیقاً اصفیٰ من الزلال

کھڑا ہو اور مجھے ایسی شراب پلا جو پانی سے بھی زیادہ صاف ہو

الملک قد تباہی من جدہ و جدہ

ملک اس کے نصیبہ اور کوشش پر فخر کرتا ہے

یارب کہ جاوداں باد ایں قدر و ایں معالی

اے خدا یہ مرتبہ اور یہ بلندیاں ہمیشہ رہیں

چوں نیست نقش دوراں در ہیچ حال ثابت

چونکہ دنیا کا نقشہ کسی حالت میں ٹھہرنے والا نہیں

حافظ مکن شکایت گر مے خوریم حالی

اے حافظ! شکایت نہ کر اگر اب ہم شراب پی رہے ہیں

دیوان تمام شد

خلوت نشینی اچھی نہیں مست ہو کر مسجد ملا پھرنا چاہیے۔ یہ سلطنت کا اقبال اسی وجہ سے ہے کہ وہ آصف کی عظمت اور حکمت پر فخر کرتی ہے۔ یہ اب موقع ہے تو شراب پی لی جائے دنیا ناپائیدار ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

متفرقاتِ دیوانِ خواجہ حافظ رحمۃ اللہ تعالیٰ

افراد

ز بختِ خویش بود شکر بیشمار مرا ۔ کہ در دیارِ خریدہ است در دیار مرا
اپنے نصیب کا بے شمار شکر ادا کرتا ہوں ۔ کہ مجھے دیس میں یار کے عشق نے خرید لیا ہے

در دلم جائے گرفت است چناں صحبتِ دوست ۔ ہر کجا می نگرم جلوۂ حسنِ رخِ اوست
دوست کی صحبت نے میرے دل میں ایسی جگہ اختیار کی ہے ۔ جہاں بھی دیکھتا ہوں اس کے رخ کے حسن کا جلوہ ہے

حریمِ منزلِ جاناں چو حافظ است اے دل ۔ خوشا کسیکہ دریں گفتگوئے محرم ماست
اے دل! جیسے حافظ محبوب کی منزل کا مقام ہے ۔ وہ کس قدر خوش نصیب ہے جو اس گفتگو میں ہمارا محرم ہے

امروز روئے حسنِ تو با پردہ ظاہر است ۔ در حیرتم کہ وعدۂ فردا برائے چیست
آج تیرے حسن کا چہرہ پردے کے باوجود ظاہر ہے ۔ تیری حیرت میں ہوں کہ کل کا وعدہ کس لیے ہے!

شکرِ فیضِ تو چمن چوں کند اے ابرِ بہار ۔ کہ اگر خار و گر گل ہمہ پروردۂ تست
اے ابرِ بہار! تیرے فیض کا چمن کس طرح شکر ادا کرے ۔ اس لیے کہ خواہ کانٹا ہے خواہ پھول سب تیرے پروردہ ہیں

کجا لبِ صدف و شکرِ ابرِ نیساں ست ۔ کہ از شمار بروں قطرہائے باراں ست
کہاں سیپ کا منہ اور نیساں کے ابر کا شکریہ ۔ اس لیے کہ بارش کے قطرے شمار سے باہر ہیں

اگرچہ دلبرِ من ہمچو یوسف است صبیح ۔ ولیکن از سرتا پا فتادہ است ملیح
اگرچہ میرا دلبر، یوسف کی طرح صبیح ہے ۔ لیکن سر سے پیر تک ملیح واقع ہوا ہے

مگر ز کوئے تو آمد نسیمِ وقتِ صباح ۔ کہ زندہ گشت ببوئے لطیف ارواح
شاید صبح کے وقت نسیم تیرے کوچے سے آئی ۔ اس لیے کہ اس کی لطیف خوشبو سے روحیں زندہ ہو گئیں

شبے با عارضش مہ ہمسری کرد ۔ دگر شب دیدمش قالب تہی کرد
چاند نے ایک رات اس کے رخسار کا مقابلہ کیا ۔ میں نے اس کو دوسری رات دیکھا کہ اس کا جسم گھٹ گیا

صد شکر کہ آفتابِ مقصود ۔ از برجِ امید چہرہ بنمود
سو شکر کہ مقصد کے آفتاب نے ۔ امید کے برج سے چہرہ دکھایا

اے پسر دولتِ باقی بادب یافتہ اند ۔ در طلب باش کہ آنہا بطلب یافتہ اند
اے فرزند! باقی رہنے والی دولت لوگوں نے ادب سے پائی ہے ۔ طلب میں لگا رہ، کیونکہ انہوں نے جستجو سے پائی ہے

گر بر تنِ من زباں شود ہر موئے ۔ یک شکرِ تو از ہزار نتوانم کرد
اگر میرے جسم کا ہر رونگٹا زبان بن جائے ۔ ہزاروں میں سے میں تیرا ایک شکر بھی نہیں ادا کر سکتا ہوں

بوئے مشکِ ختن از بادِ صبا می آید ۔ ایں چہ بادیست کز بوئے شما می آید
بادِ صبا سے ختن کے مشک کی خوشبو آتی ہے ۔ یہ کیسی ہوا ہے جس سے تمہاری خوشبو آرہی ہے!

متفرقات

۱؎ اس شعر میں دو جگہ دیار ہے، ایک جگہ دیار ہے دوسری جگہ در دیار ہے۔
۲؎ حریم اصل میں حرم خانہ کعبہ کے چاروں طرف کی زمین کو کہا جاتا ہے لیکن فارسی والے مطلقاً مکانوں کے معنی میں استعمال کرتے ہیں۔
۳؎ ابرِ بہار کا کانٹے پر بھی احسان ہے اور پھول پر بھی۔
۴؎ صباحت روشن چہرے کو اور نمک کے ساتھ چہرہ ملاحت روشن چہرہ جو گندم گوں رنگ کے ساتھ ہو۔
۵؎ قالب تہی کرد یعنی اس کا جسم گھٹ گیا۔
۶؎ اگر بدن کے ہر رونگٹے کی زبان ہو اور وہ شکریہ ادا کرے تو بھی ہزاروں میں سے ایک شکریہ بھی ادا نہ کر سکے گا۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

ترکِ مہ پیکرِ من بیں کہ چساں میگذرد
میرے چاند جیسے جسم والے معشوق کو دیکھنا، کہ کیسے جا رہا ہے
آفتابیست پسِ پردہ نہاں میگذرد
آفتاب ہے جو پردے کے پیچھے سے چھپ کر جا رہا ہے

سودائے سرِ زلفش تا در سرِ ما باشد
اس کی زلفوں کا عشق جب تک ہمارے سر میں رہے
گر عاشقِ سودایش باشیم روا باشد
اگر ہم اس کے دیوانے عاشق رہیں تو مناسب ہے

ہر کرا خاکِ سرِ کوئے تو مسکن باشد
جس کا ٹھکانا تیرے کوچہ کی زمین ہو
پیشِ او گلشنِ فردوس چو گلخن باشد
اس کے نزدیک جنت کا باغ بھاڑ کی طرح ہے

صد شکر کہ روز شد شبِ ہجر
سو شکر ہیں کہ ہجر کی رات، دن ہو گئی
دل یافت خلاص از تبِ ہجر
دل کو ہجر کے بخار سے نجات مل گئی

اے دل از شامِ فراق روزِ ہجراں غم مخور
اے دل! ہجر کے دن کی، جدائی کی رات کا غم نہ کر
شامِ ہجراں ہم رسد روزے بپایاں غم مخور
ہجر کی شام بھی کسی دن ختم ہو گی، غم نہ کر

گرمے چو مشک در آتش بنہند و بگدازند
اگر مجھے مشک کی طرح آگ میں رکھیں اور پگھلائیں
خیالِ نقشِ نگارم نمیرود ز ضمیر
معشوق کے نقش کا خیال میرے دل سے نہ مٹے گا

با یارِ بیوفا نتواں گفت حالِ خویش
بے وفا یار سے اپنے دل کا حال نہیں کہا جا سکتا ہے
آں بہ بود کہ دم کشم از قیل و قالِ خویش
بہتر یہ ہے کہ اپنی قیل و قال سے دم بخود ہو جاؤں

آنکہ او فکرِ دلِ شاد نکردہ است منم
جس نے خوشی کی کوئی فکر نہ کی، وہ میں ہوں
وانکہ ایں غمکدہ آباد بکردہ است منم
جس نے یہ غمکدہ آباد کیا ہے، وہ میں ہوں

ذرہ ساں من در ہوائے مہرِ رخسارِ توام
میں تیرے رخسار کے آفتاب کی محبت میں ذرہ کی طرح ہوں
نیست یک ساعت قرار از شوقِ دیدارِ توام
مجھے تیرے دیدار کے شوق سے تھوڑی دیر بھی قرار نہیں ہے

صد شکر کہ یافت جانم آرام
سو شکر ہیں کہ میری جان کو راحت ملی
از دولتِ وصلِ آں دلآرام
اس دلآرام محبوب کے وصل کی دولت کے ذریعہ

ز جورِ چرخ بفریادم اے مسلماناں
اے مسلمانو! آسمان کے ستم سے میری فریاد ہے
فلک بکینِ من مستمند بستہ میاں
مجھ مظلوم کے کینہ پر آسمان نے کمر کسی ہے

گفتم اے دوست شدم عاشقِ آں روئے چو ماہ
میں نے کہا، اے دوست اس چاند جیسے چہرہ کا میں عاشق ہو گیا ہوں
گفت لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہ
اس نے کہا، لاحول ولا قوۃ الا باللہ

از بت پرست وقتِ تماشائے حسنِ او
اس کے حسن کے دیدار کے وقت ہر بت پرست سے
حرفے بغیرِ نامِ خدا نشنود کسے
کوئی حرف خدا کے نام کے سوا کوئی نہیں سنتا ہے

جاناں خیالِ روئے تو دارند ہر کسے
اے محبوب! تیرے چہرے کا ہر شخص کو خیال ہے
لیکن ز من نباشد مشتاق تر کسے
لیکن مجھ سے زیادہ مشتاق کوئی نہ ہو گا

نیست در خیلِ بتاں مثلِ تو شاہ عجبی
معشوقوں کی جماعت میں تجھ جیسا کوئی عجیب بادشاہ نہیں ہے
بر فلک نیست چو رخسارِ تو ماہِ عجبی
آسمان پر تیرے رخسار جیسا کوئی عجیب چاند نہیں ہے

ؔ جب تک اس کی زلف کا عشق ہے ہم شیدائی اور عاشق بنے رہیں گے۔
ؔ جس کو تیرا کوچہ میسر آ جائے وہ جنت کو بھی پسند نہ کرے گا۔
ؔ ہجر کی شام کی بھی ایک دن انتہا ہے لہٰذا اس قدر غم نہ کرنا چاہیے۔
ؔ میرے دل کو آگ پر رکھ کر بھی اگر جلایا جائے تو محبوب کا نقش اس سے نہ مٹے گا۔
ؔ ذرہ کو سورج کا عاشق مانا جاتا ہے یعنی میں بھی ذرہ کی طرح تیرا عاشق ہوں اسی لیے بے قرار ہوں۔
عشق نے محبت کو اظہار کیا اس نے لاحول پڑھی۔
ؔ بڑا بھی جب اس کو دیکھ کر زبان پر خدا کا نام آ جاتا ہے اس کا حسن اس قدر بے مثال ہے مگر اس کو دیکھ کر بت پرست بھی خدا کا نام لینے لگتا ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

رُباعیات

دی روز چناں وصالِ جاں افروزے — و امروز چنیں فراقِ عالم سوزے
کل ایسا جاں افروز وصل، — اور آج ایسا عالم سوز فراق!
افسوس کہ در دفترِ عمرم ایام — آں را روزے نویسد ایں را روزے
افسوس کہ زمانہ میری زندگی کی کتاب میں — اس کو بھی ایک دن لکھے گا اور اس کو بھی ایک دن

عمرے زپئے مراد ضائع دارم — در دورِ فلک چیست کہ نافع دارم
مقصد کے پیچھے میری ایک عمر برباد ہوگئی ہے — دورِ فلک سے مجھے کیا مفید بات ملی ہے
وقتے کہ بگفتم کہ ترا دوست شدم — شد دشمنِ من ببیں کہ چہ طالع دارم
جس وقت میں نے کسی کو کہا کہ تیرا دوست ہوگیا ہوں — وہ میرا دشمن بن گیا، دیکھو میرا کیا نصیب ہے!

جز نقشِ تو در نظر نیاید ما را — جز کوئے تو رہگذر نیاید ما را
تیری صورت کے سوا کچھ نظر نہیں آتا ہے — تیرے کوچہ کے سوا ہمیں کوئی راستہ نہیں آتا ہے
خوش آمدہ خواب جملہ را در دیدہ — حقا کہ بچشم در نیاید ما را
سب کی آنکھوں میں نیند پیاری لگتی ہے — بیشک، ہماری آنکھوں میں وہ نہیں آتی ہے

برگیر شرابِ طرب انگیز و بیا — پنہاں ز رقیبِ سفلہ بستیز و بیا
مستی پیدا کرنے والی شراب لے اور آجا — در پردہ کمینہ رقیب سے لڑ پڑ اور آجا
مشنو سخنِ خصم کہ بنشین و مرو — بشنو زمن اے نگار برخیز و بیا
دشمن کی یہ بات "بیٹھ جا اور مت جا" نہ سن — اے معشوق! میری بات سن لے، اٹھ اور آجا

روزیکہ فلک از تو بریدہ است مرا — کس بالبِ پُرخندہ ندیدہ است مرا
جس دن سے آسمان نے مجھے تجھ سے جدا کیا ہے — کسی نے مسکراتے ہونٹوں کے ساتھ مجھے نہیں دیکھا ہے
چنداں غمِ ہجرانِ تو بردل دارم — من دانم و آنکہ آفریدہ است مرا
تیرے فراق کا اس قدر دل پر غم رکھتا ہوں — میں جانتا ہوں، اور وہ جس نے مجھے پیدا کیا ہے

بادوست نشین و بادہ و جام طلب — بوسہ زلبِ سروِ گل اندام طلب
دوست کے ساتھ بیٹھ، اور شراب اور جام مانگ — گلاب جیسے جسم والے معشوق کے لب کا بوسہ مانگ
مجروح چو راحتِ جراحت طلبد — تو از سرِ زخم نیشِ حجام طلب
زخمی، جب زخم کی راحت چاہے — تو زخم کے سرے سے حجام کا نشتر مانگ

گفتم کہ مگر باتفاقِ اصحاب — در موسمِ گل ترک کنم بادۂ ناب
میں نے کہا کہ شاید دوستوں کے ساتھ متفق ہوکر — موسمِ بہار میں، خالص شراب چھوڑ دوں گا
بلبل زچمن نعرہ زناں داد جواب — کاے بیخبراں فصلِ گل و ترکِ شراب
بلبل نے چمن سے نعرے لگاتے ہوئے جواب دیا — کہ اے بےخبرو! پھول کا موسم اور ترکِ شراب!

لے کبھی اس کا جاں افروز وصل میسر آتا ہے، کبھی عالم سوز ہجر، مجھے اس پر افسوس ہے کہ [illegible] وصال اور [illegible] کس طرح ہو سکتے ہیں۔

ے جب سے میں نے تیری دوستی کا دم بھرا ہے ہر ایک دشمن ہو گیا ہے۔

ے ہماری نظر [illegible] ہے اور ہم سوائے تیرے کوچہ کے کوئی راستہ نہیں جانتے اور ہم نیند سے محروم ہیں۔

ے رقیب تجھے اپنے پاس بٹھاتا ہے اور [illegible] منع کرتا ہے تو اس کا کہنا نہ مان۔

ے عاشق [illegible] نہیں ہوتا ہے [illegible] چاہتا ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

رباعیات

اے سایۂ آفتاب زلفِ سیہت — شب پوشِ مہ دو ہفتہ طرفِ کلہت
اے وہ کہ تیری سیاہ زلف، آفتاب کا سایہ ہے — تیری ٹوپی کا کنارہ، چودھویں کے چاند کا شب پوش ہے
اے شامِ شمیم آر خطِ مشکینت — وے صبح جبینت کش روئے چو مہت
اے وہ کہ تیرا مشکیں خط خوشبو لانے والی شام ہے — اے وہ کہ تیرے چاند جیسے چہرے کی پیشانی صبح ہے

امروز کہ روزِ فرقتِ احباب ست — نہ وقتِ نشاط و عیش با اصحاب ست
آج جبکہ دوستوں کی جدائی کا دن ہے — دوستوں کے ساتھ نشاط اور عیش کا وقت نہیں ہے
ہشیار از آں نیم کہ مے نیست مرا — مے ہست ولے حریفِ نایاب ست[1]
میں اس وجہ سے ہوش میں نہیں ہوں کہ میرے پاس شراب نہیں ہے — شراب ہے، لیکن شراب کا ساتھی نایاب ہے

آں ترکِ پری چہرہ کہ قصدِ جاں داشت — مانندِ پری چہرہ ز من پنہاں داشت
وہ پری چہرہ معشوق جو جان لینا چاہتا تھا — پری کی طرح، مجھ سے چہرہ چھپاتا تھا
گفتم دہنِ تنگِ تو گوئی ہیچ ست — گفتا کہ ازیں ہیچ طمع نتواں داشت
میں نے کہا، تیرا تنگ منہ گویا کہ معدوم ہے[2] — اس نے کہا، اس معدوم سے کوئی امید نہیں رکھی جا سکتی

باآنکہ دلم در غمِ عشقت خون ست — حسنِ تو ز اندازۂ خرد بیرون ست
اس کے باوجود کہ میرا دل تیرے غمِ عشق میں خون ہے — تیرا حسن، عقل کی سمجھ سے باہر ہے
در زلفِ تو بیچارہ غریب ست دلم — یارب کہ در آں شام غریبم چون ست
میرا دل تیری زلف میں بے چارہ مسافر ہے — اے خدا، اس شام میں میرا مسافر کس حالت میں ہے؟

تو بدری و خورشید ترا بندہ شدہ ست — تابندہ تو شدہ ست تابندہ شدہ ست
تو چودھویں کا چاند ہے اور سورج تیرا غلام بنا ہے[3] — جب سے تیرا غلام بنا ہے، چمکدار بنا ہے
زاں روئے کہ از شعاعِ روئے مہِ تو — خورشید منیر و ماہ تابندہ شدہ ست
اس لئے کہ تیرے چاند جیسے چہرے کی شعاعوں سے — آفتاب روشن، اور چاند، چمکدار بنا ہے

تا مرغِ دلم فتادہ در دامِ غمت — بر گردنِ دل شدہ ست صمصامِ غمت
جب سے میرے دل کا پرندہ تیرے غم کے جال میں پھنسا ہے — دل کی گردن پر تیرے غم کی تلوار رکھی گئی ہے
از شربتِ جامِ دہر بیزار شدم — تا خونِ جگر بخورم از جامِ غمت
زمانہ کے جام کے شربت سے میں بیزار ہو گیا ہوں — جب سے تیرے غم کے جام سے خونِ جگر پیا ہے

در کوئے تو بیچارہ تر از ما کس نیست — نزدیکِ تو بیگانہ تر از ما کس نیست
تیرے کوچہ میں ہم سے زیادہ بے چارہ کوئی نہیں ہے — تیرے نزدیک ہم سے زیادہ بیگانہ کوئی نہیں ہے
در سلسلۂ طنابت آویختہ ام — زاں روئے کہ دیوانہ تر از ما کس نیست[4]
تیری طنابوں کی زنجیر میں لٹکا ہوا ہوں — اس لئے کہ ہم سے زیادہ دیوانہ کوئی نہیں ہے

در شوخی و دلبری بتِ من طاقت — بیچارہ دلم بوصلِ او مشتاق ست
میرا معشوق، شوخی اور دلبری میں طاق ہے — میرا بیچارہ دل اس کے وصل کا مشتاق ہے
پستہ دہن و لالہ رخ و سیمیں تن — شیریں سخن و ظریف و سیمیں ساق ست
وہ پستہ دہن اور لالہ رخ، چاند جیسے جسم والا ہے — شیریں سخن، خوش طبع، اور چاند جیسی پنڈلیوں والا ہے

---

۱ مجھے شراب تو میسر ہے لیکن کوئی ایسا ساقی نہیں ہے جو ساتھ بیٹھ کر شراب پیے۔
۲ معشوق کے منہ کو ایک موہوم نقطہ اور معدوم مانا جاتا ہے۔
۳ چاند اور سورج تیرے نور سے نور حاصل کرتے ہیں اسی لئے وہ تیرے غلام ہیں۔
۴ دیوانے کو زنجیروں سے باندھا جاتا ہے اس لئے میں تیری زلف سے بندھا ہوا ہوں۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

رباعیات

مے نوش کہ عمر جاودانی این ست
شراب پی اس لیے کہ ہمیشگی کی زندگی یہی ہے
خاصیت روزگار فانی این ست
فانی زمانے کی خاصیت یہی ہے

ہنگام گل و لالہ و یاران سرمست
گل اور لالہ کا موسم، اور سرمست دوست
خوش باش دمے کہ زندگانی اینست
تھوڑی دیر خوشی منا لے، اس لیے کہ زندگی یہی ہے

اے روئے تو در لطافت آئینۂ روح
اے معشوق تیرا چہرہ پاکیزگی میں روح کا آئینہ ہے
خواہم کہ قدمہائے خیالت بصبوح
میں چاہتا ہوں کہ تیرے خیال کے قدموں کو صبح کے وقت

در دیدہ کشم ولے ز خار مژہ ام
آنکھوں میں کھینچوں، لیکن اپنی پلکوں کے کانٹوں سے
ترسم کہ شود پائے خیالت مجروح
ڈرتا ہوں کہ تیرے خیال کے قدم زخمی ہو جائیں گے

اول بوفا جام وصالم در داد
پہلے تو وفا سے مجھے وصل کا جام دیا
چوں مست شدم دام جفا را سر داد
جب مست ہو گیا، ظلم کا جال ڈال دیا

با آب دو دیدہ پر از آتش دل
دونوں روتی ہوئی آنکھوں اور آگ بھرے دل کے ساتھ
خاک رہ او شدم بباد م در داد
اس کے راستے کی خاک بنا، تو اس نے مجھے ہوا میں اڑا دیا

با یار کسے دست در آغوش نکرد
دوست کی بغل میں کسی نے ہاتھ نہیں ڈالا
تا ترک زر و سیم و دل و ہوش نکرد
جب تک اس نے سونا، چاندی، دل اور ہوش کو نہ چھوڑا

بے زر صحبت شوخ دیدہ ہرگز نکنم
شوخ چشم معشوق نے بغیر روپیہ پیسے کے ہرگز [illegible]
با آنکہ چو گوہر ست در گوش نکرد
حالانکہ گوہر کی طرح ہے، کان میں نہ ڈالا

با مردم نیک بد نمی باید بود
نیکوں کے ساتھ بد نہ بننا چاہیے
در بادیہ دیو و دد نمی باید بود
جنگل میں دیو اور درندہ نہ بننا چاہیے

مفتون معاش خود نمی باید شد
اپنی معاش کا دیوانہ نہ بننا چاہیے
مغرور بعقل خود نمی باید بود
اپنی عقل پر مغرور نہ بننا چاہیے

با مے بکنار جوئے می باید بود
نہر کے کنارے مع شراب کے ہونا چاہیے
وز غصہ کنارہ جوئے می باید بود
اور رنج سے کنارہ کرنے والا ہونا چاہیے

چوں عمر گرانمایہ ما دہ روز ست
جب ہماری قیمتی عمر دس روزہ ہے
خنداں لب و تازہ روئے می باید بود
خنداں لب، اور تازہ رو ہونا چاہیے

تا حکم قضائے آسمانی باشد
جب تک آسمانی تقدیر کا حکم جاری ہوگا
کار تو ہمیشہ شادمانی باشد
تیرا کام ہمیشہ خوشی ہوگا

گر جام مے ز دست تو نوش کنم
اگر میں تیرے ہاتھ سے شراب کا جام پیوں
سرمایۂ عمر جاودانی باشد
تو جاودانی عمر کا سرمایہ ہوگا

جاں در خم زلف یار جائے طلبید
جان نے یار کی زلف کے خم میں جگہ چاہی
وز بند و بلا گرہ کشائے طلبید
اور قید و بلا سے کسی گرہ کشا کو چاہا

جاں پیشکش ابروئے جاناں کردم
میں نے جان محبوب کے ابرو کو پیش کر دی
چوں حاجب او نعل بہائے طلبید
جبکہ اس کے ڈیوڑھی بان نے نذرانہ چاہا

۱ے لازندگی یہی ہے کہ دنیا میں بے سبب عیش میسر آجائے۔
۲ے تیرے خیال کی تصویر کو آنکھوں میں لانا چاہتا ہوں لیکن خطرہ ہے کہ پلکوں سے اس کے قدم زخمی ہو جائیں۔
۳ے عاشق پر اس کا احسان پر لطف ہے۔
۴ے عجیب تنگ انسان دنیا کی ہر قیمتی چیز کو قربان کر کے وصل دوست میسر نہیں آتا ہے، اور گوش نکرد کے لطف سے لطف [illegible] ہونا چاہیے۔
۵ے شعر [illegible] عشق کے ہاتھ سے جام شراب مل جائے تو عمر جاوداں حاصل ہو سکتی ہے۔
[illegible]
۶ے [illegible] کہلاتی ہے جو کسی کی [illegible] کو مسکرا دیکھ کر دیا جائے [illegible]

http://www.muftbooks.blogspot.com/

خطت بر آبِ پردۂ مہ میگردد — بازارِ تکبرت تبہ میگردد
تیرا سبزۂ خط چاند کے گرد گھوم رہا ہے — تیرے تکبر کا بازار تباہ ہو رہا ہے

مارا خجل و دروغ زن میگفتی — پیداست کہ روئے کہ سیہ میگردد
تو ہمیں شرمندہ اور جھوٹا کہتا تھا — ظاہر ہے کہ کس کا کالا منہ ہو رہا ہے!

راہِ طلبِ تو خارِ غمہا دارد — کو راہروے کہ ایں قدمہا دارد
تیری طلب کے راستے میں غموں کے کانٹے ہیں — وہ راہرو کہاں ہے جو اس راہ میں قدم رکھے!

دانی تو کہ روشناسِ عقلست آں کو — بر چہرۂ جاں چراغِ غمہا دارد
تجھے معلوم ہے کہ وہ شخص عقلمندی سے روشناس ہے جو — جان کے سامنے غموں کا چراغ رکھے

روزیکہ فراق از تو دورم سازد — در ہجرِ رخِ تو ناصبورم سازد
جس دن فراق تجھ سے مجھ کو دور کر دے — تیرے رخ کے ہجر میں مجھے بے صبر بنا دے

گر چشم بروئے دگرے باز کنم — حقِ نمکِ حسنِ تو کورم سازد
اگر میں کسی دوسرے کے چہرے پر نظر ڈالوں — تو تیرے حسن کا حقِ نمک مجھے اندھا بنا دے

زاں بادۂ دیرینہ کہ دہقاں پرورد — دہ دہ کہ بساطِ غم طے خواہم کرد
وہ پرانی شراب جو دہقان نے کھینچی ہے — دے تاکہ غم کی بساط لپیٹ دوں

مستم کن و بیخبر ز احوالِ جہاں — تا سرِ جہاں بگویمت اے سرہ مرد
مجھے مست کر دے، اور دنیا کے احوال سے بے خبر بنا دے — تاکہ اے عقلمند انسان! میں تجھ سے دنیا کا راز کہوں

شیریں دہناں عہد بپایاں نبرند — صاحب نظراں ز عاشقی جاں نبرند
شیریں دہن والے، عہد پورا نہیں کرتے ہیں — نظر باز، عاشقی سے جان نہیں بچاتے ہیں

معشوق چو بر مراد و رائے تو بود — نامِ تو میانِ عشقبازاں نبرند
اگر معشوق تیرے مقصد اور رائے کا ہو — تو عشقبازوں میں تیرا نام شمار نہ کریں گے

گویند کسانیکہ ز مے پرہیزند — زانساں کہ بمیرند چناں برخیزند
جو لوگ شراب سے پرہیز کرتے ہیں وہ کہتے ہیں — جس طرح سے مریں گے، اسی طرح سے اٹھیں گے

ما با مے و معشوق ازیں نیم مدام — تا بو کہ ز خاکِ ما چناں انگیزند
ہم ہمیشہ شراب، اور معشوق کے ساتھ اس لئے بیٹھے ہیں — تاکہ شاید قبر سے، ہمیں اسی حالت میں اٹھائیں

من بندۂ آنکسم کہ شوقے دارد — بر گردنِ خود ز عشق طوقے دارد
میں اس کا غلام ہوں جو کچھ شوق رکھتا ہو — اپنی گردن میں عشق کا طوق رکھتا ہو

تو لذتِ عشق و عاشقی کے دانی — ایں بادہ کسے خورد کہ ذوقے دارد
تو عشق اور عاشقی کی لذت کب جان سکتا ہے؟ — یہ شراب وہی پیتا ہے جو کچھ ذوق رکھتا ہو

نے دولتِ دنیا بستم می ارزد — نے لذتِ ہستی بہ الم می ارزد
دنیا کی دولت، ظلم کی قیمت نہیں رکھتی ہے — دنیا کی لذت تکلیف کی قیمت رکھتی ہے؟

نے ہفت ہزار سال شادیِ جہاں — با محنتِ پنج روزۂ غم می ارزد
دنیا کی سات ہزار سال کی خوشی — پانچ روزہ غم کی تکلیف کی قیمت نہیں رکھتی ہے

رباعیات

۱؎ تو ہمیں جھوٹا بتاتا تھا لیکن خط نکل آنے سے تیرا منہ کالا ہو رہا ہے۔
۲؎ راہِ عشق بہت پرخار ہے اس راستے میں جو غموں کا چراغ سامنے رکھے وہی عقلمند ہے۔
۳؎ تیرے سوا اگر کسی کے رخ پر نظر ڈالوں تو خدا کرے میں اندھا ہو جاؤں۔
۴؎ اگر معشوق بالکل فرمانبردار ہو جائے تو پھر عشقبازی ختم ہے، عشقبازی کا کمال یہی ہے کہ ہجر اور صدمہ...
۵؎ مشہور ہے کہ آدمی جس حالت میں مرے گا اسی حالت میں قیامت میں قبر سے اٹھے گا۔ میں اسی لئے ہر وقت شراب اور معشوق ساتھ رکھتا ہوں تاکہ حشر بھی اسی حالت میں ہو۔
۶؎ ایک ظلم برداشت کرنے سے دنیا کی دولت ملے تو بھی نہ خریدنا چاہئے تھوڑا سا غم برداشت کر کے اگر ہستی دنیا کی خوشی ملے تو بھی بیکار ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

ہجرت کہ بجان من درویش آمد ۔ گوئی نمکے بر جگر ریش آمد
تیرا فراق، مجھ فقیر کی جان کو لگا ہے ۔ گویا زخمی جگر پر نمک لگا ہے

ترسیدم ازیں کز تو شوم روزے دور ۔ دیدی کہ چہاں روز بدم پیش آمد
میں ڈرتا تھا اگر کسی دن تجھ سے دور ہو جاؤں ۔ تو نے دیکھا مجھے کیسا برا دن پیش آگیا

یا کار بکام دل مجروح شود ۔ یا مرغ دلم بر فلکِ رُوح شود
یا تو سہم زخمی دل کے منشاء کے مطابق ہو جائے ۔ یا میرا مرغِ دل، روح کے آسمان پر چلا جائے

امید من آنست بدرگاہ خدا ۔ کابواب سعادت ہمہ مفتوح شود
خدا کے دربار سے مجھے یہ امید ہے ۔ کہ نیک بختی کے تمام دروازے کھل جائیں گے

یاری چو نکرد بختِ شوریدہ چہ سود ۔ شادی چو ندید ایں دلِ غمدیدہ چہ سود
پریشان نصیب نے جب مدد نہ کی تو کیا فائدہ! ۔ اس غمزدہ دل نے جب خوشی نہ دیکھی تو کیا فائدہ!

آں مردمِ دیدہ بود کز دیدہ برفت ۔ چوں مردمِ دیدہ نیست در دیدہ چہ سود
وہ آنکھ کی پتلی تھا جو نگاہ کے سامنے سے چلا گیا ۔ جب آنکھ میں پتلی ہی نہیں آنکھ سے کیا فائدہ!

ایامِ شباب ست شراب اولیٰ تر ۔ ہر غمزدہ مست و خراب اولیٰ تر
جوانی کا زمانہ ہے، شراب زیادہ بہتر ہے ۔ ہر غم زدہ کا مست اور خراب ہونا زیادہ بہتر ہے

عالم ہمہ سربسر خرابست و خراب ۔ در جائے خراب ہم خراب اولیٰ تر
عالم تمام خراب ہی خراب ہے ۔ خراب جگہ میں خراب ہی رہنا زیادہ بہتر ہے

دوش از غمِ تو دمے نخفتم تا روز ۔ یاقوت بنوکِ مژہ سفتم تا روز
تیرے غم کی وجہ سے کل رات، دن نکلنے تک میں نہ سویا ۔ پلکوں کی نوک سے صبح تک یاقوت چھیدتا رہا!

درد تو کہ با کس نتوانم گفتن ۔ ہم با دلِ خویشتن بگفتم تا روز
تیرا درد جو میں کسی سے نہیں کہہ سکتا ہوں ۔ اپنے دل سے ہی دن نکلنے تک کہتا رہا!

مردی ز کنندۂ درِ خیبر پرس ۔ اسرارِ کرم ز خواجۂ قنبر پرس
بہادری کی بات خیبر کا دروازہ اکھاڑنے والے سے پوچھ ۔ کرم کے راز قنبر کے آقا سے پوچھ

گر تشنۂ فیضِ رحمتی اے حافظ ۔ سرچشمۂ آں ز ساقیِ کوثر پرس
اے حافظ اگر تو فیضِ رحمت کا پیاسا ہے ۔ اس کا سرچشمہ کوثر کے ساقی سے پوچھ

چشمِ تو کہ سحرِ بابلست استادش ۔ حقا کہ فسوں‌ہا نرود از یادش
تیری آنکھ، جس کا استاد، بابل کا جادو ہے ۔ یقیناً جادو اس کو یاد ہے نہیں بھولتے ہیں

آں زلف کہ کرد حلقہ در گوشِ جمال ۔ آویزہ ز دُرِّ نظمِ حافظ بادش
وہ زلف جس نے حسن کے کان میں حلقہ ڈالا ہے ۔ اس کے لیے حافظ کی نظم کے موتی کا آویزہ چاہیے

چوں جامہ ز تن برکشد آں مشکیں خال ۔ حقا کہ نظیرِ خود ندارد بمثال
جب وہ مشکیں تل والا بدن سے کپڑے اتارتا ہے ۔ یقیناً اپنے جیسی کوئی مثال نہیں رکھتا ہے

در سینہ دلش ز نازکی بتواں دید ۔ مانندۂ سنگریزہ در آبِ زلال
نزاکت کی وجہ سے سینے میں اس کا دل دیکھا جا سکتا ہے ۔ جیسے کہ نتھرے پانی میں پتھر کا ٹکڑا

رباعیات

یہ محبوب کو آنکھ کی پتلی قرار دیا ہے یعنی جب محبوب نگاہوں کے سامنے نہیں ہے تو گویا آنکھ بغیر پتلی کے ہے جو بیکار ہے

یہ میں تمام رات نہ سویا اور خون کے آنسو روتا رہا تیرا درد کسی سے بیان بھی نہیں کر سکتا دل سے ہی رات بھر بیان کرتا رہا

یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے خیبر کا دروازہ اکھاڑ پھینکا تھا اور آپ ہی کے ایک غلام کا نام قنبر تھا ساقی کوثر سے مراد آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

یہ مشہور ہے کہ ہاروت و ماروت دو جادوگر تھے جو چاہِ بابل میں الٹے لٹکے ہوئے ہیں اسی لیے بابل کا جادو مشہور ہے۔

یہ معشوق کے جسم کو صفائی میں شفاف پانی اور دل کو سختی کی وجہ سے سنگریزہ سے تشبیہ دی ہے۔

رباعیات

هرگز نه کنی یادِ من ای شمعِ چگل
اے چگل کی شمع! تو مجھے کبھی یاد نہیں کرتی ہے
نزدِ من اگرچه هست کارے مشکل
اگرچہ میرے نزدیک یہ مشکل کام ہے
دردے که من از غمِ تو دارم در دل
تیرے غم سے جو درد میں، دل میں رکھتا ہوں
دل داند و من دانم و من دانم و دل
دل جانتا ہے اور میں، میں جانتا ہوں اور دل

از یارِ وفا که دید تا من بینم
یار سے کس نے وفا دیکھی ہے کہ میں بھی دیکھوں!
راحت ز جفا که دید تا من بینم
ظلم سے آرام کس نے دیکھا ہے کہ میں دیکھوں!
تو عمرِ منی و بیوفائی چه کنم
تو میری عمر ہے اور بے وفا ہے، کیا کروں!
از عمر وفا که دید تا من بینم
عمر سے کس نے وفا دیکھی ہے کہ میں دیکھوں!

آوازِ پرِ مرغِ طرب می شنوم
میں مستی کے پرندے کے پروں کی آواز سنتا ہوں
یا نفخهٔ گلزارِ ادب می شنوم
یا ادب کے گلزار کی خوشبو سونگھتا ہوں
یا باد حدیثِ زلبش میگوید
یا ہوا اس کے ہونٹ کی بات کہہ رہی ہے
القصه حکایتے عجب می شنوم
القصہ، میں عجب حکایت سنتا ہوں

جاناں چو شبے با تو بروز آوردم
اے جاناں! جبکہ میں نے تیرے ساتھ رات گزار دی
گر بے تو دمے بر آورم نامردم
اگر تیرے بغیر ایک سانس بھی لوں تو میں نامرد ہوں
از مرگ نترسم پس ازیں کآبِ حیات
اس کے بعد میں موت سے نہ ڈروں گا کہ آبِ حیات
از چشمهٔ نوشِ آبدارت خوردم
میں نے تیرے آبدار خوشبو کے چشمے سے پیا ہے

در آرزوئے بوس و کنارت مردم
میں تیرے بوس و کنار کی آرزو میں مر گیا
در حسرتِ لعلِ آبدارت مردم
میں تیرے آبدار لعل کی حسرت میں مر گیا
قصه چه کنم دراز کوتاه کنم
قصہ کو دراز کب کروں، مختصر کرتا ہوں
باز آ باز آ کز انتظارت مردم
آ جا، آ جا اس لیے کہ میں تیرے انتظار میں مر گیا

من ترکِ تو ای نگار آساں ندهم
اے معشوق! میں تجھے آسانی سے نہیں چھوڑوں گا
تا پیشِ زمرّدِ خطت جاں ندهم
جب تک تیرے زمرد جیسے خط کے سامنے جان نہ دے دوں
یاقوتِ لبت که قوتِ جانست مرا
تیرا یاقوت جیسا ہونٹ جو میری جان کی غذا ہے
آں را بدو صد هزار مرجاں ندهم
اس کو لاکھوں مرجان کے بدلے میں بھی نہیں دوں گا

ای باد بگو ز راهِ دلداری من
اے ہوا! میری دلداری کی راہ سے کہو
آں را که نباشد غمے از زاری من
اس سے جس کو میری زاری سے کوئی غم نہیں ہے
تو خفته بعهدِ عیش شبهائے دراز
تو لمبی راتوں میں عیش کے زمانے میں سویا پڑا ہے
آیا داری خبر ز بیداری من
آیا تجھے میری بیداری کی کچھ خبر ہے!

تا کے بود ایں جور و جفا کردنِ تو
کب تک ہوگا تیرا یہ ظلم و ستم کرنا!
بیهوده همه خلائق آزردنِ تو
تمام مخلوق کو بیکار ستانا!
تیغ ست بدستِ اهلِ دل خوں آلود
اہلِ دل کے ہاتھ میں، خون آلود تلوار ہے
گر بر تو رسد خونِ تو بر گردنِ تو
اگر تیرے تک جا پہنچی تو تیرا خون تیری گردن پر ہوگا

یہ معشوق، زندگی ہے اور زندگی نے کسی سے وفا نہیں کی لہٰذا معشوق سے وفا کی امید فضول ہے۔ جیسے تیرے ہونٹ سے مجھے آبِ زندگی ملی تو اب موت کا ڈر نہیں ہے۔

عشق حقیقی میں چہرے جس سے سبزہ خط کو تشبیہ دی جاتی ہے، یاقوت [illegible] ہونٹ کو تشبیہ دی جاتی ہے، مرجان [illegible] اچھا نہیں ہے اس کی [illegible] تلوار ہے اگر تو اس سے ہلاک ہو گیا تو خود ذمہ دار ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

گویند کہ فردوس بریں خواہد بود — فردا مئے ناب و حورِ عیں خواہد بود
لوگ کہتے ہیں کہ فردوس بریں ہوگا — کل وہاں اصلی شراب اور خوش چشم حوریں ہوں گی

گر ما مے و معشوق گزیدیم چہ باک — چوں عاقبت کار چنیں خواہد بود
اگر ہم نے شراب اور معشوق پسند کیا تو کیا ہوا — جب انجام کار یہی ہوگا

اے شرم زدہ غنچہ مستور از تو — حیران و خجل نرگس مخمور از تو
اے وہ کہ چھپا ہوا غنچہ تجھ سے شرمندہ ہے — نشیلی نرگس تیری وجہ سے حیران اور شرمندہ ہے

گل با تو برابری کجا آرد کرد — کو نور ز مہ دارد و مہ نور از تو
گل تیری کب برابری کر سکتا ہے — کیونکہ اس کو چاند سے نور حاصل ہوتا ہے اور چاند کو تجھ سے

آں بازِ طرب شکار در دستم نہ — آں ساغر چوں نگار در دستم نہ
وہ مستی کا شکار کرنے والا باز میرے ہاتھ میں دیجیے — وہ معشوق جیسا ساغر میرے ہاتھ میں دیجیے

آں زلف چو زنجیر بہ پیچد بر خود — دیوانہ شدم بیار و بر دستم نہ
وہ زلف جو زنجیر کی طرح خود بخود بل کھاتی ہے — میں دیوانہ ہو گیا، لا، اور میرے ہاتھ میں ڈال دے

اے کاش کہ بخت سازگاری کردے — یا چرخ زمانہ باز یاری کردے
اے کاش نصیب موافقت کرتا — یا زمانہ کا آسمان دوبارہ مدد کرتا

از دست جوانیم چو بر بود عناں — پیری چو رکاب پائداری کردے
جب جوانی میرے ہاتھ سے باگ چھڑا لے گئی — تو بڑھاپا رکاب کی طرح پائداری کرتا

با شاہد شوخ و شنگ و با بربط و نے — کنجے و کباب و یکے شیشہ مے
شوخ اور چنچل معشوق اور بربط اور نے کے ساتھ — ایک گوشہ ہو اور کباب اور ایک بوتل شراب ہو

چوں گرم شود ز بادہ ما را رگ و پے — منت نبرم بیک جو از حاتم طے
جب ہماری رگیں اور پٹھے شراب سے گرم ہو جائیں — تو میں حاتم طائی کا ایک جو برابر احسان نہ اٹھاؤں

گر ہمچو من افتادۂ ایں دام شوی — اے بس کہ خراب بادہ و جام شوی
اگر تو میری طرح اس جال میں پھنس جائے گا — یقیناً شراب اور جام سے خراب ہو جائے گا

ما عاشق و رند و مستِ عالم سوزیم — با ما منشیں وگرنہ بدنام شوی
ہم عاشق اور رند اور عالم سوز مست ہیں — ہمارے ساتھ نہ بیٹھ، ورنہ تو بدنام ہو جائے گا

ماہے کہ قدش بسرو می ماند راست — آئینہ بدست و روئے خود می آراست
وہ چاند جس کا قد سرو کی طرح سیدھا ہے — ہاتھ میں آئینہ تھا اور چہرے کو سنوار رہا تھا

دستار چہ پیشکشش کردم گفت — وصلم طلبی زہے خیالے کہ تراست
میں نے رومال اس کو پیش کیا، تو بولا — تو میرا وصل چاہتا ہے، تیرا خیال کیا اچھا ہے

ہر روز دلم بزیر بارے دگر است — در دیدۂ من ز ہجر خارے دگر است
میرا دل ہر وقت ایک نئے بوجھ کے نیچے ہے — میری آنکھ میں ہجر کا ایک نیا کانٹا ہے

من جہد ہمی کنم قضا میگوید — بیروں ز کفایت تو کارے دگر است
میں کوشش کرتا ہوں، تو تقدیر کہتی ہے — تیرے بس سے باہر کا ایک اور کام ہے

حاشیات

ا جب کل جنت میں معشوق اور شراب ملے گی تو اگر ہم نے آج دنیا میں یہ چیزیں حاصل کر لیں تو کیا ہو گیا۔

٢ باز طرب سے مراد شراب ہے۔ دیوانہ کو زنجیروں سے جکڑا جاتا ہے، میں دیوانہ ہوں، مجھے زلف کی زنجیر سے جکڑ دے۔

٣ رکاب کا لفظ کی مناسبت سے باگ کی بجائے استعمال کر دیا ہے، یعنی جوانی تو چلی گئی اب بڑھاپا ہی ٹھہرے۔

٤ یعنی جب عیش کے تمام اسباب مہیا ہو جائیں تو پھر مجھے کسی کا احسان لینے کی ضرورت نہیں ہے۔

٥ یعنی مجھ کو خیال ہے کہ تجھے میرا وصل میسر نہ ہو سکے۔

٦ میں وصل کی کوشش کرتا ہوں لیکن تقدیر کہتی ہے کہ ایک اور مشکل درپیش ہے جو تیرے بس سے باہر ہے۔

آں لعل در آبگینۂ سادہ بیار — واں محرم و مونس ہر آزادہ بیار
وہ لعل، سادے شیشہ میں تو — اس ہر آزاد کے محرم اور مونس کو لا

چوں میدانی کہ مدت عالم خاک — بادست از و در گذر و بادہ بیار
جب تو جانتا ہے کہ خاکی عالم کی مدت — ہوا ہے اس سے قطع نظر کر، اور شراب لا

شب رفت بپایان و حکایت باقیست — شکر تو بگفتیم و شکایت باقیست
رات بہت چلی، اور قصہ باقی ہے — ہم نے تیرا شکریہ تو ادا کر دیا، شکایت باقی ہے

گستاخی ما ز حد بروں رفت ولے — الحمد للہ کہ عنایت باقیست
ہماری گستاخی حد سے بڑھ گئی، لیکن — خدا کا شکر ہے، کہ عنایت باقی ہے

پیوستہ خیالِ دوست در پیش من ست — گوئی غم و دردِ عشق او خویش من ست
دوست کا خیال ہمیشہ میرے سامنے ہے — گویا اس کے عشق کا درد و غم میرا رشتہ دار ہے

گر تیر جفا زند کہ ترکش نہ کنم — قرباں شدنم بہ پیش او کیش من ست
اگر وہ ظلم کا تیر چلائے تو میں اس کو ترکش نہ بناؤں — اس کے سامنے قربان ہو جانا میرا مذہب ہے

وقت ست کہ بلبل بہ گل آواز کند — ایں نالہ در افزاید و آں ناز کند
وقت ہے کہ بلبل، پھول کو پکارے — نالہ کرے اور وہ ناز کرے

بلبل سخن فصاحت آغاز کند — تا گل بہ شکر خندہ دہن باز کند
بلبل فصاحت کی باتیں شروع کرے — تاکہ پھول مسکرا کر منہ کھول دے

بلبل بہزار خوں گلے حاصل کرد — باد از سر غیرتش پریشاں دل کرد
بلبل نے ہزار مصیبت سے ایک پھول حاصل کیا — ہوا نے غیرت سے اس کا دل پریشان کر دیا

طوطی بہوائے شکرے دل خوش بود — مرگ آمد و نقش املش باطل کرد
طوطی ایک شکر کی خواہش میں خوش دل تھی — موت آگئی اور اس نے اس کی امید کا نقش مٹا دیا

از بادِ اجل چو من سر افگندہ شوم — وز بیخ درخت عمر برکندہ شوم
جب موت کی ہوا سے میں سر ڈال دوں — اور عمر کے درخت کی جڑ سے میں اکھیڑ دیا جاؤں

زنہار گلم بجز صراحی مکنید — تا بو کہ ز بادہ پر شود زندہ شوم
ہرگز میری مٹی سے صراحی کے علاوہ کچھ نہ بنانا — ہو سکتا ہے کہ جب وہ شراب سے بھر جائے تو میں زندہ ہو جاؤں

عشقِ رخ یار بر من زار مگیر — بر خستہ دلاں خردہ بیکبار مگیر
مجھ عاجز پر یار کے رخ کے عشق کی گرفت نہ کر — خستہ دلوں کی یکبارگی خطا نہ پکڑ

صوفی چو تو رسم رہرواں میدانی — بر مردم رند نکتہ بسیار مگیر
اے صوفی! اگر تو راہگیروں کی رسم جانتا ہے — تو رند انسانوں پر زیادہ نکتہ چینی نہ کر

کم گوی و بجز مصلحت خویش مگوی — چیزے کہ نپرسند تو از پیش مگوی
کم بول، اور اپنی مصلحت کے علاوہ کچھ نہ کہہ — جو بات تجھ سے نہ پوچھیں پہلے مت کہہ

گوش تو دو دادند و زبان تو یکے — یعنی کہ دو بشنو و یکے بیش مگوی
تجھے دو کان دیے ہیں، اور ایک زبان — یعنی کہ دو سنیں، اور ایک سے زیادہ نہ کہہ

ے ہر شخص اپنی تمنا پوری کرنے کی فکر میں ہے لیکن موت سب امیدوں کو ختم کر دیتی ہے۔
ے مطلب یہ ہے کہ جب میں مر جاؤں تو میری مٹی سے صراحی بنانا تاکہ جب وہ شراب سے بھری جائے تو میں زندہ ہو جاؤں۔
ے خدا نے ایک زبان اور دو کان اس لئے دیئے ہیں کہ جب دو باتیں سنے تو ایک بات کہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

رباعیات

آنم که پدید گشتم از قدرت تو — پرورده شدم بناز در نعمت تو
میں وہ ہوں جو تیری قدرت سے پیدا ہوا ہوں — تیری نعمت میں ناز سے پلا ہوں

صد سال بہ امتحان گنہ خواہم کرد — تا جرم من است بیش یا رحمت تو
آزمائش کے طور پر سو سال گناہ کروں گا — تاکہ معلوم ہو کہ میرے گناہ زیادہ ہیں یا تیری رحمت

ای باد حدیث من نہانش میگو — سوز دل من بصد زبانش میگو
اے صبا! میری بات اس سے چپکے چپکے کہنا — اس سے میرے دل کا سوز، سو زبانوں سے کہنا

اما نہ بدانساں کہ ملالش گیرد — میگو سخنے و در میانش میگو
لیکن نہ اس طرح کہ اس کو رنج پہنچے — اس سے بات کہنا اور درمیانہ طرز پر کہنا

لب باز مگیر یک زماں از لب جام — تا برداری کام جہاں از لب جام
تھوڑی دیر کے لیے بھی جام کے ہونٹ سے ہونٹ نہ ہٹا — تاکہ تو دنیا کا مقصد جام کے ہونٹ سے حاصل کرے

در جام جہاں چو تلخ و شیریں بہم است — ایں از لب یار خواہ وآں از لب جام
دنیا کے جام میں چونکہ کڑوا اور شیریں ملا ہوا ہے — یہ معشوق کے ہونٹ سے حاصل کر اور وہ جام کے ہونٹ سے

عشق تو من غمزدہ را دل خوں کرد — وآں خوں ز رہ دو دیدہ ام بیروں کرد
تیرے عشق نے مجھ غم زدہ کے دل کا خون کر دیا — اور وہ خون میری دونوں آنکھوں کے ذریعہ باہر نکال دیا

تن کاست مرا ز عشق لیکن عشقت — چوں حسن تو ہر روز غمم افزوں کرد
عشق سے میرا جسم گھٹ گیا، لیکن تیرے عشق نے — تیرے حسن کی طرح روزانہ میرے غم کو بڑھا دیا

دلدار بمن گفت مدار اندیشہ — دل خوش کن و بر صبر گمار اندیشہ
معشوق نے مجھ سے کہا، فکر نہ کر — دل خوش رکھ، اور اپنی فکر کو صبر پر لگا

کو صبر و چہ دل کانچہ دلش میدانی — یک قطرۂ خون است و ہزار اندیشہ
صبر کہاں، اور دل کیا اس لئے کہ جس کو تو دل سمجھتا ہے — خون کا ایک قطرہ ہے اور ہزاروں فکریں

چشمان و خطت بیکدگر پیوستند — بر خون من دل شدہ محضر بستند
تیری آنکھوں اور خط نے باہمی اتفاق کر لیا — مجھ گم شدہ دل کے خون پر انھوں نے محضر نامہ تیار کیا

قاضی تو دریں مسئلہ فتوی چہ دہی — خطیست پریشاں و گواہاں مستند
اے قاضی! تو اس مسئلہ میں کیا فتوی دیتا ہے؟ — خط تو پریشان ہے اور گواہ مست تھے

در صحبت آں کسے کہ صاحب ہنر است — گر زہر خوری بداں کہ شہد و شکر است
اس شخص کی صحبت میں جو ہنر مند ہے — اگر تو زہر بھی کھائے، سمجھ لے کہ شہد اور شکر ہے

اما نفسے بصحبت نااہلاں — گر غلہ بریں بود کہ نار سقر است
لیکن تھوڑی دیر کے لیے بھی نااہلوں کی صحبت میں — اگر غلہ بری ہو تو جہنم کی آگ ہے

ای دوست ترا دوست کہ دارد جز من — با خوئے بدت پائے کہ دارد جز من
اے دوست! تجھے میرے سوا کون دوست رکھ سکتا ہے؟ — تیری بدخلقی کے مقابلہ میں میرے سوا کون ٹھہر سکتا ہے

ہر جا کہ روم خوئے بدت خواہم گفت — تا ہیچ کست دوست ندارد جز من
میں جہاں بھی جاؤں گا تیری بدخلقی بیان کروں گا — تاکہ تجھے میرے سوا کوئی دوست نہ بنائے

http://www.muftbooks.blogspot.com/

صوفی بسماع دست ازآں افشاند
قوالی میں صوفی اس لیے رقص کرتا ہے
تا آتش دل بحیلۂ بنشاند
کہ کسی تدبیر سے دل کی آگ بجھائے

عاقل داند کہ دایہ گہوارۂ طفل
عقلمند جانتا ہے، کہ دایہ بچے کے پالنے کو
از بہر سکون طفل می جنباند
بچے کو آرام دینے کے لیے ہلاتی ہے

اے چشم تو بادام و دہانت پستہ
اے دوست، کہ تیری آنکھیں بادام ہیں، اور تیرا منہ پستہ ہے
از پستۂ و بادام تو جانم خستہ
تیرے پستہ اور بادام سے میری جان خستہ ہے

آیا بود آنکہ ما و تو بنشینیم
آیا یہ ہو سکتا ہے کہ تو اور ہم بیٹھیں؟
تو ساقی و من حریف و در بستہ
تو ساقی ہو اور میں دوست اور دروازے بند ہوں

گفتی کہ بمہ نظر کن و انگار منم
تو نے کہا چاند کو دیکھ لے اور سمجھ لے کہ میں ہوں
روئے تو ام آرزوست مہ را چکنم
مجھے تو تیرے چہرے کی تمنا ہے، چاند کا کیا کروں؟

مہ چون تو کجا بود کہ اندر ماہے
چاند تجھ جیسا کہاں ہو سکتا ہے، جو اس طرح کا ہو ایک مہینے میں؟
یک شب چو رخت باشد و باقی چو منم
ایک رات تجھ سے رخ کی طرح ہوتا ہے اور باقی (راتوں میں) میرے جیسا

من بودم و خورشید و مہے چوں ناہید
میں تھا اور آفتاب اور زہرہ جیسا چاند
بودیم بہم نشستہ چوں صبح امید
ہم اکٹھے بیٹھے تھے، امید کی صبح کی طرح

روز آمد و خورشید من از من برمید
دن نکلا اور میرا سورج مجھ سے بھاگ گیا
روز آمدن و رفتن خورشید کہ دید
دن نکلنا اور سورج کا چلا جانا کس نے دیکھا ہے؟

از بیکسی و عاجزی و مسکینی
بے کسی اور عاجزی اور مسکینی کی وجہ سے
وز سرکشی و تکبر و خودبینی
اور سرکشی اور تکبر اور خود بینی کی وجہ سے

بر آتش اگر نشانیم بنشینم
اگر تو مجھے آگ پر بٹھائے گا تو میں بیٹھ جاؤں گا
بر دیدہ اگر نشانمت ننشینی
اگر میں تجھے آنکھ میں بٹھاؤں گا تو نہ بیٹھے گا

نو باوۂ گلبن جوانی عشق ست
جوانی کی شاخ کا تازہ پھل عشق ہے
سرمایۂ عمر جاودانی عشق ست
عمر جاودانی کا سرمایہ عشق ہے

چوں خضر گر آب زندگانی طلبی
اگر تو خضر کی طرح آب حیات چاہتا ہے
سرچشمۂ آب زندگانی عشق ست
تو آب حیات کا سرچشمہ عشق ہے

عشق تو ز ہیچ بے خبرے خالی نیست
تیرا عشق کسی بے خبر سے بھی جدا نہیں ہے
درد تو ز ہیچ بے بصرے خالی نیست
تیرا درد کسی بے بصر سے بھی جدا نہیں ہے

ہر چند کہ در خلق جہاں می نگرم
میں جس قدر بھی دنیا کی مخلوق کو دیکھتا ہوں
سودائے تو در ہیچ سرے خالی نیست
تیرا جنون کسی سر سے جدا نہیں ہے

جان تو باسرار الٰہی پرداخت
تیری جان خدائی رازوں میں مشغول ہو گئی ہے
نے در طلب نامتناہی پرداخت
نہیں، لامحدود کی طلب میں لگ گئی ہے

دردا کہ چناں بنقش مشغول شدی
ہائے افسوس! تو نقش میں ایسا لگا ہے
کز نقش بنقاش نخواہی پرداخت
کہ نقش سے نقاش کی طرف متوجہ نہ ہو سکے گا

http://www.muftbooks.blogspot.com/

مخمس عہ

عہ مخمس وہ نظم کہلاتی ہے جس کے پہلے بند میں پانچوں مصرعے ہم قافیہ ہوتے ہیں

اور اس کے بعد جس قدر بند کہے جائیں ان کے چار مصرعے ہم قافیہ اور پانچواں مصرعہ پہلے بند کا ہم قافیہ ہوگا۔

درعشق تو اے صنم چنانم ؎ | کز ہستی خویش درگمانم
اے صنم! میں تیرے عشق میں ایسا ہوں | کہ اپنے وجود کے بارے میں وہم میں ہوں
ہر چند کہ زار و ناتوانم | گر دست دہد ہزار جانم
اگرچہ میں لاغر اور کمزور ہوں | اگر ہزاروں جانیں میرے ہاتھ آ جائیں

در پائے مبارکت فشانم
تیرے بابرکت قدم پر نثار کر دوں

کو بخت کہ از سر نیازے ؎ | در حضرت چو تو دلنوازے
وہ نصیب کہاں ہے کہ نیاز مندانہ | تجھ جیسے دلنواز کی خدمت میں
معروض کنم نہفتہ رازے | ہیہات کہ چوں تو شاہبازے
ایک چھپا ہوا راز پیش کروں | افسوس، کہ تجھ جیسا شہباز

تشریف دہد در آشیانم
مجھے آشیانہ میں شرف ملاقات بخشے

اے ؎ لشکر زدور و نزدیک | برخون تمام ترک و تاجیک
اے وہ کہ جس نے دور اور نزدیک کے متعلق لشکر کشی کی ہے | تمام ترک اور تاجیک کی خونریزی کا
در مسکن اخلص الممالیک | گرخانہ محقرست و تاریک
مخلص ترین غلام کے گھر میں | اگرچہ گھر حقیر اور تاریک ہے

در دیدۂ روشنت نشانم
میں تجھے روشن آنکھ میں بٹھا لوں

ہر چند ستمگری ترا خوست | کم کن تو جفا کہ ایں نہ نیکوست
اگرچہ تیری عادت ستمگری ہے | تو ظلم کم کر اس لیے کہ یہ اچھی بات نہیں ہے
گیرم ؎ کہ دلت زآہن و روست | آخر بسرم گذر کن اے دوست
میں نے مانا کہ تیرا دل لوہے اور کانسی کا ہے | بالآخر اے دوست! میرے پاس سے گذر

انگار ؎ کہ خاک آستانم
سمجھ لے کہ میں چوکھٹ کی خاک ہوں

ا؎ میں تیرے عشق میں ایسا کھو گیا ہوں کہ مجھے اپنی ہستی میں شک ہے۔

۲؎ ہمارا ایسا مقدر کہاں ہے کہ ہم محبوب کی بارگاہ میں اپنا ایک چھپا راز یعنی عشق کہہ سکیں اور وہ ہمیں اپنے شہباز میں ایسا سمجھنے کا موقع دیں۔

۳؎ تاجیک اور تاجک وہ عربی نسل لوگ کہلاتے ہیں جو عجم میں آباد ہو گئے ہیں ان کا پیشہ عموماً تجارت تھا اب ہر تاجر کو تاجیک کہہ دیا جاتا ہے مخلص ترین غلام سے خود شاعر کی ذات مراد ہے۔

۴؎ سنگ روئی ایک محاورہ ہے جس کو سنگدلی اور بے مروتی بھی کہا جاتا ہے۔

۵؎ یعنی مجھے اپنی چوکھٹ کی خاک ہی سمجھ کر میرے پاس سے گذر۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

گفتم کہ چو کُشتیم بزاری — زاں پس رہِ مرحمت سپاری
میں نے کہا، جبکہ تو نے مجھے بری طرح مار ڈالا — اس کے بعد تو رحم کا راستہ اختیار کرے گا

بر دل رقمِ وفا نگاری — تو خود سرِ وصلِ ما نداری
دل پر وفا کا نشان قائم کرے گا — تجھے خود ہی ہمارے وصل کا خیال نہیں ہے

من عادتِ بختِ خویش دانم
میں اپنے نصیب کی عادت جانتا ہوں

من از تو بجز وفا نجویم — بیروں ز گلِ وفا نبویم
میں تجھ سے وفا کے سوا کچھ نہیں چاہتا ہوں — میں وفا کے پھول کے سوا نہیں سونگھتا ہوں

اِلّا رہِ بندگی نپویم — اسرارِ تو پیشِ کس نگویم
میں غلامی کے راستے کے سوا نہیں چلتا ہوں — میں تیرے راز کسی کے سامنے نہیں بیان کرتا ہوں

اوصافِ تو پیشِ کس نخوانم
تیری خوبیاں میں کسی کے سامنے نہیں بیان کرتا ہوں

گر غمزۂ تو زند بہ تیرم — گر ترکِ فلک کند اسیرم
اگر تیری ادا نے مجھ پر تیر چلائے — اگر آسمان کا ترک مجھے قیدی بنائے

یک دم نبود ز تو گزیرم — من ترکِ وصالِ تو نگیرم
تھوڑی دیر کے لیے بھی مجھے تجھ سے چارہ نہیں ہے — میں تیرے وصل کا خیال نہ چھوڑوں گا

اِلّا بہ فراقِ جسم و جانم
مگر یہ کہ جسم اور جان میں فراق ہو جائے

گیرم نہ رہِ وفا گشودیم — نے مہر بہ مہر برفزودیم
میں مانتا ہوں کہ ہم نے وفا کا راستہ نہیں کھولا — نہ ہم نے محبت پر محبت کا اضافہ کیا

نہ بود ہر آنچہ می نمودیم — آخر نہ من و تو دوست بودیم
جو ہم نے دکھایا وہ نہیں تھا — آخر میں اور تو دوست نہ تھے

عہدِ تو شکست و من ہمانم
تیرا عہد ٹوٹ گیا اور میں وہی ہوں

گر سر ببری بہ تیغ تیزم — از کوئے وفات برنخیزم
اگر تیز تلوار سے تو میرا سر بھی کاٹ لے گا — میں تیری وفا کے کوچے سے نہ اٹھوں گا

ور زانکہ کنند ریز ریزم — من مہرۂ مہرِ تو نریزم
اور اگر مجھے ریزہ ریزہ کر دیں گے — میں تیری محبت کا مہرہ نہ پھینکوں گا

اِلّا کہ بریزد استخوانم
مگر یہ کہ میری ہڈیاں ریزہ ریزہ ہو جائیں

میں نے کہا تو نے ظلم کر کے مار ڈالا جواب ملا تم کو بھی مجھ سے وصل کا خیال نہیں ہے یہ سب میرے نصیب کی بات ہے۔ میں صرف تمہارا طالب ہوں ہر حال میں تیرا غلام اور راز دار ہوں رقابت کے خوف سے تیری خوبیاں کسی کو نہیں کہتا ہوں۔ اگر تو ناراض بھی کر دیگا اور آسمان مجھے قید کر دیگا تب بھی مجھے بھی وصل کا خیال نہ چھوڑوں گا۔ نہ ہی ہم مجھ سے زیادہ وفاداری نہیں ہوئی اور محبت میں کمی اضافہ نہ ہو سکی ہر حال تو دوست تھا تجھ تو نے عہد توڑ ڈالا میں عہد پر قائم ہوں۔ جب تک زندہ ہوں ترک محبت نہ کروں گا۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

آنانکہ نشانِ عہد جویند — جز راہِ مزارِ من نپویند
وہ لوگ جو وفاداری کا نشان تلاش کریں گے — میرے مزار کے راستے کے سوا نہ دوڑیں گے

خاکِ منِ زار چوں بویند — گر نامِ تو بر سرم بگویند
جب مجھ عاجز کی خاک سونگھیں گے — اگر میرے سرہانے تیرا نام لیں گے

فریاد برآید از روانم
میری روح سے فریاد بلند ہوگی

گر بگذردم بپیش خیلے — ہریک بصفا بہ از سہیلے
اگر میرے سامنے سے ایک جماعت گزرے — جن میں ہر ایک رونق میں سہیل سے بہتر ہو

جز تو نہ کنم بغیر میلے — مجنوں نیم ار بہائے لیلیٰ
تیرے سوا کسی دوسرے کی طرف میں میلان نہ کروں گا — میں مجنوں نہیں ہوں، اگر لیلیٰ کی قیمت میں

ملکِ عرب و عجم ستانم
عرب اور عجم کا ملک لے لوں

گشتم صنما در آرزویت — آشفتہ و تیرہ دل چو مویت
اے صنم! میں تیری آرزو میں ہوگیا ہوں — تیرے بال کی طرح پریشان، اور سیاہ دل

ہر چند نمی رسم بکویت — شب نیست کہ از فراقِ رویت
ہر چند کہ میں تیرے کوچہ تک نہیں پہنچتا ہوں — کوئی رات نہیں گزرتی ہے کہ تیرے چہرے کے فراق سے

زاری بفلک نمی رسانم
آہ وزاری کو آسمان تک نہیں پہنچاتا ہوں

اے وصلِ تو اصلِ شادمانی — دائم بمرادِ دل بمانی
اے محبوب کہ تیرا وصل اصلِ خوشی ہے — خدا کرے تو ہمیشہ دل مراد کے مطابق رہے

با حافظِ خود بگو عیانی — ہر حکم کہ بر سرم برانی
اپنے حافظ سے کھلم کھلا کہہ — جو حکم ہو تو مجھ پر جاری کرے

سہل ست ز خویشتن مرانم
وہ آسان ہے، مجھے اپنے سے دور نہ کر

وہ لوگ جو عہد کا نشان
صرف میری قبر ہی کی
لوگ وفا کے نشان کی
تلاش میں میری قبر کی
طرف دوڑیں گے
اور اگر قبر کے سرہانے
تیرا نام لیں گے تو میں
فریاد کرنے لگوں گا
اگر میرے سامنے
حسینوں کی ایسی
جماعت گزرے جو ہر
ایک سہیل ستارے
سے بہتر ہو
تو بھی
میں کسی
کی طرف
مائل نہ ہوں گا
اگر میں لیلیٰ کے
بدلے ملکِ عرب و عجم
کو لینا پسند کروں تو
پھر میں مجنوں کب ہوا
یہ تیرا ہر حکم مانتا
میرے لیے آسان ہے
بس فراق کا حکم نہ دینا

http://www.muftbooks.blogspot.com/

مسدّس

اے حریم بارگاہت کعبۂ عز و علا — نورِ چشمِ مصطفےٰ یعنی علی موسیٰ رضا
اے حریم! تیری بارگاہ کا حرم، عزت اور بلندی کا کعبہ ہے — مصطفےٰ کی آنکھوں کا نور یعنی علی موسیٰ رضا

ماہِ گردونِ ولایت شمعِ جمعِ اصطفا — میوۂ بستانِ جنت بلبلِ نیکو سرا
ولایت کے آسمان کا چاند، برگزیدہ جماعت کی شمع — جنت کے باغ کا میوہ، عمدہ گانے والی بلبل

دائماً از غیب می آید بگوشم ایں ندا
ہمیشہ غیب سے میرے کان میں یہ آواز آتی ہے

کالسلام اے حضرتِ شاہِ خراساں السلام
کہ السلام، اے حضرت شاہ خراساں، السلام

جدِّ تو سلطانِ کونین ست یعنی مصطفےٰ — جدۂ تو فاطمہ اُمِّ امامِ مجتبےٰ
تیرے دادا دونوں جہان کے بادشاہ ہیں یعنی مصطفےٰ — تیری نانی فاطمہ ہیں، برگزیدہ امام کی ماں

جدِّ دیگر حیدرِ صفدر علی مرتضیٰ — ہم غریب ہم شہیدی چوں حسین کربلا
دوسرے دادا صف شکن حیدر علی مرتضیٰ ہیں — تو کربلا کے حسین کی طرح پردیسی بھی ہے اور شہید بھی ہے

در محبت ہر زماں گوئیم و باشد وِردِ ما
ہم ہر وقت محبت سے کہتے ہیں اور یہی ہمارا وِرد ہے

کالسلام اے حضرتِ شاہِ خراساں السلام
کہ السلام، اے حضرت شاہ خراساں، السلام

نورِ چشمی بہرِ زین العابدیں باقر امام — جعفرِ صادقؑ کہ داد دین و دنیا را نظام
اے امام! تو زین العابدین اور باقر کا نورِ چشم ہے — اور جعفر صادقؑ کا نورِ چشم ہے جس نے دین و دنیا کا انتظام کیا ہے

بابِ تو موسیٰ کاظم آں شفیعِ خاص و عام — گشتہ خورشیدِ فلک در گہت را یک غلام
تیرے باپ ہر خاص و عام کے شفیع موسیٰ کاظم ہیں — اے شاہ! آسمان کا سورج تیری درگاہ کا غلام ہے

بعدِ ذکرِ حق ہمیگوئیم ما در صبح و شام
ہم اللہ کے ذکر کے بعد صبح اور شام کہتے ہیں

کالسلام اے حضرتِ شاہِ خراساں السلام
کہ السلام، اے حضرت شاہ خراساں، السلام

چوں تقی از حالِ بابِ خویشتن آگاہ شد — نزدِ بابِ خویشتن آمد ز چندیں راہ شد
جبکہ تقی اپنے باپ کے حال سے آگاہ ہوئے — کئی رستوں کے واسطے سے اپنے باپ کے پاس آئے

دید چوں حالِ پدر با نالہ و با آہ شد — پیشِ خود خواندش پدر تا واصلِ باللہ شد
جب باپ کا حال دیکھا آہ اور نالہ کی — باپ نے ان کو اپنے پاس بلایا یہاں تک کہ اللہ سے واصل ہوئے

مسدس ہو قصیدہ
یہ مسدس حکیم سعید
حضرت جعفر صادق

http://www.muftbooks.blogspot.com/

بر زبان او ز بعد ذکر الا اللہ شد
جس کی زبان پر الا اللہ کے ذکر کے بعد جاری ہو گیا

کالسلام اے حضرت شاہ خراساں السلام
کہ السلام، اے حضرت شاہ خراساں السلام

چوں نقی و عسکری با آرزو یت در خیال
جب نقی اور عسکری تیری آرزو کے خیال میں
در خیال روئے تو گویند اے مقصود حال
تیرے چہرے کے خیال میں اے حال کے مقصود کہتے ہیں

شاہ سلطان خراساں اختر برج کمال
خراساں کے سلطان کے شاہ کمال کے برج کے تارے
دُرِ دریائے ولایت بحر علم ذوالجلال
ولایت کے دریا کے موتی اللہ کے علم کے سمندر

دائما گفتیم و میگوئیم ما از روئے حال
از روئے حال، ہم نے ہمیشہ کہا ہے اور کہیں گے

کالسلام اے حضرت شاہ خراساں السلام
کہ السلام اے حضرت شاہ خراساں السلام

جنبدی بادی کہ نور کل عالم روئے اوست
جنبدی بادی کہ کل عالم کا نور اس کا چہرہ ہے
آب حیوان شبنمے زاں آب کاندر جوئے اوست
آب حیات اس پانی کی شبنم ہے جو اس کی جو میں ہے

روضہ اش بستان جنت خاطر ما سوئے اوست
اس کا روضہ جنت کا باغیچہ ہے، ہمارا دل اس کی طرف ہے
در خراساں روز و شب اندر دلم با عشق اوست
دن رات، خراساں میں ہمارے دل میں اس کا عشق ہے

بر دل ما دائما این است گفت و گوئے اوست
ہمارے دل پر ہمیشہ اس کی یہ گفتگو ہے

کالسلام اے حضرت شاہ خراساں السلام
کہ السلام اے حضرت شاہ خراساں السلام

ہشت اے بندم کو طوس از مقدشیش کوہ طور
اب طوس کا پہاڑ اس کی تشریف آوری سے کوہ طور ہے
چوں تو موسیٰ نسبتی کردی دراں منزل ظہور
تجھ جیسے موسیٰ نسبت والے نے اس منزل میں ظہور کیا ہے

دار داز فیض جمالت روئے مہر و ماہ نور
تیرے حسن کے فیض سے سورج اور چاند کے چہرے کو نور ملا ہے
روضات بستان جنت آستانت جائے حور
تیرا روضہ جنت کا باغیچہ ہے، تیری چوکھٹ حور کا مقام ہے

آمدہ خلقے باُمید شما از نزد و دور
تمہاری امید میں لوگ دور و نزدیک سے آتے ہیں

کالسلام اے حضرت شاہ خراساں السلام
کہ السلام اے حضرت شاہ خراساں السلام

خردہ بینانے کہ ایشاں سکہ بر زر میزنند
وہ لوگ جو سونے کا سکہ بناتے ہیں
سکۂ دولت بنام آل حیدر میزنند
حکومت کا سکہ آل حیدر کے نام پہ بناتے ہیں

شہ نشیناں جملہ آنجا حلقہ میزنند
شہ نشیں لوگ سب اس جگہ در کی زنجیر ہلاتے ہیں
مؤذناں ہر صبح و شام اللہ اکبر میزنند
مؤذن ہر صبح و شام اللہ اکبر کہتے ہیں

http://www.muftbooks.blogspot.com/

مُقربان بر چرخ ہر دم ایں ندا بر میزنند
پڑھنے والے آسمان پر ہر وقت یہ پکارتے ہیں

کالسلام اے حضرتِ شاہِ خراساں السّلام
کہ السلام اے حضرت شاہِ خراساں السلام

سینۂ ام پُر درد و دل بر سینہ از غم می طپید
میرا سینہ درد سے پُر اور دل سینے میں غم سے تڑپ رہا تھا

از فراقِ آں شہنشاہِ عرب میرِ شہید
عرب کے اس شہنشاہ کے فراق کی وجہ سے جو شہیدوں کا سردار ہے

در عنب چوں ہر خورد از دستِ ہارون الرشید
جبکہ اس نے ہارون الرشید کے ہاتھ سے انگوروں میں زہر کھایا

راز خود با کس نگفت و تیر او را کس ندید
اپنا راز کسی کو نہ بتایا اور اس کے تیر کو کسی نے نہ دیکھا

چونکہ شد در خانہ ایں آوازہ از رضواں شنید
جب گھر میں اس کی شہرت ہو گئی تو رضوان سے اس نے سنا

کالسلام اے حضرتِ شاہِ خراساں السّلام
کہ السلام اے حضرت شاہِ خراساں السلام

دائماً خورشید و مہ بر درگہت جا کردہ اند
سورج اور چاند نے تیری درگاہ پر مستقل ٹھکانا بنایا ہے

زاں سبب ہر لحظہ ایشاں قصدِ بالا کردہ اند
اسی سبب سے انہوں نے ہر وقت بلندی کا ارادہ کیا ہے

شمع را از ایں سبب ہر روز بر پا کردہ اند
شمع کو اسی سبب سے ہر روز کھڑا کیا ہے

زیرکانِ روزگار ایں نکتہ انشا کردہ اند
زمانہ کے سمجھداروں نے یہ نکتہ پیدا کیا ہے

باد را فراشِ آں درگاہِ اعلیٰ کردہ اند
ہوا کو اس بلند درگاہ کا فراش بنایا ہے

کالسلام اے حضرتِ شاہِ خراساں السّلام
کہ السلام اے حضرت شاہِ خراساں السلام

صبح و شام اندر غمِ او شمع با سوز و گداز
شمع سوز و گداز کے ساتھ اس کے غم میں صبح و شام

گریہ و استادہ اندر درگہش تا روز باز
روتی ہے اور دن نکلنے تک اس کی درگاہ میں کھڑی ہے

حافظانِ بارگاہِ او بشبہائے دراز
اس کی بارگاہ کے حافظ لمبی راتوں میں

تا بروز اندر تلاوت با خدا گویند راز
دن نکلنے تک قرآن خوانی میں خدا سے راز کہتے ہیں

بلبلاں اندر گلستاں کردہ اند ایں نغمہ ساز
باغوں میں بلبلوں نے یہ نغمہ گایا ہے

کالسلام اے حضرتِ شاہِ خراساں السّلام
کہ السلام اے حضرت شاہِ خراساں السلام

دوش بودم در طوافِ روضۂ خیر الانام
میں کل خیر الانام کے مزار کے طواف میں تھا

شاہِ سلطانِ خراساں آں امام ابن امام
کہ وہ سلطانِ خراساں کا شاہ، اور امام ابن امام ہے

آں امامے کز شرف ذاتش بود در دیں مدام
وہ امام جس کی ذات شرافت کی وجہ سے دین میں تھا ہمیشہ

قبلۂ اہلِ خراساں کعبۂ ہر خاص و عام
اہلِ خراسان کا قبلہ اور ہر خاص و عام کا کعبہ ہے

یہ مشہور ہے کہ امام علی رضا کو خلیفہ ہارون رشید نے انگوروں میں زہر دلوا دیا تھا۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

بودم اندر روضہ اش کامد بگوشم ایں کلام
میں اس کے مزار پر تھا کہ میرے کان میں یہ کلام آیا

کالسلام اے حضرتِ شاہِ خراساں السلام
کہ السلام اے حضرتِ شاہِ خراساں السلام

ایں بہ معجز کرد چوبِ خشک را اصلِ شجر — ہم بمعنی نقشِ پایت گشتہ پیدا در حجر
اس نے معجزے سے خشک لکڑی کو درخت کی جڑ بنا دیا — نیز حقیقتاً تیرے پیر کا نقش پتھر پر آ گیا

اہلِ معنی را توئی چوں شاہِ سلطاں راہبر — گشتہ شیرِ پردہ بر اعدا ز امرت پردہ در
چونکہ اے شاہ سلطان و اہلِ باطن کا تو ہی رہبر ہے — پردے پر کا شیر تیرے حکم سے دشمن کا پردہ چاک کرنے والا ہو گیا

داد جبریلِ امیں در کلِ عالم ایں خبر
جبریلِ امین نے تمام عالم میں یہ خبر پہنچا دی

کالسلام اے حضرتِ شاہِ خراساں السلام
کہ السلام اے حضرتِ شاہِ خراساں السلام

ایکہ دارد روضہ ات بر جنت الماویٰ شرف — در خراساں مشہدت باشد بمعنی چوں نجف
اے وہ کہ تیرا مزار جنت الماویٰ پر شرف رکھتا ہے — خراساں میں تیرا مشہد حقیقتاً نجف کی طرح ہے

دوست باشد مر ترا در دنیا و عقبیٰ خلف — گشتہ جانِ دشمنت تیرِ ملامت را ہدف
خاص تیرا دوست ہو گا دنیا اور آخرت میں جانشیں — تیرے دشمن کی جان ملامت کے تیر کا نشانہ بن گئی ہے

ہر زماں آید بگوشِ جانِ من از ہر طرف
ہر جانب سے ہر وقت میری جان کے کان میں یہ آواز آتی ہے

کالسلام اے حضرتِ شاہِ خراساں السلام
کہ السلام اے حضرت شاہِ خراساں السلام

مرغِ روحم در ہوائے تست یا سلطانِ دیں — یک زماں اے شاہِ من بر حالِ مسکیناں ببیں
اے دین کے بادشاہ میری روح کا پرندہ تیری محبت میں ہے — تھوڑی دیر کے لئے اے میرے بادشاہ مسکینوں کے حال کو دیکھ

ہمچو مرغِ نیم بسمل اوفتادہ در زمیں — خاصہ حافظ را کہ دارد داغِ مہرت بر جبیں
نیم بسمل پرندہ کی طرح زمین پر پڑا ہوا ہے — خاص طور پر حافظ کو جو کہ پیشانی پر تیری محبت کا داغ رکھتا ہے

گوید از صدق و صفا ہر دم باوازِ حزیں
سچائی اور خلوص سے غمگین آواز کے ساتھ ہر وقت کہتا ہے

کالسلام اے حضرتِ شاہِ خراساں السلام
کہ السلام اے حضرت شاہِ خراساں، السلام

یہ مشہور ہے کہ امام علی الرضا کی کرامت سے سوکھی لکڑی ہرا ہو کر درخت بن گئی تھی نیز ان کی کرامت تھی کہ ان کے پیر کا نقش پتھر پر آ جاتا تھا۔

یہ مشہور ہے کہ حضرت علی الرضا کو دعوتِ طعام پر بلایا گیا جب کھانا دسترخوان پر بچھا دیا گیا اور حضرت نے کھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو جادوگروں نے جادو کے ذریعے کھانا غائب کر دیا۔ حضرت کو اس پر ناگواری ہوئی تو آپ نے پردے پر شیر کی جو تصویر بنی ہوئی تھی اس پر توجہ ڈالی آپ کی توجہ سے وہ واقعی شیر بن کر جادوگروں پر حملہ آور ہوا اور ان کا خاتمہ جادو کا کھیل ختم ہو گیا۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

قطعات[۱]

گر کسانی قدرِ مے بدانندے — شب نخفتند و رز نشاندندے
اگر لوگ شراب کی قدر جان لیتے — رات کو نہ سوتے اور انگور کی بیل لگاتے

تاکہا را ز چوبِ عود کنند — جوی ہا را گلاب راندندے
انگور کی بیل کے لیے عود کی لکڑیاں لگاتے — نہروں میں عرقِ گلاب بہاتے

صد و سی گز کنند دیوارش — پاسباناں باو نشاندندے
ایک سو تیس گز کی اس کی چہار دیواری بناتے — وہاں چوکیدار بٹھاتے

پائے ہر خوشہ کنیزک ترک — بنشاندندے مگس براندندے[۲]
ہر خوشے کے نیچے ترک باندی کو — بٹھاتے جو مکھیاں اڑاتی

خسروا داد گرا شیر دلا بحر کفا — اے کمالِ تو بانواعِ ہنر ارزانی
اے بادشاہ داد گر، اے منصف، اے شیر دل، اے سمندر جیسی ہتھیلی والے — اے وہ کہ تیرا کمال مختلف ہنروں میں مسلّم ہے

ہمہ آفاق گرفت و ہمہ اطراف کشاد — صیتِ مسعودی و آوازۂ شہ سلطانی
تمام اطراف کو لے لیا اور تمام آفاق کو فتح کر لیا — تیری سعادت مندی کی شہرت نے اور شہنشاہیت کے آوازے نے

گفتہ باشد مگرت ملہمِ غیب احوالم — اینکہ شد روزِ سفیدم چو شبِ ظلمانی[۳]
شاید میرے احوال تجھے غیب کے الہام کرنے والے نے کہے ہوں گے — یہ کہ میرا روشن دن تاریک رات کی طرح ہو گیا ہے

در دو سال آنچہ بیندوختم از شاہ و وزیر — ہمہ بربود بیکدم فلکِ چوگانی
دو سال میں بادشاہ اور وزیر سے جو کچھ جمع کیا تھا — چوگان کھیلنے والا آسمان سب کو ایک دم لے گیا

دوش در خواب چناں دید خیالم کہ سحر — گذر افتاد بر اصطبلِ شہم پنہانی
گزری رات میرے خیال نے خواب میں یہ دیکھا کہ صبح کے وقت — خفیہ طور پر شاہی اصطبل سے میرا گزر ہوا

بستہ بر آخورِ او استرِ من جو میخورد — توبرہ افشاند و بمن گفت مرا میدانی
میرا خچر اس کی چرنی پر بندھا تھا، جو کھا رہا تھا — اس نے توبڑا جھاڑ دیا اور مجھ سے کہا کیا تو مجھے جانتا ہے

ہیچ تعبیر نمیدانمش ایں خواب کہ چیست — تو بفرمائے کہ در فہم نداری ثانی[۴]
میں اس خواب کی کوئی تعبیر نہیں جانتا کہ کیا ہے — تو بتا، کیونکہ سمجھ میں تیرا کوئی ثانی نہیں ہے

پادشاہا لشکرِ توفیق ہمراہِ تو اند — خیز اگر بر عزمِ تسخیرے کماں زہ میکنی
اے بادشاہ توفیق کے لشکر تیرے ساتھ ہیں — اٹھ اگر کسی فتح کے ارادے سے تو کمان کا چلہ چڑھاتا ہے

با چنیں جاہ و جلال از پیشگاہِ سلطنت — آگہی و خدمتِ دلہائے آگہ میکنی
سلطنت کی جانب سے ایسی قدر و مرتبہ اور جلال ہونے کے — تو باخبر دل ہے اور باخبر دلوں کی خدمت کرتا ہے

با فریبِ ایں خمِ زنگار گونِ نیلفام[۵] — کار بر وفقِ مرادِ صبغۃ اللہ میکنی
اس زنگاری، نیلے رنگ والے مٹکے کے فریب کے باوجود — تو شریعت کے مقصد کے مطابق کام کرتا ہے

---

۱ قطعہ اشعار کے اس مجموعہ کو کہا جاتا ہے جس میں ایک شعر کا مطلب دوسرے سے متعلق ہو۔ اس میں غزل کی طرح مطلع کے دونوں مصرعے ہم قافیہ ہونے ضروری نہیں ہیں۔ ہاں قطعہ کے ہر شعر کا مصرعہ ثانی ہم قافیہ ہوگا۔ اس کے اشعار کی تعداد دو سے ایک سو تک ہو سکتی ہے۔

۲ اگر لوگ شراب کی صحیح قدر جان جائیں تو انگور کی بیلوں کی انتہائی قدر و منزلت کریں اور طرح طرح سے اس کی حفاظت اور دیکھ بھال کریں۔

۳ وہ خدا جو غیب کی باتیں دل میں ڈالتا ہے اس نے شاید بتایا ہوگا کہ میں انتہائی پریشانی میں ہوں۔

۴ ظاہر ہے کہ اس خواب کی یہی تعبیر ہے کہ حافظ کو صدر سے کچھ حاصل ہوگا۔

۵ نیلے رنگ کا مٹکا سے آسمان مراد ہے۔ صبغۃ اللہ خدائی رنگ، اس سے دینِ محمدی مراد ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

آنکہ دہ با ہفت و نیم آورد بس بے غش و درد
فرصتت بادا کہ ہفت و نیم را دہ میکنی

سال و فال و مال و حال و اصل و نسل و بخت و تخت
سال و اقبال، مال اور حال، اصل اور نسل، نصیبہ اور تخت
بادت اندر شہریاری برقرار و بر دوام
تیرے لیے دونوں جہان میں ہمیشہ برقرار ہیں

سالِ خرم فالِ نیکو مالِ وافر حالِ خوش
مبارک سال، نیک فال، بہت مال، خوش حال
اصل ثابت نسل باقی تخت عالی بخت رام
پائیدار اصل، باقی رہنے والی نسل، بلند تخت، فرمانبردار نصیب

شاہا بشیرِ سنہ بہ ششم رسیدہ است
رضواں سرشتہ حور وش و سلسبیل موی

خوش لفظ و پاک معنی و موزون و دلفریب
خوش لفظ، پاک معنی، موزوں اور دلفریب ہے
صاحب جمال و نازک و خوب و لطیفہ گوی
حسین، نازک، خوبصورت اور لطیفہ گو ہے

گفتم دریں سرا چہ ز بہر چہ آمدی
میں نے کہا اس گھر میں تو کس لیے آیا ہے
گفتا ز بہر مجلسِ شاہ و غریب جوی
اس نے کہا مسافر نواز بادشاہ کی مجلس کے لیے

اکنوں ز صحبتِ منِ مفلس بجاں رسید
اب وہ مجھ مفلس کی صحبت سے تنگ ہو گیا ہے
نزدیکِ خویش خوانش و کامِ دلش بجوی
اپنے پاس اسے بلا لے اور اس کے دل کا مقصد معلوم کر لے

آں کیست تا بحضرتِ سلطاں ادا کند
کز جورِ چرخ گم شدہ و گر بہا پدید

رندے نشستہ بر سرِ سجادۂ قضا
قضا کے مصلے پر ایک رند بیٹھا ہوا ہے
حیزے دگر بمرتبۂ سروری رسید
ایک اور ہیجڑا سرداری کے رتبے کو پہنچ گیا ہے

آں رند گفت چشم و چراغِ جہاں منم
وہ رند بولا میں دنیا کا چشم و چراغ ہوں
آں حیز گفت ہمچو منی در جہاں کہ دید
وہ ہیجڑا بولا مجھ جیسا دنیا میں کس نے دیکھا ہے

اے آصفِ زمانہ ز بہرِ خدا بگوی
اے آصفِ دوراں خدا کے لیے کہہ
باآں شہے کہ دولتِ او باد بر مزید
اس بادشاہ سے جس کی حکومت خدا کرے ترقی پر ہے

شاہا روا مدار کہ مفعول من یراد
گردد بروزگارِ تو فعالِ ما یرید

دل منہ اے جانِ من بر وعدۂ شاہ و وزیر
کس نمیداند کہ کارش از کجا خواہد گشاد
کوئی نہیں جانتا کہ اس کا کام کہاں سے بنے گا

رو توکل کن نمیدانی کہ نوکِ کلکِ من
جا توکل کر، نہیں جانتا کہ میرے قلم کی نوک نے
نقشِ ہر صورت کہ زد رنگے دگر بیروں فتاد
جس صورت کا نقش بنایا دوسرا ہی رنگ نکلا

شاہِ ہرمز مے ندیدہ بے سخن صد لطف کرد
شاہِ یزدم دید و مدحش گفتم و ہیچم نداد

کارِ شاہاں اینچنیں باشد تو اے حافظ مرنج
داورِ روزی رساں توفیق و نصرتشاں بداد

قطعات

http://www.muftbooks.blogspot.com/

گفتند شعرِ من ز بنفشہ شکر رُباست — زاں غیرتِ طبرزد و کعب الغزال شد
لوگ کہتے ہیں میرے اشعار نے بنفشہ کی شیرینی چھین لی — اس وجہ سے وہ مصری اور بتاشے کے لیے باعثِ شرمندگی

بادا دہانش تلخ کہ عیبِ نبات گفت — خاکش بسر کہ منکرِ آبِ زلال شد
اس کا منہ کڑوا ہو، جو مصری میں عیب نکالے — اس کے سر پر خاک، جو صاف پانی کا منکر ہو

آنکس کہ کور زاد ز مادر بعمرِ خویش — کے مشتری دلبرِ صاحب جمال شد
جو شخص ماں کے پیٹ سے اندھا پیدا ہوا ہو وہ اپنی عمر میں — کب حسین، دلبر کا خریدار بنتا ہے؟

بشنو خواجہ رساں اے رفیقِ وقت شناس — بخلوتے کہ در آں اجنبی صبا باشد
اے وقت شناس دوست خواجہ کے کان تک پہنچا دے — اس خلوت میں جہاں صبا بھی اجنبی ہو

لطیفۂ بمیان آر و خوش بخندانش — بنکتۂ کہ دلش را درآں رضا باشد
کوئی لطیفہ سنا، اور اس کو خوب ہنسا دے — اس نکتے سے جس سے اس کا دل راضی ہو جائے

پس آنگہے ز کرم آں قدر بریں لطف — کہ گر وظیفہ تقاضا کنم روا باشد
پھر اس وقت کرم کر کے نرمی سے اس قدر پوچھے — کہ اگر میں وظیفہ کا تقاضا کروں تو مناسب ہوگا؟

ز دانش مطلقاً بے بہرہ باشد — کہ از دنیا بشادی بہرہ جوید
وہ عقل سے بالکل بے بہرہ ہوگا — جو دنیا سے خوشی کا حصہ طلب کرے گا

بود از شربتِ شادی صائم الدہر — کہ جُلّابِ طرب از دہر جوید
وہ خوشی کے شربت سے ہمیشہ کا روزہ دار ہوگا — جو خوشی کا عرق محبوب زمانہ سے چاہے گا

کسے چوں نوشدارو جوید از دہر — کدامی نوشدارو زہر جوید
جب کوئی شخص زمانہ سے نوشدارو مانگتا ہے — نوشدارو کیا، وہ تو زہر مانگتا ہے

بلبل اندر نالہ و گل خندۂ خوش میزند — چوں نسوزد دل کہ دلبر در وے آتش میزند
بلبل نالہ کر رہی ہے اور گلاب خوب قہقہہ لگا رہا ہے — دل کیوں نہ جلے کہ معشوق اس میں آگ لگا رہا ہے

ناخوشیہا دیدہ ام زاں زاہدِ پشمینہ پوش — من غلامِ مطربم کابریشم خوش میزند
اس کمبل پوش، زاہد سے میں نے تکلیفیں اٹھائی ہیں — میں اس مطرب کا غلام ہوں، جو ریشم کے تار خوب بجا رہا ہے

زاہدا از تیرِ مژگانش حذر کردن چہ سود — زخمِ پنہاں چوں با بروے کمانش میزند
اے زاہد! اس کی پلکوں کے تیر سے بچنے سے کیا فائدہ؟ — جبکہ وہ پوشیدہ زخم، کمان جیسے ابروؤں سے لگاتا ہے

روح القدس آں سروشِ فرخ — از قبۂ طارمِ زبرجد
وہ مبارک غیبی فرشتہ، جبرئیل — زبرجدی بالاخانہ کے قبے سے

میگفت سحر گہاں کہ یارب — در دولت و حشمتِ مخلد
صبح کے وقت کہہ رہا تھا کہ یارب — دولت اور مستقل حشمت میں

بر مسندِ خسروی بماناد — منصورِ مظفرِ محمد
شاہی مسند پر رہے — محمد منصور کامیاب

تو نیک و بدِ خود ہم از خود بپرس — چرا دیگرے بایدت محتسب
تو اپنی نیکی اور بدی، خود اپنے آپ سے معلوم کر — دوسرا محتسب تجھے کیوں چاہیے؟

قطعات

۱ طبرزد ایک خاص قسم کی مصری کو کہتے ہیں۔ کعب الغزال ہرن کا ٹخنہ، بتاشے کو کہتے ہیں۔
۲ خواجہ کا مقررہ وظیفہ رُک گیا تھا اس پر قطعہ کہا ہے۔ صبا کے اجنبی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ایسی خاص تنہائی ہو کر وہاں صبا بھی موجود نہ ہو۔
۳ صائم الدہر وہ شخص جو بارہ مہینے روزے رکھتا ہو۔ جلاب گل اور آب سے بنا ہے۔ وہ شربت جو عرقِ گلاب سے تیار کیا گیا ہو۔
۴ روح القدس: جبرئیل، یعنی جبرئیل نے وہ دعا دی جو اگلے اشعار میں مذکور ہے، قبہ سے آسمان مراد ہے۔
۵ یہ شاہ شجاع کا بھتیجا ہے جس نے اس کے بیٹے سلطان زین العابدین کو شکست دیکر شیراز پر قبضہ کیا تھا۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

زہد دور باش و بہ نیکی بکوش — مکن عمر ضائع بلہو و لعب
بڑے کام سے دور رہ اور نیکی کی کوشش کر — کھیل کود میں اپنی عمر ضائع نہ کر

چو دانی کہ روزی دہندہ خداست — مدار از طمع قلب را منقلب
جب تجھے معلوم ہے کہ تجھے روزی دینے والا خدا ہے — لالچ کی وجہ سے دل کو الٹنے پلٹنے والا نہ بنا

چو دوناں دریں خاکدان دنی — ز بہر دو نان از چہ مضطرب
کمینوں کی طرح اس کمینی دنیا میں — دو روٹی کے لیے تو کیوں پریشان ہے،

وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ — وَیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ
جو خدا سے ڈرتا ہے خدا اس کے لیے نجات کی راہ پیدا فرما دیتا ہے — اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے کہ اسکو گمان بھی نہیں ہوتا ہے

بگوشم ہوش شے منہیے ندا در داد — ز حضرت احدی لا الٰہ الا اللہ
ایک دن گوش ہوش میں ایک خبر دینے والے نے کہا — اس اللہ کے دربار سے جس کے سوا کوئی معبود نہیں

کہ اے عزیز کسے را کہ خواری است نصیب — یقیں بداں کہ نیابد بزور منصب جاہ
کہ اے عزیز جس شخص کے نصیب میں ذلت ہے — یقین کر کہ طاقت سے منصب مرتبہ نہیں پا سکتا

بآب زمزم و کوثر سفید نتواں کرد — گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ
زمزم اور کوثر کے پانی سے سفید نہیں کیا جا سکتا ہے — اس شخص کے نصیب کی کملی کو جس کو کارکنان قضا نے سیاہ بنا ہے

آں حبۂ خضرا خور کہ ز روئے سبکروحی — ہر کو بخورد یک جو بر سیخ زند سیمرغ
وہ سبز دانہ کھا کہ مزاج کی سبکی کی وجہ سے — جو کوئی ایک جو کے برابر کھاتا ہے سیمرغ کو کباب بنا لیتا ہے

آں ذرہ کہ اعضا را در ولولہ اندازد — یک ذرہ و صد مستی یک حبہ و صد سیمرغ
وہ ذرہ جو اعضاء کو ولولہ میں ڈال دے — ایک ذرہ ہے اور سو مستیاں، ایک دانہ ہے اور سو سیمرغ

سگ بر آں آدمی شرف دارد — کہ دل مردماں بیازارد
اس آدمی پر کتا فضیلت رکھتا ہے — جو لوگوں کے دلوں کو آزردہ کرے

لیک سخن را حقیقتے باید — تا معانی بدل فرود آید
اس کلام میں کوئی حقیقت ہونی چاہئے — تاکہ معنی دل میں اتر جائیں

آدمی با تو دست در مطعوم — سگ ز بیرون آستاں محروم
آدمی کا ہاتھ تیرے ساتھ کھانے میں ہے — کتا چوکھٹ کے باہر محروم ہے

حیف باشد کہ سگ وفا دارد — و آدمی دشمنی روا دارد
افسوس ہے کہ کتا وفاداری کرے — اور آدمی دشمنی کو روا رکھے

صاحبم دوش بادہ لعل فرستاد — آں خطا ایں خطاب می ارزد
میرے دوست نے کل شراب بھیجی — وہ غلطی اس خطاب کے لائق ہے

لعل و یاقوت جام او گوئی — ملک مالک رقاب می ارزد
اس کے جام کو لعل اور یاقوت گویا — گردنوں کے مالک کے ملک کی قیمت رکھتا ہے

قطعۂ پیش او فرستادم — کہ بصد خم شراب می ارزد
میں نے اس کے پاس ایک قطعہ بھیجا — جو شراب کے سو مٹکوں کی قیمت رکھتا ہے

قطعات

سے یہ کلام اللہ کی ایک آیت کا اقتباس ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ جو شخص خدا سے ڈرتا ہے خدا اس کو بلا سان و گمان رزق دیتا ہے۔

سے جس کے مقدر میں ذلت ہے اس کو عزت نصیب نہیں ہو سکتی ہے۔ کالی گدڑی دھو کر سفید نہیں ہو سکتی ہے۔

سے سبز دانہ سے انگور کا دانہ مراد ہے یعنی شراب وہ نشہ کو پیدا کرتی ہے کہ انسان بے ہوش ہو کر سیمرغ کو کباب بنانے کا ارادہ کرتا ہے۔

سے مردم آزار انسان سے وفاداری کی وجہ سے کتا بہتر ہے اور کتا وفاداری کرے اور انسان کتے سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔

سے اس کے شراب بھیجنے کی غلطی پر یہ اس بات کا مستحق ہے جو اگلے شعر میں کہی گئی ہے۔

سے یہ دو شعر شعر خیال سے ہیں، نہ معلوم قطعہ کے ذیل میں کیوں لکھے گئے ہیں۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

قطعات

ای بادِ صبا اگر توانی — از راہِ وفا و مہربانی
اے صبا اگر ہو سکے — تو وفا اور مہربانی کی راہ سے

از من خبرے بہ یار بر، مادام — گو سوختہ تو در نہانی
میری خبر میرے یار کے پاس لے جا — کہ وہ جو تیرا پوشیدہ طور پر جلا ہوا ہے

می مُرد ز اشتیاق و میگفت — اے بے تو حرام زندگانی
اشتیاق سے مرا جاتا تھا اور کہتا تھا — اے دوست تیرے بغیر زندگی حرام ہے

شرابِ لعلِ مُروّق بجام گفت کہ من — چہار گوہرم اندر چہار جائے مدام
صاف سرخ شراب نے جام میں کہا کہ میں — چار جگہوں میں چار گوہر ہوں

زمردم برتاک و عقیق در شیشہ — سہیل در خُمم و آفتاب اندر جام
میں انگور کی بیل پر زمرد ہوں، شیشہ میں عقیق ہوں — مٹکے میں سہیل ہوں اور جام میں آفتاب ہوں

مرا حرام کہ گوید کہ وقتِ خوردنِ من — حلال زادہ برون آید از نتائجِ حرام
مجھے حرام کون کہتا ہے اس لئے کہ مجھے پینے کے وقت — حرامی نطفے سے حلال زادہ پیدا ہوتا ہے

اے گوہرِ اصلِ عالی جوہرت از حقد و حرص — وے مبرا ذاتِ میمون اخترت از زرق و ریو
اے وہ کہ تیرے جوہر کی بلند اصل کینے اور حرص سے پاک ہے — اور مبارک ستارے والی ذات مکر و فریب سے بری ہے

از بزرگی کے روا باشد کہ تشریفات را — از فرشتہ باز گیری و آنگہے بخشی بدیو
بزرگی سے کب جائز ہو گا کہ انعامات کو — فرشتے سے لے لے اور پھر شیطان کو دے دے

سرائے مدرسہ و بحثِ علم و طاقِ رواق — چہ سود چون دلِ دانا و چشمِ بینا نیست
مدرسہ کی سرائے، اور علم کی بحث، اور محراب اور برآمدہ — کیا فائدہ جبکہ دانا دل اور دیکھنے والی آنکھ نہیں ہے؟

سرائے قاضیِ یزد ارچہ منبعِ فضل است — خلاف نیست کہ علمِ نظر در آنجا نیست
یزد کے قاضی کا مکان اگرچہ علم کا سرچشمہ ہے — اس میں کسی کو اختلاف نہیں ہے کہ نظر بازی کا علم وہاں نہیں ہے

ایکہ از روزگار می طلبی — فرح و عیش و خرمی و طرب
اے وہ کہ تو زمانے سے طلب کرتا ہے — فرحت، اور عیش، اور خوشی اور مستی

فکرِ مال و منال و حشمت و جاہ — ہمہ بگذار و ساغرے بطلب
مال و منال اور حشمت اور جاہ کا فکر — سب چھوڑ اور ایک ساغر مانگ

دلا دیدی کہ آں فرزانہ فرزند — چہ دید اندر خمِ ایں طاقِ نیلی
اے دل تو نے دیکھا کہ اس عقلمند بچے نے — اس نیلگوں محراب کے خم میں کیا دیکھا

بجائے لوحِ سیمیں در کنارش — فلک بر سر نہادش لوحِ سنگیں
اس کی بغل میں چاندی کی تختی کی بجائے — آسمان نے اس کے سر پر پتھر رکھ دیا

بہ تنگے در طلبِ مالِ جہاں کردم سعی — تا بآخر خبرم شد کہ زنفعش ضرر است
میں نے ایک مدت تک دنیا کے مال کی طلب میں کوشش کی — یہاں تک کہ آخر میں مجھے پتہ چل گیا کہ اس کے نفع میں نقصان ہے

عوضِ ہر چہ فلک داد ز من باز ستد — نکند فائدہ فریادِ جوانی چہ سرست
جو چیزیں آسمان نے مجھے دیں ان کا بدلہ واپس لے لیا — جوانی کی فریاد کوئی فائدہ نہیں دیتی، سب کیا خیال ہے!

۱؎ شراب نے کہا میں چار جگہ پر چار گوہروں کی طرح ہوں۔ انگور کی بیل پر جب تک ہوتی ہے زمرد ہوں، شیشہ میں آ کر سرخ عقیق ہوں، مٹکے میں سہیل ستارہ اور جام میں آفتاب ہوں۔ مجھے کیسے حرام کہا جائے، حلال زادہ حرام زادہ سے ممتاز ہو جاتا ہے۔ شراب پینے کے بعد انسان کی اصل حقیقت اور اس کے اخلاق ظاہر ہو جاتے ہیں۔
۲؎ یہ قطعہ بھی اشتیاق ہے یعنی تیری ذات حرص سے پاک ہے۔ تیری بندگی کے یہ شایانِ شان نہیں ہے کہ دوسرے تیرے عطیات سے فائدہ اٹھائیں اور میں محروم رہوں۔
۳؎ علمِ نظر، بحث و مناظرہ کو کہا جاتا ہے لیکن یہاں اگر نظر بازی اور شاہد بازی کے معنی لئے جائیں تو زیادہ اچھا ہے۔
۴؎ یہ قطعہ کسی بچے کے مرثیہ میں کہا ہے۔ لوحِ سیمیں چاندی کی تختی، لوحِ سنگیں سے قبر کا پتھر مراد ہے۔
۵؎ یعنی دیکھنے میں آیا اس کا نقصان ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

عمر ضایع شد و از مال زیانے دارد
عمر ضائع ہو گئی، اور مال میں بھی نقصان ہے
اندُهِ عمر کنوں از ہمہ غمہا بترست
اب عمر کا غم سب غموں سے بدتر ہے

بعد ازیں یک نفس از عمر کہ ملک دو جہاں
اس کے بعد عمر کا ایک سانس دونوں جہاں کے ملک کے بدلے
نفروشم کہ بچشم دو جہاں مختصرست
میں نہیں بیچوں گا اس لیے کہ میری آنکھوں میں دونوں جہان مختصر ہیں

مالکِ ملکِ قناعت چو شدم گفتم فاش
میں جب قناعت کے ملک کا مالک ہو گیا تو کھلم کھلا میں نے کہا
کز سر بہرہ چہ زیادت مرادِ درست
کہ سر کے علاوہ جو کچھ زیادہ ہے وہ درد سر ہے

گنجہا یافتہ ام در دلِ ویراں ز ہنر
میں نے اپنے ویران دل میں ہنر سے خزانے پائے ہیں
گرچہ بے جلیت ضمیرم کہ سراسر ہنرست
اگرچہ میرا دل کیسا صاف ہے جو سراسر ہنر ہے

بعد ازیں ہر چہ رسد از بد و نیک اے حافظ
اے حافظ! اس کے بعد جو کچھ نیک اور بد حاصل ہو
غم مخور شاد بزی زانکہ جہاں گذرست
غم نہ کر، خوش رہ اس لیے کہ دنیا فانی ہے

ہر کہ آمد در جہانِ پُر ز شور
پُر فساد دنیا میں جو آیا
عاقبت میبایدش رفتن بگور
انجام کار اس کو قبر میں جانا پڑے گا

در رہِ عقبیٰ ست دنیا چوں پُلے
آخرت کے راستہ میں دنیا ایک پل کی طرح ہے
بے بقا جائے و ویراں منزلے
ناپائدار رہنے والی جگہ اور ایک ویران منزل ہے

دل منہ برایں پُلِ پُر ترس و بیم
اس پُر خوف و خطر پل سے دل نہ لگا
برگِ رہ سازو مشو اینجا مقیم
راستہ کا سامان تیار کر، اور اس جگہ مقیم نہ ہو

نزدِ اہلِ معنی ایں کاخِ سپنج
یہ بے حقیقت محل، اہل باطن کے نزدیک
ہست چوں ویرانۂ خالی ز گنج
اس ویرانے کی طرح ہے جو خزانے سے خالی ہے

دور باش از دوستیِ مال و جاہ
مال اور مرتبہ کی دوستی سے دور رہ
زانکہ مالت مار و جاہت ہست چاہ
اس لیے کہ تیرا مال سانپ اور مرتبہ کنواں ہے

من گرفتم خود توئی بہرامِ گور
میں نے مانا کہ تو خود بہرام گور ہے
خواہی افتاد آخر اندر دامِ گور
بالآخر تو قبر کے جال میں پھنسے گا

گر نہ کوری گور می بیں گفتمت
میں تجھ سے کہتا ہوں اگر تو اندھا نہیں ہے تو قبر کو دیکھ
یک زماں بیکار منشیں گفتمت
میں نے تجھ سے کہا تھوڑی دیر کے لیے بھی بیکار نہ بیٹھ

ہیچکس را نیست زیں منزل گزیر
اس منزل سے کسی کو چارہ نہیں ہے
از گدا و شاہ و از برنا و پیر
خواہ فقیر ہو یا بادشاہ، خواہ جوان ہو یا بوڑھا

اے کہ بر ما بگذری دامن کشاں
اے وہ کہ جو ہمارے پاس سے دامن کھینچتا ہوا گزرتا ہے
از سرِ اخلاص الحمدے بخواں
خلوص کے طور پر سورۂ فاتحہ پڑھ

فسادِ چرخ نہ بینیم و نشنویم ہنوز
ہم ابھی تک آسمان کا فساد دیکھتے ہیں نہ سنتے ہیں
کہ چشمہا ہمہ کورست و گوشہا ہمہ کر
اس لیے کہ سب آنکھیں اندھی ہیں اور سب کان بہرے ہیں

بسا کساں کہ مہ و مہر باشدش بالیں
بہت سے وہ لوگ ہیں کہ سرہانے سورج اور چاند ہوتے ہیں
بعاقبت ز گل و خاک باشدش بستر
انجام کار ان کا بستر مٹی اور خاک سے ہوتا ہے

حاشیہ:

۱ مال بھی ضائع ہوا اور عمر بھی برباد ہو گئی عمر کی بربادی کا زیادہ افسوس ہے۔

۲ قناعت حاصل ہو جانے کے بعد یہ حق کہہ رہا ہوں کہ انسان کو اپنے سر کا مالک ہونا چاہیے اس سے علاوہ اگر کچھ ہے تو وہ صدر سری کا باعث ہے۔

۳ دنیا میں آنے کے بعد لامحالہ ہر شخص کو قبر میں جانا ہے۔

۴ دنیا آخرت کا پل ہے پل پر کوئی شخص قیام نہیں کرتا ہے بلکہ وہ محض گذر جانے کے لئے ہوتا ہے۔

۵ بہرام بادشاہ کو گورخر کے شکار کا بہت زیادہ شوق تھا اسی لئے بہرام گور کہلانے لگا دام گور یعنی مر کر قبر میں جائے گا۔

۶ جو شخص ہمیشہ ہماری قبر سے گذرے اس کو سورۂ فاتحہ پڑھ کر ہمیں ایصال ثواب کرنا چاہیے۔

۷ چونکہ ہم اندھے اور بہرے ہیں اس لیے زمانے کے فساد کو دیکھتے ہیں نہ سنتے ہیں۔

قطعات

http://www.muftbooks.blogspot.com/

چه فائده ز زره باکشادِ تیرِ قضا — چه منفعت ز سپر با نفاذِ تیغِ قدر
قضا کا تیر چھوٹنے پر زرہ سے کب نفع ہو؟ — تقدیر کی تلوار چلنے پر ڈھال سے کیا فائدہ؟

اگر ز آهن و فولادِ سوده حصن کنی — حواله چوں برسد زود اجل بکوبد در
اگر تو پسے ہوئے لوہے اور فولاد سے قلعہ بنا لے — جب وقت آ جاتا ہے تو موت جلد دروازہ کھٹکھٹا دیتی ہے

بروشنی خوش و عیش و نوش غره مشو — که ظلمت از پے نور است و زهر زیر شکر
اچھی روشنی اور عیش اور پینے پلانے سے دھوکا مت کھا — اس لیے کہ تاریکی نور کے پیچھے ہے اور زہر شکر کے نیچے ہے

درے که بر تو کشایند از هوا مکشاے — رہے که بر تو نمایند از هوس مسپر
خواہش نفسانی کا جو دروازہ تجھ پر کھولیں اسے مت کھول — ہوس کی جو راہ تجھے دکھائیں اس پر مت چل

براهِ تو همه چاه است سر نهاده مرو — بجامِ تو همه زهر است ناچشیده مخور
تیرے راستے میں سب کنوئیں ہیں، سر جھکا کے مت چل — تیرے جام میں سب زہر ہے بغیر چکھے نہ پی

عیارِ چرخ بگیر و نهادِ دور نگر — بساطِ حرص بچین و لباسِ آز بدر
آسمان کی آزمائش کر اور زمانہ کی فطرت دیکھ — حرص کی بساط لپیٹ دے اور لالچ کا لباس پھاڑ دے

قطعات

دل منه بر دنیا و اسبابِ او — زانکه از وے کس وفاداری ندید
دنیا اور اس کے سامان سے دل نہ لگا — اس لیے کہ اس سے کسی نے وفاداری نہیں دیکھی ہے

کس عسل بے نیش ازیں دکاں نخورد — کس رطب بے خار ازیں بستاں نچید
اس دکان سے کسی نے بغیر ڈنک کے شہد نہیں کھایا — کسی نے بغیر کانٹے کے اس باغ سے کھجور نہیں چنی

هر که ایامے چراغے بر فروخت — چوں تمام افروخت بادش در دمید
جس نے چند دن چراغ جلایا — جب پورا روشن ہو گیا، ہوا نے اسکو بجھا دیا

بے تکلف هر که دل بر وے نهاد — چوں بدیدم خصمِ خود می پرورید
جس نے اس سے بے تکلف دل لگایا — جب میں نے دیکھا تو وہ اپنا دشمن پال رہا تھا

شاهِ غازی خسرو گیتی ستاں — آنکه از شمشیرِ او خوں می چکید
غازی بادشاہ، دنیا کا فاتح خسرو — وہ کہ جس کی تلوار سے خون ٹپکتا تھا

گر بیک حمله سپاہے می شکست — گر بهوئے قلبِ کوہے می درید
کبھی ایک حملہ سے لشکروں کو شکست دیتا تھا — کبھی ایک ہُو سے پہاڑ کا دل پھاڑتا تھا

سروراں را بے گنه میکرد حبس — گردناں را بے سخن سر می برید
سرداروں کو بے خطا قید کر دیتا تھا — بے بات لوگوں کے سر کاٹتا تھا

از نهیبش پنجه می افگند شیر — در بیاباں نامِ او چوں می شنید
اس کے خوف سے شیر پنجے ڈھیلے کر دیتا تھا — جنگل میں جب اس کا نام سن لیتا تھا

عاقبت شیراز و تبریز و عراق — چوں مسخر کرد وقتش در رسید
انجام کار جب اس نے شیراز اور تبریز اور عراق کو — فتح کر لیا تو اس کا وقت آ گیا

آنکه روشن بد جهاں بینش باو — میل در چشمِ جهاں بینش کشید
جس کی وجہ سے اس کی آنکھ روشن تھی — اس نے اس کی جہاں بین آنکھ میں سلائی پھیر دی

۱ے اگر انسان آہنی قلعوں میں بھی رہے تو موت کا وقت آنے پر وہ مارا جائے گا۔
۲ے انسان کے راستے میں بہت سے کنوئیں ہیں اور اس کے جام میں زہر ہے لہٰذا ہوش سے کام کرنا چاہیے۔
۳ے یہ قطعہ امیر مبارز الدین کی گرفتاری پر لکھا ہے یعنی دنیا ناپائدار ہے اس پر بھروسہ مناسب نہیں ہے۔
۴ے دنیا کی ہر راحت تکلیف سے ملی ہوئی ہے۔
۵ے دنیا مراد ہے
۶ے شاہ غازی سے امیر مبارز الدین محمد مراد ہے جس کو اس کے بیٹے شاہ شجاع نے گرفتار کر کے اور آنکھوں میں گرم سلائی پھروا کر سرنگوں کر دیا تھا اور پھر خود شیراز کا بادشاہ بن گیا تھا

http://www.muftbooks.blogspot.com/

بعہدِ سلطنتِ شاہ شیخ ابو اسحاق[1]
شیخ ابو اسحاق بادشاہ کی سلطنت کے زمانے میں
بہ پنج شخص عجب ملکِ فارس بود آباد
ملک فارس پانچ عجیب شخصیتوں کی وجہ سے آباد تھا

نخست پادشہے ہمچو او ولایت بخش
اوّل، اس جیسا ملک بخشنے والا بادشاہ
کہ جان خویش بپرورد و دادِ عیش بداد
جس نے اپنی جان کی پرورش کی اور عیش کی داد دی

دگر مربیِ اسلام شیخ مجد الدین
دوسرے اسلام کے مربی شیخ مجد الدین
کہ قاضیے بہ از آں آسماں ندارد یاد
کہ ان سے بہتر کوئی قاضی آسمان کو یاد نہیں ہے

دگر شہنشہِ دانش عضد کہ در تصنیف
تیسرے، عقل کا بادشاہ عضد الدین کہ تصنیف میں
زیمنِ ہمتِ او کار ہائے بستہ کشاد
اس کی توجہ کی برکت سے بندھے ہوئے کام کھلے

دگر بقیۂ ابدال شیخ امین الدین
چوتھے، ابدال کے بقیہ شیخ امین الدین
بنائے کارِ موافق بنامِ شاہ نہاد
جنہوں نے موافق کام کی بنیاد بادشاہ کے نام پر رکھی

دگر کریم چو حاجی قوام دریا دل
پانچویں، حاجی قوام جیسا سخی دریا دل
کہ نامِ نیک ببرد از جہاں ز بخشش و داد
جو بخشش اور عطا کر کے جہان میں نیک نام پیدا کر گیا

نظیرِ خویش نہ بگذاشتند و بگذشتند
انہوں نے اپنی مثال نہ چھوڑی اور چلے گئے
خدائے عز و جل جملہ را بیامرزاد
اللہ تعالیٰ سب کی بخشش کرے

مثنوی[2]

الا اے آہوئے وحشی کجائی
اے وحشی ہرن تو کہاں ہے؟
مرا با تست بسیار آشنائی
مجھے تجھ سے بہت محبت ہے

دو تنہا و دو سرگردان بیکس
دو تنہا، اور دو حیران، بیکس ہیں
دو راہ اندر کمیں از پیش و از پس
آگے اور پیچھے سے درندے گھات میں ہیں

بیا تا حالِ یکدیگر ببینیم
آجا، تاکہ ہم ایک دوسرے کا حال جان لیں
زمانے پیش یکدیگر نشینیم
تھوڑی دیر مل کر بیٹھیں

حدیثِ دردِ دوری را نخوانیم
فراق کے درد کا قصہ ہم نہ پڑھیں
مرادِ ہم بجوئیم ار توانیم
اگر ہو سکے تو ایک دوسرے کی مراد ڈھونڈیں

کہ می بینم دریں دشتِ مشوش
اس لیے کہ میں اس پُرشورش جنگل میں دیکھتا ہوں
چراگاہے ندارم خرم و خوش
کہ میرے پاس کوئی سرسبز اور اچھی چراگاہ نہیں ہے

کہ خواہد شد بگوئید اے حبیباں
اے دوستو! بتاؤ کون ہوگا
رفیقِ بیکساں یارِ غریباں
بیکسوں کا دوست، غریبوں کا یار

مگر خضرِ مبارک پے درآید
شاید بابرکت خضر آجائے
زیمنِ ہمتش ایں رہ سر آید
اس کی توجہ کی برکت سے یہ راستہ طے ہو جائے

[1] شاہ ابو اسحاق شیراز کا والی ہے جس کو امیر مبارز الدین نے شکست دی تھی۔ اس قطعہ میں ابو اسحاق کے عہد کی پانچ (۵) شخصیتوں کا ذکر ہے۔
[2] مثنوی کے معنی دو دو والا ہیں چونکہ مثنوی کے ہر شعر کے دونوں مصرعے ایک قافیہ کے ہوتے ہیں گویا ہر شعر دو قافیے والا ہے۔ قافیے کے اعتبار سے مثنوی کا ہر شعر جداگانہ ہوتا ہے۔ لیکن مضمون مسلسل ہوتا ہے۔
[3] دوسرے سے مراد خود شاعر مراد ہے۔
[4] درد اور غم سے قطع نظر کر کے ایک دوسرے کی مراد کریں۔
[5] دشت مشوش سے مراد عشق مراد ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

مگر وقت عطا پروردن آمد
شاید عطا پروری کا وقت آگیا ہے
که فالم لاتذرنی فردا آمد
اس لیے کہ "مجھے اکیلا نہ چھوڑ" میری فال نکلی ہے

که روزی رهروی در سرزمینی
اس لیے کہ ایک دن ایک راہ چلنے والا ایک ...
همی گفت این معما با قرینی
ایک ساتھی سے یہ معما کہہ رہا تھا

که ای سالک چه در انبانه داری
کہ اے سالک تو تھیلے میں کیا رکھتا ہے؟
بیا دامی بنه گر دانه داری
آ، جال بچھا، اگر دانہ رکھتا ہے

جوابش داد و گفتا دانه دارم
اس نے اس کو جواب دیا، میرے پاس دانہ ہے
ولی سیمرغ می باید شکارم
لیکن میں سیمرغ کا شکار کرنا چاہتا ہوں

بگفتا چون بدست آری نشانش
اس نے کہا، تو اس کا پتہ کیسے لگائے گا؟
که از ما بی نشانست آشیانش
کیونکہ ہم سے اس کے آشیانہ کا کوئی پتہ نہیں ہے

بگفتا گرچه این امر محالست
اس نے کہا، اگرچہ یہ محال بات ہے
ولیکن ناامیدی هم وبالست
لیکن مایوسی بھی وبال ہے

همی تا جان بود در تن بکوشم
جب تک بدن میں جان ہے، میں کوشش کروں گا
بود کز جام او یک جرعه نوشم
ہو سکتا ہے کہ میں اس کے جام سے ایک گھونٹ پی لوں

مرا بگذشت آب فرقت از سر
میرے سر سے جدائی کا پانی گزر گیا ہے
درین حالم مدارایست درخور
اس حالت میں تو مجھ کو صبر کرنا مناسب ہے

هم اکنون راه ملک خویش گیرم
میں اب اپنے ملک کا راستہ اختیار کرتا ہوں
وگر میرم هم اندر راه میرم
اگر مروں گا بھی تو راستے میں مروں گا

غریبانی که حالم را ببینند
جو مسافر میرا حال دیکھیں گے
بمرگم بر سر بالین نشینند
مرنے پر میرے سرہانے بیٹھ جائیں گے

غریبان را غریبان یاد آرند
پردیسیوں کو پردیسی یاد رکھتے ہیں
که ایشان یکدگر را یادگارند
اس لیے کہ وہ ایک دوسرے کی یادگار ہیں

خدایا چارهٔ بیچارگانی
اے خدا تو ہی بے چاروں کا چارہ ہے
مراد بنده را چاره تو دانی
بندے کے مقصد کی تو تدبیر جانتا ہے

چنان کز شب برآری روز روشن
جس طرح تو رات سے روشن دن برآمد کر دیتا ہے
ازین اندوه برآور شادی من
اس غم سے میری خوشی برآمد کر دے

ز هجرانت همی دارم شکایت
تیرے فراق سے مجھے شکوہ ہے
نمی گنجد در اینجا این حکایت
اس جگہ اس قصہ کی گنجائش نہیں ہے

رفیقان قدر یکدیگر بدانید
اے ساتھیو ایک دوسرے کی قدر پہچانو
مرادی هم بجوئید ار توانید
اگر کر سکتے ہو تو کسی مراد کی جستجو کرو

چو آن سرو روان شد کاروانی
جبکہ وہ سرو رواں چلتا ہوا قافلہ والا بن گیا
بگفتا صبر کن تا می توانی
بولا، جب تک تجھ سے ہو سکے صبر کر

۱ قرآن پاک میں ہے رب لا تذرنی فردا و انت خیر الوارثین۔ اے خدا مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور تو سب وارثوں سے بہتر ہے۔ اس شعر میں اسی آیت کی طرف اشارہ ہے۔
۲ سالک نے جواب دیا کہ دانہ تو ہے لیکن میں اس سے سیمرغ کا شکار کرنا چاہتا ہوں۔
۳ میں اس دنیا میں پردیسی ہوں اپنے وطن کا راستہ اختیار کروں گا۔ اگر موت بھی آئے تو وطن کے راستے میں آئے گی اور مسافر ہوں گے وہ تو میری تربت پر بیٹھیں گے اس لیے کہ مسافر مسافر کا ہمدرد ہوتا ہے۔ جس طرح ظلمات کی تاریکی میں صبح کی روشنی نمودار ہوتی ہے اسی طرح میرے غم سے خوشی نمودار ہو سکتی ہے۔
۴ یعنی جب محبوب قافلے کے ساتھ چلا اور مجھ کو صبر کی تلقین کرنے لگا۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

مثنوی

مدہ جام مے و پائے گل از دست[۱]
شراب کو جام اور گلزار، ہاتھ سے نہ چھوڑ
ولے غافل مشو از چرخ بدمست
لیکن بدمست آسمان سے غافل نہ ہو

لب سرچشمہ و برطرف جوئے
چشمے کے کنارے، اور نہر پر
نم اشکے و با خود گفتگوئے
آنسوؤں کی نمی ہو اور اپنے آپ سے باتیں

بیاد رفتگان و دوستداراں
دوستوں اور گذرے ہوؤں کی یاد پر
توافق کن تو با ابر بہاراں[۲]
تو موسم بہار کے ابر سے موافقت کر

چونالاں آیدت ابر رواں پیش
جب ابر رواں، تیرے سامنے روتا ہوا آئے
مدد بخشش ز آب دیدۂ خویش
اپنی آنکھ کے آنسوؤں سے اس کی مدد کر

نکرد آں ہمدم دیرین مدارا
اس قدیم ساتھی نے مروت نہ برتی
مسلماناں مسلماناں خدارا
اے مسلمانو! خدا کے لئے ہے

چناں بیرحم زد تیغ جدائی
جدائی کی تلوار اس قدر بے رحمی سے چلائی
کہ گوئی خود نبودہ است آشنائی
کہ گویا دوستی تھی ہی نہیں

برفت و طبع خوش باشم حزیں کرد
وہ چلا گیا، اور میری خوش رہنے والی طبیعت کو غمگین کر گیا
برادر با برادر کے چنیں کرد
بھائی نے بھائی کے ساتھ ایسا کب کیا ہے؟

مگر خضر مبارک پے تواند[۳]
شاید مبارک قدم خضر
کہ ایں تنہا بآں تنہا رساند
کہ اس اکیلے کو اس اکیلے کے پاس پہنچا دے

نیاز من چہ وزن آرد بدیں ساز
اس نمائش میں میری نیاز مندی کا کیا وزن ہے
کہ خورشید غنی شد کیسہ پرداز
اس لئے کہ مالدار سورج خالی تھیلی والا ہو گیا

تو گوہر بیں و از خر مہرہ بگذر
تو موتی کو دیکھ اور کوڑی کو چھوڑ دے
ز طرزے کاں نگردد شہرہ بگذر
اس طرز سے گذر جس سے شہرت نہ ہو

چو من ماہی کلک آرم بتحریک
جب میں قلم کی مچھلی کو حرکت میں لاؤں
تو از نون والقلم می پرس تفسیر[۴]
تو نون اور قلم کی تفسیر پوچھ لے

رواں را با خرد در ہم سرشتند
روح کو عقل کے ساتھ گوندھا
وز آں تخمے کہ حاصل بود کشتند
اس سے جو بیج پیدا ہوا اس کو بویا

بیا و نکہتے زاں طیب امید
اس امید کی خوشبو سے مہک لا
مشام جان معطر ساز جاوید
جان کے دماغ کو ہمیشہ معطر بنا

کہ ایں نافہ ز چین زلف حورست
اس لئے کہ یہ نافہ، حور کی زلف کی شکن کا ہے
نہ زاں آہو کہ از مردم نفورست
اس ہرن کا نہیں ہے جو انسانوں سے متنفر ہے

چرا با بخت خود چندیں ستیزم
میں اپنے نصیبے سے اس قدر کیوں لڑوں؟
چرا از طالع خود می گریزم
میں اپنے مقدر سے کیوں بھاگوں؟

درین وادی ز بانگ چنگ بشنو[۵]
اس میدان میں چنگ کی آواز سے سن
کہ صد من خون مظلوماں بیک جو
کہ مظلوموں کا سو من خون ایک جو کی قیمت کا ہے

[۱] جام اور گلستان کو ترک نہ کرنا چاہئے لیکن آسمان کی بدمستی سے غفلت نہیں اختیار کرنی چاہئے۔
[۲] جس طرح ابر بہار آنسو بہاتا ہے تو بھی گذرے ہوؤں کو یاد کر کے رو۔
[۳] مجھ تنہا کو محبوب تک خضر مبارک قدم ہی پہنچا سکتے ہیں۔
[۴] ن والقلم وما یسطرون قرآن پاک کی آیت ہے جس کی طرف اس شعر میں اشارہ ہے یعنی قلم اسرار ظاہر کرتا ہے۔
[۵] میدان عشق میں عاشقوں کے خون کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

پر جبریل را اینجا بسوزند
اس جگہ جبریل کے پر جلا دیتے ہیں
بدا من کودکاں آتش فروزند
بچے دامن سے آگ روشن کر دیتے ہیں

سخن گفتن کرا یارا است اینجا
اس مقام پر کس کو بات کرنے کی طاقت ہے؟
تعالی اللہ چہ استغناست اینجا
خدا بلند ہے اس جگہ کیا بے نیازی ہے!

برو حافظ دریں معرض مزن دم
اے حافظ جا! اس میدان میں سانس نہ لے
سخن کوتاہ کن واللہ اعلم
بات مختصر کر اور خدا زیادہ جاننے والا ہے

قصائد

جوزا سحر نہاد حمائل برابرم
صبح کو، جوزا نے پرتلا میرے سامنے رکھ دیا
یعنی غلام شاہم و سوگند میخورم
یعنی میں شاہ کا غلام ہوں، اور میں قسم کھاتا ہوں

ساقی بیا کہ از مدد بخت ساز گار
اے ساقی آجا اس لئے کہ موافق نصیبے کی مدد سے
کامے کہ خواستم ز خدا شد میسرم
جو مقصد میں نے خدا سے مانگا وہ مجھے مل گیا

جامے بدہ کہ باز بشادی روے شاہ
ایک جام لا، اس لئے کہ پھر شاہ کے چہرہ کی خوشی میں
پیرانہ سر ہوائے جوانی ست در سرم
بڑھاپے میں جوانی کی خواہش میرے سر پر سوار ہے

راہم مزن بوصف زلال خضر کہ من
خضر کے پانی کی تعریف کرکے مجھے راستہ سے نہ بہکا، کیونکہ میں
از جام شاہ جرعہ کش حوض کوثرم
شاہ کے جام سے حوض کوثر کے گھونٹ پی رہا ہوں

شاہا من ار بعرش رسانم سریر فضل
اے بادشاہ اگر میں بزرگی کا تخت عرش پر بھی پہنچا دوں
مملوک ایں جنابم و مسکین ایں درم
تو بھی اس دربار کا غلام اور اس در کا فقیر ہوں

من جرعہ نوش بزم تو بودم ہزار سال
میں ہزاروں سال تیری محفل کا جرعہ نوش رہا ہوں
کے ترک آبخور کند ایں طبع خوگرم
میری عادی طبیعت اس آبخورہ کو کب چھوڑ سکتی ہے؟

گر باورت نمی شود از بندہ ایں حدیث
اگر تجھے غلام کی اس بات پر یقین نہیں ہے
از گفتۂ کمال دلیلے بیاورم
کمال کی بات سے ایک دلیل لاتا ہوں

گر بر کنم دل از تو و بردارم از تو مہر
اگر تجھ سے دل ہٹاؤں اور تجھ سے محبت ہٹا لوں
آں مہر بر کہ افگنم آں دل کجا برم
وہ محبت کس سے کروں، اس دل کو کہاں لے جاؤں!

منصور بن محمد غازیست حرز من
منصور بن محمد غازی کا بیٹا، میری حفاظت کا تعویذ ہے
وز ایں خجستہ نام بر اعدا مظفرم
اس بابرکت نام کی وجہ سے دشمنوں پر کامیاب ہوں

عہد الست من ہمہ با مہر شاہ بود
میرا عہد الست شاہ کی محبت پر تھا
در شاہراہ عمر ازیں عہد نگذرم
زندگی کی شاہراہ میں، میں اس سے نہ گزروں گا

گردوں چو کرد نظم ثریا بنام شاہ
جب آسمان نے ثریا کو شاہ کے نام پر پرو دیا ہے
من خود چرا چنیں نہ کنم از کہ کمترم
میں خود ایسا کیوں نہ کروں، میں کس سے کم ہوں!

شے عدد اس قصیدہ بے نیاز ہے کہ یہاں بات کرنے کی بھی مجال نہیں ہے۔ قصیدہ اشعار کے مجموعہ کو کہتے ہیں جس میں کسی کی تعریف یا مذمت ہو اس کا مضمون مسلسل ہوتا ہے اس کے مطلع کے دونوں مصرعوں کا قافیہ ایک ہوتا ہے باقی اشعار میں ہر شعر کے دوسرے مصرعہ کا قافیہ مطلع کے قافیہ کے مطابق ہوتا ہے۔ یہ قصیدہ شاہ منصور کی تعریف میں ہے جس نے شاہ شجاع کے بعد زین العابدین کو شکست دے کر شیراز پر قبضہ کیا تھا۔
ے جوزا سے مراد برج نہیں ہے بلکہ وہ آسمانی شکل مراد ہے جس میں ایک مرد دو گرسیوں پر کھڑا ہے اور ایک تلوار لٹکائے ہوئے ہے۔
ے بادشاہ کو دیکھ کر خوشی سے بڑھاپے میں جوانی کے جذبات پیدا ہو گئے ہیں۔
ے ہزار سال سے مراد ازل سے ابد تک۔
ے عہد الست وہ عہد ہے جو ازل میں اللہ نے اپنے بندوں سے لیا تھا "الست بربکم" جواب میں سب بولے "بلیٰ" یعنی میرا عہد الست شاہ کی محبت پر ہوا تھا۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

شاہیں صفت چو طعمہ چشیدم بدستِ شاہ
جب سے میں نے باز کی طرح شاہ کے ہاتھ کا لقمہ کھایا ہے
کے باشد التفات بصیدِ کبوترم
کبوتر کے شکار کی طرف میری توجہ کب ہو سکتی ہے

اے شاہِ شیرگیر چہ کم گردد ار شود
اے شیر کو پکڑنے والے بادشاہ آپ کا کیا کم ہو جائے گا اگر ہو جائے
در سایۂ تو ملکِ فراغت میسرم
تیرے سایہ میں مجھ کو فراغت کا ملک حاصل ہو

بالُ خورِ بے مدام و ایں طرفہ تر کہ نیست
میں پیالہ اور شراب نہیں رکھتا ہوں، اور یہ عجیب بات ہے
غیر از ہوائے منزلِ سیمرغ در سرم
کہ میرے سر میں کوئی ہوا بجز سیمرغ کی منزل کے سوا نہیں ہے

بر گلشنے اگر بگذشتم چو بادِ صبح
اگر میں کسی چمن پر صبح کی ہوا کی طرح گزرا
نے عشقِ سرو بود و نہ شوقِ صنوبرم
تو نہ مجھے کسی سرو کا عشق تھا نہ کسی صنوبر کا شوق

بوئے تو می شنیدم و بر یادِ روئے تو
میں تیری خوشبو سونگھتا اور تیرے چہرے کی یاد پر
دادند ساقیانِ طرب یک دو ساغرم
مستی کے ساقیوں نے مجھے ایک دو ساغر دیئے

مستی بآبِ یک دو قدح وضعِ بندہ نیست
ایک دو پیالوں کے پانی سے مست ہو جانا بندہ کی وضع نہیں ہے
من سالخوردہ پیرِ خرابات پرورم
میں شراب خانہ میں پلا ہوا، پرانا بوڑھا ہوں

با سیرِ اختر و فلکم داوری بسے ست
ستاروں اور آسمان کی رفتار سے میرا بہت جھگڑا ہے
انصافِ شاہ باد دریں قصہ داورم
اس قصہ میں بادشاہ کا انصاف میرا منصف ہو

شکرِ خدا کہ باز دریں اوجِ بارگاہ
خدا کا شکر ہے کہ پھر اس دربار کی بلندی میں
طاؤسِ عرش می شنود صیتِ شہپرم
تخت کا مور میرے شہپر کی آواز سن رہا ہے

نامم ز کارخانۂ عشاق محو باد
خدا کرے عاشقوں کے کارخانہ سے میرا نام مٹ جائے
گر جز محبتِ تو بود شغلِ دیگرم
اگر تیری محبت کے سوا میرا کوئی دوسرا شغل ہو

شبل الاسد بصیدِ دلم حملہ کرد و من
شیر کے بچے نے میرے دل کو شکار کرنے کیلئے حملہ کیا
گر لاغرم و لیک شکارِ غضنفرم
اگرچہ لاغر ہوں لیکن شیر ببر کا شکار ہوں

اے عاشقانِ روئے تو از ذرہ بیشتر
اے وہ کہ تیرے عاشق سورج سے بھی بہت زیادہ ہیں
من کے رسم بوصلِ تو کز ذرہ کمترم
میں تیرے وصل تک کب پہنچ سکتا ہوں کیونکہ ایک ذرہ سے بھی کمتر ہوں

بنما بمن کہ منکرِ حسنِ رخِ تو کیست
مجھے دکھا کہ تیرے رخ کے حسن کا منکر کون ہے
تا دیدہ اش بگزلکِ غیرت برآورم
کہ میں اس کی آنکھیں غیرت کی چھری سے نکال لوں

مقصود ازیں معاملہ بازارِ تیزِ تست
اس معاملہ سے مقصود تیرا تیز بازار ہے
نے جلوہ می فروشم و نے عشوہ می خرم
نہ تو جلوہ فروشی کرتا ہوں نہ ناز خریدتا ہوں

بر من فتادہ سایۂ خورشیدِ سلطنت
میرے اوپر سلطنت کے آفتاب کا سایہ پڑا ہے
اکنوں فراغت است ز خورشیدِ خاورم
مجھے اب مشرق کے سورج سے فراغت ہے

شعرم بیمنِ مدحِ تو صد ملکِ دل کشاد
میرے اشعار نے تیری تعریف کی برکت سے دل کے سو ملک فتح کر لئے
گوئی کہ تیغِ تست زبانِ سخنورم
گویا کہ میری سخنور زبان تیری تلوار ہے

حافظ ز جاں محبِ رسول ست و آلِ او
حافظ جان سے رسول اور ان کی آل کا محب ہے
بر ایں سخن گواست خداوندِ اکبرم
اس بات پر میرا رب اکبر گواہ ہے

ے یعنی اگرچہ کہ وہ اسد بے طاقت ہوں لیکن محبوب کو دل کی جیتوں میں ہوں۔
ے یعنی اپنا شراب نوش ہوں ایک دو پیالوں سے بیست نہیں ہوتا ہوں۔
ے شاہی تخت کو مور کی شکل میں بنایا جاتا تھا شاہجہاں کا مشہور تخت طاؤس بھی اسی شکل طاؤس کا تھا
ے یعنی ممدوح جو کا ممدوح مجھے اپنا قصیدہ خواں نہیں بنا سکتا ہے رقیب پیچھے کے وہ بھی مشتاق ہیں جو گیزرا مرواسیدگے ہیں۔
ے میں ایک ذرہ قدرہ ہوں مجھے تیرا وصل کیسے میسر آسکتا ہے
ے جس طرح تیری تلوار ملک فتح کرتی ہے، میرے اشعار بھی دلوں کو فتح ہیں۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

قصیدہ نمبر ۲

شد عرصۂ زمین چو بساط ارم جواں / از پرتو سعادت شاہ جہانیاں
زمین کا میدان جنت کے فرش کی طرح جوان ہو گیا ہے / دنیا والوں کے بادشاہ کی نیک بختی کے سایہ سے

خاقان[1] شرق و غرب کہ در غرب و شرق او / صاحبقران خسرو و شاہ خدایگاں
مشرق اور مغرب کا خاقان جو کہ مغرب و مشرق میں / صاحب قران بادشاہ اور شہنشاہ ہے

خورشید ملک پرور و سلطان دادگر / دارائے عدل گستر و کسرائے کے نشاں
ملک پرور آفتاب ہے، اور منصف بادشاہ ہے / عدل گستری والا دارا ہے اور کیخسرو جیسا کسریٰ ہے

سلطان نشان عرصۂ اقلیم سلطنت / بالانشین مسند ایوان لامکاں
سلطنت کی اقلیم کے میدان کا سلطان مرتبت ہے / لامکاں کے محل کی مسند کا بالانشیں ہے

اعظم جلال[2] دولت و دیں آنکہ رفعتش / دارد ہمیشہ توسن ایام زیر راں
سلطنت اور دین کے بڑے جلال والا ہے جس کی بلندی / زمانے کے گھوڑے کو ہمیشہ ران کے نیچے رکھتی ہے

دارائے دہر شاہ شجاع آفتاب ملک / خاقان کامگار و شہنشاہ نوجواں
وقت کا دارا شاہ شجاع جو سلطنت کا آفتاب ہے / کامیاب خاقان اور نوجوان شہنشاہ ہے

ماہے کہ شد ز طلعتش افروختہ زمیں / شاہے کہ شد ز ہمتش افراختہ زماں
ایسا چاند جس کی چمک سے زمین روشن ہو گئی ہے / ایسا بادشاہ جس کی ہمت کا باز آسمان پر بنا ہے

سیمرغ وہم را نبود قوت عروج / آنجا کہ باز ہمت او سازد آشیاں
وہم کے سیمرغ کو بھی چڑھنے کی طاقت نہیں ہے / جہاں کہیں اس کی ہمت کا باز آشیانہ بناتا ہے

گر در خیال چرخ فتد عکس تیغ[3] او / از یکدگر جدا شود اجزائے آسماں
اگر اس کی تلوار کا عکس آسمان کے خیال میں آجائے / آسمان کے اجزا ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں

حکمش رواں چو باد براطراف بحر و بر / مہرش رواں چو روح[4] براعضائے انس و جاں
اس کا حکم بحر و بر کے اطراف پر ہوا کی طرح جاری ہے / اس کی محبت انسانوں اور جنوں کے اعضا پر روح کی طرح جاری ہے

اے صورت تو ملک جمال و جمال ملک / وے طلعت تو جان جہان و جہان جاں
اے وہ کہ تیری صورت حسن کی سلطنت اور سلطنت کا حسن ہے / اور اے وہ کہ تیرا چہرہ دنیا کی جان اور جان کی دنیا ہے

تخت تو رشک مسند جمشید و کیقباد / تاج تو عین افسر دارا و اردواں
تیرا تخت جمشید اور کیقباد کی مسند کا رشک ہے / تیرا تاج دارا اور کیخسرو جیسوں کے تاج کا سرتاج ہے

تو آفتاب ملکی و ہر جا کہ میروی / چوں سایہ از قفائے تو دولت بود رواں
تو سلطنت کا سورج ہے اور جہاں کہیں تو جاتا ہے / سایہ کی طرح تیرے پیچھے سلطنت چلتی ہے

ارکاں نپرورد چو تو گوہر بہیچ قرن / گردوں نیاورد چو تو اختر بصد قراں
کسی زمانہ میں بھی عناصر نے تجھ جیسا موتی پیدا نہیں کیا / سو قرانوں سے بھی آسمان تجھ جیسا ستارہ نہیں لا سکا ہے

بے طلعت تو جاں نگراید بکالبد / بے نعمت تو مغز نبندد در استخواں
تیرے چہرے کے بغیر، جان جسم پر مائل نہیں ہوتی ہے / تیری نعمت کے بغیر ہڈیوں میں گودا پیدا نہیں ہوتا ہے

[1] خاقان ایران کا بادشاہ ہوتا ہے، کا لقب تھا۔ صاحب قران وہ کہلاتا ہے جس کی ولادت کے وقت زہرہ اور مشتری ستارے مل گئے ہوں، ایسا بچہ بہت بڑا بادشاہ بنتا ہے۔
[2] یعنی زمانہ کی رفتار اس کے قابو میں ہے۔ ہو سکتا ہے کہ جلال سے جلال الدین توران شاہ مراد ہو جو شاہ شجاع کا وزیر تھا۔ شاہ شجاع نے اپنے باپ مبارز الدین کو شکست دے کر شیراز پر قبضہ کیا تھا۔
[3] اس کی تلوار کا عکس بھی آسمان کو پارہ پارہ کر دے گا۔
[4] روح کا جسم سے تعلق تیرے چہرے کی وجہ سے ہے، ہڈیوں کا گودا تیری نعمتوں کی پیداوار ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

ہر دانشے کہ در دلِ دفتر نیامد است
عقل کی ہر وہ بات جو کتب علم میں نہیں سما سکی ہے
دارد جواب خامۂ تو بر سرِ زباں
تیرے قلم کا جواب اس کو نوک زبان پر رکھتا ہے

دستِ ترا بابر کہ آرد شبیہ کرد
تیرے ہاتھ کو ابر کے ساتھ کون تشبیہ دے سکتا ہے،
چوں بدرہ بدرہ ایں بدہد و قطرہ آں
جبکہ یہ تھیلی تھیلی دیتا ہے اور وہ قطرہ قطرہ

با پایۂ جلالِ تو افلاک پایمال
تیرے جلال کے رتبے کے سامنے آسمان پامال ہیں
وز بہرِ جودِ دستِ تو در دہر داستاں
زمانے میں تیرے ہاتھ کی سخاوت کی داستان پھیلی ہوئی ہے

علم از تو با کرامت و عقل از تو با فروغ
علم تیری وجہ سے باعزت ہے اور عقل تجھ سے پر رونق ہے
شرع از تو در حمایت و دیں از تو در اماں
شریعت تیری وجہ سے پناہ میں ہے اور دین تیری وجہ سے امن میں ہے

بر چرخِ علم ماہی و بر فرقِ مہر تاج
تو علم کے آسمان کا چاند، اور محبت کے سر کا تاج ہے
در چشمِ فضل نوری و در جسمِ ملک جاں
تو بزرگی کی آنکھ کا نور ہے اور سلطنت کے جسم کی جان ہے

اے خسروِ رفیع جناب و منیع قدر
اے بلند بارگاہ والے اور محفوظ رتبے والے بادشاہ
اے داورِ عدیم مثال و عظیم شاں
اے عدیم المثال اور عظیم الشان بادشاہ!

اے آفتابِ ملک کہ در جنبِ ہمت
اے سلطنت کے آفتاب، تیری ہمت کے پہلو میں
چوں ذرۂ حقیر بود گنجِ شائگاں
گنج شائگاں، حقیر ذرے کی طرح ہے

در جنبِ بحرِ جودِ تو از ذرہ کمتر است
تیری سخاوت کے سمندر کے پہلو میں ذرے سے بھی کم ہیں
صد گنجِ شائگان کہ بہ بخشی برایگاں
سو گنج شائگاں، جو تو بلا وجہ بخش دیتا ہے

عصمت نہفتہ رخ بہ سراپردۂ خیم
خیمہ کے سراپردے میں عصمت منہ چھپائے ہوئے ہے
دولت کشادہ رو بصفار زرکنداں
دولت چہرہ کھولے ہوئے ہے

گردوں برائے خیمۂ خورشید فلکات
آسمان نے تیرے آفتاب جیسے خیمہ کے فلک کے لئے
از کوہ ابر ساختہ تا زیرِ سایباں
پہاڑوں سے سائبان کے نیچے تک ابر تیار کر دیا ہے

ایں اطلسِ منقش و نو توئی زرنگار
اس مزین زرنگار، منقش، اطلس کو
چتر بلند بر سرِ خرگاہِ خویش داں
اپنے خیمہ پر بلند چھتری سمجھ

بودی درونِ گلشن و از پردلانِ تو
تو چمن میں تھا، اور تیرے بہادر سپاہیوں کی وجہ سے
در ہند بود غلغل و در زنگ بانگ فغاں
ہندوستان میں شور تھا، اور زنگ میں فریاد

در دشتِ روم خیمہ زدی تا غزوکیں
تو نے روم کے جنگل میں خیمہ لگایا تا کہ
در دشتِ سند رفت بیابانِ سیستاں
سندھ کے جنگل اور سیستان کے بیابان میں پہنچ گئی

آں کیست کو بجنگ کند با تو ہمسری
وہ کون ہے جو سلطنت میں تیری برابری کرے
از مصر تا بروم و ز چیں تا بقیرواں
مصر سے روم تک اور چین سے قیروان تک

تو شاکری ز خالق و خلق از تو شاکرند
تو اللہ کا شکر گزار ہے اور مخلوق تیری شکر گزار ہے
تو شادماں بدولت و ملک از تو شادماں
تو سلطنت سے خوش ہے اور سلطنت تجھ سے خوش ہے

اے ملہمے کہ در صفِ کروبیانِ قدس
اے وہ ملہم جو عالمِ قدس کے فرشتوں کی صف میں ہے
فیضے رسد بخاطرِ پاکت زماں زماں
تیری پاک طبیعت کو ہر وقت فیض پہنچتا ہے

---

۱ سخاوت میں تیرا ہاتھ ابر سے بڑھا ہوا ہے ابر قطرات دیتا ہے تیرا ہاتھ سونے چاندی کی تھیلیاں۔
۲ گنج شائگاں خسرو کے ایک خزانے کا نام ہے۔
۳ سمندر سخاوت میں مشہور ہے لیکن تو اس سے بھی بڑھا ہوا ہے۔
۴ تیرا خیمہ عصمت اور دولت کی پناہگاہ ہے۔
۵ تیرے لشکر کی دھمک ہندوستان اور حبش تک ہے۔
۶ کروبیانِ قدس وہ فرشتے جو جناب باری میں مقرب ہیں۔ ملہم وہ شخص جس کو خدا کی جانب سے الہام ہوتا ہو۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

داد افلاک عنانِ ارادت بدستِ تو
آسمان نے ارادہ کی باگ تیرے ہاتھ میں دیدی ہے
یعنی کہ من کیَم بمرادِ خودم رساں
یعنی میں کیا چیز ہوں تو مجھے میری مراد کو پہنچا دے

خصمت کجاست در تہِ پائے خودت فگن
تیرا دشمن کہاں ہے، اس کو اپنے پیر کے نیچے ڈال دے
یارِ تو کیست بر سرو چشمِ منش نشاں
تیرا دوست کون ہے، اس کو میرے سر و چشم پر بٹھا دے

ہم کامِ من بخدمتِ تو گشتہ منتظم
میرے مقصد کا بھی تیری خدمت کی وجہ سے بندوبست ہو گیا
ہم نامِ من بمدحتِ تو گشتہ جاوداں
میرا نام بھی تیری تعریف کی وجہ سے ہمیشگی اختیار کر گیا

قصیدہ نمبر ۳

سپیدہ دم کہ صبا بوئے بوستاں گیرد
صبح کے وقت جب صبا چمن کی خوشبو حاصل کرتی ہے
چمن ز لطفِ ہوا نکتہ بر جناں گیرد
چمن ہوا کی پاکیزگی کی وجہ سے جنتوں پر نکتہ چینی کرتا ہے

ہوا ز نکہتِ گل در چمن تتق بندد
ہوا پھول کی خوشبو کی وجہ سے چمن میں پردے تان دیتی ہے
افق ز رنگِ شفق رنگِ گلستاں گیرد
شفق کے رنگ کی وجہ سے افق گلستان کا رنگ اختیار کرتا ہے

نوائے چنگ بدانساں زند صلائے صبوح
چنگ کی آواز اس طرح پر صبح کی شراب کی دعوت دیتی ہے
کہ پیرِ صومعہ راہِ درِ مغاں گیرد
کہ عبادت خانہ کا پیر مغوں کے میکدے کا راستہ لیتا ہے

شہِ سپہر چو زریں سپر کشد بر سر
آسمان کا بادشاہ جب سر پر زریں سپر لگا لیتا ہے
بہ تیغِ صبح و عمودِ افق جہاں گیرد
صبح کی تلوار اور افق کے گرز کے ذریعہ دنیا پر قبضہ کر لیتا ہے

بر غمِ زاغِ سیہ شاہبازِ زریں بال
سیاہ کوے کی ذلت کے لئے زریں پروالا شہباز
درین مقرنسِ زنگاری آشیاں گیرد
اس زنگاری گنبد میں گھونسلا بنا لیتا ہے

بزمگاہِ چمن رو کہ خوش تماشائیست
چمن کی محفل میں جا کہ بہترین منظر ہے
چو لالہ کاسۂ زرّیں ارغواں گیرد
جبکہ لالہ، ارغواں کا زریں پیالہ اٹھاتا ہے

چو شہسوارِ فلک بنگرد بجامِ صبوح
جب آسمان کو شہسوارِ صبح کے جام کے ذریعہ دیکھتا ہے
کہ خور بشعشعہ خود مہرِ خاوراں گیرد
یعنی آفتاب اپنی شعاعوں سے مشرق کو فتح کرتا ہے

صبا نگر کہ دمادم چو رندِ شاہد باز
صبا کو دیکھ کہ معشوق باز رند کی طرح پے در پے
گہے لبِ گل و گہ زلفِ ضیمراں گیرد
کبھی گلاب کے ہونٹ اور کبھی ضیمران کی زلف پکڑتی ہے

ز اتحادِ ہیولیٰ و اختیارِ صوَر
ہیولیٰ کے اتحاد، اور صورتوں کو اختیار کرکے
خرد ز ہر گل و نقشے رخِ بتاں گیرد
عقل ہر پھول اور نقش سے معشوقوں کا رخ پہچانتی ہے

من اندراں کہ دمِ کیست ایں مبارک دم
میں اس فکر میں ہوں کہ یہ مبارک سانس کس کا سانس ہے
کہ وقتِ صبح دریں تیرہ خاکداں گیرد
جو کہ صبح کے وقت اس تاریک زمین میں پھیلتا ہے

چہ حالت است کہ گل در چمن نماید روی
وہ کیا حالت ہے کہ پھول چمن میں رخ نمائی کرتا ہے
چہ آتش ست کہ در مرغِ صبح خواں گیرد
وہ کیا آگ ہے جو صبح کو چہکنے والے پرندوں میں لگتی ہے!

چہ پرتو است کہ نورِ چراغِ صبح دہد
وہ کیسی روشنی ہے جو صبح کے چراغ کو نور دیتا ہے!
چہ شعلہ است کہ در ماہِ آسماں گیرد
وہ کیا شعلہ ہے جو آسمان کے چاند میں لگتا ہے!

۱ یعنی چمن ہوا کی لطافت کی وجہ سے رشکِ جناں بنا ہوا ہے۔
۲ یہ قصیدہ شاہ شجاع کی تعریف میں ہے۔ جس نے سلطان ابو سعید بہادر کو شکست دے کر شیراز پر قبضہ کیا تھا۔
۳ تتق، سراپردہ یعنی ہوا نے گلاب کی خوشبو کے پردے تان دیئے ہیں اور افق پر شفق گلستاں بنائے ہوئے ہے۔
۴ شہ سپہر سے مراد سورج ہے۔
۵ عمودِ افق سے مراد صبح صادق ہے جو عمودی شکل میں نمودار ہوتی ہے۔
۶ زاغ سے رات کی سیاہی اور شاہباز سے سورج، مقرنس زنگاری سے آسمان مراد ہے۔
۷ ضیمران، نازبو یعنی صبا گلاب اور نازبو کے بوسے لے رہی ہے۔
۸ صبح کی نسیم سے کس مبارک سانس والے کا سانس ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

ضمیرِ دل نگشایم بکس مرا آں بہ
میں دل کا راز کسی کے سامنے نہ کھولوں یہی بہتر ہے
کہ روزگار غیور است و ناگہاں گیرد
اس لیے کہ زمانہ غیرت مند ہے اور اچانک پکڑ لیتا ہے

چو شمع ہر کہ بافشائے راز شد مشغول
جو شمع کی طرح راز پھیلانے میں مشغول ہوا
بسش زمانہ چو مقراض در میاں گیرد
زمانہ اس کے ہونٹ کو قینچی کی طرح پکڑ لیتا ہے

کجاست ساقیِ مہروئے من کہ از سرِ مہر
میرا چاند جیسے رخ والا ساقی کہاں ہے جو محبت سے
چو چشمِ مستِ خودش ساغرِ گراں گیرد
اپنی مست آنکھوں کی طرح بھاری ساغر اٹھائے

پیامے آورد از یار و از پیش جامے
دوست کا پیغام لائے اور اس کے بعد ایک جام
بشاشتے ز رخِ آں ماہِ مہرباں گیرد
اس مہربان چاند کے رخ کی خوشی میں اٹھائے

نوائے نغمۂ نے را چو بر کشد مطرب
جب مطرب بانسری کے نغمہ کا سُر بلند کرتا ہے
گہے عراق زند گاہ اصفہاں گیرد
کبھی عراق اور کبھی اصفہان کی لَے شروع کرتا ہے

چرا بصد غم و حسرت سپہرِ دائرہ شکل
دائرہ کی شکل والا آسمان کس لیے سو غم اور حسرت میں
مرا چو نقطۂ پرکار در میاں گیرد
مجھے پرکار کے نقطہ کی طرح درمیان میں لیتا ہے

فرشتۂ بحقیقت سروشِ عالمِ غیب
وہ حقیقتاً ایک فرشتہ، عالم غیب کی آواز ہے
کہ روضۂ کرمش نکتہ بر جناں گیرد
کہ اس کے کرم کا باغ جنتوں پر نکتہ چینی کرتا ہے

سکندرے کہ مقیمِ حریمِ او چوں خضر
وہ ایسا سکندر ہے کہ اس کے حریم کا مقیم خضر کی طرح
ز فیضِ خاکِ درش عمرِ جاوداں گیرد
اس کے در کی خاک کے فیض سے عمر جاوداں حاصل کرتا ہے

جمالِ چہرۂ اسلام شیخ ابو اسحاق
اسلام کے چہرے کا حسن، شیخ ابو اسحاق
کہ ملک منتظرش زیبِ بوستاں گیرد
کہ ملک ان کے منتظر رہ کر باغ کی زینت پاتا ہے

کسیکہ بر فلکِ سروری عروج کند
وہ شخص کہ جب سرداری کے آسمان پر چڑھتا ہے
نخست پایۂ خود فرقِ فرقداں گیرد
تو اپنی پہلی سیڑھی فرقدان کے سر کو بناتا ہے

چراغِ دیدۂ محمود آنکہ دشمن را
محمود کی آنکھوں کا چراغ، وہ کہ دشمن کے
ز برقِ تیغِ وے آتش بدودماں گیرد
خاندان میں اس کی تلوار کی بجلی سے آگ لگ جاتی ہے

باوجِ ماہ رسد موجِ خوں چو تیغ کشد
جب وہ تلوار سونتتا ہے تو خون کی موج چاند کی بلندی تک پہنچتی ہے
بہ شیرِ چرخ چو خندہ حملہ چوں کماں گیرد
جب کمان اٹھاتا ہے تو آسمان کے شیر پر حملہ کرتا ہے

عروسِ خاوری از شرعِ رائے انور شاہ
مشرق کی دولہن بادشاہ کی روشن رائے کے طریقہ کی وجہ سے
بجائے خندہ بود ار رہِ قیرواں گیرد
اگر قیروان کا راستہ اختیار کرے تو مناسب ہے

ایا عظیم وقارے کہ ہر کہ بندۂ تست
اے ایسے بڑے وقار والے کہ جو شخص تیرا غلام ہے
ز رفعِ قدر کمربندِ تواماں گیرد
مرتبہ کی بلندی کی وجہ سے جوزا کی پیٹی پکڑتا ہے

رسد ز چرخِ عطارد ہزار تہنیت
عطارد کے آسمان سے ہزاروں مبارکبادیں پہنچتی ہیں
چو فکرت صفتِ امرِ کن فکاں گیرد
جب تیری فکر کن فکان کی صفت اختیار کرتی ہے

مدام در پئے طفل است در وجودِ خدنگ
تیرا تیر ہمیشہ اپنے وجود میں طفل کے پیچھے ہے
سماکِ رامح ازاں روز و شب عناں گیرد
اسی وجہ سے نیزہ والا سماک رات دن اس کی لگام تھامتا ہے

۔ شمع کو جہاں [illegible] قینچی [illegible] شمع کے گل کو کاٹا جاتا ہے۔
۔ عراق اور اصفہان دو مشہور شہر بھی ہیں [illegible] موسیقی کے دو پردوں کے نام بھی ہیں۔
۔ سکندر آب حیات کی تلاش میں نکلا تھا [illegible] لوٹ آیا ہے۔
۔ فرقدان [illegible] قطب شمالی کے پاس [illegible]
[illegible]

http://www.muftbooks.blogspot.com/

فلک چو جلوہ کناں بنگرد سمند ترا
آسمان جب تیرے گھوڑے کو جلوہ کرتے دیکھتا ہے

کمینہ پایگہش اوج کہکشاں گیرد
اس کا ادنیٰ اصطبل کہکشاں کی بلندی اختیار کرتا ہے

ملامتے چو کشیدی سعادتے دریافت
جب تو نے ملامت اٹھائی تو سعادت حاصل کی

کہ مشتری نسق کار خود از آں گیرد
اس لیے کہ مشتری اپنے کام کا انتظام اسی سے حاصل کرتا ہے

ز امتحان تو ایام را غرض آنست
تیرا امتحان لینے سے زمانہ کی یہ غرض ہے

کہ از صفائے ریاضت دلت نشاں گیرد
کہ ریاضت کی صفائی کا جو تیرے دل کا ہے پتہ معلوم کرے

وگرنہ پایۂ معصف از آں بلند ترست
ورنہ تیرے عدل کا مرتبہ اس سے زیادہ بلند ہے

کہ روزگار بر آں حرف امتحاں گیرد
کہ زمانہ اس پر امتحان کی حرف گیری کرے

ز عمر برخورد آنکس کہ در ہمہ صفتے
اپنی زندگی سے وہ شخص فائدہ اٹھاتا ہے جو کہ تمام معاملات میں

نخست بنگرد آنگہ طریق آں گیرد
پہلے غور کرے اس کے بعد اس کا راستہ اختیار کرے

مذاق جانش ز تلخی غم شود ایمن
اس کی جان کا ذائقہ غم کی تلخی سے محفوظ ہو جاتا ہے

کسیکہ شکر شکر تو در دہاں گیرد
جو شخص تیرے شکر کی شکر منہ میں رکھے

چو جائے جنگ نبیند بجام آرد چنگ
جب کہ وہ جنگ کا موقع نہیں دیکھتا ہے جام کو ہاتھ میں لیتا ہے

چو وقت کار بود تیغ جانستاں گیرد
جب کام کا وقت آتا ہے جان لینے والی تلوار ہاتھ میں لیتا ہے

ز لطف غیب بسختی رخ امید متاب
سختی میں غیبی مہربانی سے امید کا رخ نہ پھیر

کہ مغز نغز مقام اندر استخواں گیرد
اس لیے کہ عمدہ مغز ہڈی میں مقام بناتا ہے

شکر کمال حلاوت پس از ریاضت یافت
شکر کو مکمل شیرینی محنت کے بعد ملی

نخست در شکن تنگ آں مکاں گیرد
پہلے پوری کی سلوٹوں میں وہ مقام بناتی ہے

دراں مقام کہ سیل حوادث از چپ و راست
اس جگہ جہاں کہ حوادث کا سیلاب دائیں اور بائیں سے

چناں رسد کہ اماں از میاں کراں گیرد
اس طرح پہنچتا ہے کہ امن درمیان سے کنارہ اختیار کر لیتا ہے

چہ غم بود بہمہ حال کوہ ثابت را
مضبوط پہاڑ کو بہر حال کب غم ہے

کہ حملہائے چناں قطرۂ جہاں گیرد
اس لیے کہ ایسے سمندر کے حملے دنیا کو فتح کر لیتے ہیں

اگرچہ خصم تو گستاخ می رود حالی
اگرچہ تیرا دشمن فی الحال گستاخانہ روش رکھتا ہے

تو شاد باش کہ گستاخیش عناں گیرد
تو خوش رہ اس لیے کہ اس کی گستاخی اس کی لگام پکڑ لے گی

کہ ہرچہ در حق ایں خاندان دولت کرد
اس لیے کہ اس نے جو کچھ بھی اس سلطنت کے خاندان کے حق میں کیا

جزاش برزن و فرزند و خانماں گیرد
اس کی سزا اس کی بیوی اور اولاد اور خاندان پر پڑے گی

خیال شاہی اگر نیست در سر حافظ
اگر حافظ کے سر میں بادشاہی کا خیال نہیں ہے

چرا بتیغ زباں عرصۂ زماں گیرد
کیوں وہ زمانہ کا میدان زبان کی تلوار سے فتح کرتا ہے

زمان عمر تو پایندہ باد کایں دولت
تیری زندگی کا زمانہ دراز ہو اس لیے کہ دولت

عطیہ ایست کہ در کار انس و جاں گیرد
ایک ایسا عطیہ ہے جو انسانوں اور جنوں کے کام آتا ہے

ے زمانہ صفائی کی اس لیے آزمائش کرتا ہے کہ اس کے دل کی صفائی کے درجہ کی حاصل کرے ورنہ اس کی ذات ترقی کی طرح حرف گیری سے بالاتر ہے۔
ے جو محبوب کے شکر بیں کی شکر منہ میں رکھے زمانہ اس کو فتح نہیں کر سکتا ہے۔
ے وہ میدان رزم میں بھی ہے اور میدان بزم میں بھی۔
ے سختیاں جھیلنے کے بعد راحتیں پیدا ہوتی ہیں شکر کو پوری میں بھر کر دبایا جاتا ہے۔ جب شکر شکر بنتی ہے

http://www.muftbooks.blogspot.com/

قصیدہ نمبر ۲

خیر مقدم مرحبا اے طائر میمون قدم
اے مبارک قدم پرندے! تیرا خیر مقدم ہے، مرحبا

شادماں کردی مرا نازم ترا سرتا قدم
تو نے مجھے خوش کر دیا، مجھے سر سے لے کر قدم تک تجھ پر ناز ہے

میکنم در ہجر تو انجام آغاز نیاز
میں تیرے ہجر میں نیاز مندی کے آغاز کا انجام کرتا ہوں

زانکہ شرح آرزومندی نیاید در قلم
اس لیے کہ آرزومندی کی شرح قلم سے بیان نہیں ہو سکتی ہے

تا بدانی تو کہ ہجراں خون عاشق میخورد
تاکہ تجھے معلوم ہو جائے کہ ہجر عاشق کا خون پیتا ہے

نالہ شبگیر در کارست و آہ صبحدم
شبگیر نالہ اور صبح کی آہ اپنے کام میں لگے ہوئے ہیں

صحبت عشاق بدنامت کند زاہد برو
اے زاہد! جا، عاشقوں کی صحبت تجھے بدنام کر دے گی

خوش نگہ کن بادہ در جام است و مجلس منتظم
خوب دیکھ لے، پیالہ میں شراب ہے اور مجلس منعقدہ ہے

گر چنینی در حلقہ ہجر زلف افعی بندیار
اگر ایسا ہی حلقہ بنائے ہوئے ہجر یار کی افعی جیسی زلف

مہرہ نتواں برد آساں ایدل از افعی بدم
تو اے دل! اژدہا سے مہرہ آسانی سے نہیں نکال سکتا

گر حریم کعبہ خواہی وصل جمال بے نقاب
اگر تو کعبہ کا طواف اور اس بے نقاب حسن کو دیکھنا چاہتا ہے

لالہ و گل داں ہمہ خار بیابان حرم
تو حرم کے جنگل کے تمام کانٹوں کو لالہ اور گل سمجھ

آں گذشت اول کہ خواری دیدی از دست رقیب
اے دل! وہ زمانہ گزر گیا جبکہ تو رقیب کے ہاتھوں ذلیل ہوتا تھا

یار باز آمد بحمد اللہ عزیز و محترم
یار عزیز اور محترم بحمد اللہ واپس آ گیا ہے

ساقیا مے دہ کہ کند ہمائے حافظ سہو کرد
اے ساقی! شراب دے کیونکہ حافظ [illegible]

نوک کلک خواجہ بر منشور حافظ زد رقم
حافظ کے حکم نامہ پر خواجہ کے قلم کی نوک نے رقم کھینچ دی ہے

خواجہ توران شاہ عادل آں جلال ملک و دیں
خواجہ توران شاہ، منصف مزاج، ملک اور دین کا جلال

بدر آفاق علی عون الوریٰ غوث الامم
بلندی کے آسمانوں کا چاند، مخلوق کی مدد، امتوں کی فریاد

صورت جاہ و جلال و مقصد فضل و کمال
جاہ اور جلال کی صورت، فضل اور کمال کا مقصود

منظر انوار رحمت مظہر حسن شیم
رحمت کے انوار کا منظر، حسن اخلاق کے دیکھنے کی جگہ

کان مردی و مروت معدن صدق و صفا
انسانیت اور مروت کی کان، سچائی اور خلوص کا معدن

جوہر عدل و سیاست عنصر لطف و کرم
انصاف اور سیاست کا جوہر، مہربانی اور کرم کا عنصر

رافع اوضاع بدعت ناصر اعلام دیں
بدعت کی رسموں کو مٹانے والا، دین کے جھنڈوں کا مددگار

ماحی آثار طغیاں قاطع ظلم و ستم
سرکشی کے آثار کو مٹانے والا، ظلم اور ستم کو قطع کرنے والا

آستانت موضع دولت نہ اکنونست و بس
تیری چوکھٹ صرف ابھی دولت کا مقام نہیں ہے

دار دایں قصر معلی نقش تاریخ قدم
بلند محل، قدیم تاریخ کا نقش رکھتا ہے

بخت بیدارت چو می آمد بصحرائے وجود
تیرا بیدار نصیب جب وجود کے جنگل میں آ رہا تھا

خفتہ بد گردوں ہنوز اندر شبستان عدم
آسمان ابھی تک عدم کے شبستان میں سویا ہوا تھا

قلب بد خواہاں شکست اقبال بازوئے تو
تیرے مستقل اقبال نے بدخواہوں کا دل توڑ دیا

ہر کرا دل بشکند فیروز گردد لاجرم
جس کا دل نہیں ٹوٹتا ہے، وہ لامحالہ کامیاب ہوتا ہے

شہنشاہ سے [illegible]
[illegible] ہو جاتی ہے اس
لیے اس کو [illegible]
[illegible] ہے۔ یہ قصیدہ
جلال الدین توران شاہ کی
تعریف میں ہے۔ جو
شاہ شجاع کا وزیر تھا
۔ عاشقوں کی مجلس
میں جام چلتا ہے
اور [illegible] منعقدہ
[illegible] بدنام
کرے گی۔
[illegible]
[illegible]
[illegible]
کے چہرے پر
انوار رحمت نظر آتے
ہیں اور حسن اخلاق
عیاں ہیں۔
توران شاہ کی
سلطنت قدیم ہے
[illegible]

http://www.muftbooks.blogspot.com/

بادشہ خنجر داری کہ تنہا میزنی بر قلب خصم
بادشاہ ہے تلوار رکھتا ہے کہ دشمن کے قلب پر تنہا ہی حملہ کرتا ہے
ہمت ارباب دل با تست و ارباب کرم
اصحاب دل اور ارباب کرم کی توجہ تیرے ساتھ ہے

شرح احوال تو الحق بو العجب دفتریست
تیرے احوال کی شرح یقیناً عجیب دفتر ہے
بندہ یا رب کے تواند کرد شکر این نعم
اے خدا! بندہ ان نعمتوں کا شکر کب ادا کر سکتا ہے

تا ہمہ مجبور بود از خاک بوس درگہت
تیری درگاہ کی خاک بوسی سے جب مجبور تھا
دُردنوش درد بودم با ندیمان ندم
فرزندہ دوستوں کے ساتھ درد کا تلچھٹ نوش تھا

با شما اخلاص ہر یک حاجت تقریر نیست
تیرے ساتھ ہر شخص کے اخلاص کو بتانے کی ضرورت نہیں
علم آصف دیدہ باشد سالہا در جام جم
جام جم میں برسوں آصف کا علم دیکھا جا چکا ہو

تا جہاں باشد بہ نیکی در جہانت باد نام
جب تک دنیا ہے، نیکی کے ساتھ دنیا میں تیرا نام ہو
این دعا بر انس و جان گشتہ بدل و جان فرض ہم
یہ دعا انسانوں اور جنوں پر دل اور جان سے فرض ہے

قصیدہ نمبر ۵

مقدری کہ ز آثار صنع کرد اظہار
اس اندازہ لگانے والے نے جس نے صنعت کے آثار سے ظاہر کیا
سپہر و مہر و مہ و سال و ماہ و لیل و نہار
آسمان اور سورج اور چاند اور سال اور مہینے اور رات دن

مدار سیر کواکب بامر کن فیکون
کن فیکون کے حکم سے ستاروں کی گردش کا مدار
قرار داد بریں طاق گنبد دوار
اس گھومنے والی گنبد کی محراب پر بنایا

ز ہفت کوکب سیارہ و دوازدہ برج
سات پھرنے والے ستارے اور بارہ برج سے
کنند سیر مخالف کواکب سیار
پھرنے والے ستاروں کے خلاف رفتار چلتے ہیں

نہ آسمان ز ملائک بامر حق مشغول
فرشتوں کے نو آسمان خدا کے حکم بجا لانے میں مشغول ہیں
بہ سجدہ در گہ تسبیح و ذکر و استغفار
بوقت تسبیح اور ذکر اور استغفار سجدے میں مشغول ہیں

چہار عنصر ازو مختلف پدید آورد
چار عنصروں سے مختلف چیزیں بنائیں
مدار آتش و آب و غبار خاک بہار
وہی آگ، پانی، مٹی و غیرہ کا مدار ہے

قرار داد بالائے خاک و باد آتش
خاک اور ہوا کے اوپر آگ کو ٹھہرایا
گرفتہ کوہ و زمیں درمیان آب قرار
پہاڑ اور زمین، پانی کے درمیان ٹھہرے ہوئے ہیں

بدوستی نبی و ولی اساس نہاد
نبی اور ولی کی دوستی پر بنیاد رکھی
جہان و ہر چہ درو ہست خالق جبار
دنیا کی اور جو کچھ اس میں ہے، خالق جبار نے

اگر نہ ذات نبی و ولی بدے مقصود
اگر نبی اور ولی کی ذات مقصود نہ ہوتی
جہاں بکتم عدم رفتے ہمچو اول بار
دنیا کی طرح ... عدم کے پردے میں چلی جاتی

نوشتہ بر در فردوس کاتبان قضا
تقدیر کے کاتبوں نے جنت کے دروازے پر لکھا ہے
نبی رسول و ولیعہد حیدر کرار
نبی رسول ہے اور حیدر کرار ولی عہد ہے

امام جنی و انسی علیؓ بود کہ علیؓ
جنوں اور انسانوں کے امام علی ہیں اس لئے کہ علی
ز کل خلق فزونست از صغار و کبار
تمام مخلوق سے بڑھے ہوئے ہیں، چھوٹوں اور بڑوں سے

۱ دشمنوں پر جب تو بھی حملہ آور نہیں ہوتا ہے بلکہ بزرگوں کی دعائیں بھی تیرے ساتھ ہوتی ہیں۔
۲ یہ قصیدہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی منقبت میں ہے منقبت مراد ثنا ہے۔ یہ قصیدہ علمی اور ہنری نقطہ نظر سے انتہائی مقبول ہوا ہے۔
۳ یعنی حضرت آگ، خاک، پانی اور ہوا۔
۴ اللہ نے تمام کائنات نبی اور ولی کی دوستی کی وجہ سے پیدا فرمائی ہے۔
۵ ازل ہی میں حضرت علی کو نبی کا جانشین اور ولی عہد بنا دیا گیا تھا۔
۶ حضرت علی جن و انس کے امام ہیں اس لئے کہ سب سے افضل ہیں۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

بنامِ اوست معلق سما و کرسی و عرش | ز ذاتِ اوست مطبق زمین بدین ہنجار
انہی کے نام سے آسمان، اور کرسی و عرش معلق ہیں | انہی کی ذات سے زمین اسی طور پہ طبقہ وار ہے

علی امام و علی آمین و علی ایمان | علی امین و علی سرور و علی سردار
علی امام ہیں اور علی بابرکت ہیں اور علی ایمان ہیں | علی امین ہیں، اور علی سرور ہیں اور علی سردار ہیں

علی علیم و علی عالم و علی اعلم | علی حکیم و علی حاکم و علی گفتار
علی علیم ہیں اور علی عالم ہیں اور علی اعلم ہیں | علی حکیم ہیں اور علی حاکم ہیں اور علی گفتار ہیں

علی نصیر و علی ناصر و علی منصور | علی مظفر و غالب علی سر و سردار
علی نصیر ہیں، اور علی ناصر ہیں اور علی منصور ہیں | علی مظفر ہیں اور غالب ہیں علی سر اور سردار ہیں

علی عزیز و علی عزت و علی افضل | علی لطیف و علی انور و علی انوار
علی عزیز ہیں اور علی عزت ہیں اور علی افضل ہیں | علی لطیف ہیں اور علی انور ہیں اور علی انوار ہیں

علی ست فتوح و علی ست راحتِ روح | علی ست فاضل و افضل علی سر و سردار
علی فتوحات کی فتح ہیں، علی روح کی راحت ہیں | علی فاضل اور افضل ہیں علی سر اور سردار ہیں

علی سلیم و علی سالم و علی مسلم | علی قسیم قصور و علی ست قاسمِ نار[1]
علی سلیم ہیں، علی سالم ہیں اور علی مسلم ہیں | علی جنتیں بانٹنے والے ہیں اور علی جہنم تقسیم کرنے والے ہیں

علی صفی و علی صافی و علی صوفی | علی وفی و علی صفدر و علی سردار
علی صفی ہیں اور علی صافی ہیں اور علی صوفی ہیں | علی وفادار ہیں اور علی صف شکن ہیں اور علی سردار ہیں

علی نعیم و علی ناعم و علی منعم | علی بود اسد اللہ قاتلِ کفار
علی نعیم ہیں اور علی نعمتوں والے اور علی نعمتیں دینے والے ہیں | علی اللہ کے شیر، کافروں کو قتل کرنے والے ہیں

علی ز بعدِ محمد ز ہر چہ ہست بہ است | اگر تو مومنِ پاکی نظر دریغ مدار
علی، محمد کے بعد تمام موجود سے بہتر ہیں | اگر تو پاک مومن ہے تو شک نہ کر

بحقِ نورِ محمد بآدم و بہ خلیل[2] | بحقِ شیث و شعیب و بہ ہودِ کم آزار
محمد کے نور کی قسم، آدم اور خلیل اللہ کی قسم | شیث اور شعیب اور ستائے نہ جانے والے ہود کی قسم

بحقِ یوسف و یعقوب و یحییٰ و لقمان | بحقِ نوح نجی درمیان دریا بار
یوسف اور یعقوب اور یحییٰ اور لقمان کی قسم | زبردست دریا میں نجات حاصل کرنے والے نوح کی قسم

بحقِ عزتِ توریت و حرمتِ انجیل | بحقِ جمع زبور و بحقِ روزِ شمار
توریت کی عزت اور انجیل کی حرمت کی قسم | زبور کے مجموعہ، اور قیامت کی قسم

بحقِ دانشِ اسحٰق و شوقِ اسمٰعیل[3] | کہ در رضائے خدا کرد جانِ خویش نثار
اسحاق کی دانش اور اسماعیل کے شوق کی قسم | جس نے خدا کی رضامندی میں اپنی جان قربان کردی

بحقِ یوشع و الیاس و لوط و اسکندر | بحقِ نغمۂ داؤد و صوتِ خوش گفتار
یوشع اور الیاس، اور لوط اور سکندر کی قسم | داؤد کے نغمہ اور خوش گفتار آواز کی قسم

بحقِ مہرِ سلیمان و زہدِ ابراہیم | بحقِ عیسیٰ و موسیٰ و یونسِ غمخوار
سلیمان کی انگوٹھی، اور ابراہیم کے زہد کی قسم | عیسیٰ اور موسیٰ اور غمخوار یونس کی قسم

[1] شیعیان علی اصحاب علی کو جنت اور جہنم کا تقسیم کنندہ مانتے ہیں۔
[2] تمام انبیاء کے حق کی قسمیں کھاکر کہا ہے کہ بیعت دین ہدایت علی سے۔ حضرت علی ہی آنحضور کے بعد امام ہیں۔
[3] ابراہیم کو جب اسماعیل اپنی قربانی دینے پہ راضی ہو گئے تھے اسی لیے ان کو ذبیح اللہ کہا جاتا ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

بحق قوت جبریل و صور اسرافیل • بحق قابض ارواح در یمین و یسار
جبریل کی قوت، اور اسرافیل کے صور کی قسم — دائیں اور بائیں طرف سے روحوں کو قبض کرنے والے کی قسم

بحق حامل عرش و بقرب میکائیل • بحق چار کتاب ستودۂ جبار
عرش کو اٹھانے والے اور میکائیل کے قرب کی قسم — خدا کی تعریف کی ہوئی چار کتابوں کی قسم

بحق جملۂ قرآن بہ صحف ابراہیم • بحق جملۂ مردان واقف اسرار
پورے قرآن اور ابراہیم کے صحیفوں کی قسم — رازوں کے جاننے والے تمام مردوں کی قسم

بحق سوز فقیران بیگنہ درشبہ • بحق زاری رنجور بیکس و بے یار
بے خطا تیرہ ی فقیروں کے سوز کی قسم — بے یار اور بے کس رنجیدہ کی آہ و زاری کی قسم

بحق چہرۂ زرد فقیر سرگرداں • بحق دردِ اسیران خانماں بیزار
پریشان فقیروں کے زرد چہرے کی قسم — گھروں سے بیزار، قیدیوں کے درد کی قسم

بحق ضرب جوانان راہ دیں باکفر • بحق زاری پیران خوار و ذلّ و نزار
دین کے راستے کے جوانوں کی کفر کے ساتھ تلوار بازی کی قسم — ذلیل اور کمزور، اور عاجز بڈھوں کی عاجزی کی قسم

بحق دین محمد بخون پاک حسین • بحق مردم نیک مہاجر و انصار
محمد کے دین اور حسین کے پاک خون کی قسم — مہاجر اور انصار نیک مردوں کی قسم

کہ نیست دین ہدیٰ را بقول پاک رسول • امام غیر علی بعد احمد مختار
کہ نہیں ہے پاک رسول کے قول کے مطابق دین ہدیٰ کا — امام علی کے سوا احمد مختار کے بعد

زبعد او حسن است و حسین بعد او • مجوئے جہل بریں کار مومن دیندار
ان کے بعد حسن ہیں اور ان کے بعد حسین — اے دیندار مومن! اس کام میں نادانی مت

بجہل غافل مستغرقی بغفلہ ہمی • ز زنگ می نشناسی سفیدی از زنگار
تو جہل میں غافل اور غفلت میں ڈوبا ہوا ہے — زنگ کی وجہ سے تو سفید کو زنگ سے شناخت نہیں کرتا ہے

بجہد و سعی من خستہ دل چہ سود ترا • مگر ز خواب جہالت ہمی شوی بیدار
مجھ دل خستہ کی کوشش اور سعی سے تجھے کیا فائدہ؟ — شاید نادانی کی نیند سے تو بیدار ہو جائے

بجہل بیشتر و بیش آنچناں ہستم • کہ کس مباد چناں کآمدم بداوّل بار
میں جہالت میں اس قدر زیادہ جاہل — کہ خدا کرے کوئی ایسا نہ ہو جیسا کہ میں پہلے تھا

سپاس و منت و عزت خدائے را کہ نمود • رہ نجات و شدم از حیات برخوردار
اس خدا کا احسان اور شکر ہے، جس نے دکھایا — نجات کا راستہ اور میں زندگی سے نفع اٹھا چکا

بگاہ ہفصد و ہفتاد بُد کہ در شیراز • تمام گشت بیکروز جملہ ایں اشعار
سات سو ستر کا وقت تھا کہ شیراز میں — ایک دن میں یہ تمام اشعار پورے ہوئے

بدشمناں منشیں حافظا تو لا کن • نجات خویش طلب کن بجان ہشت و چہار
دشمنوں کے ساتھ نہ بیٹھو، اے حافظ تولا کر — آٹھ اور چار کے طفیل سے اپنی نجات کا طالب ہو

حرامزادہ و بدفعل و شوم و بے بنیاد • بجز شاہ جہاں کے کجا کند اقرار
حرام زادہ، اور بدمعاش منحوس اور بے اصل — دنیا کے بادشاہ کی تعریف کا کب اقرار کرتا ہے؟

---

۱ یہ شعر تمام قسموں کا جواب ہے۔
۲ یہ میں نے یہ قصیدہ ایک دن میں شیراز میں سات سو ستر میں لکھا ہے۔
۳ تولا سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی دوستی مراد ہے۔
۴ ہشت اور چار سے بارہ امام مراد ہیں۔
۵ جو حضرت علی کے مذکورہ اوصاف کا قائل نہیں ہے وہ ان اوصاف کا منکر ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

متابعت بمنافق چو میکنی بگذر | زیادہ گفتن نامش ہزار استغفار
منافق کی پیروی تو کیوں کرتا ہے! چھوڑ! | اس کا بیہودہ نام لینے سے ہزار استغفار پڑھ

ترکیب[1] بند

شاہے کہ پناہ ملک و دین ست | در خورد ہزار آفرین ست
وہ بادشاہ جو کہ دین اور ملک کی پناہ ہے | ہزار آفرین کے لائق ہے

نوبادۂ[2] خاندان ملک ست | گلدستۂ بوستان دین ست
ملک کے خاندان کا تازہ پھل ہے | دین کے باغ کا گلدستہ ہے

ہم نسل شہنشہ زمان ست | ہم نقد خلیفۂ زمین ست
زمانے کے شہنشاہ کا ہم نسل ہے | موجودہ وقت میں خلیفۂ زمین ہے

آثار و دلائل سعادت | تابندہ چو نورش از جبین ست
خوش نصیبی کی نشانیاں اور دلیلیں | اس کی پیشانی سے نور کی طرح چمکنے والی ہیں

در ملک جہاں بفر شاہی | انصاف او کوکب یقین ست
ملک دنیا میں شاہی دبدبہ کے ساتھ | اس کا انصاف یقین کا ستارہ ہے

در خاتم قدر او نہفتہ | فیروزۂ[3] چرخ چوں نگین ست
اس کے مرتبہ کی انگوٹھی میں پوشیدہ | آسمان کا فیروزہ نگینہ کی طرح جڑا ہوا ہے

تیغش بمیان کفر و اسلام | ستّے[4] ست ولیک آہنین ست
اس کی تلوار کفر اور اسلام کے درمیان میں | دیوار ہے لیکن لوہے کی ہے

کلکش[5] از کف دست او دُر بار
قلم اس کے ہاتھ سے موتی برسانے والا ہے

شمشیر ببازوش سزاوار
تلوار اس کے بازو کے لائق ہے

اے سایۂ رحمت الٰہی | وے غنچۂ باغ پادشاہی
اے اللہ کی رحمت کے سائے! | اے بادشاہی باغ کے غنچے!

ہرگز بشمائل[6] تو سروے | ناُرستہ ز بوستان شاہی
تیری خوبیوں والا کوئی سرو بھی | نہیں اگا شاہی باغ میں

ہم چرخ جمال را تو مہری | ہم برج جلال را تو ماہی
تو جمال کے آسمان کا بھی سورج ہے | تو جلال کے برج کا بھی چاند ہے

درخواستہ از خدائے بیچوں | بختت بدعائے صبحگاہی
بے مانند خدا سے مانگا ہوا ہے | تیرا نصیبہ کو صبح کی دعا کے ذریعے

---

[1] ترکیب بند اس نظم کو کہا جاتا ہے جس میں ایک غزل مع مطلع کے کہی جاتی تھی اس کے بعد ایک مختلف بیت ہوگا قافیہ غزل کے قافیے سے جدا ہوا ہو بطور گرہ لایا جاتا ہے، دوسری غزل مع اس گرہ کے ایک بند ہوگا اسی طرح چند بند کہے جائیں۔ ترکیب بند اور ترجیع بند میں صرف اتنا فرق ہے کہ ترکیب بند میں ہر گرہ جدا جدا لائی جاتی ہے۔

[2] نوبادہ تازہ پھل

[3] فیروزہ نیلگوں رنگ کا ایک پتھر ہے یعنی آسمان اس کی انگوٹھی کا نگینہ ہے۔

[4] ستہ سد کو کہتے ہیں یعنی اس کی تلوار کفر کے حملوں کی روک ہے۔

[5] یعنی وہ قلم اور تلوار دونوں کا دھنی ہے۔

[6] شمائل عادتوں میں اخلاق کو کہا جاتا ہے فارسی والے وضع قطع صورت کے معنی میں بھی استعمال کرتے ہیں۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

بر نامِ تو مُہر کردہ گردوں
آسمان نے تیرے نام پر مہر لگائی ہے
منشورِ اوامر و نواہی
کرنے اور نہ کرنے کے احکام کے فرمان پر

بر سلطنتِ تو بے تکلف
تیری سلطنت پر بے تکلف
تمکینِ تو مید ہد گواہی
تیرا وقار گواہی دیتا ہے

نامِ تو یقیں کہ می بر آرد
یقیناً تیرا نام
آوازہ زماہ تابماہی
شہرت حاصل کرے گا، چاند سے مچھلی تک

گردوں کہ لطیفہ ہا بر آرد
آسمان جو کہ عجائبات ظاہر کرتا ہے
دُرّے چو تو در صدف ندارد
سیپ میں تجھ جیسا کوئی موتی نہیں رکھتا ہے

اے خلعتِ مُلک بر تو زیبا
اے کہ شاہی پوشاک تجھ کو زیب دیتی ہے!
وے غرّۂ دولتِ تو غرّا
اے کہ تیری حکومت کی پیشانی روشن ہے!

اے آمدہ نو عروسِ دولت
اے کہ دولت کی نئی دلہن!
بر شکل و شمائلِ تو شیدا
تیری شکل اور عادات پر عاشق ہوئی ہے

انوارِ شکوہ و شہریاری
دبدبہ اور شاہی کے نور
از روئے مبارکت ہویدا
تیرے مبارک چہرے سے ظاہر ہیں

بر قامتِ حشمتِ تو کوتاہ
تیری حشمت کے قد پر کوتاہ ہے
ایں اطلسِ نیلگونِ والا
یہ نیلا، بلند اطلس

بگذشت صدائے صیتِ عدلت
تیرے انصاف کی شہرت کا چرچا گزر گیا
از سقفِ نُہم رواقِ خضرا
سبز آسمان کی نویں چھت سے

بر شادیِ مجلسِ تو خورشید
تیری محفل کی خوشی میں سورج
ہر لحظہ کشیدہ جامِ صہبا
ہر لحظہ شراب کا جام چڑھا رہا ہے

تا روئے مبارکِ تو بیند
تاکہ تیرا مبارک چہرہ دیکھے
نرگس ہمہ دیدہ گشت عمدا
قصداً نرگس مجسم آنکھ بن گئی ہے

از بہرِ قبولیت دریں گوش
اس کان میں پسندیدگی کے لئے
لُؤلُؤئے خوشاب گشتہ لالا
آبدار موتی چمکدار بن گیا ہے

در قصرِ تو چرخ آستانے
آسمان، تیرے محل کی ایک چوکھٹ ہے
کیواں بدرِ تو پاسبانے
زحل تیرے در کا محافظ ہے

تا بارِ خدائے بادیارت
جب تک باری تعالیٰ تیرا مددگار رہے
جز عیش مباد ہیچ کارت
عیش کے سوا تیرا کوئی کام نہ ہو

لے منشور فرمان، اوامر احکام، نواہی، ممانعتیں۔
ے یعنی آسمان ہر قسم کی چیزیں ظاہر کرتا ہے لیکن تجھ جیسا کوئی پیدا نہ کر سکا۔
ے غرّۂ پیشانی کی سفیدی، غرّا، روشن۔
ے شیدا، عاشق، دیوانہ۔
ے ہویدا، ظاہر یعنی تیری پیشانی سے شاہی نور چمکتے ہیں۔
ے اطلس نیلگوں سے مراد آسمان ہے یعنی تیری دولت آسمان سے زیادہ ہے۔
ے رواقِ خضرا سے مراد آسمان ہے۔
ے کیواں، زحل ستارے کو کہا جاتا ہے جو ساتویں آسمان پر مانا گیا ہے یعنی آسمان تیری چوکھٹ ہے اور زحل تیرا دربان ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

ہر آرزوئے کہ در دل آید — ایام نہادہ در کنارت
جو تمنا تیرے دل میں آئے — زمانہ تیری آغوش میں ڈال دے

توفیق رفیق در یمینت — تائید ندیم در یسارت
توفیق تیرے داہنے ہاتھ کا دوست ہے — تائید تیرے بائیں ہاتھ کا دوست ہے

نصرت کہ مباد از تو خالی — در رزم گہ نیز دستیارت
نصرت جو تجھ سے جدا نہ رہے — میدانِ جنگ میں تیرا ادنیٰ ہتھیار ہے[1]

آراستہ چوں بہشت گیتی — از کوشش تیغ آبدارت
دنیا، بہشت کی طرح حسین ہے — تیری آبدار تلوار کی کوشش سے

تا چرخ بپاست دور دورت — تا دہر بجاست کار کارت
جب تک آسمان قائم ہے تیرا اقتدار ہے — جب تک زمانہ موجود ہے تیرا ہی کام کام ہو

جاوید بعون جاہ و عزت — بادا ہمہ چیز بر قرارت
مرتبہ اور عزت کی مدد سے، ہمیشہ — تیری ہر چیز برقرار رہے

آسودہ چو حافظ اند خلقاں — در سایۂ بخت کامگارت
تمام دنیا، حافظ کی طرح چین و آرام سے ہے — تیرے کامیاب نصیبہ کے سایہ میں

کارت ہمہ حفظِ ملک و دیں باد
تیرا تمام کام دین، اور ملک کی حفاظت ہو

تا باد ہمیشہ ایں چنیں باد
جب تک ہو، ہمیشہ اسی طرح ہو

ماہے چو تو آسماں ندارد — سروے چو تو بوستاں ندارد
تجھ جیسا چاند، آسمان نہیں رکھتا ہے — تجھ جیسا سرو، باغ نہیں رکھتا ہے

با روئے تو آفتاب دیدم — نیک است ولیکن آں ندارد
تیرے چہرے کے سامنے میں نے سورج کو دیکھا — اچھا ہے لیکن کوئی ادا نہیں رکھتا ہے[2]

از حسن تو چوں کنم عبارت — کز ہیچ صفت نشاں ندارد
تیرے حسن کو کیسے بیان کروں! — اسلئے کہ کسی خوبی میں کوئی مثال نہیں رکھتا ہے

حیراں شدہ ام کہ ہیچ وصفے — در خورد رخت بیاں ندارد
میں حیران ہوگیا ہوں، اس لئے کہ کوئی تعریف — تیرے رخ کے مناسب بیان نہیں رکھتی ہے[3]

مرغے کہ بسوئے تو کرد پرواز — دیگر ہوس آشیاں ندارد
جس پرندے نے تیری جانب پرواز کی — پھر گھونسلے کا خیال نہیں کرتا ہے

ہر دل کہ ز جاں ندارد ت دوست — میداں بیقیں کہ جاں ندارد
جو دل کہ جان سے تجھے دوست نہ رکھے — سمجھ لے کہ یقیناً اس میں جان نہیں ہے

از بہر دلم کدام تیر است — کابروئے تو در کماں ندارد
میرے دل کے لئے کونسا تیر ہے — جسے تیری ابرو کمان میں نہیں رکھتی ہے

۱؎ دستیار: ہتھیار یعنی کامیابی تیرا ادنیٰ ترین غلام ہے۔
۲؎ یعنی سورج اپنی جگہ خوبصورت چیز ہے لیکن تیرے چہرے کے بالمقابل ہیچ ہے۔
۳؎ تیری تعریف کے لئے بیان اور الفاظ ناکافی ہیں۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

چشمت نظرے بما نینداخت مست ست و سرِ جہاں ندارد
تیری آنکھ نے ہم پر ذرا نظر نہ ڈالی مست ہے اور اس کو دنیا کا خیال نہیں ہے

منظورِ شہنشہ است واز ناز پروائے شکستگاں ندارد
بادشاہ کا منظورِ نظر ہے اور ناز کی وجہ سے عاجزوں کی پرواہ نہیں کرتا ہے

سُلطانِ زمانہ ناصرالدین
شاہِ دوراں ناصر الدین

شد معتصم[1] بعزو تمکیں
عزت اور وقار کی وجہ سے بڑی جاہ کو پہنچ گیا

ساقی اگرت ہوائے ما ہے جز بادہ میار پیشِ ما شے
ساقی اگر تجھے ہم سے محبت ہے شراب کے علاوہ ہمارے سامنے کچھ نہ لا

سجادہ و خرقہ در خرابات بفروش و بیار جرعۂ مے
مصلے اور گدڑی کو شراب خانہ میں دے اور شراب کا گھونٹ لا

گر زندہ دلی شنوز مستاں در گلشنِ جاں صدائے یا حے
اگر تو زندہ دل ہے تو مستوں سے سن جان کے چمن میں یا حی کی آواز

با درد در آ بوئے درماں کونین نگر ز عشق لاشے
علاج کی امید پر درد سے گر آ عشق کی وجہ سے دونوں جہان کو ہیچ کہہ

اسرارِ دلت در رہِ عشق بہتر ز ہزار حاتمِ طے
عشق کے راستہ میں دل کے راز ہزار حاتموں سے بہتر ہیں

سلطاں صفت آں بتِ پریوش می آمد و خلقِ شہر از پے
وہ پری جیسا بت بادشاہ انداز سے آرہا تھا اور شہر کی مخلوق پیچھے تھی

مردم نگراں بروئے خوبش وز شرم رواں زعارضش خوے
لوگ اس کے حسین رخ کو دیکھ رہے تھے اور شرم سے اس کے رخسار پر پسینہ بہہ رہا تھا

حافظ زغمِ تو چند نالد آخر دلِ من شکستہ تا کے
حافظ تیرے غم سے کب تک نالاں رہے آخر میرا دل کب تک ٹوٹا رہے

با دردو غمِ تو یار باشم وز عیشِ جہاں کنارہ باشم
تیرے درد و غم کا یار رہوں اور دنیا کے عیش سے کنارہ کش رہوں

ترجیع بند[2]

اے دادہ بباد دوستداری ایں بود وفا و عہدِ یاری
اے کہ جس نے دوستی کو برباد کر دیا! وفا اور دوستی کا یہی عہد تھا؟

[1] معتصم بعض نے پناہ اور معتصم مشہور عباسی خلیفہ کا نام بھی ہے۔
مے سے مراد حیٰ زندہ کا لفظ ہے اور اسی معنی میں مستعمل ہے جس معنی میں اردو میں استعمال کیا جاتا ہے۔
سے خوبی سے ایک طرز کے بعد وارد ہونے کے ساتھ پسینہ

[2] ترجیع بند کا مطلب ہم ترکیب بند کی تشریح میں لکھ چکے ہیں۔ یعنی اسکے ہر بند میں ایک ہی شعر لگائی جاتی ہے جو پہلے بند میں ہوتی ہے
یعنی تو نے دوستی کو برباد کر دیا وفا کا تقاضا کیا یہی تھا!

http://www.muftbooks.blogspot.com/

آخر دلِ ریش دردمندم — تا چند بدستِ غم سپاری
آخر میرے زخمی، دردمند دل کو — تو کب تک غم کے سپرد کرے گا!

از زلفِ تو حاصلے ندیدم — جز شیفتگی و بیقراری
تیری زلف سے میں نے کوئی فائدہ نہ دیکھا — سوائے دیوانگی، بے قراری کے

ای جانِ عزیز بر ضعیفاں — تا چند کنی جفا و خواری
اے پیاری جان! کمزوروں پر — جفا اور ذلت کب تک کرے گا!

ہر چند کہ سوختی بجورم — کردم من خستہ سازگاری
ہرچند کہ تو نے مجھے ظلم سے جلایا — مجھ خستہ نے موافقت کی

گفتم مگر از سرِ ترحم — دست از ستم و جفا بداری
میں نے کہا شاید رحم کھا کر — ظلم و ستم سے تو ہاتھ اٹھائے

چوں نیست امید آں کہ روزے — بر عاشقِ خستہ رحمت آری
چونکہ یہ امید نہیں ہے کہ کسی دن — خستہ عاشق پر تو رحم کرے

آں بہ کہ ز صبر رُخ نتابم
یہی بہتر ہے کہ صبر سے منہ نہ موڑوں
باشد کہ مرادِ دل بیابم
ہو سکتا ہے کہ دل کی مراد پالوں

بیت

ای ساقی ازاں مئے شبانہ — دردہ دو سہ جامِ عاشقانہ
اے ساقی! اس رات کی بچی ہوئی شراب سے — دو، تین عاشقانہ جام دے

تا در سرِ من ز عقل باقیست — از دست منہ مئے مُغانہ
جب تک میرے سر میں عقل باقی ہے — مُغوں والی شراب ہاتھ سے نہ چھوڑ

برداشتہ اند صوتِ داؤد — مُرغانِ چمن ز آشیانہ
داؤدی نغمہ بلند کیا ہے — چمن کے پرندوں نے آشیانہ سے

ای مُطربِ ما تو نیز یکدم — مگذار ز کف دف و چغانہ
اے ہمارے مطرب! تو تھوڑی دیر کے لئے بھی — ہاتھ سے دف اور چغانہ نہ چھوڑ

ہر گوی بیادِ وصلِ جاناں — چوں عُود بسوزِ دل ترانہ
محبوب کے وصل کی یاد میں گا — عود کی طرح، دل کے سوز کے ساتھ، ترانہ

مے نوش تو حافظا بشادی — تا چند خوری غمِ زمانہ
اے حافظ! خوشی سے شراب پی — زمانہ کا غم کب تک کھائے گا!

دیریست کہ آتشِ غمِ دل — در سینہ ہمی کشد زبانہ
عرصہ ہو گیا ہے کہ دل کے غم کی آگ — سینے میں لپٹیں مار رہی ہے

چوں نیست بہیچگونہ پیدا — دریائے فراق را کرانہ
جبکہ کسی طرح بھی پیدا نہیں ہے — فراق کے دریا کا کنارہ

ے میں تیرے جلانے پر اسی وجہ سے راضی رہا کہ شاید کسی وقت رحم کرلے۔

ے یعنی جب تک سر میں کچھ بھی عقل باقی ہے برابر شراب پلائے جا تاکہ بیہوش ہو جاؤں۔

ے چغانہ ایک ساز کا نام ہے اور موسیقی کا ایک پردہ بھی ہے۔

ے زبانہ آگ کا شعلہ یعنی میں ایک عرصہ سے فراق کی آگ میں جل رہا ہوں۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

آں بہ کہ ز صبر رُخ نتابم
یہی بہتر ہے کہ صبر سے منہ نہ موڑوں

باشد کہ مرادِ دل بیابم
ہو سکتا ہے کہ دل کی مراد پا لوں

در سختیِ عشق اگر بمیرم — من دل ز غمِ تو بر نگیرم
اگر میں عشق کی سختی سے مر بھی جاؤں — تیرے غم سے دل نہ ہٹاؤں گا

بیشک دلِ ماہ و خور بگیرد — گر سوئے فلک رسد نفیرم[1]
یقیناً چاند اور سورج دلگیر ہو جائے — اگر میری فریاد آسمان پر پہنچے

پیوستہ کمانِ ابروانش — از غمزہ ہمی زند بہ تیرم
اس کی ابروؤں کی کمان مسلسل — ادا سے میرے تیر مار رہی ہے

نتواں بہ قلم نوشت شوقش — گرچہ فلک شود دبیرم
اس کا عشق قلم سے نہیں لکھا جا سکتا ہے — اگرچہ آسمان میرا منشی بن جائے

پیرِ غمِ عشقم ارچہ طفلم — طفلِ غمِ عشقم ارچہ پیرم[2]
میں غمِ عشق سے بڑھا ہوں اگرچہ لڑکا ہوں — میں غمِ عشق کا لڑکا ہوں اگرچہ بڈھا ہوں

دارم سرِ آں کہ ہمچو سعدی — بنشینم و صبر پیش گیرم
میرا یہ خیال ہے کہ سعدی کی طرح — بیٹھ جاؤں اور صبر اختیار کر لوں

چوں کرد زمانۂ ستمگار — دور از تو بہ بندِ غم اسیرم
جب ظالم زمانہ نے تجھ سے دور ہونے کی وجہ سے — غم کی قید میں مجھے قید کر دیا

آں بہ کہ ز صبر رُخ نتابم
یہ بہتر ہے کہ صبر سے منہ نہ موڑوں

باشد کہ مرادِ دل بیابم
ہو سکتا ہے کہ دل کی مراد پا لوں

اے غیرتِ لعبتانِ طناز — برقع ز رخ چو مہ برانداز
اے نازنین گڑیوں کے لئے باعث غیرت! — چاند جیسے رخ سے برقع اُلٹ دے

تا من ز سرِ جہاں بہ کلی — برخیزم و تو بہ بشکنم باز
تاکہ میں بالکل دنیا کے خیال سے — ہٹ جاؤں اور پھر توبہ توڑ دوں

اے دوست ز رہگذارِ دیدہ — شد فاش میانِ مردماں راز
اے دوست! آنکھوں کے راستے سے — لوگوں میں راز کھل گیا

تا خود چہ بود مرا سر انجام[3] — در عشق چو ہجر کرد آغاز
دیکھئے خود میرا کیا انجام ہوتا ہے! — جب عشق میں ہجر نے آغاز کیا ہے

سرمایۂ عمر داد بر باد — ہر کو بغمِ تو گشت انباز
اپنی عمر کا سرمایہ برباد کر دیا — جو تیرے غم کا شریک بنا

[1] نفیر، آواز، نعرہ یعنی اگر میرے نالے آسمان کی طرف پہنچیں تو ان کو سن کر ماہ اور خورشید دلگیر ہو جائیں گے۔

[2] یعنی جوانی میں اس کی وجہ سے بوڑھا ہو گیا ہوں۔

[3] عشق بہت نرالا ہے دیکھنا کہ کیا ہوگا یہ جو عشق کے آغاز میں ہجر ہے تو معلوم انجام کیا ہوگا۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

در آتشِ عشق و مجمرِ غم — میسوز دلا چو عودوی ساز
عشق کی آگ، اور غم کی انگیٹھی میں — اے دل اگر کی طرح جل اور غم سے موافقت کر

حالی چو نمیشود مرادت — بوسیدن پائے آں سرافراز
اب چونکہ تجھ کو میسر نہیں ہے — اُس سرکشیدہ کی قدم بوسی

آں بہ کہ ز صبر رُخ نتابم
یہی بہتر ہے کہ صبر سے منہ نہ موڑوں

باشد کہ مرادِ دل بیابم
ہو سکتا ہے کہ دل کی مراد پاؤں

اے سروِ سمن برِ گل اندام — از عارضِ تو خجل مہِ شام
اے سرو جیسے جسم والے، پھول جیسے بدن والے سرو — تیرے رخسار سے شام کا چاند شرمندہ ہے

باز آئے کہ ہجر جانگداز است — بردا ز دلِ من قرار و آرام
لوٹ آ، اس لیے کہ تیرا ہجر جانگداز فراق — میرے دل سے سکون اور آرام لے گیا

از دانۂ خال و دامِ زلفت — مرغِ دلِ من فتادہ در دام
تیرے تل کے دانے اور زلف کے جال کی وجہ سے — میرے دل کا پرندہ جال میں پھنس گیا ہے

چوں کام نشد بہ سعی حاصل — قانع شدہ ام بہ ہجرِ ناکام
جب کہ کوشش سے مقصد حاصل نہ ہوا — ناکام ہجر پر صابر بن گیا ہوں

مائیم و غمِ فراق حالی — تا خود بہ کجا رسد سر انجام
اب تو ہم ہیں اور فراق کا غم — دیکھئے انجام کہاں تک پہنچے!

جز محنت و درد گوئیا نیست — وعدہ از تو نصیبِ من باَیّام
گویا درد اور تکلیف کے سوا نہیں ہے — زمانہ سے میرا حصہ، تجھ سے وعدہ

مقصودِ وجودِ حافظا چیست — جز صحبتِ یار و بادہ و جام
اے حافظ! وجود سے مقصود کیا ہے — دوست کی صحبت اور شراب اور جام کے سوا

حالی چو نمی شود مہیا — کامِ دلم از تو اے دلآرام
اب چونکہ حاصل نہیں ہوتا ہے — میرے دل کا مقصد اے دل آرام تجھ سے

آں بہ کہ ز صبر رُخ نتابم
یہی بہتر ہے کہ صبر سے رُخ نہ موڑوں

باشد کہ مرادِ دل بیابم
ہو سکتا ہے کہ دل کی مراد پاؤں

اے راحتِ جانِ بیقرارم — امیدِ دلِ امیدوارم
اے میری بے قرار جان کی راحت! — اے میرے امیدوار دل کی امید!

شادم بغمت کہ در ہمہ حال — سوزِ غمِ تست سازگارم
میں تیرے غم پر خوش ہوں اس لیے کہ ہر حال میں — تیرے غم کی سوزش میرے موافق ہے

عشق کی آگ میں اگر کی طرح جل اور صبر کر۔
تیرے تل کے دانے کی وجہ سے زلف کے جال میں پھنس گیا ہے۔
میرے لیے درد اور غم کے سوا کچھ نہیں ہے
[illegible]

تا رفتہ از کنارم ای دوست — یکبار ز عیش برکنارم
اے دوست جب سے تو میرے پہلو سے گیا ہے — میں ایک دم عیش سے جدا ہو گیا ہوں

در آرزوئے وصالِ جانے — عمرے بفراق میگذارم
ایک معشوق کے وصال کی آرزو میں — زندگی فراق میں گزار رہا ہوں

امشب بگذشت خواہد اندوہش — طوفانِ سرشکِ اشکبارم
آج کی رات اس کا اندوہ سے گزر جائے گا — بہے اشکبار آنسوؤں کا طوفان

تا مرگ نگیرم گریبان — من دست ز دامنت ندارم
جب تک موت تیرا گریبان نہ پکڑ لے گی — میں تیرے دامن سے دست بردار نہ ہوں گا

چوں ہیچ نشد بسعی حاصل — کامِ دلِ خستہ فگارم
جب کہ کوشش سے کچھ حاصل نہ ہوا — میرے زخمی خستہ دل کا مقصد

آں بہ کہ ز صبر رخ نتابم
یہی بہتر ہے کہ میں صبر سے منہ نہ موڑوں
باشد کہ مرادِ دل بیابم
ہو سکتا ہے کہ میں دل کی مراد پاؤں

اے زخمِ غمِ تو مرہمِ دل — عشقِ تو انیس و محرمِ دل
اے وہ کہ تیرے غم کا زخم دل کا مرہم ہے — تیرا عشق دل کا محبوب اور محرم ہے

زلفِ تو کمندِ گردنِ جاں — لعلِ تو نگینِ خاتمِ دل
تیری زلف جان کی گردن کی کمند ہے — تیرا لعل دل کی انگوٹھی کا نگینہ ہے

ابروئے تو بود شحنۂ جاں — چوں چشمِ تو گشت حاکمِ دل
تیری ابرو جان کی کوتوال ہے — جبکہ تیری آنکھ دل کی حاکم بن گئی ہے

او در دلِ ما و ما در آتش — ما را غمِ اوست نے غمِ دل
وہ ہمارے دل میں ہے اور ہم آگ میں ہیں — ہمیں اس کا غم ہے نہ کہ دل کا

نزدیک شد آنکہ من بدوری — گیرم کمِ خویش یا کمِ دل
بالکل قریب ہے کہ میں ہجر کی وجہ سے — اپنے آپ کو گم کر دوں گا یا دل کو

حافظ چہ شود اگر بیابی — نورے ز حضورِ عالمِ دل
اے حافظ کیا ہو جائے گا اگر تو حاصل کر لے گا — دل کی دنیا کے حضور سے کوئی نور

چوں ملکِ وصالِ او نگردد — آساں آسان مسلمِ دل
جب کہ اس کے وصل کا ملک — آسانی سے دل کے زیر فرمان نہیں ہوتا ہے

آں بہ کہ ز صبر رخ نتابم
یہی بہتر ہے کہ میں صبر سے منہ نہ موڑوں
باشد کہ مرادِ دل بیابم
ہو سکتا ہے کہ میں دل کی مراد پاؤں

جب سے تو مجھ
سے جدا ہوا ہے میں
رنج اور غم کی وجہ سے
بے قرار ہوں۔
نہیں ہو سکتا
اور دل ہجر کی آگ
میں جل رہا ہے
مجھے دل کی کوئی نہیں
اس کی فکر ہے
وصل کی سلطنت
اختیار کرنا چاہیے

http://www.muftbooks.blogspot.com/

ساقی نامہ

سرِ فتنہ دارد دگر روزگار | من و مستی و فتنۂ چشمِ یار
زمانہ، پھر فتنہ کا خیال رکھتا ہے | میں ہوں اور مستی ہے اور یار کی آنکھ کا فتنہ

ہمی ماندم از دورِ گردوں شگفت | ولے نیست در وے مجالِ گرفت
میں زمانہ کی گردش سے تعجب میں ہوں | لیکن اس میں گرفت کی گنجائش نہیں ہے

یکے را قلم زن کند روزگار | یکے را دہد تیغ در کارزار
کسی کو یہ زمانہ قلم پھیر دیتا ہے | کسی کو لڑائی کے میدان میں تلوار دیتا ہے

دگر ہمچو زند آتشے میزند | ندانم چراغے کہ بر میکند
اور اگر وہ چقماق کی طرح آگ جلاتا ہے | معلوم نہیں کہ کس چراغ بجھاتا ہے؟

فریبِ جہاں قصۂ روشنست | ببیں تا چہ زاید شب آبستن است
زمانہ کا مکر، ایک کھلا ہوا معاملہ ہے | دیکھو کیا جنتی ہے، رات حاملہ ہے!

دلا بر جہاں دل منہ زینہار | کہ کس بر سرِ پل نگیرد قرار
اے دل! دنیا سے ہرگز دل نہ لگا | اس لئے کہ کوئی شخص پل پر نہیں ٹھہرتا ہے

ہماں مرحلہ است ایں بیابانِ دور | کہ گم شد درو لشکرِ سلم و تور
یہ طویل جنگل وہی مقام ہے | جہاں سلم اور تور کے لشکر گم ہو گئے ہیں

ہماں منزلست ایں جہانِ خراب | کہ دیدست ایوانِ افراسیاب
یہ جہانِ خراب وہی مقام ہے | جس نے افراسیاب کا محل دیکھا ہے

کجا رائے پیرانِ لشکر کشش | کجا شیدۂ ترکِ خنجر کشش
اس کے لشکر کش پیران کی رائے کہاں ہے؟ | اس کا خنجر کش شیدہ ترک کہاں ہے؟

نہ تنہا شد ایوان و کاخش بباد | کہ خاکش ندارد کسے ہم بیاد
اس کا محل اور قلعہ ہی صرف ہوا میں نہیں اڑا ہے | بلکہ اس کی قبر بھی کسی کو یاد نہیں ہے

چہ خوش گفت جمشید با تاج و گنج | کہ یک جو نیرزد سرائے سپنج
بادشاہت اور خزانہ حاصل ہو کر جمشید نے کیا خوب کہا ہے | کہ عارضی سرائے ایک جو کے لائق بھی نہیں ہے

بیا ساقیا جامِ جم دہ مرا | تعلل مکن دمبدم دہ مرا
اے ساقی آ! مجھے جامِ جمشید دے | بہانے نہ کر مجھے پے در پے دے

مغنی کجائی بچنگ رود | بیاد آور آں خسروانی سرود
اے مطرب! تو کہاں ہے، سرود کی آواز دے | وہ خسروانی گانا یاد دلا

بمستاں نوید سرودے فرست | بیارانِ رفتہ درودے فرست
مستوں کو کسی گانے کی دعوت بھیج | گزرے ہوئے دوستوں پر درود بھیج

---

۱ یہ کہ زمانہ مجھے کسی فتنے میں مبتلا کرنے کی فکر میں ہے لیکن میں محبوب کی آنکھوں کے فتنے میں مبتلا ہو کر اس سے بچنے کی تدبیر کرتا ہوں۔
۲ یہ رات اپنے اندر جو مخفی کئے ہوئے ہے۔
۳ دنیا ایک پل ہے جس سے گزر کر عالمِ آخرت میں پہنچنا ہے۔
۴ سلم اور تور فریدوں کے دو لڑکوں کے نام ہیں۔
۵ پیران، افراسیاب کے وزیر کا نام ہے جو دانائی میں مشہور تھا۔
۶ شیدہ افراسیاب کے لڑکے کا نام ہے۔
۷ جمشید مشہور بادشاہ گزرا ہے جس نے خدائی کا دعویٰ بھی کیا تھا۔ اور ضحاک کے ہاتھوں مارا گیا تھا۔

مغنی بزن چنگ بر ارغنوں
اے مطرب ارغنوں پر چنگل مار
بر آز دلم فکرِ دنیائے دوں
کمینی دنیا کا فکر میرے دل سے نکال

مگر خاطرم یابد آسائشے
شاید میری طبیعت ایسا آرام حاصل کرے
کہ نبود ز غم ہائے آلائشے
کہ اس کے ہوتے ہوئے غم سے آلودگی دور

مغنی بزن خسروانی سرود
اے مطرب! شاہی گانا گا
بگو با حریفاں باوازِ رود
رود کی آواز سے دوستوں سے کہہ

کہ از آسماں مژدۂ فرصت است
کیونکہ آسمان سے فرصت کی خوشخبری آرہی ہے
مرا بر عدو عاقبت نصرت است
انجام کار، دشمن پر میری فتح ہے

مغنی نوائے طرب ساز کن
اے مطرب! مستی کا نغمہ گا
بقولِ غزل قصہ آغاز کن
غزل کہہ کر قصہ شروع کر

کہ بارِ غمم بر زمیں دوخت پای
اس لئے کہ غم کے بوجھ نے میرے پیر زمین میں دھنسا دیئے
بضربِ اصولم بر آور ز جائے
میری جھنجلاہٹ پر بار کر کے جگہ سے اکھاڑ دے

مغنی ازیں پردہ نقشے برآر
اے مطرب! اس پردے سے کوئی نقش باہر لا
ببیں تا چہ گفت از حرم پردہ دار
دیکھ، حرم سے پردہ دار نے کیا کہا ہے؟

چناں بر کش آہنگ ایں داوری
اس داوری کی تان کو ایسا بلند کر
کہ ناہید چنگی برقص آوری
کہ چنگ والے ناہید کو تھرا دے

مغنی دف و چنگ را ساز دہ
اے مطرب! دف اور چنگ کو بجا
بیاراں خوش نغمہ آوازہ دہ
اچھے گانے والے دوستوں کو پکار

رہے بزن کہ صوفی بحالت رود
ایک سُر گا کہ صوفی کو حال آجائے
بمستی وصلش حوالت رود
وہ اس کے وصل کی مستی کے حوالے ہو جائے

مغنی بیا مانت جنگ نیست
اے مطرب! آجا تیری مجھ سے لڑائی نہیں ہے
کفے بر دفے زن گرت چنگ نیست
اگر تیرے پاس چنگ نہیں ہے تو دف پہ ہاتھ مار

شنیدم کہ چوں غم رساند گزند
میں نے سنا ہے کہ جب غم تکلیف پہنچائے
خروشیدن دف بود سودمند
دف کا شور مچانا مفید ہوتا ہے

مغنی کجائی کہ وقت گل است
اے مطرب! تو کہاں ہے، بہار کا موسم ہے
ز بلبل چمنہا پر از غلغل است
چمن بلبلوں سے گونج رہے ہیں

ہماں بہ کہ خونم بجوش آوری
یہی بہتر ہے کہ تو میرے خون کو جوش دیدے
دمِ چنگ را در خروش آوری
چنگ کے سانس کو شور میں لائے

مغنی بیا عود را ساز کن
اے مطرب! آ ستار کو بجا
نوآئیں نوائے نو آغاز کن
نیا طرز کا نیا نغمہ شروع کر

بیک نغمہ دردِ مرا چارہ ساز
ایک نغمے سے میرے درد کا علاج کردے
دلم نیز چوں خرقہ صد پارہ ساز
میرے دل کو گدڑی کی طرح ٹکڑے ٹکڑے بنادے

ارغنوں ایک مشہور باجا ہے یعنی دنیا کا فکر ارغنوں کے ذریعہ دور کر دے۔
اے مطرب کوئی خوش ستار، غموں کے بوجھ سے قدم اٹھانے کی طاقت نہیں، جو کوئی ایسا نغمہ سنا جس سے وجد میں آ جاؤں۔
داوری ایک باجا ہے، ناہید زہرہ ستارہ جس کو رقاصہ فلک مانا گیا ہے۔
حالت میں کیفیت وجد، یعنی مستی کیفیت وصل ہے۔
اگر چنگ موجود نہیں ہے تو دف بجا اس کی آواز بھی غموں کو دور کر دے گی۔
اے مطرب کوئی نیا نغمہ سنا، صوفی وجد کی حالت میں کپڑے پھاڑ ڈالتے ہیں یعنی گدڑی کی طرح میرے دل کے بھی ٹکڑے کر دے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

مغنی کجائی کہ لطفے کنی | زمے آتشے در دلم افگنی
اے مطرب! تو کہاں ہے جو مہربانی کرے | میرے دل میں شراب سے آگ لگا دے

بروں آری از فکر خود یکدمم | بہم برزنی کاروبار غمم
مجھے اپنی فکر سے ایک دم نکال دے | میرے غم کے کاروبار کو برباد کر دے

مغنی کجائی نوائے بزن | بیکتائی او دوتائے بزن
اے مطرب! تو کہاں ہے کوئی گانا گا | اس کی یکتائی کی قسم دوتارا بجا

چو خواہد شدن عالم از ما تہی | گدائی بسے بہ ز شاہنشہی
جب دنیا ہم سے خالی ہو جائے گی | تو شہنشاہی سے گدائی بہت بہتر ہے

مغنی بگو قول بر دار ساز | کہ بیچارگاں را توئی چارہ ساز
اے مطرب! قوال بن، ساز اٹھا | اس لئے کہ بے چاروں کا تو ہی چارہ ساز ہے

روان بزرگان خود شاد دار | ز روز فروماندگی یاد دار
اپنے بزرگوں کی روحوں کو خوش رکھ | عاجزی کے دن کو یاد رکھ

مغنی از آں پردہ نقشے بباز | ببیں تا چہ گفتم از آں پردہ ساز
اے مطرب! اس پردے سے کوئی نقش بنا | دیکھ میں نے اس پردہ ساز سے کیا کہا!

تو بنمائی راہ عراقم بزود | کہ بکشائیم از دیدہ صد زندہ رود
تو مجھے راہ عراق جلد دکھا | تاکہ میں آنکھوں سے سو زندہ رود جاری کر دوں

مغنی بیا بشنو و کار بند | ز قول من ایں پند دانا پسند
اے مطرب! آ، سن اور عمل کر | میرے قول سے عقلمند کی یہ نصیحت پسند کر

چو غم لشکر آرد بیارا صفے | ز چنگ و رباب و زنای و دفے
جب غم لشکر کشی کرے تو صف آراستہ کر | چنگ اور رباب، اور نے، اور دف کی

مغنی تو سرّ مرا محرمی | زمانے بہ نے زن درم ہمدمی
اے مطرب! تو میرا محرم راز ہے | تھوڑی دیر کے لئے نے کے ذریعہ ہمدمی کا دم بھر

بمے دور کن در دلت گر غمے ست | دمے پیش دانا بہ از عالمیست
اگر تیرے دل میں کوئی رنج ہے، شراب سے دور کر | عقلمند کی صحبت کا تھوڑا سا وقت دنیا بھر سے بہتر ہے

مغنی کجائی بزن بربطے | بیا ساقیا پُر کن از مے بطے
اے مطرب! تو کہاں ہے؟ کوئی بربط بجا | اے ساقی! آ، شراب سے ایک بطخ بھر

کہ باہم نشینیم و عیشے کنیم | دمے خوش برآریم و جیشے کنیم
تاکہ ہم مل کر بیٹھیں اور عیش کریں | ذرا سا خوشی کا سانس لیں اور ایک لشکر تیار کریں

مغنی ز اشعار من یک غزل | بآہنگ چنگ آر اندر عمل
اے مطرب! میرے اشعار میں سے ایک غزل | چنگ کی دھن پر کام میں لا

کہ تا وجد را کار سازی کنم | برقص آئیم و خرقہ بازی کنم
تاکہ میں بے خودی پیدا کروں | میں ناچنے لگوں اور گدڑی کا کھیل بناؤں

ا یعنی مجھے بے خود بنا دے تاکہ غم سے نجات پا جاؤں۔
۲ بے چاروں کا چارہ ساز مطلب یہی ہے۔
۳ عراق ساز کے پردے کا نام بھی ہے اور ایک ملک بھی جہاں زندہ رود بھی کی مشہور نہر ہے۔
۴ جب غموں کا لشکر حملہ آور ہو تو اس کے مقابلہ کے لئے چنگ و رباب وغیرہ سے صف آرائی کرنی چاہیے۔
۵ بربط ایک ساز کا نام ہے، بط شراب کی صراحی جو بطخ کی صورت کی بنائی جاتی ہے۔
۶ میری ایک غزل چنگ پر سنا۔
۷ وجد میں سماع مدد دیتا ہے۔
۸ رقص میں صوفی کی گدڑی کھلونے کی طرح معلوم ہوتی ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

باقبالِ دارائے دیہیم و تخت
اقبال مندی سے تخت و تاج کا مالک
بہیں میوۂ خسروانی درخت
شاہی درخت کا قیمتی میوہ

پناہِ زمیں پادشاہِ زماں
زمین کی پناہ، زمانہ کا بادشاہ
مہِ برجِ دولت شہِ کامراں
دولت کے برج کا چاند، کامیاب بادشاہ

کہ تمکینِ اورنگِ شاہی ازوست
کیونکہ شاہی تخت کا وقار اس سے ہے
تن آسانیِ مرغ و ماہی ازوست
مرغ و ماہی کا آرام اس سے ہے

فروغِ دل و دیدۂ مقبلاں
وہ باقبال لوگوں کے دل اور آنکھ کا نور ہے
ولیِ نعمتِ جملہ صاحبدلاں
تمام صاحبدلوں کا ولی نعمت ہے

الا اے ہمائے ہمایوں اثر
ہاں اے برکتوں والے ہما
خجستہ سروشِ مبارک خبر
مبارک آغاز مبارک خبر والے

جہاں دار و دیں پرور و تاجور
دنیا کا مختار ہے، اور دین پرور تاجدار ہے
کز و تختِ جم گشت بازیب و فر
جس کی وجہ سے جمشید کا تخت شان و شوکت والا ہوگیا ہے

چگونہ دہم شرحِ آثارِ او
میں اس کی خوبیوں کی کس طرح شرح کروں
کہ عقل است حیراں در اطوارِ او
اس کے طور طریقوں میں عقل حیران ہے

چو قدرِ وے از حدِ مدحت بیش
چونکہ اس کا مرتبہ تعریف کی حد سے باہر ہے
سر اندازم از عجز و تشویر پیش
عاجزی اور شرمندگی سے میں سر نیچا کر لیتا ہوں

بر آرم باخلاص دستِ دعا
میں اخلاص سے دعا کا ہاتھ اٹھاتا ہوں
کنم روئے در حضرتِ کبریا
اللہ کے دربار کی طرف متوجہ ہوتا ہوں

کہ یارب بآلائے و نعمائے تو
کہ اے خدا اپنی نعمتوں اور بخششوں کے طفیل
باسرارِ اسمائے حسنائے تو
اپنے اسمائے حسنیٰ کے اسرار کے طفیل

بحقِ کلامت کہ آمد قدیم
اپنے قدیم کلام کے طفیل
بحقِ رسول و بخلقِ عظیم
رسول کے حق اور بلند اخلاق کے طفیل

کہ شاہِ جہاں باد فیروز بخت
کہ دنیا کا بادشاہ کامیاب نصیبہ والا رہے
باقبال ہموارہ با تاج و تخت
اقبال کے ساتھ ہمیشہ تاج و تخت والا رہے

زمیں تا بود مظہرِ عدل و جور
زمین جب تک انصاف اور ظلم کا مظہر رہے
فلک تا بود مربعِ جدی و ثور
فلک جب تک جدی اور ثور کی چراگاہ رہے

خدیوِ جہاں شاہ منصور باد
شاہ منصور عالم کا بادشاہ رہے
غبارِ غم از خاطرش دور باد
غم کا غبار اس کی طبیعت سے دور رہے

بحمد اللہ اے خسروِ جم نگیں
بحمد اللہ، اے جمشید کی انگوٹھی والے بادشاہ
شجاعے بمیدانِ دنیا و دیں
دنیا اور دین کے میدان کے بہادر

بمنصوریت در جہاں رفت نام
تیرا نام دنیا میں منصور مشہور ہوا ہے
کہ منصور باشی بر اعدا مدام
تاکہ تو دشمنوں پر ہمیشہ کامیاب رہے

۱۔ اس بادشاہ کی تعریف کرنا مقصود ہے اس کی خوبیاں بیان کی جا رہی ہیں۔
۲۔ خدا کے ننانوے ناموں کو اسمائے حسنیٰ کہا جاتا ہے۔
۳۔ کلام اللہ خدا کی صفت ہے اور قدیم ہے۔
۴۔ جدی اور ثور آسمان کے دو برجوں کے نام ہیں اور جدی بکری کا بچہ اور ثور بیل کے معنی میں بھی آتا ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

فریدوں شکوہی در ایوانِ بزم
تو محل میں فریدوں جیسے دبدبہ والا ہے

تہمتن ستیزی بمیدانِ رزم
جنگ کے میدان میں رستم جیسا جنگجو ہے

فلک را گہر در صدف چوں تو نیست
آسمان کی سیپ میں تجھ جیسا موتی نہیں ہے

فریدون و جم را خلف چوں تو نیست
فریدون اور جمشید کا جانشین، تجھ جیسا کوئی نہیں ہے

نہ تنہا خراجت دہند از فرنگ
تجھے صرف فرنگی ہی خراج نہیں دیتے ہیں

کہ مہراج باجت فرستد ز زنگ
بلکہ زنگ سے مہاراجہ تجھے خراج بھیجتے ہیں

اگر ترک و ہند است وگر روم و چین
خواہ ترک اور ہند ہو، خواہ روم اور چین

چو جم جملہ داری بزیر نگیں
تو سب کو جمشید کی طرح علم کے ماتحت رکھتا ہے

ہمایست چترت ہمایوں نظر
تیرا چتر مبارک نظر ہما جیسا ہے

کہ دارد بسیط زمیں زیر پر
جو کہ روئے زمین کو پر کے نیچے رکھتا ہے

زحل کمتریں ہندویت در وثاق
زحل بیرونی میں تیرا ادنیٰ غلام ہے

سپہرت غلامے مرصع نطاق
آسمان، تیرا جڑاؤ پٹکے والا غلام ہے

سکندر صفت روم تا چیں تراست
سکندر کی طرح روم سے چین تک تیرا ہے

گر او داشت آئینہ آئیں تراست
اگر اس کے پاس آئینہ تھا تو تیرا حکم ہے

بجائے سکندر بماں سالہا
سکندر کی جگہ تو سالہا سال رہ

بدانا دلی کشف کن حالہا
عقلمند دل سے حالات معلوم کر

چو دریائے وصفت ندارد کنار
چونکہ تیرے وصف کے دریا کا کنارہ نہیں ہے

نثار آنکنم بر دعا اختصار
اس لئے تعریف کو دعا پر ختم کرتا ہوں

ز نظم نظامی کہ چرخ کہن
اس نظامی کی نظم میں سے کہ پرانا آسمان

ندارد چو او ہیچ زیبا سخن
اس جیسا کوئی حسین کلام نہیں رکھتا ہے

بیارم بہ تضمیں سہ بیت متیں
تضمین میں تین عمدہ شعر لاتا ہوں

کہ نزد خرد بہ ز دُرِّ ثمیں
جو عقل کے نزدیک قیمتی موتی سے بہتر ہیں

از آں بیشتر کاوری در ضمیر
اس سے بھی زیادہ جتنا تو دل میں خیال کرے

ولایت ستاں باش و آفاق گیر
ملک لینے والا اور دنیا کو فتح کرنے والا ہو

زماں تا زماں از سپہر بلند
ابدالآباد تک بلند آسمان کی طرف سے

بفتح دگر باش فیروز مند
تو نئی فتح کے ساتھ کامیاب رہے

از آں مے کہ جاں را بدو ہوش باد
وہ شراب جس سے جان کو ہوش ہے

مرا شربت و شاہ را نوش باد
میرے لئے شربت اور بادشاہ کے لئے شہد ہے

بیا ساقی آں مے کہ یکبارگی
اے ساقی! آ، وہ شراب جو ایک دم

بچارہ رساند ز بیچارگی
بے چارگی سے چارہ تک پہنچا دے

بمن دہ کہ سلطانِ دل بودہ ام
مجھے دے، اس لئے کہ میں دل کا بادشاہ ہوں

کنوں دورم از وے کہ آلودہ ام
اب اس سے دور ہوں، کیونکہ ناپاک ہوں

۱؎ تہمتن یعنی قوی اور بزرگ تن، یعنی جسم یعنی قوی جسم والا یہ رستم کا لقب تھا۔

۲؎ مہراج، بڑا بادشاہ یہ ہندوستان اور حبش کے بادشاہوں کا لقب تھا۔

۳؎ تیرا چتر شاہی یعنی چتر ہما کے پر سے اور اپنے پروں میں روئے زمین کو لئے ہوئے ہے۔

۴؎ چونکہ نظامی سے بہتر کوئی شاعر نہیں ہے لہٰذا اس کے کلام کے تین دعائیہ اشعار پر تعریف ختم کرتا ہوں یہ شعر اور اگلے شعر نظامی کے ہیں۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

فریدوں صفت کاویانی علم
فریدوں کی طرح کا کاویانی جھنڈا

برافرازم از پشتی جام جم
جام جمشید کی مدد سے میں بلند کروں

بیا ساقی این نکتہ بشنو زنے
اے ساقی نے کا نغمہ سن کہ یہ کہتی ہے

کہ یک جرعہ مے بہ ز دیہیم کے
کہ شراب کا ایک گھونٹ کیخسرو کے تاج سے بہتر ہے

بمن دہ کہ در کیش مردان راہ
مجھے دے کیونکہ راستے کے مردوں کے مذہب میں

چہ طاعت در آنجا چہ آنجا گناہ
اس جگہ کیا عبادت اور کیا گناہ

دم از سیر این دیر دیرینہ زن
اس پرانے گنبد کی سیر کا دم بھر

صلائے بشاہان پیشینہ زن
گزشتہ بادشاہوں کو پکار

بیا ساقی آن کیمیائے فتوح
اے ساقی! آ وہ فتوحات کی کیمیا

کہ با گنج قاروں دہد عمر نوح
جو قارون کے خزانے کے ساتھ نوح کی عمر بخشے

بدہ تا برویت کشایند باز
دے تاکہ تیرے سامنے کھول دیں

در کامرانی و عمر دراز
کامیابی اور دراز عمر کا دروازہ

بیا ساقی آن ارغوانی قدح
اے ساقی! آ وہ ارغوانی پیالہ

کہ آید ز فیضش دل و جاں فرح
جس کے فیض سے دل اور جان فرحت حاصل کرے

بمن دہ کہ از غم خلاصم دہد
مجھے دے تاکہ غم سے وہ مجھے نجات دے

نشان رہ بزم خاصم دہد
خاص لوگوں کی محفل کا مجھے پتہ بتا دے

بیا ساقی آں مے کہ جاں پرور است
اے ساقی! آ وہ شراب جو جان پرور ہے

دل خستہ را ہمچو جاں درخور است
مجھ زخمی دل کے لیے جان کی طرح موزوں ہے

بدہ کز جہاں خیمہ بیروں زنم
دے تاکہ دنیا سے باہر خیمہ گاڑوں

سراپردہ بالائے گردوں زنم
آسمان پر خیمہ لگاؤں

بیا ساقی آں مے کہ حال آورد
اے ساقی! آ وہ شراب جو حال لائے

کرامت فزاید کمال آورد
کرامت بڑھائے اور کمال پیدا کرے

بمن دہ کہ بس بیدل افتادہ ام
مجھے دے کہ میں بہت بےدل ہوا پڑا ہوں

وزیں ہر دو بے حاصل افتادہ ام
اور ان دونوں سے خالی پڑا ہوں

بیا ساقی آں آب اندیشہ سوز
اے ساقی! آ وہ پانی جو فکر کو جلانے والا ہے

کہ گر شیر نوشد شود بیشہ سوز
اگر شیر پی لے تو کچھار جلا دے

بدہ تا روم بر فلک شیر گیر
دے تاکہ میں آسمان پر شیر پکڑنے والا بن کر جاؤں

بہم برزنم دام این گرگ پیر
اس پرانے بھیڑیے کا جال پھاڑ ڈالوں

بیا ساقی آں بکر مستور مست
اے ساقی! آ وہ پردہ نشین مست باکرہ

کہ اندر خرابات دارد نشست
جو شراب خانوں میں بیٹھی ہے

بمن دہ کہ بدنام خواہم شدن
مجھے دے کیونکہ میں بدنام ہونا چاہتا ہوں

خراب مے و جام خواہم شدن
شراب اور جام کا مرید ہونا چاہتا ہوں

---

۱ کاوہ ایک لوہار کا نام ہے کاویانی علم وہ جھنڈا کہلاتا تھا جو فریدوں بادشاہ کے پاس تھا
۲ دیر دیرینہ سے مراد دنیا ہے ۳ صلا کی آواز دے کر پکار کر بلانا ہے
۴ حضرت نوح کی عمر اور قارون کا خزانہ کثرت میں ضرب المثل ہے۔
۵ شراب کے بعد عالم بالا کی طرف پرواز اور دنیا سے بےپرواہی ہوتی ہے۔
۶ شراب پینے سے وجد کی کیفیت پیدا ہوتی ہے اور کرامت اور کمال کے مراتب بلند ہوتے ہیں۔
۷ گرگ پیر سے مراد آسمان ہے یعنی آسمان کے نظام کو درہم برہم کر کے جال پھاڑ ڈالوں۔
۸ بکر مستور پردہ نشین کنواری یعنی شراب۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

ساقی نامہ (۲)

بیا ساقی آں مے کہ حور بہشت
اے ساقی! آدہ شراب کہ جنتی حور نے
عبیر ملائک در آں مے سرشت
فرشتوں کی خوشبو اس شراب میں گوندھی ہے

بدہ تا بخورے بر آتش کنم
دے، تاکہ آگ پر کچھ عود ڈالوں
دماغ خرد را دمے خوش کنم
تھوڑی دیر کے لئے عقل کا دماغ خوش کروں

بیا ساقی آں مے کہ تیزی کند
اے ساقی! آ وہ شراب جو تیزی دکھائے
بباغ دلم مشک بیزی کند
میرے دل کے باغ میں مشک بکھیرے

بدہ تا بجوشم بیاد کسے
دے، تاکہ اس شخص کی یاد میں جوش کھاؤں
کہ ہست از غمش در دلم خوں بسے
جس کے غم سے میرے دل میں بہت خون اکٹھا ہے

بیا ساقی از مے ندارم گزیر
اے ساقی! مجھے شراب سے چارہ نہیں ہے
بیک جام باقی مرا دستگیر
ایک باقی جام سے میری دستگیری کر

کہ از دور گردوں بجاں آمدم
اس لئے کہ آسمان کی گردش سے میں جان سے عاجز آگیا ہوں
دواں سوئے دیر مغاں آمدم
دوڑ کے آتشکدے کی طرف بھاگتا ہوا آیا ہوں

بیا ساقی از کنج دیر مغاں
اے ساقی! مغوں کے آتشکدہ کے گوشہ سے نکل
مشو دور کز نجات گنج رواں
دور نہ جا کیونکہ گنج رواں اسی جگہ ہے

ورت شیخ گوید مرو سوئے دیر
اور اگر تجھ سے شیخ کہے کہ آتشکدہ کی طرف نہ جا
جوابش چہ گوئی بگو شب بخیر
تو اس کو کیا جواب دے گا! شب بخیر کہہ دے

بیا ساقی آں جام صافی صفت
اے ساقی! آ، وہ شفاف جام
کہ بر دل کشاید در معرفت
جو دل پر معرفت کا دروازہ کھول دے

بدہ تا صفائے دروں آورم
دے تاکہ مجھ میں اندرونی صفائی پیدا کر دے
دمے از کدورت بروں آورم
تھوڑی دیر کے لئے مجھے کدورت سے باہر نکال دے

بیا ساقی آں آتش تابناک
اے ساقی! آ وہ چمکتی ہوئی آگ
کہ زردشت میجویدش زیر خاک
جس کو زردشت خاک کے نیچے ڈھونڈتا ہے

بمن دہ کہ در کیش رنداں مست
مجھے دے اس لئے کہ مست رندوں کے مذہب میں
چہ دنیا پرست و چہ آتش پرست
کیا دنیا پرست اور کیا آتش پرست!

بیا ساقی اکنوں کہ شد چوں بہشت
اے ساقی! آ اب جبکہ بہشت کی طرح ہو گئی ہے
ز روئے تو ایں بزم عنبر سرشت
یہ عنبر زادہ مجلس تیرے رخ کی وجہ سے

خُذِ الجامَ لا تَخشَ فیہِ الجُناح
جام لے، اس بارے میں گناہ سے نہ ڈر
کہ در باغ جنت بود مے مباح
اس لئے کہ جنت کے باغ میں شراب حلال ہے

ساقی نامہ

۱ عبیر ایک خوشبو ہے جو صندل، گلاب اور مشک سے بنائی جاتی تھی۔
۲ بیزی: خوشبودار دھونی جو آگ، لوبان وغیرہ سے دی جاتی ہے۔
۳ گنج معنی گنج خسرو کے خزانہ کا نام ہے۔ مراد شراب ہے۔
۴ دیر سے مراد آتش کدہ ہے۔ یعنی رخصت کو شب بخیر کہہ کر رخصت کر دے۔
۵ زردشت آتش پرستی کے مذہب کا بانی ہے جو منوچہر کی نسل سے تھا۔ حکیم فیثا غورث کا شاگرد تھا۔ اسی کا قول ہے۔ آتش تابناک سے مراد شراب ہے۔ زیر خاک سے مراد خم ہے۔
۶ ساقی کے کہنے سے دنیا جنت بن گئی ہے اور جنت میں شراب پیا جاتا ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

بیا ساقی آں جامِ یاقوت وش ✽ کہ بر دل کشاید درِ وقتِ خوش
اے ساقی! آ، وہ یاقوت جیسا جام ۔ جو کہ دل پر اچھے وقت کا دروازہ کھولتا ہے

بدہ وایں نصیحت زمن گوش کن ✽ جہاں جملہ ہیچ است مے نوش کن
دے، اور یہ نصیحت مجھ سے سن لے ۔ دنیا سب ہیچ ہے، شراب پی

ساقی نامہ (۳)

بیا ساقی از بے وفائی عمر ✽ ببین وز مے کن گدائی عمر
اے ساقی! آ، عمر کی بے وفائی کو ۔ دیکھ، اور شراب سے عمر کی بھیک مانگ

کہ مے عمرِ باقی بیفزایدت ✽ درے ہر دم از غیب بکشایدت
اس لیے کہ شراب تیری باقی عمر کو بڑھا دے گی ۔ ہر وقت تیرے لیے غیب کا ایک دروازہ کھول دے گی

بیا ساقی از مے بنہ مجلسے ✽ کہ دنیا ندارد وفا با کسے
اے ساقی! آ، شراب کی ایک محفل جما ۔ اس لیے کہ دنیا کسی کے ساتھ وفا نہیں کرتی

کہ چوں بگذرد عمر و تو بگذری ✽ از و بازمانی و حسرت خوری
اس لیے کہ جب عمر اور تو گزر جائے گا ۔ اس سے رہ جائے گا اور حسرت کرے گا

بیا ساقی از مے طلب کامِ دل ✽ کہ بے مے ندارم من آرامِ دل
اے ساقی! آ، شراب سے دل کا مقصد طلب کر ۔ اس لیے کہ شراب کے بغیر مجھے دل کا آرام نہیں ملتا

گر از ہجرِ جاں تن صبوری کند ✽ دل از مے تواند کہ دوری کند
اگر جان کے ہجر پر جسم صبر کرے ۔ تو ہو سکتا ہے کہ دل شراب سے دوری اختیار کرے

بیا ساقی ایمن چہ باشی کہ دہر ✽ بر آنست کت خوں بریزد بقہر
اے ساقی! آ، مطمئن کب ہوتا ہے، اس لیے کہ زمانہ ۔ اس پر آمادہ ہے کہ ظلم سے تیرا خون بہا دے

دریں خوں فشاں عرصۂ رستخیز ✽ تو خونِ صراحی و ساغر بریز
جنگ کے اس خونریز میدان میں ۔ تو صراحی اور ساغر کا خون بہا

بیا ساقی از من مکن سرکشی ✽ کہ از خاکی آخر نہ از آتشی
اے ساقی! آ، مجھ سے سرکشی نہ کر ۔ اس لیے کہ آخر تو خاکی ہے، نہ کہ آتشی

قدح پر کن از مے کہ مے خوش بود ✽ خصوصاً کہ صافی و بیغش بود
شراب سے پیالہ بھر، اس لیے کہ شراب اچھی چیز ہے ۔ خصوصاً جو صاف اور خالص ہو

بیا ساقی آں راحِ ریحاں نسیم ✽ بمن دہ کہ نہ زر بماند نہ سیم
اے ساقی! آ، وہ ریحان کی خوشبو والی شراب ۔ مجھے دے، اس لیے کہ نہ سونا رہے گا نہ چاندی

زرے را کہ بیشک تلف در پے است ✽ بمے دہ کہ درمانِ دلہا مے است
جس سونے کے پیچھے بلا شبہ بربادی لگی ہے ۔ شراب میں خرچ کر دے اس لیے کہ دلوں کا علاج شراب ہے

ساقی نامہ

۱۔ مجھے کشمیر کا پیالہ دو اور نصیحت سن لو دنیا ہیچ ہے تم بھی پی لو۔
۲۔ زندگی کا لطف شراب پینے سے حاصل ہوتا ہے۔
۳۔ شراب پینے سے عمر بڑھتی ہے اور غیب کے راز کھلتے ہیں۔
۴۔ شراب سے جدائی ایسی ہی ہے جیسا کہ جسم کی روح سے جدائی۔
۵۔ دنیا خون ریز میدانِ جنگ ہے تو ساغر اور صراحی سے خون جیسی شراب لنڈھا۔
۶۔ آگ میں سرکشی اور خاک میں عاجزی ہوتی ہے آگ کی لپٹ اوپر کو جاتی ہے خاک زمین پر گرتی ہے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

بیا ساقی آں بادۂ لعل صاف
اے ساقی! آ وہ صاف لعل جیسی شراب
بدہ تا کے ایں شید و تزویر ولاف
دے دے کہ مکر اور جھوٹ اور لاف زنی کب تک!

ز تسبیح و خرقہ ملولم تمام
میں تسبیح اور گدڑی سے بالکل ملول ہوں
بہ رہن کن ہر دو را والسلام
دونوں کو شراب میں گروی کر دے والسلام

بیا ساقی آں بادۂ روح بخش
اے ساقی! آ وہ روح بخش شراب
بدہ تا نشینیم بر پشت رخش
دے، تاکہ ہم ابلق گھوڑے کی پشت پر بیٹھیں

تہمتن صفت رو بمیداں کنم
رستم کی طرح میدان کا رخ کروں
بکام دل آہنگ جولاں کنم
دل کی تمنا کے مطابق گھومنے کا قصد کروں

بیا ساقی از من برو پیش شاہ
اے ساقی! آ میری طرف سے شاہ کے پاس جا
بگویش ز من کاے شہ جم کلاہ
میری جانب سے اس سے کہہ کہ اے جمشید کے تاج والے بادشاہ

دل بینوایان مسکیں بجوی
بے سروسامان مسکینوں کی دلجوئی کر
پس آنگاہ جام جہاں بیں بجوی
پھر جام جہاں نما تلاش کر

بیا ساقی آں مے کز آں جام جم
اے ساقی! آ وہ شراب جس سے جمشید کا جام
زند لاف بینائی اندر عدم
عدم میں بینائی کی ڈینگیں مارے

بمن دہ کہ باشم بتائید جام
مجھے دے تاکہ میں جام کی تائید سے ہو جاؤں
چو جم آگہ از سر عالم تمام
آگاہ، جمشید کی طرح تمام دنیا کے رازوں سے

بیا ساقی آں جام پر کن زمے
اے ساقی! آ، وہ جام، شراب سے بھر
کہ گویم ترا حال کسرے و کے
کہ میں تجھ کو کسریٰ اور کیخسرو کے راز بتاؤں

بمستی تواں در اسرار سفت
مستی میں رازوں کے موتی بیندھے جا سکتے ہیں
کہ در بیخودی راز نتواں نہفت
اس لئے کہ بیخودی میں راز نہیں چھپایا جا سکتا ہے

بیا ساقی آں مے کہ عکسش ز جام
اے ساقی! آ وہ شراب کہ جس کا عکس جام سے
بکیخسرو و جم فرستد پیام
کیخسرو اور جمشید کو پیام بھیجتا ہے

بدہ تا بگویم بآواز نے
دے تاکہ میں بانسری کی آواز کے ذریعہ کہوں
کہ جمشید کے بود و کاؤس کے
کہ جمشید کب تھا اور کاؤس کب تھا!

بیا ساقی آں مے کہ شاہی دہد
اے ساقی! آ وہ شراب جو شاہی عطا کرے
بپاکی او دل گواہی دہد
دل اس کی پاکی پر گواہی دے

بمن دہ کہ تا گردم از عیب پاک
مجھے دے تاکہ میں عیب سے پاک ہو جاؤں
خرامم بعشرت بہ تیرہ مغاک
اندھیرے گڑھے میں عیش سے ٹہلوں

بیا ساقی آں جام چوں مہر و ماہ
اے ساقی! آ وہ جام جو چاند اور سورج کی طرح ہے
بدہ تا زنم بر فلک بارگاہ
دے تاکہ میں آسمان پر مجلس جماؤں

چو شد باغ روحانیاں مسکنم
جبکہ روحانیت والوں کا باغ میرا ٹھکانا بن گیا
دریں جا چرا تختہ بند تنم
تو اس جگہ میں اپنے جسم کا قیدی کیوں بنوں؟

۱؎ تسبیح اور خرقے سے رنجیدہ ہو چکا ہوں دونوں کو [illegible] شراب میں گروی کر دے۔

۲؎ رخش، رستم کا [illegible] سفید رنگ، چونکہ رستم کے گھوڑے کا ابلق رنگ تھا لہٰذا اس کے گھوڑے کو رخش کہتے تھے پھر مطلقاً گھوڑے کے معنی میں آنے لگا۔

۳؎ جام جم اگرچہ گم ہو چکا لیکن وہ شراب اگر اس کو میسر ہو جائے تو دوبارہ موجود ہو جائے۔

۴؎ وہ شراب دے جس کے پینے کے بعد شاہانہ مزاج ہو جائے۔

۵؎ روحانیوں کا ٹھکانا عالم بالا ہے۔ لہٰذا مجھے بھی عالم بالا میں پہنچنا چاہیے اور جسم کی قید سے آزاد ہو جانا چاہیے۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

بیا ساقی آں جام چوں سلسبیل
اے ساقی آ وہ جام جو سلسبیل کی طرح ہے
کہ دل را بفردوس باشد دلیل
جو دل کی جنت کی طرف رہنمائی کرتا ہے

بدستم دہ و روئے دولت ببیں
میرے ہاتھ میں دے اور دولت کا چہرہ دیکھ
خرامم کن و گنج حکمت ببیں
مجھے مست کر دے اور حکمت کا خزانہ دیکھ

بیا ساقی از بادہ ہائے کہن
اے ساقی! آ پرانی شرابوں سے
ز جام پیاپے مرا مست کن
پے در پے جام سے مجھے مست کر دے

بدستم کنی ان مے بے غشت
جبکہ تو مجھے اپنی خالص شراب سے مست کر دیگا
بمستی بگویم سرودِ خوشت
میں تیرے لئے اچھا گانا مستی میں گاؤں گا

اگر ہمچو جم جام گیری بدست
اگر تو جمشید کی طرح ہاتھ میں جام لے گا
ببینی دراں آئنہ ہرچہ ہست
اس آئینہ میں ہر موجود کو دیکھے گا

بمستی درِ پارسائی زنی
تو مستی میں پارسائی کا دروازہ کھٹکھٹائے گا
درِ خسروی در گدائی زنی ۱
فقیری میں بادشاہت کا دروازہ کھٹکھٹائے گا

کہ حافظ چو مستانہ سازد سرود
اس لیے کہ حافظ جب مستانہ گانا گاتا ہے
ز چرخش دہد زہرہ آوازِ رود
تو زہرہ فلک سے اسکو رود کی آواز سناتی ہے

بتاثیرِ صبح از طبقہائے نور
نور کے طبقوں سے صبح کی تاثیر کی وجہ سے
بگوش آیدم ہر دم از لفظِ حور ق
ہر وقت میرے کان میں حور کے الفاظ آتے ہیں

کہ اے خوشنوا مرغِ شیریں نفس
کہ اے شیریں نفس، خوش الحان پرندے!
بیفشاں پر و بال و بشکن قفس
پر اور بال جھاڑ، اور پنجرا توڑ ڈال

بیا تا خرد را قلم در کشیم
آ تاکہ ہم عقل پر قلم پھیر دیں
ز مستی بعالم علم در کشیم
عالم پر، مستی کا جھنڈا گاڑ دیں

ز جامے دمادم دمے دم زنیم
مے دے جام کا تھوڑی دیر کے لیے دم بھر لیں
ز مے آب بر آتشِ غم زنیم
شراب کا پانی غم کی آگ پر چھڑک دیں

یک امروز باید کہ مے خوریم
آج تھوڑی دیر کے لیے بے فکر شراب پی لیں
چو فرصت نباشد دگر کے خوریم
جب فرصت نہ ہوگی پھر کب پئیں گے؟

کہ آنہا کہ بزمِ طرب ساختند
اس لئے کہ جن لوگوں نے محفل طرب بنائی
بہ بزمِ طرب ہم نپرداختند
وہ خود محفل طرب میں نہ رہ سکے

بایں تختِ فیروزہ فیروز کیست
اس فیروزی تخت پر کون کامیاب ہے؟
ز ایامِ عمر آنکہ بہروز کیست
جو زندگی کے ایام سے راحت میں ہے کون ہے؟

دریغا جوانی کہ بر باد شد
اس جوانی پر افسوس ہے جو برباد ہو گئی
خنک آنکہ از عالم آزاد شد
وہ آرام سے ہے جو دنیا سے آزاد ہو گیا

لے مجھے شراب پلا تاکہ تجھے حکمت کی باتیں سنا سکوں۔ میں مستی میں تیرے لیے گانا گاؤں گا۔ مستی میں پارسائی ختم ہو جاتی ہے اور انسان گدائی میں بادشاہی کرتا ہے۔ صبح کے وقت نور کے طبقات سے حور کی آواز کانوں میں آتی ہے جس کا بیان اگلے شعروں میں ہے۔ آگ پر پانی ڈالنا یعنی اس کو بجھانا۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

ساقی نامہ (۴)

بدہ ساقیا مے کہ تا دم زنیم | قلم بر سر ہر دو عالم زنیم
اے ساقی! شراب دے تاکہ ہم سانس لیں | دونوں جہان کے سر پر قلم پھیر دیں

سبک باش و در طبل گرانم بدہ | وگر فاش نتواں نہانم بدہ
چست ہو، اور مجھے بھاری پیالہ دے | اگر کھلم کھلا نہ ہو سکے، تو چھپا کر دے

کہ ایں چرخ و ایں انجم آبنوس | بے یاد دارد چو بہرام و طوس
اس لیے کہ یہ آسمان اور یہ آبنوس رنگ ستارے | بہرام اور طوس جیسے کو خوب یاد رکھتے ہیں

کے کوزدے کوس بر پشت پیل | زدندش بناکام طبل رحیل
وہ شخص جو ہاتھی کی پشت پر نقارہ بجاتا تھا | ناکامی کے ساتھ اس کے کوچ کا انھوں نے نقارہ بجایا

جز ایں مرکز ہفت پرکار نیست | جز ایں ہفت پرکار زرکار نیست
سات پرکاروں کے اس مرکز کے علاوہ کچھ نہیں ہے | ان ساتوں پرکار کے سوا کوئی جادوگر نہیں ہے

تو در خانۂ ششدری ششدری | کہ وا ماندہ تا بنگری بگذری
تو اس چھ دروازے والے گھر میں پریشان ہے | کہ وہ رہے گا، جب تک تو دیکھے گا اور چلا جائے گا

بر ایوان شش طاق خضرا نشیں | بمنزل گہ جاں نشیمن گزیں
چھ سبز محرابوں والے محل پر بیٹھ | جان کی منزل میں گھر تو بنا

بدہ ساقی آں آب آتش نشاں | ازاں پیش کز ما نیابی نشاں
اے ساقی! وہ آگ بجھانے والا پانی دے | اس سے قبل کہ تو ہمارا نشان کہیں نہ پائے

کہ در آتش ست ایں دل روشنم | ہمانا کہ آبے بر آتش زنم
کیونکہ میرا یہ روشن دل آگ میں ہے | شاید کہ میں آگ پر کچھ پانی چھڑکوں

کہ فیروز فرخ منوچہر چہر | شنیدم کہ در عہد بوذرجمہر
اس لیے کہ منوچہر کا بیٹا مبارک چہرے والا | میں نے سنا ہے کہ بوذرجمہر کے زمانہ میں

نوشتہ است بر جام نوشیرواں | کہ بگذرائے از جام نوشیں رواں
نوشیرواں کے جام پر لکھا ہوا ہے | کہ گزریں، جام سے مدعا کو بڑھا

اگر پور زالی وگر پیر زال | بدستاں نمانی شوی پایمال
خواہ تو زال کا بیٹا ہے، خواہ بڈھی عورت | مکر سے تو نہ بچے گا، پامال ہو جائے گا

زمن بشنو اے پیر آموزگار | مکن تکیہ بر گردش روزگار
اے سکھانے والے بوڑھے مجھ سے سن لے | زمانہ کی گردش پر بھروسہ نہ کر

کہ ایں منزل درد و جائے غمست | دریں داگہ شادمانی کمست
کہ یہ درد کی منزل اور غم کی جگہ ہے | اس جال کی جگہ میں خوشی کم ہے

۱؎ ہم سب شراب پی کر دنیا اور آخرت کے جھگڑے سے آزاد ہو جائیں۔
۲؎ انجم آبنوس اس لیے کہا ہے کہ آسمان سیاہ آبنوس کی طرح ہے جس میں تارے نظر آتے ہیں۔ طوس اور بہرام گور بادشاہ کا پوتا تھا۔
۳؎ ہفت پرکار سے ساتوں آسمان مراد ہیں۔ تمام انقلابات اور تغیرات انہیں کی بدولت ہیں۔ اس لیے آسمان کی سختی ضرب المثل ہے۔
۴؎ خانۂ ششدر سے مراد دنیا ہے اس لیے کہ اس کی چھ سمتیں ہیں۔ شش طاق خضرا سے مراد چھ آسمان ہیں۔
۵؎ منوچہر ایک بہت پرانے وقتوں کا بادشاہ گزرا ہے۔ بوذرجمہر نوشیرواں شاہ ایران کا مشہور وزیر ہے۔
۶؎ پور زال یعنی زال کا بیٹا مراد رستم ہے جو زال کا بیٹا تھا۔

http://www.muftbooks.blogspot.com/

بدیں شاد مانیم کز درد و غم | ندا ریم غم گر ندا ریم کم
ہم اس پر خوش ہیں کہ درد اور غم کی وجہ سے | ہمیں غم نہیں اگر ہمارے پاس کچھ بھی نہیں ہے

بدہ ساقی آں لعل یاقوت رنگ | کہ بُرد از رُخ لعل و یاقوت رنگ
اے ساقی! وہ یاقوت جیسے رنگ والا لعل دے | جس نے لعل اور یاقوت کے رخ سے رنگ اڑا دیا ہے

رواں ور دہ آں مے چو آبِ رواں | نہ آبِ رواں کافتابِ عیاں
فوراً وہ شراب دے جو بہتے پانی کی طرح ہے | نہ صرف بہتے پانی کی طرح بلکہ روشن آفتاب کی طرح ہے

شہانیکہ اینجا نشستند شاد | برفتند و از کس نہ کردند یاد
وہ بادشاہ جو اس جگہ خوش بیٹھے | وہ چلے گئے اور انھوں نے کسی کو یاد نہ کیا

کدام ست جامِ جم و جم کجاست | سلیماں کجا رفت و حاتم کجاست
جامِ جم کون سا ہے، اور جمشید کہاں ہے؟ | سلیمان کہاں گیا، اور حاتم کہاں ہے؟

کہ میداند از فیلسوفان کے
فلسفیوں میں سے کون جانتا ہے؟

کہ جمشید کے بود و کاؤس کے
کہ جمشید کب تھا اور کاؤس کب تھا؟

ختم شد

۱؎ ہمیں یہ خوشی ہے کہ درد سے ہم ایسے دوچار ہیں کہ مفلسی کا غم نہیں ہے۔
۲؎ ہمیں فوراً وہ شراب دے جس کو جاری پانی بلکہ چشمۂ آفتاب کہا جائے۔
۳؎ جو بادشاہ بڑی خوشی سے زندگی بسر کیا وہ بھی دنیا سے چلے گئے جمشید دارا کا جام اور سلیمان بعد حاتم۔

کتابت: منشی نذیر الدین میرٹھی
مکتبہ جوہر دہلی

http://www.muftbooks.blogspot.com/

ہماری معیاری اور خوبصورت کتب

- **موطا امام محمد** رحمۃ اللہ علیہ
  ترجمہ: مولانا محمد یٰسین قصوری
- **امام احمد رضا اور علمائے لاہور**
  ڈاکٹر مجید اللہ قادری
- **کشف المحجوب**
  ترجمہ: مفتی سید غلام معین الدین نعیمی
- **احیاء العلوم**
  ترجمہ: علامہ محمد صدیق ہزاروی
- **بہجۃ الاسرار**
  مصنف: حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ
- **کیمیائے سعادت**
  ترجمہ: مولانا سعید احمد نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ
- **ہشت بہشت**
  مجموعہ خواجگان چشت اہل بہشت
- **منہاج العابدین**
  ترجمہ: مولانا سعید احمد نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ
- **ملفوظات** اعلیٰ حضرت
  مرتب: مولانا محمد مصطفےٰ رضا خان رحمۃ اللہ علیہ
- **مکتوبات امام ربانی** رحمۃ اللہ علیہ
  مصنف: حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ
- **تذکرہ اولیاء پاک و ہند**
  ڈاکٹر ظہور الحسن شارب
- **تاریخ الخلفاء**
  ترجمہ: حضرت شمس بریلوی رحمۃ اللہ علیہ
- **شمائل ترمذی**
  ترجمہ: مولانا محمد صدیق ہزاروی
- **نفحات الانس**
  حضرت عبد الرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ
- **تذکرہ حضرت امام اعظم** ابو حنیفہ
  میاں جلیل احمد شرقپوری
- **عوارف المعارف**
  حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ
- **قرآنی علوم**
  عبد الواجد قادری
- **غنیۃ الطالبین**
  ترجمہ: حضرت شمس بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

پروگریسو بکس ۴۰-بی، اردو بازار لاہور
فون: ۷۳۵۲۷۹۵